وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا ... إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابنِ خلدون

خلافت بنو عباس

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲ھ - ۸۰۸ھ)

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

تاریخ ابنِ خلدون

حصہ چہارم

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

سہیل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-۹۱

تاریخ ابن خلدون

حصہ سوم چہارم یکجا

خلافتِ بنو عباس

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سفاکی، اسلامی سلطنت کے نئے دارالخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابو مسلم خراسانی کی سرکشی، نبوت کے دعویدار ابن مقنع کا خروج، مشرقی دنیا کے نامور خانوادے البرامکہ کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کی کشمکش سے لیکر المقتعد مکتفی باللہ تک مسلمانوں کے تمدن آفرین دور کے حالات وواقعات۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے ◉ ترجمہ: حکیم احمد حسین الٰہ آبادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

كتاب العبد وديوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التريعني علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت ذالی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست

حصہ اول

اِسلامی تاریخ کا تمدّن آفریں دور

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کو اردو میں جدید ترتیب وتبویب سے شائع کرنے کا شرف نفیس اکیڈیمی کی قسمت میں لکھا تھا۔ اس کے دو حصے رسولؐ اور خلفائے رسولؐ اور خلافت معاویہ وآل مروان شائع ہو کر تاریخ اسلام کے شائقین سے خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ آج ہم بڑے فخر کے ساتھ اس کا تیسرا حصہ خلافت بنو عباس (حصہ اول) آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ حصہ خلافت بنو عباس کے عروج کی داستان ہے۔ بنو عباس کا زمانہ بجا طور پر اسلامی تاریخ کا یہ سنہرا دور کہلاتا ہے اور صرف دل فریب ہی نہیں طویل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخی ربط وتسلسل قائم رکھنے اور طالب علموں کی آسانی کے لئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ خلافت بنو عباس کے بانی ابو جعفر عبداللہ المنصور السفاح سے لے کر علی بن معتضد مکتفی باللہ کے عہد تک پھیلا ہوا ہے۔ آل مروان سے بنو عباس کی طرف خلافت کے انتقال کی داستان درد انگیز ہی نہیں عبرت ناک بھی ہے۔ اسلامی سلطنت کے نئے دارالخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر اور عظمت' خراسان کے نقاب پوش پیغمبر ابن مقنع کا ظہور وخروج' تاریخ اسلام کے اس زیرک سائنسدان اور شعبدہ باز کے اشارے' چاہ نخشب سے چاند کا طلوع کرنا اور مہدی عباسی کے ہاتھوں اس مکار کا خاتمہ۔ ہارون الرشید اور مشرقی دنیا کی نامور ملکہ زبیدہ اور ہارون الرشید کے بیٹوں امین اور مامون کی خلافت کے لئے کشمکش' آل برامکہ کی علم دوستی اور فیاضی کے حیرت انگیز حالات غرض کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا بڑا اہم ترین زمانہ ہے اور یہ ہر دو مؤرخ کے بس کی بات نہیں کہ علامہ ابن خلدون کی سی بالغ نظری اور ژرف نگاہی سے تاریخ کے اس دور کا مطالعہ کرے اور اس قدر عمدگی کے ساتھ اس کو بیان بھی کر دے۔

پانچواں حصہ امیران اندلس اور خلفاء مصر کے آغاز وانجام' چھٹا حصہ عثمانی سلاطین اور ساتواں حصہ ۸۰۲ھ تک کے عجیب وغریب واقعات کا دل کش مرقع ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس تاریخ سلسلے کو تشکیل پاکستان تک بڑھا کر ہر اعتبار سے مکمل کر دیا جائے۔ اس کے بعد تاریخ کے طالب علم کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں گے۔

تاریخ ابن خلدون کے پہلے دو حصوں کی طرح اس حصے کو بھی فاضل مترجم جناب علامہ حکیم احمد حسین صاحب عثمانی نے اردو قالب میں ڈھالا ہے اور اس کی ترتیب وتبویب کا کام جناب شبیر حسین صاحب قریشی' لیکچرار اردو کالج کراچی نے بحسن وخوبی ادا کیا ہے۔

آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے دس کروڑ سے زائد توحید پرست ایسے نازک دور سے

ہیں جس میں تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ماضی کی روشنیاں حال کا سینہ چیر کر مستقبل کی منزلیں دکھاتی ہیں۔ ہر قوم کی تاریخ ایسی رنگین ریشمی ڈوری کی حیثیت رکھتی ہے جسے لگام کی طرح تھام کر آنے والی نسلوں کے تازہ دم قافلے بے خوف و خطر مستقبل کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے یہ راز فاش ہوتا ہے کہ روئے زمین کی ساری قومیں بابلی' آشوری' کلاودی' مصری' یونانی' ایرانی اور رومی کسی زمانے میں تھے۔ لیکن آج ان کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ اس کے خلاف تیرہ طویل صدیوں کے گرد و غبار مسلمانوں کے قومی خدوخال کو متاثر کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ مسلمان ماضی کی طرح آج بھی زندہ و پائندہ ہیں جن قوموں کو تاریخ کے کسی موڑ پر ان پراسرار غازیوں سے واسطہ پڑا ہے وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ موسیقار کی طرح مسلمان بھی اپنے نفس کی آگ میں جل کر نئی نوخیز نسل پیدا کرنے کا اہل ہے۔ اس کے پروبال آج بھی مضبوط اور کشادہ ہیں اور طوفان حوادث کا ہر جھونکا ان کی بلندیوں میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جغرافیائی محل وقوع اور فوجی و سیاسی حیثیت سے تاریخ عالم نے پاکستان کو ایسا مقام عطا کر دیا ہے کہ ساری اسلامی دنیا کی نظریں پاکستانیوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ہم ایک نئے تابناک اسلامی مستقبل کے نقیب ہیں۔ ہمیں اپنے پاؤں سے ناکامیوں کا گرد و غبار جھاڑ کر آگے اور آگے بڑھنا ہوگا اور تاریخ ابن خلدون کا مطالعہ ہمیں نئی منزلیں دکھائے گا۔

و ما علینا الا البلاغ

اسمائے خلفاء اور زمانۂ حکومت

۱۔ عبداللہ بن محمد السفاح

۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

۲۔ ابوجعفر عبداللہ المنصور

۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

۳۔ محمد بن منصور المہدی

۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

۴۔ موسیٰ بن مہدی الہادی

۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

۵۔ ابوجعفر ہارون الرشید بن مہدی

۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

۶۔ امین محمد ابوعبداللہ بن ہارون الرشید

۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

۷۔ عبداللہ بن ہارون الرشید المامون

۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

۸۔ محمد بن ہارون الرشید معتصم باللہ

۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

۹۔ ہارون بن معتصم واثق باللہ

۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

۱۰۔ جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ

۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

۱۱۔ محمد بن متوکل منتصر باللہ

۲۴۷ھ تا ۲۴۸ھ

۱۲۔ احمد بن معتصم مستعین باللہ

۲۴۸ھ تا ۲۵۱ھ

۱۳۔ ابوعبداللہ محمد بن متوکل معتز باللہ

۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

۱۴۔ محمد بن واثق مہتدی باللہ

۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

۱۵۔ احمد بن متوکل معتمد علی اللہ

۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

پیش لفظ

مولانا سیّد عبد القدوس ہاشمی

علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کتاب العبر کا یہ حصہ اس دور کی داستان ہے جو تاریخ اسلام میں خلافت بنی عباس کا زمانہ کہلاتا ہے۔

بنی عباس یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ابوالعباس السفاح کے ہاتھ پر ۱۳۲ھ میں بیعت ہوئی اور مروان بن الحکم کی اولاد میں سے آخری فرماں روا مروان ثانی اسی سال قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح مروانی خلفاء کا دورِ حکمرانی ختم ہوا اور عباسی خلفاء کا دور شروع ہوا۔ انتہائی پستی و اضمحلال کے مختلف ایام سے گزرتا ہوا خلافت بنی عباس کا زمانہ بغداد میں بربادی بغداد (۶۵۶ھ) تک قائم رہا اور اس کے بعد بھی برائے نام ہی سہی لیکن عباسی خلافت قاہرہ میں زندہ کی گئی اور سن ۹۲۳ھ تک قائم رہی جب کہ خلیفہ المتوکل الثانی نے سلطان سلیم العثمانی کے ہاتھوں پر بیعت کر کے خلافت کا منصب عثمانی سلطان کے سپرد کر دیا۔

اس کے بعد سے ترکی سلاطین عثمانی خلفائے اسلام سمجھے جاتے رہے اور امیر المومنین کہلاتے رہے۔ ایران کی حکومت کے سوا اور ساری دنیا کے مسلمان ان ترک سلاطین سے خلیفہ سمجھ کر محبت و عقیدت رکھتے تھے اور خادم حرمین شریفین ہونے کی بنا پر ان کا خاص احترام کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ۱۳۳۲ھ تا ۱۳۳۷ھ کی جنگ عظیم میں ترکوں نے شکست کھائی اور اتاترک کی قیادت میں ایک جدید ترکی حکومت پیدا ہوئی۔ اس جدید ترکی حکومت نے عربوں کی بے وفائی کی ضد میں آ کر اپنی بنیاد نسلیت پر رکھی اور ۱۳۴۲ھ میں خلافت کا ادارہ ہی توڑ دیا۔

دنیا کے عام مسلمانوں نے اس سے پہلے شریف حسین ہاشمی کی غداری کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھا تھا اور حکیم الاسلام علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

"بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش"

اب جو اتاترک نے خلافت کا حکم جاری کر کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید ثانی کو ترکی سے جلاوطن کر دیا تو پھر علامہ اقبالؒ سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے بڑے ہی درد کے ساتھ کہا:

رع پھاڑ ڈالی ترک ناداں نے خلافت کی قبا

اس طرح خلافت اسلامی کا ادارہ جو ۱۱ھ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وجود میں آیا تھا اور ۱۳۳۱ سال بعد ۱۳۴۲ھ میں ختم ہو گیا۔

اس طویل زمانہ میں سے ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ پانچ سو چوبیس سال کا زمانہ خلافت عباسی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اگرچہ اسی مدت میں ان کے مدمقابل فاطمیوں نے بھی اپنی خلافت قائم کی اور ایک طویل مدت تک جاہ و جلال کے ساتھ فاطمیوں کی خلافت قائم بھی رہی اسی طرح دور افتادہ اسلامی حکومت اندلس بھی عباسی خلفاء کے قبضہ سے ہمیشہ ہی باہر رہی بلکہ عبدالرحمٰن الناصر کے بعد سے تو اندلس کے مروانی یا اموی فرماں روا اپنے علاقے میں خلیفہ ہی بن گئے اور امیرالمومنین کے لقب سے ملقب ہو گئے لیکن عام طور سے ساری دنیا نے عباسیوں ہی کو حقیقتاً خلیفہ سمجھا۔

یہ عباسی خلافت کن حالات میں قائم ہوئی اور کیسے قائم ہوئی۔ یہ تاریخ اسلامی کا بڑا واقعہ ہے۔ کس طرح مروانی خلفاء کے ہاتھ سے اقتدار نکل کر عباسیوں کے ہاتھوں میں آیا۔ کن کن موثرات نے کام کیا۔ کیا کیا تحریکیں چلائی گئیں۔ یہ سب ایک بڑی طویل داستان ہے جسے آپ دنیا کے سب سے بڑے مؤرخ اور فلسفۂ تاریخ کے بانی علامہ ابن خلدون کی لکھی ہوئی تاریخ کے اس حصہ میں پڑھیں گے جس کے اردو ترجمہ کا سرورق خلافت بنی عباس (حصہ اول) ہے اور اسی طرح اس پانچ سو سالہ حکومت کے زوال کی داستان آپ کو خلافت بنی عباس حصہ دوم میں ملے گی۔ غور سے پڑھیے اور دیکھئے کہ نسل و وطن کے خونی دیوتاؤں نے کس طرح انسانی خون سے کھیلا ہے۔ شاید ان ہی داستانوں سے متاثر ہو کر حکیم مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا۔

از نسب بنیاد تعمیر امم
باوطن وابستۂ تقدیر امم
ملت ما را اساس دیگر است
آں اساس اندر دل ما مضمر است

جس اساس پر اُمت اسلامیہ کی بنیاد قائم ہے۔ اُس کے خلاف نسلی افتخار کے مسلسل پروپیگنڈہ نے مروانیوں کی حکومت کو کمزور کرنا شروع کیا۔ عرب و عجم کی وطنی تقسیم نے اس زہریلے درخت کی آبیاری کی اور ابو مسلم خراسانی کی تنگ ظرفی نے ہزاروں کا خون بہا کر اولاد رسولؐ کے نام کا واسطہ دے دے کر وہ زمین ہموار کی جس میں علویوں نے اپنی حکومت کا درخت لگانے کی اور پھلنے پھولنے کی جھوٹی آس لگا رکھی تھی۔ لیکن جب اقتدار کی منتقلی کا وقت آیا تو دنیا نے دیکھا کہ اقتدار علویوں کے ہاتھوں میں نہیں منتقل ہوا بلکہ عباسیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا ہے اور سب سے پہلے عباسی فرماں روا نے نہ صرف امویوں کو چن چن کر قتل کیا بلکہ امویوں کے خلاف کام کرنے والے اپنے بھائیوں اور کام کرنے والے مریدوں یعنی علویوں کا خون بہانے میں بھی کوئی کمی نہیں کی اور اس قدر خوں ریزی کی کہ تاریخ کی زبان میں السفاح یعنی خوں ریز کا لقب پایا۔

عباسیوں کے دور میں یہ تو ہوا کہ اقتدار حکومت پر عرب کی بجائے اہل عجم چھا گئے۔ عربی سادگی اور اسلامی

مساوات افسانہ بن گئی اس کی جگہ تجمل تکلف اور طبقہ داری نظام رائج ہو گیا۔ مگر علویوں کے حصہ میں اس کے بعد بھی بار بار کی ناکام بغاوت اور کچلے جانے کے سوا کچھ نہ آیا۔ اگرچہ عباسی خلافت قائم ہو جانے کے بعد بھی طالبیوں نے بار بار فوجی بغاوتیں کیں مگر کامیابی کبھی نہ ہو سکی۔

ایسا کیوں ہوا۔ اس کے کیا وجوہ واسباب تھے؟ اس کی تفصیلات آپ کو تاریخ کے صفحات پر نظر آئیں گی۔ آپ دیکھیں گے کہ اس اُمت کو نسل پرستی سکھائی نہیں گئی تھی۔ اس لیے برگزیدہ نسل کا یہودی نظریہ مسلمانوں کی انتہائی بے راہ روی کے باوجود اہل علم کی محفل میں قبولیت کا مقام حاصل نہ کر سکا۔

دورِ توسیع: جب کوئی قوم زیادہ بہتر نظریہ حیات اور اعلیٰ درجہ کا تصور اجتماع لے کر صفحہ عالم پر جلوہ افروز ہوتی ہے تو اس کا ابتدائی دور اس نظریے کو عام کرنے اور اس تصور اجتماع کو دوسروں تک پہنچانے میں صرف ہوتا ہے۔ اس میں جہاں قوت کے ذریعہ رکاوٹ پیدا ہوتی ہے وہاں فوجی ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے ورنہ مال تجارت کی طرح نظریہ حیات اور تصور اجتماع بھی سیاحوں کے ساتھ تاجروں کے ساتھ طالب علموں اور پروفیسروں کے ساتھ ملکوں ملکوں اور شہروں شہروں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ یہ دور کسی قوم کا دور توسیع یا پھیلاؤ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ لازمی طور پر اس کے ساتھ ہر جگہ کشور کشائی نظریہ حیات کی تبدیلی کا سبب بھی بن جائے۔

مسلمانوں کا یہ دور توسیع عہد رسالت ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ خلفائے راشدینؓ اور بنو امیہ نے اس کو پوری قوت کے ساتھ آگے بڑھایا اور ہر ممکن ذریعہ سے اسلام کا پیغام دنیا کے دور دراز ملکوں تک پہنچایا۔ علامہ اقبال مرحوم نے شکوہ میں اس کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے۔

محفل کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے
کوہ میں دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے

ایک دوسرے بند میں کہتے ہیں:

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

مسلمانوں کا یہ دور توسیع بنو امیہ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بنو عباس کے دور میں پھیلاؤ تو کیا ہوتا سارے عالم اسلامی کو ایک جھنڈے تلے رکھنا بھی ان سے ممکن نہ ہو سکا۔ اندلس پہلے ہی دن سے الگ ہو گیا۔ سندھ سمرقند اور مغرب کا حصہ کچھ دنوں کے بعد ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا اور اس کے بعد تو نہ جانے کتنے ہی ٹکڑے ہو گئے۔

بنو عباس کے دور خلافت میں ہر چیز میں ایک ٹھہراؤ سا پیدا ہو گیا اور اس ٹھہراؤ کا لازمی نتیجہ طبقہ واریت اور تکلفات زندگی پوری قوت کے ساتھ نشوونما پانے لگی۔ صنائع اور علوم کی بہتات اور تمدنی جاہ و جلال کی فراوانی ہمیشہ ٹھہراؤ کے زمانے ہی

میں ہوتی ہے۔ اس لئے شہر بغداد کا اس زمانے میں دنیا کا حسین ترین' متمدن ترین اور مہذب مرکز علوم ہونا ضروری تھا اور واقعہ ہو بھی گیا۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید کے جس بغداد کا نقشہ الف لیلہ کی داستانوں میں کھینچا گیا ہے وہ اگرچہ تمام تر صحیح نہیں۔ لیکن بالکل ہی بے بنیاد بھی نہیں ہے۔ داستان سرا نے ذوقِ داستان سرائی کے ماتحت ایسی پرکاری سے کام لیا ہے کہ خوابوں کی دنیا معلوم ہوتی ہے لیکن عباسیوں کا بغداد حقیقتہً بھی اس سے بڑا ہی قریب تر تھا۔ ابونواس کی شاعری اسحاق الندیم کی داستان گوئی' کسائی کی زبان دانی' طفیلیوں کے لطائف اور اسی کے ساتھ ساتھ امام وکیع کی جرح و تعدیل' امام شیبانی کی قانونی موشگافیاں یہ سب ہارون الرشید کے بغداد ہی میں ہوا کرتی تھیں۔

تمدن کے ارتقاء کا مطالعہ کرنے کے لئے عباسیوں کا دور سب سے بہتر دور ہے اور اس میں سے تقریباً دو سو سال کا ابتدائی زمانہ بہت ہی اہم زمانہ ہے۔ اسی زمانے میں اسلامی عربی شاعری نے ارتقائی منازل طے کئے' تجرباتی علوم پر دوسری زبانوں سے کتابیں ترجمہ کی گئیں۔ خود عربی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ پارچہ بافی' کاغذ سازی' سفال گری' سادہ کاری اور زردوزی نے ترقی کی۔ فن طب' کیمیا' طبعیات اور نباتات پر بڑے بڑے تجربے کئے گئے۔ بڑی بڑی درس گاہیں قائم ہوئیں۔ عربی زبان کے قواعد مرتب ہوئے۔ لغت کی کتابیں لکھی گئیں' حدیث کے جو مجموعے پہلے سے موجود تھے ان کو ملا کر بڑی بڑی کتابیں بنائی گئیں۔ اسلامی قوانین (فقہ) اور اس کے اصول وجود میں آئے۔

آپ تاریخ ابن خلدون میں سے ان دو حصوں کو مطالعہ کرتے ہوئے جن میں عہد عباسی کی تاریخ درج ہے۔ عروج و زوال دونوں کی صورتیں بڑی صاف اور نمایاں دیکھ سکیں گے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اسے دلچسپ بھی پائیں گے اور چشم کشا بھی۔ آپ جہاں یہ دیکھ سکیں گے کہ خلافت بنی عباس کن حالات اور کن اسباب کی بنا پر قائم ہوئی۔ وہاں آپ سے وہ اسباب بھی پوشیدہ نہ رہ سکیں گے جو کسی حکومت کے زوال کو ایک فیصلہ قضا و قدر کی طرح ضروری بنا دیتے ہیں۔

اللّٰهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلاً و ارزقنا اجتنا به

[illegible]

باب ۱:

تحریک شیعان علی

ابتداء دولت شیعہ: سمجھ لو کہ دولت شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کا خیال یہ ہوا کہ ہم ہی حکومت و فرماں روائی کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی نفوس کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے سوا قبیلہ قریش میں کوئی شخص اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

واقعہ قرطاس: صحیح میں وارد ہوا ہے کہ عباسؓ نے علیؓ سے اس دورمیں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) مشورتاً کہا تھا جس میں آپ نے وفات پائی ہے کہ آؤ ہم اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور یہ دریافت کریں کہ آپ کے بعد زمام حکومت اسلام کس کے ہاتھ میں ہوگی؟ اگر ہمارے قبضہ میں رہے گی ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا دوسروں کے اختیار میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت علیؓ بولے یہ مناسب نہیں ہے! اگر ہم اس سے روک دیئے گئے تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے۔ صحیح میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے ارشاد فرمایا تھا: ''آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں تا کہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو''۔ صحابہؓ نے جو اس وقت حاضر خدمت تھے فرمان لکھانے میں اختلاف کیا باہم بحث و مباحثہ کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فرمان عالی شان نہ لکھا گیا۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریر فرمان کے مابین بوجہ اختلاف اور شور و غوغا صحابہؓ کے واقع ہوا۔

اس سے شیعہ نے سمجھ لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیت علیؓ کے حق میں کی ہے۔ حالانکہ اس کی صحت کسی وجہ سے اس حد تک تحقیق نہیں ہوئی کہ جس کی طرف پوری توجہ کی جائے اور بے شک عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا کافی ہے۔ یہی بات اہل بیعت اور ان کے ہوا خواہوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

فرمان فاروقی: منجملہ اس کے جو اہل آثار نقل کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ فاروق نے ابن عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ''چونکہ تمہاری قوم (یعنی قریش) نے یہ نہیں چاہا تھا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے اس وجہ سے وہ تم سے کبیدہ خاطر ہوئے''۔ ابن عباس نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی طرف داری کا خیال تھا اس کے موافق کہا۔ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ

اس امر سے آگاہ تھے کہ اہل بیت کے دلوں میں امر خلافت اور ان کے قبضہ میں اس کے نہ جانے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

قصہ شوریٰ: قصہ شوریٰ میں یہ ہے کہ ایک گروہ صحابہؓ کا جو حضرت علیؓ کا ہوا خواہ تھا اور وہ لوگ انہیں کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے لیکن جب خلافت دوسرے کے قبضہ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا مثلاً زبیر، عمار بن یاسر اور مقداد بن اسود وغیرہم۔ مگر چونکہ ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوت اسلامی کا بہت بڑا خیال تھا اس وجہ سے مشوروں میں سوائے تاقف و تاسف کے اور کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا گیا۔

حضرت عثمان کی مخالفت: پھر جب حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو برہمی پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علیؓ کی تعریف و توصیف کرتا تھا، حضرت عثمانؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؓ کو خلافت نہ دی تھی۔ ایسے ایسے طعن کرتا تھا جس سے خود حضرت علیؓ راضی نہ تھے اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علیؓ کے سوا اور لوگ بغیر کسی استحقاق کے خلیفہ بنائے گئے۔ عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہر بدر کیا، مصر پہنچا ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال والوں کا مجتمع ہو گیا جو اس بارے میں غالی اور مذاہب فاسدہ کے قبول کرنے کی طرف مائل تھا مثلاً خالد بن ملجم، سوذان بن حمران اور کنانہ بن بشر وغیرہ۔ اس کے بعد خلافت علیؓ کی بیعت ہوئی تھی پھر واقعہ جمل و صفین پیش آیا۔ خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور علیحدہ ہو گئے اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ جنگ معاویہ میں مرنے پر تیار ہو گئے۔

امام حسنؓ کی بیعت: اس اثناء میں حضرت علیؓ شہید کر ڈالے گئے اور آپ کے لڑکے حسنؓ کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ امام حسنؓ نے مصالحتاً زمام حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی شیعہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ خفیہ طور سے استحقاق اہل بیت اور ان کی امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسن سے بھی اسی وجہ سے ناراض ہو گئے۔ امام حسین کو طلبی کا خط لکھا آپ نے سردست آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ معاویہ کے مرنے کے بعد اس اقرار کو پورا کروں گا۔ اس وقت شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو مقرر کیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

امیر معاویہ کی سیاست: ایک مدت تک شیعہ اسی حالت پر رہے اور امیر معاویہؓ ان کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو بہ نظر سیاست ملکی شہر بدر کر دیتے تھے اور جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع قمع بھی کر دیتے تھے جیسا کہ حجر بن عدی اور ان کے ہمراہیوں کے ساتھ کیا گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے امیر معاویہ اور اہل بیت کے راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور ان کے دعوائے تقدم و استحقاق سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے منہ نہ آتا تھا یہاں تک کہ امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کی تخت نشینی: یزید کے زمانے میں امام حسینؓ نے خروج کیا اور آپ کا واقعہ شہادت جیسا کہ مشہور ہے پیش آیا۔ یہ واقعہ اسلام میں نہایت شنیع گزرا ہے جس سے علی العموم مسلمانوں کے قلوب بھر آئے شیعوں نے اس میں بے حد غلو کیا اور اس شخص پر اعلانیہ طعن و تشنیع کرنے لگے جو اس امر کا متولی ہوا تھا یا ان کی امداد سے رک گیا تھا پھر اس امر پر باہم ملامت کرنے

لگے کہ امام حسین کو خود ان لوگوں نے ضایع کرڈالا خود بلایا اور ان کی مدد نہ کی خود کردہ پشیمان ہوکے مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ان کے معاوضہ خون لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

توابین: اس خیال سے اپنے آپ کو توابین کے نام سے موسوم کیا اور بسرافسری سلیمان بن صرد خزاعی نے خروج کر دیا اس کے ساتھ اصحاب علیؓ کی ایک جماعت تھی۔ اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہوگئی تھی۔ ابن زیاد عراق سے شام چلا آیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر بقصد عراق جا رہا تھا شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی سلیمان اور بہت سے اس کے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

مختار کا خروج: بعد اس کے مختار ابن ابی عبید نے خروج کیا اور محمد بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔ ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہل بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ حدود حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بات پر اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امارت و خلافت ہے۔ ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی در پردہ بیعت کر لی یہ اسی ادھیڑ بن میں تھے کہ ملک و حکومت پر بنو امیہ کے قدم استقلال کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے قلوب میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور باوجود کثرت اختلاف کے ان عقائد کو سینہ بسینہ چھپاتے رہے جیسا کہ ہم نے کتاب اول کی فصل امامت میں ان کے مذاہب کے نقل کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

زید بن علی کی حکمت: زید بن علی بن حسین بڑے ہوئے تو واصل بن عطا سے تعلیم پائی جو اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں علیؓ کے برسر صواب ہونے میں اس کو تردد تھا ایک روز زید بن علی بن حسین نے اس عقیدہ کو برسبیل تذکرہ بیان کیا۔ محمد باقر (ان کے بھائی) نصیحت کرنے لگے "بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کرتے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے"۔ زید بن علی باوجودیکہ افضلیت علی کے قائل تھے بیعت شیخین کو صحیح سمجھتے اور خلاف عقیدہ شیعہ مفضول علیہ کو مفضول کے ہوتے ہوئے امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا بعد چند ایسی حالتیں پیش آئیں جس سے انہوں نے ۱۲۱ھ میں مقام کوفہ میں خروج کیا شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے پاس مجتمع ہو گیا مگر ان میں سے بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ شیخین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؓ پر بھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا ان شیعوں نے یہ کہہ کے ان لوگوں (یعنی بنو امیہ) نے بھی تم پر کچھ ظلم نہیں کیا زیدؓ بن علی سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی اسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ رافضی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

زید کا قتل: اس کے بعد یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا لاشہ کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں ٹھہرے رہے بعد ازاں شیعوں نے ان کو پھر خروج پر ابھارا چنانچہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا۔ نصر بن سیار نے ایک لشکر بسرافسری سالم بن اموز مازنی کو مقابلہ پر روانہ کیا جس نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو جوزجان میں صلیب پر چڑھا دیا اسی وقت سے زیدیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور در پردہ ممالک اسلامیہ میں آل محمد کی حمایت کی دعوت دینے

لگے اور اس شخص کو جو آپ کی دعوت قبول نہ کرتا تھا بخوف حاکم وقت مجبور نہ کرتے تھے۔

شیعان محمد بن حنفیہ: محمد بن حنفیہ کے شیعوں میں اکثر وہی لوگ تھے جو اہل بیت کے ہوا خواہ تھے اور اس امر کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہ کے بعد آپ کے لڑکے ابو ہشام عبداللہ امامت وخلافت کے مستحق ہیں یہ اکثر سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقام حمیمہ (مضافات بلقاء) میں ہو کے گزرے جہاں کہ ابو ہشام عبداللہ خیمہ زن تھے محمد بن علی اتر پڑے وقت آ پہنچا تھا مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ مرتے وقت امامت کی ان کے حق میں وصیت کر گئے۔

امامت کی منتقلی: ان شیعوں کو جو عراق وخراسان میں تھے اس امر سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت وخلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے۔ پس جب عبداللہ نے وفات پائی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کے خفیہ طور سے آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے دعاۃ کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا اہل خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی بعد ازاں ان پر نقباء مامور کیے گئے ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا تا آنکہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا ولی عہد بنا گئے اور دعاۃ کو ان کی ہدایت ووصیت کر گئے۔ دعاۃ ان کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے ان لوگوں کو جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایت جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا۔ چنانچہ وہیں آپ کا انتقال بھی ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ حاصل کر کے عراق کا قصد کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت وامارت میں مغلوب کر دیا اور ان کی امامت ودولت کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

باب ۲

خلافتِ عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

دولتِ عباسیہ: اس دولت کا آغاز دولت شیعہ سے ہوا ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں شیعوں کے بعض فرقے کیسانیہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو امیر المومنین علی بن ابی طالب کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد ان کے لڑکے ابوہاشم عبداللہ کو امام جانتے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امامت کے معتقد ہیں۔ بوجہ اس وصیت کے جس کا تذکرہ او پر ہو چکا ہے بعد ازاں ان کے لڑکے ابراہیم امام ابن محمد کو بعدہ ان کے بھائی ابوالعباس سفاح (یعنی عبداللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانیوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانیہ کو جرماقیہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ ابومسلم کا لقب خرماق بھی تھا۔

فرقہ راوندیہ: شیعان بنوعباس میں سے جو خراسان میں رہتے تھے ایک فرقہ راوندیہ کے نام سے بھی مشہور ہے جن کا زعم یہ ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق امامت کے عباس ابن عبدالمطلب ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور عصبہ ہیں بہ دلیل (قولہ تعالیٰ) ﴿والوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله﴾ ''لوگوں نے آپ کو خلافت و امارت سے روکا اور ان سے ظلماً اس کو لے لیا تا آنکہ اللہ جل شانہ نے اس کو ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا۔ شیخین اور عثمان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور علی کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں کیونکہ عباس بن عبدالمطلب نے علیؓ ابن ابی طالب سے فرمایا تھا ((يا ابن اخى هلم ابايعك فلا تختلف عليك اثنان)) ''اے برادرزادہ آ ؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہ کریں گے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جارہی تھی ممبر کوفہ پر کھڑے ہوکر کہا تھا ((يا اهل الكوفة انه لم يقم فيكم امام بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا على ابن ابى طالب و هذا القائم فيكم)) ''اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قائم ہوا سوائے علی بن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت تم میں موجود ہے'' مقصود اس سے سفاح تھا۔

ابوالعباس سفاح ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ: اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ آغاز اس دولت کا کیونکر ہوا اور خراسان میں ابومسلم کے ہاتھ سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی پھر ان کے شیعوں کا خراسان و عراق میں کس طرح غلبہ ہوا بعد ازاں ۱۳۲ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت ہوئی اس کے بعد مروان بن محمد مارا گیا اور دولت امویہ منقرض ہوگئی ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض ہوا خواہوں اور سپہ سالاران نے ابوالعباس سفاح پر خروج کیا۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت: سب سے پہلے جس نے علم بغاوت بلند کیا وہ حبیب بن مرہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا جو جوران وبلقا میں مامور تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے خلع خلافت کیا سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی رایات (پھریرے) نصب کئے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا تھیں اور جو لوگ اس کے قرب و جوار میں تھے انہوں نے اس کی اتباع کی۔ سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا ابھی دنوں یہ خبر آئی کہ ابوالورد مجزاۃ بن کوثر بن زلسر بن حرث کلابی بھی قنسرین میں باغی ہو گیا۔ یہ بھی مروان کے سپہ سالاران میں سے تھا۔ مگر جس وقت مروان کو ہزیمت ہوئی تھی اور عبداللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے مع اپنے لشکر کے سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ سلمہ بن عبدالملک کے اہل و عیال اسی کے قریب بالس[1] و ناعورہ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ابوالورد کی بغاوت: ان لوگوں نے ابوالورد کے اس کی شکایت کی ابوالورد نے اس سپہ سالار کو جس نے مسلمہ بن عبدالملک کے اہل و عیال کو نکال دیا تھا قتل کر کے علم خلع بغاوت بلند کر دیا اہل قنسرین اس کے ساتھ ہو گئے اور اہل حمص کو بھی خط و کتابت کر کے مخالفت پر ابھار دیا۔ ان سب لوگوں نے متفق ہو کر ابو محمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر بنایا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی سفیانی ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا تھا جب یہ خبر وحشت اثر عبداللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے بقصد جنگ ابوالورد قنسرین کی طرف کوچ کر دیا۔ دمشق پہنچا ابو غانم عبدالحمید بن ربعی طائی کو بسر افسر چار ہزار سواروں کو اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل و عیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کر حمص کی طرف روانہ ہوا۔

اہل دمشق کی بغاوت: جونہی حمص پہنچا اہل دمشق کی بغاوت کی خبر پہنچی کہ انہوں نے بھی سفید رایات نصب کئے ہیں اور عثمان بن عبدالاعلیٰ ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انہوں نے ابو غانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دے کر ان میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو مار ڈالا ہے اور جو کچھ مال و اسباب چھوڑ آیا تھا اس کو انہوں نے لوٹ لیا ہے مگر عبداللہ نے اس سے اعراض کر کے سفیان و ابوالورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی جنگ چھڑنے کے بعد عبداللہ کا بھائی عبدالصمد بن علی دس ہزار فوج کی جمعیت سے آ پہنچا اور دوسری جانب سے لڑائی شروع کر دی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد ہزیمت اٹھا کر اپنے بھائی کے پاس بھاگ گیا۔

اہل قنسرین کی بغاوت: عبداللہ بن علی نے فوراً از سر نو اپنی فوج مرتب کر کے بہمراہی مشہور سپہ سالاروں کے مرج اخرم میں ابوالورد کے لشکر پر حملہ کر دیا اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی۔ سفیانی اور ابوالورد لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا لیکن ابوالورد پانچ سو کی جمعیت سے جو اس کے قوم اور قبیلہ کے تھے میدان جنگ میں ثابت قدمی سے لڑتا رہا تا آنکہ سب کے سب مارڈالے گئے اور ابو محمد عبداللہ بن یزید تدمر کی طرف بھاگ گیا اور اہل قنسرین نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

دمشق پر قبضہ: عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کر اہل دمشق سے جنگ کرنے کو لوٹا عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابو محمد سفیانی کا انجام: اسی زمانہ سے ابو محمد سفیانی ایک زمانہ دراز تک تدمر میں رہا بعد ازاں ارض حجاز میں چلا آیا اور برابر عہد حکومت منصور تک روپوش رہا۔ تا آنکہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابو محمد سفیانی کو قتل کر ڈالا اور اس کے

[1] اس پر کتاب میں خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶ جلد ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

دونوں لڑکوں کو قید کر کے مع اس کے سر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت: اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ سفید رایات نصب کئے۔ سفاح نے تین ہزار فوج بسر افسری اپنے نامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے روانہ کیا۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحاق بن مسلم عقیلی مروان کی جانب سے ارمینیہ کا گورنر تھا جب اس کو مروان کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو اس نے ارمینیہ سے کوچ کر دیا اہل جزیرہ نے متفق ہو کر اسحاق کے سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حران میں پہنچ کر حران کا محاصرہ کر لیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہے۔ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا۔ یہ واسط میں ابن ہبیرہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ چنانچہ ابو جعفر واسط سے بقصد جنگ اسحاق بن مسلم قرقیسیا و رقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہوا اہل قرقیسیا و رقہ بھی باغی ہو گئے تھے اور سفید پھریرے بنائے تھے۔ اسحاق بن مسلم یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کر الرہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائل ربیعہ کے پاس اطراف ماردین کی جانب بھیج دیا۔ اہل ماردین کا سردار ان دنوں بریکہ نامی ایک شخص حروریہ سے تھا ابو جعفر یہ سن کر ماردین پر جا پہنچا لڑائی ہوئی بریکہ مارا گیا۔

الرہا کا محاصرہ: بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الرہا لوٹ آیا۔ اسحاق اس کو الرہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کر سمیساط چلا آیا۔ عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الرہا آ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ابو جعفر بھی آ گیا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ بکار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن کسی میں عبداللہ و جعفر کو کامیابی نہ ہوئی بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ ”میں خلع بیعت نہ کروں گا۔ جب تک میں اس کی موت کی خبر نہ سن لوں گا جس کی میں بیعت کر چکا ہوں“ ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی۔ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی امان دے دی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا۔ اسحاق بھی ابو جعفر کے پاس چلا آیا اور اس کے معتمدین احباء میں داخل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد اہل جزیرہ و شام نے پھر سرتابی نہ کی۔ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ، ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر مقرر کر دیا۔ اس زمانہ سے برابر ابو جعفر اسی عہدہ پر رہا تا آنکہ ولی عہد بنایا گیا۔

یزید بن ہبیرہ: یزید بن ہبیرہ حسن بن قحطبہ سے شکست کھا کے بھاگ گیا تھا اور یہ کہ واسط میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ حوثرہ اور اس کے بعض ہمراہیوں نے بعد ہزیمت کوفہ چلے جانے کی رائے دی لیکن اس نے انکار کیا تھا تب یحییٰ بن حفص نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا۔ ابن ہبیرہ نے یہ بھی منظور نہ کیا کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مجبوراً واسط میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو اس کے محاصرہ پر مامور کیا۔ ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لے کر مقابلہ پر نکلا اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قحطبہ کے میمنہ پر حازم بن خزیمہ۔ لڑائی ہوئی لشکر اہل شام ہزیمت اٹھا کر مضطربانہ دجلہ کی طرف بھاگا۔ کثیر التعداد آدمی ڈوب ڈوب مر گئے اور اکثر کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ ابن ہبیرہ نے مع بقیہ ماندہ فوج کے شہر میں جا کر جان بچائی۔ اس واقعہ کے سات دن بعد دوبارہ جنگ کرنے کو نکلا مگر پھر بھی ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ایک مدت تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔ لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر باری کر دیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں ابن ہبیرہ کو یہ خبر لگی کہ ابو امیہ ثعلبی نے بغرض اظہار ہوا خواہی دولت عباسیہ سیاہ کپڑے پہنے ہیں ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس میں سرگوشی شروع کی معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابو امیہ کے عوض گرفتار کر لیا اور معن و عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بشیر

عجلی مع ان لوگوں کے جوان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابوامیہ کو رہا کر دیا اور ان لوگوں سے معافی چاہی یہ لوگ پھر جیسا کہ باہم متفق تھے متفق الکلمہ ہو گئے۔

ابوجعفر کا تقرر: اسی اثناء میں سجستان کی طرف سے ابونصر مالک بن ہیثم آ پہنچا۔ حسن بن قحطبہ نے ایک وفد کو بسر کردگی غیلان بن عبداللہ خزاعی سفاح کی خدمت میں ابونصر مالک کے آنے کی خبر دینے کے لئے روانہ کیا۔ غیلان نے عرض و معروض کر کے سفاح کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کرے چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو مامور کیا اور حسن بن قحطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا ''اگر چہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور سپہ سالاران فوج تمہارے ہی ماتحت ہیں لیکن مابدولت کو یہ منظور ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ پر بھیج دوں۔ پس تم کو مناسب ہے کہ تم اس کی بطیب خاطر اطاعت کرو اور بکمال عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو''۔ حسن بن قحطبہ نے نہایت عزت و احترام سے ابوجعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اس کی محافظت پر مامور کیا۔

مالک اور ابن ہبیرہ کی جنگ: اس کے بعد مالک بن ہیثم اہل شام و ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ و ابویحییٰ کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کر دی تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے۔ جس وقت مالک بن ہیثم کمین گاہ سے نکل آگے بڑھا معن بن زائدہ و ابویحییٰ نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ پھر خود بخود لڑائی رک گئی۔ چند دنوں تک لڑائی رکی رہی بعد ازاں اہل واسط نے معن بن زائدہ و محمد بن نباتہ کے ساتھ ہو کر حملہ کیا حسن بن قحطبہ کے ہمراہیوں نے ان کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا اکثر اہل واسط دجلہ میں گر کر مر گئے۔ اب اس وقت لڑائی ختم ہو چکی تھی فتح مند گروہ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن ہیثم کی نظر ایک لاش پر پڑی جو مقتل میں خاک و خون پر پڑی ہوئی تھی ٹھہر گیا اور غور سے دیکھتا رہا معلوم ہوا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے۔ جوش میں آ کر اہل واسط پر اس زور کا حملہ کیا کہ اہل واسط نے شہر میں جا کر دم لیا۔ مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کی کشتیوں پر لکڑیوں کو بار کراتا اور ان کو جلا دیتا تھا۔ اس غرض سے کہ جس سمت میں گزریں اس کو جلا دیں ابن ہبیرہ ان کو بڑی بڑی دست پناہوں سے گھسٹوا کر بجھوا دیتا تھا۔ گیارہ مہینے اسی حالت میں گزر گئے اور جنگ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا کہ اسماعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور ربیعہ ان سے اس معاملہ میں متفق ہو گئے ان کے بعد ابن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں سوائے اس کے خاص خدام و ملازمین کے اور کوئی لڑنے کو نہ آیا۔

مصالحت کی کوشش: روزانہ جنگ سے تنگ ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسین مثنیٰ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ آ جائیں میں آپ کی بیعت کرا لوں گا۔ محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کی۔ سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمانیہ سے خط و کتابت شروع کر دی اور ان کو انعام و اکرام کی طمع دی جس سے زیاد بن صالح اور زیاد بن عبداللہ حرثیان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے کہ ہم درمیان میں پڑ کر سفاح سے صلح کرا دیں گے۔ ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے آئے مگر ایفاء وعدہ نہ کیا۔ سفراء فریقین صلح کرانے کی فکریں کرنے لگے بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ امان ان شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابن ہبیرہ منظور کرے چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس روز تک مشورہ کرتا رہا تا آنکہ عہد نامہ صلح

لکھ کر بھیجا۔ ابوجعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دے دیا۔ چونکہ سفاح کوئی کام خلاف مشورہ ابومسلم نہ کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس نے ابومسلم کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ابومسلم نے لکھ بھیجا کہ ''جب راستہ میں کوئی پتھر آ جائے تو اس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے جس راستہ میں ابن ہبیرہ ہوگا وہ درست و سیدھا نہیں ہو سکتا''۔ تکمیل عہد نامہ کے بعد ابن ہبیرہ ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے کو آیا حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا عزت و احترام سے بٹھا کر کہا ذرا صبر کیجئے ابوجعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار روساکی امر میں گفتگو کر رہے ہیں اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی ابوجعفر المنصور دیر تک ابن ہبیرہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ بعد ازاں ابن ہبیرہ رخصت ہو کر اپنی فرودگاہ پر چلا آیا۔

ابن ہبیرہ کا قتل: ایک مدت تک ہر دوسرے روز ابوجعفر کے پاس ابن ہبیرہ اسی آن و بان سے جاتا رہا لوگوں نے ابوجعفر کو یہ باور کرایا کہ ابن ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کی جمعیت لے کر آپ کی خدمت میں آیا کرتا ہے اس سے لشکریوں کی نظروں میں اس کی وقعت بڑھتی جاتی ہے۔ ابوجعفر اس فریب میں آ گیا حکم دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کرے۔

ابن ہبیرہ تین آدمیوں کے ساتھ جانے لگا۔ آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے تھے۔ سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا لکھ بھیجا کہ ابن ہبیرہ کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو مگر ابوجعفر نے اس عہد نامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا اس فعل سے رکا تھا تا آنکہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ ''فوراً ابن ہبیرہ کو بار حیات سے سبکدوش کر دو ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کر دوں گا جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کے قتل کر ڈالیں گے''۔ ابوجعفر نے سرداران قیسیہ و مضریہ کو ابن ہبیرہ کے ساتھ بلا بھیجا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا دیا جب وہ لوگ بیس آدمیوں کی تعداد سے جس کے سردار مجز بن نباتہ و حوثرہ بن سہیل تھے دار الامارت کے دروازہ پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکیں باندھنے لگے۔ جس وقت یہ سب قید کر لئے گئے اس وقت ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ کو ایک سو کی جمعیت سے ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مامور کیا۔ خازم و ہیثم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے کو آئے ہیں۔ ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے خزانوں کی کنجیاں دے دیں۔ کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے۔ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا قصد کیا۔ ہیثم نے اس پر تلوار چلائی حاجب تیورا کر گر پڑا داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا۔ داؤد اور اس کے آزاد غلاموں نے ایک گروہ مارا ڈالا گیا آخر ابن ابن ہبیرہ بھی قتل کیا گیا اور سب کے سر اتار کر ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے۔ بہ استثناء حکیم بن عبدالملک بن بشرہ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمر بن ذر کے باقی ماندہ لوگوں کے امان کا اعلان کر دیا گیا۔ حکیم تو بھاگ گیا۔ خالد بن مسلمہ کو ابوجعفر نے امان دے دی۔ لیکن سفاح نے اس کو منظور نہ کیا اور مار ڈالا گیا البتہ زیاد بن عبیداللہ نے عمر ابن ذر کی سفارش کی جس کو امن دیا گیا اور یہ بچ گیا۔

ابوسلمہ و سلیمان بن کثیر کا قتل: اس سے پیشتر ہم ان واقعات کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ خلال سے دوبارہ حکومت ابوالعباس سفاح واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات پر اس کو متہم کیا تھا اور سفاح کو اس سے برہمی پیدا ہوئی تھی۔ جس

وقت کہ سفاح اپنے لشکر گاہ حمام اعین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا۔ اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ چلا آیا اور اپنے قصر میں قیام کیا۔ مگر ابو سلمہ کی طرف سے بدظنی کی وہی کیفیت تھی ابو مسلم کو اس کی سرکشی کے حالات لکھ بھیجے اور مشورہ طلب کیا۔ ابو مسلم نے ابو سلمہ کے قتل کی رائے دے دی۔ داؤد بن علی نے کہا "تم یہ فعل نہ کرو یہ امر تمہارے شایان شان نہیں ہے۔ ابو مسلم اور وہ لوگ جو اس کے ہمراہ ہیں اس میں موشگافیاں کریں گے اور وہ لوگ اس کے مطیع زیادہ ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ابو مسلم کو لکھ بھیجو کہ وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو اس کو قتل کر ڈالے"۔ سفاح نے ایسا ہی کیا ابو مسلم نے مرار بن انس ضبی کو ابو سلمہ کے قتل پر مامور کیا۔ مرار نے سفاح سے آنے کا سبب ظاہر کیا۔ سفاح نے منادی کرادی کہ امیر المومنین ابو سلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور طلب فرمایا ہے۔ چنانچہ ابو سلمہ سفاح کی خدمت میں گیا تمام رات باتیں کرتا رہا صبح کو اپنی فرودگاہ کی طرف آ رہا تھا اثناء راہ میں مرار بن انس اور اس کے ہمراہی مل گئے مرار نے لپک کر ابو سلمہ پر تلوار چلائی ابو سلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ ہمراہی چلا اٹھے "افسوس افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا"۔ دن چڑھے یحییٰ برادر سفاح نے نماز جنازہ پڑھائی دفن کر دیا گیا۔ ابو سلمہ وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا جیسا کہ ابو مسلم امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔ ابو سلمہ کے مارے جانے کے بعد ابو مسلم کو اس کی اطلاع دی گئی ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کی بیخ کنی کی فکر شروع کر دی۔ دو چار روز بعد ہی ان کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مامور کر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ابن ابو سلمہ کو مار ڈالنا پس محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

<u>عمال سفاح</u>: جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت اس نے کوفہ وسواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا پھر بعد ازاں اس کو کوفہ وسواد سے معزول کر کے حجاز یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی اور بجائے اس کے کوفہ وسواد پر اپنے برادر زادہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد کو مقرر فرمایا ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کر جانے پر اپنے ماموں یزید بن عبیداللہ بن عبد المدان حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبد المدان کو یمن کی گورنری عنایت کی سنہ گزشتہ (یعنی ۱۳۲ھ) میں سفیان بن عیینہ مہلبی بصرہ کا عامل بنایا گیا۔ لیکن ۱۳۳ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے ان کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو سند گورنری دے دی اور کور دجلہ اور بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسماعیل بن علی اہواز کا اور دوسرا چچا عبداللہ بن علی شام کا۔ ابو عون عبدالملک بن یزید مصر کا اور ابو مسلم خراسان و جبال کا گورنر اور خالد بن برمک دیوان الخراج (محکمہ مال گزاری) کا متولی۔ اس سنہ میں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سند گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے محمد بن اشعث ابو مسلم کی طرف سے گورنر ہو کر فارس پہنچ گیا تھا۔ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے درپے ہوا لوگ مانع ہوئے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابو مسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جو شخص میرے سوا کسی دوسرے کی طرف سے والی فارس ہو کر آئے اس کو قتل کر ڈالنا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور یہ حلف شرعی یہ اقرار لے لیا کہ تازندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہ جائے گا اور نہ جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا چنانچہ عیسیٰ نے اس اقرار کو پورا کیا۔ محمد بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ تم کو ہمارا حاکم بناؤ۔ یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے سفاح نے غصہ میں اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر

جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں قیام کیا اور حیلہ وفریب سے اہل موصل کو بلا کر ان میں سے بارہ آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل موصل میں اس سے سخت برہمی پیدا ہوگئی۔ معاوضہ لینے کی غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہوگئے۔ یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر منادی کرادی کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دے دی جائے گی۔ لوگ یہ سن کو جامع مسجد کی طرف دوڑ پڑے یحییٰ نے پہلے سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا۔ جو شخص جامع کے اندر جاتا تھا اس کو یہ لوگ مار ڈالتے تھے اس مکروفریب سے بیان کیا جاتا ہے کہ گیارہ ہزار آدمی مار ڈالے گئے یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو آمادہ بہ جنگ ہوئے تھے ان کے ماسوا اور لوگ بھی قتل کیے گئے جن کا کچھ شمار نہیں ہے رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں ان عورتوں کے رونے کی آواز آئی جن کے بھائی' باپ' بیٹے اور شوہر مار ڈالے گئے تھے صبح ہوتے ہی حکم دے دیا کہ عورتیں اور لڑکے بھی قتل کر ڈالے جائیں۔ تین روز تک خون مباح کر دیا گیا پھر کیا تھا قتل عام کا بازار گرم ہوگیا اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی بھی تھے انہوں نے عورتوں کی عصمت دیا پاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی۔ ہزاروں عورتوں کو جبراً پکڑ لے گئے اس قتل عام کے بعد چوتھے روز یحییٰ شہر کے دیکھنے کی غرض سے سوار ہو کر نکلا۔ جلوس میں گرد بہ گرد ہزاروں آدمی برہنہ شمشیر اور آلات حرب لیے ہوئے تھے ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑلی کہنے لگی '' کیا تم بنو ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم کو اس کی خبر نہیں پہنچی کہ مومنات ومسلمات سے زنگیوں نے جبراً نکاح کرلیا ہے''۔ یحییٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا چلا گیا۔ اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کے لیے بلایا جب کل زنگی جمع ہوگئے تو سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ سفاح کو اس کے اہل موصل کے ساتھ بدعملی' ظلم اور خوں ریزی کی خبر ہوئی اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اسماعیل بن علی کو مامور کیا اور بجائے اسماعیل بن علی کے اس کو اہواز فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ: ۱۳۳ھ میں قسطنطین والی روم نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کرلیا۔ اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن اسان تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل ملطیہ امان حاصل کر کے بلاد جزیرہ کی طرف چلے آئے جس قدر مال واسباب اٹھا سکے اپنے ہمراہ اٹھا لائے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا کا قصد کیا اور مرج حصی پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ قسطنطین نے ایک لشکر بسرافسری اپنے نامی سپہ سالار کوشان ارمنی کے قالیقلا (اطراف ماردین) کی جانب روانہ کیا کوشان نے قالیقلا پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا شہر ہی کے ایک ارمنی نے کوشان سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں کھڑکی کردی کوشان رات کے وقت بحالت غفلت مع اپنی قوم کے گھس پڑا اور قالیقلا پر بہ زور تیغ قبضہ کرلیا ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں کام آگئے۔

بغاوتیں اور ان کا استیصال: مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا۔ جب اس کا باپ مارا گیا تو اس نے یمامہ پر سفاح کے عامل کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا۔ یزید بن عبیداللہ بن عبدالمدان نے مدینہ سے ایک لشکر بہ سرافسری ابراہیم بن حبان سلمی یمامہ کی طرف روانہ کیا ابراہیم بن حبان نے مثنیٰ بن یزید کو مع اس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

اہل بخارا کی بغاوت: اسی سنہ میں شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں برخلاف ابومسلم کے خروج کیا اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم برہم کر ڈالا تیس ہزار سے زیادہ لوگ اس کے پاس مجتمع ہوگئے ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے

جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شریک وزیاد میں لڑائی ہوئی شریک مارا گیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے بلادختل پر چڑھائی کی حبش بن جبل بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا دہقانیوں نے مقابلہ کیا ابوداؤد نے ان کو شکست دے کر اس قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا جس میں حبش چھپا ہوا تھا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حبش مع دہقانیوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چین چلا گیا ابوداؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا ان کو مع مال غنیمت ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

اسی سنہ میں مابین اخشید فرغانہ و بادشاہ شاش کے فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ اخشید نے بادشاہ چین سے امداد طلب کی۔ بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج سے اخشید کی مدد کی۔ اخشید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا اخشید و بادشاہ چین نے ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور نہ اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی ابومسلم کو یہ خبر لگی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ زیاد بن صالح کی سنجہ طراز پر مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو ان میں سے مسلمانوں نے قتل کر ڈالا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ باقی جو رہے وہ بلک چین بھاگ گئے یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کی بغاوت: ۱۳۴ھ کا دور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم نے جو خراسان کا ایک نامی سپہ سالار تھا علم بغاوت بلند کیا اور لشکر سفاح سے ایک گروہ کو اپنا ہم سفیر بنا کر مع ان کے مداین کی طرف روانہ ہوگیا۔ سفاح نے اس کے بعد ہی خازم بن خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ بسام اور خازم میں لڑائی ہوئی بسام کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا۔ خازم تھوڑی دیر تعاقب کر کے واپس ہوا۔

خازم کی سفاکی: اتفاق سے مقام ذات المطامیر کی طرف ہو کر گزر اجہاں پر کہ سفاح کے ماموں بنوعبدالمدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد سے جس میں ان کے اعزہ واقارب اور خدام بھی تھے مقیم تھا۔ لوگوں نے بیان کیا کہ مغیرہ بسام کے ہمراہیوں میں سے ان کے پاس مقیم ہے۔ خازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال دریافت کیا ان لوگوں نے جواب دیا ''وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا ایک شب رہ کر چلا گیا''۔ خازم نے ان لوگوں کو ڈرایا دھمکایا وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے۔ خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور مکانات منہدم کرا دیا۔ یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور اکٹھے ہو کر زیاد بن عبیداللہ حارثی کے پاس گئے۔ زیاد بن عبیداللہ حارثی ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا۔ خازم کو اس فعل ناشائستہ کی شکایت کی اور اس کو خازم کے قتل پر آمادہ کر لیا۔

موسیٰ بن کعب وابوجہم بن عطیہ یہ خبر پا کر سفاح کے پاس دوڑے آئے۔ عرض کیا ''امیر المومنین خازم آپ کا فدیہ جاں نثار ہے۔ اس نے آپ کی بے مداہنت کی ہے آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ واقارب سے لڑا ہے جو شخص آپ کا مخالف ہوا ہے اس کو اس نے قتل ہی کر ڈالا ہے مناسب ہے کہ اس سے درگزر کیجئے اور اگر بغیر قتل کئے ہوئے چارہ نہ ہو تو کسی سرحد پر بھیج دیجئے اگر جنگ میں مارا ڈالا گیا تو فہوالمراد اور اگر کامیاب ہوگیا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا۔ ہمارے نزدیک خازم کو ان خوارج کی سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے جو عمان وجزیرہ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز یشکری کی ماتحتی میں ہیں''۔ سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ آوروں کو خازم کے ساتھ مامور کیا۔

خارجیوں کی سرکوبی: سلیمان علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کرا کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کیا۔ خازم

کے ساتھ علاوہ اس سات سو فوج کے اس کے اہل وعیال خاندانی اعزہ یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے۔
خازم نے جزیرہ بن کاروان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن یغنم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ شیبان مع اپنے ہمراہیوں کے ہزیمت کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگا یہ فرقہ صفریہ سے تھا عمان پہنچا تو جلبندی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ کیا چنانچہ شیبان اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔
شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے جو خراسان میں مارا گیا تھا بسا اوقات ان دونوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔
خازم نے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلبندی سے لڑائی چھیڑی دی ایک مدت تک ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی فریقین ایک دوسرے سے مغلوب نہ ہوتے تھے بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کیا اور آگ سے مشتعل کر کے جلبندی کی فوج کے گھروں پر پھینکنا شروع کیا۔ تیروں کے مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی۔ مجبوراً جلبندی کے ہمراہی اہل وعیال کے بچانے کی غرض سے آگ بجھانے کی طرف مشغول ہوئے خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا جلبندی اور اس کے ہمراہی جو تعداد میں دس ہزار تھے مار ڈالے گئے خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دارالخلافہ میں سفاح کے پاس بھیج دیا۔ اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کش پر قبضہ: بعد ازاں اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر جہاد کیا اور بادشاہ کش کو مار ڈالا حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کش کے خون کو مباح کر دیا قیمتی قیمتی ظروف چینی منقوش مذہب (سنہری) ریشمی کپڑے سامان آرائش اور نفیس نفیس اسباب چینی جس کو زمانہ کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا لوٹ کر سمرقند میں ابومسلم کے پاس بھیج دیا اور چند دہقانان کش کو بھی اس واقعہ میں قتل کر دیا تھا اور طاران برادر اخرید کو تخت نشین کر کے بلخ لوٹ آیا۔
ان دنوں ابومسلم زیاد بن صالح کو بخارا اور سمرقند کا نائب بنا کر بعد خون ریزی اہل صغد وبخارا اور سمرقند میں شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو میں واپس آ گیا تھا۔

سندھ کی بغاوت: ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی وبغاوت کی خبر پہنچی اپنے افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور بجائے اس کے اس کے عہدہ پر مسیب بن زہیر کو مامور کیا موسیٰ اور منصور نے سرحد ہند پر مقابلہ ہوا منصور کے ہمراہ بارہ ہزار فوج تھی بایں ہمہ موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگا اور ریگستان میں شدت تشنگی سے مر گیا۔ منصور کے گورنر نے جو سندھ میں تھا یہ سن کر مع اپنے اہل وعیال واسباب کے بلاد خزر چلا گیا۔

زیاد بن صالح کی بغاوت: ۱۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے ماوراء النہر میں خروج کیا ابومسلم اس سے جنگ کرنے کو مرو سے روانہ ہوا اور داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کے دست برد سے ترمذ کے بچانے کے لئے ترمذ کو بھیج دیا۔ جوں ہی نصر ترمذ پہنچا۔ چند لوگوں نے طالقان سے نکل کر عیسیٰ بن ماہان کو قاتلین نصر کے تعاقب پر مامور کیا۔ چنانچہ عیسیٰ نے قاتلین نصر کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ اس اثناء میں ابومسلم آمد پہنچ گیا اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت وموقع ملے تو ابومسلم کو مار ڈالنا کسی نے یہ خبر ابومسلم تک پہنچا دی۔ ابومسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں زیاد کے چند سپہ سالار

ملے جو اس کی سرداری سے منحرف ہو گئے تھے۔ ابو مسلم بخارا میں داخل ہوا زیاد ڈر کر ایک دہقان کے گھر جا چھپا دہقان نے اس کو قتل کر ڈالا اور سر ابو مسلم کے پاس لا کر رکھ دیا۔ ابو مسلم نے قتل زیاد کی خبر ابو داؤد کو لکھ بھیجی۔ ابو داؤد ان دنوں ہم طالقان میں مصروف تھا فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کیا مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابو مسلم کے ہمراہیوں کے پاس بھیجے تھے جس میں ابو داؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں۔ ابو مسلم نے ان خطوط کو ابو داؤد کے ہمراہیوں کے پاس بھیج دیا ابو داؤد نے عیسیٰ کو پٹوا کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد قید سے رہا کر دیا۔ رہا ہوتے ہی لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو مار ڈالا اور ابو مسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

حج ابو جعفر و ابو مسلم ۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے سفاح سے بغرض ادائے حج آنے کی اجازت طلب کی کیونکہ یہ جس زمانہ سے والی خراسان ہوا تھا۔ خراسان سے جدا نہ ہوا تھا۔ سفاح نے پانچ سو لشکر کے ساتھ آنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ ''مجھ سے اور اکثر لوگوں سے عداوت ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے'' اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لانے کی اجازت دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ اس قدر لشکر کے رسد کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ابو مسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا مال و اسباب کو رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشاپور و رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار کی جمعیت دارالخلافت کے قریب پہنچا۔ سفاح نے اپنے نامور سپہ سالاروں کو ابو مسلم کے استقبال پر مامور کیا۔ جوں ہی ابو مسلم دربار میں داخل ہوا نہ سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اور حسب درخواست ابو مسلم کو حج کی اجازت دی اور یہ کہا کہ اگر ابو جعفر کا قصد حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا اور اس سے پیشتر ابو جعفر کو یہ جواب خط لکھ چکا تھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دے دی ہے اور اس کا قصد امیر حج ہونے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت چاہتے ہو ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے وہ امیر بنایا جائے۔ بہرکیف میں تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں''۔ اس بناء پر ابو جعفر بار آرہا۔

ابو جعفر و ابو مسلم میں باہم کشیدگی اس زمانہ سے چلی آرہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابو جعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت لینے کو بھیجا تھا اور ابو مسلم کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی ابو مسلم نے ابو جعفر کی انہیں ایام میں کسی قدر تحقیر کی تھی جب اس مرتبہ ابو جعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پچھلی شکایت پیش کر کے اس کے قتل کر ڈالنے کی اجازت طلب کی۔ سفاح نے اجازت دے دی پھر خود بخود اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور ابو جعفر کو اس فعل سے روک دیا غرض ابو جعفر و ابو مسلم ساتھ ساتھ حج کرنے کو گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم مامور کیا گیا۔

باب ۳:

ابو جعفر عبد المنصور ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

المنصور کی تخت نشینی: ذی الحجہ ۱۳۴ھ میں ابوالعباس سفاح حیرہ سے انبار چلا آیا تھا (اور اسی کو دار الخلافت بنایا تھا) دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں ماہ مذکور کی گزر چکی تھیں اپنی حکومت کے پانچویں برس (یعنی چار برس آٹھ مہینے پر) انتقال کر گیا۔ ان کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انبار میں دفن کیا گیا۔ ابوجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ابوجعفر اور بعد ابوجعفر کے عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتب کر کے عیسیٰ کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جس وقت سفاح نے وفات پائی اس وقت ابوجعفر مکہ میں تھا۔ ابوجعفر کی طرف سے عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت کر لی اور اس حادثہ سے اس کو مطلع کیا۔

ابوجعفر کو اس حادثہ کے سننے سے صدمہ ہوا۔ ابومسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا۔ ابومسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھنے لگا۔ جب ابوجعفر کو قدرے سکون ہوا تو ابومسلم سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے اور کسی کا اندیشہ نہیں ہے البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھے خطرہ پیدا ہو رہا ہے"۔ ابومسلم نے عرض کیا "میں ان کے لئے کافی ہوں اور اس کے لشکر میں عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے مطیع ہیں"۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی ابوجعفر کی باچھیں کھل گئیں۔ ابومسلم اور حاضرین نے بیعت کی اور دونوں مراجعت کر کے کوفہ آپہنچے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابومسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی اور اسی نے ابوجعفر کی تعزیت اور خلافت کی تہنیت کا خط لکھا تھا اور دو دن کے بعد بیعت خلافت کی عرض داشت بھیجی تھی۔

۱۳۷ھ میں ابوجعفر المنصور وارد کوفہ ہوا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا آیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خزائن اور دواوین کو ابوجعفر المنصور کے سپرد کر دیا اور ابوجعفر المنصور مستقل طور سے خلافت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبداللہ بن علی کی بغاوت: عبداللہ بن علی قبل وفات سفاح کے دربار خلافت میں آیا تھا۔ سفاح نے لشکر شام و خراسان کے ساتھ صائفہ کی طرف بھیج دیا تھا۔ رفتہ رفتہ دلوک پہنچا ہنوز کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط مشعر وفات سفاح و بیعت ابوجعفر المنصور و ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ پہنچا۔ جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا۔ عبداللہ بن علی نے

ابوجعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا۔ سلامہ بربریہ ام الولد کے بطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا۔ (تاریخ الخلفاء مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی)

لوگوں کو جمع کر کے خط پڑھا اور اس واقعہ کو یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے حران کی طرف لشکر بھیجنے کا قصد کیا تھا اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا۔ اس پر سفاح نے کہا تھا ”جو شخص اس مہم پر جائے گا وہی میرا ولی عہد ہوگا“ اس وقت سوائے میرے کسی نے مہم حران کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا۔ ابو غانم طائی خفاف مروزی اور ان کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی شہادت دی۔ سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان شام اور جزیرہ کے مشہور و معروف سردار تھے۔ بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں اہل خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک خط دیا اور حلب روانہ کیا جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو۔ حمید نے راستہ میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

ابو جعفر المنصور نے حج سے لوٹ کر ابو مسلم کو جنگ عبداللہ بن علی پر مامور کیا۔ حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا۔ اس خبر کے ملتے ہی ابو مسلم سے آ ملا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم خزاعی تھا۔ عبداللہ بن علی نے ابو مسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے امان دے دی اور حران پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں مقاتل کو مع ایک خط کے عثمان بن عبدالاعلیٰ کے پاس (رقہ) روانہ کیا عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں لڑکوں کو قید کر دیا اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔ ابو جعفر المنصور نے بعد روانگی ابو مسلم محمد بن صول کو آذربائیجان سے طلب کر کے عبداللہ بن علی کے پاس دھوکا دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ محمد بن صول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ ”میں نے سفاح سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہوگا“۔ عبداللہ بن علی بولے ”تو جھوٹا ہے میں تیرے فریب کو سمجھ گیا“ محمد بن صول یہ سن کر تھرا اٹھا عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر اس کی گردن پر مار دی یہ وہی محمد ہے جو ابراہیم بن عباس صولی کاتب کا دادا تھا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا اس اثناء میں ابو مسلم مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آ پہنچا۔ اس سے پیشتر المنصور نے حسن بن قحطبہ والی آرمینیہ کو ابو مسلم کی کمک کو لکھ بھیجا تھا۔ چنانچہ حسن بن قحطبہ نے ابو مسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین بھی آیا تھا۔ ابو مسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستہ پر پڑاؤ ڈالا اور یہ کہلا بھیجا کہ ”مجھے صوبہ شام کی گورنری ملی ہے مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا“۔ اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے انہوں نے عبداللہ بن علی سے کہا ”اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلئے تا کہ ہم اپنے اہل و عیال کو ابو مسلم کے پنجہ غضب سے بچا لیں“۔ عبداللہ بن علی نے ہر چند ان لوگوں کو سمجھایا کہ ابو مسلم ہمارے ہی مقابلہ پر آیا اور وہ ہم کو دھوکا دیتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی مجبور ہو کر عبداللہ بن علی اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم یہ سنتے ہی اس مقام پر گیا جہاں عبداللہ بن علی کے لشکر پڑاؤ تھا۔ سطح پانی کو بچا کر کے اس میں مردار جانور ڈلوا دیئے۔ عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے کہا ”کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمہارے مقابلہ پر آیا ہے“۔ ہمراہیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابو مسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا ان کے میمنہ پر بکار بن مسلم عقیلی تھا میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد بن علی (یعنی عبداللہ کا

بھائی) ابو مسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ مہینوں لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ہمراہیوں نے لشکر ابو مسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابو مسلم کا لشکر تاب مقاومت نہ لا سکا اپنے مورچہ سے ہٹ گیا۔ ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا جس میں اٹھارہ آدمی ابو مسلم کے مارے گئے ہنوز وہ سنبھلنے نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا۔ جس سے ابو مسلم کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی۔ لشکر کی تمام صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے ابو مسلم کے منادی نے ابو مسلم کے حکم سے اہل خراسان کو لوٹنے کی اجازت دی۔ ابو مسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عریش بنوا دیا جاتا تھا۔ جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا جس طرف کی جماعت یا ان کی کمزوری کا احساس کرتا تھا اس طرف اور سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا۔ غرض مابین ابو مسلم اور منہزمین کے قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب لوٹ آئے اور اپنی گئی ہوئی قوت کے سنبھالنے میں مصروف ہوئے جب یوم چہار شنبہ آیا اور جمادی الثانی ۱۳۷ھ کی سات تاریخیں گزر گئیں تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑی۔ ابو مسلم نے اثناء جنگ میں حسن بن قحطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں معدودے چند آدمیوں کے چھوڑ آنے کا حکم دیا۔ جونہی حسن میمنہ سے اہل شام کے میسرہ میں آیا اہل شام یہ سمجھ کر کہ شاید ابو مسلم ہمارے میمنہ کے ضعف سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے۔ میسرہ سے بہ غرض مقابلہ و تقویت میمنہ میں چلے آئے ابو مسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا لشکر شام گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو مسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ طلب کیا ابن سراقہ نے کہا ”میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دے دینا بہتر ہے اس سے کہ آپ جیسا شخص ہزیمت اٹھا کر بھاگ جائے“ عبداللہ بن علی بولے ”نہیں! یہ موقع اظہار مردانگی کا نہیں ہے میرا قصد عراق کا ہے“ اور جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں جان بچا کر بھاگا۔ ابو مسلم مظفر و منصور اہل شام کے لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ فتح کا اطلاع نامہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا لوگوں کو ہزیمت کے بعد امن دے کر لشکریوں کے قتل و غارت سے منع کر دیا۔

عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی المنصور نے امان دے دی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا تا آنکہ جمہور بن مرار عجلی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا وارد رصافہ ہوا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے پابہ زنجیر ابو الخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا۔ باقی رہا عبداللہ اس نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا۔ ایک مدت تک چھپا رہا تا آنکہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دارالخلافت انبار کو روانہ ہوا۔

ابو مسلم کا سفر حج: جن دنوں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے کو گیا تھا ان دنوں اس نے سفر حج میں نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے کنویں کھدوائے پانی کا انتظام کیا اور وفود کے ساتھ بہ سلوک احسن پیش آیا۔ اس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا کھلوایا بعد انقضا موسم حج ابو مسلم المنصور سے آگے بڑھ آیا تھا اور پیشتر اسی کو خبر وفات سفاح ملی تھی۔ اس نے ابو جعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا لیکن خلافت کی مبارکباد نہ دی اور نہ اس نے اس کی طرف مراجعت کی اور نہ اس کا انتظار کیا۔ ابو جعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی ایک عتاب آمیز خط لکھ بھیجا۔ تب ابو مسلم نے

تہنیت خلافت کی عرض داشت لکھی مگر انبار پہنچ کر یہ رنگ لایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کی۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابوجعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا مسند خلافت پر بیٹھ گیا اسی زمانہ میں عبداللہ بن علی نے اپنی مخالفت کا اعلان کیا المنصور نے اس مہم پر ابومسلم کو مامور کیا پس ان نے اس کو ہزیمت دے دی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبداللہ بن علی کے لشکر کے مال غنیمت کو مجتمع کرایا المنصور نے اپنے خادم ابوخصیب کو مال غنیمت کی فہرست مرتب کرنے کو روانہ کیا۔ ابومسلم کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہنے لگا ''میں لوگوں کی جانوں کا محافظ و امین ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ مال و اسباب میں خیانت کروں۔ خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا اچھا کیا''۔ ابومسلم کی یہ برہمی مزاج اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ابوخصیب کی جان کا دشمن ہو گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔

ابومسلم کی سرکشی کے اسباب: المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ ابومسلم مبادا خراسان نہ چلا جائے، مصر و شام کی سند گورنری لکھ کر ابومسلم کے پاس بھیج دی۔ ابومسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہوئی۔ جزیرہ سے بقصد خراسان نکل کھڑا ہوا۔ المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابومسلم کو بلا بھیجا۔ ابومسلم نے حاضری سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں دور ہی سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ اور کسی امر پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں

ابومسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل الابن اثیر صفحہ ۲۲۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظر دلچسپی ناظرین درج کرتے ہیں ((و هو هذا لم يبق لامير المؤمنين اكرمه الله عدو الا امكنه الله منه و قد كنا نروي عن ملوك آل ساسان ان اخوف ما يكون الوزراء اذا سكنت الدهماء فنحن نافرون من قربك حريصون على الوفاء لك ما وفيت حريون بالسمع و الطاعة غير انها من بعيد حيث يقارنها السلامة فان ارضاك ذلك فانا كاحسن عبيدك و ان ابيت الا ان تعطي نفسك ارادتها نقضت ما ابرمت من عهدك ضنا بنفسي)) ''امیر المومنین اللہ آپ کو بزرگ کرے۔ اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو۔ بے شک ہم سے ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے جب کہ ہنگامہ و فساد فرو ہو جاتا ہے پس اب ہم قرب سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے دور ہی سے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسر و چشم اطاعت کے ہم سزاوار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامان غلام بنے رہیں گے اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے بایں طور کہ ہماری سلامتی کے بدخواہ ہوں گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو شکست کر دیں گے۔'' المنصور نے یہ خط پڑھ کر ابومسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا ((قد فهمت كتابك و ليست صفتك صفة اولئك الوزراء الغششة ملوكهم الذين يتمنون اضطراب حبل الدولة لكثرة جرائمهم فانما راحتهم في انتشار نظام الجماعة فلم سويت نفسك بهم فانت في طاعتك و مناصحتك و اصطلاحك بما حملت من اعباء هذا الامر على ما انت به و ليس مع الشريطة التي اوجبتك منك سمعا و لا طاعة و حمل اليك امير المؤمنين عيسى بن موسى رسالة لتسكن اليها ان اصغيت و اسال الله ان يحول بين الشيطان و نزغاته و بينك فانه لم يجد بابا يفسد نيتك او كد عنده و اقرب من الباب الذي فتحه عليك)) ''میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا ہوں تم ان دغا باز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت و سلطنت کے اضطراب کی بوجہ اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ ان کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت و اتفاق منتشر رہے۔ تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کر لیا۔ تم تو اس وقت ہماری فرماں برداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے ہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھائے تھے اور اس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعاً و طاعتہ میں نہیں لگائی تھی۔ امیر المومنین محض تمہاری تسلی کی خاطر کے لئے عیسیٰ ابن موسیٰ کے ہاتھ خط روانہ کرتے ہیں بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہو جائے کیونکہ اس کم بخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد ڈالتا آپ کے نزدیک مضبوط بہتر اور آسان اس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اس نے تم پر کھولا ہے۔''

آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کردوں گا۔ المنصور نے اس رائے کو منظور نہ کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر نہ کی یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ بھیجا گیا تھا۔ اس غرض سے کہ ابومسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات بدل جائیں۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابومسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں خلع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دی ہے کا گناہ کیا ہے۔ اس سے میں نے اب توبہ کر لی ہے۔

ابومسلم کا قتل: ابومسلم نے خط روانہ کر کے حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو طلب کر کے ابومسلم کا خط دکھایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متفق ہو کر ابومسلم کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کریں کہ ''اطاعت امیر المومنین سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ جو کام تم کر رہے تھے اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المومنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آ جاؤ''۔ یہ خط المنصور کا آزاد غلام ابوحمید مرورودی لے کر گیا تھا المنصور نے بوقت روانگی ابوحمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابومسلم سے اولاً بہ نرمی و ملاطفت گفتگو کرنے منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابومسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تجھ کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المومنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کام کو دوسرے کے سپرد نہ کروں گا میں خود بہ نفس نفیس تیری مہم پر آؤں گا اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیری جستجو میں غوطہ ماروں گا اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں یا خود جان بحق تسلیم کر دوں۔ ابوحمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابومسلم کو خط دیا۔ نرمی ملاطفت اور منت سماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابومسلم نے مالک بن ہیثم سے مخاطب ہو کر کہا ''تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے''۔ مالک بن ہیثم بولا ''تم ایسی چکنی چپڑی باتوں میں نہ آؤ واللہ اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ بے شک تم کو قتل کر ڈالے گا''۔ ابومسلم یہ سن کر سہم گیا۔ نیزک والی رَے سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ ''تم رے میں آ کر مابین خراسان و رے قیام پذیر ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہوگا''۔ ابومسلم نے اس رائے کو پسند کر کے ابوحمید کو انکار کر دیا۔

اس وقت ابوحمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابومسلم کا چہرہ خوف و غصہ سے متغیر ہونے لگا۔ اس سے پیشتر المنصور نے ابوداؤد کو گورنر خراسان (جو ابومسلم کی جانب سے مامور تھا) ابومسلم سے منحرف ہو جانے کو لکھا تھا اور اس صلہ میں خراسان کی سند امارت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ابوداؤد نے اس کو در پردہ منظور کر لیا تھا اور اسی زمانہ میں ابومسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت و بغاوت سے اختلاف کرنے کے لئے ایک خط لکھا تھا اتفاق سے یہ خط ابومسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابوحمید پیام زبانی ادا کر رہا تھا۔ ابومسلم کے دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا۔ ابوحمید سے قبل و قال کی مخاطب ہو کر بولا ''اگر چہ میں نے خراسان جانے کا مصمم قصد کر لیا تھا لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابواسحاق کو امیر المومنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کی غرض سے بھیج دوں۔ کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے''۔ جس وقت ابواسحاق دربار خلافت کے قریب پہنچا۔ سرداران بنو ہاشم اور کل اراکین دولت استقبال کو آئے اور المنصور نے کمال احترام و عزت سے بٹھایا ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ''اگر تم ابومسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دے دوں گا''۔ ابواسحاق یہ سن کر خوش ہو گیا۔ مراجعت کر کے ابومسلم کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بجھا کر

المنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ابو مسلم اپنے لشکر کو حلوان میں بسر افسری مالک بن ہیثم ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت ابو ایوب کو ابو مسلم کے اس کروفر کے داخلہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کوئی ایسا حادثہ ابو مسلم کے ہمراہیوں کی جانب سے پیش آ جائے جس سے خلیفہ وقت اور ساتھ ہی ان کے میری جان خطرے میں پڑ جائے۔ اس خطرہ سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اس کے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابو مسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس کے ذریعے سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی ان سے سفارش کراؤ اس میں تم کو بہت بڑا تمول حاصل ہو جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس تقیع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کر لینا کیونکہ امیر المومنین ابو مسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں۔ وہ شخص اس دم پٹی میں آ گیا۔ ابو ایوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابو مسلم سے ملاقات حاصل کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ پس یہ شخص ابو مسلم سے اثناء راہ میں ملا اور اس واقعہ سے مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی۔ ابو مسلم کا دل یہ خبریں سنتے ہی باغ باغ ہو گیا۔ رنج وغم جس قدر تھا دور ہو گیا۔

جوں ہی دار الخلافہ کے قریب ابو مسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی۔ سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت حسب الحکم المنصور ابو مسلم کے استقبال کو آئے ابو مسلم نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کرنے کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار محافظین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابو حنیفہ حرب بن قیس تھا بلوایا اور ان کو پس پردہ بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں اپنے ہاتھ کو ہاتھ پر ماروں۔ ابو مسلم کو فوراً قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد ابو مسلم کو بلوایا گیا۔ باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا جو ابو مسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں (اتفاق وقت سے اس وقت ابو مسلم ان میں سے ایک کو اپنی کمر سے لگائے ہوئے تھا) عرض کیا "یہ ایک منجملہ انہیں دو کے ہے"۔ المنصور بولا "لاؤ ذرا میں تو دیکھوں"۔ ابو مسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دے دی۔ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹتا پلٹتا اور دیکھتا رہا اس کے بعد اپنے فرش کے نیچے رکھ کر عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا "کیوں ابو مسلم تم نے سفاح کو نزولی زمینوں کے نہ لینے کو لکھا تھا"۔ ابو مسلم: "ہاں! مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امر ان کے لئے جائز نہ ہو گا۔ لیکن پھر میں نے انہیں کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ یہ سمجھ کر آپ لوگ معدن علم ہیں"۔

المنصور: "اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ سفر حج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟"

ابو مسلم: "مجھ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ ہم اور آپ ایک چشمے پر جمع ہوں"۔

المنصور: "کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم کو کس امر نے میری طرف مراجعت کرنے سے روکا تھا جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرنے سے کون سی خبر مانع ہوئی تھی تاکہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا"۔

ابو مسلم: "لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نے مراجعت نہیں کی اور نہ قیام کیا"۔

المنصور: "(ترش رو ہو کر) تو تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قابض ہو جاؤ"۔

ابو مسلم: "نہیں خداوندا! میں نے تو اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے جو اس کی حفاظت کرے گا"۔

المنصور: "اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہ کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے؟"

ابومسلم: ''آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کر لوں گا''۔
المنصور: ''وہ مال کہاں ہے جو تم نے حران میں جمع کیا تھا''۔
ابومسلم: ''میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا تا کہ ان کو تقویت ہو اور ان کا دل بڑھے''۔
المنصور: ''(چیں بہ جبیں ہو کر) کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا اور کیا تو نے آسیہ بنت علی سے خطبہ (منگنی) نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے۔ اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی رو سیاہ تو نے سخت و شوار راستہ اختیار کیا''۔
ہنوز ابومسلم جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ و غصہ کے لہجہ میں کہنا شروع کیا:
''کیوں خود سر! تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا باوجود یکہ وہ ہمارا بہت خیر خواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا نقیب تھا جب کہ تو اس کام میں شریک بھی نہیں کیا گیا تھا''۔
ابومسلم: ''اس نے میری مخالفت کی تھی اس وجہ سے میں نے اس کو قتل کر ڈالا''۔
المنصور کا چہرہ یہ فقرہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا لیکن کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ابومسلم جرأت کر کے بول اٹھا:
''یہ میری ان کارگزاریوں کا صلہ ہے جو اس وقت تک میں کرتا رہا؟''
المنصور: ''(ڈانٹ کر) اے شیطان کے بچے! اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کارگزاری دیتا لیکن تو نے کیا کیا ہے ہماری بدولت تو نے بھی گلچھرے اڑائے ہیں''۔
ابومسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا سر نیچا کر لیا المنصور کا غصہ لحظہ بہ لحظہ ترقی کرتا جاتا تھا۔
ابومسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا:
''جا میں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا''۔
اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ محافظین پردہ سے نکل آئے عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری جس سے ابومسلم کی تلوار کا پرتلہ کٹ گیا۔
ابومسلم نے گھبرا کر کہا ''امیر المومنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے''۔
المنصور بولا: ''اللہ مجھے زندہ نہ رکھے۔ اگر میں تجھ ایسے زبردست دشمن کو پناہ دوں''۔
اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی محافظین نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابومسلم کو بے دم کر دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

قتل ابومسلم کا ردعمل: ابومسلم کے مارے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابوجہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ امیر اس وقت امیر المومنین کی خدمت میں رہیں گے۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔ ہمراہیان ابومسلم یہ سن کر محل سرائے شاہی سے واپس آئے اور المنصور کے حکم سے ان لوگوں کو صلے دیئے گئے۔ چنانچہ ابواسحاق نے ایک لاکھ درہم پائے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر ابومسلم کو دریافت کیا اور اثناء گفتگو میں اس کی خدمت و کارگزاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا۔ المنصور چلا کر کہنے لگا ''واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں

نہیں جانتا اور وہ اس بساط کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ انا للہ و انا الیہ راجعون نکلا۔ المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا ''کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحب حکومت شمار کیے جاتے تھے''۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس استفہام کا کچھ جواب نہ دیا۔ المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلا کر ابومسلم کے قتل کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی۔ المنصور نے کہا ''اللہ تجھے توفیق دے''۔ جعفر کی نظر جونہی المنصور کے دائیں جانب پڑی ابومسلم کو مقتول دیکھ کر جوش مسرت سے بول اٹھا ''اے امیر المومنین آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی''۔ المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابومسلم کے ماتحتوں میں سے ابواسحاق کو طلب کیا۔ ابواسحاق کے دل پر ابومسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلتا تھا۔ المنصور نے تشفی آمیز الفاظ میں کہا ''جو تمہارے دل میں ہو بے خوف و ہراس بیان کرو (ابومسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا''۔

ابواسحاق نے یہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔ اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا:

''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے مجھے امان دی۔ واللہ میں اس کے پاس کبھی نہیں آتا تھا مگر یہ کہ اپنے اہل و عیال کو وصیت کر آتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا''۔

اس قدر کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ المنصور کے دل میں یہ حال دیکھ کر رحم آ گیا ہنس کر بولا:

''تم امیر المومنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے۔ جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو''۔

یہ واقعات ابومسلم کے قتل کے دن ہیں۔

ابونصر کی گرفتاری: دوسرے روز المنصور نے ابونصر مالک بن ہیثم کو ابومسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا:

''کہ جس قدر تمہارے پاس مال و اسباب میں چھوڑ آیا ہوں وہ میرے پاس روانہ کرو اور بعد روانگی مال و اسباب تم بھی چلے آؤ''۔

چونکہ ابومسلم نے ابونصر مالک بن ہیثم کو بوقت روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ میں نے وہ خط نہیں لکھا ہے اس وجہ سے ابونصر المنصور کے بھیجے ہوئے خط کو دیکھ کر مشتبہ و مشکوک ہو گیا اور بقصد خراسان ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ المنصور نے یہ خبر پا کر شہرزور کی سند گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی ساتھ ہی اس کے زہیر بن ترکی گورنر ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا۔ جونہی ابونصر ہمدان پہنچا زہیر ترکی نے دعوت کے بہانہ سے بلا کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد المنصور کی لکھی ہوئی شہرزور کی سند گورنری ابونصر کے نام کی پہنچی زہیر نے اس کو رہا کر دیا اس کے دوسرے روز المنصور کا فرمان ابونصر کے قتل کا آ پہنچا۔ زہیر نے جواباً لکھ بھیجا کہ میں نے اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا لیکن جب سند گورنری شہرزور اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

ابو نصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ المنصور نے اس کو ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی ابو نصر نے عرض کیا ''ہاں مجھ سے ابو مسلم نے مشورہ طلب کیا تھا۔ میں نے اس کو مشورہ ٹھیک دیا تھا اگر امیر المومنین مجھ سے کسی امر میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورہ خیر دینے سے دریغ کروں گا۔ میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے''۔ المنصور نے یہ جواب سن کر اس کو سزا دینے سے باز آیا اور گورنری موصل پر بھیج دیا۔

ابو مسلم کے قتل ہو جانے سے ابو جعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا خطرات جس قدر اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے سب کے سب رفع ہو گئے۔ واقعہ قتل کے بعد ایک روز لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا۔ نہایت موانست آمیز و موالفت انگیز الفاظ میں خطبہ[1] دیا اور اس کے ہمراہیوں کو مختلف مقامات پر منتشر و پراگندہ کر دیا۔

سنباد کی بغاوت: ابو مسلم کے ہمراہیوں میں سے ایک سنباد معروف بہ فیروز اسپہبد (مجوسی) نے اطراف خراسان میں خروج کیا۔ اکثر اہل جبال نے اس کی اتباع کی۔ یہ لوگ ابو مسلم کے خون کا معاوضہ طلب کرتے تھے انہوں نے نیشا پور اور

---

[1] ابو جعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲۸ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے بہ نظر دلچسپی ناظرین درج ذیل کرتے ہیں

((ایها الناس لا تخرجوا من انس و الطاعة الى وحشة المعصية و لا تمشوا فى ظلمة))

((الباطل بعد سعيكم فى ضياء الحق ان ابا مسلم احسن مبتدأ اساء معقبا))

((و اخذ من الناس بنا اكثر مما اعطانا و رجح قبح باطنه على حسن ظاهره و علمنا))

((من خبث سريرته و فساد نيته ما لو علمه الائم لنا فيه لعذرنا فى قتله و عنفنا))

((فى امهالنا و ما زال ينقض بالبيعة و يخفر ذمته حتى احل لنا عقوبته و اباحنا))

((دمه و لم يمنعنا الحق له من امضاء الحق فيه و ما احسن ما قال النابغة))

((الذبيانى للنعمان))

فمن اطاعك فانفعه بطاعته كما اطاعك و ادلله على الرشد

و من عصاك فعاقبه معاقبة تنهى الظلوم و لا تقعد على ضمد

''اے لوگو! تم لوگ انس طاعت سے وحشت معصیت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ چلو۔ بے شک ابو مسلم کا آغاز خوبی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی سے اور اس نے لوگوں سے زیادہ اس سے کہ ہم نے اس کو دیا تھا تفوق حاصل کیا اور اس کی بد باطنی اس کے حسن ظاہر پر غالب آ گئی اور ہم اس کی خبث باطنی اور فساد نیتی سے ایسے آگاہ ہو گئے کہ اگر کسی کو اس بابت کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو اس کے قتل کرنے اور اسے زندہ چھوڑ رکھنے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی حقارت کرتا تھا۔ تا آنکہ ہم کو اس کی عقوبت حلال ہو گئی اور اس کا خون ہم کو مباح ہو گیا اور اس کے حقوق ہم کو حق کے جاری کرنے سے مانع نہ ہوئے اور کیا خوب نابغہ ذبیانی نے نعمان سے کہا تھا: ''جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہو نفع پہنچاؤ اور اس کو رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہاری نافرمانی کرے اس کو ایسی عقوبت کرو کہ جس سے ظالم ٹھہرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو''۔

رے پر قبضہ کر لیا اور مال و اسباب و خزائن لے لئے جو ابو مسلم بہ وقت روانگی سفاح رے میں چھوڑ گیا تھا۔ اس کے علاوہ اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیں' مگر بایں ہمہ تجار سے تعرض نہ ہوتا تھا۔ ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو منہدم کرنے کو جارہا ہوں۔ المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار عجلی کو مامور کیا مابین ہمدان و رے کے ایک سنسان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ جمہور بن مرار نے کمال مردانگی سے لڑ کر سنباد کو ہزیمت دی تقریباً ساٹھ ہزار آدمی سنباد کے مارے گئے اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا۔ سنباد نے طبرستان میں جا کر جان بچائی مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہ ملی۔ عامل طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کر کے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور المنصور کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ المنصور نے عامل طبرستان سے سنباد کے مال و اسباب کا مواخذہ کیا۔ عامل طبرستان مکر گیا۔ تب المنصور نے ایک لشکر عامل طبرستان کی گوشمالی کو روانہ کیا عامل طبرستان یہ سن کر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

سنباد کی ہزیمت کے بعد جمہور نے اس کے لشکر گاہ کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس میں ابو مسلم کا خزانہ بھی تھا۔ مگر مال غنیمت دار الخلافت کو روانہ نہ کیا اور جب المنصور کے خوف نے اپنی مہیب شکل دکھلائی تو خلع خلافت کا اظہار کر کے رے میں جا کر قلعہ بندی کر لی۔ المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمد بن اشعث کو روانہ کیا۔ جمہور یہ خبر پا کر رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا۔ اصفہان پر اس نے اور رے پر محمد نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد نے اصفہان کا قصد کیا۔ جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا فریقین جی توڑ کر لڑے بالآخر جمہور شکست کھا کر آذر بائیجان پہنچا اس کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

<u>عبداللہ بن علی</u>: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابو مسلم سے ہزیمت اٹھا کر بصرہ چلے گئے تھے اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا۔ اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا۔ عبداللہ بن علی اور ان کے ہمراہی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے سرداران لشکر اور خدام کو امان دیتا ہوں تم ان کو میرے پاس لے آؤ۔ سلیمان و عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداروں اور خدام کو لے کر دار الخلافت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دربار میں حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے سلیمان و عیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصر خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان و عیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پا کر سمجھ گئے کہ وہ غریب قید کر دیئے گئے اور ان کی ذمہ داری کا لحاظ کر دی گئی۔ اسلئے پاس المنصور کے پاس لوٹے مگر ان سے ملنے نہ دیا گیا۔ باقی رہے ہمراہیان عبداللہ بن علی ان میں کسی کو قید کر دیا گیا' کسی کو مار ڈالا گیا اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ ابوداؤد خالد نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن علی اسی زمانہ سے برابر قید میں رہے تا آنکہ المنصور نے ۱۴۹ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمد بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کی تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دے دیا اور خود بقصد حج مکہ معظمہ کی طرف چلا گیا۔ المنصور

کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سیکرٹری) یونس بن فروہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کا مشورہ کیا۔ یونس نے کہا ''میرے نزدیک تم عبداللہ کو قتل نہ کرو ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے عوض قتل کر ڈالے گا اور اگر اتفاقاً وہ تم سے عبداللہ کو طلب کرنے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو اس راز کو کسی سے نہ کہنا''۔ غرض عیسیٰ نے عبداللہ کو قتل نہ کیا اور اپنے مکان میں چھپا رکھا۔ چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بجھا کو اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش پر آمادہ کریں چنانچہ ان لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بجھانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کی۔ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا۔ عیسیٰ نے عرض کیا ''میں نے اس کو جیسا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کر ڈالا''۔ المنصور بولا ''میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا''۔ ہنوز عیسیٰ اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے اعمام سے مخاطب ہو کر کہا ''کیا دیکھتے ہو اس کو اپنے بھائی کے عوض گرفتار کر لو۔ میں نے عبداللہ کو ان کے سپرد قتل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے ان کے حوالہ کیا تھا''۔

المنصور کے اعمام نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کی غرض سے باہر لے آئے۔ تماشائیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عیسیٰ جس حبس میں پڑا ہوا تھا اور وہ لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے ہر شخص کی زبان پر یہی قصہ تھا۔ عیسیٰ نے پہلے تو کمال صبر و استقلال سے کام لیا مگر جب یہ دیکھا کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھے ''للہ مجھے نہ قتل کرو عبداللہ بن علی زندہ ہیں''۔

المنصور کے روبرو لا کر حاضر کر دیا۔ المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کر دیا۔ جس کی بنیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دے دیا پانی ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

<u>راوندیہ کی شورش</u>: یہ لوگ خراسان کے رہنے والے ابومسلم کے متبع تناسخ اور حلول کے قائل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک میں، اللہ جل شانہ نے المنصور میں اور جبرائیل نے ہیثم بن معاویہ میں حلول کیا ہے۔ المنصور نے اس میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کر دیا باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ مجتمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جاتے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا خود اندر گھس گئے اور اپنے ہمراہیوں کو نکال لائے۔ اس کے بعد اطمینان سے تمام چھ سو کی جمعیت کے ساتھ المنصور کے محل کا قصد کیا۔ المنصور پیادہ پا محل سے نکل آیا۔ معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر پا کر آ گیا یہ اس وقت تک روپوش تھا۔ اس وجہ سے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر اس سے لڑنے آیا تھا اور المنصور ایک مدت سے اس کی جستجو میں تھا۔ معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جاں نثاری ظاہر کی پیادہ پا ہو کر لڑا۔ مخالفین میں صفوں میں گھس جاتا تھا اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے واپس آ جاتا تھا ایک دوبارہ سخت سے سخت مصائب میں بھی مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور نے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی۔ معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ ''تم ہٹ جاؤ ایسی حالت میں اس لگام کے لینے کا میں مستحق ہوں''۔ ربیع کے ہاتھ سے لگام لے لی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ پر فتح یاب ہو گیا۔ المنصور نے اس وقت تک معن کو نہیں پہچانا تھا۔ دریافت کیا ''تم کون ہو؟'' معن نے اپنا نام و نسب بتلایا۔ المنصور نے اس کو امان دے دی اور اس کی اس جاں نثاری سے خوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد ابونصر مالک بن ہیثم آیا اور محل سرائے شاہی کے دروازے پر کھڑے ہو

کر بولا: ((انا الیوم تواب)) بازاریوں کے کانوں میں جوں ہی یہ آواز پہنچی سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے لڑائی ہونے لگے۔ شہر کا دروازہ کھول دیا گیا لوگ گھس گئے۔ خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ نے حملہ کر دیا۔ آن کی آن میں سب کے سب ڈھیر کر دیئے گئے اس واقعہ میں اتفاقیہ عثمان بن نہیک کے ایک تیر آ لگا جس سے وہ چند روز بعد مر گیا۔ المنصور نے اس کے بعد اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی فوج جان نثاران کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابوالعباس طوسی کو اس عہدہ سے سرفراز فرمایا۔ یہ کل واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

بغاوت راوندیہ کے فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو طلب کر کے کمال عزت واحترام سے بٹھایا۔ دیر تک اس کے کارہائے نمایاں کی ثناء وصفت بیان کرتا رہا۔ معن نے عرض کیا ''واللہ اے امیر المؤمنین میں ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی ہے۔ تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا۔ بے تابانہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے''۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن ابن زائدہ ابوالخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس روپوش تھا اور ابوالخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی عفو تقصیر کرا کر امان حاصل کرے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابوالخصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت چاہی۔ المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا۔ معن نے رائے دی کہ ''بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے۔

ع ''کہ مزدور خوش دل کند کار بیش''

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا ''مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کی جائے'' معن نے عرض کیا ''بہتر لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں''۔

معن بلا انتظار جواب اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی میدانِ جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ بڑے بڑے مصائب اٹھائے تا آنکہ تقریباً کل راوندیہ مارے گئے۔ واقعۂ جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا۔ المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایت یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان کی بغاوت: خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت وہلاکت کے بعد بسام بن ابراہیم ابوداؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا۔ جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض لشکریوں نے بغاوت کی جب کہ یہ کشماہن میں مقیم تھا۔ لشکریوں نے اس کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ ابوداؤد رات کے وقت اپنے مکان کی چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کی غرض سے چڑھا اتفاق سے پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اسی دن جان بحق ہو گیا۔ ابوداؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس ''عصام'' اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ المنصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کیا۔

عبدالجبار کی سرکشی: عبدالجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی۔ سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولتِ علویہ کی دعوت دیتے تھے قید کر دیا جن میں مجاشع ابن حریث انصاری گورنر بخارا ابوالمغیرہ خالد بن کثیر مولی بنو تمیم گورنر کوہستان اور حریش بن محمد ذہلی یعنی ابوداؤد کا چچا زاد بھائی شامل تھے پھر چند ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور ابوداؤد کے مقرر کئے ہوئے عمال پر مال حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی۔

ابوایوب سے مخاطب ہو کر بولا: ''ابوالجبار تو ہمارے ہواخواہوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کیے دیتا ہے''۔ ابوایوب نے رائے دی کہ آپ لشکر خراسان کے حصہ کثیر کو جہاد روم پر بھیج دینے کے لئے لکھ بھیجے اور جب عبدالجبار لشکر خراسان کو جہاد روم پر بھیج دے تو جس کو چاہے خراسان بھیج دیجئے ایک لحظہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی فرو ہو جائے گی''۔ المنصور نے اس رائے کے مطابق عبدالجبار کو لکھ بھیجا۔ عبدالجبار نے جواباً لکھا: ''کہ چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہے۔ اس صورت میں اگر آپ لشکر خراسان کسی دوسری طرف منتقل کیجئے گا تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا اندیشہ ہے''۔ المنصور نے یہ خط ابوایوب کو دے دیا۔ ابوایوب نے عرض کیا: ''آپ یہ لکھیے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیجتا ہوں جو اس کی کامل طور سے حفاظت کرے گا''۔ عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اس قدر بار عظیم کی متحمل نہیں ہو سکے گی''۔ ابوایوب نے جواب دیکھ کر عرض کیا ''لیجئے اس کا خبث باطنی ظاہر ہو گیا اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا آپ ذرا عجلت کیجئے''۔

المہدی کا تقرر: المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے لڑکے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ رے میں پہنچ کر قیام کرنا چنانچہ المہدی نے رے میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی۔ عبدالجبار میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگا اور مقطنہ میں پہنچ کر چھپ گیا۔ مجشر بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہل مرورود کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہوا خازم نے عبدالجبار کو ایک جبہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور تمام شہر میں تشہیر کرا کے مع اس کے اہل و عیال اور ہمراہیوں کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ المنصور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے تا آنکہ جس قدر مال ان لوگوں نے غبن کیا تھا سب کا سب حاضر کر دیا۔ تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے۔ باقی رہے اس کے اہل و عیال وہ دہلک میں قید کر دیئے گئے۔

اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

عامل سندھ کی سرکشی: ۱۴۲ھ میں عینیہ بن موسیٰ بن کعب عامل سندھ نے بغاوت کی یہ اپنے باپ کے بعد عامل سندھ مقرر کیا گیا تھا اس کے باپ نے مسیب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا۔ مسیب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا عینیہ کو المنصور طلب کر کے محکمہ پولیس پر نہ مقرر کر دے۔ عینیہ کو دم پٹی دے کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر دیا۔ المنصور کو اس کی خبر ہوئی تو دارالخلافت سے بصرہ میں آیا اور بصرہ سے عمر بن حفص بن ابی صفوۃ عتکی کو سندھ و ہند کی سند گورنری مرحمت کر کے جنگ عینیہ پر مامور کر دیا چنانچہ عمر بن حفص سندھ میں پہنچ کر عینیہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

اصبہبد کی سرکشی: اسی سن میں اصبہبد والی طبرستان نے بھی سرکشی کی اور ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا جو اس کے ملک میں تھے۔ المنصور نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے آزاد غلام ابوالخصیب خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان میں پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر بہ مکر و حیلہ دروازہ کھلوا کر گھس گئے لڑنے والوں کو مار ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ اصبہبد نے

زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت: جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل واضطراب پیدا ہوا۔ اس وقت بنو ہاشم نے ایک مجمع کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس امر پر اتفاق کیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن علی کو خلیفہ بنانا چاہیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس شب کو بیعت کی تھی۔ المنصور بھی تھا اور جب المنصور اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے کو گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گیا تھا اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے نہیں آیا تھا اس نے ان دونوں کو دریافت کیا۔ زیاد بن عبیداللہ حارثی نے عرض کیا ''میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں''۔ المنصور ان دنوں مکہ میں تھا۔ زیاد بن عبیداللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے بعد المنصور تخت خلافت پر متمکن ہوا مگر محمد کا حال برابر دریافت کرتا جاتا تھا اور بنو ہاشم سے در پردہ استفسار کرتا جاتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی جستجو حد سے بڑھا لی ہے۔ اس وجہ سے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور علاوہ اس کے اور بھی عذرات مستحسنہ دیا کرتے تھے مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے اور وہ تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو نہیں سوتا ہے''۔ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے: ((اللّٰھم اطلب الحسن بدمائنا)) ''اے خدا حسن کو ہمارے خون کے بدلے لے''۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے لڑکے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلے میں مشورہ کیا۔ سلیمان بن علی نے کہا ''اگر وہ (المنصور) درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگزر کرتا''۔ عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے برابر اپنے لڑکے کو چھپا دینے کی سعی بلیغ کرنے لگے۔

المنصور نے جاسوسوں کو تمام وادی حجاز میں محمد کی جستجو کے لیے پھیلا دیا۔ کوئی چشمہ کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں۔ جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا۔ جس میں اطاعت وفرماں برداری کا اظہار کیا تھا اور عجلت کرنے کی رائے دی تھی۔ اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہ کے پاس بھیجا اور اس امر کے اظہار کے لیے کہ ان کے ہواخواہوں کے پاس سے آیا ہے۔ بہت سا مال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو در پردہ ہواخواہ محمد کا تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو مشعر بایں حالات ایک خط لکھ بھیجا۔ ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ قاصد نے محمد کے دریافت کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے ہواخواہوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔ عبداللہ بن حسن نے قاصد سے کہا ''تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ تم کو محمد کے پاس جہینہ کی جبل میں پہنچا دیں گے چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط مشعر حقیقت حال آیا۔ عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد وعلی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دی اور اس قاصد سے احتراز کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابو ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا۔ محمد نے کہا: ''تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟''۔

ابو ہبار نے کہا: ''مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے''۔

محمد بولے: ''میں ایک مسلمان کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا''۔

تب ابو ہبار نے کہا: ''اچھا اس کو مقید کر کے اپنے ہمراہ رکھئے''۔

محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا اس وجہ سے کہ روزانہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے۔ پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کرا دیجئے۔ محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ لیکن جب لوٹ کر اپنی مجلس میں آئے تو وہ شخص ہی نذارد تھا۔

عبداللہ بن حسن: یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ سے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کل حالات بیان کئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ ان کے ساتھ ایک شخص وبر نامی ہے ابو جعفر المنصور نے وبر کو طلب کر کے محمد کا حال طلب کیا۔ وبر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا۔ اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک خط جعلی محمد کے ہوا خواہان خراسان کی جانب سے لکھ کر دیا اور بہت سا مال واسباب دے کر عبداللہ بن حسن کے پاس روانہ کیا۔ جوں ہی عقبہ نے عبداللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر ہوا خواہان خراسان کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا۔ عبداللہ بن حسن نے خط پھینک دیا اور جھڑک کر بولے:

''میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ''۔

اس وقت تو عقبہ چلا آیا۔ لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے دلی خیالات کہنے لگے۔ عقبہ نے عرض کیا:

''اس خط کا جواب لکھ دیجئے''۔ عبداللہ بن حسن نے جواب دیا: ''خط کا جواب تو نہ لکھوں گا مگر ان لوگوں سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں لڑکے فلاں وقت خروج کریں گے''۔

عقبہ کو جب محمد اور ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا کل حالات عرض کئے المنصور نے بہ قصد حج کوچ کیا اور مکہ پہنچا۔ بنو حسن ملنے کو آئے۔ عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے۔ المنصور نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے بٹھایا اگلے دن دعوت کر دی۔ جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن کو طلب کر کے کہا: ''کیوں صاحب آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہ کریں گے اور نہ تمہاری حکومت پر خلل اندازی کریں گے''۔ عبداللہ بن حسن بولے: ''میں اس وقت تک اسی اقرار پر ہوں''۔ المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کنکھیوں سے دیکھا عقبہ بن سالم، عبداللہ بن حسن کے روبرو آ کر کھڑا ہو گیا۔ عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف پھر گیا۔ عبداللہ بن حسن نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ عقبہ بھی اسی طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ المنصور دریافت کرتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا۔ المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

غیر الوطن محمد بے چارہ جو اطراف و جوانب بلاد میں چھپا پھرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا۔ بنو راسب یا بقول بعض بنو مرہ بن عبید میں قیام کیا۔ المنصور کو اس کی خبر لگ گئی۔ یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا۔ عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا۔ المنصور نے کہا: ''اے ابو عثمان کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و

حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو''۔

عمر بن عبید نے عرض کیا: ''امیر المومنین! بصرہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت حکومت کا مخالف ہو''۔ المنصور نے یہ سن کر مراجعت کر دی اور محمد و ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے۔ وہاں اطمینان خاطر نہ حاصل ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ آ پہنچے۔

پھر ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے کو آیا تھا۔ محمد و ابراہیم بھی حج کو آئے ہوئے تھے۔ ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا قصد کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی۔ اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے دونوں لڑکوں محمد اور ابراہیم کے حاضر کرنے پر مجبور کیا۔ زیاد عامل مدینہ نے ضمانت کی تو غریب کی جان بچی۔ المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دارالخلافت کو لوٹا تو اس کی روانگی کے بعد محمد وارد مدینہ منورہ ہوا۔ زیاد نہایت الطاف و مرحمت سے پیش آیا اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہیں چلے جائیے۔ المنصور نے یہ خبر پا کر ابو الازہر کو جمادی الثانی ۱۴۱ھ میں زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو سند گورنری دینے کی غرض سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ابو الازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا عامل بنایا اور زیاد کو مع اس کے مصاحبین کے گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ ابو المنصور نے ان سب کو قید کر دیا۔ زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔ اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی جستجو کرنے کی سخت تاکید کی اور اس مقدمہ پر دریا دلی سے مال و زر خرچ کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال و زر خرچ کیا مگر محمد دستیاب نہ ہوا۔ اس وقت المنصور نے اس کے اسراف سے تنگ آ کر اس کی معزولی کے متعلق مشورہ کیا اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمی نے ریاح بن عثمان بن حیان مزنی کو مقرر کرنے کی رائے دی۔ المنصور نے اس کو پسند کیا اور رمضان ۱۴۴ھ میں سند امارت مرحمت فرما کر مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

اس نے مدینہ منورہ میں پہنچ کر بڑا اودھم مچایا۔ عبداللہ بن حسن کو لڑکوں کے نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی۔ عتاب شاہی سے ڈرایا۔ عبداللہ بن حسن نے کہا: ''واللہ تو آج ایسا ہی قسی القلب ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کے ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے''۔ ریاح یہ فقرہ سن کر چونکتا ہو گیا۔ ابو البختری حاجب بولا: ''غریب کو غیب کی کیا خبر ہے۔ آپ ان سے ناحق محمد کا حال دریافت کرتے ہیں''۔

ریاح نے جواب دیا: ''تف ہو تجھ پر اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کے فحوائے کلام کو نہیں سمجھا''۔ ابو البختری کی اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ ریاح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا آیا اور محمد بن خالد کو گرفتار کر کے چھوڑا۔ محمد کی جستجو میں شب و روز سرگرداں رہنے لگے۔ دریافت کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مضافات ینبع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ بھاگ گیا۔

اس کے بعد ریاح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے: عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، حسن و ابراہیم و جعفر پسران حسن بن حسن، سلیمان و عبداللہ پسران داؤد بن حسن بن حسن، محمد و اسماعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن

حسن بن حسن' عباس بن حسن بن حسن' موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن' ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے۔ وہ اگلے دن ریاح کے پاس گئے فرمایا: "میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میری قوم کے ساتھ قید کر دے"۔ ریاح نے ان کو بھی انہیں لوگوں کے ساتھ قید کر دیا المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا: "کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان معروف بہ دیباج کو بھی قید کر دو"۔ یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسینؓ ہیں۔ ریاح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ انہیں ایام میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا ان کو ان کے باپ نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا۔ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اس وقت سے یہ برابر قید خانہ ہی میں رہے انہوں نے اپنے باپ کے ہوا خواہوں میں سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی و ابو جبیر کے نام بھی بتلا دیئے تھے۔ المنصور نے ان دونوں کو گرفتار کرا کر پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے بعد میں المنصور کے مشیروں نے بقیہ اولاد حسن بن حسن کو بھی قید کر دینے کی رائے دی۔ چنانچہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے اور قید خانہ میں بھیج دیئے گئے۔

اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھ میں المنصور حج کرنے کو گیا۔ مکہ معظمہ پہنچا تو قید خانہ میں اولاد حسن بن حسن کے پاس محمد بن عمران بن ابراہیم بن طلحہ بن مالک بن انس کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کو ہمارے سپرد کر دو۔ عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کچھ جواب نہ دیا۔ حاضری کی اجازت طلب کی المنصور نے کہا "واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہ دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں لڑکوں کو میرے پاس حاضر نہ کرے گا"۔ عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا تھا۔

ادائے حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہوا۔ ریاح بھی بہ نظر مشایعت ساتھ ساتھ آیا۔ المنصور نے اولاد حسن کو مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ریاح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں پہنا کر بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا۔ جعفر الصادق پردہ کی آڑ سے یہ سب معاملات دیکھتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے دوران سفر میں محمد و ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے باپ عبداللہ کے پاس اکثر آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت چاہتے تھے۔ عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے: "میرے نور نظرو! عجلت نہ کرو جب تک مناسب موقع ہاتھ نہ آئے گا اگر ابو جعفر المنصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو"۔ ربذہ پہنچا تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا۔ گالیاں دیں اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس درے لگوائے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ریاح نے المنصور کو اس جبر و تعدی پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے ہوا خواہ ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہ کرے گا۔

اس واقعہ کے بعد ابو عون عامل خراسان نے المنصور کے پاس ایک عرض داشت بایں مضمون روانہ کی کہ اہل خراسان میں اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں۔ المنصور نے اس

سے مطلع ہوتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کی غرض سے جلاد کے حوالے کر دیا اور اس کا سر اتروا کر خراسان بھجوا دیا۔ اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کو قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ان میں سے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کیے گئے اس طرح سے کہ زندہ ایک ستون میں چن دیئے گئے بعد ازاں عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ المنصور کے حکم سے یہ لوگ شہید کیے گئے۔ ان میں سے بجز سلیمان وعبداللہ پسران داؤد اور اسحاق واسماعیل پسران ابراہیم بن حسن کے اور جعفر بن حسن کے اور کوئی جاں بر نہیں ہوا۔ سب کے سب کمال بے کسی سے المنصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے واللہ اعلم۔

محمد المہدی کا خروج: جس وقت المنصور عراق کی طرف روانہ ہوا اور قیدیان اولاد حسن اس کے ہمراہ کر دیئے گئے۔ ریاح لوٹ کر مدینہ منورہ آیا اور محمد کی تلاش میں سرگرمی سے کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے۔ اس روپوشی اور اخفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی۔ اسی تگ ودو میں ایک پہاڑ پر سے ان کی بیوی گر پڑیں۔ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ریاح کو یہ خبر لگی کہ محمد مذار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ محمد یہ سن کر چھپ رہے۔ ریاح مجبور ہو کر خائب وخاسر واپس آیا۔ غرض ریاح ہر وقت محمد کی جستجو وتلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو بہ صلاح ومشورہ اپنے ہمراہیوں کے خروج کا قصد کر دیا۔ ریاح کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ آج شب کو محمد خروج کرنے والے ہیں۔ ریاح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ وغیرہ کو بلا کر کہا۔ امیر المومنین محمد کی جستجو میں شرق وغرب ایک کر دیں گے۔ حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پس پشت ہے۔ واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ پھر قاضی مدینہ منورہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر مجتمع ہو گیا۔ ریاح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھایا۔ اس کے بعد چند نفوس علوئیں بلائے گئے۔ جن میں جعفر بن محمد بن حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسماعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا لڑکا تھا۔ یہ لوگ ریاح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ دفعتہً تکبیر کی آواز سنائی دی۔ کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب نے خروج کر دیا۔ ابن مسلم بن عقبہ مری نے ریاح سے کہا: ''میرا کہنا مانئے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کر ڈالنے دیجئے''۔ ریاح نے اس سے انکار کیا۔

محمد بن عبداللہ نے مذار سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا۔ قید خانہ کی طرف آئے محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے قید خانہ سے نکالا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن جبیر کو مامور کیا اور دارالامارت میں پہنچے وہ اپنے ہمراہیوں کو ندا کرتے جاتے تھے: ''کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا''۔ باب مقصورہ سے دارالامارہ میں داخل ہوئے ریاح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد ازاں مسجد کی طرف آئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ جس میں المنصور کی ان عادات خسیسہ وخصائل رذیلہ کا ذکر کیا۔ جس کا وہ خوگر ہو گیا تھا اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا۔ ان سے مدد کے خواستگار ہوئے

اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن از ہیر کو عہدہ قضا پر عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر، عبدالعزیز دراوردی کو محکمہ پولیس پر ابو علمش عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ عمر بن خطاب کو اور دیوان عطاء پر عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ کو مامور کیا اور محمد بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھ رہنے پر ملامتانہ پیام بھیجا۔ محمد بن عبدالعزیز نے امداد کا وعدہ کیا۔

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ روسائے شہر سے ان کے ہمراہیوں میں سوا ان چند لوگوں ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد' ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے کسی نے تخلف نہ کیا۔ بہ وقت خروج اہل مدینہ نے امام مالک سے محمد کے ساتھ خروج کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ ''ہماری گردنوں پر المنصور کی بیعت کا بار پڑا ہوا ہے''۔ امام مالک نے جواب دیا: ''تم لوگوں نے باکراہ بیعت کی تھی اور مکرہ پر یمین نہیں ہے'' اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے اور بطیب خاطر محمد کے اعوان و انصار میں شامل ہو گئے۔ مگر امام مالک نے اپنا مکان نہ چھوڑا۔ محمد المہدی نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا تھا۔ یہ ایک معمر شخص تھے انہوں نے کہلا بھیجا: ''اے برادر زادہ واللہ تم مارے جاؤ گے۔ میں تمہاری بیعت کیسے کروں؟'' تھوڑے سے آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں عجلت کی حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ ''اے چچا جان آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے جدا ہو گئے ہیں اور ہنوز میرے بھائی انہی کے ہمراہ ہیں مجھے خوف ہے کہ مبادا یہ لوگ بھی مارے جائیں گے''۔ اسماعیل نے حمادہ کو ناکام لوٹا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے حمادہ کو عداوت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ موقع پا کر اس نے اسماعیل کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو ریاح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا۔ پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط و کتابت کرتا ہے۔ اس وقت سے محمد بن خالد برابر قید خانہ ہی میں رہا۔

محمد المہدی کے ظہور کے نویں دن ایک شخص آل اویس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مسافت طے کر کے المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا۔ المنصور بولا ''تو نے اس کو دیکھا ہے؟'' عرض کیا: ''ہاں! میں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہے۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں''۔ المنصور کو اس کے کہنے کا یقین نہ آیا۔ اگلے دن سے محمد المہدی کے خروج کی متواتر خبریں آنے لگیں۔ تب تو المنصور کو خوف دو ہرا اس پیدا ہوا اور اپنے اہل بیت و ارا کین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت تک قید کی مصیبتیں جھیل رہے تھے۔ محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی۔ انہوں نے کہلا بھیجا: ''تم فوراً کوفہ چلے جاؤ کیونکہ کوفہ والے ہوا خواہ اہل بیت ہیں اور ان کی ناکہ بندی کرلو تا کہ کوفہ میں آنے جانے والوں کی تم کو اطلاع ہوتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو رے سے طلب کر کے جنگ آوران شام کو اس کے ہمراہ محمد المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو''۔ المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا آیا۔ اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبدالمدان بھی تھا۔ کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا۔ سفاح اس سے اکثر مشورہ کرتا تھا۔ اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو

تا کہ پوری پوری حفاظت ہو سکے۔ المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا: ''اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے'' یزید نے جواب دیا: ''ہاں میں سمجھا اھواز ہی ان کی کامیابی کا دروازہ ہے اور جعفر بن حنظلہ بحرانی نے بہ وقت مشورہ بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی۔ پس ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آراء کی خوبیاں ظاہر ہوئیں۔ المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ میں کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہہ بیان کی تھی کہ اہل مدینہ جہاں پر محمد نے خروج کیا ہے۔ جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہیں وہ اپنے حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہل کوفہ تمہارے قدموں کے نیچے ہیں اور اہل شام تو پہلے ہی سے آل ابی طالب کے جانی دشمن ہیں۔ اب سوائے بصرہ کے اور کون سا مقام باقی رہا جس کی حفاظت امیر المومنین کے لئے ضروری ہو۔'' المنصور یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط[1] مشعر امان لکھ کر روانہ کیا محمد المہدی نے اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا جیسا کہ اس نے لکھا تھا۔ غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے

---

[1] ان خطوط کو مورخ علامہ نے اطالت قتال کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن بہ نظر دلچسپی ناظرین ہم اس کو تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۵۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں و ھو ھذا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون''

''فی الارض فسادا ان یقتلوا و یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم''

''من خلاف او ینفوا من الارض ذلک خزی فی الدنیا و الاخرۃ ط و لھم عذاب عظیم

الا الذین تابو من قبل ان تقدر و علیھم فاعلموا ان اللہ غفور الرحیم''

''ذلک عھد اللہ و میثاقہ و ذمۃ رسولہ اومنک و جمیع ولدک''

و اخوتک و اھل بیتک و من اتبعکم علی دمائکم و اموالکم''

و اسوغک ما اصبت من دم او مال و اعطیک الف الف درھم''

و ما سالت من الحوائج و انزلک من البلاد حیث شئت و ان''

اطلق من فی حبسی من اھل بیتک و ان کل من جاء ک و بایعک''

واتبعک او دخل فی شئی من امرک ثم لا اتبع احدا''

منھم بشئی کان منہ ابدا فان اردت ان تتوثق لنفسک''

فوجہ الی من احببت یاخذمنی الامان والعھد و المیثاق ماتتوثق بہ و السلام''۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بے شک سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں۔ یا صلیب پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں دوسرے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ مگر جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تم ان پر غالب آؤ توبہ کر لی ہو۔ خیال رکھو کہ اللہ غفور الرحیم ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اس کا رسول عہد میثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے کل لڑکوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کی جان اور ان کے مال و اسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے درگزر کرتا ہوں جو اس وقت تک خونریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں۔ علاوہ اس کے جو تمہاری حاجت ہوگی پوری کر دی جائے گی اور جہاں تم کو منظور ہوگا اسی شہر میں تم ٹھہرائے جاؤ گے اور نیز جس قدر تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں ان کو میں رہا کر دوں گا اور اس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہارا ساتھ دیا ہو۔ اس نے شرکت کی ہو اور اس کو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی قسم کا مواخذہ نہ کروں گا۔ الخ

متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ بہ صحت تمام ان کی روایت کی گئی ہے ان خطوط کو طبری نے کتاب الکامل میں نقل کیا ہے۔ فمن ارادا الوقوف علیہا فلیلمسہا فی اماکنہا۔

پھر محمد المہدی نے مکہ معظمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحاق کو اور شام پر موسیٰ بن

ہے پس اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان عہد اور اقرار جس پر تم کو وثوق ہو سکے لے لو۔ والسلام

محمد بن عبداللہ بن حسن نے اس کا جواب حسب ذیل تحریر کیا

((طسم تلک ایات الکتاب المبین نتلوا علیک من نبا موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علا فی الارض و جعل اہلہا شیعاً یستضعف طائفۃ منہم یذبح ابناہم و یستحیی نساءھم ط انہ کان من المفسدین و یرید ان یمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلہم ائمۃ و نجعلہم الوارثین ٥ و نمکن لہم فی الارض و نری فرعون و ہامان و جنودھما ما کانو ایحذرون و انا اعرض علیک من الامان مثل ما عرضت علی فان الحق حقنا و انما علیتم ھذا الامر بنا و خرجتم لہ بشیعتنا و حظیتم بفضلہ فان ابانا علینا کان الوصی و کان الامام فکیف ورثتم و لایتہ و ولدہ احیاء ثم قد علمت انہ لم یطلب الامر احد مثل نسبنا و شرفنا و حالنا و شرف آبائنا لسنا من ابناء اللعنا و لا الطرداء و لا الطلقاء و لیس یمت احد من بنی ہاشم بمثل الذی نمت بہ من القرابۃ و السابقۃ و الفضل و انا بنو ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ بنت عمرو فی الجاہلیۃ و بنو بنتہ فاطمۃ فی الاسلام و انکم ان اللہ اختارنا و اختار لنا فوالدنا من النبین محمد افضلہم و من السلف اولہم اسلاما علی و من الازواج افضلہن خدیجۃ الطاہرۃ و اول من صلی الی القبلۃ و من البنات خیرہن فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین و اہل الجنۃ من المولودین فی الاسلام حسن و حسین سید اشباب اہل الجنۃ و ان ہاشما ولد علیا مرتین. و ان عبدالمطلب ولد حسنا مرتین و ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولد فی مرتین من قبل حسن دوالی اوسط بنی ہاشم نسبا و امرجہم اباالم تعرف فی العجمۃ و لم تنازع فی امہات الاولاد فما زال یختار لی الاباء و الامہات فی الجاہلیۃ و الاسلام حتی یختار لی فی الاشرار فانا ابن ارفع الناس درجۃ فی الجنۃ و اہونہم عذابا فی النار و لک اللہ علی ان دخلت فی طاعتی و اجبت دعوتی ان اومنک علی نفسک و مالک و علی کل امر احدثتہ الا حد امن حدود اللہ ادحقا لمسلم او معاہدہ فقد علمت اما یلزمی من ذلک و انا اولی بالامر منک و اوفی بالعہد لانک اعطیتنی من الامان و العہد رجالا قبلی فای الامانات تعطنی امان ابن ہبیرۃ ام امان عمک عبداللہ ام امان (ابو مسلم))

طسم یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں۔ ہم تجھ کو کچھ احوال موسیٰ اور فرعون کا تحقیقی سناتے ہیں اس قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں۔ بے شک فرعون ملک میں بڑا ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی جتھے کر رکھے تھے ایک گروہ کو ان میں سے کمزور کر دیا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بے شک وہ مفسدین سے تھا اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم ان کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور دکھا دیں فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمہارے روبرو ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لئے پیش کیا تھا کیونکہ یہ حقیقت امر ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے مدعی ہوئے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر تم حکومت کے حاصل کرنے کو نکلے اور اسی کی بدولت کامیاب بھی ہو گئے کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا پس کیسے تم اس کی ولایت کے وارث ہو گئے۔ حالانکہ ان کے لڑکے بقید حیات ہیں۔ پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب و شرف و شریف خاندان والے شخص نے نہیں کی۔ ہم ملعونوں کے لڑکے نہیں ہیں اور نہ مردودوں کے اور نہ ان لوگوں کے جو بحالہ چھوڑ دیے گئے تھے۔ بنو ہاشم میں کسی شخص کا سلسلہ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلہ قرابت سابقیت اور فضل کا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمرو مادر رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں اور اسلام میں آپ کی لڑکی فاطمہ کی نسل سے ہیں۔ بے شک اللہ نے تم سے ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا نبیوں میں ہمارے والد محمد ﷺ ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسلام

عبداللہ کو نامزد کیا۔ چنانچہ محمد بن حسن بقصد مکہ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ قاسم بن اسحاق بھی تھے۔ اتفاق یہ کہ اذاخر میں سری بن عبداللہ عامل مکہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دو ہی چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ کھڑا ہوا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا تا آنکہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسیٰ بن موسیٰ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم ابن عبداللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے

.... ہم قبول کیا اور بیبیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور لڑکیوں میں بہترین دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ سیدہ نساء عالمین اور اہل جنت اور مولودین اسلام میں حسنؓ و حسینؓ سردار جوانان جنت ہیں۔ بے شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی منجانب حسنؓ و حسینؓ دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور بلاشبہ میں باعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ ان مشاہیر میں ہے مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں ہے اور نہ مجھ میں کوئی امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے۔ ہمیشہ سے میرے آبا و امہات جاہلیت و اسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ میرے لئے خیر الاشرار کو منتخب کیا۔ میں بیٹا ہوں اُس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمتر عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہیں) اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری اطاعت قبول کر لو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر امر سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگزر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہدہ کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا کیونکہ تم یہ خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں مجبور ہوں اور بلاشبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کا پورا کرنے والا ہوں اس وجہ سے کہ تم نے امان و قول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا پس تم کون سی امان مجھے دیتے ہو۔ امان ابن ہبیرہ کی یا امان اپنے چچا عبداللہ بن علی والی یا امان ابومسلم کی۔

(ابن ہبیرہ اور عبداللہ بن علی اور ابومسلم کو منصور نے امان دے کر دھوکہ دیا تھا) جب منصور کے پاس لوک جھوک کا خط پہنچا پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اسی وقت ابوایوب کو طلب کر کے خط دکھلایا اور ذیل کا خط لکھ کر روانہ کیا۔

((بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فقد بلغنی کلامک و قرأت کتابک فاذا جل فخرک بقرابۃ النساء لتضل بہ الجفاۃ و الغوغاء و لم یجعل اللہ النساء کالعمومۃ و لا آبا و لا کالعصبۃ و الاولیا کان اللہ جعل العم ابا و بدا بہ فی کتابہ علی الوالدۃ الدنیا و لو کان اختیار اللہ لھن علی قدر قرابتھن کانت امنۃ اقربھن رحما و اعظمھن حقا و اولی من یدخل الجنۃ و لکن اختار اللہ لخلقہ علی علمہ فیما مضی منھم و اصطفائہ لھم و اما ما ذکرت من فاطمہ ام ابی طالب و ولادتھا فان اللہ لم یرزق احد من ولدھا الاسلام لا بنتا و لا ابنا و لو ان رجلا رزق الاسلام با القرابۃ رزقہ عبداللہ و لکان اولیٰ ھم بکل خیر فی الدنیا و الاخرۃ و لکن اللہ یختار لدینہ من یشاء قال اللہ تعالیٰ انک لا تھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یشاء و ھو اعلم بالمھتدین و لقد بعث اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم ولہ عمومۃ اربعۃ فانزل اللہ عزوجل و انذر عشیرتک الاقربین فانذرھم و دعاھم فاجاب اثنان احدھما ابوک فقطع اللہ و لا یتھا منہ و لم یجعل اللہ بینہ و بینھما الا و لا ذمۃ و لا میراثا و زعمت انک ابن اخف اھل النار عذابا و ابن خیر الاشرار و لیس فی الکفر باللہ صغیر و لا فی عذاب اللہ خفیف و لا یسیر و لیس فی الشر خیار و لا ینبغی لمؤمن باللہ ان یفخر بالنار و سترد و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و اما امر حسن و ان عبدالمطلب ولدہ مرتین و ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولدک مرتین فخیر الاولین و الاخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یلدہ ھاشم الامرۃ و لا عبدالمطلب الامرۃ و زعمت انک اوسط بنی ھاشم و اصرحھم اما و ابا و انہ لم یلدک العجم و لم تعرف فیک امھات الاولاد فقد رایتک فخرت علی طرا نظر و یحک و فخرت علی من ھو خیر منک نفسا و ابا و اولادا و اخا ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما خیار بنی ابیک خاصۃ و اھل الفضل منھم الا بنوا امھات الاولاد و ما ولد فیکم بعد وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من علی بن الحسین و ھو لام ولد و لھو خیر من جدک حسن بن حسین و ما کان فیکم بعدہ مثل محمد بن علی وجدتہ ام ولد و لھو خیر من ابیک و لا مثل ابنہ جعفر و جدتہ ام ولد و لھو خیر منک اما قولک انکم بنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکنکم بنو بنتہ و انھا لقرابۃ قریبۃ و لکنھا لا یحوزلھا المیراث و لا ترث الولایۃ ....

لڑنے کے لئے نکلا اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارے جانے کی خبر پہنچی۔ چنانچہ محمد ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اس کے ہمراہ بصرہ میں رہا باقی رہا قاسم وہ مدینہ میں چھپا رہا۔ یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی۔ باقی رہے موسیٰ بن عبداللہ وہ شام کی طرف چلے گئے۔ جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہ دیا تو

...هو لا يجوز لها الامامة فكيف تورث بها و لقد طلبها ابوك بكل وجه فاخرج فاطمة نهارا و مرضها سرا و دفنها ليلاً فابى الناس الا الشيخين و لقد جاءت السنة لا اختلاف فيها من المسلمين ان الجد ابا الام و الخال و الخالة لا يورثون و اما ما فخرت به من علي و سابقته فقد حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم الوفاة فامر غيره بالصلاة ثم اخذ الناس رجلاً بعد رجل فلم ياخذوه و كان في الستة فتركوه كلهم دفعاله عنها و لم يروا له حقا فيها و اما عبدالرحمن فقد عليه عثمان و هو له متهم و قاتله طلحة و الزبير و ابى سعد بيعته فاغلق بابه و دونه ثم بايع معاوية بعده ثم طلبها بكل وجه و قاتل عليها و تفرق عنه اصحابه و شك فيه شيعته قبل الحكومة ثم حكم حكمين رضي بهما اعطاهما عهد الله و ميثاقة فاجتمعا على خلعه ثم كان حسن فباعها من معاوية بخرق و دراهم و لحق بالحجاز و اسلم شيعته بيد معاوية و دفع الامر الى غير اهله و اخذ مالا من غير ولاية و لا حلة فان كان لكم فيها شئ فقد بعتموه و اخذ تم ثمنة ثم خرج عمك حسين على ابن مرجانة فكان الناس معه عليه حتى قتلوه و اتوا براسه اليه ثم خرجتم على بني امية فقتلوكم و صلبوكم على جذوع النخل و احرقوكم بالنيران و نفوكم من البلدان حتى قتل يحيى بن زيد بخراسان و قتلوا رجالكم و اسروا الصبية و النساء و حملوهم بلا وطاء في المحامل كالسبي المجلوب الى الشام حتى خرجنا عليهم و طلبنا بثاركم و ادركنا بدماءكم و اورثناكم ارضهم و ديارهم و سنينا سلفكم و فضلاء فاتخذت ذلك علينا حجة و ظننت انا انما ذكرنا للتقدمة على حمزة و العباس و جعفر و ليس كذلك كما ظننت و لكن خرج هولاء من الدنيا و سالمين متسلما منهم مجتمعاً عليهم بالفضل و ابتلى ابوك بالقتال و الحرب و كانت بنو امية تلعنه كما تلعن الكفرة في الصلوة المكتوبة فاحتججنا و ذكرنا هم فضله و عنفناهم و ظلمناهم بمانالوا منه فلقد علمت ان مكرمتنا في الجاهلية سقاية الحاج الاعظم و ولاية زمزم فصارت للعباس من بين اخوته فنازعنا فيها ابوك فقضى لنا عليه عمر فلم تزل نليها في الجاهلية و الاسلام و لقد قحط اهل المدينة فلم يتوسل عمر الى ربه و لم يتقرب الا بابينا حتى بعثهم الله فسقاهم الغيث و ابوك حاضر لم يتوسل به و لقد علمت انه لم يبق احد من بني عبدالمطلب فلم يبق شرف و لا ولده فالسقاية سقايته و ميراث النبي له و الخلافة في ولده فلم يبق شرف و لا فضل في جاهلية و الا اسلام في الدنيا و الاخرة و العباس وارثه و مورثه و اما ما ذكرت من بدر فان الاسلام جاء و العباس يمون اباطالب و عياله و ينفق عليهم للازمة التي اصابته و لو ان العباس اخرج الى بدر كارها لمات طالب و عقيل جوعا و للحسا جفان عتبة و شيبة و لكنه من المطعمين فاذهب عنكم العار و ابة و كفاكم النفقة المونة ثم فدى عقيلا يوم بدر فكيف تفخر علينا و قد علنا كم في الكفر و فدينا كم و حزنا عليكم مكارم الاباء و ورثنا دونكم خاتم الانبياء و طلبنا بثاركم فادركنا منه ما عجزتم عنه لم تدركوا الا نفسكم و السلام عليكم و رحمة الله))

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ امابعد مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہارا سے فخر کا دارومدار عورتوں کی قرابت پر ہے جس سے جاہل اور بازاری دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں یا باپوں، عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب ترین ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں میں سے اوّل ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گزر گئے ہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی لڑکے اور کسی لڑکی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو بوجہ قرابت دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبداللہ کو۔ اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا و آخرت میں بہتر تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا اللہ...

مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آ کے چھپ گئے۔ اتفاق سے ایک روز ان کو اور ان کے لڑکے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند محافظین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا المنصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

جو اختیار کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے" اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت تھے۔ پس اللہ عزوجل نے آیہ کریمہ ﴿ وانذر عشیرتک الاقربین ﴾ "اور ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزوں کو" نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا از انجملہ ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس بن عبدالمطلب اور دوسرے حمزہ) اور دو نے دین حق قبول کرنے سے انکار کیا۔ ان میں سے ایک تمہارا باپ (یعنی ابوطالب بن عبدالمطلب اور دوسرا ابولہب بن عبدالمطلب) اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیز داری و ذمہ و میراث نہ قائم کی۔ تمہارا یہ زعم ہے کہ تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کمتر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی صغیر نہیں ہوتا اور عذاب میں خفیف و آسان نہیں ہوتا اور شریر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا۔ کسی مرد مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دوزخی ہونے پر فخر کرے اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ الٹے پلٹے جائیں گے۔ حسن کے متعلق تم نے یہ لکھا ہے کہ عبدالمطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرفہ تعلق قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم و عبدالمطلب سے ایک پدری تعلق تھا اور تمہارا یہ زعم کہ بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے باپ و ماں ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں اور یہ کہ تم میں کسی کو کنیزک کا لگاؤ نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنو ہاشم سے اپنے کو منتخب بنا دیا ہے۔ غور کرو تم پر تف کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے اپنے کو حد سے متجاوز کر دیا ہے اور تم نے اس سے اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً و صفاتاً بہتر ہے۔ یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفۃً بھیجا تھا) بالخصوص تمہارے باپ کی اولاد میں کوئی بہتر و اہل فضل سوائے بنو امہات الاولاد (کنیزک زادوں کے) نہیں ہے۔ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص نہیں پیدا ہوا اور وہ ام ولد (کنیزک) کے لڑکے اور بلاشبہ تمہارے دادا حسن بن حسین سے بہتر ہیں اور کوئی شخص تم میں بعد ان کے محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھیں اور ہر آئینہ وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے لڑکے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہیں اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے ﴿ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ﴾ "محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہ تھے" لیکن تم لوگ ان کی لڑکی کے لڑکے ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں پہنچ سکتی اور نہ یہ ولایت کی وارث ہو سکتی ہے اور نہ اس کو امامت جائز ہے پس کیونکر اس قرابت کے ذریعہ سے تم وارث ہو سکتے ہو اور تمہارے باپ نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا پس ہم لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کسی کو منظور نہ کیا اس طریقہ میں مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا ماموں اور خالہ مورث نہیں ہوتے اور جو تم نے علی اور ان کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ وقت وفات دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا بعد ازاں لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے اور علیؓ کو منتخب نہ کیا حالانکہ یہ بھی ان چھ بزرگوں میں تھے لیکن سب نے ان کو اس امر کے قابل نہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے اس میں ان کو حق دار نہ خیال کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور وہ اس معاملہ میں متہم بھی ہیں اور طلحہ و زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا دروازہ بند کر لیا بعد ازاں معاویہ کی بیعت کی۔ اس کے بعد تمہارے باپ نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے مصاحبین علیحدہ ہو گئے اور قبل حکم مقرر کرنے کے ان کے ہوا خواہ ان کے مستحق ہونے کے بابت مشکوک ہوئے پھر انہوں نے دو شخصوں کو بہ رضا مندی حکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد و میثاق دیا ان دونوں شخصوں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا۔ پھر حسن خلیفہ ہوئے انہوں نے حکومت و خلافت کو معاویہؓ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلے فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے آئے اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو ان کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق و جواز مال لے لیا۔ پس اگر تمہارا اس میں کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی۔ پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خروج کیا لوگوں نے برخلاف تمہارے چچا کے ان کا ساتھ دیا تا آنکہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر ڈالا اور ان کا سر کاٹ کر ان کے پاس لے آئے۔ پھر تم

اس کے بعد المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اس کے ہمراہ محمد بن ابی العباس سفاح‘ کثیر بن حصین عبدی‘ حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے۔ روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت کی تھی کہ اگر تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنی تلوار کو نیام میں داخل کر لینا‘ امان دے دینا اور اگر روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اس کے حالات کو جانتے ہیں اور آلِ ابو طالب میں سے جو شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے

جنہوں نے بنو امیہ پر خروج کیا ان لوگوں نے تم کو قتل کیا۔ خرما کی ڈالیوں پر سولی دی‘ آگ میں جلایا اور شہر بدر کر دیا۔ یحییٰ بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے ذکور کو انہوں نے مار ڈالا لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کے تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اُن پر ہم نے خروج کیا اور ہم نے تمہارا معاوضہ طلب کیا۔ چنانچہ تمہارے خونوں کا بدلہ ہم نے لے لیا اور ہم نے تم کو ان کے ملک و زمین کا مالک بنایا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی۔ کیا تم جس کے ذریعہ سے ہم کو معقول کیا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کیا ہے کہ تمہارے باپ کو حمزہؓ عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسا صاف ہو گئے ہیں کہ سب ان کے مطیع اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا باپ جدال و قتال میں مبتلا کیا گیا بنو امیہ ان پر لعنت ویسا ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر نماز فرائض میں کی جاتی ہے۔ پس ہم نے جھگڑا کیا ان کے فضائل بیان کئے ان پر تحتی کی اور بہ وجہ حرکات ناشائستہ کے ان کی ہم نے گوشمالی کی۔ بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں صرف عباسؓ ہی کے لئے مخصوص تھی۔ تمہارے باپ نے اس بابت ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے ہمارے حق میں اس کا فیصلہ کیا پس اس کے برابر مالک ہم جاہلیت و اسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمرؓ نے اپنے رب کی طرف توسل و تقرب ہمارے ہی باپ کے ذریعہ سے کیا تھا اور انہیں کے توسل سے پانی مانگا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمہارے باپ اس وقت موجود تھے ان کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو معلوم ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص سوائے عباس کے باقی نہ تھا پس وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد شخصوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے لڑکے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا۔ سقایہ تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہو گئی اور خلافت ان کے لڑکوں میں چلی آئی غرض دنیا و آخرت کی جاہلیت و اسلام میں کوئی شرف و عزت باقی نہیں رہی مگر یہ کہ عباس اس کے وارث و مورث نہ ہوئے ہوں اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام شائع ہوا اس وقت عباس ابو طالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے ان کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں بالکراہ عباسؓ نکالے جاتے تو طالبؓ و عقیل بھوکوں مر جاتے اور عتبہ و شیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباسؓ تو ان کو کھانا کھلا رہے تھے۔ انہوں ہی نے تمہاری آبرو رکھی غلامی سے بچایا کھانے کپڑے سے تمہاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو فدیہ دے کر چھوڑایا پس تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تمہارے عیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے۔ فدیہ تمہارا دیا ہے‘ تمہارے بزرگوں کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھا ہے خاتم الانبیاء کے تمہارے سوا ہم وارث ہوئے اور تمہارا معاوضہ بھی ہم نے طلب کیا چنانچہ جس سے تم عاجز ہو گئے اور جس کو تم نے اپنے لئے حاصل نہ کر سکے تھے اس کو ہم نے حاصل کر لیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترجم: المنصور نے جواب خط کے لکھنے میں جادۂ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے۔ علی ابن ابی طالب اور امام حسنؓ پر فضول بے سروپا کے بہتان قائم کئے ہیں اس کا یہ تحریر کرنا کہ: ”تمہارے باپ نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی“۔ بالکل غلط ہے جناب امیر نے کبھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کے لئے دن میں باہر نکالا تھا۔ علیٰ ہذا امام حسنؓ کے نسبت یہ لکھنا کہ انہوں نے خلافت کو بعوض کپڑے اور درہم کے فروخت کر ڈالا محض بہتان ہے انہوں نے خلافت سے دست کشی کر کے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کو کہ ”یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہوگا“ پوری کی تھی۔ اس کا یہ لکھنا بھی افترا ہے کہ عباسؓ ابو طالب اور ان کے عیال کے کفیل تھے چونکہ محمد بن عبداللہ کے ہوا خواہ علی ابن ابی طالب کے فضائل بیان کرتے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے اس وجہ سے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے۔ غرض محمد نے اپنے خط میں عباس کی نسبت ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا اور اس نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی کا نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفیٰ۔

پاس لکھ بھیجا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال واسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق منجملہ ان لوگوں کے تھے جو روپوش ہو گئے تھے چنانچہ عیسیٰ ابن موسیٰ نے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور وارد مدینہ منورہ ہوا تھا تو جعفر الصادق نے اس سے اپنا مال و اسباب طلب کیا تھا اور المنصور نے جواب دیا تھا کہ اس کو تو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کر لیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے فید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کو طلبی کے خطوط روانہ کیے منجملہ ان کے عبدالعزیز بن مطلب مخزومی عبیداللہ بن محمد بن صفوان حجمی اور عبداللہ ابن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب تھے۔ پس عبداللہ معہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن علی بن ابی طالب اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ منورہ سے نکل آئے۔ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر لگی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کرکے یا اس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی۔ مصاحبین میں باہم اختلاف ہوا تو مہدی نے بہ نظر اقتداء رسول صلی اللہ علیہ وسلم خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا۔ اس اثناء میں عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اس سے پیشتر محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد کو اجازت دے دی۔ ایک جم غفیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا۔ معدودے چند مہدی کے پاس رہ گئے۔ اس وقت اس کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ ابو الغلمش کو ان لوگوں کے واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

بہر حال عیسیٰ نے اعوض سے کوچ کرکے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا تاکہ بوقت ہزیمت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلا بھیجا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور انجام کار بغاوت سے ڈراتے ہیں۔ مہدی نے جواب دیا ''میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے''۔ عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ بارہویں رمضان ۱۴۵ھ کو مقام جرف میں آ اترا اور دو روز ٹھہرا رہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا:

''اے اہل مدینہ میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان میں حائل نہ ہو''۔ اہل مدینہ گالیاں دینے لگے عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر بہ قصد جنگ گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو اطراف مدینہ منورہ میں پھیلا دیا۔ محمد المہدی بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں آیا اور اس کا پھریرا عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا۔ سب سے پہلے ابو الغلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا خم ٹھونک کر آواز دی'' ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آ کر ہم نبرد ہو''۔

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابو الغلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو مار ڈالا دوسرا شخص آیا اس کا بھی ابو الغلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آ کر بول اٹھا ''انا ابن الفاروق''۔

محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوا ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیادوں کو لے کر خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا محمد کے ہمراہیوں نے تیر باری شروع کی مگر حمید کے قدم استقلال کو لغزش نہ ہوئی دیوار تک جوں توں کر کے پہنچ گیا

اور اس کو منہدم کر کے خندق کو بھی عبور کر لیا اور محمد المہدی کے ہمراہیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا۔ ہنوز جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ لشکریوں نے خندق کو عرق، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے جو ان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا۔ خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا عبداللہ بن جعفر بولے ''آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکہ چلے گئے ہوتے''۔ جواب دیا

''میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ فعل نہ کروں گا۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مارا جاؤں گا اور تم کو بہ نسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ''۔

محمد المہدی کا قتل: عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر لوٹ آئے۔ اسی طرح تقریباً کل ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی'' عیسیٰ ابن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا۔

''واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلاء بلا نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ''۔

اس کے بعد مہدی نے ظہر ین ادا کی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے اسماء تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا۔ ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا محمد بن قسری نے یہ خبر پا کر دروازہ بند کر لیا اور بچ گیا۔ ابن خضیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے لگا۔ محمد بطن سلع کی طرف بڑھا۔ اس کے رکاب میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کی نیام توڑ کر مر جانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے۔ عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار ہزیمت دی۔ کچھ لوگ اس کے ہمراہیوں میں سے پہاڑ پر چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر منارہ مسجد پر پھریرہ کی طرح سے اڑا دیا محمد کے ہمراہیوں کے جو اس وقت تک کمال مردانگی سے لڑ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر کہ عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ہمراہیوں کو اپنی جانب سے راستہ دے دیا۔ عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے سے آ پہنچے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن خضیر کو پکار کر بولا: ''تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں''۔ ابو خضیر اس پر ملتفت نہ ہوا برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا عیسیٰ کے لشکری ہر چہار طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے اور کمال استقلال سے للکار للکار کر ان کے حملوں کا جواب دیتا جاتا تھا ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید ابن قحطبہ نے بڑھ کر سینہ پر ایک برچھا رسید کر دیا تیورا کر گر پڑے۔ ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سر اتار لیا اور عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے محمد کے سر کو مع سرہائے شجاع محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور نامہ بشارت فتح قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے۔ یہ واقعہ قتل نصف رمضان المبارک ۱۴۵ھ یوم دو شنبہ بعد عصر چودہ تاریخ کو واقع ہوا۔

خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی لواء امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو معہ ان کے ہمراہیوں کے مابین ثنیۃ الوداع و مدینہ منورہ سولی پر چڑھا دیا۔ پھر ان کی بہن زینب نے اجازت حاصل کر کے بقیع میں دفن کر دیا۔

اسی زمانہ سے المنصور نے رسد و غلہ کو بزاہ دریا مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد المهدی نے اجازت دی۔

اس واقعہ میں محمد المہدی کے قبضہ میں ذوالفقار علیؓ تھے جس کو اس نے بہ عوض ایک مطالبہ کے جو اس پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دے دیا تھا۔ چنانچہ جب جعفر بن سلیمان والی مدینہ منورہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کر کے ذوالفقار علی تاجر سے لے لی۔ خلیفہ المهدی کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی۔ رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا اس میں اٹھارہ فقارہ تھے۔

محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین و علی پسران زید بن علی بن حسین تھے۔ المنصور حسین و علی کے نام پر کہا کرتا تھا کہ "میں نے تو انہیں دونوں کے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی"۔ علی و زید پسران حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے اور دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے اور حسن و یزید و صالح پسران معاویہ بن عبداللہ بن جعفر قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا باپ المنصور کے لشکر میں تھا۔

بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک تھے وہ حسب ذیل تھے:

محمد بن عبداللہ بن عمر بن سعید بن العاصی محمد بن عجلان عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کر لئے گئے تھے اور درے سے پٹوا کر قید کر دیئے گئے تھے یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت عبداللہ بن ربیع حارثی میں مدینہ میں قدم رکھا اور عبداللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا۔ ابوبکر بن ابی سبرہ پابہ زنجیر قید خانہ سے نکل کر مسجد میں آئے محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کے سمجھانے کو کہا چنانچہ یہ لوگ معہ ابن ابی سبرہ کے سودان کے پاس گئے اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کر کے لوٹا دیا اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی عشاء کا وقت آیا جماعت کھڑی ہوئی تو اصبغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان نے پکار کر کہا "میں فلاں بن فلاں ہوں اطاعت امیر المومنین نماز پڑھتا ہوں" اور نماز ادا کر کے چلتا پھرتا نظر آیا کسی نے کچھ تعرض نہ کیا صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے سے سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا واپس کر دیا۔ اس کے بعد ابن الربیع عامل مدینہ بطن نخل سے واپس آیا اور رویتق و معقل رؤسا سودانیوں کے ہاتھ کاٹے عبدالواحد بن ابی عوان (مولی ازد) عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ بن عبدالعزیز بن محمد عبدالحمید بن جعفر عبداللہ بن عطاء بن یعقوب (مولی بنی سبح) اور اس کے لڑکے[1] عیسیٰ

---

[1] عبداللہ بن عطاء بن یعقوب کے لڑکوں کے نام یہ تھے۔ ابراہیم اسحاق ربیعہ جعفر عبداللہ عطاء یعقوب عثمان عبدالعزیز۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱

دعثمان پسران خضیر' عثمان بن محمد خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کیا تھا۔ عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع' علی بن مطلب بن عبداللہ بن حطب' ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر' ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن عبدالجبار اور عبداللہ بن یزید بن ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبداللہ: ابراہیم بن عبداللہ برادر المہدی محمد کی جستجو پانچ برس سے برابر ہو رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا۔ گاہے فارس' گاہے کرمان' گاہے جبل' گاہے حجاز' گاہے یمن اور کبھی شام میں بھی جا پہنچتا تھا ایک بار موصل میں المنصور کے دستر خوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں۔ جن دنوں المنصور منجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات پر رکھنے کو آیا تھا المنصور کو اس کی خبر لگ گئی فوراً آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کر دیا۔ ابراہیم لوگوں میں اپنا چھپا رہا کہ وہ لوگ بے نیل ومرام واپس گئے۔ تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا اس وقت ابراہیم سفیان بن حیان قمی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم و اتحاد ہے۔ سفیان نے ابراہیم کی اس مخمصہ سے گلو خلاصی کی یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا عرض کیا ''میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانہ راہداری میرے اور میرے غلام کے لئے مرحمت فرما دیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین کر دیں''۔ المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا۔ ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر لایا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک ایک مکان ڈھونڈتا ہوا بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ بصرہ میں پہنچ کر اس نے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کرتا گیا۔ جب تن تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا۔ سفیان بن معاویہ والی بصرہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو مجتمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے اہواز پہنچ گیا تھا۔

محمد بن حصین امیر اہواز کو ابراہیم کے آنے کی خبر لگی تو وہ بھی اس غریب کی جستجو کے درپے ہو گیا بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا ایک روز اتفاق سے اثنائے راہ میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا۔ جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن وابراہیم خچروں پر سوار چلے آ رہے تھے ابراہیم جھٹ خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ رہا محمد نے حسن سے دریافت کیا ''اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھہر نے ہو؟'' حسن نے جواب دیا: ''ایک ضرورت سے فلاں موضع کی طرف گیا تھا وہاں سے واپس آ رہا ہوں میرا فلاں غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر گیا ہے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں''۔ محمد یہ سن کر چلا گیا اور ابراہیم وحسن بھی اپنی فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس کے بعد ابراہیم ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد ظہور کے بعد حسب طلب یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی پھر وارد بصرہ ہوا یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عبسی' عبداللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ ہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے پھر ان لوگوں نے اس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلایا ایک جماعت کثیر فقہاء واہل علم کی مجتمع ہو گئی۔ رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد میں چار ہزار تھے۔ بصرہ کے ہر کوچہ وگلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہو گئی بعد ازاں ان لوگوں نے مصلحتاً

ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (مولیٰ بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بنی یشکر میں تھا ٹھہرایا تا کہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج: محمد المہدی نے ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظہور کا خط لکھا تھا ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر پڑا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ بوقت ظہور ابراہیم سفیان کی مدد کرنا۔ رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم نے بہ قصد خروج ظہور کیا۔ جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دارالامارۃ میں داخل ہوئے اور سفیان کو معہ ان سپہ سالاروں کو جن کو المنصور نے اس کی کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا۔ جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے دوڑ پڑے۔ ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضین بن قاسم جدوزی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہیں کی طرف زینبی عباسی منسوب کیے جاتے ہیں۔

بصرہ و اہواز پر قبضہ: جعفر و محمد پسران سلیمان بن علی کی ہزیمت اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کی منادی کرا دی اور بیت المال سے تین لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ بعد ازاں مغیرہ کو بسرافسری ایک سو پیادوں کے اہواز کی جانب روانہ کیا۔ باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی جمعیت سے اس کے مقابلہ پر آیا تھا۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمرو بن شداد کو فارس پر بھیجا۔ اسماعیل و عبدالصمد پسران علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گورنر فارس تھے یہ سن کر دارالجرد میں قلعہ بندی کر لی عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑا دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو بسرافسری سترہ ہزار فوج کے واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی تھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ہارون عجلی نے قبضہ حاصل کر لیا۔ المنصور کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عامر بن اسماعیل کو پانچ ہزار یا بروایت بعض بیس ہزار کی جمعیت سے ہارون عجلی کی جنگ پر مامور کیا ایک مدت تک عامر و ہارون عجلی میں لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے بہ انتظار نتیجہ آخری جنگ المنصور و ابراہیم لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی: اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس قبل عیدالفطر پہنچی لوگوں کے ساتھ عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہو گئی۔ اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ اور اپنے لڑکے حسن کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی و فوج کشی کی بابت ارباب مشورہ میں اختلاف پیدا ہوا بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور بہ وقت ان کی مدد کرنے کی رائے دی کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے بیان کیا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے" ابراہیم نے انہیں کی رائے پر عمل کیا۔

المنصور نے یہ سن کر ایک خط عیسیٰ ابن موسیٰ کو عجلت کے ساتھ آنے کو لکھا دوسرا مسلم بن قتیبہ کو رَے میں طلبی کا تیسرا

[1] تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۶۷ جلد پنجم مطبوعہ مصر میں جدوزی لکھا ہوا ہے۔

سالم کو ابراہیم کی طرف کا بڑھنے کا تحریر کیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو نامور فرمایا۔ چوتھا خط المہدی کے نام تھا جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کو لکھا تھا اسی اثناء میں فارس مدائن واسط اور سواد کی بدعملی کی پیہم خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی۔ المنصور نے نہایت حزم واحتیاط سے ہر سمت کی محافظت پر فوجیں روانہ کیں اور ہر فساد کے دروازہ کو کمال ہوشیاری سے بند کیا۔ پچاس روز تک مصلی پر بیٹھا رہا کسی وقت اس کا جبہ وقمیص نہ اتارا گیا اور وہ میلا ہو گیا تھا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی لباس پہن لیتا تھا مگر جس وقت اندر پہنچتا اتار دیتا تھا انہیں دنوں مدینہ منورہ سے دو عورتیں فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکریم بنت عبداللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھیں مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی اور یہ کہا کہ یہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو و لعب کرنے کے نہیں ہیں۔ جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے روبرو نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے''۔

ابراہیم بن عبداللہ کا قتل: جوں ہی عیسیٰ بن موسیٰ دار الخلافت میں حاضر ہوا پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم کی جنگ پر بھیج دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار کی جمعیت سے تھا ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا مسلم بن قتیبہ نے کہلا بھیجا کہ ''اپنے اردگرد خندق کھودلو تا کہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو''۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا ان لوگوں نے جواب دیا ''ہم تو خندق نہیں کھودیں گے بفضلہ ہم غالب ہیں اور ابوجعفر گویا ہمارے قبضے میں ہے''۔ مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا اگلے دن بقصد جنگ صف آرائی شروع کی ہمراہیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ دستہ دستہ فوج لڑاؤ کہ ایک دستہ کے انہزام پر دوسرا دستہ تازہ دم کمک پر پہنچ جائے۔ ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہل اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا بقیہ ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہو گئی حمید بن قحطبہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کو کہا حمید بولا: ''ہزیمت میں امیر لشکر کی اطاعت کا لحاظ نہیں کیا جاتا''۔ غرض اکثر لشکری بھاگ گئے۔ عیسیٰ کے پاس ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے کہ اس اثناء میں جعفر و محمد پسران علی ایک لشکر لئے ہوئے ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے آ پہنچے ابراہیم کے ہمراہی اس اچانک حملہ نے گھبرا کر ان کے ساتھ جنگ مقاومت کی طرف متوجہ ہوئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا۔ منہزمین یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب لوٹ پڑے ہر چہار طرف سے لڑائی شروع ہو گئی درمیان میں ابراہیم کا لشکر تھا نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ ہر چہار طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھول کر مقابلہ کر سکتا تھا مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی۔ حمید برابر حملہ پر حملہ کرتا رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا۔ ہمراہیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے۔ حمید نے اپنی رکاب کی کل فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہی بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کر عیسیٰ کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ الحرام ۱۴۵ھ کا ہے۔

جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے روبرو رکھا گیا رو کر کہنے لگا ''واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہ کرتا تھا لیکن اتفاق کچھ

ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے''۔ اس کے بعد المنصور نے دربار عام منعقد کیا جو شخص حاضر ہوتا تھا المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں بیان کرتا تھا تا آنکہ جعفر بن حنظلہ بہرانی دربار عام میں حاضر ہوا حسب آداب شاہی سلام کر کے عرض کیا ''اللہ جل شانہ امیر المومنین کو آپ کے چچازاد بھائی کے بارے میں اجر عظیم عطا فرمائے اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کی ہو اس سے درگزر کرے المنصور کے چہرے پر یہ فقرہ سنتے ہی مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے مخاطب ہو کر اسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔

شہر بغداد کی تعمیر چونکہ ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہل کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہا کرتا تھا اس وجہ سے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہے آیا بطارقہ کو جو وہاں پر موجود تھے بلا کر ان مقامات کے حالات حرارت برودت بارش کیچڑ اور خشکی دریافت کئے اور ان سے مشورہ کیا' ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے اس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایسا مقام ہے جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ سے شام' رقہ' مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آسکتی ہے اور نیز چین' ہند' بصرہ' واسط' دیار بکر' روم اور موصل سے براہ دجلہ اور ارمینیہ اور اس کے ملحقات سے براہ خشکی غلہ وغیرہ بہ خوبی پہنچ سکتا ہے۔ اس مقام پر قیام مناسب ہے جن کو سوائے جسور[1] اور قناطیر[2] کے اور کسی ذریعے سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ ان کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ کوفہ اور واسط و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قریب مقیم رہیں گے''۔ المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دارالسلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔ چنانچہ ۱۴۵ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام' جبل' کوفہ' واسط اور بصرہ سے صناع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضل' عدالت' عفت' امانت' اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی ان کو بھی طلب کیا' حجاج بن ارطاۃ اور ابو حنیفہ فقیہ انہیں لوگوں میں سے تھے۔ تعمیر شہر سے پیشتر حسب حکم المنصور شہر بغداد کا خط کوکلوں سے دیا گیا دروازے فصلیں طاقات اور صحن چین قائم کی گئیں اور اس خط پر جو کوکلوں سے دیا گیا تھا حب القطن ڈال کر آگ روشن کی تب المنصور نے اس کو دیکھ کر سمجھا اور اسی خط پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا چار سرداران لشکر ہر چہار طرف اس کی تعمیر پر مقرر کئے گئے۔ امام ابو حنیفہؒ نے چونکہ عہدہ قضا و فصل خصومات کے اختیار کرنے سے انکار کیا تھا اس وجہ سے وہ اینٹوں اور چونا وغیرہ کے شمار اور انتظام پر مامور کئے گئے کیونکہ المنصور نے قسم کھائی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

المنصور نے قصر کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز رکھوائی اور بنیاد میں قصب و خشب رکھوایا اور پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا ((بسم اللّٰه و الحمد للّٰه الارض للّٰه یورثها من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین)) بعد ازاں معماروں سے مخاطب ہو کر بولا ((ابنوا علی برکة اللّٰه)) جس وقت دیواریں ایک قدم آ پہنچیں محمد المہدی کے ظہور کی خبر آئی تعمیر موقوف کر کے کوفہ چلا آیا تا آنکہ محمد اور اس کے بھائی کی لڑائی سے فارغ ہو کر پھر بغداد میں آیا اور تعمیر کا کام شروع کرایا خالد بن برمک سے مداین اور ایوان کسریٰ کو توڑ کر بغداد میں اس کے اسباب کے لانے کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن برمک

---

[1] جسور جمع جسر بالفتح و الکسر الذی یعبر علیہ یعنی پل۔

[2] جمع قنطرۃ و ھو ما یبنی للماء للعبور جو تعمیر پانی پر اترنے کی غرض سے بنائی جائے۔ مثلاً پل بند وغیرہ۔

نے عرض کیا: "میرے نزدیک یہ امر غیر مناسب ہے کیونکہ یہ آثار اسلام اور فتوحات عرب کی نشانی ہے اور اس میں علی ابن ابی طالب کا مصلّی ہے"۔ المنصور نے اس کو محبت عجم سے متہم کر کے قصر ابیض کے توڑے جانے کا حکم دے دیا چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں بہ نسبت جدید اسباب کے صرف زیادہ پڑتا تھا اس وجہ سے اس کے توڑانے اور اسباب کے لانے سے رک گیا خالد نے عرض کیا: "اب اس وقت قصر ابیض کا توڑنا موقوف کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ مسلمان ایسے کمزور ہیں کہ جن کو عجمیوں نے بنایا اس کو توڑ بھی نہ سکے"۔

المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی منہدم کرانا موقوف کر دیا۔ مگر واسط شام اور کوفہ سے دروازے اکھڑوا کر بغداد میں لایا اور شہر کو مدور آباد کیا اور وسط میں محل سرائے شاہی بنوایا تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا بُعد وقرب ایک حد معین پر رہے۔ جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں اندر کا باہر شہر پناہ سے بلند تھی۔ مسجد کی سمت حجاج بن ارطاۃ نے درست کی تھی۔ اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا ہر ایک وزن میں ایک سو سولہ رطل تھیں طول وعرض ایک ایک گز کا تھا پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے اور بازار شہر کے اندر تھا لیکن بعد تیاری قصر و جامع مسجد ان کو نکلوا کر کرخ کی جانب کر دیا کیونکہ مسافر بے وقت چلا کرتے اور راتوں کو وہیں رہا کرتے تھے۔ سڑکیں چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں۔ شہر بازار مسجد قصر خلافت فصیلوں خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم صرف ہوئے تھے معمار کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں کو دو حبہ دیا جاتا تھا۔ اختتام تعمیر کے بعد سپہ سالاروں سے حساب لیا گیا جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا واپس لے لیا خالد بن الصلت کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے اسے قید کر دیا جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

المہدی کی ولی عہدی: ابو العباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا اس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ برابر کوفہ میں رہا۔ جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کو یہ منظور ہوا کہ عیسیٰ کی ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے۔ دستور یہ تھا کہ بہ نظر تکریم عیسیٰ ہمیشہ المنصور کے دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب۔ ایک روز المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی۔ عیسیٰ نے عرض کیا: "امیر المومنین! میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کیونکر ممکن ہے اس میں میری اور کل مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں میں اس امر کو منظور نہ کروں گا"۔ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گزرا۔ نظروں سے گرا دیا۔ عیسیٰ سے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دیتا تھا جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی بعد ازاں عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا۔ ایک مدت تک المنصور اس سے کبیدہ خاطر رہا بالآخر اس کو گورنری کے تیرھویں برس میں حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو مامور کیا۔ اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے لطائف الحیل سے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم صرف کئے تھے۔ بازاریوں اور لشکریوں کو درپردہ میں عیسیٰ کی ایذا دہی پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو مع اپنے ہواخواہوں کی ایک جماعت کے اس امر کی شہادت دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے ان سب واقعات کو میں نے اس وجہ سے ترک کر دیا کہ یہ

المنصور کی شان عدالت کے شایاں نہ تھے اوران کی وجہ سے اس کی عدالت پر حرف آتا تھا۔ کچھ عجب نہیں کہ ان خبروں میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

استاذسیس کا خروج: (۱۵۰ھ میں) ایک شخص مدعی نبوت (مسمی بہ استاذسیس) اطراف خراسان میں ظاہر ہوا۔ تقریباً تین ہزار جنگ آور اہل ہرات، بادغیس اور بجستان وغیرہ کے اس کے پاس مجتمع ہو گئے اور اس نے اکثر مضافات خراسان پر قبضہ کرلیا اشم گورنر مروروز نے یہ سن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استاذسیس سے جا ٹھہرا۔ استاذسیس نے اس کو ہزیمت دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد جو جو سپہ سالار اس کے مقابلے پر آئے ان کو اس نے ہزیمت دے دی۔ المنصور نے جن دنوں بردان (رازان) میں خیمہ زن تھا خازم بن خزیمہ کو اپنے ولی عہدی المہدی کے پاس بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا المہدی نے خازم کو جنگ استاذسیس پر بھیج دیا۔ چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج سے استاذسیس پر دھاوا کیا اس کے میمنہ پر ہیثم بن شعبہ بن ظہیر تھا، میسرہ پر نہار بن حصین سعدی اور مقدمہ پر بکار بن مسلم عقیلی۔ لواء لشکر زبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ خازم نے موقع کارزار میں پہنچ کر استاذسیس کو دھوکہ دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کئے اور ایک خندق کو دوسرے خندق سے بذریعہ سرنگ ملا دیا اور ایک بہت بڑی خندق اپنے کل لشکر کے لئے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنوائے (ہر دروازہ پر منتخب ایک ہزار سپاہی بسر افسری کار آزمودہ سرداروں کے متعین کئے۔ استاذسیس کے ہمراہی بھی مرتب ہو کر مقابلہ پر آئے ان کے ساتھ پھاوڑے، کدالیں اور ٹوکریاں تھیں اور اس دروازے پر جنگ شروع کی جس طرف بکار بن مسلم تھا۔ بکار اور اس کے ہمراہی ایسا جی توڑ کر لڑے کہ استاذسیس کے ہمراہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے منہ موڑ کر اس طرف جھکے جس دروازہ پر خود خازم تھا اور ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل بجستان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بہ قصد جنگ آگے بڑھا خازم نے حریف کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ہیثم بن شعبہ کو بکار کی طرف سے نکل کر لشکر حریف پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا (یہ لوگ ابوعون وعمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود خازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے بازار کارزار گرم کر دیا اس اثناء میں حریش کے پیچھے سے ہیثم کے لشکر کے پھریرے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے خازم کے لشکریوں نے جوش مسرت سے تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر پر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا۔ حریف مقابل کا لشکر جو نہی فرار کے قصد سے پیچھے ہٹا ہیثم کی رکاب کی فوج نے تلواروں اور نیزوں پر رکھ لیا۔ عرصہ تک قتل وخون ریزی کا دور دورہ رہا۔ ستر ہزار مارے گئے، چودہ ہزار قید کر لئے گئے معدودے چند ہمراہیوں کے ساتھ استاذ سیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں جا چھپا خازم نے فوراً محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ابوعون بھی آ پہنچا اور اس کے فیصلہ ثالثی پر استاذسیس مع اپنے لڑکوں کے قید کر لیا گیا۔ باقی رہا کر دیئے گئے۔ بشارت نامہ فتح المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے المنصور کی خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ بھیجا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ استاذسیس مراجل مادر المامون کا باپ تھا اور اس کا لڑکا غالب المامون کا ماموں جس نے فضل بن سہل کو قتل کیا ہے۔

ہشام بن عمرو بحیثیت گورنر سندھ: عہد خلافت المنصور میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیصہ بن ابی صفرہ ملقب بہ ہزار مرد تھا۔ پس جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے لڑکے عبداللہ

معروف بہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ کیا عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خریدی اور اس پر سوار ہو کر عمرو بن حفص کی طرف روانہ ہوا کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی چنانچہ عبداللہ اشتر کی دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور سے ٹھہرا لیا اور اپنے سرداران لشکر و امراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی ان سب نے منظور و قبول کر لیا اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا لباس دربار کی اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس اثناء میں دفعتہً محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر آ پہنچی۔ عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی عبداللہ اشتر بولے "اللہ میرا محافظ ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے"۔ عمر بن حفص نے رائے دی کہ "آپ ملوک سندھ میں فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں مشہور ہے"۔ عبداللہ اشتر اس امر پر راضی ہو گئے۔ عمر بن حفص نے خط و کتابت کر کے معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا۔ رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ مجتمع ہو گئے۔

المنصور کو اس کی خبر ہوئی سخت برہم ہوا۔ اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے۔ ایک روز ہشام بن عمرو تغلبی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا۔ انہیں محل سرائے شاہی تک پہنچا کر اپنے مکان پر واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد پھر المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا۔ المنصور نے رخ سے مخاطب ہو کر کہا "اگر مجھے نکاح کی حاجت ہوتی تو میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا"۔ (پھر ہشام سے خطاب کر کے بولا) "اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے میں تجھے سندھ کی گورنری پر مامور کرتا ہوں"۔ ہشام بن عمر نے ادب سے سر نیچا کر لیا اور المنصور نے سند گورنری سندھ لکھ کر مرحمت کر دیا سامان سفر درست کرا کر روانہ کیا۔ روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ سندھ سے عبداللہ اشتر کو طلب کرنا اگر بادشاہ سندھ عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالہ کر دے تو فبہا' ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا۔ چنانچہ ہشام بن عمرو تغلبی نے ایسا ہی کیا اور المنصور اس کو برابر اس امر پر ابھارتا رہا۔ اس اثناء میں سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا۔ اتفاق سے سفیح کا گزر اس بادشاہ کے ملک کی طرف ہوا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا ایک روز عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آیا سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا قصد کیا باہم لڑائی ہونے لگی بالآخر عبداللہ اشتر مع کل ہمراہیوں کے قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمر نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ بھیجا المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کو بھیجا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا۔ چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ پر فتح پائی اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کے حرم والوں کو مع اس کے لڑکے عبداللہ کے المنصور کی خدمت میں بھیج دیا جس سے عبداللہ بن اشتر نے اپنے زمانہ قیام میں نکاح کر لیا تھا المنصور نے ان لوگوں کو مع اس لڑکے کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا تاکہ ان کے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومت سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقیہ میں بلوہ ہو گیا المنصور نے اس کے فرو کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

تعمیر رصافہ: جس وقت المہدی نے خراسان سے مراجعت کی اس کے خاندان والے شکم کوفہ اور بصرہ سے ملنے کو آئے۔

المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے المنصور نے بھی ایسا ہی کیا اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے یہی تدبیر ان کی یورش سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قثم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دارالخلافہ میں داخل ہو جاؤں مجھ سے یہ سوال کرنا کہ ((بحق اللہ و رسول ﷺ و امیر المؤمنین ابوالحسنین)) ''یہ بتلائیے کہ اشرف یمن والے یا قبیلہ مضر؟'' قثم بن عباس نے جواب: ''مضر اسی قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی اس میں بیت اللہ ہے اسی میں خلیفہ ہے'' یمنیوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا اس وجہ سے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی نہیں بیان کی گئی۔ اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قثم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا۔ مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ ڈالا جس نے قثم کی خچر کی لگام پکڑ لی تھی۔ اس سے دونوں قبیلوں میں جنگ و جدل کی نوبت پہنچ گئی۔ ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مضر کے ہمدرد و معین ہو گئے جس سے المنصور کے لشکر کے چار فرقے بن گئے۔ قثم نے المنصور سے کہا ''تمہارا لشکر کئی فرقوں میں منقسم ہو گیا ہے۔ اب ایک کو دوسرے سے لڑاتے رہو اور وہاں اپنے لڑکے المہدی کو ایک حصہ لشکر کے ساتھ اس طرف ٹھہراؤ اور تم دوسری جانب رہو تا کہ ایک دوسرے سے خائف رہیں'' المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور صالح صاحب مصلی کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

معن بن زائدہ کا قتل: المنصور نے بحستان پر معن بن زائدہ کو مامور کیا تھا۔ معن نے بحستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج طلب کیا جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا۔ رتبیل نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی۔ معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور لشکر مرتب کر کے رخج کی طرف روانہ ہو گیا اس کے مقدمہ پر اس کا برادر زادہ یزید بن مزید بن زائدہ تھا۔ معن نے رخج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو قید کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر ڈالا اور رتبیل خود زابلستان چلا گیا۔ معن کامیابی کے بعد بست میں لوٹ آیا ایام سرما یہیں گزارنے۔ خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہوئی وہ مجتمع ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اس کو مار ڈالا۔

معن کے مارے جانے کے بعد بحستان میں یزید اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گزرنے لگی کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس کے معاملہ سے درگزر کرنے کی درخواست کی تھی۔ المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا المہدی نے اس کے خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں ایک شخص کی سفارش پر مدینۃ السلام میں طلب کر لیا پس یزید اس زمانہ سے برابر معتوب رہا تا آنکہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا۔ جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

السفاح اور المنصور کے عمال: سفاح نے اپنی بیعت خلافت کے وقت کوفہ پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیوان الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو عون عبدالملک بن یزید بن قحطبہ تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطبہ تھا) اور ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن عمار بن یاسر کو

اہواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک کو بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری ابومسلم کو دی تھی۔ چنانچہ ابومسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو والی بنایا اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمۃ الجیش پر اپنے بھائی صالح کو اور ابوعون بن زید کے ساتھ نامور کیا جس وقت کامیابی کے ساتھ مراجعت کی ابوعون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے بالاستقلال اپنے قبضہ میں لے لیا۔

(۱۳۲ھ میں) سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر المنصور کو جزیرہ آرمینیہ اور آذر بائیجان کی گورنری پر مامور کیا ابوجعفر نے اپنی جانب سے آرمینیہ پر یزید بن اسید کو آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہوا۔ اس سے پیشتر ابومسلم نے بوقت قتل ابوسلمہ خلال محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دے دی تھی۔ بعدازاں سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن اشعث نے عیسیٰ بن علی کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی تب سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو حکومت فارس پر نامور کیا اور کوفہ کی گورنری اپنے برادر زادہ موسیٰ کو بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہلبی کو سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کو (کوفہ وسواد کوفہ سے) تبدیل کر کے حجاز یمن اور یمامہ کی گورنری مرحمت کی۔ پھر (۱۳۳ھ میں) سفاح نے بصرہ بلاد دجلہ بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں داؤد بن علی نے وفات پائی تو بجائے اس کے یمن میں محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو مکہ و مدینہ طائف و یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو یہ (محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا اور اسی سنہ میں محمد بن اشعث کو افریقیہ کی جانب روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر اعلیٰ موسیٰ بن کعب کو جنگ منصور بن جمہور پر بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی تھی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیب بن زہیر کو مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں محمد بن یزید عامل یمن کے مرنے کے بعد گورنری پر علی بن ربیع بن عبیداللہ حارثی کو مامور کیا گیا۔

جس وقت المنصور (۱۳۶ھ میں) تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عبداللہ بن علی نے نقض بیعت کی اور ابومسلم نے خراسان پر ابوداؤد بن خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا ان دنوں مصر میں صالح بن علی شام میں عبداللہ بن علی کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ بصرہ میں سلیمان بن علی مدینہ منورہ میں زیاد بن عبیداللہ حارثی مکہ میں عباس بن عبداللہ عہدہ گورنری پر مامور تھے۔ پھر ۱۴۰ھ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم عامل خراسان مر گیا تو بجائے اس کے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن خراسان کا گورنر ہوا اس نے اپنی گورنری کے ایک برس بعد بغاوت کی اس وقت المنصور نے اپنے لڑکے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر خازم بن خزیمہ تھا چنانچہ المہدی نے عبدالجبار پر فتح حاصل کی۔ اسی سنہ میں سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی بجائے اس کے سفیان بن معاویہ مقرر کیا گیا اور (۱۴۱ھ میں) موسیٰ بن کعب والی سندھ نے انتقال کیا تب بجائے اس کے اس کا لڑکا عیینہ گورنر سندھ بنایا گیا (۱۴۲ھ میں) اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ پر مامور کیا۔

اسی سنہ میں مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلاد انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو دی اور اس سے پیشتر

اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مابین خطوط ہلالین کا مضمون تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔

جزیرہ و بلاد انطاکیہ میں یزید بن اُسید تھا اور اسی سنہ میں اپنے چچا اسماعیل کو حکومت موصل سے معزول کر کے بجائے ان کے مالک بن ہیثم خزاعی کو مقرر کیا اور ۱۴۲ھ میں سفاح نے ہیثم بن معاویہ کو گورنری موصل سے معزول کر کے مکہ و طائف میں سری بن عبداللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ سے تبدیل کر کے مقرر کیا اور ان کے بجائے قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس کو یمن سے تبدیل کر کے یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو حکومت مصر سے معزول کر کے بجائے ان کے نوفل بن فرات کو مامور کیا۔ پھر ان کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ ابن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مدینہ منورہ کی گورنری پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری تھا لیکن ابن ابوالحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس کو متہم کر کے معزول کر دیا[1] اور ریاح بن عثمان مزنی کو سند گورنری مرحمت کی اور جب اس کو محمد المہدی کے ہمراہیوں نے قتل کر ڈالا تو بجائے اس کے عبداللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم (برادر مہدی) کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کی گورنری پر بجائے ملک بن ہیثم کے اپنے لڑکے جعفر کو مامور کیا اور ان کے ساتھ حرث بن عبداللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا پھر ۱۴۶ھ میں سالم بن قتیبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو حکومت مدینہ سری بن عبداللہ کو حکومت مکہ معظمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبدالصمد کو متعین کیا۔

۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بہ وجہ مخالفت ولی عہدی المہدی حکومت کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد سلیمان کو مقرر کیا اور بجائے محمد بن سلیمان کے بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی مگر محمد بن السفاح حکومت بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا آیا اور یہیں مر گیا بوقت روانگی بغداد محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ المنصور نے اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا۔ ۱۴۸ھ میں بوجہ بغاوت اکراد حکومت موصل پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبدالصمد کو مکہ معظمہ کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ ۱۵۰ھ میں گورنری مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو معزول کر کے حسن بن زید بن حسن کو حکومت دی اور ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقیہ کی گورنری پر بھیج دیا اور بجائے ان کے سندھ میں ہشام بن عمرو تغلبی کو مقرر کیا۔ بعد ازاں یزید بن حاتم کو مصر سے ان کی کمک پر بھیجا اور مصر میں بجائے یزید کے محمد بن سعید کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں معن بن زائدہ سجستان میں مارا گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تب بجائے ان کے یزید بن یزید (برادر زادہ معن بن زائدہ) کام کرنے لگا المنصور نے اس کو بالفعل بحال رکھا لیکن کچھ عرصہ بعد معزول کر دیا۔

اسی سنہ میں عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے بجائے اپنے نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عبدی کو قتل کر ڈالا۔ المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے جابر بن موسیٰ کلابی کو امور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے عبدالملک بن ظبیان نمیری کو اور کچھ عرصہ بعد عبدالملک بن ظبیان کو معزول کر کے ہیثم بن معاویہ علی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مکہ و طائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا پھر اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اسی کے برادر زادہ) کو حکومت مکہ و طائف پر اور حکومت موصل پر اسماعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ اسید بن عبداللہ امیر خراسان کے مرجانے کے بعد حمید بن قحطبہ کو سند امارت دی گئی۔ ۱۵۳ھ میں

---

[1] واقعہ معزولی محمد بن خالد و تقرری ریاح بن عثمان کو ابن اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے۔ غالباً علامہ کا یہی مقصود ہوگا۔ مترجم۔

عبیداللہ ابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ نے وفات پائی شریک بن عبداللہ نخعی عہدۂ قضاء پر مامور کئے گئے اسی سنہ میں یمن کی گورنری پر یزید بن منصور تھا۔ ۱۵۴ھ میں المنصور نے حکومت جزیرہ سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے ایک کثیر التعداد مال بطور تاوان وصول کیا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب خثعمی کو متعین کیا۔ اس کی معزولی کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے بہر کیف عباس بن محمد اس وقت سے برابر معتوب رہا تا آنکہ المنصور کو اس کے چچا اسماعیل سے بھی برہمی پیدا ہوئی اس وقت اسماعیل کے بھائیوں یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسماعیل کے معاملہ میں سفارش کی عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا ''اے امیر المؤمنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کی اور وہ مقبول و منظور بھی ہوگئی مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا'' المنصور یہ سن کر راضی ہو گیا۔

۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیر ضبی (برادر مسیب، افسر اعلیٰ پولیس) کو مقرر کیا۔ اس کی معزولیت کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابو العوجاء (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا) بجرم زندقہ میں قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ تاصدور حکم ثانی عبدالکریم کو قتل نہ کرنا۔ اس کے بعد المنصور کا امتناعی حکم جاری ہوا المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا ''مجھے یہ فکر پیدا ہوگئی ہے کہ میں محمد بن سلیمان کو بعوض اس کے قید کر دوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی اس وجہ سے اسی کے مشورہ سے محمد سلیمان کو کوفہ کی گورنری کی سند دی گئی تھی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا ۱۵۶ھ میں اہواز فارس اور بلاد دجلہ کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ ۱۵۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کی سند گورنری سعید بن دعلج بصرہ کے افسر پولیس کو دی اس نے اپنے لڑکے تمیم کو بھیج دیا۔ اسی سنہ میں سوار بن عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کی گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کی معبد بن خلیل کو مرحمت کی۔ ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی جس کی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم رقہ کو بہ راہ موصل روانہ ہو جاؤ مگر یہ ظاہر کرو کہ بیت المقدس کی زیارت کو جاتا ہوں اور موصل پہنچ کر معزولی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

اسی سنہ میں المنصور نے تین لاکھ درہم خالد بن برمک کو بطور جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ ''قتل کر دیا جائے گا''۔ خالد نے اپنے لڑکے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ، مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلی وغیرہ جیسے رؤسا کے پاس قرض لینے کو بھیجا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا۔ بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہ دی اور کسی نے انکار کر دیا۔ مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی جس وقت میں اس کے پاس گیا اس وقت اس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا میری طرف متوجہ تک نہ ہوا میں نے سلام کیا تو جواب سلام بہت آہستہ سے دے کر خالد کا حال دریافت کیا میں نے کل حالات بتائے اور قرض طلب کیا۔ عمارہ نے جواب دیا ''جس قدر ممکن ہو گا تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا''۔ میں اس کے پاس سے واپس چلا آیا۔ اس کے بعد

اس نے روپے بھیج دیئے غرضیکہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے لیکن تین لاکھ مہیا کرنے سے میں معذور رہا اتفاق سے اسی اثناء میں موصل و جزیرہ کی شورش کی خبریں دربار خلافت میں پہنچیں اور اکراد کی شرارتوں سے موصل و جزیرہ میں بدنظمی پھیل گئی۔ موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا۔ ایک دوسرے حاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑی۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا ''خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے'' المنصور نے کہا ''یہ کیونکر ہوسکتا ہے ابھی تو ایک معاملہ میں اس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کئے ہیں''۔ مسیب بن زہیر نے عرض کیا ''میں اس کا ضامن ہوں آپ اسے موصل کی گورنری پر مامور فرمایئے''۔

اس کے دوسرے دن خالد دربار خلافت میں پیش کیا گیا اور کل روپیہ بھی داخل خزانہ کر دیا گیا بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی سند گورنری خالد کو اور اس کے لڑکے یحییٰ کو آذربائیجان کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔ چنانچہ دونوں باپ و بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لئے گئے عمارہ نے دیکھتے ہی کہا ''کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا جاؤ ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا'' (یحییٰ معہ درہم واپس چلا آیا) اس وقت سے خالد برابر تا زمانہ وفات موصل کا گورنر رہا۔ اسی سنہ میں المنصور نے مسیب بن زہیر کو افسری پولیس سے معزول کر کے قید کر دیا تھا اس جرم سے کہ مسیب نے ابان بن بشیر کاتب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا کہ ابان مر گیا۔ یہ مسیب کے بھائی عمر بن زہیر کے ساتھ کوفہ میں تھا اور فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبداللہ کو بغداد کی پولیس پر عمر بن عبدالرحمٰن برادر عبدالجبار کو اور عہدہ قضاۃ قضاء پر عبداللہ بن محمد بن صفوان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد المہدی نے مسیب کی سفارش کی اور المنصور نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

بیرونی مہمات: ۱۴۰ھ سے بوجہ باہمی فتنہ و فسادات صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی۔ سن ۱۳۰ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا مقابلہ کی نوبت آئی رومیوں نے ان کو ہزیمت دے کر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا۔ جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطین کے حوالہ کر دیا اور خود جس قدر اسباب و مال اٹھا سکے اٹھا کر بلاد جزیرہ میں چلے آئے۔ رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا۔ اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم بلاد ختل کی طرف بھیجا گیا مگر کسی نے روک ٹوک نہ کی بلاد ختل پر قبضہ کرتا چلا گیا حبیش بن شبل بادشاہ ختل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لی ابوداؤد ایک مدت تک اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر بادشاہ ختل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر ملک چین میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبداللہ صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب گورنر افریقیہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا اور اس قدر مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پیشتر کسی کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی اس کے بعد حکمرانان افریقیہ بغاوت و شورش بربر کے فرو کرنے میں

[1] کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر

مصروف ہوئے اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا قلعہ شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کی محافظت پر مامور کر دیئے بسا اوقات مسلمان سوداگروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے پھر ۱۳۸ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلادِ اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزورِ تیغ قبضہ حاصل کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا مگر جنگ آوران اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سنہ میں عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح و عیسیٰ بھی تھے۔ عباس نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال کر اس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہل ملطیہ کو پھر ملطیہ میں لا کر آباد کیا حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی قائم کی عباس اس سے فارغ ہو کر (۱۳۹ھ میں) شاہراہ عام سے دار الحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالک رومیہ کو تہ و بالا کر دیا۔ انہیں دنوں جعفر بن حنظلہ مہرانی نے بھی براہ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا۔ اسی ۱۳۹ھ میں المنصور اور بادشاہ روم میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے المنصور نے قیدیان قالیقلا کو فدیہ دے کے رہا کرایا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مقام جیحان پر پہنچا تو عساکر اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال واپس چلا گیا اس کے بعد ۱۴۶ھ تک بنو حسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے کو نہیں نکلا۔ اسی سنہ میں ترک و خزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ ارمینیہ تک مسلمانوں کو قتل و غارت کرتے ہوئے بڑھ آئے ارمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔ ۱۴۷ھ میں اشتر خان خوارزمی نے ترکوں کو مجتمع کر کے ارمینیہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا شہر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ارمینیہ سے فارغ ہو کر تفلیس میں جا پہنچا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ان دنوں حبیب بن عبداللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں پڑا ہوا تھا کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ہمراہ ترکوں کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ باہم لڑائی ہوئی جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدان جنگ سے گھو نگھٹ کھا گئی حرب بن عبداللہ معہ ایک گروہ کثیر مسلمانوں کے شہید ہو گیا اسی سنہ میں مالک بن عبداللہ خثعمی اہل فلسطین کو مجتمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو نکلا مالک بن عبداللہ ملک الصوائف کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو مالک نے درب حرث میں بیٹھ کر تقسیم کیا۔ ۱۴۹ھ میں عباس بن محمد حسن قحطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ جہاد پر روانہ ہوا ممالک رومیہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کرتا رہا واپسی کے وقت راستے میں ۱۵۱ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی ۱۵۳ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا۔ اس کے بعد ۱۵۵ھ میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کی اور جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن اسید سلمی نے بھی صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۱۵۶ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کی غرض سے دار الحرب کی طرف بڑھا دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر فریقین خود بخود جنگ سے رک گئے۔

المنصور کی وصیت: ۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے کو جا رہا تھا مقام بیر میمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گزر چکی تھی المنصور نے وفات پائی اور قبل وفات رخصتی کے المہدی کو طلب کر کے یہ وصیت کی تھی:

''عزیز من! میں نے کوئی ایسا امر نہیں باقی چھوڑا مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے سبقت نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں گو میرا گمان یہ ہے کہ ان میں سے تم ایک بھی تعمیل نہ کرو گے (المنصور کے پاس ایک صندوقچہ تھا جس میں اس کے علوم کے دفاتر رہا کرتے تھے یہ صندوقچہ ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا' اس صندوقچہ کی طرف اشارہ کر کے کہا' دیکھو اس صندوقچہ کی کامل حفاظت کرنا اس میں تمہارے آباء واجداد کے علوم ما کان و ما یکون الی یوم القیامة ہیں اگر تم کو کسی امر کا خطرہ پیش آئے تو تم دفتر کبیر کو دیکھنا اگر اس میں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے تو فبہا ورنہ دفتر ثانی کو دیکھنا اسی طرح ساتویں دفتر تک دیکھتے جانا اگر ان میں بھی تم اپنا مقصود نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا اس میں ضرور جو تم چاہو گے پاؤ گے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری محافظت کرنا خبردار کبھی اس کی تبدیلی نہ کرنا میں نے اس میں اس قدر مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس برس تک خراج کا ایک حبہ وصول نہ ہو تو بھی لشکریوں کے روزینے' مصارف' خاندان والوں کے خرچ اور روانگی فوج کے لئے کافی ہو گا تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو کیونکہ جب خزانہ معمور ہو گا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو تمہارے خاندان والوں کی بابت بھی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ یہ حسن سلوک پیش آنا' نیکی کرنا ہمیشہ ان کو ہر کام کا پیشوا بنانا اور ان کے نمایاں کام تمہارے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ وہ تمہارے قوت بازو ہیں اور ایسے ہوا خواہ ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کیا ہے مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہ نکلے گی' تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا ان کی لغزشوں سے درگزر کرنا' جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے اس کے اہل و عیال میں تم اس کی نیابت کرنا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہ کرو گے اور خبردار شہر کا شرقی حصہ ہرگز ہرگز نہ بنوانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہ کر سکو گے اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد نہ طلب کرنا اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخیل نہ بنانا اور میرا خیال ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سنہ کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھ کو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے۔ میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں امور مسلمین کے متعلق تم سے اقرار لیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس معاملہ میں تم کو حزن و کرب پیدا ہو گا اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کر دے گا اور تم کو سلامتی اور نیکوئی عاقبت اپنی عنایت سے نصیب کرے گا جس کو تم شمار نہ کر سکو گے۔ اے صاحبزادہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے کاموں کی حفاظت کرے گا خبردار (ناحق) خوں ریزی کے قریب نہ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے باعث ننگ و ناموس ہے اور حدود الٰہی کی پوری طور سے پابندی کرنا اس میں تمہارے جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط و تفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی امر کو یہ جان جاتا ہے کہ یہ اس کے

دین کے لئے اصلح اور اس کی معاصی سے روکنے کو کافی ہے تو اپنی کتاب کریم میں اس کی بابت حکم دیتا۔
جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود وعید عذاب الیم بہت بڑا غصہ اس شخص پر کیا ہے اور اپنی کتاب کریم میں عذاب
وعقاب کے دو چند کا حکم دیا ہے جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا ﴿انما جزاء الذین یحاربون
اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا﴾ الایۃ۔ اے صاحبزادے بادشاہ اللہ تعالیٰ کے حبل المتین عروۃ الوثقیٰ
اور دین قدیم ہے پس اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور مضرت کو اس سے رفع کرو۔ ملحدین
پر حملہ کرو بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں ان سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس
کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے اس سے متجاوز نہ ہو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال
سے نہ بڑھو کیونکہ یہ فتنہ و فساد اور دشمنوں کا قلعہ وقمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وعظ و پند کرو مال غنیمت لشکریوں
کے لئے چھوڑ دو کیونکہ میں اس قدر چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کو اس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم و قرابت کا
بہت لحاظ کرنا خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانا اور رعیت کے مال لینے سے محترز رہنا سرحدوں اور
اطراف بلاد کی پوری نگہبانی کرنا راستوں میں امن قائم رکھنا عوام کو بلوہ وفساد سے روکنا نرمی سے ان سے پیش
آنا جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو اس کو دفع کرتے رہنا مال واسباب کو شمار کر کے خزانہ میں رکھو خبردار
تفریق جماعت سے احتراز کرنا کیونکہ مصائب کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادتوں میں ہے اور
جس قدر ممکن ہو سواریاں پیادے اور لشکر ہر وقت مہیا رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھنا اس سے
تمہارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسا اوقات اکثر امور فوت بھی ہو جائیں گے اور حوادث ومصائب کے
آنے سے پہلے احکام صادر کر دینا اور اس کے دفع کر دینے کی خوب جی توڑ کر کوشش کرنا۔ جو واقعہ دن کو ہونے
والا ہو اس کے دفع کرنے کو رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو اس کے دفع کرنے
کے لئے دن سے سامان مہیا رکھنا ہر کام کو بذاتہ کرنا سستی و کاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا حسن ظنی اور بدظنی کے
برتاؤ اپنے عمال اور کاتب کے ساتھ کرنا ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمہارے دروازہ پر رہتا ہو اس کو
دریافت کرتے رہنا اور لوگوں پر حاضری دربار کو آسان کرنا اور جو نزاع تمہارے روبرو پیش کی جائے اس پر
غور کرنا اور لوگوں پر ایسے شخص کو مامور کرنا جو غافل و بے خبر نہ ہو اور تم بھی بے خبر و غافل نہ رہنا کیونکہ جب سے
میں نے زینہ خلافت پر قدم رکھا ہے اس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا یہ میری
وصیتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے بعد تیرا محافظ ہو"۔

وفات: یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا کوفہ میں پہنچ کر حج وعمرہ کا احرام باندھا
قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا۔ ان کاموں کو المنصور[۱] نے ذیقعدہ کے چند ایام گزر جانے پر انجام دیا تھا۔
کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا جس سے اس کی وفات ظہور میں آئی پھر یہ درد رفتہ رفتہ
بڑھا رہا جس سے جو اس کا ہم نشین تھا دوران علالت میں کہا کرتا تھا ((یا ربی الی حرم انی ھاربا من ذنوبی)) بیر میمون پر پہنچا

---

[۱] المنصور نے بائیس برس خلافت کی تریسٹھ برس کی عمر پائی ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی گندم گوں نحیف العارضین اور طویل القامت تھا اس کے لڑکے ابو جعفر المہدی محمد جعفر اکبر (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصورہ ہمشیرہ زید بن منصور حمیری تھی) صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) سلیمان عیسیٰ یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے تھیں) جعفر اصغر قاسم عبد العزیز اور عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی۔ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۹۔

تو ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کی فجر کو داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر راہیٔ ملک بقا ہوا۔ وفات کے وقت سوائے اس خدام اور ربیع (اس کے آزاد غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا اس روز ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد ارا کین دولت رؤساء عالی نسب اور عوام الناس حسب مدارج دربار میں بلائے گئے۔ ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی بعد ازاں سرداران لشکر اور عوام نے بیعت کی۔ عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ معظمہ چلے گئے اور مابین رکن و مقام لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت لی اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے۔ عیسیٰ بن منصور یا بہ روایت بعض ابراہیم بن یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ معلاۃ میں دفن کر دیا۔ یہ حادثہ المنصور کی وفات کے بائیسویں برس میں واقع ہوا۔

باب : ۴

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

تخت نشینی: علی بن محمد نوفلی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے (یہ شخص صرہ کا رہنے والا اور ان دنوں منصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ میں مکہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح کو لشکر میں آیا تھا اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور ایستادہ تھا۔ مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ منصور نے وفات پائی اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آ گئے یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی رونے کی آواز آنے لگی اس کے بعد ابوالعنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے وامیر المومنین وامیر المومنین کہتا ہوا نکلا۔ قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لیے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا۔ اس میں لکھا ہوا تھا:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبداللہ المنصور امیر المؤمنین الی من خلف من بنی هاشم و شیعته من اهل خراسان و عامة المسلمین))

''بسم اللہ الرحمن الرحیم از بندہ خدا المنصور امیر المومنین بجانب پس ماندگان بنی ہاشم و ہوا خواہان خراسان و عامۃ المسلمین''۔

اس قدر پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھال کر کہا ''رونا تو تمہارے آگے ہی آ گیا ہے خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے''۔ سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا۔

((اما بعد فانی کتبت کتابی هذا و انا حی فی یوم آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من ایام الآخرۃ اقرء علیکم و السلام و اسأل اللہ ان لا یفتنکم بعدی و لا یلبسکم شیعاً و لا یذیق بعضکم باس بعض))

''اما بعد میں نے یہ عہد نامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن میں اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں میرا تم کو سلام پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو کئی فرقوں میں متفرق کرے اور نہ تم میں سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے''۔

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیت کی تھی اور ایفاء عہدہ پر اُن کو آمادہ کیا تھا۔

ربیع نے عہد نامہ تمام کر کے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اٹھو بیعت کرو"۔ چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی بعد ازاں حاضرین دیگر بیعت کرتے گئے پھر بنو ہاشم بلائے گئے اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا پڑا تھا اور سر کھلا ہوا تھا پس اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کی خلافت کی بیعت کر رہے تھے بیعت کرنے سے انکار کر دیا علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا "واللہ اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا"۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بہ مجبوری بیعت کر لی۔ تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی خبر وفات و بیعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر و عصا اور خاتم خلافت المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ پہلا جو کام المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا یہ تھا کہ جس قدر المنصور کے قید خانہ میں تھے سب کو رہا کر دیا مگر وہ قیدی رہا نہ کئے گئے جو خونی یا غاصب یا باغی تھے۔

حسن بن ابراہیم: منجملہ رہائی یافتہ قیدیوں کے یعقوب بن داؤد تھا جو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا حسن بن ابراہیم کو اس سے سوء ظنی پیدا ہوئی اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کا کہلا بھیجا۔ اتفاق سے یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ یعقوب بن داؤد ابن علاثہ قاضی کے پاس گیا ابن علاثہ نے یعقوب کو ابو عبیداللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے کو بھیج دیا۔ ابو عبیداللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا۔ جب تک قاضی اور وزیر بیٹھے رہے یعقوب نے کچھ باتیں نہ کیں۔ جب یہ لوگ اٹھ کر چلے آئے تو حقیقت حال کہہ سنائی المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا مگر پھر بھی حسن موقع پا کر بھاگ گیا المہدی نے ہر چند جستجو کرائی مگر کامیاب نہ ہوا۔ یعقوب بن داؤد کو طلب کر کے حسن کی بابت مشورہ کیا یعقوب نے عرض کیا "آپ حسن کو امان مرحمت فرمائیے میں اس کو حاضر کر دوں گا"۔ المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا بعد ازاں المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربار خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور عساکر اسلامیہ تعمیر قلعجات رہائی قیدیان معافی زر جرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے بارے میں رائیں دیتا تھا اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں ان کا اعزاز بڑھ گیا اور ابو عبیداللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا۔ المہدی نے ان خدمات کے صلہ میں بنام حسن ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب کر کے ایک لاکھ درہم مرحمت کئے۔

مقنع کا ظہور اور ہلاکت: یہ مقنع مرو کا رہنے والا اور حکیم وہاشمی کے نام سے معروف و موسوم تھا تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا بعدہ صورت نوح میں بعد ازاں ابو مسلم پھر ہاشم میں اور یہی مقنع ہے پس (۱۵۹ھ) مقام خراسان میں ظاہر ہو کر الوہیت کا دعویٰ کیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا اسی وجہ سے مقنع کے نام سے موسوم ہوا یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا منکر تھا اس کا یہ زعم تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے

بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے عوام الناس کا ایک گروہ کثیر اس کا تبع ہو گیا اور اس کو سجدہ کرنے لگا۔ مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بیسام و سنجردہ میں قیام کیا۔ اسی اثناء میں سفید پوشان بخاری و صغد نے ظاہر ہو کر برخلاف خلافت عباسیہ اس کا ساتھ دیا کفار اتراک نے بھی ان کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے اسی جانب سے حملہ کر دیا ابوالنعمان جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آئے لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کا بھائی تمیم کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آیا المہدی نے ان کی کمک پر جبرئیل بن یحییٰ کو روانہ کیا اور باغیان بخاری و صغد سے جنگ کرنے پر جبرئیل کے بھائی یزید کو مامور کیا چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی بالآخر عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ اس قلعہ پر قبضہ حاصل کر لیا سات سو آدمی مارے گئے باقی جو رہے وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرئیل نے ان کا تعاقب کیا۔

اس کے بعد المہدی نے ابوعون کو جنگ مقنع پر متعین کیا چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کئے اس وجہ سے عساکر اسلامیہ اور ایک جماعت سپہ سالاروں کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا اس کے مقدمۃ الجیش پر سعید حریشی تھا۔ عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پا کر زم سے اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا مقام طواویس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے بالاتفاق مقنع کے لشکر پر حملہ کیا مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا سینکڑوں آدمی مار ڈالے گئے باقی ماندہ جان بچا کر بھاگے اور بسیام میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا۔ مقنع نے قلعہ بندی کر لی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اثناء جنگ میں حریشی اور معاذ میں چل گئی حریشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ'' اگر مجھے تنہا جنگ مقنع پر آپ مامور کریں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کر دوں گا''۔ المہدی نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ سعید حریشی بلا مشارکت معاذ جنگ میں مصروف ہوا پھر بھی معاذ نے اپنے لڑکے کو اس کی مدد کے لئے بھیج دیا۔ عساکر اسلامیہ آلات حصار شکن لے کر قلعہ کی طرف بڑھی مقنع کے ہمراہیوں نے گھبرا کر خوفیہ طور سے امان طلب کی۔ سعید حریشی نے امان دے دی تمیں ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے۔ مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ آور باقی رہ گئے سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کی مقنع نے اپنی ہلاکت کا یقین کر کے اپنے اہل و عیال کو جمع کیا بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا اور بعض کہتے ہیں کہ جلا دیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود پڑا۔ عساکر اسلامیہ مظفر و منصور قلعہ میں داخل ہوئیں۔ حریشی نے مقنع کا سر اتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا یہ سر حلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ[1] میں پہنچا۔

المہدی کے عمال: ۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسماعیل کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن صباح کندی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب جمحی کو بعد معزولی اسماعیل گورنری کوفہ پر بھیجا تھا اسی سنہ میں سعید بن دعلج کو احداث بصرہ سے عبیداللہ بن حسن کو امامت سے معزول کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری کو متعین کیا۔ کچھ عرصہ بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے سپرد کر دیا اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبداللہ باہلی کو اس کا متولی کیا۔ اسی سنہ میں قثم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو مصر پر ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ

---

[1] کاتب نے غلطی سے ثلاث وتسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے بجائے ستین کے تسعین لکھ دیا ہے۔ کتاب التاریخ الکامل لابن اثیر الجزری المجلد السادس صفحہ ۱۴ مطبوعہ مصر۔

الکثیری کو مقرر کیا پھر اس کو معزول کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن صفوان کو پھر اس کو بھی معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت کی اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قحطبہ والی خراسان کے مر جانے پر باشارہ ابوعبیداللہ وزیر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابوعون عبدالملک بن یزید کو۔ بعد ازاں ۱۶۰ھ میں ابوعون معتوب ہوا اور معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم خراسان پر حمزہ بن یحییٰ کو بجستان پر اور جبرئیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مامور کیا۔ جبرئیل نے اپنے زمانہ گورنری میں سمرقند کا شہر پناہ اور قلعہ تعمیر کرایا۔ ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدہ قضاء پر شریک خراج پر ثابت بن موسیٰ فارس اہواز اور دجلہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدہ قضا بصرہ پر عبیداللہ بن حسن تھا پھر اس کو عہدہ قضاء بصرہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے محمد بن سلیمان کو سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کی گورنری نصر بن محمد بن اشعث کو دی اور عافیہ قاضی کو معہ ابن علاثہ کے رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا۔ فضل بن صالح کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر یزید بن منصور کو سواد کوفہ پر حسان شجروی کو موصل پر اور بسطام بن عمرو تغلبی کو سندھ سے معزول کر کے آذربائیجان پر مقرر کیا اسی سنہ میں نصر بن مالک عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا تب بجائے اس کے حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو نامور کیا۔ ابان بن صدقہ الرشید کے سیکرٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہارون کی اتالیقی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین کیا پھر اسی سنہ میں اور ضمرہ محمد بن سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے سلیمان بن رجاء کو مرحمت کی اس سنہ میں سواد کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

۱۶۲ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومت یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارت مصر سے سبکدوش کر کے عبداللہ بن سلیمان کو بسیہ گورنری یمن اور عیسیٰ بن لقمان کو سند امارت مصر مرحمت فرمائی پھر اس کو چند ہی مہینے بعد معزول کر کے اپنے آزاد خادم واضح کو پھر اس کو بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا۔ طبرستان میں عمر بن علاء جستان میں تمیم بن سعید بن دعلج اور جرجان میں مہلہل بن صفوان تھا اور محکمہ نزول قائم کر کے عمر بن بزیع اپنے آزاد خادم کے سپرد کر دیا۔

الہادی کی ولی عہدی اور عیسیٰ کی معزولی: ایک مدت سے بنوہاشم کی ایک جماعت اور شیعان المہدی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور موسیٰ بن الہادی بن المہدی کی ولی عہدی کی بیعت کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ہوئی وہ خوش ہو گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی جائے قیام رحبہ (مضافات کوفہ) سے بلا بھیجا عیسیٰ نے حاضری سے انکار کر دیا تب المہدی نے کوفہ کی گورنری پر روح بن حاتم کو مامور کیا اور اس کو در پردہ عیسیٰ کی ایذا دہی کی ہدایت کر دی مگر روح کو ایذا دہی کا موقع نہ ملا کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا۔ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا عیسیٰ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو مع اپنے خط مشر طلبی عیسیٰ کے پاس روانہ کیا عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہ کی بعد ازاں المہدی نے اپنے گروہ والوں میں سے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کے حاضر کرنے پر متعین کیا۔ چنانچہ عیسیٰ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا چند دنوں المہدی کی خدمت میں آتا جاتا رہا نہ تو کسی امر میں گفتگو کرتا تھا اور نہ کسی صلاح و مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

ایک روز دارالخلافت میں حاضر ہوا اس وقت رؤساشیعان المہدی عیسیٰ کے خلع ولی عہدی پر متفق ہو رہے تھے سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا بند کر لیا ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا۔ عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا جو اس سے بوقت ولی عہدی لی گئی تھی المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو اس مسئلہ کے حل کرنے کو جمع کیا جن میں محمد بن علاثہ اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھا ان لوگوں نے بہ جواب اجمعنا بیان کیا کہ ''عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دے کر ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں'' المہدی نے ان کو دس ہزار درہم مرحمت کئے زاب و کسکر میں جاگیریں دیں چنانچہ عیسیٰ نے اپنے آپ کو ولی عہدی سے جب کہ چار دن ماہ محرم ۱۶۰ھ کے باقی تھے خلع کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔ اگلے دن المہدی نے دربار عام منعقد کیا۔ خاندان شاہی بروسا بلت مجتمع ہوئے المہدی نے ان لوگوں سے بیعت لی جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولیت اور ہادی کی ولی عہدی کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا۔ سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے بھی اپنے خلع ولی عہدی کی شہادت دی۔

فتح باربد: ۱۵۹ھ میں خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضا کار (والنٹیر) بھی تھے بلاد ہند کی طرف روانہ کیا فارس سے کشتیوں پر سوار ہو گئے اور سرزمین ہند میں پہنچ کر باربد پر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل باربد نے بدھ میں جا کر پناہ لی عساکر اسلامیہ نے بدھ میں آگ لگا دی بعض جل گئے۔ باقی جو رہے وہ عساکر اسلامیہ کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے تقریباً بیس آدمی شہید ہوئے۔ دریا کا جوش فرو ہونے کے انتظار میں چند روز ٹھہرے رہے اتفاق سے ایک بیماری وبائی (جو منہ میں ہوتی تھی) پیدا ہو گئی جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے از انجملہ ابراہیم بن صبیح تھا بعد ازاں کشتیوں پر سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے ساحل بحر احمر پر پہنچے رات کا وقت تھا کا ایک ایسا طوفان آیا جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا۔

المہدی کا حج: ۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی بغداد پر اپنے لڑکے الہادی اور اس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے لڑکے ہارون کو معہ چند لوگوں کے جو خاندان خلافت سے تھے۔ الہادی کی مصاحبت پر مامور کیا اور خود معہ وزیر یعقوب بن داؤد کے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گیا مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا۔ حسن کی امان یعقوب نے اس سے پیشتر حاصل کر لی تھی۔ المہدی بحسن اخلاق پیش آیا جاگیر دی۔ خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبدالملک اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی و نفیس دیبا کا تھا اتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا۔ مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے۔ عراق سے تیس ہزار درہم' مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے' مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں' جاگیریں دیں اور اپنی محافظت پر اُن کو مامور کیا۔ واپسی کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا (یہ مکانات ان مکانات سے بڑے اور شان دار

یہ واقعات ۱۵۹ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر۔

بنوائے گئے تھے جو المنصور نے قادسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے) اور تمام مقامات و مکانات میں حوض اور کنوئیں بنوائے میلوں کے جدید نشان نصب کرائے ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا۔ مسجد بصرہ کی بھی توسیع اور منبروں کو بقدر منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا کرنے کا حکم صادر ہوا اور ۱۶۶ھ میں حرمین شریفین کے بڑھانے جانے کا حکم دیا اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی کے سپرد ہوا بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری رہا تھا۔

وزیر ابو عبد اللہ: ابو عبد اللہ اشعری عہد حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا۔ المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ہمراہ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابو عبد اللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لئے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دی۔ ربیع وقتاً فوقتاً اس کا دفعیہ کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے دو کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ "ابو عبد اللہ کے متعلق کسی کے کہنے سننے پر کچھ خیال نہ کرنا" لیکن جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعت خلافت کو بحسن و خوبی انجام دے کر بغداد میں آیا۔ المہدی اور اپنے اہل کے آنے سے پیشتر ابو عبد اللہ کے مکان پر ملنے کو گیا۔ اس کا لڑکا فضل بن ربیع اس امر پر ربیع کو ملامت کرنے لگا۔ ربیع نے جواب دیا "تم صاحبزادہ ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے یہ وزیر ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے جو اس سے پیشتر کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو برتاؤ ہم اس کے ساتھ کریں ان میں دخل در معقولات تم نہ کرنا اور نہ اس کا کسی سے تذکرہ کرنا"۔ مغرب کے وقت سے ابو عبد اللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا رہا جب نماز عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت ملی۔ ابو عبد اللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا استقبال کرنا درکنار اٹھ کر بیٹھا تک نہیں۔ ربیع نے بیعت خلافت المہدی کا تذکرہ کرنا شروع کیا۔ ابو عبد اللہ نے روک کر کہا "ہاں ہم کو تمہاری کارگزاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے"۔ ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چلا آیا فضل ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا "آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا"۔ ربیع نے جواب دیا "نہیں! جو میں نے کیا وہ مناسب تھا واللہ واللہ ثم باللہ میں اپنی عزت آبرو اور مال اس کی تذلیل میں مٹا دوں گا"۔

ربیع اس گفتگو کے بعد ابو عبد اللہ کے معائب کی جستجو کرنے لگا لیکن اس وجہ سے کہ ابو عبد اللہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں کمال احتیاط کرتا تھا۔ ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے لڑکے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا ایک روز المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ "محمد بن ابو عبد اللہ مرتد ہو گیا ہے اور امیر المومنین کے حرم سے تعرض کرتا ہے"۔ المہدی کے دل میں جب ان تہمت و الزام کا پورا پورا اثر ہو گیا تو بہ وقت عدم موجودگی ابو عبد اللہ کے محمد کو دربار خلافت میں پیش کیا۔ اس کے بعد ابو عبد اللہ کو طلب کیا گیا المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا "کچھ پڑھو" محمد کچھ پڑھ نہ سکا تب المہدی نے ابو عبد اللہ سے کہا "تم تو کہتے تھے کہ میرا لڑکا قرآن پڑھتا ہے" عرض کیا "یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے شاید بھلا دیا"۔ المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ ابو العمیل ارشاد کے لئے آگے بڑھا مگر فرط محبت سے غش کھا کر گر پڑا اس وقت المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کیا۔ اسی روز سے المہدی کو ابو عبد اللہ سے نفرت سی ہو گئی۔ (یوماً فیوماً بڑھتی گئی جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے) دیوان انشاء سے اس کو معزول کر کے ربیع کو مقرر کیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی

عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی چلی گئی رفتہ رفتہ اس قدر توقیر بڑھی کہ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے مقرر کیے ہوئے امین نظر آتے تھے المہدی جو حکم صادر کرتا تھا اس کا نفاذ بغیر دستخط وزیر یعقوب کے نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتا تھا۔

اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور و انقطاع: ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری نے افریقہ سے بہ قصد دعوت خلافت عباسیہ اندلس کا قصد کیا۔ چنانچہ ساحل مرسیہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقظن گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کو لکھا۔ سلیمان نے بحکم ع ''جواب جاہلاں باشد خموشی'' کچھ جواب نہ دیا عبدالرحمٰن نے طیش میں آ کر معہ ان بربریوں کے جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی مقابلہ ہوا عبدالرحمٰن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا اسی اثناء میں امیر عبدالرحمٰن والی اندلس بھی اپنا لشکر لئے ہوئے عبدالرحمٰن کے سر پر آ پہنچا اور عبدالرحمٰن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوا دی عبدالرحمٰن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑ پر چڑھ گیا عبدالرحمٰن والی اندلس نے منادی کرا دی کہ جو عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا کسی بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی اس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمٰن کا سر اتار کر عبدالرحمٰن والی اندلس کے روبرو پیش کر دیا اور ایک ہزار دینار لے کر چلتا پھرتا نظر آیا یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمٰن والی اندلس کو اشتعال پیدا ہوا اس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے بلاد شمالیہ کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقظن اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا بہ مجبوری عبدالرحمٰن والی اندلس جنگ شام سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف جھک پڑا اور ان کی سرکوبی و گوشمالی نے اسے اس قصد سے روک دیا۔

بازنطینی جنگیں: ۱۶۳ھ میں المہدی نے بہ قصد جہاد روم فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہ عجلت تمام خراسان اور اپنے کل ممالک محروسہ سے لشکر مجتمع کر کے کوچ کر دیا روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اس کے چچا عیسیٰ بن علی کا آخر ماہ جمادی الآخر میں انتقال ہو گیا بایں ہمہ دوسرے دن بغداد میں اپنے لڑکے موسیٰ الہادی کو اپنی نیابت پر مامور کر کے ہارون کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلاد روم کی طرف روانہ ہو گیا دوران سفر میں جزیرہ وموصل ہو کر گزرا عبدالصمد بن علی کو معزول کر کے قید کر دیا بعد ازاں ۱۶۶ھ میں رہا کر دیا جس وقت مسلمہ بن عبدالملک کے قصر کے مقابل پہنچا عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے اس واقعہ کو یاد دلایا جو مسلمہ[1] نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا المہدی نے یہ سنتے ہی مسلمہ کے لڑکوں غلاموں اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار مرحمت کیے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے پھر فرات کو عبور کر کے حلب پہنچا اور اپنے لڑکے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیجان تک مشایعت کی غرض سے ہارون کے ساتھ آیا ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، حسن بن قحطبہ ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا مگر سرداری لشکر اور رسد و غلہ کا انتظام ہارون ہی کے سپرد تھا وہ قلعہ سمالو کا چالیس روز تک محاصرہ کیے رہا اکتالیسویں روز امان کے ساتھ اس کو مفتوح کیا۔ اس

---

[1] ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف ہو کر گزرا تھا مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے منہ رحمہ اللہ۔

[2] اس مقام پر جگہ خالی ہے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

کے بعد اور چند قلعات فتح کیے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آیا المہدی نے اس اثناء میں اطراف حلب کے زنادقہ[1] پر بے حد سختی شروع کر دی۔ چن چن کر قتل کرا رہا تھا ہارون کی واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا بیت المقدس کی زیارت کو گیا۔ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آیا۔

ہارون کی ولی عہدی: خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے لڑکے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

وزیر یعقوب کا زوال: داؤد بن طہمان شیخ نصر بن سیار کا سیکرٹری تھا اور فرقہ زیدیہ کے عقائد کا پابند تھا جن دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں خروج کیا ان ایام میں بھی ابوداؤد نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا پس جب ابومسلم خراسان نے یحییٰ کے خون کا معاوضہ لیا تو ابوداؤد ابومسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم نے اس کو امان دی مگر اس کا مال و اسباب جو اس نے زمانہ گورنری نصر میں حاصل کیا تھا لے لیا۔ تھوڑے دنوں بعد داؤد مر گیا اس کے لڑکے ذی علم باادب اور ہوشیار نکلے چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سیکرٹری تھا اس وجہ سے عباسیہ کے دربار میں کچھ عزت نہ ہوئی۔ زیدیہ ہونے کی وجہ سے خاندان بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کیا اور اسی بناء پر داؤد بن ابراہیم بن عبداللہ کی صحبت میں رہا اس کے لڑکوں نے اس کے مرنے پر وہی رویہ اختیار کیا۔ ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کی تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ یعقوب وعلی کو بھی قید کر دیا۔ پھر جب منصور مر گیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بھی رہائی یافتہ قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا۔ رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے حسن بن ابراہیم کے بھاگنے کی اطلاع کی پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی نے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا۔ یہی بڑا سبب یعقوب کی قدر افزائی کا ہوا خلیفہ مہدی کی نظروں میں اس کی اس قدر توقیر بڑھی کہ اس کو وزارت کا معزز رتبہ مرحمت فرما دیا۔

یعقوب نے رتبہ وزارت پر پہنچتے ہی زیدیہ کو کل ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا خلیفہ مہدی کے آزاد غلاموں کو یہ امر شاق گزرا شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سن لیتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے۔ شب کو آپس میں اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح کو ضرور یعقوب گرفتار کر لیا جائے گا مگر جب صبح ہوتی اور یعقوب دربارِ خلافت میں حاضر ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے بہ خندہ پیشانی پیش آتا ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے جی بہلانے کو عورتوں ہی کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبیعت راغب تھی۔ انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا ایک روز شب کو دیر تک قصہ کہتا رہا نصف شب کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا غلام سو گیا تھا سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارہ اٹھانے لگا گھوڑا بدکا یعقوب زمین پر آ رہا پنڈلی ٹوٹ گئی۔ چوٹ آ جانے کی وجہ سے حاضری دربار سے معذور ہو گیا دشمنوں کو موقع مل گیا شب و روز شکایت کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا تا آنکہ مہدی نے اس کو اور اس کے کل عمال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

---

[1] زندیق معرب زندہ ہے جس کے معنی معتقد زند کے ہیں اور زند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زنادیق و زنادقہ اور بقول مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان ظاہر کرے۔ کذافی اقرب الموارد۔

یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کی غرض سے یعقوب کے سپرد کیا تھا اور یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچا دی اور اس شخص کو پیش کر دیا مہدی نے یعقوب کو طلب کر کے اس علوی کا حال دریافت کیا عرض کیا ''میں نے اس کو امیر المومنین کے حکم سے قتل کر ڈالا''۔

مہدی نے علوی کو پردہ سے نکال کر یعقوب کے روبرو کر دیا یعقوب نے شرما کر سر جھکا لیا۔ خلیفہ مہدی نے قید خانہ کے قید خانہ میں قید کر دیا۔ ہادی کے زمانہ خلافت تک محبوس رہا ہارون الرشید کے عہد حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا آنکھوں سے معذور ہو گیا اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں قیام کیا۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے ادبار کا بڑا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ یعقوب مہدی کے مصاحبین کو نبیذ[1] سے منع کیا کرتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس فعل قبیح پر جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا:

''افسوس ہے کہ بعد نماز پنجگانہ مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ کا دور چلایا کرتے ہیں واللہ ان حرکات پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ میں نے یہ سمجھ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے''

خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گزری موقع پا کر قید کر دیا۔

طبرستان کی بغاوت: ۱۶۷ھ میں دندا ہرمز شروین والیان طبرستان نے علم بغاوت بلند کیا تھا خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتش بغاوت کے فرو کرنے کو اپنے ولی عہد ہادی کو روانہ کیا ہادی کے لشکر کا پھریرہ محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا۔ عہدہ حجابت پر نفیع (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) دستہ فوج جان نثاران پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمہ پیام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور تھا ابان بن صدقہ کی وفات پر خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے ابو خالد احول کو مقرر کیا۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہو کر لشکر مرتب کیا اور کل لشکر پر اپنی طرف سے یزید بن مزید کو مامور کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ہادی کے لشکر نے ان دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ تنگ آ کر دوہ دائرۂ اطاعت میں آ گئے۔ اسی بغاوت و بدنظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے معزول کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اور اپنے آزاد غلام فراشہ کو جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ۱۶۸ھ میں یحییٰ حریشی کو چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

خلیفہ مہدی کے عمال: خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے لڑکے ہارون کو آذربائیجان' ارمینیہ اور کل بلاد مغرب کا والی مقرر کر کے اس کے محکمہ مال کا سیکرٹری ثابت بن موسیٰ اور سر رشتہ پیام رسانی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین فرمایا اور زفر بن عاصم کو حکومت جزیرہ سے معاذ بن مسلم کو گورنری خراسان سے' یحییٰ حریشی کو امارت اصفہان سے' سعید بن دعلج کو طبرستان سے اور مہلہل بن صفوان کو جرجان سے معزول کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو' خراسان کی مسیب بن زہیر ضبی کو' اصفہان کی حکم بن سعید کو' طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کی۔ ان دنوں حجاز و یمامہ میں جعفر بن سلیمان کوفہ میں اسحاق بن صباح' بحرین بصرہ' فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھا۔

۱۶۴ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے صالح بن داؤد کو متعین کیا اس سنہ میں سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد

---

[1] نبیذ کھجور کی تاڑی ہے اس کو زمانہ سابق میں بجائے شراب کے پیتے تھے۔

محمود آباد ولیف آباد، بیٹ نمبر ۸-C1

بن اشعث تھا۔

۱۶۵ھ میں خلف بن عبداللہ کو حکومت رے سے معزول کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو بحرین عمان اہواز کرمان اور فارس کی امارت نعمان (خود خلیفہ مہدی کے آزاد غلام) کو دی۔ محمد بن فضل کو حکومت موصل سے سبکدوش کر کے بجائے اس کے احمد بن اسماعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبید اللہ بن حسن نمیری عہدہ قضاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا جبکہ وہ جرجان کو جا رہا تھا۔ اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیب بن زہیر سے بغاوت کی وجہ سے ابوالعباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور سجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا پس اس نے اپنی طرف سے سجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو متعین کیا اور اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچا زاد بھائی کو مامور کیا اور منصور بن یزید کو حکومت یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربعی کو عنایت کی ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرشی کو حدود طبرستان اور رویان سے معزول کر کے اس کی بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے مولیٰ فراشہ کو مرحمت کی اور ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچا زاد بھائی تھا حج کرنے کو گیا اور ادائے حج کے بعد انتقال کر گیا۔ خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا اس سنہ میں عمال بایں تفصیل تھے یمن پر سلیمان بن یزید حارثی یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری، بصرہ پر محمد بن سلیمان، عہدہ قضاء پر عمر بن عثمان تیمی، موصل پر احمد بن اسماعیل ہاشمی اور بروایت بعض مؤرخین موسیٰ بن کعب۔

اسی سنہ میں عرب نے بادیہ بصرہ میں مابین یمامہ و بحرین فتنہ و فساد برپا کیا تھا راستہ بند ہو گیا تھا محرمات شرعی کا پاس باقی نہ رہا تھا اور نماز بھی چھوڑ بیٹھے تھے۔

بیرونی مہمات: ۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن وسیف تھا رفتہ رفتہ اہرہ پر پہنچے اور اس کو کمال مردانگی سے فتح کر کے صحیح و سالم واپس آئے۔ اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان ضائع نہیں ہوا۔ ۱۶۱ھ میں ثمامہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے دابق پر فوج کشی کی رومیوں نے بسر افسری میخائیل اسی ہزار کی جمعیت سے مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلاد مرعش پر پہنچ کر اکثر کو قتل کر ڈالا بعض کو قید کر لیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر کو قتل کر کے جیحان کی طرف واپس آئے مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہ چھوڑا۔ خلیفہ مہدی کو رومیوں کی پیش قدمی شاق گزری اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً حکم صادر کر دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حرث پر چڑھائی کی تھی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا تھا۔ اسی سنہ میں حسن بن قحطبہ نے لشکر صائفہ کی اسی ہزار کی جمعیت سے بلاد روم پر جہاد کیا وہ قتل و غارت کرتا ہوا بہت دور تک چلا گیا مگر نہ تو کسی قلعہ کو اس نے فتح کیا اور نہ رومیوں کے کسی لشکر نے جنگ آزما ہوا بہر کیف صحیح و سالم واپس آیا اور یزید بن اسید سلمی نے قالیقلا کی جانب سے جہاد کیا تھا تین قلعے فتح کئے اور بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفس نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا جیسا کہ اوپر

بیان کیا گیا پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے حدود حرث سے جہاد کا علم بلند کیا۔ میخائیل وطارد ارمنی بطریقون نے نوے ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا عبدالکبیر کثرت فوج مخالف سے خائف ہو کر بلا جدال و قتال لوٹ آیا خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر قتل کا قصد کیا۔ مگر چند لوگوں کی سفارش سے بجائے قتل کے قید کر دیا۔

۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے لڑکے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے کو روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ کر دیا ہارون نے بلاد روم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی بطریق نقیطا کا لشکر مقابلہ پر آیا لشکر اسلام سے یزید بن مزید نے نکل کر حملہ کیا بطریق کا لشکر ہزیمت کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا یزید کے ہمراہی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق جا پہنچے مسلمانوں کا افسر میگزین بہ لحاظ ضرورت جنگ دمشق ہی میں رہتا تھا اس نے ان کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی فتح و غارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ان دنوں قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر ایک نابالغ لڑکا تھا اور اس کی ماں غسطہ بادشاہ لیوک کی بیگم حکومت کر رہی تھی غسطہ نے ستر ہزار دینار سالانہ زر جزیہ دے کر تین برس کے لیے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کی آمد و رفت خرید و فروخت کی ممانعت نہ کی جائے گی۔ عساکر اسلامی نے ان لڑائیوں میں سے صلح سے قبل پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چون ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتہ صلح کو جب کہ چار مہینے انقضائے مدت صلح کو باقی رہ گئے توڑ ڈالا علی بن سلیمان والی جزیرہ و قنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن بطال کو بسرافسری اسلامیہ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

وفات: ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ امور سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کی بہ نسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے اس خیال کے پیدا ہوتے ہی اس نے یہ فیصلہ کیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تخت خلافت کا مالک سمجھا جائے۔ ان دنوں ہادی جرجان میں مقیم تھا مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا ہادی نے خلاف توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوا دیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا مجبور ہو کر خلیفہ مہدی[1] نے خود جرجان کا قصد کیا تھا اتفاق وقت سے ماسبذان میں پہنچ کر وہ انتقال کر گیا۔

اس کی موت کے اسباب میں علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دیا تھا۔ اس وجہ سے مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی کی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی اتفاق سے اس امرود کو دھوکہ کھا کر

---

[1] خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی تینتالیس برس کی عمر پائی۔ ۱۲۷ھ میں مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کی ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھا۔ سخی، ملیح صورت، رعایا کا خیر خواہ، عقاید کا درست اور زنادقہ کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرا کر قتل کرایا تھا۔ سب سے پہلے اسی کے حکم سے زنادقہ و ملحدین کی رد میں دو کتابیں تصنیف کی گئی تھیں۔ حدیث کی سماعت اس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم متبحر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء فضلاء رہا کرتے تھے۔ علم دوست نیک مزاج تھا۔ ملخصاً من الکامل لابن اثیر صفحہ ۳۳ الجلد السادس و تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۸۵ و سبائک الذہب صفحہ ۸۵۔

خلیفہ مہدی کے روبرو پر رکھ دیا خلیفہ مہدی نے کھالیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی اور بعض کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا۔ ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا شکار بھاگ کر ایک ویران مکان میں گھس گیا خلیفہ مہدی بھی اس مکان میں گھس گیا دروازے چھوٹے تھے ٹکر کھا کر گر پڑا اور اسی دن چوٹ کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور موافق عہد سابق کے موسیٰ الہادی نے اپنے باپ کی موت کی خبر سن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا اپنی خلافت کی بیعت کر لی۔

۞ ۞ ۞

باب : ۵

ابو محمد موسیٰ الہادی ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

آغازِ خلافت: خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور تالیف قلوب کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم مرحمت کیے اور بغداد کی طرف واپسی کی منادی کرا دی بغداد میں پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی ربیع کے مکان پر چڑھ گئے آگ لگا دی۔ روزینہ طلب کیا اور قید خانہ توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ اس کے بعد ہی ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا خیزران (مادر ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بلا بھیجا۔ یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بجھایا لشکریوں کو غوغا و شور اس کے کہنے سے فرو ہو گیا خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا۔ ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھلا کر مشورہ طلب کیا یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے لڑکے فضل کو تحائف دے دلا کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو معذرت کر آئے امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی جاتی رہے گی۔ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اس تدبیر سے راضی بھی ہو گیا۔

ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان مشعر خلافت ہادی و موت مہدی روانہ کر دیا اور نصیر وصیف کو ان واقعات سے مطلع کر کے خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا خلیفہ نے کوچ کا حکم دے دیا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا۔ ربیع کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنادقہ: خلیفہ ہادی تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی طرح زنادقہ کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گیا جس کو جہاں پایا قتل کر ڈالا از انجملہ علی بن یقطین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مہدی کے روبرو زندقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشمیوں کے قتل نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اس کو قتل نہ کیا قید کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے اپنے لڑکے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم بیعت خلافت پر متمکن ہونا تو اس کو قتل کر دینا۔ اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال اس تفصیل سے تھے: مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، مکہ و طائف پر عبداللہ بن قثم، یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ یمامہ و بحرین پر سوید قائد خراسانی، عمان پر حسن

بن سلیم حواری کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ بصرہ پر ابن سلیمان جرجان پر حجاج (خود خلیفہ کا آزاد غلام) قومس پر زیاد بن حسان طبرستان ورویان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی کج خلقی کی وجہ سے معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ اس ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ہمراہ حرث کی طرف خروج کیا تھا والی حرث بخوف روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا معیوب یہ خبر پا کر حدود راہب سے بلاد روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

حسین بن علی کا خروج حسین علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی ابن ابی طالب کے لڑکے ہیں اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا۔ سبب ظہور یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو مامور کیا تھا ایک روز ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسین مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازار مدینہ میں تشہیر کرائی حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ حد نہ جاری کرنا چاہئے کیونکہ علماء عراق نے اس کی اباحت کا فتویٰ دے دیا ہے تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کی بجائے قید کر دیا پھر دوبارہ حسین مع اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پنجہ ظلم سے چھڑایا۔ غرض آل ابی طالب برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور والی مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے دو روز تک بہ وقت حاضری نہ دکھائی دیئے عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے دریافت کی اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر دی یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ "آج ہی شب کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا"۔ عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اٹھ کر چلے آئے راستہ میں یحییٰ حسین سے کہنے لگے کہ "آج اس کے دروازہ پر نیزہ و تلوار سے کھٹکھٹانا چاہئے تا کہ یہ سمجھ جائے کہ حسین بن محمد آ گیا ہے"۔ حسین نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے ہم لوگوں میں جو معاہدہ خروج کی بابت ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے گا یحییٰ نے کچھ جواب نہ دیا اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا باہم معاہدہ کیا تھا لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سن کر ان لوگوں کو قبل از وقت مقررہ خروج کرنے پر تیار کر دیا چنانچہ اسی شب کو مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور رہا ہے اسی بات میں مسجد میں عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا نماز صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہل مدینہ کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے۔ اس اثناء میں خالد یزیدی دو سو لشکر کی جمعیت سے آ پہنچا۔ دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد ایک گروہ کثیر لئے ہوئے آ گیا لڑائی ہونے لگی حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے یحییٰ و ادریس پسران عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر ڈالا خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے

اہل مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کرلیا اور ان لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لیے۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کے گروہ والے مجتمع ہو کر جنگ کرنے کو نکلے صبح سے ظہر تک کمال شدت سے جنگ ہوتی رہی فریقین کے ہمراہی کثرت سے زخمی ہو گئے بعد نماز ظہر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ اسکے بعد تیسرے روز مبارک ترکی بہ ارادہ حج پہنچا اور عساکرِ عباسیہ کے ساتھ ہو کر دوپہر تک آل ابی طالب سے لڑتا رہا بعد ازاں اگلے دن پر لڑائی ملتوی کردی گئی حسین کے ہمراہی مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد حسین پر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے اور بہ حالت غفلت اس پر حملہ کردیا مغرب کے وقت سے بڑے زور شور سے لڑائی شروع ہوئی عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسین سے سازش کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے غفلت کی حالت میں حملہ کردینا میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوں گا۔ یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہل بیت کی اذیت گوارا نہ تھی۔ بہرکیف لشکر عباسیہ کی ہزیمت کے بعد حسین نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ آخری ماہ ذی القعدہ میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور منادی کرادی کہ" جو غلام ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو آزاد کر دیں گے"۔ اس ندا کے سنتے ہی غلاموں کا ایک گروہ اسکے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اسی سنہ میں چند لوگ خاندان خلافت عباسیہ کے حج کرنے کو آئے تھے از انجملہ سلیمان بن منصور محمد بن سلیمان بن علی عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسماعیل پسران عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کردیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دے دیا محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ و غیر مامون ہونے کی وجہ سے آلات حرب اور فوج کی کافی تعداد اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو مجتمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا۔ جس کا انہوں نے احرام باندھا تھا مکہ معظمہ میں پہنچتے ہی عباسیہ کے ہوا خواہ خدام اور سپہ سالاران لشکر بھی آ ملے جو حج کرنے کو بلاد مختلفہ سے آئے ہوئے تھے یوم الترویہ کو صف آرائی کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد حسین مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے خاتمہ جنگ کے بعد محمد بن سلیمان نے اپنے رکاب کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ سے مراجعت کی مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو دفعتہً ایک خراسانی شخص حسین کا سر لیے ہوئے البشریٰ البشریٰ چلاتا ہوا آ پہنچا دیکھا گیا تو درحقیقت حسین ہی کا سر تھا پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ تھی مقتولین کے سر جمع کیے گئے تو تعداد میں تقریباً ایک سو تھے انہیں سروں میں سلیمان برادر مہدی بن عبداللہ کا بھی سر تھا ہزیمت یافتہ گروہ حجاج کے ساتھ مل جل گیا جو ان کی جان بری کا قوی سبب ہوا۔ فتح مندگروہ نے امان کی ندا کردی ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آ کر کھڑا ہو گیا موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت برہمی پیدا ہوئی خلیفہ ہادی کے گوش ہوش تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کرلیا مبارک ترکی کے بھی مال و اسباب کو ضبط کر کے جانوروں کی

سنائیسی پر مقرر کی تھی مبارک ترکی اسی وقت سے اسی حالت میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہادی نے وفات پائی منجملہ منہزمین کے ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بھی بچ گئے تھے جوں توں مسافت کر کے مصر پہنچے اور ان دنوں سرشتہ ڈاک واضح مولی صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آل علی بن ابی طالب کے ہوا خواہوں میں سے تھا اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے پر سوار کرا کر بلاد مغرب کی طرف روانہ کر دیا رفتہ رفتہ شہر ولیلہ مضافات طنجہ میں وارد ہوئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی اس نے واضح اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرا کے سولی پر چڑھا دیا۔

ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی پچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو خلفاء بنو امیہ اندلس سے ہوئی تھیں وہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہارون کی ولی عہدی: چونکہ خلیفہ مہدی اپنے اواخر میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا تھا کہ "میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں لڑکوں (ہادی و ہارون) کو دیں ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب سے قدرے سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تر و تازہ ہو گئی" اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدت خلافت کوتاہ اور ہارون الرشید کی عمدگی و خوبی کے ساتھ طول و طویل ہوگی۔

ہادی نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ارکین سلطنت سے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا۔ چنانچہ یزید بن مزید، علی بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مالک اس امر پر مستعد ہو گئے اور اپنے گروہ والوں کو یہ سمجھا دیا کہ جلسہ عام میں ہارون الرشید کی منقصت شان بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ اس کی ولی عہدی سے ناراض ہیں اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کرنے کو منع کر دیا۔

یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا مدار المہام تھا۔ ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب خوب دھمکیاں دیں یحییٰ بن خالد نے عرض کیا "امیر المومنین آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی مدار المہامی کی خدمت میرے سپرد کی ہے اگر یہ امر آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو یہ جاں نثار فوراً علیحدہ ہو جائے مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا"۔

ہادی کا غصہ اس کلام کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق گفتگو کرنے لگا۔ یحییٰ بن خالد نے عرض کیا "امیر المومنین! اگر آپ اعیان سلطنت اور عوام الناس کو بدعہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تخت حکومت کا مالک مقرر کئے جاتے ہیں اس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزار ہا ایسی سیاسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھانا دشوار ہو جائے گا اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہوگا"۔ یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اتر گئیں اور خاموش ہو گیا۔

یحییٰ بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر ان لوگوں کو جو جعفر کی بیعت ولی عہدی کا بیڑہ اٹھا چکے تھے سرگوشیاں شروع کیں ہادی کے کان بھر دیئے ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحییٰ روکتا ہے ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر

لیتا۔ ہادی نے طیش میں آ کر یحییٰ کو جیل میں بھیج دیا۔ یحییٰ نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت چاہی چنانچہ ہادی نے یحییٰ کو خلوت میں بلایا۔ یحییٰ نے دست بستہ عرض کیا'' امیر المومنین! کیا آپ کو اس کا گمان ہے کہ لوگ آپ کے لڑکے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے۔ حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوٰۃ و حج و غزوات میں اس کی امامت سے راضی ہو جائیں گے اور خدانخواستہ آپ کا سایہ عاطفت ہم پر سے رہا اور جعفر تخت نشین ہوا تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے نچلے بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت و سلطنت کرنے دیں گے میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گے اور آپ کے پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو اپنا ولی عہد نہ بنا جاتے تو بہ لحاظ معاملات سلطنت و سیاست ضرورت وقت اس خطرہ سے بچنے کے خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے' مصلحت وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو اپنا ولی عہد بنائے رکھئے میں اقرار کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ خلافت سے دست کش ہو کر جعفر کی بیعت قبول کر لے''۔ ہادی نے یحییٰ کی کل باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا۔ مگر وہ ارکین سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی رائیں دینے لگے ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کر دیا یحییٰ بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف چلے جائیں اور جس طرح ممکن ہو ایام گزاری کیجئے۔ ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصر مقاتل کی طرف چلا گیا۔ چالیس روز تک غائب رہا ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گزری بلا بھیجا ہارون نے علالت کا بہانہ کیا اس وقت تمام خدام و ارکین سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے نکتہ چینیاں کرنے لگے۔

وفات: اس واقعہ کے چند دنوں بعد ہادی بلاد موصل کی طرف چلا گیا اتفاق وقت سے بیمار ہو گیا اور رفتہ رفتہ مرض کا اشتداد بڑھتا گیا۔ ممالک محروسہ کے گورنروں کو بلا بھیجا اور جب ہادی کی صحت سے ایک گونہ تو امید ہوئی تو ان امراء و اعیان دولت نے جنہوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی یحییٰ بن خالد کو قتل کر ڈالنے کا عہد و پیمان کیا پھر یہ سوچ کر کہ شاید ہادی اچھا ہو جائے ہادی کے خوف سے رک رہے۔ اس کے بعد ہی ماہ ربیع الاول ۷ے۱ھ میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بعد واپسی بلاد موصل وفات پائی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہادی کی ماں خیزران کے اشارہ سے ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانہ خلافت سے خیزران تمام معاملات سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امراء دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی صبح و شام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراء دولت اور فوجی سردار ہر وقت اس کے محل میں آیا جایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہ دیا۔ خیزران نے کہا'' میں نے عبداللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لیا ہے''۔ ہادی نے غضب ناک ہو کر عبداللہ بن مالک کو سخت و سست کہا

---

[1] خیزران کی ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبق پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا (جس میں سے نصف کھا لیا تھا اور نصف میں زہر ملا دیا تھا) یہ کہلا بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ نفیس پکا ہوا ہے مجھے زیادہ پسند آیا اس وجہ سے آپ کے لئے بھیجتا ہوں چونکہ خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے خطرہ اس سے پہلے ہی سے پیدا ہو چکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے رکھ دیا۔ جونہی کتے نے کھایا مر گیا اس سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی۔ تاریخ الخلفاء۔

اور اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھالی خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ہادی نے کہا ''آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں واللہ اگر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قرابت دار ہوں گا تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازہ پر آئے گا اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال و اسباب ضبط کرلوں گا۔ افسوس کی بات ہے کہ سرداران لشکر اور ارکین دولت میرے ہوتے ہوئے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں کیا آپ کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے جس میں آپ مشغول ہوں آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہئے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے خبردار آئندہ کسی مسلم و ذمی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا''۔ خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگو سن کر رنج و غصہ میں لوٹ آئی ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربار عام میں چلا آیا امرائے سلطنت اور افسران فوج سے دریافت کیا ''تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کرے اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا اور اس طرح کیا''۔ حاضرین نے عرض کیا ''ہم لوگ اس امر کو پسند نہ کریں گے'' فرمایا ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کی خدمت میں جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو''۔ اعیان سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہوگئے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کر دیا۔

بعض یہ کہتے ہیں جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے لڑکے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں ہادی بیمار ہوگیا اور علالت زور پکڑتی گئی خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا اس نے ہادی[1] کو زہر دے دیا۔ ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام میں لا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا اور تمام ممالک محروسہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خلافت کی خبر لکھ بھیجی اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا تب ہارون اٹھ کر ہادی کے بالیں پر گیا مردہ پایا تجہیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی دفن کر دیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی قلمدان وزارت اور نیز انگشتری خلافت یحییٰ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دے دیا۔

(مترجم) خلیفہ ہادی کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا خلیفہ المہدی بن المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا لڑکا تھا ام ولد بربریہ خیزران نامی کے بطن سے مقام رے ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا بائیس برس کی عمر میں بولی عہدی خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ایک برس تین مہینہ خلافت کر کے ۱۷۰ھ میں مر گیا۔ تیئس برس کی عمر پائی آزاد مزاج ''عشرت پسند'' شرابی اور لہو لعب میں زیادہ مصروف رہتا تھا۔ بایں ہمہ فصیح بلیغ اور ادب نواز تھا اس کو موسیٰ اطبق بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس کا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دوسرا لب بڑا جس سے ہر وقت اور اکثر بیشتر وقت کام منہ کھلا رہتا خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کر دیا تھا جو ہر وقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا رہتا جہاں ہادی کا منہ کھلا۔ خادم نے کہا ''یا موسیٰ اطبق'' موسیٰ یہ سن کر منہ بند کر لیتا تھا رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہوگیا۔ سب سے پہلے اسی کے ہمراہی میں سوار برہنہ شمشیر لے کر چلے تھے اس کے زمانہ میں آلات حرب کی بہت زیادتی ہوئی۔ کبھی کبھی شعر بھی نظم کر لیتا تھا۔ چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون

---

[1] ابن کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولی عہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دے دیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرط محبت سے اپنی لونڈی کے ذریعہ سے ہادی کو زہر دلوا دیا۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔

ج تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰

نے اس کے لڑکے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا مشہور ہیں:

نصحت لهارون فرد نصيحتي
وكل امرء لا يقبل النصح نادم
وادعو لامر المولف بيننا
فيبعد عنه وهو في ذاك ظالم
ولو لا انتظاري منه يوما الى غد
لعاد الى ما قلته وهو راغم

''میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت قبول نہیں کرتا وہ نادم ہوتا ہے۔ میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہیں اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے اگر مجھے امروز فردا کا انتظار ہوتا تو چار ناچار میری بات اس کو ماننا ہی پڑتی''۔

خلیفہ ہادی باوجود شراب نوشی اور لہو لعب میں مصروف رہنے کے حق پسند بھی تھا' عبداللہ بن مالک جو خلیفہ مہدی کا ایک نامور فوجی افسر تھا روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر ہادی کے پیشتر ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کرا دینے پر ہادی کی صحبت بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیل کمال مستعدی سے کرتا تھا ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب ہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا یقین ہو گیا۔ ایک روز دوپہر کے وقت خلیفہ ہادی نے مجھے بلا بھیجا ہوش و حواس جاتے رہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی تن بہ تقدیر اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو کر ہادی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا ہے) بچھا ہوا تھا اور برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی' میں نے جھک کر سلام کیا ہادی نے جواب دیا لا سلم اللہ علیک' پھر تیوری چڑھا کر بولا'' کیوں عبداللہ تجھے فلاں روز کا واقعہ یاد ہے جب کہ تو حرانی اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا تھا اور میں نے سفارش کی تھی مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی''۔ میں نے عرض کیا'' ہاں امیر المومنین مجھے یاد ہے مگر مجھے کچھ گزارش کرنے کی اجازت ہو تو عرض کروں''۔ خلیفہ ہادی نے عرض معروض کی اجازت دے دی میں نے گزارش کی ''میں امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں جیسا کہ خلیفہ مہدی نے حکم دیا تھا اور اپنے کسی لڑکے کی طرف مجھے بھیجیں جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس لڑکے کی موافقت کروں گا''۔ ہادی نے جواب دیا'' نہیں'' میں نے عرض کیا'' پھر اب ایسا ہی میں آپ کا مطیع ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا''۔ ہادی یہ سن کر ہنس پڑا قریب بلایا میں نے بڑھ کر دست بوسی کی دعائیں دینے لگا ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔

خلیفہ ہادی نے اپنے مرنے پر تو اولادیں چھوڑیں سات لڑکے تھے۔ جعفر (جس کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا) عباس' عبداللہ' اسحاق' اسماعیل' سلیمان اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ و ام عباس تھیں۔

۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲
۲ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۱

باب: ٦

ہارون الرشید ١٧٠ھ تا ١٩٣ھ

تخت نشینی: خلیفہ ہارون الرشید[1] نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی انتظامی نقطۂ نظر عمال کے تقرر و تبدیلی کے احکام

---

[1] خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا یہ پانچواں تاجدار ربیع الاوّل ۱۷۰ھ کی سولہویں تاریخ کو مقام عیسیٰ باذین تخت نشین ہوا اس وقت اس کی عمر بائیس برس کی تھی۔ فضل بن یحییٰ برمکی اس سے سات دن پیشتر پیدا ہوا تھا فضل کی ماں نے اس کو اور اس کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا اس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جو نہی ہادی نے دم توڑا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کا مژدہ سنایا اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت سپرد کر دی اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی۔ رشید اس وقت سو رہا تھا یحییٰ نے جگا کر کہا ''اٹھیے امیر المومنین''۔ رشید نے یاس سے جواب دیا ''تم کب تک مجھے خلافت کا مژدہ سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ جائے گی تو میری کیا حالت ہو گی''۔ یحییٰ نے عرض کیا ''موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔ لیجئے یہ خاتم خلافت حاضر ہے''۔ ہنوز یہ گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ محل سرائے شاہی سے ایک لڑکے کے پیدا ہونے کا مژدہ آیا رشید نے اس کا نام عبداللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آئندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا جائے گا۔ یہ رات بھی عجیب رات تھی۔ اسی شب میں ایک خلیفہ (ہادی) کا انتقال ہوا اور دوسرا (ہارون) سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تیسرا (مامون الرشید) عالم وجود میں آیا۔ ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کی تہنیت میں یہ اشعار پڑھے:

> الم تر ان الشمس کانت مریضة
>
> فلما اتی هارون اشرق نورها
>
> تلبست الدنیا جمالا بملکه
>
> فهارون والیها و یحیی وزیرها

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بیمار تھا، جب ہارون تخت نشین ہوا تو اس کی روشنی چمک اٹھی۔ دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا کیونکہ ہارون اس کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر'' اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا ''کیا لے کر آیا ہے'' عرض کیا ''میں ایک پیام لایا ہوں''۔ کہا ''بیان کرو'' گزارش کی ''میں نے خواب دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یہ ابیات اس کے حضور میں پہنچا آؤ''۔

> توارثت الخلافة من قریش
>
> تزف الیکما ابدا عروسا
>
> الی هارون تهدی بعد موسی
>
> تمیس وما لها ان تمیسا

صادر فرمائے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا اور یزید بن حاتم گورنر افریقیہ کے انتقال کر جانے پر روح بن حاتم کو اور پھر روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے لڑکے فضل کو سند گورنری مرحمت کی پھر جب یہ مارا گیا تو ہرثمہ بن اعین کو مامور کیا جیسا کہ آئندہ حالات افریقیہ میں بیان کیا جائے گا۔ اسی زمانہ میں کل سرحدی بلاد کو جزیرہ وقنسرین سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ صوبہ قرار دے کر عواصم کے نام سے موسوم کیا۔ طرطوس کی تعمیر اور اسے آباد کرنے کا حکم دیا۔ زمانہ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے کو گیا تھا حرمین شریفین میں کمال دریا دلی سے خیر وخیرات کی اور صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی جہاد کرنے کو گیا تھا ان دنوں مکہ وطائف کی گورنری پر عبداللہ بن قثم' کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ' بحرین' بصرہ' یمامہ' عمان' اہواز' اور فارس کی گورنری پر سلیمان بن علی اور خراسان کی گورنری پر ابوالفضل بن سلیمان طوسی تھا پھر اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث کو مامور فرمایا تھا جعفر نے خراسان پہنچ کر اپنے لڑکے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ عباس نے کمال مردانگی سے کابل وسابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا لوٹ لیا۔ اس کے بعد ہارون الرشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کر کے معزول کر دیا اور بجائے اس کے اس کے لڑکے عباس کو سند گورنری مرحمت فرمائی موصل کی عنان امارت عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں تھی ہارون الرشید نے اس کو معزول کر کے اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا کچھ عرصہ بعد ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربار خلافت میں حاضر ہوا تو اس کے قتل کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے آرمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ (برادرزادہ معن) کو معزول کر کے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی کو مامور کیا گیا تھا اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر فراہم کیا بنو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی انہوں نے رات کے وقت مجتمع ہو کر روح پر شب خون مارا اور انہیں مع ایک جماعت کے جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھے مار ڈالا۔

۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان والی بصرہ نے وفات پائی چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مال غنیمت کو غصب کر کے اسباب وسامان مہیا کیا ہے اور اپنے آپ کو خلافت وحکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا جو وفات کے بعد محمد بن سلیمان نے اس طرح نکالا کہ اس کے مال واسباب' گھوڑے اور اثاث البیت کو ضبط کر کے خزانہ شاہی میں داخل کر لیا جس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ساٹھ ہزار دینار نقد تھے۔ محمد بن سلیمان کا سوائے جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا وہ محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعوے دار ہوا ہارون الرشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول دے دیا۔

۱۷۳ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ ومکران کی گورنری مرحمت کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو امام موصوف کی زندگی ہی میں عہدۂ قضاء پر مامور فرمایا۔

---

[1] "تو نے ورثہ میں قریش سے خلافت پائی ہے۔ وہ ہمیشہ تم دونوں کے پاس ولہن بن کر آئے گی موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے۔ اور ایسی حالت میں وہ کیوں نہ ناز کرے"۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۴۳ '۴۴ واعلام الناس صفحہ ۸۰۔

[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

امین کی ولی عہدی: ۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو امارت خراسان سے معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو نامور فرمایا تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خروج: ۱۷۵ھ میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن برادر مہدی نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب وجلال بڑھ گیا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی چاروں طرف سے جوق در جوق لوگ اُٹھ چلے آتے تھے۔ ہارون الرشید نے ان کی جلوہ گری کے لئے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور جرجان، طبرستان اور رے وغیرہ کی سند گورنری بھی دے دی فضل نے بغداد سے نکل کر لشکر مرتب کیا اور سامان واسباب سفر مہیا کر کے کوچ کر دیا طالقان میں پہنچ کر یحییٰ بن عبداللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافتِ عباسیہ کے رعب وداب سے ڈرایا تھا۔ اس کے ساتھ ہی صلح کر لینے پر انعام وجاگیرات کی امید بھی دلائی تھی۔ والی دیلم سے بھی اس بارے میں خط وکتابت کی تھی اور صلح کر لینے کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کو لکھا تھا۔

یحییٰ کے دل میں اس خط پڑھنے سے ایسی ہیبت چھا گئی کہ اس نے مصالحت منظور کر لی اور لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قلم سے صلح نامہ لکھ کر دے اور اس پر فقہاء قضاۃ سرداران بنو ہاشم اور ان کے مشائخین کے دستخط بھی ہوں منجملہ ان کے عبدالصمد کے بھی دستخط ہوں۔ فضل نے تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کر مع ہدایا اور تحائف کے فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یحییٰ نے معہ فضل کی بغداد کی طرف کوچ کر دیا ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا وتحائف کا اس کو گرویدہ بنالیا۔ اس واقعہ کے بعد فضل کا اعزاز ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یحییٰ برمکی کو قید کر دیا اور پھر وہ قید خانہ سے مر کر ہی نکلا۔

عمر بن مہران کی گورنری: موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے ملک مصر کی گورنری پر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اس کے متعلق دار الخلافت میں یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ یہ امیر المؤمنین کا دشمن اور خلافت عباسیہ کے انقلاب کا خواہاں ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کر دیا اور عمر بن مہران کو سندِ گورنری دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا یہ شخص نہایت بدشکل 'عجیب الخلقت احول (بھینگا) اور پست قامت تھا۔ صورت وشکل نازیبا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی ذلیل اور کم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا جب دربار عام میں اسے پیش کیا گیا اور گورنری مصر کا اس کو مژدہ سنایا گیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ بعد انتظام ممالک مصر سے واپسی میرے اختیار میں رہے دار الخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ رہے خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر کو روانہ ہوا اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا اور ارباب حاجت اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے جب سب لوگ منتشر ہو گئے تو عمر بن مہران نے فرمان شاہی موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا۔ موسیٰ نے تمام پڑھ کر کہا جناب ابوحفص کب تشریف لائیں گے (ابوحفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا "ابوحفص میں ہی ہوں"۔ موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا ((لعن اللہ فرعون حیث قال الیس لی ملک مصر)) "اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کم بخت اسی ملک کی مصر کی بادشاہی پر دعوائے خدائی کرتا تھا اور کہتا تھا کی "کیا

میں مصر کا مالک مستقل نہیں ہوں''۔

غرض موسیٰ نے گورنری مصر کا چارج دے کر بغداد کا راستہ لیا اور عمر بن مہران ملک مصر کے انتظام میں مصروف ہوا کاتب (سیکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا کوئی تحفہ ونذر سوائے زرنقد کے قبول نہ کیا جائے لوگ ایک زمانہ سے اس کے عادی ہو رہے تھے کہ گورنر مصر کو ہدایا وتحائف دے کر خراج ملتوی کرا لیا کرتے تھے اسی دستور کے مطابق مصر والوں نے نذرانے و تحائف پیش کئے۔ عمر بن مہران نے سب پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھا کر بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے جب قسط اول اور دوم کو عمر بن مہران نے کمال سختی وتشدد سے وصول کیا تو تیسری قسط میں لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں کہ ہم نذرانے و تحائف بھی دیتے ہیں اور پھر ہم سے خراج بھی سختی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ عمر بن مہران نے ان نذرانوں وتحائف کو خزانہ سے نکلوا کر دینے والوں کے سامنے پیش کر کے دام دام کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری قسط میں ملک مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آیا۔

دمشق کی بغاوت: اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مضریہ ویمانیہ کے مابین مقام دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا مضریوں کا سردار ابوالہیذام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد میں سے تھا اصل فساد بنوقین ویمانیہ میں پیدا ہوا تھا اس سبب سے کہ یمانیہ نے بنوقین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنوقین اس کے معاوضہ لینے کے لئے جمع ہوئے ان دنوں دمشق کی گورنری پر عبدالصمد بن علی فائز تھا اس نے ہنگامہ کی خبر پا کر رؤسا و ارکین دولت کو دونوں قبیلوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے جمع کیا قبیلہ تو سمجھانے بجھانے سے رک رہے مگر یمانیہ نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا اور رات کے وقت بحالت غفلت مضریہ پر حملہ کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو افراد کو کاٹ ڈالا بنوقین نے قبائل قضاعہ وسلیم سے مدد طلب کی ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنوقین قیس میں آئے اور دینی بے کسی کمزوری اور مجبوری ظاہر کر کے اعانت کی درخواست کی۔ قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا اور لڑائی طول کھینچ گئی۔ دربار خلافت میں یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتظاماً عبدالصمد کو معزول کر کے ابراہیم بن صالح کو نامور کیا دو برس تک برابر آتش فساد بھڑکتی رہی۔ دو برس کے بعد فریقین نے مصالحت کر لی۔

وفد کی روانگی: ابراہیم بن صالح کو بھی شب وروز کے انتظام اور تگ ودو سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے لڑکے اسحاق کو اپنا نائب بنا کر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) دربار خلافت میں چلا آیا چونکہ دونوں باپ بیٹوں (یعنی ابراہیم واسحاق) کا میلان خاطر یمانیہ کی جانب تھا ابراہیم نے خلیفہ سے قیس کی شکایت کر دی مگر چونکہ عبدالواحد بن بشر نے معذرت کر کے صفائی کر لی اور اس کے لڑکے یعنی اسحاق نے دمشق میں پھر ایک شورش برپا کر دی اور قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک روز غسان نے قیس بن عیسیٰ کے لڑکے پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس کے بھائی نے حوارن میں رود قیل سے فریاد کی اور مدد کا خواستگار ہوا رود قیل امداد کی غرض سے یمانیہ پر چڑھ آئے اور ان میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبدالرحمٰن پر حملہ کیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کے مہمان کو جو اس کے یہاں مقیم تھا یمانیہ نے مار ڈالا اس مہمان کی ماں (سایہ) ابوہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی ابوہیدام نے کہا ''صبر کرو ہم اس قصہ کو امیر کے روبرو پیش کریں گے اگر اس نے اس پر توجہ کی تو فبہا ورنہ امیر المومنین تو انصاف کریں گے''۔

دمشق پر قبضہ: اسحاق کو اس واقعہ کی خبر پہنچی اس اثناء میں ابو ہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا اور حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی۔ اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کا دار انبار کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو اس کے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابو ہیدام سے اس کا شکوہ کیا ابو ہیدام معہ ان لوگوں کے اسحاق کے پاس گیا اسحاق نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر تفتیش مقدمہ کا وعدہ کیا اور در پردہ یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی۔ چنانچہ یمانیہ مجتمع ہو کر باب جابیہ کی جانب آئے ابو ہیدام بھی یہ خبر پا کر مسلح ہو کر میدان جنگ میں آیا اور کمال مردانگی سے ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا۔

یمانیہ نے یہ رنگ دیکھ کر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھا کر مدد دی اور مضریہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی باب توما پر فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے گھبرا کر جنگ روک دینے کا حکم صادر کیا ابو ہیدام نے جنگ سے اپنے ہاتھ روک لئے اسحاق نے یمانیہ کو اس سے مطلع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کو کہلا بھیجا ابو ہیدام کے جاسوسوں نے بھی یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچا دی وہ آگ بگولا ہو گیا پھر سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی پھر دوبارہ باب توما پر ان کو شکست دی۔ اس کے بعد یمانیہ اردن خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کی غرض سے مامور کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں تاخیر کی تو ابو ہیدام نے شہر میں جا کر کمر کھول دی اسحاق نے موقع پر ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے حالات قیام کی خبر لانے کو بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کی حالت سے واقفیت ہو گئی تو اس نے یمانیہ کو شہر کی پرلی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کر سامنے سے حملہ کیا یمانیہ کو اس معرکہ میں بھی شکست ہوئی۔

لشکریوں کا اجتماع: غرہ صفر ۱۷۶ھ کو اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکریوں کو جمع کر کے مرتب کیا ابو ہیدام کے ہمراہی جو اطراف دمشق میں قصبات و دیہات کو لوٹنے کو گئے ہوئے تھے یہ خبر پا کر واپس آئے تو اسحاق کی فوج کے چند دستوں سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ ابو ہیدام کے ہمراہیوں نے ان کو شکست دے دی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا دمشق کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امان دے دی جس سے فتنہ فرو ہو گیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی۔ ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے اطراف دمشق میں [illegible] ان کے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا عذافر سکسکی کو امیر مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کر دیا مگر اسحاق کے لشکری تین روز تک برابر لڑتے رہے چوتھے روز اسحاق بھی تیار ہو کر میدان جنگ میں آیا اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی علاوہ اس کے یمانیہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ ابو ہیدام نے شہر سے نکل کر باب جابیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے بعد حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک قریہ پر شب خون مارا ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں سے چند لوگوں کو اس کی روک تھام کو روانہ کیا ان لوگوں نے حمص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اس واقعہ کے بعد

تقریباً ستر یوم تک فریقین لڑائی سے رکے رہے۔

سندی کی لشکر کشی: غرہ ربیع الآخر سنہ مذکور کو سندی خلیفہ ہارون کی جانب سے ایک لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی جانب سے برہم کر دیا ابو ہیدام نے کہلا بھیجا کہ "میں امیر المومنین کا مطیع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ خلافت پناہی کے حکم سے سرتابی کروں"۔ سندی یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق در اجاج میں جا اترا دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدان کارزار میں نکالا سپہ سالاران ہزار جوانوں کی شکل وصورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا اور لوٹ کر سندی کے پاس آیا اور اسے یہ رائے دی کہ یہ لوگ موت کو حیات سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح ممکن ہو ان سے مصالحت کرنا مناسب ہے سندی نے نامہ و پیام کر کے ابو ہیدام سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کے بعد ابو ہیدام نے حوارن کی طرف کوچ کر دیا اور سندی تین روز تک دمشق میں ٹھہرا رہا چوتھے روز موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر ہو کر آیا اس نے لشکریوں کو ابو ہیدام کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا۔ لشکریوں نے ابو ہیدام کے مکان کو جا گھیرا ابو ہیدام معہ اپنے لڑکے اور ایک غلام کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اس اثناء میں ابو ہیدام کے ہمراہی اس واقعہ سے مطلع ہو کر چاروں طرف سے ٹڈی دل کی طرح امڈ آئے ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب پر لشکر مامور کیا ابو ہیدام ان کو پسپا کر کے بصرہ کی جانب چلا گیا (اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہو گیا) یہ واقعہ رمضان ۱۷۷ھ کا ہے۔

فتنہ وفساد کا سبب: بعض لوگوں نے اس فتنہ وفساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام میں آ کر ایک بہت بڑا گروہ جمع کر لیا اور آتش فساد مشتعل کر دی خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کو گرفتار کر لانے پر متعین کیا چنانچہ وہ ابو ہیدام کو حیلہ وفریب گرفتار کر لایا خلیفہ رشید نے ترس کھا کر اس کی خطائیں معاف کر دیں اور رہا کر دیا۔ ۱۸۰ھ میں خلیفہ رشید نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو فرو کر کے نیک نامی کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔

موصل ومصر کی بغاوت: ۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان وموصل پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عبد الملک بن صالح تھا بہرحال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگ آوروں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل دبا دبا پڑا رہا۔ یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ عطاف بھاگ کر ارمینیہ پہنچا اور پھر ارمینیہ سے رقہ چلا آیا اور وہیں مکان بنا لیا۔

۱۷۸ھ میں حوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس وقضاعہ سے تھے) گورنر مصر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور کھلے میدان لڑنے کو آئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت فرو کرنے کی غرض سے مصر جانے کو لکھا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا حوفیہ کا دماغ درست ہو گیا اور آتش فساد فرو ہو گئی غرض سے خلیفہ ہارون نے انتظاماً مصر کی گورنری ہرثمہ کو دے دی پھر ایک ماہ کے بعد اس کو معزول کر کے عبد الملک بن صالح کو مامور کیا۔

عمال کی تبدیلی وتقرری: عہد خلافت مہدی وہادی میں خراسان کی گورنری پر ابوالفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا۔ اس نے خراسان پہنچ کر سنہ ۱۷۱ھ میں اپنے لڑکے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی جانب روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ عباس نے کابل وسنا بہار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کر دیا اور جعفر طخارستان سے مراجعت کر کے تیسری رمضان سنہ ۱۷۳ھ کو عراق پہنچا۔ اس کے بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو معزول کر کے اس کے لڑکے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو سنہ ۱۷۵ھ میں خراسان بجستان اور جرجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

خوارج کی بغاوتیں: خالد غطریف نے اپنی جانب سے داؤد بن یزید کو اپنی نیابت دی اور بجستان کا عامل مقرر کیا اسی کے عہد گورنری میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہل اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کیا عثمان بن عمارہ عامل بجستان نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور جوش کامیابی میں باذغیس بوشنج اور ہرات کی طرف کوچ کر دیا خالد غطریف نے بارہ ہزار لشکر حصین کی گرفتاری وجنگ پر مامور کیا۔ حصین نے چھ سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی نیچا دکھا کر بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اس وقت اس سے حصین برابر اطراف خراسان میں قتل وغارت کرتا رہا اور کسی معرکہ میں عامل خراسان کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی تا آنکہ سنہ ۱۷۷ھ میں اس کی دلیرانہ وباغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرر: سنہ ۱۸۰ھ میں ماوراء النہر پر جہاد کیا گیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مامور کیا۔ وہ تین برس تک اس عہدہ پر فائز رہا اسی کے عہد میں حمزہ بن اترک خارجی نے بقصد بوشنج خروج کیا ان دنوں ہرات کی گورنری پر عمرویہ بن یزید ازدی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ حمزہ سے معرکہ آرائی کی حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا عمرویہ بن یزید اس غوغا میں دب کر مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے اپنے دوسرے لڑکے عیسیٰ بن علی کو مامور کیا۔

معرکہ نیشاپور: اس سے اور حمزہ سے لڑائی ہوئی حمزہ نے شکست دے دی علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر جنگ حمزہ پر واپس کیا مقام نیشاپور میں صف آرائی کی نوبت آئی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ حمزہ کے ہمراہیوں میں سے چالیس آدمیوں کے سوا جو اس کے ہمراہ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی جانبر نہ ہوا عیسیٰ نے اوق جوین اور ان قصبات ودیہات کی جانب اپنے لشکریوں کو روانہ کیا جو حمزہ کی اعانت وامداد کر رہے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندی بہا دی تقریباً تیس ہزار خوارج اس قتل عام میں مارے گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے مقام زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے مراجعت کی۔

حمزہ کی غارت گری: عبداللہ بن عباس نے خراج اور مال غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کر دیا۔ حمزہ کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ میں بحالت غفلت عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال ومردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔ اس واقعہ کے بعد حمزہ

نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ اطراف وجوانب کے دیہات وقصبات پر بحالت غفلت شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لاتا تھا کسی خاص گاؤں میں قیام پذیر نہ ہوتا تھا اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشنج پر مامور کیا تھا حمزہ نے یہ سن کر طاہر کا رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں اثناء راہ میں مل گیا اسے لوٹ لیا اور وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا طاہر بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا خوارج کے ایک گاؤں میں پہنچ خوارج طاہر کی آمد کی خبر سن کر جان کے خوف سے بھاگ گئے۔ یہ وہی خوارج تھے جو تقرر حکم کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے محکمہ خوارج کا یہ گروہ ہے جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اس کا شعار ((لا حکم الا اللّٰه)) تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خوں ریزی و بغاوت سے باز آنے کو لکھا حمزہ نے وعدہ کر لیا لیکن اس کی فتنہ پرداز طبیعت کو چین نہ ملا اور چند دنوں کے بعد ہی بدعہدی کر کے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور امن عامہ میں خلل انداز ہو گیا اس وجہ سے اس کے اور علی کے ہمراہیوں کے مابین متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

مامون کی ولی عہدی: ۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے لڑکے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی کہ امین کے بعد تخت خلافت کا یہ وارث ہوگا اور المامون کے مبارک لقب سے ملقب کر کے خراسان اور اس کے ملحقات صوبہ کی ہوا ان تک سند گورنری مرحمت کی۔ اس کے بعد عیسیٰ بن علی گورنر خراسان کو طلب کر کے مامون الرشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

بغاوتیں اور ان کا استیصال: اسی سنہ میں ابوخصیب وہب بن عبداللہ نسائی مقام خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے اطراف وجوانب کو لوٹنے لگا مگر پھر سطوت شاہی سے خائف ہو کر امان کا خواستگار ہوا امان دے دی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بلاد بادغیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلا دی ہے اور قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر فوج کشی کر دی مقابلہ ہوا عیسیٰ نے حمزہ کے ہمراہیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا اور جوش کامیابی میں کابل وزابلستان تک بڑھتا چلا گیا ابوخصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کر دی اور بلوائیوں کا ایک گروہ کثیر جمع کر کے بیورد ونساء طوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو کا قصد کیا چونکہ اہل مرو اس کے فتنہ وشر سے غافل تھے محاصرہ میں آ گئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابوخصیب پسپا ہو کر سرخس کی جانب لوٹ آیا ۱۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان' ابوخصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا اور مرو سے ایک لشکر لے کر ابوخصیب پر چڑھ گیا۔ مقام سنار میں لڑائی ہوئی ابوخصیب مارا گیا اور اس کے عیال واطفال قیدی بنا لیے گئے ابوخصیب کی زندگی کے خاتمہ سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا اور آتش بغاوت جو ایک مدت سے بھڑک رہی تھی سرد ہو گئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایات: ۱۸۹ھ میں امراء خراسان نے علی بن عیسیٰ کی بداخلاقی' کج ادائی' ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کر دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہم لوگوں کو تیر ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا ہے بلکہ شیرازہ خلافت وسلطنت کو درہم برہم کر ڈالنے کی بھی فکر کر رہا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر پا کر رے کا قصد کر دیا جوں ہی خلیفہ ہارون کا لشکر رے میں پہنچا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے تحائف اور قیمتی قیمتی اسباب لیے ہوئے حاضر ہوا خلیفہ' کل ارکین دولت اور شاہی خاندان کے کل ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے اور اس نے خوش ہو کر گورنری خراسان پر واپس کر دیا اور رے طبرستان' دنباوند' قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیا۔ اس واقعہ سے قبل

۱۸۱ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مامور کر دیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کر لایا تھا۔

۱۹۰ھ تک رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں آتش بغاوت بھڑکا دی اور شاہی فوج سے ایک مدت دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہیں لڑائیوں میں اس کے لڑکے عیسیٰ نے وفات پائی اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات کی وجہ سے (۱۹۱ھ میں) معزول کر دیا اس کے علاوہ یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ذلیل سمجھتا تھا اور رؤسا شہر کی توہین کرتا تھا اور ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے علی بن عیسیٰ کمال ترش روئی سے پیش آیا اور سخت کلامی کی اور کلمات فحش سے مخاطب ہو کر قتل کر ڈالنے کی دھمکی دی۔ ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے خانہ نشینی اختیار کر لی ہر چند لوگوں نے مکان سے نکلنے کو کہا پر نہ نکلا۔ یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ معزول کیا گیا باقی رہا حسین وہ بحال پریشان دربار خلافت میں پہنچا شکایت کی اور امان کا خواستگار ہوا خلیفہ ہارون نے اسے امان دے دی۔

تیس ہزار کا دفینہ: منجملہ ان امور کے جس سے خلیفہ ہارون نے اس کو گورنری خراسان سے معزول کیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ جب اس کا لڑکا عیسیٰ جنگ رافع میں مارا گیا تو ایک لونڈی جو اس راز سے واقف تھی عیسیٰ کے بعض خدام کو اس سے مطلع کیا کہ بلخ کے باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ کے دفن کر دیئے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام الناس میں یہ راز افشاء ہو گیا۔ عوام الناس یہ سن کر دوڑ پڑے باغ میں گھس کر دینار لوٹ لائے اور اس سے پیشتر یہ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی شکایت کیا کرتا تھا اور خلیفہ ہارون کو یہ یقین دلایا تھا کہ جنگ رافع میں میں نے اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی خلیفہ رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور رجاء خادم کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خود کو یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار و معاون مقرر کر کے روانہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری: ہرثمہ نے نیشاپور پہنچ کر انتظام شروع کر دیا اور اپنے ہمراہیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی اس کو معہ اس کے اہل و عیال اور متعلقین کے گرفتار کر کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کے پاس پانچ سو اونٹوں پر لدوا کر بھیج دیا اور علی بن قیس کو اونٹ پر بغیر کجاوہ اور پردہ کے سوار کرا کے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کر دیا اور رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا۔ آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کر رافع نے امان طلب کی ہرثمہ [illegible] چند دنوں تک سمرقند میں قیام پذیر رہا۔ مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۲ھ میں ہوا ہے۔

لطیف آباد یونٹ نمبر ۸-۹

مامون کی ولی عہدی کی تجدید: ۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون الرشید نے انبار سے بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا اور اس کے ساتھ اپنے تینوں لڑکے محمد امین عبداللہ مامون اور قاسم تھے۔ سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ سے نقل کیا ہے۔ مترجم۔

عراق' شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی۔ اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبجات تا اقصائے مشرق دیئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو موتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اس کی معزولی کا بصورت نالائق ثابت ہونے کے اور بحالی کا بصورت لائق ہونے کے اختیار دیا تھا اس کو جزیرۂ' ثغور اور عواصم کی حکومت دی تھی۔

عہد نامۂ ولی عہدی: مدینہ منورہ پہنچ کر اہلِ مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی امین' مامون اور اپنی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار راہِ خدا میں صرف کئے اسی طرح مکہ معظمہ میں داد و دہش سے کام لیا' فقہاء' قضاۃ اور سرداران لشکر کو طلب کر کے دونوں شہزادوں کی جانب سے جدا جدا عہد نامے لکھوائے ایک امین کی طرف سے تھا مامون کے ساتھ وفا کرنے کا' دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ ایفاء عہد کا۔ پھر ان دستاویزات کو شہادتوں سے مکمل کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا اور پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو سرداران لشکر و ارکین دولت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ ہے میرے لشکر میں مال' خزانہ' آلاتِ حرب اور ساز و سامان ہے اس کا مالک مستقل طور پر صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولی عہدی کی تجدید بیعت کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ اسی طرح بغداد میں رؤسا شہر و سرداران لشکر کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

خاندان برامکہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک اکابر شیعہ میں سے تھا اور دولت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ برامکہ کو حاصل تھا وہ اور ارکین سلطنت کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے یہی مالک و حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آرمینیہ کی حکومت مرحمت کی تھی اور خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی اتالیقی اسی کے سپرد فرمائی تھی اور اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا کھلم کھلا مخالفت کی تھی۔ اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کر دیا تھا چنانچہ جب ہارون مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو قلمدانِ وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔

برامکہ کا عروج: اس سے پیشتر یحییٰ خیزران (مادر ہارون الرشید) کی رائے سے امور مملکت انجام دیتا تھا لیکن یہ مرگئی تو ان کا قدم استقلال اور استحکام کے سلطنت میں جم گیا اس کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے ان کے بیٹے جعفر' فضل اور محمد امور سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے۔ خلیفہ کے وہشہ کا ان کو بہت بڑا حصہ ملا تھا۔ خلیفہ سے ان کو خاص نسبت تھی اور فضل تو خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی تھا۔ فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہارون کی ماں کو خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے ادب کے ساتھ یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا اور (یحییٰ کے معمر ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدۂ وزارت پر سرفراز کیا تھا۔ قبل ازیں جعفر کو مصر و خراسان کی گورنری بھی دی تھی اور جن دنوں مضریہ و یمانیہ کے مابین شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا ان کو ہی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ اس نے بکمالِ خوبی اس خدمت کو انجام دیا اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا۔ فضل کو بھی حکومت مصر و خراسان دی گئی تھی اور جب یحییٰ بن عبداللہ علوی نے دیلم کی سازش سے سر اٹھایا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے

یحییٰ بن عبداللہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اسی کی حکمت عملی اور سیاسی چالوں سے یحییٰ سے عبداللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کی تھی اور مامون کی ولی عہدی کے بعد جعفر بن یحییٰ کو اتالیقی کی خدمت سپرد کی گئی تھی ان تمام مہمات انتظامات اور ملکی خدمات کو نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب ہی ان کے مداح تھے۔

برامکہ کے زوال کے اسباب: رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ وجلال حکومت وسلطنت میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا تھا امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے یہی مالک تھا امراء دولت کو اس سے حسد پیدا ہوا اور وہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے۔ کثرت شکایات سے خلیفہ کے دل میں بھی برامکہ علی الخصوص جعفر کی طرف سے ایک خیال پیدا ہو گیا چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور فروگزاشتوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور غیر قابل عفو جرائم دیکھے جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کی برہمی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کو جب کہ فضل برمکی اس کو دیلم سے بہ حکمت عملی لے آیا تھا جعفر برمکی کے پاس نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اس کو خلیفہ کی اجازت واطلاع کے بغیر رہا کر دیا۔ فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کانوں تک اس واقعہ کو پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے استفسار کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی اس خودرائی اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ ناراضگی بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

ایک روز یحییٰ بن خالد حسب دستور قدیم خلیفہ کی خدمت میں بلا اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا ''کیوں جبرئیل تمہارے مکان میں بھی یوں ہی بلا اطلاع لوگ چلے آتے ہیں؟'' عرض کیا ''یہ کیونکر ممکن ہے'' پھر یحییٰ کی طرف متوجہ ہوا یحییٰ نے جواب دیا ''امیر المومنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بلا اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری حاضری مزاج ہمایوں کو ناگوار خاطر ہوتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا''۔ خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کر کہا تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی۔ ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحییٰ دربار خلافت میں آتا تو حاجب' دربان اور خدام تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر شکر رنجی کے بعد خلیفہ ہارون کے اشارہ سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے کی ممانعت کر دی۔ چنانچہ جس وقت یحییٰ دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے۔ ایک مدت اسی حالت سے گزر گئی۔

جعفر کا قتل: ۱۸۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ہمراہ تھا ایک روز رات کو خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو سرہنگوں کی ایک جماعت کے ساتھ طلب کر کے حکم دے دیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور خیمہ کے دروازے پر بلا کر اس کا سر اتار لا مسرور یہ سن کر کانپ اٹھا وہ بار بار عرض کر رہا تھا آپ اس حکم پر غور کر کے صادر فرمایئے۔ خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا ''نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی''۔ مسرور سہم گیا پھر خلیفہ نے زمین پر چھڑی پٹکی اور بولا ''جا اسی وقت اس حکم کی تعمیل کر ورنہ تیری خیر نہیں ہے''۔

مسرور یہ دیکھ کر کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ خلیفہ نے اسی شب کو فضل برمکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحییٰ کے تمام مکانات جاگیریں خدام اور مال و اسباب کی ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک میں بھیج دیا اور برامکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن جعفر کی

نعش بغداد کو روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے (پل پر) نصف نصف دونوں جانب آویزاں کر دیے جائیں۔
اس عتاب شاہی سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا۔

عبدالملک بن صالح: خلیفہ ہارون کا یہ احسان تھا کہ اس نے کسی قسم کی سختی یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل محمد اور موسیٰ پر نہیں کی۔ اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا ہوا خواہ اور دوست ہے۔ خوبیٔ قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمٰن نے کی تھی اس کو بھی دعوائے خلافت ہے خلیفہ نے اس کو فضل بن ربیع کے پاس نظر بند کر دیا دوسرے دن سر دربار طلب کر کے دھمکا کر حال دریافت کرنے لگا عبدالملک نے حلفیہ طور پر اس سے انکار کیا اور اپنی خدمات سابقہ کا اظہار کر کے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا شہادت کی غرض سے اس کے کاتب کو پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا ''یہ جھوٹا ہے''۔ تب اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلایا گیا عبدالملک نے عرض کیا'' اس کی شہادت بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ یہ مامور و معذور ہے یا عاق فاجر ہے''۔ خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا'' تو ان دو میں سے زیادہ عادل شاہد کہاں سے آسکتے ہیں خیر میں اس بارے میں غور کروں گا دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں حاکم ہے''۔ عبدالملک نے جواب دیا'' بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیر المومنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ امیر المومنین اپنی خواہش نفسانی کو رضائے رب پر مقدم نہ کریں گے''۔

عبدالملک کی اسیری: پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو سر دربار طلب کیا وہ جان کے خوف سے کانپتا ہوا حاضر ہوا اور اپنے تعلقات' خدمات اور خیر خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا'' واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کر ڈالتا'' اور یہ کہہ کر پھر جیل میں بھیج دیا اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا اور باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آ گیا عبداللہ بن مالک نے عرض کیا'' امیر المومنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا خیر خواہ اور جاں نثار ہے میں نے آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی''۔ خلیفہ ہارون نے فرمایا ''اگر تم کو اس کی حرکات و سکنات اور افعال سے اطمینان کلی ہے تو میں اس کو رہا کئے دیتا ہوں'' عرض کیا'' چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے۔ اس لئے یہ امر نا مناسب ہے مگر نرمی کیجئے''۔ خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کو رہا کیا۔

یحییٰ اور فضل: اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے قیدیان برامکہ پر سختی شروع کر دی یحییٰ برمکی کے پاس ملامتانہ کہلا بھیجا کہ ''تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے تم کو یہ زیبا نہ تھا''۔ یحییٰ نے یہ پیام سن کر جواب دیا'' امیر المومنین! خود یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ سے اپنے ایسے پوشیدہ راز کیوں بتلائے گا میں تو ہوا خواہ دولت و حکومت تھا اور اگر مجھے یہ امر اشارۃً و کنایۃً بھی معلوم ہو جاتا تو میں اس کا آپ سے زیادہ دشمن ہوتا نعوذ باللہ آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں بوجہ تقدس مذہبی اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے''۔ پیامبر نے یہ پیام ہارون تک پہنچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر الٹے پاؤں یحییٰ کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ ''اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر ڈالوں گا''۔ یحییٰ نے جواب دیا'' امیر المومنین کو اختیار ہے کہ ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضے میں ہیں جو چاہیں کریں''۔ پیامبر نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور لے چلا یحییٰ

زار زار رونے لگا فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہوا یحییٰ نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے حکم کے مطابق پیام بر نے فضل کو تین دن تک دوسرے مکان میں مقید رکھا۔ جب ان دونوں آدمیوں میں سے کسی کے حال کا انکشاف نہ ہوا تو پھر دونوں کو ایک ہی جگہ پر قید کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان کا قتل: ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برمکی کے قتل کے بعد اکثر برامکہ کا ذکر کر کے رو دیا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی ابراہیم کے روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا بدلہ مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں نبیذ پینے کو بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا ((واجعفر الاو اسیداه واللہ لا ثارن بک و لا قتلن قاتلک)) ''ہائے جعفر ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور قتل کر دوں گا''۔ ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے ابوحفص نے جا کر خلیفہ ہارون سے اطلاع کر دی خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو طلب کر کے جعفر کے قتل پر افسوس و ندامت ظاہر کی۔ ابراہیم نے رو کر جواب دیا ''واللہ امیر المومنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی''۔ ہارون الرشید یہ سن کر جھلا اٹھا اور جھڑک کر بولا ''چل اٹھ کھڑا ہو''۔ ابراہیم جوں ہی اٹھا اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا جس کے صدمہ سے وہ چند راتوں کے بعد مر گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ فعل کیا تھا۔

یحییٰ برمکی برابر کوفہ ہی کے جیل میں رہا تا آنکہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برامکہ محاسن عالم میں سے تھے اور ان کی دولت منجملہ بڑی دولتوں کے تھی اور یہ لوگ دولت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

عرض مترجم

علامہ مؤرخ نے جس قدر حالات برامکہ کے تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت جچے اور تلے ہوئے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہ نہیں ہے مگر ہیں اختصار کے ساتھ۔

بہ نظر دلچسپی ناظرین خاندان برامکہ مشاہیر کے حالات اور کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خالد برمکی: خاندان برامکہ میں سے جو سب سے پہلے عہدۂ وزارت پر فائز کیا گیا وہ خالد برمکی تھا اس کے اجداد آتش کدہ نوبہار کے متولی تھے جس کو منوچہر بادشاہ قدیم نے بلعتاب کے نام پر بنوایا تھا اور مشہور آتشکدوں میں جو تھا نمبر اسی کا تھا۔ جب ۳۱ھ عہد خلافت عثمانؓ ذی النورین میں خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو عہد منوچہر سے آباد چلا آتا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برامکہ رنج و مصیبت کے محاصرہ میں آ گیا۔ پھر ۸۶ھ عہد خلافت ولید بن عبدالملک اموی میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر ہو کر وارد خراسان ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مرو پر فوج کشی کی اس لڑائی میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت برمک کی تھی تقسیم مال غنیمت کے وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (برادر قتیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اس سے حاملہ ہو گئی چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہو گئیں مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی

برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے' نہ حمل کی مدت گزرنے کے بعد خالد پیدا ہوا اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسے اور کہاں گزرا اس کے متعلق ہم خامہ فرسائی نہیں کرنا چاہتے۔

اس کا عروج ۱۳۲ھ عہد خلافت سفاح سے شروع ہوتا ہے۔ ابوسلمہ خلال وزیر آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو مرحمت کیا گیا۔ سفاح کے مرنے تک اس نے وزارت کی۔ المنصور جب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس نے بھی اس کو وزارت ہی کے عہدہ پر رکھا۔ لیکن ایک سال ایک مہینہ کے بعد ابوایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو بغاوت اکراد کے فرو کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے بعد ابوایوب موریانی کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا گیا۔ اگرچہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑے بڑے ذمہ داریوں کے کام اس کے سپرد رہے۔ وہ خلیفہ مہدی کا زمانہ ولی عہدی میں اتالیق بھی رہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ غرض جب تک زندہ رہا ممتاز عہدوں سے سرفراز رہا آخرالامر بقول ابن الاثیر ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ اس کا ایک لڑکا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی: یحییٰ برمکی[1] ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا اس کے ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اس کی تعلیم و تربیت اور زمانہ طفولیت کے حالات سے ہم کو چنداں واقفیت نہیں ہوئی مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کے شباب کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ دولت عباسیہ کے اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگزاریوں اور یحییٰ کی قابلیت پر نظر کر کے یحییٰ[2] کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا اتالیق مقرر کر دیا۔ چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم پائی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب آذربائیجان اور آرمینیہ کی گورنری مرحمت کی تو منجملہ اور خاص خاص آدمیوں کے جو ہارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے یحییٰ برمکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم کرنے کی فکر کی تھی اس وقت یحییٰ نے اس رائے سے مخالفت کی تھی جس کی پاداش میں قید جھیلنا پڑی تھی اور ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا۔ انہیں خیر خواہیوں اور دل سوزیوں کے صلہ میں ہارون نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی یحییٰ کو امور مملکت میں سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ اس کے زمانہ وزارت میں دربار خلافت اہل علم و اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اس کے عہد میں علوم اور فنون کے ترجموں کی ترقی ہوئی۔ یہ بہت فیاض' رحیم' کریم اور رقیق القلب انسان تھا اس کی معلومات وسیع تھیں شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں بھی اس کو ایک خاص مہارت حاصل تھی اوائل عمر کے زمانہ سے اس کی درمیانی عمر کا حصہ نہایت اچھا مگر آخری حصہ عمر نہایت برے طور سے گزرا' تیسری محرم ۱۹۰ھ میں کوفہ کی جیل میں وفات پائی۔ اس کے آٹھ بیٹے فضل' محمد' جعفر' موسیٰ' عباس' احمد' خالد' عبداللہ تھے لیکن ان میں سے فضل و جعفر زیادہ مشہور ہیں اور انہیں کے اقتدار اور جاہ و جلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ آٹھ کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام باوجود تحقیق و تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا[3]

فضل برمکی: فضل برمکی[4] تیسویں ذی الحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی دونوں ایک دوسرے کے دودھ شریک بھائی تھے۔ ہارون الرشید جیسا یحییٰ کو باپ کہا کرتا تھا ویسا ہی فضل و جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے یحییٰ کے سپرد ہارون کی اتالیقی کی تھی اور ہارون[5] نے جعفر و فضل کی آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین و

---

1. ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶
2. ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۶
3. ابن خلکان جلد دو مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲
4. ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۸
5. ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۹

مامون کو دیا تھا ہارون الرشید کا پہلا وزیر اعظم یحییٰ برمکی تھا لیکن ضعیف ہو جانے پر ۱۸۰ھ میں قلمدان وزارت فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قائم رہا اور پیچیدہ معاملات ملکی اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے یحییٰ بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانہ میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا اور اس نے اس خدمت کو بغیر جنگ اور خون ریزی کے نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا تھا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے صوبہ خراسان کی گورنری اسے مرحمت کی تھی اور طبرستان' رے' نہاوند' ہمدان' جرجان' آذربائیجان اور ارمینیہ کے بلاد بھی اس کی گورنری میں ملحق کر دیئے تھے۔ فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا۔ جواد' کریم' فیاض اور علم وہنر کا قدردان تھا اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہیے اس کی دادودہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ علوم وفنون کو ترقی دینے میں بھی اس کا بہت بڑا حصہ تھا۔ کاغذ بنانے کا کارخانہ اسی نے جاری کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں یوم جمعہ محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کی جیل میں انتقال کیا۔

جعفر برمکی: جعفر برمکی یحییٰ برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی وہ ایک لمحہ اس کے بغیر چین نہ پاتا تھا۔ مصر اور خراسان کی گورنری پر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت پر فائز کیا گیا۔ عقیل' فہیم اور تجربہ کار تھا اس کی لیاقت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ تھا حکم واحکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھئے اسی کی جاگیر تھی عالی شان مکانات دجلہ کے کنارے اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اس کے دروازہ پر حاجت مندوں کا میلہ سالگا رہتا تھا۔ انہیں کے اسباب سے اور اس کا خاندان تباہ وبرباد کر دیا گیا۔ اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے اور عجیب و غریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ اسے دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔ اس بے سروپا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

عباسہ کا واقعہ: اس غلط واقعہ کا ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں اور رسائل کے ذریعہ ہوگئی ہے تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہے جس نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی اس وقت سے آج تک برابر مورخین ایک دوسرے سے اس واقعہ کو نقل کرتے چلے آئے عام طور سے اس واقعہ کی تنقید وتحقیق کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر یقین نہ تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

((قد حدثنی احمد بن زهیر احسبه عن عمه زاهر بن حرب ان سبب هلاک جعفر و البرامکة ان الرشید کان لا یصبر عن جعفر و عن اخته عباسة بنت المهدی و کان یحضرهما اذا جلس للشرب فقال لجعفر ازوجکها لیحل لک النظر و لا یکون منها شیء مما یکون للرجال الی زوجته فزوجها منه علی ذلک))

''مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اس نے اپنے چچا زاہر بن حرب سے کی ہے کہ سبب ہلاکت جعفر اور برامکہ کا یہ ہے کہ رشید کو بغیر جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے ایک ساعت صبر نہیں آتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کے جلسہ میں شریک ہوا کرتے تھے اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسہ کا عقد تمہارے ساتھ کیا چاہتا ہوں تاکہ تم کو اس کا دیکھنا مباح ہو جائے لیکن زن وشوئی کے تعلقات نہ ہوں' چنانچہ ایسا

1 مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ مصنفہ الوراق صفحہ ۳۵

شرط پر عباسہ کا عقد جعفر سے کر دیا''۔

یہی الفاظ ہیں جن کی بناء پر بعض مورخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کر لی ہیں طبری ہے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر ہے جس نے روایت کی ہے اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اس کا یہ کہنا ((ابحه عن عمه زاهر بن حراب)) صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مورخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔

قطع نظر اس کے اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے کہ اخیر روایت طبری کا جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورہ عقد عباسہ میں شریک ہونا یا جعفر کے قتل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ میں نہیں پایا جاتا خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہم راز و شریک تھے۔ اور بفرض محال اگر طبری اس واقعہ کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل اور اسباب تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک ہوئے تھے بلا ترجیح لکھ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ اس کے نزدیک مسلمہ نہیں ہے محمد دیاب اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۱۵۳ میں بروایت ابراہیم بن اسحاق نے نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابوثور زاہر بن صقلاب اور بجائے عباسہ کے میمونہ کے نام لکھا ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

خلیفہ مہدی کی چار لڑکیاں باتوقہ' عباسہ' عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نامی نہ تھی اور عباسہ کا عقد ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا جب یہ مر گیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کر دیا۔ دیکھو کتاب المعارف لابی محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کاتب دینوری المتوفی صفحہ ۲۷۶ صفحہ ۱۳۰ علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں ریمارک دیا ہے وہ سنہری الفاظ میں لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ اس کو بخیال طوالت مقال اعادہ نہیں کیا جا سکتا۔

فمن شاء الاطلاع عليها فليرجع اليها. انتهى كلام المترجم

ہارون الرشید کے خصائل: ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال زیارت کعبہ کو جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نماز پڑھا کرتا تھا اور ایک ہزار درہم خیرات دیتا تھا اور جب حج کرنے کو جاتا تو ایک سو فقہاء کو اپنی جیب خاص سے اپنے ہمراہ لے جاتا تھا اور جس سال حج کو نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کرنے کو روانہ کرتا تھا۔ انتظام ملکی اور سیاست میں خلیفہ منصور کا پیرو تھا مگر داد و دہش میں اس کا مخالف تھا۔ اس سے پیشتر کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی' جواد اور بے دریغ مال کا دینے والا نہیں گزرا جہاد کا بے حد شائق تھا اکثر نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے سربرآوردہ ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

فتوحات: چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مامور کیا تھا بعض کا بیان ہے کہ خود بہ نفس نفیس اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ بلاد روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزار ہا آدمی قیدی بنا لئے گئے ۱۷۴ھ میں عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح کو صائفہ کی فوج کا سردار بنا کر جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالملک کو بھیجا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے رومیوں کو خوب تکلیف دی شدت سرما سے لشکریوں کے ہاتھ کٹ کٹ کر گر گئے۔ بعد ازاں ۱۷۵ھ میں عبدالرزاق بن حمید تغلبی' ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم

اور ۱۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے بلاد روم پر بہ قصد جہاد فوج کشی کی اور قلعہ صفصاف کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

رومیوں سے پہلی مصالحت: اسی ۱۸۱ھ میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور جوش کامیابی میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا۔ مطمورہ کو اسی نے اپنے زور تیغ سے مفتوح کیا اسی سنہ میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔ یہ پہلی مصالحت تھی جو دولت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بے حد مسرت ہوئی مقام لامس میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقد کی گئی جو طرسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء اعیان سلطنت سرحدی باشندے اور ابوسلیمان کے ہمراہ تیس ہزار انتظامی فوج اس میں شریک ہوئی والی طرسوس بھی اس موقع پر آ گیا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو دے کر مسلمان قیدیوں کو رہا کرالیا۔

ابن عبدالملک کا حملہ: ۱۸۲ھ میں عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا رفتہ رفتہ افسوس شہر اصحاب کہف تک پہنچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اس کی ماں ریٰنی کو تخت حکومت پر جانشین کیا اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے۔ یہ خبر سن کر اسلامی لشکر نے کمال مردانگی سے بلاد روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

شاہ خاقان کا خروج: ۱۸۳ھ میں خاقان بادشاہ خزر کی لڑکی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ کی گئی اتفاق سے وہ مقام بردعہ میں پہنچ کر مر گئی اس کے ہمراہیوں نے واپس ہو کر اس کے باپ سے یہ ظاہر کیا کہ وہ مکر وحیلہ سے ماری گئی ہے۔ خاقان کو یہ سن کر طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے بلاد اسلام پر حملہ کے قصد سے باب الابواب سے خروج کیا ہزار ہا مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی بدعتیں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جن سے اس وقت تک کان آشنا نہیں ہوئے تھے خلیفہ ہارون نے اس مہم کے سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ ارمینیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت کو بھی اسی کے قبضہ میں رہنے دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہل ارمینیہ کی کمک کے لئے ٹھہرایا اور بعض نے خاقان کے خروج کا یہ سبب ظاہر کیا کہ سعید بن مسلم نے منجم سلمی کو کسی وجہ سے مار ڈالا منجم کا لڑکا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور ارمینیہ میں قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سعید بن مسلم یہ خبر پا کر بھاگ کھڑا ہوا اور خزر بھی قتل وغارت کر کے واپس چلے گئے۔

قاسم بن رشید کی گورنری: ۱۸۷ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کی گورنری پر مقرر کر کے بسر افسری لشکر صائفہ بلاد روم پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے قرہ پر پہنچ کر لڑائی کا بیڑہ گاڑ دیا اور اہل قرہ کو روزانہ جنگ وخوں ریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا رومی تاب مقابلہ نہ لائے اور تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ مصالحت کے بعد شہزادہ قاسم مع اپنے لشکر کے واپس آیا۔

نقفور کی تخت نشینی: ان دنوں روم کی حکومت ملکہ ریٰنی کے قبضہ میں تھی رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور (نیکفورس) کو تخت نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مال گزاری یا بورڈ آف ریونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینے بعد

ملکہ ریٖنی مرگئی اور نقفور نے ادائیگی خراج مقررہ سے انکار کر کے بہ صلاح ومشورہ ارکان سلطنت ہارون الرشید کو ایک خط لکھ بھیجا۔[1]

بلاد روم پر لشکر کشی: خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آپے سے باہر ہوگیا اور لشکر آراستہ کر کے بہ قصد جہاد بلاد روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل (ہرنیکی) پایۂ تخت رومیوں پر جا پڑا کہ نقفور حیرت زدہ رہ گیا۔ کچھ نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور مصالحت کی درخواست کی مگر مصالحت کے بعد ہی پھر بدعہدی کی اس خیال سے کہ شدت سرما کی وجہ سے خلیفہ ہارون مراجعت کا قصد نہ کرے گا اس کا یہ خیال خام نکل گیا۔ خلیفہ ہارون نے یہ خبر پا کر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بلاد روم میں پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج پھیلا دی بات ہی بات میں بہت سے مشہور قلعے ملک روم کے فتح کر کے واپس آیا۔

۱۸۸ھ میں بسر افسری لشکر صائفہ ابراہیم بن جبرئیل نے حدود صفصاف سے بلاد روم پر حملہ کیا نقفور والی روم مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں تاب مقابلہ نہ لا سکا' شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار فوج کام آ گئی۔ اسی سنہ میں شہزادہ قاسم بن رشید نے دابق میں رابطہ قائم کیا۔

۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے جب کہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا شروین بن قارن' نداہر مز جد مازیار اور مرزبان بن جستان والی دیلم کو امان مرحمت کی اور حسین خادم کی معرفت امان نامہ لکھ کر طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور نداہر مز امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر آئے۔ خلیفہ نے نہایت اعزاز واحترام سے اپنا مہمان بنایا اور انعامات و صلے مرحمت کئے نداہر مز اور مرزبان نے اطاعت وفرماں برداری کا اقرار واعتراف کر کے شروین کے ادائے خراج کا بھی ذمہ کر لیا۔ اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا اور کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں بحالت قید باقی نہ رہا۔

ہرقلہ کا محاصرہ: ۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور کل انتظام مملکت اس کے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار فوج نظامی سے علاوہ فوج مجاہدین ورسا کا والنٹیر کے بلاد روم پر حملہ کر دیا اس مرتبہ سوائے ان لوگوں کے جن کا نام درج رجسٹر نہ تھا اور کوئی دارالخلافہ بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب کمر بستہ ہو کر عساکر اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے بہ وقت روانگی اپنے ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان بلاد سرحدی پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہرقلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا تیس یوم کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کر کے اہل قلعہ کو گرفتار کر لیا اور مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ بعد ازاں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ بلاد روم کے اور قلعجات کو فتح کرنے کو روانہ کیا اللہ جل شانہ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے مفتوح کئے اور جس کو

---

[1] مضمون خط کا یہ تھا: ''کہ ملکہ سابق نے اپنی نادانی سے تمہیں رخ کا قائم مقام کیا تھا اور خود کو پیادہ کا قائم مقام بنا رکھا تھا۔ اسی وجہ سے بہت سا مال واسباب اس نے تمہارے پاس روانہ کیا حالانکہ اس کا دو چند تم کو ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا پس بعوذ معائنہ خط ہذا جس قدر اب تک تم نے ملک روم سے خراج وصول کیا ہے واپس کر دو اور خود کو آئندہ مصائب سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا''۔ اس خط کو پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا من هارون امير المؤمنين الى نقفور كلب الروم قد قرات كتابك يا ابن الكافرة و الجواب ما تره دون ما تسمعه ''ہارون الرشید امیر المومنین کی جانب سے نقفور سگ روم کو معلوم ہو کہ میں نے تیرا خط اے کافرزادہ پڑھا اس کا جواب بجائے سننے کے تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا''۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر۔

اس نے جا بالوٹ لیا اور ویران کر دیا۔

جزیرہ قبرص پر قبضہ: انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ سقالیہ (سسلی) اور دبسہ کو یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکلاع کا محاصرہ کر لیا اور حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اس نے سواحل شام ومصر کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرص پر چڑھائی کر دی۔ اہل قبرص کو شکست ہوئی حمید نے جزیرہ قبرص کو منہدم کر کے آگ لگا دی اور مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور رافقہ میں لے جا کر فروخت کر ڈالا اسقف قبرص نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے ضوانہ کا محاصرہ کر لیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا نقفور نے روزانہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزیہ چار دینار اپنے لڑکے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ قیدیاں ہر قلہ میں سے فلاں عورت مجھے مرحمت فرمائی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر ہوئی ہے۔ چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

دیگر فتوحات: اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا جس کو معیوب بن یحییٰ نے بزور تیغ اپنی مردانہ کوششوں سے سر کیا اور وہاں کے سرکشوں اور منکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جوں ہی خلیفہ ہارون نے جہاد روم سے مراجعت کی رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنیسہ سوداء کی طرف خروج کر دیا اور حالت غفلت میں عین زربہ وکنیسہ سوداء کو لوٹ کر واپس چلا آیا مگر واپسی کے وقت اہل مصیصہ نے رومیوں سے کل مال واسباب چھین لیا۔ ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ ملک روم پر جہاد کیا۔ رومیوں نے ایک تنگ راہ میں ان لوگوں کو گھیر لیا۔ یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں شکست ہوئی طرسوس سے دو منزلوں کے فاصلہ پر معہ پچاس آدمیوں کے شہید کر ڈالا گیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو قبل گورنر خراسان صائفہ کی سرداری مرحمت فرمائی اور تین ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور بعد روانگی ہرثمہ نے خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ بلاد سرحدی کی طرف کوچ کر دیا سرحد حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مامور فرمایا اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر بہ حالت غفلت شب خون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر واپس گئے۔ بایں ہمہ سعید بن مسلم نے اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی جانب روانہ کیا اور خود سرحد حرث پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی بلاد کے کلیسوں کے منہدم کرنے کو بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع وقطع اور لباس میں مسلمانوں سے مخالفت شروع کر دی۔

اسی ۱۹۱ھ میں ہرثمہ کو طرسوس کی تعمیر پر مامور کیا گیا فرج خلیفہ کا خادم ابن تعمیر کا منتظم تھا تعمیر طرسوس میں تاخیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ وانطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے طلب کر لی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اس سنہ میں خرمیہ نے اطراف آذربائیجان میں باغیانہ حرکت شروع کی جس کی سرکوبی پر عبداللہ بن مالک دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ خرمیہ کا ایک گروہ کثیر قتل وقید کر لیا گیا۔ یہ لڑائی مقام قرمانین میں ہوئی تھی خاتمہ جنگ کے بعد وہ قیدی جو میدان جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے خلیفہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے اور ان قیدیوں کو جو جنگ کے بعد گرفتار کئے گئے تھے فروخت کر ڈالا۔ اسی سنہ میں سرحدی بلاد پر ثابت بن مالک خزاعی کو مامور

کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ مفتوح ہوا۔ اسی سنہ میں اسی کے ذریعہ سے مقام بروزن میں رومیوں اور مسلمانوں کے مابین مصالحت ہوئی فریقین نے زر فدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کرا لئے۔ پھر دوبارہ اسی سنہ میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑا لیا۔ اس مصالحت میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس تھی۔

عُمال: افریقیہ کی گورنری پر جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں مزید بن حاتم فائز تھا۔ وہ ۱۷۰ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنا کر مر گیا خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے طلب کر کے افریقیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور ابوہریرہ محمد بن فرخ کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے قتل کر ڈالا اور بجائے اس کے (ابوحنیفہ[1] حرب بن قیس) کو مامور فرمایا۔ ۱۷۱ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے اطراف نصیبین میں خروج کیا اور نصیبین کو لوٹ کر دارا، اردن اور خلاط کا قصد کیا پھر اس ارادہ کو ملتوی کر کے نصیبین کے قصد سے موصل کی طرف آیا حکم نے یہ خبر پا کر اپنا لشکر آراستہ کیا مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے نہایت عجلت سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا اسی معرکہ میں فضل مع اپنے ہمراہیوں کے کام آ گیا۔

افریقیہ میں شورش: اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقیہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا مگر جب فضل بن روح نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقیہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ محرم ۱۷۷ھ میں فضل وارد افریقیہ ہوا اور اس کے پہنچتے ہی افریقیہ میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی اور خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ فضل نے ہر چند ان کی رضامندی کی کوشش کی مگر وہ راضی نہ ہوئے اور روز بروز جوش بغاوت بڑھتا چلا گیا۔ بالآخر خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری عنایت کر کے ایک لشکر کے ساتھ افریقیہ روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی عمدہ کارگزاریوں سے بغاوت فرو ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد چونکہ اہل افریقیہ میں نفاق و مخالفت پیدا ہو رہی تھی۔ ہرثمہ بن اعین نے گورنری سے استعفا داخل کیا۔ خلیفہ نے منظور فرمالیا جو روانگی افریقیہ کے ڈھائی برس بعد عراق چلا آیا۔

مصر میں بغاوت: اسی سنہ میں فضل بن یحییٰ کو بجائے ان کے بھائی جعفر بن یحییٰ کے مصر کی گورنری علاوہ حکومت رے اور سجستان کے مرحمت کی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مامور کیا اور اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں حوفیہ نے علم بغاوت بلند کیا (حوفیہ قیس و قضاعہ کا ایک گروہ ہے) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مصر مرحمت کر کے مامور فرمایا حوفیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی اور آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ ایک مہینہ بعد ہرثمہ کو معزول کر کے بجائے اس کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا گیا۔

شام میں شورش: اسی سنہ میں اپنی دولت و حکومت کا نظام یحییٰ بن خالد کے سپرد کیا تھا اور ۱۸۰ھ میں جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغاوت شام کے فرو کرنے کو روانہ کیا جس میں بہت بڑا ساز و سامان جنگ اور نامی نامی سپہ سالار اور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو فرو کیا واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے بہ نظر قدر افزائی خراسان و سجستان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرلیس کے

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ یہ نام تاریخ کامل صفحہ ۲۷ جلد ۶ سے لکھا گیا ہے۔

انتظام ملکی و مالی میں مصروف رہا۔

یحییٰ بن سعد کی معزولی: اس اثناء میں ہرثمہ بن اعین افریقیہ سے واپس آیا جعفر نے اپنی طرف سے خلیفہ کا افسر باڈی گارڈ مامور کیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ حکومت طبرستان اور رویان سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبداللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا سعید بن مسلم کو جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی کو موصل کا والی مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور سنین ماضیہ کی مال گزاری اور جبر و ستم کے ساتھ وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلاء وطن ہو کر نکل گئے۔ خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر دیا اور ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکیم علی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقیہ کی گورنری مرحمت کی اس کا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ میں سے تھا اور یہ خود خلیفہ ہارون کا دودھ شریک بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔

ابراہیم بن اغلب کی تقرری: اہل افریقیہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے پر پھر سر بغاوت اٹھایا۔ یہ تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب ان دنوں والی زاب تھا اور لشکر افریقیہ اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کو آتا تھا اور یہ در پردہ ان کی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملی سے لشکر افریقیہ کو اپنا مطیع بنا لیا اور کل افریقیہ میں امن و امان کا دور ہو گیا۔ لشکر افریقیہ نے جو مجبوراً محمد کا مطیع ہو گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کرنے پر آمادہ کیا اس شرط پر کہ خراج مصر میں سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقیہ کے مصارف فوج کے لئے جایا کرتا ہے بجائے اس کے چار لاکھ سالانہ علاوہ اس ایک لاکھ خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کروں گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ بن اعین نے رائے دی کہ ''ابراہیم بن اغلب کو افریقیہ کی گورنری دے دیجئے کوئی حرج نہیں ہے''۔ چنانچہ سند گورنری افریقیہ محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی گئی۔ ابراہیم نے افریقیہ میں پہنچ کر کل امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کرا کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا جس سے شورش و بغاوت فرو ہو گئی۔ بلوہ ہونے کے بعد اس نے قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل و عیال معتقدین اور حشم و خدم کے ہمراہ عباسیہ میں سکونت اختیار کی اس وقت سے ملک افریقیہ میں اس کی حکومت و سلطنت کی بنا پڑی جو آئندہ اس کے سلسلہ نسل میں باقی رہی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا تا آنکہ اس پر شیعی عبیدی خلفاء غالب آ گئے۔

عمال کی تبدیلی و تقرری: یزید بن مزید آذربائیجان کا گورنر تھا ۱۸۳ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ ارمینیہ کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کی گورنری عنایت کی۔ ۱۸۴ھ میں یمن و مکہ کی حکومت حماد بربری کو سندھ کی داؤد بن یزید بن حاتم کو جبل کی یحییٰ حرشی کو اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔ ۱۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کر کے مہرویہ کو مار ڈالا تب بجائے اس کے عبداللہ بن سعید حرشی کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو آذربائیجان و ارمینیہ کا گورنر تھا مقام برذعہ میں وفات پائی اور بجائے اس کے اسد بن یزید (اس کے بیٹے) کو مامور کیا گیا ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو رے جانے کی ضرورت پیش آئی اسی زمانہ میں طبرستان[1] رے دنباوند قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو مرحمت کی اور ۱۹۰ھ میں موصل کی گورنری پر خالد بن یزید بن حاتم کو مامور کیا۔ ہرثمہ کی گورنری سلیمان کی معزولی اور

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے مترجم۔

علی بن عیسیٰ کے زوال کے واقعات جو ۱۹۱ھ میں گزرے تھے وہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اسی سنہ میں حماد بربری نے مقیم یماق پر فتح پائی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کرلایا۔ خلیفہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا نیز اسی سنہ میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی ان دنوں مکہ معظمہ کی حکومت پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور وسفاح کا بھائی) فائز تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت: رافع بن لیث بن نصر بن سیار عساکر ماوراء النہر کے نامور سرداروں میں سے تھا یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین خوبصورت اور نازنین عورت سے عقد کرلیا تھا جس کے پاس اکثر بہ وقت فرصت آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے عورت کو یحییٰ سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وہ اس سے علیحدگی کی فکر میں ہوئی رافع نے موقع مناسب پا کر یہ سکھلا دیا کہ تم دو شخصوں سے اپنے ارتداد کفر کی شہادت دلا دو تو تمہاری گلو خلاصی ہو جائے گی اور یحییٰ کا نکاح ٹوٹ جائے گا بعد ازاں تم توبہ کر کے پھر اسلام قبول کرلینا میں تم سے شرعی طور سے عقد کرلوں گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کرلیا۔ یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہنچائی اور اصل واقعہ لفظ بہ لفظ عرض کیا۔ خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا کہ رافع اور اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کرو اور شہر سمرقند میں گدھے پر زیر حراست سوار کرا کے تشہیر کرا دو تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں رافع کو اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کر دیا گیا۔

سمرقند پر قبضہ: ایک روز موقع پا کر رافع جیل سے بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچا علی بن عیسیٰ نے اس کے قتل کا قصد کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ کی سفارش سے قتل نہ کیا اور سمرقند واپس جانے کی ہدایت کی رافع نے سمرقند میں واپس ہو کر یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں عامل سمرقند کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے تھا قتل کر کے سمرقند پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۹۰ھ کا ہے۔ علی بن عیسیٰ نے یہ خبر پا کر اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا رافع نے اس کو شکست دے کر اثنائے فرار میں مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کر بہ قصد جنگ رافع لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستی شروع کر دی اور اس خیال سے کہ مبادا رافع مرو پر قبضہ کرلے بلخ سے مرو چلا آیا انہیں واقعات کے دوران میں سال ختم ہو گیا اور دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا اسے معزول کر دیا گیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی گورنری دی گئی۔

سمرقند کا محاصرہ: رافع کے ہمراہ نامور سپہ سالار بھی تھے مگر اس کی تلخ مزاجی سے تنگ آ کر اس سے علیحدہ ہو کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے ان میں عجیف بن عنبسہ وغیرہ تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے ایک مدت دراز تک محاصرہ کیے رہا اسی اثناء میں طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کرلیا اسکے آجانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو خالی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا ہرات اور سجستان کے تمک حرام عمال نے بہت سا مال اسکے پاس بھیج دیا جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ بعد ازاں ۱۹۴ھ میں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے جنگ کرنے کیلئے نیشاپور کی طرف کوچ کیا تقریباً بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی اور بہت سے ہمراہی اس کے مارے گئے ہرات تک عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتا گیا تاآنکہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب سے واپس کیا۔

برادر رافع کی گرفتاری: ہاں ۱۹۳ھ میں ہرثمہ و رافع کے مابین لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اس واقعہ میں ہرثمہ نے بشر برادر رافع کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخارا کو فتح کرلیا۔

ہارون الرشید کی روانگی: اس واقعہ سے قبل خلیفہ ہارون صائفہ سے مراجعت کرنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقہ چلا آیا تھا اور رقہ سے بہ قصد خراسان رافع کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے سلسلہ علالت شروع ہو گیا تھا رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑا اور دارالخلافت بغداد پہنچا اور بغداد سے سامان جنگ وسفر درست کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کر کے شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم صادر کیا۔ فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی ''آپ خلیفہ ہارون کے ہمراہ خراسان چلے جایئے ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے'' ۔ مامون الرشید نے خلیفہ ہارون (والد) سے عرض کیا ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور فرمالی۔

وفات: دارالخلافت بغداد سے خلیفہ ہارون بہ قصد خراسان روانہ ہو کر ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھینچ گیا تھا یہاں قیام کیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک یحییٰ بن معاذ' اسد بن خزیمہ' عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث' مہدی حریشی اور نعیم بن خازم تھا مرو کی جانب روانہ کیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا گیا علالت یوماً فیوماً زور پکڑتی گئی اور وہ نقل وحرکت سے اس قدر مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا غل مچ گیا۔ رفتہ رفتہ اس کے کانوں تک بھی یہ خبر پہنچی لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے سوار ہونے کا قصد کیا مگر ضعف نے اٹھنے نہ دیا اور بستر علالت پر پڑا رہ گیا اس وقت جب کہ یہ طوس میں تھا۔ بشیر برادر رافع جس کو ہرثمہ نے قید کر کے روانہ کیا تھا پہنچا ہارون بولا کر کہا ''واللہ اگر میری موت آنے میں اس قدر بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں میں تو یہی حکم دیتا کہ اس کو مار ڈالو'' ۔ اس کے بعد ایک قصاب کو طلب کر کے حکم دیا کہ ''اس کا عضو عضو کاٹ کر علیحدہ کر دو'' ۔ اس قدر کہنے کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ حاضرین اٹھ کر چلے گئے جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا جس مکان میں مقیم تھا اس کے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی قرآن کے حافظوں نے قبر میں جا کر قرآن ختم کیا اور یہ خود قبر کے قریب لیٹا ہوا دیکھتا رہا بار بار کہتا جاتا تھا ((واسوا تاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)) تا آنکہ جاں بحق تسلیم ہوا۔ اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی وفات کے وقت فضل بن ربیع' اسماعیل بن صبیح' مسرور' حسین اور رشید موجود تھا۔ تیئس برس یا کچھ زیادہ حکومت کی اور بیت المال میں نوے کروڑ دینار چھوڑے۔

سیرت اور کارنامے: یہ خلیفہ جو ابھی لوگوں سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا ہے بہت بڑا اولوالعزم' علم وہنر کا قدردان' فہم وفراست' عزم وثبات' فیاضی اور شجاعت میں ممتاز دیکھا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم وہنر کی سرپرستی کا بیڑا اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرہ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کمال ہر چہار طرف سے دربار خلافت میں کھنچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا فقہ حدیث' ادب اور ایام العرب سے خوب ہی واقف تھا' یحییٰ' فضل اور جعفر اس کے نامور وزراء تھے جبرئیل اور بختیشوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کی تنخواہ پچیس روپے پیادہ کی دس روپے تھی۔ سپہ سالاری کا کام بوقت جنگ صوبہ کے والی' وزیراعظم' قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کیا کرتے تھے۔
اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کے ممالک محروسہ کی حدیں ہندوستان سے بحر اوقیانوس تک تھیں بجز اندلس عظمیٰ (اسپین) کے اور کل اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم ویونان جس پر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گزار تھے۔ اس کے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا ایک قنطار چار سو دینار کا اور ایک دینار پانچ روپیہ کا ہوتا ہے۔
مذہبی عقائد اور خیالات کا پابند تھا۔ زندقہ والحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے معتقدانہ ملتا تھا فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا۔

ہم تھا۔ علماء وفضلاء کی نصیحتوں کو گوش ہوش سے سنتا تھا۔

شعر اور شعراء سے محبت دلی رکھتا تھا اور اپنے مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخصوص شاعر خوش کلام کے کلام کو کمال رغبت وشوق سے سنتا تھا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا یہ ایک شعر یہ ہے

وسدت بهارون الثغور فاحكمت
به من امور المسلمين المرائر

پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس غلام رومی اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے چوگان کھیلا اور آویزان نشانہ پر شرط باندھ کر تیر اندازی کی اور شطرنج بھی کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں اقدو سرود کو شوق وذوق سے بیٹھ کر سنا گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کیے۔ ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانہ میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا۔ رقیق القلب اس درجہ تھا کہ تھوڑی سی تحریک پر زار زار رو اٹھتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اس کے روزانہ کے گفتگو اور کلام سے اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے دیوار جیل پر جوش میں آ کر یہ دو شعر لکھ دیے:

اما والله ان الظلم لوم
وما زال المسيء هو الظلوم
الى ديان يوم الدين نمضي
وعند الله تجتمع الخصوم

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچا دیا سن کر رو پڑا اقدرے سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ کو طلب کر کے رہا کر دیا اور ایک ہزار دینار مرحمت کیے۔

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان وشکوہ کا بے حد کوشاں تھا۔ انہیں وجوہ سے برامکہ کا قتل وقوع میں آیا اور ناسمجھی معاملہ سے لوگوں نے ایک الزام اس کے سر پر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف جاگزین تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے لبعض ملکی مصالح سے برامکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر وعباسہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث سے جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مؤرخوں کے ذریعہ سے عوام میں مشہور ہو رہا ہے۔ خلیفہ ہارون کے عقد پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انہیں کو ام جعفر بھی کہتے ہیں۔ یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھی محمد امین انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امۃ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولید ہوئے تھے بعد ازاں ام محمد بن صالح مسکین اور عباسہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور عثمانیہ بنت عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسہ اور عثمانیہ زندہ تھیں بارہ بیٹے تھے محمد امین زبیدہ خاتون کے بطن سے عبداللہ المامون مراجل نامی کنیز سے، قاسم مؤتمن، ابو اسحاق محمد المعتصم، صالح، ابو عیسیٰ محمد، ابو یعقوب محمد، ابو العباس محمد، ابو سلیمان محمد، ابو علی محمد اور ابو احمد محمد۔ امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، مؤتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ لڑکیاں چودہ تھیں سکینہ، ام حبیب، اروی، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت پھیل گئی۔ شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے "مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی امر کا نہیں ہوا مجھے یہ گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا"۔

میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر، تاریخ الخلفاء، ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

باب ۷:

امین کی خلافت ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

خلافت کی بیعت: خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد اگلے دن صبح کو لشکر ہارون میں امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرشید اس وقت مرو میں تھا حمویہ (خلیفہ مہدی کا آزاد غلام تھا) افسر ڈاک نے اپنے نائب سلام بن مسلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ سے مطلع کیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارکباد دینے کی ہدایت کی۔ سب سے پہلے جس نے امین کو خلافت کی مبارکباد دی وہ یہی تھا۔ شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط خلافت کی مبارکباد اور وفات ہارون الرشید معرفت رجاء خادم کے روانہ کیا اور ساتھ ہی ان کے خاتم خلافت' عصا اور چادر بھیج دیا۔ رجا کے پہنچنے پر امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا برآمد ہو کر قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سنا کر اپنی آپ اور لوگوں کی تعزیت کی۔ بعد ازاں تمام خاندان خلافت نے بیعت کی سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ دادا کا چچا تھا۔ سپہ سالاروں سے اور سندی عوام الناس سے بیعت لینے پر مامور کیا گیا۔ بغداد کی ملطانی فوج کو دو برس کا روزینہ عنایت کیا۔ اس کے بعد زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں۔ خلیفہ امین مع اراکین سلطنت و امراء بغداد انبار تک ان کے استقبال کرنے کو گیا زبیدہ ہی کے ساتھ خزانہ شاہی تھا۔

ہارون کے انتقال سے پہلے جس وقت کہ اس کی علالت ترقی پذیر ہو رہی تھی اس کے لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ دوسرا خط مامون و مؤتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ مع لشکر خزائن اور مال و اسباب کے فضل کے مشورہ و رائے سے چلے آؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ فضل کے نام مال و اسباب اور شاہی خزانے کی حفاظت کے متعلق لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو ان کے عہدہ پر بحال و قائم رکھا تھا مثلاً پولیس یا ذاتی گارڈ اور حجابت وغیرہ۔ اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو ہو گئی۔ بکر کو بلا بھیجا۔ آنے کا سبب دریافت کیا بکر نے صاف جواب نہ دیا۔ ہارون کو شبہ پیدا ہوا استفسار فرمایا ”کوئی خط لایا ہے“ نہ جواب دیا نہیں خلیفہ ہارون نے جھلا کر درے پٹوا کر جیل میں ڈال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی ہارون کا انتقال ہو گیا فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط اس کے حوالہ کر دیئے۔ اراکین سلطنت خطوط پڑھ کر امین سے ملنے جانے کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ فضل بن ربیع نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس وقت لشکر گاہ میں تھے اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنا تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ اس نے اور کل لشکریوں نے مامون کے عہد اور میثاق

کو پس پشت ڈال دیا۔

مامون الرشید کا ردِ عمل: مامون الرشید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک یحییٰ بن معاذ شعیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو جو ہمراہ رکاب تھے ایک جلسہ میں جمع کیا۔ علاء اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن مسیب بن زہیر افسر اعلیٰ پولیس ایوب بن ابی سمیر کاتب (سکریٹری) تھا عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص و معزز معتمدین میں سے تھے۔ حاضرین میں سے بعض نے یہ رائے دی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع کو مع اس کے ہمراہیوں کے واپس لایا جائے۔ لیکن فضل بن سہل نے اس سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ "مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ مبادا وہ لوگ آپ کو دھوکا دیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد و میثاق اور پابندی بیعت کا حکم دیجئے اور بدعہدی اور نقض بیعت کے نتیجۂ بد سے ڈرایئے"۔ مامون الرشید نے اس رائے کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل خادم کی معرفت ایک خط نیشاپور فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس روانہ کیا۔

فضل بن ربیع کی مخالفت: فضل بن ربیع نے خط پڑھ کر کہا "میں تو اکیلا کیا اس لشکر میں ہوں"۔ عبدالرحمٰن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا قصد کیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر نیزہ کا پھل دکھلا کر بولا "اگر تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا"۔ سہل حیرت سے عبدالرحمٰن کا منہ دیکھ رہا تھا اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جاتا تھا۔ سہل و نوفل بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس آئے اور تمام واقعات سے مطلع کیا۔

فضل بن سہل کا مشورہ: فضل بن سہل نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ خراسان میں مقنع نے خروج کیا تھا بعد ازاں یوسف البرم نے سر اٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں اندیشہ پیدا ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت نے بہت جلد رفع ہو گیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے صبر و استقلال سے کام لیجئے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں"۔ مامون نے کہا "ان شاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کا انتظام تمہارے سپرد کرتا ہوں"۔ فضل بن سہل نے عرض کیا "عبداللہ بن مالک اور دوسرے ارا کین دولت بوجہ شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں گے اور میں ان میں سے ان کا جو آپ کے اس کام کو انجام دیں خادم ہوں تا آنکہ تمام حکومت آپ کے قبضہ میں آجائے"۔ مامون نے اس کا کچھ جواب نہ دیا فضل مامون سے رخصت ہو کر ارا کین دولت کی قیام گاہوں پر آیا اور مامون کی بیعت کا معاملہ پیش کیا بعض نے انکار کیا بعض نے جھڑک کر نکال دیا۔ فضل مامون کے پاس واپس آیا اور ان حالات سے آگاہ کیا مامون نے کہا بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کا انتظام اپنے ہاتھ میں لو۔ فضل نے عرض کیا "موجودہ حالات میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت اور رد مظالم کی تعلیم دیں"۔

امراء کو عہدوں کی پیش کش: مامون نے اسی وقت فقہا کو طلب کر کے وعظ و پند کی ہدایت کی اور سپہ سالاران لشکر و

اراکین سلطنت کی دلجوئی کرنے لگا۔ تمیمی نے کہتا تھا کہ ''مجھے مسند خلافت پر بیٹھنے دو تو میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ پر مقرر کر دوں گا''۔ ربیعی سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمانی کو بجائے قحطبہ وما لک بن ہیثم کے مقرر کرنے کا اقرار تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء تھے باقی رہے اہل خراسان۔ ان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہل خراسان کی باچھیں کھل گئیں اور فرط مسرت سے کہتے پھرتے تھے'' کیوں نہ ہو ہماری بہن کا بیٹا ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے''۔ مامون نہایت توجہ سے بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور رے وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا اور اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے اور مؤدبانہ عرضی لکھی۔

قاسم المؤتمن کی معزولی: ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤتمن کو حکومت جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قنسرین کے اور عواصم کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں بجائے اس کے خزیمہ بن خازم کو نامور کیا۔

حمص میں شورش: شروع عہد خلافت میں مکہ معظمہ کی گورنری داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کی گورنری پر اسحاق بن سلیمان فائز تھا۔ لیکن اہل حمص نے اس سے مخالفت کر کے بغاوت کی اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا۔ خلیفہ امین نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن سعید حرشی کو نامور کیا پس اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور اطراف حمص میں آگ لگا دی۔ باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی عبداللہ بن سعید نے امان دے دی۔ مگر وہ کچھ عرصہ بعد پھر باغی ہو گئے' عبداللہ بن سعید نے پھر ان میں سے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کی سند گورنری مرحمت فرما کر حمص روانہ کیا۔

رافع بن لیث: ۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں بزور تیغ داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام بھی کر دیا اس کے ساتھ طاہر بن حسین بھی تھا۔ رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر آراستہ کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا۔ ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں چل گئی۔ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس گئے جس سے رافع کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اس اثناء میں مامون کے حالات سے اس کو آگاہی ہوئی امان طلب کر کے حاضر دربار ہو گیا۔ مامون کمال احترام سے پیش آیا اور بہت عزت کی اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اس کو اپنے باڈی گارڈ کی افسری دے دی مگر خلیفہ امین کو یہ سب کارروائیاں پسند نہ آئیں۔

روم میں الیون کی تخت نشینی: اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں برس نقفور بادشاہ روم جنگ برجان میں مارا گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا استبراق جانشین کیا گیا یہ بہت جری اور بہادر تھا دو مہینے حکومت کر کے مر گیا بعد ازاں اس کی بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی۔ میخائیل دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی۔ تب رومیوں نے میخائیل کے بعد الیون پر سالار کو تخت نشین کیا۔

امین اور مامون کے مابین کشمکش: جس وقت فضل بن ربیع مامون کی نقض بیعت اور مخالفت کر کے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کو عواقب امور کے خطرات پیدا ہوئے دوراندیشی کے تحت مامون سے اپنے کل تعلقات قطع کر

کے خلیفہ امین کو دم پٹی دینے لگا رفتہ رفتہ اس کو اس امر پر تیار کر لیا کہ مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندھی وغیرہ اور نیز ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن خالام اور ان کے بھائی عبداللہ نے اس سے مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس فعل سے باز رہنے اور لوگوں کو نقض عہد کرانے اور تردید بیعت کر کے مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس امر پر برابر اصرار کر رہا تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر پہنچی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رَے سے معزول کر دیا ہے اور یہ کہ ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کی افسری دے دی ہے اور یہ کہ رافع بن لیث نے امان کی درخواست کی تھی اور مامون نے اس کو امان دے دی اور رافع اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے۔

پس خلیفہ امین نے بغیر سوچے سمجھے اپنے عمال کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کر دیا کہ یہ خطبوں میں مامون اور موتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کی جائے۔ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے امین کے نام کو سر نامہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی۔ اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ عیسیٰ بن جعفر بن المنصور صالح والی موصل اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیام لے کر روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کو اپنی ولی عہدی پر مقدم کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کر دو۔ جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے مامون نے امراء خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے یک زبان ہو کر عرض کیا "ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے"۔ مامون نے خلیفہ کے وفود کو طلب کر کے اس درخواست کی منظوری سے انکار کر دیا جو وہ لے کر آئے تھے۔ فضل بن سہل اس موقع پر ایک یہ چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو دم پٹی دے کر اپنا جاسوس و مخبر بنا لیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اس کے دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

مامون کی مشکلات: وفود کی واپسی کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض بلاد کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں مابدولت و اقبال کے افسر سر رشتہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے۔ مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہ کیا اور ساتھ ہی اس کے بطور احتیاط رَے اور سرحدی بلاد پر اپنے معتمد اور خواص کو نگرانی و محافظت کی غرض سے متعین فرما دیا تاکہ کوئی شخص اجنبی بلا اجازت خراسان میں نہ آ سکے باوجود اس احتیاط کے مامون عواقب مخالفت سے خائف تھا ابھی دنوں خاقان بادشاہ تبت نے اپنے ملک مقبوضہ کے سرحدی بلاد پر شب خون مارنے کا قصد کر لیا تھا جیغویہ باغی ہو گیا تھا اور ملوک ترک نے خراج دینا بند کر دیا تھا مامون کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا فضل بن سہل نے یہ مشورہ دیا کہ

"اپنے کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی غرض سے خاقان و جیغویہ کو خود مختار حکمران کر دیجئے اور بادشاہ کابل سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجئے باقی اور ملوک ترک کا خراج معاف کر دیجئے اس انتظام کے بعد سواروں اور پیادوں کا لشکر مرتب کر کے برسر مقابلہ آنے کا اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نور علی نور ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزین ہو جائے گا"۔

موسیٰ کی ولی عہدی: مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو یہ جواب اس کے خط کے ارادت مندانہ اس مضمون کی عرضی بھیجی امیر المومنین آپ کا فرمان شان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر

ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اس کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر رہنے سے ہزاروں فائدے ہیں اس وجہ سے میں حاضر نہیں ہوسکتا میری اس غیر حاضری کو معاف فرمایئے گا میں آپ کا حاضر و غائب مطیع ہوں''۔ خلیفہ امین کے خیالات یہ خط پڑھنے سے تبدیل ہوگئے اور یہ امر اس کے ذہن نشین ہوگیا کہ مامون میری مخالفت نہ کرے گا چنانچہ اسی بناء پر اوائل ۱۹۵ھ میں مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے (موسیٰ) کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور الناطق بالحق کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے مامون اور موتمن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے اور منابر پر ان کا ذکر متروک ہوگیا۔

خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی آغوش تربیت میں دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی پولیس پر، عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ پر اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کے دفتر انشاء پر مامور کیا۔ اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنایا۔ چنانچہ خطبوں میں پہلے امین کا نام لیا جاتا تھا بعد ازاں موسیٰ اور عبداللہ کے لیے دعا کی جاتی تھی اور اس کو القاسم بالحق کا لقب دیا تھا۔

عہد نامہ کی بے حرمتی: خانہ کعبہ سے وہ عہد نامہ طلب کر کے چاک کر ڈالا جو امین و مامون کی ولی عہدی کے متعلق تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا۔ مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان تمام واقعات سے مامون کو مطلع کیا مامون نے گوش ہوش سے سن کر ارشاد کیا ''جن امور کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لیے کافی ہوں گے'' اور انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات، وظائف اور رسد و غلہ تقسیم کرنے کے لیے روانہ کیا۔ فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے فوج نظامی کے علاوہ اطراف رے میں جس قدر جنگ آزمودہ سپاہی تھے سب کو جمع کر لیا۔ بعد ازاں طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابوالعباس خزاعی کو امیر لشکر مقرر کر کے لشکر رے کی طرف روانہ کیا اور اس کے اِسٹاف میں نامور سپہ سالاروں اور نصرت مآب فوجوں کو بھیجا ابوالعباس نے رے میں پہنچ کر لشکر کو از سر نو مرتب کر کے مسلح اور مراصد مقرر و متعین کیے خلیفہ امین نے بھی عصمت بن حماد بن سالم کو ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے ہمدان کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو ساوہ بھیج دینا۔

امین اور مامون کی خانہ جنگی: ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کی جانب مامون سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوس نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی روانگی پر اس وجہ سے آمادہ کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں جی توڑ کر لڑے تھے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے مکر و فریب سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ ''آپ اگر امیر لشکر ہو کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے''۔ خلیفہ امین نے اس بناء پر ابن ماہان کو روانگی کا حکم صادر کیا اور بطور جاگیر نہاوند، ہمدان، قم، اصفہان اور کل بلاد جبل کو حرب و خراج مرحمت فرمایا اور خزانہ

۱؎ یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ الخلفاء۔

شاہی سے خاطر خواہ روپے لے جانے کا اختیار دیا۔ سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے بدرجہا زیادہ عنایت کیا پچاس ہزار سوار ہمراہ رکاب کر دیئے اور ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضرمی کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا کہ بوقت ضرورت جنگ ابن ماہانہ کی مدد کرنا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہانہ خلیفہ امین سے رخصت ہو کر زبیدہ (مادر امین) کی محل سرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتھکڑی و بیڑی دے کر یہ سمجھایا کہ "میں اس کو محبت و شفقت میں اپنے بیٹے امین کے برابر سمجھتی ہوں اگر تجھ کو فتح یابی حاصل ہو جائے تو نہایت ادب و امتیاز سے اس میں اس کو قید کر لانا خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا"۔

علی بن عیسیٰ اور طاہر کی جنگ: غرض علی بن عیسیٰ ابن ماہانہ بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا تھا۔ خلیفہ امین مع اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کی مشایعت کے خیال سے سوار ہوا مشاہدین بغداد کا بیان ہے کہ شان و شکوہ اور سامان و اسباب کا لشکر اس سے پیشتر نہیں دیکھا گیا۔ ساباط میں پہنچا تو رے سے آنے والوں نے بیان کیا کہ طاہر رے میں ٹھہرا ہوا لشکر مرتب کر رہا ہے اور ہمہ تن جنگ پر آمادہ ہے۔ ابن ماہان نے یہ سن کر ملوک دیلم اور طبرستان کے پاس خطوط روانہ کئے اور مراسم اتحاد بڑھانے "اقطاعات و جاگیرات دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی زیورات تحائف میں بھیجے اس معاوضہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کر لیں چنانچہ ملوک دیلم اور طبرستان نے اس کو منظور کر لیا۔ بعد ازاں ابن ماہان ساباط سے روانہ ہو کر رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا اس کے مشیروں اور ہمراہیوں نے جاسوس ہر اول اور مورچے قائم کرنے کی رائے دی ابن ماہان نے اس سے مخالفت کر کے کہا "طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اس قدر تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ یا رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر بھاگ جائے گا صورت اول میں اہالیان رے ہی اس کا قلع و قمع کر دیں گے اور صورت ثانی میں ہم کو کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے"۔ رفتہ رفتہ جب ابن ماہان رے سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر پہنچا تو طاہر کے ہمراہی ابن ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور کرنے لگے آخر الامر اس پر متفق ہوئے کہ رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہئے، مگر طاہر نے یہ رائے ظاہر کی کہ "رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ اہل رے فریق مخالف سے مل جائیں اور ہم پر حالت غفلت میں شب خون ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ رے سے باہر نکل کر جنگ کرنی چاہئے"۔ حاضرین نے یہ رائے پسند کی اور اسی کے مطابق رے سے نکل کر پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر صف آرائی کی ان کی تعداد چار ہزار سواروں سے کم تھی۔

احمد بن ہشام نے جو لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہ رائے دی کہ لشکر گاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کی منادی کرا دینا چاہئے تاکہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا عامل ہوں اہل خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکہ نہ دینے پائے۔ طاہر نے ایسا ہی کیا علی بن عیسیٰ نے طاہر کی قلت جماعت کا احساس کر کے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا "دلاورو! کیا دیکھتے ہو بات ہی بات میں ان کو لے لو یہ لوگ اس قدر قلیل ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوک دار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو"۔ ان فقروں کے سنتے ہی سپاہیوں کے دل بڑھ گئے۔ علی نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے قائم کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ایک پھریرہ کو دوسرے پھریرہ سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں

طاہر نے بھی اپنی فوج کو متعدد دستوں میں تقسیم کر کے جنگ کرنے کی ترغیب دی اور صبر و استقلال سے لڑنے کی ہدایت کی۔

علی بن عیسیٰ کی شکست: اتفاق سے صف آرائی کے وقت طاہر کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا علی بن عیسیٰ کے اس فعل سے طاہر کے باقی ہمراہی رک رہے اور جنگ میں جی توڑ کر کوشش کی پھر احمد بن ہشام کے مشورہ سے طاہر نے قبل آغاز جنگ علی بن عیسیٰ میں کے لشکر اس امر سے اور بے دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے درمیان نیزہ پر آویزاں کر کے علی بن عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور عواقب بد عہدی اور نکث بیعت سے ڈرایا۔ اس کے بعد لڑائی چھڑ گئی۔ پہلے علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہو گئی پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اس نے مورچے سے ہٹا دیا طاہر نے اپنی رکاب کی فوج اور ہمراہیوں کو اپنی پر جوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہو گئی طاہر کا میمنہ و میسرہ اپنے ہمراہیوں کو کامیاب دیکھ کر لوٹ پڑا جس سے طاہر کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی اور ہمراہیان علی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے علی ان کو بلند آواز سے واپس بلانے لگا۔ اس اثناء میں طاہر کے ہمراہیوں میں کسی نے ایک تیر ایسا مارا کہ علی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا علی نے زمین پر گر کر دم توڑ دیا اس شخص نے کاٹ کر سر اتار لیا اور لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لایا اور اس کے حکم سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے حضور میں دعا کی اور علی کے کل غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ہمراہیوں نے علی کے لشکر کا دو فرسنگ تک تعاقب کیا۔ اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی۔ لڑائی میں طاہر کے ہمراہی ان کو قتل و قید کرتے تھے تا آنکہ فتح مند اور منہزم گروہ میں رات حائل ہو گئی جس سے فتح مند گروہ تعاقب سے رک رہا اور منہزمین قتل و قید ہونے سے بچ گئے۔

نامہ بشارت: خاتمہ جنگ اور فتح یابی کے بعد طاہر رے میں واپس آیا اور فتح کا اطلاع نامہ بتوسط فضل بن سہل مامون کی خدمت میں روانہ کیا جس کی یہ عبارت تھی:

((بسم اللہ الرحمن الرحیم كتابی الی امیر المؤمنین و راس علی بین یدی و خاتمه فی اصبعی و جنده متصرفون تحت امری والسلام))

"بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عریضہ امیر المومنین کے نام روانہ کرتا ہوں درانحالیکہ علی کا سر میرے روبرو ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے۔ والسلام"۔

تین دن کے عرصہ میں یہ خط ڈاک کے ذریعہ سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور کامیابی کی خوشخبری سنائی مبارک باد دی بعد ازاں اور ارکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اس کے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا جسے تمام خراسان میں پھرایا گیا۔

امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کے حال سے آگاہی ہوئی فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال و اسباب تھا ضبط کر لیا جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کی وصیت کے مطابق دیا گیا تھا اس واقعہ سے امین کو خود کو در پردہ پریشانی ہوئی لشکریوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور و غل مچایا۔ عبداللہ بن حاتم نے بزور تیغ ان کو خاموش کرنے کا قصد کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر

کے ان لوگوں کی تنخواہوں اور روزینے تقسیم کر دیئے۔

ابن جبلہ کی روانگی: علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ ہمدان اور کل بلادِ خراسان کی جن کو ابن جبلہ فتح کرے ان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ علاوہ اس کے مال واسباب اور بہت سا سامانِ جنگ بھی دیا۔ غرض ابن جبلہ دارالخلافہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

ہمدان کا محاصرہ: طاہر یہ خبر پا کر اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے ہمدان پر آپہنچا ابن جبلہ نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر طاہر نے اس کو پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا پھر دوبارہ عبدالرحمٰن ابن جبلہ کو اپنی فوج کو مرتب کر کے میدانِ جنگ میں آیا اور طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا طاہر نے شہر ہمدان کا محاصرہ کر لیا اہلِ شہر کو طول حصار سے ہر طرح کی تکلیفیں ہونے لگیں۔

ہمدان اور قزوین پر قبضہ: عبدالرحمٰن نے اس خوف سے کہ مبادا اہلِ شہر طول حصار کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان چھوڑ دیا۔ طاہر نے اس واقعہ سے پہلے محاصرہ کے وقت ہمدان اس خطرہ کو پیش نظر کر کے کہ والی قزوین دوسری جانب سے حملہ نہ کر دے ایک ہزار سواروں کو لے کر قزوین پر حملہ کر دیا تھا عامل قزوین اس خبر سے مطلع ہو کر بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور کل بلادِ جبل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

ابن جبلہ کا خاتمہ: ایک مدت تک عبدالرحمٰن بن جبلہ بے خوف وخطر جہاں چاہتا تھا آتا جاتا تھا طاہر کے امان دینے کی وجہ سے کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا جب اس کو طاہر اور اس کے ہمراہیوں کی طرف سے اطمینان کامل ہو گیا تو ایک روز اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کر کے بہ حالتِ غفلت حملہ کر دیا۔ طاہر کی فوج کمال عجلت سے تیار ہو کر مقابلہ پر آگئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ فریقین جی توڑ توڑ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگا بالآخر عبدالرحمٰن کے ہمراہی میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے عبدالرحمٰن مارا گیا اور اس کے شکست خوردہ ہمراہی بھاگ کر عبداللہ واحمد پسران حریشی کے پاس پہنچے جس کو امین نے بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ عبدالرحمٰن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا قائم ہوا کہ بغیر کسی جنگ وجدال کے بغداد کی طرف بھاگ گئے۔ طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھودوا کر مورچے قائم کئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب وجمع کرنے میں مصروف ہوا۔

مامون کی بیعت: اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے ممبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو کل ممالک شرقی جبل ہمدان سے تبت تک طولاً اور بحر فارس سے بحر دیلم و جرجان تک عرضاً سب کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دے دیا اور ایک نیزہ پر جس کی دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک لواء مقرر کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف وقلم) کا مبارک لقب دیا لواء حرب کا منتظم علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد قلمدان وزارت کیا گیا ان کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دی گئی۔

سفیانی کا ظہور: سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی ماں تھیں۔ ابوالعمیطر اس کی کنیت تھی کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ کنیت حزدون کی ہے لوگوں نے اس کو اسی لقب

سے یاد کرنا شروع کیا۔ یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علیؓ و معاویہؓ) کا بیٹا ہوں۔ سرزمین شام میں یہی ایک شخص بنوامیہ کا باقی رہ گیا تھا جو ذی علم اور صاحب روایت تھا۔ اخیر ۱۹۵ھ میں خلافت و سلطنت کا دعوے دار ہوا۔

دمشق پر قبضہ: خطاب بن وجہ الفلس نے (بنوامیہ کا آزاد غلام تھا) جو صیدا پر متصرف تھا اس کی حمایت کی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا۔ اس کے اکثر ہمراہی قبیلہ کلب کے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات و صلے دینے کا وعدہ کیا اور سرکشی کی صورت میں قتل و غارت کی دھمکی دی تھی۔ محمد بن صالح نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سفیانی نے قیسیہ کا قصد کیا قیسیہ نے محمد بن صالح سے اعانت طلب کی۔ چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ پہنچا جس میں اکثر و بیشتر اس کے موالی اور احباب تھے۔ سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ یزید کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ تقریباً دو ہزار آدمی مارڈالے گئے اور تین ہزار گرفتار کر لیے گئے جن کو ابن بیہس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کر دیا۔

سفیانی کی شکست: اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کر کے اپنے بیٹے قاسم کے ہمراہ ابن بیہس کے مقابلہ پر روانہ کیا اس معرکہ میں بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں قاسم کام آ گیا اس کا سر اتار کر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ سفیانی کو اس اطلاع ہوئی تو اس نے پھر لشکر فراہم کر کے بسر کردگی اپنے آزاد غلام معتمر کے میدانِ جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور معتمر مارڈالا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں ضعف آ گیا قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا بعد ازاں ابن بیہس بیمار ہو گیا رؤسائے نمیر کو جمع کر کے وصیت کی کہ ''تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن عبدالملک کی خلافت کی بیعت کر لو اور اس ذریعہ سے سفیانی پر کامیابی حاصل کرو کیونکہ بغیر اس حیلہ کے تم سرسبز نہ ہوسکو گے۔ بنونمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ابن بیہس ان لوگوں سے رخصت ہو کر حوران چلا آیا اور بنونمیر نے جمع ہو کر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سفیانی کا فرار: مسلمہ بن یعقوب بنونمیر کی بیعت کرنے سے بارغ باغ ہو گیا اپنے خاندان اور موالی کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو مع اور رؤسا بنوامیہ کے قید کر لیا اور قیسیہ کو اپنے مقربین اور معتمد مشیروں میں داخل کر لیا اس اثناء میں ابن بیہس نے شفا پائی اور لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق کو ابن بیہس کے حوالہ کر دیا مسلمہ و سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مزہ کی جانب بھاگ گئے اسی وقت سے ابن بیہس دمشق پر متصرف اور قابض ہو گیا تا آنکہ عبداللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا مصر گیا پھر مصر سے واپس ہو کر دمشق آیا اور ابن بیہس کو اپنے ہمراہ عراق لے گیا پس ابن بیہس نے وہیں وفات پائی۔

اسد بن یزید کی شرائط: عبدالرحمن بن جبلہ کے قتل ہونے پر دارالخلافت بغداد میں تہلکہ پڑ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کی استدعا کی اسد حیرت زدہ ہو کر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تسلی و تشفی دی اور اس کی خدمات اور کارگزاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرمانبرداری کی تعریف کی اسد نے کہا

دی مجھے جنگ طاہر پر جانے میں کچھ عذر نہیں ہے۔ میں آپ کا اور امیر المومنین کا مطیع ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور روزینہ کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکریوں کے لئے ایک سال کا روزینہ مرحمت فرمائیے۔ ناتوان اور ضعیفوں کو چھانٹ دیجئے توانا جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ہمراہ کیجئے علی الخصوص میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و زر دے کر ان کی بیماری افلاس کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں ان کا کچھ حساب و کتاب مجھ سے نہ طلب کیجئے گا''۔ فضل بن ربیع بولا'' تمہاری شرطیں ناجائز ہیں میں امیر المومنین کے مشورے کے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتا''۔

اسد بن یزید کی اسیری: فضل بن ربیع اس قدر کہہ کر امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کئے امین نے جھلا کر اسد بن یزید کو جیل بھیج دیا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں لڑکوں کو جو بغداد میں اپنی ماں دختر ہادی کے پاس تھے طلب کیا تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ دھمکی دی تھی کہ اگر تم نے اطاعت کی تو فبہا تمہارے لڑکے تم کو مبارک ورنہ میں ان کو قتل کر ڈالوں گا''۔ امین نے غضب ناک ہو کر قید کر دیا۔ عبداللہ بن حمید قحطبہ کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کو کہا اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں تب احمد بن مزید کو طلب کر کے اسد کو بھیجنے کی معذرت کی اور جنگ طاہر پر روانہ ہونے کا حکم صادر کیا۔

لشکر کی بغیر جنگ واپسی: فضل بن ربیع نے حسب حکم خلیفہ امین بیس ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا۔ روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی خلیفہ امین نے رہا کر دیا احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ہمراہ مگر احمد ہی کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ یہ دونوں حلوان پہنچے اور خانقین[1] میں پڑاؤ ڈال دیا طاہر بھی خبر پا کر ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں بھیس بدل کر پھیلا دیا ان لوگوں نے ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر یہ خبر اڑانا شروع کی کہ'' خزانہ بغداد خالی ہو گیا ہے لشکریوں کی تنخواہیں بند ہو گئیں۔ لشکر پریشان پھر رہے ہیں جہاں جو پاتے ہیں اس پر قبضہ کر لیتے ہیں''۔ اس خبر کے پھیلنے سے احمد و عبداللہ کی لشکر گاہ میں تشویش پھیل گئی کوئی اس خبر کی موافقت کرتا تھا اور کوئی مخالفت غرض رفتہ رفتہ آپس میں اس کی بحث اس درجہ بڑھی کہ آپس ہی میں متصادم ہو گئے اور بلا جدال و قتال بغداد کو واپس گئے۔ پھر کیا تھا طاہر بڑھ کر حلوان پر جا اترا اس اثناء میں ہرثمہ مع ایک لشکر جرار کے مامون کا فرمان لئے ہوئے آ پہنچا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اس کے مطابق اپنے کل مفتوحہ بلاد ہرثمہ کے سپرد کر کے اہواز کی طرف چلا گیا۔

عبدالملک بن صالح کی وفات: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو جیل بھیج دیا تھا چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہارون کی وفات ہوئی اور امین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امین نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی عبدالملک[2] کو رہا کر دیا جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا۔ عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ'' امیر المومنین اہل شام کو جنگ طاہر پر مامور فرمائیے یہ لوگ اہل عراق سے زیادہ جری اور دشمنان خلافت

---

1. یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۳ جلد ششم سے لکھا ہے۔ ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔ مترجم
2. یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۹۳ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۳

پناہی کے حق میں سم قاتل ہیں اور میں ان کی اطاعت کا ذمہ دار ہوتا ہوں''۔ امین نے اس بناء پر عبدالملک کو شام وجزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور بہت سا مال وسامانِ جنگ عنایت کر کے رخصت کیا۔ عبدالملک دربارِ خلافت سے روانہ ہو کر رقہ پہنچا اور رؤسائے شام سے خط وکتابت شروع کی۔ رؤسائے شام یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آئے اور بطیب خاطر فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔ عبدالملک بھی ان لوگوں کو انعامات صلے اور خلعتیں دیتا جاتا تھا تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع ومرتب ہو گیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ عبدالملک علیل ہو گیا اور روز بروز اس کا مرض بڑھتا گیا اسی اثناء میں اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہلِ شام کے مابین اس سبب سے کشیدگی پیدا ہو گئی کہ جنگ سلیمان بن ابی جعفر میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا۔ اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور باتوں باتوں میں جنگ وجدال کی نوبت پہنچ گئی۔ عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ رکے برابر لڑتے رہے لاشوں کے انبار لگ گئے بالآخر اہل حمص وقبائل کلب اپنے اپنے شہروں کو لوٹ کھڑے ہوئے جس سے اہلِ شام کو شکست ہوئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا تا آنکہ عبدالملک بن صالح کا رقہ ہی میں انتقال ہو گیا۔

امین کی معزولی وبحالی: عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کی منادی کرا کر کوچ کر دیا بغداد پہنچا رؤسا وامراء بغداد اور سپہ سالاران لشکر ملنے کو آئے تقریباً نصف شب گزر جانے پر امین نے طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کی معزولی اور نقض بیعت کرنے پر آمادہ کر لیا بعد ازاں پل عبور کرنے کا حکم دیا امین کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج بھاگ گئی۔ یہ واقعہ پندرھویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کر قصر منصور میں لا کر قید کر دیا اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں نے حسین بن علی نے اپنے اپنے روزینے طلب کئے حسب خواہش نہ پانے پر سرگوشیاں کرنے لگے۔ محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین کے حسب ونسب سرداری اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا اسد حرثی بولا ''اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو' لوگ امین کے معزول کرنے کو گئے ہیں تم بھی ان کی روک تھام کو چلو''۔ اس فقرہ کے سنتے ہی لوگوں کو خود کردہ پشیمانی ہوئی یک زبان ہو کر بولے'' بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل و خون ریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔ سب کے سب یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور شور وغل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے اہلِ ارباض ان کے ہمراہ ہو لئے حسین بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسد حرثی نے قصر منصور میں پہنچ کر امین کو قید وتنہائی کی مصیبت سے رہائی دی اور تختِ خلافت پر بٹھایا امین نے مسلح ہونے کا حکم دیا بلوائیوں کا مجمع بات ہی بات میں منتشر ہو گیا۔

حسین بن علی کا قتل: حسین پابہ زنجیر دربارِ خلافت میں حاضر لایا گیا امین نے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معذرت کی امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا ساتھ ہی اس کے ایک

گراں بہا خلعت مرحمت فرما کر دارالخلافت کے علاوہ اپنے تمام ممالک محروسہ کا گورنر مقرر کر کے کمال احترام سے رخصت کیا۔ لوگ مبارکباد دیتے ہوئے پل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب پر سواران لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک خفیف سے لڑائی ہوئی حسین مارا گیا اس کا سر اُتار کر امین کے پاس لایا گیا۔ اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع ایسا روپوش ہو گیا کہ اس کی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں: جس وقت مامون کا فرمان والاشان مشعر روانگی اہواز طاہر کے پاس صادر ہوا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی اہواز کی طرف کوچ کر دیا۔ اسی اثناء میں اس کے مخبروں نے آ کر یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک عظیم الشان لشکر لیے ہوئے طاہر اور اس کے ہمراہیوں کے پنجۂ غضب سے اہواز کو بچانے کے لیے آ رہا ہے۔ طاہر نے اپنے ہمراہیوں میں سے محمد بن طالوت' محمد بن علاء اور عباس بن بخارا کو چند دستہ فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے رستمی کے لشکر سے جا ملو اور پھر ان لوگوں کی حمایت و امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا بعد ازاں خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں پڑا ہوا تھا طاہر کا لشکر قریب آ جانے سے محمد بن یزید کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ کھلے میدان میں لڑنے سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلیے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجیے تا آنکہ بصرہ سے آپ کی قوم (ازد) آ جائے۔

اہواز پر قبضہ: محمد بن یزید نے اس مشورہ کے مطابق اہواز کی جانب مراجعت کی اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب پر مامور کر کے یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے پیشتر محمد بن یزید کے ہمراہیوں کو مع اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لو مگر اس میں قریش کو کامیابی نہ ہوئی۔ محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی روز پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ہمراہیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لیکن محمد اور اس کے جان نثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور داد مردانگی دے کر میدان جنگ پر تلواروں کے سایہ کے نیچے جان بحق تسلیم کر دی۔

واسط' کوفہ اور بصرہ پر قبضہ: جنگ کے خاتمہ پر طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ' بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے والی مقرر کئے بعد ازاں واسط کا قصد کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحیی حرشی اور ہیثم بن سعید (خزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ طاہر نے واسط پر بھی بلا مزاحمت و مخاصمت قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی جانب روانہ کیا کوفہ کی گورنری پر عباس بن ہادی فائز تھا۔ اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی یہ خبر لکھ کر بھیج دیا۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور مطلب بن عبداللہ بن مالک گورنر موصل نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا۔ طاہر نے سب کو ان کے عہدوں پر بحال

---

1. یہ واقعہ پندرہویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۰ مطبوعہ مصر۔
2. یہ واقعات رجب ۱۹۶ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر۔

رکھا۔ حرث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن رہا۔

مدائن پر قبضہ: ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہنچیں تو اس نے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن سلیمان اور محمد بن حمادی بربری کو قصر ابن ہبیرہ کی طرف روانہ کیا۔ حرث اور داؤد خم ٹھونک کر میدان جنگ میں لڑنے کو آئے اور نہایت سختی سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی جانب پسپا کر دیا۔ انہیں دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا۔ طاہر نے اس سے مطلع ہو کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ پر مامور کیا۔ اثناء راہ میں محمد وفضل سے ملاقات ہوئی فضل بن موسیٰ نے یہ کہہ دیا کہ "میں مامون کا مطیع ہو کر آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آئے ہو"۔ مگر محمد ان چکمہ کو تاڑ گیا۔ جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شب خون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اس کا لشکر بغداد کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رخ کیا ان دنوں مدائن کا گورنر برمکی تھا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا علاوہ ازیں دارالخلافہ بغداد سے برابر امدادی فوجیں اور رسد آ رہی تھی طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو بڑھنے کا حکم دیا جوں ہی قریش حملہ کے زد پر آیا برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی اور لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہوا مگر شیرازہ لشکر درہم برہم ہوا جاتا تھا۔ جب ایک صف درست کر کے دوسری صف کی درستی کی طرف مصروف ہوتا تو درست و مرتب صف منتشر ہو جاتی تھی برمکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دے دینے کا حکم دیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ لیا اور طاہر مدائن اور اطراف مدائن پر قبضہ کر کے صرصر پر جا اترا اور وہیں ایک پل بنوایا۔

حجاز میں مامون کی بیعت: جس وقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر چاک کر ڈالا اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حجاز کو مامون کی معزولی کا حکم دیا داؤد بن عیسیٰ نے لوگوں کو جمع کر کے امین کے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر کے کہا "کیا تم لوگوں کو یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے تینوں شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا دیکھو محمد امین نے ظلم وستم کا ہاتھ بڑھایا ہے اور اپنے دونوں بھائیوں (مامون و موتمن کو) خلافت سے محروم کر کے اپنے چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کر ظلماً چاک و تلف کر ڈالا ہے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ امین کی نقض بیعت اور مامون کی بیعت خلافت سے تم پر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی و خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار و عہد کو پورا کرتے ہو جو اس سے پیشتر خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے"۔ حاضرین نے بطیب خاطر داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے اطراف وجوانب میں اس کی منادی کرا دی خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے لڑکے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا لکھ بھیجا اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے براہ بصرہ وفارس وکرمان مرو کی طرف کوچ کر دیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے۔ مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا علاوہ ازیں صوبہ عکہ کو بھی اس کے صوبجات مقبوضہ سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے اور اپنے برادر زادہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا ناظم مقرر کر کے اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کو

بسر افسری ایک لشکر جرار یمن کی سند گورنری عنایت کر کے یمن کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ طاہر کی طرف سے اُس وقت ہو کر گزرے تھے جب کہ طاہر بغداد کا محاصرہ کیے ہوئے تھے طاہر نے ان لوگوں کو کمالِ احترام و توقیر سے ٹھہرایا دعوت کی بعد ازاں یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہلِ یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور تمام اہلِ یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرماں برداری و اطاعت کے لیے گردنیں جھکا دیں۔

<u>معرکہ صرصر</u>: جس وقت امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کی خبر پہنچی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا اس وقت وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر جنگ طاہر پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان <u>۱۹۶ھ</u> میں چار سو لواء سپہ سالاروں کے لیے منعقد کیے اور پھر ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان کے سنہ مذکور میں ہرثمہ سے جنگ کی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کا نامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا۔ ان دنوں طاہر صرصر میں مورچہ قائم کیے تھے خلیفہ امین کی طرف سے پے در پے فوجیں آ رہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جاتا تھا خلیفہ امین نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کر سازش شروع کر دی تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کے لشکر گاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے مالا مال کر دیا اس میں امین کو ایک گونہ کامیابی ہو گئی تو سردارانِ لشکر کو بلانے لگا رفتہ رفتہ ان کا گروہ کثیر بھی امین سے جا ملا امین نے ان لوگوں کو حسبِ لیاقت و حیثیت انعامات دیئے اور اپنے دوستوں اور ہمراہیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے دستوں پر مامور کر کے جنگ کی ترغیب دی اور بہ صورت کامیابی مستعدی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوئی تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام ہوتے ہی امین کے لشکر کو شکست ہوئی طاہر کی فوج نے امین کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جب یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچی تو امین نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو بہت سامال و اسباب دیا۔ اس لشکر میں منہزمین سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں کو فوج کے جدا جدا دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ طاہر نے اپنی حکمتِ عملی سے اس لشکر کو اپنے ساتھ ملا لیا لشکری بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے لوٹ پڑے امین نے اُس جدید فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے مرتب کی گئی تھی۔ طاہر نے ان سے بھی سازش کر لی اور بہت سامال و اسباب دے کر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن کر کے اپنے یہاں نظر بند کر لیا۔

<u>محاصرہ بغداد</u>: بعد ازاں مع اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پر جا اترا اور اپنی چالوں اور عاقلانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک گروہ کثیر کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ سا مچ گیا۔ قیدی جیل کے دروازے توڑ توڑ کے نکل آئے بدمعاشوں بازاریوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کر دی غریبوں اور بے کسوں پر ٹوٹ پڑے زہیر بن مسیب ضبی نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں ہرثمہ نے دوسری طرف

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم

یہی اہتمام و انتظام کیا۔ عبید اللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا مورچہ قائم کر کے محاصرہ کر لیا امین کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل سرا تنگ ہو گیا۔ رسد وغلہ کے بند ہو جانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہو گئی۔ مجبوراً توشہ خانہ کے مال واسباب اور خزانوں کے سامان وظروف نقرئی وطلائی کو فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں کو طاہر کے لشکر پر آتش بازی کرنے اور گرم تیل پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا۔ سعید بن مالک بن قادم امان حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا۔ طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا والی مقرر کر کے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور دمدموں کے باندھنے کا حکم دیا جن پر اس جنگ میں قبضہ ہو جائے اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سا اسباب وسامان دیا اور ایک دستہ فوج کا اس کے ہمراہ کر دیا۔

قصر صالح کی حوالگی: امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کنارہ دجلہ پر تھے چند سپہ سالار متعین تھے۔ ان لوگوں نے اپنے محاصرے کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتش بازی سے کام لیا اور منجنیقوں سے بے حد سنگ باری کی جس کا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کا لشکر بھی دے رہا تھا اس وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تا حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس فعل میں مزاحمت کرتا تھا اس سے لڑتا تھا اس جنگ کے اثناء میں خلیفہ امین نے ان روساء بنی ہاشم اور سرداران لشکر کے مال واسباب کو ضبط کر لیا جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریزہ فوج میں بے دلی پیدا ہو گئی اور میدان جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ کی جنگ سے تھک کر بیٹھ گئی سوائے بازاریوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی کار آموزہ شخص میدان جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا نظر نہ آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ مار شروع کر دی۔ ابھی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے طاہر کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی جو قصر صالح کے مورچہ پر مامور تھا۔ طاہر نے اس کو امان دے دی اس نے جمادی الثانی ۱۹۷ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط وکتابت کر کے امان حاصل کر لی بازاریوں اور رضا کار (والنٹیر نے) جمع ہو کر قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس طفلانہ حرکت سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا۔

امینی لشکر کو شکست: طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط وکتابت شروع کی اور بشرط بیعت امان دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے بہ کمال خوشی منظور کر لیا سب سے پہلے کل بنو قحطبہ نے اس کے بعد یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کی اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ گھبرا گیا جنگ کے تمام کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے سپرد کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور کرائے کے سپاہیوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہی معرکۂ جنگ کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے امراء وروساء بغداد شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا۔ طاہر نے قصر صالح پر قابض ہو کر بغداد کی شہر پناہ کے توڑے جانے کا حکم دیا اور رسد کی درآمد بند کر دی۔ کشتیوں کو براہ فرات بغداد میں جانے سے روک دیا جس سے غلہ بے حد گراں ہو گیا طول حصار غلہ کی کمیابی

اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جس کا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر بایں ہمہ نہایت استقلال کے ساتھ اہل بغداد لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس تو آزمودہ فوج نے شکست دے کر شماسیہ پر قبضہ کرلیا ہرثمہ یہ خبر پا کر اس کی اعانت کو آیا تو اس نے بھی منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا گرفتار کرلیا گیا۔ یہ ہزار خرابی اس کے ہمراہیوں نے اپنی حکمت عملی سے رہا کرایا طاہر نے جنگ کا نقشہ بدلتا ہوا دیکھ کر شماسیہ میں ایک پل بنوا کر عبور کیا اور بکمال مردانگی سے امین کے لشکر پر پہنچ کر اس شدت کا حملہ کیا کہ امین کے لشکر کو شکست ہوئی وہ مجبوراً پیچھے کو ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہوگیا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا خلیفہ امین کے مکانات شاہی جو خیز رانیہ میں تھے جلا دیئے گئے جس کی تیاری میں بیس لاکھ درہم صرف ہوئے تھے۔

عبداللہ بن خازم کا فرار: خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور اپنی ناکامی کا وثوق ہوگیا۔ عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین اس کی طرف سے مشتبہ ہوگیا تھا اور اس کی ایذا رسانی پر بازاریوں اور کمینوں کو مامور کردیا تھا بعض کا یہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط وکتابت کی تھی اور یہ بصورت سرکشی مال و اسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی دی تھی اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کی رفاقت ترک کردی تھی۔ اس کے بعد ہرثمہ نے مع اپنے ہمراہیوں کے بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کی طرف کوچ کیا طاہر کے لشکریوں نے چھیڑ چھاڑ کی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر دریا میں ڈوب کر مر گیا باقی ماندہ تیغ اجل کی نذر ہو گئے ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ پہنچا اس کے تمام کاموں میں ضعف آ گیا۔ اسی اثناء میں موتمن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مامون نے جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔

بغداد پر قبضہ: طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے معزول کرنے پر تیار کرلیا۔ چنانچہ ان دونوں نے آخر محرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی معزولی کا اعلان کردیا اور ہرثمہ کو جوان کے مقابلہ پر تھا بلا بھیجا ہرثمہ نے بلا مزاحمت مخاصمت مہدی کی لشکر گاہ میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا اہل شہر وکرخ نے مزاحمت کی لڑائی لڑی طاہر نے ان کو شکست دے کر قبضہ کرلیا اور امان کی منادی کرادی اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹھہرا کر مدینۃ المنصور قصر زبیدہ اور قصر خلد کا دروازہ پل سے بصرہ کے دروازہ تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں پر دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی اپنے لشکر کو پھیلا دیا اور موقع موقع سے منجنیقوں کو نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دے دیا۔ خلیفہ امین مع اپنی ماں اور لڑکیوں کے شہر مدینۃ المنصور میں پناہ گزین رہا اور نہایت استقلال وصبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے ارکین سلطنت میں سے صرف حاتم بن صقر اور حریشی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی کیا لشکری اور کیا لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا" اس گئی گزری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر المومنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی قدر امراء ورؤسا وارکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کرکے ان کا افسر مقرر کریں اور کسی دروازہ سے بہ حالت غفلت نکل کر جزیرہ وشام کی طرف چلے جائیں اور ایک جدید سلطنت کی بنا ڈالیں عجب نہیں کہ اس سے عوام الناس کا میلان طبع آپ کی جانب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کوئی بات پیدا کردے"۔ خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ وشام کی طرف چلے جانے کا قصد مصمم کرلیا۔

امین کی امان طلبی: طاہر کو امین کی اطلاع ہوئی تو اس نے سلیمان بن منصور محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا دھمکی دی کہ اگر تم لوگ امین کو اس قصد سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر جنگ زرگری شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المومنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خود کو ابن اغلب اور ابن صقر کے قبضہ میں دے دیں۔ یہ لوگ خائن اور غیر معتبر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امان طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے ابن صقر اس رائے سے مخالفت کر کے بولا ''اگر امیر المومنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجئے اور ان کے پاس جائیے''۔ امین نے اس سے انکار کیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو شگون بد تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کر کے کہلا بھیجا کہ ''میں باستثناء آپ کے اور لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے خواستگار ہوں گے تو ان کو بھی میں امان دے دوں گا''۔

امین کے محل سرا کا محاصرہ: طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو یہ امر شاق گزرا کہ فتح یابی کا تاج ہرثمہ کے سر پر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آ جائے۔ ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ہمراہیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے یہ رائے ظاہر کی کہ طاہر سے موجودہ حالات میں شکر رنجی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کر لینا چاہیے۔ چنانچہ ہرثمہ مع اپنے ہمراہیوں اور سلیمان' سندی اور ابن نہیک وغیرہ کے طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین بذاتہ سوائے ہرثمہ اور کسی کے پاس نہ جائے گا مگر ہاں خاتم خلافت' عصا اور چادر جو حقیقت شعار خلافت میں سے ہیں آپ کے حوالہ کر دے گا۔ طاہر اس امر پر راضی ہو گیا جوں ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرش پہنچا اور طاہر کے کان میں یہ پھونک دیا کہ یہ لوگ آپ سے وعدہ کر گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ہمراہ خاتم خلافت' عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لے جائے گا۔ طاہر یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اسی وقت چند لوگوں کا امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین کا فرار: پچیسویں محرم ۱۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس کہلا بھیجا کہ آج کی شب اور صبر فرمائیے کیونکہ آج صبح کنارہ دریا پر کچھ ایسی باتیں مجھے نظر آئی ہیں جن سے مجھے خطرہ پیدا ہوتا ہے امین نے جواب دیا'' میرے جس قدر احباب اور ہوا خواہ تھے وہ سب کے سب مجھ سے جدا گئے ہیں میں یہاں اب ایک ساعت بھی قیام نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ طاہر کو اطلاع ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے''۔ اس کے بعد امین نے اپنے دونوں لڑکوں کو گلے لگایا پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے پر آیا۔ ہرثمہ ایک حراقہ[1] پر سوار ہو گیا ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں کے بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص مزاحمت کرے اس پر بے تامل آتش بازی کرنا۔ جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آ گیا۔ حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اس شدت سے تیر باری کی کہ حراقہ کو

---

[1] حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس میں آتش بازی کے مقامات ہوتے ہیں جس کے ذریعے سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے۔ اقرب الموارد صفحہ ۱۸۲ جلد اول۔

بیکار کر دیا۔ غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا۔ تھوڑی دیر میں حراقہ پانی سے لبریز ہو کر ڈوب گیا۔

امین کا قتل: احمد بن سالم ناظم فوج داری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین' ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچا لوگوں نے گرفتار کر لیا طاہر کے پاس لے گئے اس نے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام ونسب بتلایا پھر امین کا حال پوچھا میں نے جواب دیا کہ ''وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا'' اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید کی مصیبت مجھ شامت زدہ کے لئے کچھ کم نہ تھی کہ دفعتہً یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے اس خبر کو سنتے ہی میرے ہوش وحواس جاتے رہے۔ مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال واسباب تھا اس کو میں نے دے کر اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ پائی۔ تھوڑی رات گزری ہوگی کہ ان لوگوں نے یکایک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر لیا اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا میں انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر رونے لگا۔ امین نے مجھے پہچان کر کہا ''تم مجھے اپنے گلے لگا لو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے''۔ میں نے امین کے کہنے کے مطابق اس کو گلے سے لگا لیا اس وقت اس کے قلب کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ فرط خوف سے سما جاتا ہے تھوڑی دیر بعد جب اس کے ذرا ہوش درست ہوئے تو مجھ سے مامون کا حال دریافت کیا میں نے عرض کیا ''وہ ابھی زندہ ہے''۔ امین نے کہا اللہ تعالیٰ ان کے وکیل سے سمجھے وہ مجھ سے کہتا تھا کہ مامون مر گیا۔ غالباً ان سے ان کا مقصود یہ تھا کہ میں ان کی جنگ سے غافل ہو جاؤں''۔ میں نے کہا ''بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کہ انہوں نے آپ کو دھوکا دیا''۔ امین نے سرد آہ بھر کر کہا ''کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدہ امان پورا نہ کریں گے؟''

میں نے کہا ''ہاں حضور ان شاء اللہ تعالیٰ''۔

ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آ پہنچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ امین کو پہچان کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تقریباً نصف شب ایک گروہ عجمیوں کو چمکتی ہوئی برہنہ تلواریں لئے ہوئے آیا۔ امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں سے ایک نے لپک کر امین کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ذبح کر کے سر اتار لیا اور طاہر کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لاش کو بھی اٹھا کر لے گئے۔ طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کرا دیا۔ جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے ابن عم محمد بن حسن بن مصعب کی معرفت فتح کا اعلان نامہ مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر' خاتم خلافت' عصا اور چادر بھی بھیج دی۔ مامون نے ان سب کو دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا۔

باب: ۸

عبداللہ ابوجعفر المامون ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ

طاہر نے امین کے قتل ہونے کے بعد امان کی منادی کرادی اور جمعہ کے دن شہر بغداد میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑتا ہوا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی۔ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں۔ شاہی محل سراؤں کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا اور زبیدہ مادر امین اور امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ و عبداللہ کو بالائی زاب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر کے بھیج دیا۔ چند دنوں کے بعد موسیٰ و عبداللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

بغداد میں شورش: امین کے قتل ہو جانے پر بغداد میں لشکر اور نیز طاہر کی فوج کو اپنے کئے ہوئے پر پشیمانی ہوئی۔ مگر اس ندامت سے کیا حاصل تھا۔ طاہر سے روزینہ طلب کیا۔ وہاں کیا تھا حیلہ و حوالہ سے ٹال دیا۔ لشکریوں میں سرگوشی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ اشتعال اس قدر بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں روز لشکریوں نے بلوہ کر دیا۔ طاہر مع اپنے ایک گروہ سپہ سالاروں کے عقرقوبا بھاگ گیا اور وہاں سے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر مرتب کر کے بغداد کی طرف لوٹا۔ بلوائیوں نے معذرت کی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر منڈھ دیا۔ طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط سے کہ وہ حسب دستور سابق مطیع و فرمان بردار ہو جائیں معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا۔ رؤسا و مشائخ بغداد نے اہل بغداد کی صفائی دیں اور بے خطا ہونے کی قسمیں کھائیں۔ تب طاہر کا غصہ فرو ہوا اور لڑائی کا بازار ٹھنڈا ہو گیا۔ مشرق سے مغرب تک کل صوبجات اور ممالک میں مامون کی حکومت کا سکہ چل گیا۔

حسن ہرثمی کی بغاوت: اسی ۱۹۸ھ میں حسن ہرثمی نے علم بغاوت بلند کیا۔ ایک گروہ بازاریوں کا اس کے ساتھ ہو گیا اور بہت سے بدویوں نے اس کی اتباع کی۔ حسن ہرثمی یہ کہتا ہوا کہ "لوگو! آل محمدﷺ کی اطاعت کرو اور انہیں کی حمایت کرو" نیل کی طرف آیا۔ رعایا سے جبراً خراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی مخالفت کی اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد کے فتح ہونے کے بعد حسن بن سہل برادر فضل بن سہل کو طاہر کی مفتوحات جبل، عراق، فارس، اہواز، حجاز اور یمن کی سند گورنری مرحمت کی پس حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے صوبجات میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے عمال کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ، موصل، شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے نصر بن شبث کی جنگ پر جانے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی جانب روانہ کیا۔

نصر کی بغاوت: نصر بن شیث، بنوعقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر سے مقام کیسوم شمالی حلب میں رہتا تھا۔ اس کو ابتداء ہی سے امین کی طرف میلان تھا۔ چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کے ایفاء کا اظہار کیا اور اپنے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے سمیساط پر بھی متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب کے بادیہ نشینوں کا ایک گروہ عظیم اس کے پاس جمع ہو گیا۔ سامان جنگ درست کر کے فرات کی جانب شرق عراق کی طرف عبور کیا اور حران پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ان اثناء میں طالبین کے ہواخواہوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آل علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنوعباس اور ان کے عمال طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے تھے۔ نصر نے جواب دیا "میں سیاہ جھنڈے والوں کی اولاد کی بیعت نہ کروں گا ورنہ وہ کہے گا کہ میری ذات سے نصر برا آزردہ ہوا ہے"۔ حاضرین بولے "اچھا بنوامیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجئے"۔ جواب دیا "یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ اندیشہ ہوگا کہ اس کی پامالی سے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا میلان بنوعباس کی طرف ہے۔ مگر ان سے میں اس وجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم پر عرب کو مقدم کر دیا ہے"۔ اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیال چھوڑ کر مطیع بن جاؤ۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس اثناء میں طاہر کو اپنے باپ حسین بن زریق بن مصعب کی خراسان میں انتقال کرنے کی خبر پہنچی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے قبر میں اتارا تھا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا نامہ تعزیت صادر ہوا۔

یمامہ و نزاریہ میں لڑائی: امین کے قتل کے بعد موصل میں مابین یمامہ و نزاریہ یہ لڑائی ہوگئی اس وجہ سے کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر متصرف تھا۔ اس نے نزاریہ پر جبر و ستم شروع کر دیا تھا۔ جس وقت عثمان بن نعیم برجمی دیار مصر میں وارد ہوا۔ نزاریہ کے اعزہ و اقارب اور ان کے سرداروں سے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا چنانچہ بیس ہزار آدمی مصر سے عثمان کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوئے علی بن حسن کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کے لئے کہا مگر عثمان نے کچھ سماعت نہ کی مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر نزاریہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ ہزارہا آدمی کام آئے اور علی اپنے دارالحکومت میں واپس آیا۔

ابوالسرایا کی بغاوت: جس وقت خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو کل مفتوحات طاہر کا گورنر مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کیا لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے۔ مامون کوئی کام فضل کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا۔ کل خاندان خلافت ارکین سلطنت اور سپہ سالاران لشکر کو اس نے دبا لیا ہے۔ بنوہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابوالسرایا سری بن منصور نے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنوشیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا۔ بنوتمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر ڈالا۔ والی جزیرہ نے بدلہ لینے کی غرض سے ابوالسرایا کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ابوالسرایا کو اس کی خبر لگ گئی۔ وہ فرات کو عبور کر کے شرقی جانب فرات چلا آیا اور رہزنی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد تیس

سواروں کی جمعیت کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس آرمینیہ چلا گیا۔ یزید بن مزید نے ان کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دے دی۔ چنانچہ یزید بن مزید کے ہمراہی خزیمہ سے معرکہ آرا ہوا اوران میں سے کثیر التعداد آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ ازاں جملہ ابوشوک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اس کے لڑکے اسد کے ساتھ رہنے لگے اور جب اسد کو حکومت آرمینیہ سے معزول کر دیا گیا تو وہ احمد بن یزید کے پاس چلا گیا اس اثناء میں امین و مامون میں ان بن ہوگئی۔ امین نے احمد بن مزید کو جنگ ہرثمہ پر مامور کیا۔ اس وقت احمد بن مزید نے ابوالسرایا کو اپنے لشکر کے ہراول دستے کا سردار مقرر کیا۔ ہرثمہ نے اس سے سازش کرنے کی کوشش کی اور اس نے سازش کر کے اس کے پاس چلا گیا بنوشیبان یہ خبر پا کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے۔ چند دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہوگئے۔ ان نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روزینے مقرر کرائے۔ چنانچہ جب امین مارڈالا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا۔ ابوالسرایا جل بھن کر خاک ہوگیا حج کی اجازت چاہی ہرثمہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار درہم سفر خرچ مرحمت کیا۔

عین التمر پر حملہ: ابوالسرایا نے اس کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور بوقت روانگی یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تقریباً دوسو آدمی جمع ہوگئے ابوالسرایا نے ان لوگوں کو مرتب کر کے عین التمر پر حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد اتفاقاً ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہوگئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لادے ہوئے لئے جارہا تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی لوٹ کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آ پہنچا جس کو اس نے اس کی سرکوبی پر مامور کیا تھا ابوالسرایا اس لشکر کو شکست دے کر بیابان میں گھس گیا۔ بعد ازاں اس کے بقیہ ہمراہی بھی اس سے آملے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ دوقوقہ کی طرف قدم بڑھایا۔ ابوضرغامہ نے سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر قصر میں جا چھپا ابوالسرایا نے ان کا بھی مال و اسباب لے لیا کر انبار کا قصد کر دیا۔ انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) مامور تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا کچھ دور جا کر پھر انبار کی جانب واپس آیا۔

ابن طباطبا کا ظہور: بعد ازاں بہ قصد رقہ خروج کیا۔ طوق بن مالک تغلبی کی طرف ہوکر گزرا اس نے قیس کے خلاف اس کی امداد کی چار مہینے تک ٹھہرا رہا ربیعہ کی جانبداری کی وجہ سے قیس سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کرلی اور ابوالسرایا رقہ کی جانب چلا گیا وہاں پر محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مثنیٰ بن حسین بن علی سے ملاقات ہوگئی۔ اس کا باپ ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابوالسرایا نے ابن طباطبا کی بیعت کرلی۔ ابن طباطبا نے ابوالسرایا کو دریا کے راستے کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ ایک معین اور مقررہ وقت پر ابوالسرایا اور ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے ابن طباطبا نے اہل کوفہ سے آل محمدؐ کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابوالسرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اس کا مال و اسباب اور جواہرات لوٹ لئے یہ واقعہ جمادی الاخر ۱۹۹ھ کا ہے

جمادی الثانی ۱۹۹ھ کا ہے۔

ابن طباطبا کا انتقال: بعض کا یہ بیان ہے ابوالسرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا۔ مگر تنخواہ بند کر دینے کی وجہ سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا اور ابن طباطبا کی بیعت کر لی اور جب کوفہ پر متصرف ہو گیا تو اطراف وجوانب کے رہنے والوں نے جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت کی ان دنوں کوفہ کی گورنری پر حسن بن سہل کی جانب سے سلیمان بن منصور تھا۔ حسن بن سہل نے یہ خبر پا کر زہیر بن مسیب ضبی کو بسرافسری دس ہزار سواریوں کے کوفہ روانہ کیا۔ ابن طباطبا و ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور بکمال مردانگی سے لڑ کر زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اگلے دن صبح کو محمد بن طباطبا کو مردہ پایا۔ ابوالسرایا نے بجائے اس کے ایک نوعمر علوی محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود کل کاموں کا انصرام و انتظام کرنے لگا۔ زہیر خاتمہ جنگ کے بعد قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا۔ حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مرورودی کو بسرافسری چار ہزار فوج کے زہیر کی کمک کو روانہ کیا ابوالسرایا نے اس کو بھی نصف رجب ۱۹۹ھ میں شکست دے دی اور اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔ باقی جو رہے وہ قید کر دیئے گئے۔

ابوالسرایا کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد ابوالسرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فوجوں اور عمال کو بصرہ اور واسط کی جانب روانہ کیا۔ بصرہ کی گورنری عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو مکہ کی حسین بن حسن بن علی بن زید العابدین معروف بہ افطس کو (انہیں کو موسم کا امیر مقرر کیا تھا) یمن کی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو فارس کی اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کی زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو مرحمت چنانچہ عباس نے بصرہ پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مدائن کی طرف نکال باہر کیا ابوالسرایا نے اس کو یہ حکم دیا کہ بغداد پر جانب شرقی سے حملہ کر دو۔ عباس نے ایسا ہی کیا واسط میں حسن بن سہل کی جانب سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا۔ اس نے ابوالسرایا کے سپہ سالاروں کی آمد سن کر واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابوالسرایا پر جانے کی درخواست کی اور اس سے پہلے ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا۔ مگر بعد اصرار بسیار واپس آیا اور ایک لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابوالسرایا کی پسپائی: اسی زمانہ میں حسن نے مدائن اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مدائن کی جانب روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ ابوالسرایا کو اس کی خبر لگ گئی اس وقت یہ قصر ابن ہبیرہ میں تھا۔ جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے مدائن بھیج دیا۔ جس نے ماہ رمضان میں مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا اور خود قصر ابن ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آ ٹھہرا ہرثمہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے مقابلہ پر اترا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مدائن پہنچ کر ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا۔ ابوالسرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی جانب مراجعت کی۔ ہرثمہ نے اس کی روانگی کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا گروہ مل گیا۔ ہرثمہ نے ان کو گھیر کر مار ڈالا اسکے بعد نہایت تیزی سے ابوالسرایا کو جا گھیرا۔ ہرثمہ اور ابوالسرایا سے متعدد لڑائیاں ہوئی ایک گروہ کثیر ابوالسرایا کے ہمراہیوں کا قتل کر ڈالا گیا۔ بالآخر جان بچا کر کوفہ کی جانب بھاگا۔ طالبین بنو عباس اور ان کے ہوا خواہوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے جو کچھ پایا لوٹ

لیا۔ مکانات ویران ومسمار کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں ان کو جبراً لے لیا۔

مکہ پر قبضہ: مکہ کی گورنری پر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا۔ جس وقت اس کو حسین افطس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی ہوا خواہان بنوعباس کو جمع کیا اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا وہ ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا۔ مسرور الکبیر نے بقصد جنگ تیاری کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی' داؤد نے جواب دیا ''میں حرم شریف میں قتل وخون پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستے سے نکل جاؤں گا''۔ مسرور الکبیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ کر دیا اس کے بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی جانب روانہ ہو گیا' اس وقت حسین افطس اس خوف سے مکہ میں جانے سے لڑائی ہو گی شرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ جب اس کو یہ خبر لگی کہ بنوعباس سے مکہ معظمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوا طواف کیا مابین صفا و مروہ سعی کی عرفہ میں ایک شب قیام کیا غرض جملہ مناسک حج ادا کئے۔

کوفہ کا محاصرہ: ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس نے اسی اثناء میں منصور بن مہدی کو بلا بھیجا اور رؤسا کوفہ سے خط وکتابت کی اور علی بن سعید مدائن سے واسط کی طرف آیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ کا رخ کیا۔ انہیں واقعات پر ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور ۲۰۰ھ کا سکہ تمام عالم میں چلنے لگتا ہے۔ ہرثمہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ حصار کی شدت جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو ابوالسرایا آٹھ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مع محمد بن جعفر بن محمد کے کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہرثمہ نے پندرہویں محرم ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ غسان کو (جو خراسان کی فوج میں باڈی گارڈ افسر تھا) کوفہ کی امارت دی اور ایک روز قیام کر کے لوٹ کھڑا ہوا۔

ابوالسرایا کا خاتمہ: ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قادسیہ کا قصد کیا اور پھر قادسیہ سے سوس کی جانب روانہ ہوا۔ مقام خورستان میں ایک قافلہ مل گیا جو اہواز سے بہت سا مال واسباب لئے جا رہا تھا۔ ابوالسرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا ان دنوں حسن بن علی ماموتی اہواز کا گورنر تھا۔ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ حسن بن علی نے ابوالسرایا کو شکست دے دی۔ ابوالسرایا کے ہمراہی متفرق ومنتشر ہو کر بھاگ گئے۔ حسین بن علی مع محمد اور اپنے غلام ابوالشوک کے ابوالسرایا کی قیام گاہ مقام راس عین (مضافات جلولاء) کی طرف آیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حماد کندغوش نے نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان میں لا کر حاضر کیا۔ حسن بن سہل نے ابوالسرایا کو قتل کر کے اس کا سر مع محمد بن محمد کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور لاش کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا اس کو زید النار کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور ہوا خواہانِ دولت عباسیہ کے مکانات بصرہ میں بکثرت جلوا دیئے تھے۔ زید نے علی بن سعید سے امان کی درخواست کی۔ علی بن سعید نے امان دے دی مگر ساتھ ہی اس کے بخوف وخطر آئندہ نظر بند کر لیا۔

حجاز و یمن: اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویین سے جنگ کرنے کے

لئے فوجیں روانہ کیں۔ مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا۔ جب اس کو ابوالسرایا کے قتل کئے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے یمن کی جانب کوچ کر دیا۔ یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کی جانب سے مامور تھا۔ اس پر ابراہیم کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ وہ یمن چھوڑ کر مکہ کی جانب بھاگ نکلا۔ پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ چونکہ اس نے یمن میں قتل وخونریزی حد سے زیادہ کی تھی اسی وجہ سے یہ جزار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ابراہیم جزار نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی جانب سے لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پیشتر ابوالحسن معتصم مع ایک جماعت سپہ سالاروں کے جس میں حمدویہ بن علی بن ماہان بھی تھا پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کی سند گورنری بھی دی تھی۔ عقیلی نے یہ خیال کر کے مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کر دیا۔

اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آ رہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا۔ عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہل قافلہ کے تمام مال واسباب تجارت اور نیز خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا۔ اہل قافلہ بحال پریشان بکمال بے سروسامانی سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ معتصم نے جلودی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جلودی راتوں رات عقیلی کے سر پر پہنچ گیا اور صبح ہوتے ہی نقارہ جنگ بجوا دیا۔ لڑائی ہوئی عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے ہمراہی اس کے گرفتار کر لئے گئے جس قدر مال واسباب تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا۔ معتصم نے قیدیوں کو دس دس درے لگوا کر حلبہ کر دیا اور حجاج کے ساتھ بہ اطمینان تمام مناسک حج ادا کئے۔

محمد جعفر کی بیعت: محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن زین العابدین ملقب بہ دیباچہ عالم زاہد اور نیک سیرت تھے۔ اپنے باپ جعفر الصادق سے حدیث کی روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم وادب سیکھنے کے لئے آتے تھے۔ چنانچہ جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر دوسرا غلاف چڑھایا جس کو ابوالسرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے تھے اور لوگوں کے مال واسباب کو جبراً چھیننے لگے تب اکثر اہل مکہ جان ومال کے خوف سے مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اس کے ہمراہیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ ڈالا خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جس قدر سونا چڑھا ہوا تھا اس کو اتار لیا اور جس قدر نقد وجنس خانہ کعبہ کے خزانہ میں تھا نکال کر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت برا اثر پڑا۔ اسی اثناء میں ابوالسرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ اہل مکہ آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔ اس وقت حسین افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا اور گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی" یہ موقع مناسب ہے لوگوں کو قلوب آپ کی طرف مائل ہیں۔ آیئے میں آپ کی بیعت کئے لیتا ہوں کوئی شخص آپ کی مخالفت نہ کرے گا"۔ محمد بن جعفر الصادق نے اس درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور ان کا لڑکا علی برابر اسی امر پر اصرار کرتا رہا۔ بالآخر محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے اور طوعاً وکرہاً بیعت خلافت لینے پر آمادہ ہوئے۔ لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ابن افطس کی بداعمالیاں: کچھ عرصہ بعد آپ کے لڑکے علی اور ابن افطس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور طرح طرح کی

بداعمالیاں کرنے لگے۔ زنا اغلام اور سر بازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا۔ حسین عورتوں کو اپنی عصمت بچانا دشوار ہو گیا۔ جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لونڈا نظر آ جاتا یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کی غرض سے جبراً پکڑ لے جاتے تھے۔ لوگوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کے معزول کرنے اور قاضی مکہ کے لڑکے[1] کو واپس لینے پر متفق ہو گئے۔ قاضی مکہ کا لڑکا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے علی کے مکان میں مقید تھا۔ چنانچہ جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کے مکان کو شور و غل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا تو آپ ان لوگوں سے امان حاصل کر کے اپنے بیٹے کے مکان پر گئے اور اس لڑکے کو اپنے بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

عباسیوں کی فتح: اس واقعہ کے چند دنوں بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آ پہنچا۔ طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ معظمہ کے اردگرد خندقیں کھود دیں۔ اطراف و جوانب کے بدویوں کو یکجا کر کے مقابلہ پر آئے۔ اسحاق نے بھی صف آرائی کی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے دست کش ہو کر عراق کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں اس لشکر سے ملاقات ہو گئی جس کو ہرثمہ نے جلودی اور رجاء بن جمیل کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہ حسین بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ہمراہ پھر مکہ معظمہ واپس آیا۔ طالبیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ چونکہ عباسیوں کا ستارہ اقبال عروج پر تھا طالبیوں کو شکست ہوئی۔ محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی امان دے دی گئی۔ عباسیوں نے مکہ معظمہ پر کامیابی سے قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر الصادق مکہ معظمہ سے جحفہ کی جانب اور پھر جحفہ سے بلادِ جہینہ چلے گئے۔ بلادِ جہینہ میں پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر مرتب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع و مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب والیٔ مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے نکلے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر الامر محمد بن جعفر الصادق کو شکست فاش ہوئی شکست کھا کر اپنی قیام گاہ پر واپس آئے انہیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی۔ ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔

محمد بن جعفر الصادق کی دست برداری: اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امان حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور ان امور و افعال کی جو اس سے پیشتر آپ سے سرزد ہوئے تھے یہ معذرت کی کہ ''چونکہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اس وقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اس بیعت کا ایفا کر رہا تھا۔ بعد ازاں اب مجھے یہ خبر پہنچی کہ مامون زندہ ہے۔ لہٰذا میں خود کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے سبکدوش کرتا ہوں''۔ اس قدر معذرت کر کے منبر سے اتر آئے اور بعد ادائے حج ۲۰۱ھ میں عراق چلے گئے۔ حسن بن سہل نے خلیفہ مامون کے پاس پہنچ دیا۔ چنانچہ اس زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے تا آنکہ جب خلیفہ مامون عراق کو روانہ ہوا تو انہوں نے اثناء راہ مقام جرجان میں پہنچ کر وفات پائی۔

ہرثمہ کی روانگی: جس وقت ہرثمہ مہم ابو السرایا سے فارغ ہو واپس ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے بغیر ملے ہوئے براہ عقرقوبا نہروان کی جانب بہ قصد خراسان روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں خلیفہ مامون کا فرمان مشعر بایں مضمون صادر ہوا

---

[1] لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا۔ اسحاق ایک نوعمر حسین لڑکا تھا۔ ایک روز بازار مکہ میں جا رہا تھا۔ اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی۔ دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی۔ جھٹ پٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے کو اپنے مکان میں پابدست دگر دست بدست دگرے اٹھا لے گیا۔ نعوذ باللہ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸)

کہ ''تم بجائے خراسان آنے کے شام وحجاز کی طرف واپس جاؤ'' مگر ہرثمہ اس پر ملتفت نہ ہوا۔ خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اور نیز اس خیال سے کہ میرے آباؤ اجداد ہمیشہ دولت عباسیہ کے ہوا خواہ تھے اور میں بھی اب اور اس سے پیشتر برابر بہی خواہ دولت عباسیہ رہا ہوں خراسان جانے کا ارادہ ترک نہ کیا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کی غرض سے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے اور لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اوران پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا ہے۔ خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہرثمہ کے خلاف شکایت: اتفاق یہ کہ ہرثمہ کے ان خیالات سے فضل بن سہل مطلع ہو گیا۔ موقع پا کر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ ابوالسرایا کا فتنہ در حقیقت اسی کا اُٹھایا ہوا تھا۔ اس کی جسارت اور عدول حکمی کی کوئی انتہا نہیں رہ گئی خلافت پناہی کے قانون کی تعمیل اس نے مطلق نہیں کی۔ جان پناہ نے تو شام وحجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا مگر ہرثمہ خراسان چلا آ رہا ہے۔ اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو عدول حکمی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی۔ خلیفہ مامون کے خیالات ان فقروں سے تبدیل ہو گئے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تا آنکہ ہرثمہ مرو میں وارد ہوا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے اس کے آنے کی خبر مخفی نہ رہے نقارہ بجانے کا حکم دے دیا۔

ہرثمہ کا قتل: خلیفہ مامون کے کانوں تک طبلوں کی آواز پہنچی تو دریافت کیا ''کون آتا ہے؟'' گزارش کی گئی ''ہرثمہ آ پہنچا وہی گرجتا اور تڑپتا ہے''۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلا بھیجا اور معترضانہ استفسار کیا ''تو نے کوفہ کے علویوں اور ابوالسرایا کو مقرر کر کے کیوں تباہ و ہلاک کیا۔ اگر تو بدنیتی کو دخل نہ دیتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کر سکتا تھا''۔ ہرثمہ معذرت کرنے لگا۔ خلیفہ مامون نے اس کی ایک بھی نہ سنی۔ پیٹ پر ایک لات رسید کی۔ ناک توڑ ڈالی اور کشاں کشاں جیل بھیج دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ جس نے اس کو جیل کی تکلیف سے ابدی نجات دے دی۔[1]

بغداد میں شورش: جب ہرثمہ کی یہ خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام والی بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ جند حربیہ کو ایک حبہ نہ دو حیلہ حوالہ سے ٹالتے رہو۔ حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے قبل روانگی ہرثمہ اس کے معزول کرنے اور اس کے عمال کے نکال دینے کا قصد کر لیا تھا۔ چنانچہ اس کے مقرر کیے ہوئے عامل کو بغداد سے نکال کر اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانے کرکے ٹالتا جاتا تھا۔ تا آنکہ اس نے اپنی غلط تدبیر سے ان لوگوں میں اختلاف ڈال دیا اور ان کے اشارہ سے علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس آئے۔ تین روز تک جند حربیہ سے جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر وظائف اور روزینہ دینے پر مصالحت ہو گئی۔ ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق معہ ابوالسرایا کے بھائی کے جس کو علی بن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ قید خانہ سے بھاگ گیا اور اطراف انبار میں خروج کر دیا اور اراکین

---

[1] یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۰ھ کا ہے۔ (کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۰)

دولت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری پر فوجیں متعین کر دیں جنہوں نے نہایت کم مدت میں اس کو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کی خبر پہنچی۔

محمد بن ابی خالد: اسی اثناء میں محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام سے مخالفت کا اعلان کر دیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کر جند حربیہ سے جا ملا اور لڑائی شروع کر دی۔ علی بن ہشام شکست کھا کر صرصر کی جانب بھاگ گیا اور بعض کا خیال ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اس وجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مدائن میں ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں مدائن سے واسط کی جانب بھاگ گیا۔ فضل بن ربیع جو زمانہ خلیفہ امین سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے روپوش تھا بدستور روپوش رہا۔ اس عرصہ میں عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقہ سے طاہر کے پاس سے آ پہنچا۔ اس نے اور اس کے باپ نے مشورہ کر کے جنگ حسن پر کمر ہمت باندھ لی اور لشکر مرتب کر کے واسط کے ارادہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اثناء راہ میں حسن کے ہمراہیوں میں سے جو مقابلہ پر آتا اس کو نیچا دکھاتے گئے۔ زہیر بن مسیب کو جو حسن کی جانب سے خوخی (اطراف سواد) کا عامل تھا اور سپہ سالاران بغداد سے خط و کتابت کیا کرتا تھا۔ محمد بن ابی خالد نے جا کر گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا۔ بعد ازاں واسط کی طرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کی جانب روانہ کیا حسن کا نائب یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلا گیا۔

فضل بن ربیع کو امان: ہارون نے میدان خالی پا کر نیل پر قبضہ کر کے اپنے باپ کی جانب مراجعت کر دی۔ محمد و ہارون نے واسط کا قصد کیا۔ حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہو کر واسط سے کوچ کر دیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ دراز سے واسط میں روپوش تھا ٹھہرا رہا محمد و ہارون کے داخل ہونے کے بعد محمد سے امان کا خواستگار ہوا۔ محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امان دے کر بغداد کی جانب روانہ کر دیا اور خود بقیہ لشکر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ حسن کے عساکر اور سپہ سالاروں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے حسن نے تعاقب کر لیا۔ محمد نے جرجرایا میں پہنچ کر قیام کیا اور اپنے لڑکے ہارون کو غربایا کی جانب بھیج دیا۔

عیسیٰ بن محمد کی تقرری: چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہو گیا تھا۔ بہتری کی صورت نظر نہ آئی تو ابو زنبیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اٹھا لایا۔ بغداد پہنچ کر محمد نے دم توڑ دیا۔ شب کے وقت خفیہ طور سے اپنے ہی مکان میں دفن کر دیا گیا۔ اسی شب میں ابو زنبیل نے زہیر بن مسیب کو قتل کر ڈالا۔ خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کیے گئے۔ حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی جانب نیل کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس لشکر نے نیل پر پہنچ کر ہارون کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کر لیا۔ ہارون نیل سے مدائن بھاگ گیا۔

حسن بن سہل کی پسپائی: اس واقعہ کے بعد اہل بغداد نے ایک جلسہ کر کے منصور بن مہدی کو مسند خلافت پر بٹھانے کا قصد کیا۔ منصور بن مہدی نے اس سے انکار کر دیا۔ تب ان لوگوں نے حسن بن سہل سے خائف ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا نائب بغداد و عراق مقرر کیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے پر موافقت اور سازش کر لی تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہل بغداد کی مقاومت و مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد کو چاپلوسی کی باتیں کرنے لگا رشتہ داری و قرابت کا وعدہ کیا۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ دینار اور اس کو مع اس کے خاندان اور اہل بغداد کے امان دینے اور صوبجات کی گورنریوں پر متعین کرنے کا اقرار کیا۔ عیسیٰ نے ادھر ان سب امور کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہل بغداد کو لکھ بھیجا کہ ''تم لوگ نہ گھبرانا میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں نہ تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنالو''۔

منصور بن مہدی: چنانچہ اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا۔ منصور بن مہدی نے حسان بن عباد بن ابی الفرج کو اطراف کوفہ کی طرف مامور کیا۔ اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ پر مامور تھا لڑائی کی۔ حمید نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ[1] رجب ۲۰۱ھ کا ہے اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈال دیا۔ منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام کوثی میں حمید سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ حمید نے اس کو بھی نیچا دکھایا اور اس کے قیام کیا۔

رضا کار: جس وقت بغداد میں اوباش مزاجوں کی کثرت ہوگئی اور چاروں طرف سے بدمعاشوں نے ظلم و ستم کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے اور دن دہاڑے دکانداروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے۔ اعلانیہ اور فخریہ طور پر گناہوں کا ارتکاب کرنے لگے اور حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیان دولت کی کمزوری کی وجہ سے ان کے انسداد سے معذور ہوگئی تو اوباش مزاجوں اور بدمعاشوں نے اطراف و جوانب کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مار ڈالا۔ جو پایا لوٹ لیا۔ رعایا ان کے ظلم سے پریشان ہو ہو کر حکام کے پاس آتی مگر یہ ان کی چارہ جوئی نہ کر سکتے تھے۔ وہ اس وقت مصلحین قوم و ملت اس کی مدافعت کے خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کے تذکرے کرنے لگے اور یہ خیال کر کے ہر حلقہ اور محلہ میں بہ نسبت اوباشوں اور دارفتہ مزاجوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اصلاح قوم و ملک اور منکرات شرعیہ کی مدافعت کرنے کا قصد کر لیا۔

سب سے پہلے خالد دریوش نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں میں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلہ والوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب دی۔ اس طرح کہ شاہی جبروت و سطوت سے کسی قسم کا تعارض نہ ہونے پائے۔ اہل محلہ نے آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ اس کے محلہ میں جس قدر اوباش مزاج اور جرائم پیشہ لوگ تھے سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکام وقت کو اس سے مطلع کیا۔ اس کے بعد دوسرے محلوں کی طرف توجہ کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی چند حزبیہ سے سہل بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہل خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو حاتم تھا۔ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر اور عمل

[1] ماہ شعبان ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو روز پیشتر خالد دریوش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۴۳

کتاب وسنت کی ترغیب دی' مزید برآں اپنے گلے میں قرآن کریم کو لٹکا کر خواص وعوام وارا کین دولت سے ملا اوران لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس کی اس امر پر اور نیز اس پر کہ جو شخص اس کا مخالف ہوگا اس سے ہم لڑیں گے بیعت کر لی۔

رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہنچ گئیں۔ منصور اور عیسیٰ کو اس خبر سے برہمی وناراضگی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر رفقاء انہیں جرائم پیشہ اور آبروباختہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا خاموش رہے۔ جب کچھ عرصہ بعد حسن بن سہل سے اپنے اور تمام اہل بغداد کے لئے امان حاصل کر کے مصالحت کر لی تب اطمینان کے ساتھ بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ مامون کے فرمان عالی شان کا انتظار کرنے لگے۔ اہل بغداد کو اس مصالحت سے بے حد مسرت ہوئی اوران لوگوں کی رضامندی سے خالد دریوش اور سہل کی مہمات میں بہت آسانی ہوگئی۔

علی رضا کی ولی عہدی: جس وقت اہل بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مامون[1] نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کی بیعت لی ہے اور الرضا من آل محمد کا اُن کو لقب مرحمت فرما کر لشکریوں کو سیاہ وردی پہننے کی ممانعت کر کے سبز وردی پہنائی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان مشتمل مضمون بالا روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے مراجعت کر کے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس امر سے مطلع کر کے تحریر کیا کہ تم اپنے کل لشکریوں سے جو تمہارے پاس ہیں اور نیز بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی اور بجائے سیاہ کپڑوں کے سبز جامہ کے استعمال کی بیعت لے لو۔ اس وقت بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس امر پر راضی نہ ہوں گے کہ بنوعباس سے حکومت وخلافت کا اقتدار نکل کر آل علی میں چلا جائے۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت: اس مخالفت و برہمی کے بانی مبانی منصور وابراہیم پسران مہدی تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی وہ اس کو مطلب بن عبداللہ بن مالک' سندی' نصر وسیف اور رضالح صاحب مصلی نے مزید پختہ کر دیا اور مصلح جمعہ[2] کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تخت وخلافت ہونے کا اعلان کرنے کو منع کر دیا۔ مگر چند ہی دنوں بعد محرم ۲۰۲ھ میں نام بردگان اور کل اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے لقب سے ملقب کیا۔ ابراہیم نے مسند خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکریوں کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہیں دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان سے کوفہ وسواد پر قبضہ حاصل کر کے آگے بڑھا اور مدائن پہنچ کر لشکر کی آراستگی

---

[1] خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا ابن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو خلفائے عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۲۴

[2] ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو ان وجوہات سے جس کا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے۔ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کی جائے اور بعد اس کے ابراہیم کے حق میں جو خلیفہ مامون وارث تخت خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہ تعلیم کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ ہم کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ بن ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

میں مصروف ہوا اور بغداد کی جانب غربی پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔

قصرابن ہبیرہ پر قبضہ: ان دنوں قصرابن ہبیرہ میں حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا۔ اس کے ہمراہ سپہ سالاروں میں سعید بن ساجور ابوالبط غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کی حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی۔ ان لوگوں نے حمید کی عداوت کے پیش نظر ابراہیم بن مہدی سے سازش کر لی اور یہ اقرار کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصرابن ہبیرہ سے باہر قدم نہ رکھنے دیں گے۔ تم آ کر کیمپ پر قبضہ کر لو۔ بلکہ اسکو احتیاط کے طور پر مار ڈالیں گے۔ حسن بن سہل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً دربار خلافت میں حمید کو طلب کر لیا اور ان لوگوں کو قصرابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا۔ چنانچہ ابراہیم نے ان لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو قصرابن ہبیرہ[1] پر قبضہ کر لیا۔ حمید کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے باپ کے حرموں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

کوفہ میں شورش: اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی جانب توجہ کی۔ عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کی سند گورنری مرحمت کر کے یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہو کر یہ کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم مسند خلافت کا وارث ہوگا۔ تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو۔ مگر غالی شیعوں نے اس امر کو بھی منظور نہ کیا اور یہ کہہ کر کہ "ہم کو مامون سے کچھ سروکار نہیں ہے ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں"۔ گھر بیٹھے رہے۔ ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبسط کو مامور کیا۔ عباس نے اپنے بچازاد بھائی علی بن محمد بن جعفر عرف دیباچہ کو مقابلہ پر بھیجا۔ لڑائی ہوئی علی بن محمد کو شکست ہوئی۔ سعید اور ابوالبسط نے بڑھ کر حیرہ میں قیام کر دیا۔ بعد ازاں اہل کوفہ پر حملہ کرنے کو نکلے۔ اہل کوفہ اور ہوا خواہان دولت عباسیہ بھی مستعد ہو کر میدان جنگ میں آ گئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل کوفہ امان حاصل کر کے عباس کو مکان سے باہر لے آئے۔ لڑائی کا زور و شور فرو ہو گیا۔ فتح مند گروہ جوش کامیابی میں فرحاں و شاداں کوفہ میں داخل ہونے لگے۔ عباس کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو یہ امر شاق گزرا پھر دوبارہ بھڑ پڑے۔ تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ سعید کے ہمراہیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکانات میں آگ لگا دی وہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا۔

اہل کوفہ کو امان: اس اثناء میں سعید تک حیرہ میں یہ خبر پہنچ گئی کہ عباس نے بد عہدی کی اور حاصل کی ہوئی امان کی پرواہ نہ کی سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ جھٹ پٹ سوار ہو کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کر دیا۔ رؤسا کوفہ گھبرائے ہوئے سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ قتل تو بازاریوں کا تھا۔ عباس کا اس فتنہ و فساد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو اپنے عہد و اقرار پر قائم ہے۔ سعید نے یہ سن کر لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ اگلے دن سعید اور ابوالبسط نے بازار کوفہ میں امان کی عام منادی کرا دی۔ کسی شخص سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو والی مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی۔ پھر اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اس کو سند گورنری دی۔ پھر اس کو معزول کر کے ہول برادر زادہ سعید سپہ سالار کو متعین کیا۔ اس کے بعد

[1] یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۲۰۲ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۱)

حمید بن عبدالحمید لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے کوفہ کی طرف آیا۔

ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ حسن نے ان دنوں شہر واسط میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی مگر عیسیٰ کی آمد سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اپنے ہمراہیوں میں سے چند آزمودہ و تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ جنہوں نے کمال مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عیسیٰ اپنا سامنہ لے کر بغداد لوٹ آیا اور شہر واسط کی خجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ مطوع سے بھڑ گیا اور اس کے ہمراہیوں سے سازش کر کے اس پر فتح یابی حاصل کر لی۔

سہل بن سلامہ: سہل بن سلامہ اپنے مکان کے کسی گوشہ میں چھپ گیا۔ چند راتوں کے بعد گرفتار ہو کر اسحاق کے روبرو پیش کیا گیا۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔ اسحاق نے کہا ''اچھا تم مجمع عام میں کہہ دو کہ میں تم لوگوں کو راہ باطل کی طرف بلاتا تھا میں تم کو رہا کر دوں گا''۔ سہل بن سلامہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اسحاق یہ سمجھ کر کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے سہل کو مجمع عام میں لایا۔ سہل نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ اور سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی امر کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں''۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اسحاق کے ہمراہی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کر مارا اور قید کر دیا اور دو چار روز کے بعد پابہ زنجیر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل میں بھجوا دیا اور پھر اس خیال سے کہ مبادا لوگوں میں اشتعال پیدا ہو یہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا۔ مگر درحقیقت ان کو رہا کر دیا اور وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ تا آنکہ ابراہیم کا دور دورہ تمام ہو گیا۔

۲۰۳ھ میں حمید بن عبدالحمید نے بہ قصد جنگ ابراہیم بن مہدی بغداد کا قصد کیا۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ابراہیم بن مہدی کی جانب سے سپہ سالار جنگ تھا۔ حمید نے اس سے سازش کر لی اور انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا۔ جس کی وجہ سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلو تہی کرتا تھا۔ ادھر ہارون بن محمد نے (یہ عیسیٰ کا بھائی تھا) ابراہیم بن مہدی کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابراہیم کو یہ خبر سن کر سخت برہمی پیدا ہوئی۔ ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ منادی کرا دی کہ حمید کی ہم سے مصالحت ہو گئی ہے۔ اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت و سست کلمات کہے۔ عیسیٰ نے اس سے انکار کیا' معذرت کی ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور پٹوا کر اس اور اس کے چند اور سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اس کا نائب عباس نامی ان موقع پر بچ کر بھاگ گیا۔

بغداد پر قبضہ: اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری سے ناراضگی ظاہر کرنے لگے۔ بالآخر سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ پھر کیا تھا طوفان بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابراہیم کے گورنر کو جسر اور کرخ سے نکال دیا عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر ہذا دیکھتے ہی تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ حمید یہ خبر پا کر صرصر میں آ اترا۔ عباس اور سپہ سالاران بغداد اس سے ملنے کو آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا اقرار کیا ہر سپاہی کو پچاس پچاس درہم دیئے جائیں۔ ابراہیم کو اس کی خبر لگی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کی درخواست کی۔ ان لوگوں

نے انکار کر دیا۔ جمعہ کے روز حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر حسب اقرار انعام دینے میں مصروف ہوا۔ حمید کے ہمراہیوں میں سے کوئی بولا'' ان لوگوں کے انعام میں سے دس دس درہم وضع کر لینا چاہئے۔ کیونکہ انہوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ پر پہلوتہی کی تھی''۔ لشکریوں کو اس سے برافروختگی ہوئی۔ حمید نے کہا'' تم لوگ نہ گھبراؤ میں تم کو دس دس اور زیادہ دوں گا''۔

ابراہیم بن مہدی کی شکست : ابراہیم نے اس داد و دہش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگ حمید کی پھر درخواست کی اور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور و قبول کر لیا۔ فوجیں آراستہ کر کے میدانِ جنگ میں آئے تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے۔ بعد ازاں اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا۔ لشکر شکست کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آیا اور حمید نے جا کر وسطِ شہر میں اپنا خیمہ نصب کر دیا۔ ابراہیم کے اکثر ہمراہی بھاگ کر مدائن پہنچے اور اس پر قابض ہو گئے اور بقیہ حمید سے لڑتے رہے۔

ابراہیم کی روپوشی : فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا۔ اس واقعہ کے بعد حمید سے آ ملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس سمت کو میرے حوالہ کر دوں۔ میں ابراہیم کو اس طرف سے نہ نکلنے دوں گا۔ سعید بن ساجور اور ابوالبط وغیرہ سپہ سالارانِ لشکر نے بھی علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا۔ جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس سازش کا حال معلوم ہوا تب ان کی دل جوئی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ رات آ گئی اور نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کر کے روپوش ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے۔ ایک ایک گوشہ کو ڈھونڈا مگر اسے نہ پایا۔ یہ واقعہ ابراہیم کی بیعت کے دو برس بعد کا ہے۔ علی بن ہشام نے بغداد کی شرقی جانب اور حمید نے غربی بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے پیشتر لوگوں کو ترغیب دیتا تھا دینے لگا۔ حمید نے اس کو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جائزے و انعامات مرحمت فرمائے۔

المامون کی بے خبری : آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہونے لگا اور لوگوں کی نفرت یوماً فیوماً اس وجہ سے اور بڑھنے لگی اور یہ اور اس کا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہو گیا تھا جس کام کو یہ دونوں چاہتے بلا اجازت خلیفہ کر گزرتے تھے اور جس امر کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کان تک اس کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ ارا کین دولت میں کسی کو یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً و کنایتہً اس کا تذکرہ لب تک لا سکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس پیرایہ سے اقتدار خلافت کو بنو عباسؓ سے آلِ علیؓ میں منتقل کرنے کا قصد کیا۔ اس سے عوام و خواص میں سخت برافروختگی پیدا ہو گئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون سے ظاہر نہ کرتا تھا اور اس کے اخفاء میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تھا اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے متبدل و متغیر ہو جائیں اور جب ہرثمہ دربارِ خلافت میں حاضر ہونے اور یہ واقعات عرض کرنے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہو کر اور اس امر کا یقین کر کے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھے گا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور اس درجہ مشتعل کر دیا کہ خلیفہ نے ہرثمہ کی ایک بھی نہ سنی اور قتل ہی کر کے دم لیا۔ ان وجوہات و اسباب سے ہوا خواہانِ دولت اور اہلِ بغداد کی نفرت ترقی پذیر ہو گئی اور آئے دن فتنہ و

فساد برپا ہونے لگے۔ سپہ سالاران وسرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ فضل بن سہل کا وہ رعب وداب تھا کہ کسی کو مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا۔

علی رضا کا انکشاف: چند لوگ اپنی جان پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلافت پناہی کے گوش گزار کر دیجئے۔ آپ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق دربار خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ وفسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس امر سے کہ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کر دیا۔ خلیفہ مامون بولا ''اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہل بغداد نے اس کو اپنا امیر بنا لیا ہے جو ان کے امور دینی اور دنیاوی کو انجام دیتا رہے گا''۔ آپ نے جواب دیا ''آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس وقت تک ابراہیم اور فضل ابن سہل میں جنگ ہو رہی ہے اور خواص وعوام آپ سے اس وجہ سے کشیدہ دمتنفر ہو رہے ہیں کہ فضل وحسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولی عہدی کی بیعت بھی لے لی ہے''۔ خلیفہ مامون کہا ''آپ کے علاوہ ان امور سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہے''۔ جواب دیا ''یحییٰ بن معاذ۔ عبدالعزیز بن عمران اور ان کے علاوہ اور سرداران لشکر''۔

خلیفہ مامون نے اسی وقت اُن لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کے متعلق دریافت کیا۔ ان لوگوں نے فضل بن سہل کے خوف سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ پھر دریافت کیا اور ان لوگوں کے جان اور مال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری لی تب انہوں نے ویسے ہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسے کہ علی رضا نے کہے تھے اور یہ بھی گوش گزار کیا کہ ''اہل عراق آپ کو بوجہ ولی عہدی علی رضا رفض سے متہم کرتے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جاں نثاری اور ہوا خواہی سے امیر المؤمنین بھی واقف ہیں۔ رقہ میں بھیج دیا ہے۔ جہاں پر اس کے قوائے حکمرانی کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ممالک محروسہ میں چاروں طرف بغاوت وفساد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں بعد یہ مرض لاعلاج ہو جائے گا اور نتیجتاً زمام خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی''۔ خلیفہ مامون کو ان ارکین سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد کو (جو فضل بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا۔ فضل بن سہل کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان ارکین سلطنت کو جنہوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کر دیا مگر کچھ حاصل نہ تھا۔

فضل بن سہل کا قتل: جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس میں وارد ہوا۔ چار شخصوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور بھاگ گئے۔ خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص فضل بن سہل کے قاتلوں کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو (دس ہزار دینار) انعام دیا جائے گا۔ چنانچہ عباس بن ہیثم دینوری نے قاتلوں کو حاضر کیا۔ بوقت پیشی قاتلوں نے مقدمہ میں یہ بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مامور فرمایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے۔ بعض نے تو یہ بیان کیا کہ ہم کو فضل بن سہل کے برادر زادہ نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا ''عبدالعزیز بن عمران نے

1 یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۲ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷

سالار زاور علی و موسیٰ وغیرہ نے"۔ خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے دریافت کیا ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مامون ان کے انکار پر ملتفت نہ ہوا سب کے قتل کا حکم دیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد ہی خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی کہ حسن بن سہل کو مالیخولیا ہو گیا ہے اور اس کا دماغ بے کار ہو گیا ہے۔ خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیج دیا اور تمام لشکر کا انتظام اس کے سپرد کر دیا۔ اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے۔ ابوالبط اور سعید نیل میں اور ان لوگوں کے مابین لڑائی برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک حیلہ کر کے مدائن سے بغداد واپس آیا تھا۔ وہ در پردہ لوگوں کو سمجھا تا بجھا تا رہا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کر لو۔ ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دو' خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہو گا' ان کے کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے مطلب بن عبداللہ سے سازش کر لی۔ تب مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی جانب بڑھنے کے لئے لکھ بھیجا۔ حمید نے آگے بڑھ کر نہر صرصر پر پڑاؤ کر دیا اور علی نے نہروان پر۔ ابراہیم بن مہدی نے خبر پا کر نصف صفر ۲۰۳ھ کو مدائن سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ زندرود میں پہنچ کر منصور خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیا۔ ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مامور کیا۔ منصور و خزیمہ تو گرفتار کر لئے گئے اور مطلب کے خدام نے مطلب کو گرفتار نہ ہونے دیا۔ ابراہیم نے جھلا کر مطلب کے مکان کو لوٹنے کا حکم دے دیا۔ مگر پھر بھی مطلب بر نہ آیا۔ حمید و علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کر مدائن پہنچے اور قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

علی رضا کا عقد: ۲۰۲ھ میں سفر مدائن کے دوران اور اثناء راہ میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی[1] کا عقد علی رضا سے کر دیا تھا اور ان کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحجاج مقرر کر کے حج کرنے کو بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ ان دنوں یمن پر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان متصرف و متولی تھا۔

علی رضا کا انتقال: جس وقت خلیفہ طوس میں پہنچا ولی عہد خلافت علی رضا کا انتقال[2] آخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کھا لینے سے ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیز اہل بغداد اور اپنے گروہ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی۔ اب تم لوگ بدستور سابق ہمارے دائرہ اطاعت میں آ جاؤ۔

مامون کا دارالخلافت میں ورود: اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا۔ تقریباً ایک ماہ مقیم رہا اور زمانہ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عطا کی۔ پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور

---

[1] خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا عقد علی رضا سے اور دوسری بیٹی کا ام الفضل کا عقد محمد بن رضا سے کیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴

[2] بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر ملا کر کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت وقوع میں آئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور دراز عقل و خلاف قیاس ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴

غسان بن عباد کو بوجہ قرابت فضل بن سہل کے خراسان' جرجان' طبرستان' سجستان' کرمان اور دہاریز کی گورنری مرحمت فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے طاہر کو مقرر کیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ الغرض جرجان سے روانہ ہو کر نہروان میں وارد ہوا۔ اس کے اعزہ و اقارب' ہواخواہان دولت سپہ سالاران لشکر اور رؤسا وعمائدین ملنے کو آئے چونکہ طاہر کو اس سے پیشتر نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا۔ آٹھ روز قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا۔

درباری لباس میں تبدیلی: پندرہ صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا۔ پھر رصافہ سے نکل کر اپنے شاہی محل میں جو کنارہ دجلہ پر تھا آ اترا اور سپہ سالاران لشکر لشکر گاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بغاوت کی آگ اس کے آتے ہی سرد ہو گئی۔ مگر ہواخواہان دولت عباسیہ سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر حرض رہے تا آنکہ خلیفہ مامون نے ایک موقع خاص پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا ''طاہر جو تیری تمنا ہو اس کو ظاہر کر میں اس کو ضرور پوری کروں گا''۔ طاہر نے عرض کیا ''دربار خلافت میں سیاہ کپڑے پہن کر آنے کا حکم دیجئے''۔ خلیفہ مامون نے اسی وقت یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اس کو اور کل سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں مرحمت فرمائیں۔[1] اس سے اہل بغداد اور کل ارا کین دولت کو بے حد مسرت ہوئی اور بدستور قدیم سب نے اطاعت وفرمانبرداری قبول کر لی۔

فتنہ موصل: ان واقعات سے پیشتر ۲۰۰ھ میں بنو سامہ اور بنو ثعلبہ کے مابین مقام موصل میں چل گئی۔ بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے دامان عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر آرائی کا حکم دیا۔ بنو سامہ نے یہ خبر پا کر ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے ساتھ بنو ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجاء میں پہنچ کر بنو ثعلبہ کا محاصرہ کر لیا علی و محمد پسران حسن ہمدانی کو یہ خبر لگی تو انہوں نے بنو ثعلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیج دی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر بنو سامہ کا اور کچھ آدمی بنو ثعلبہ کے اس واقعہ میں کام آ گئے اور بعض بنو اسامہ گرفتار کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب ثعلبی علی بن حسن بن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری لی۔ علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

پھر ۲۰۴ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے ازد پر جو اس وقت موصل میں تھے ظلم وستم کرنا شروع کر دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے علی بن حسن کے اس راز کو افشا کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر جا کر متصرف ہونے کی ہدایت کی تھی۔ ازد اس ظلم و تعدی سے پریشان ہو کر اپنے سردار قوم سید بن انس کے پاس جا کر جمع ہوئے اور اس کے ناقابل برداشت ظلم کی شکایت کی۔ سید بن انس نے تسلی و تشفی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا اور نہایت مردانگی سے علی بن حسن سے جا بھڑا۔ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے پاس جا کر پناہ لی اور اس کی بیعت کر کے اس کو شہر میں لایا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی پھر اس کی پشت گرمی دامداد سے لڑنے کو نکلا۔ ازد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے۔ کمال شدت و تیزی سے لڑائی جاری رہی بالآخر ازد نے علی بن حسن اور اس کے کل ہمراہیوں کو شہر سے نکال باہر کیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر سے باہر آ گئے۔

اس واقعہ میں علی اور اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا مارا گیا۔ محمد بن حسن بھاگ کر بغداد پہنچا۔ ازد

[1] یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۷

اور سید بن انس نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا تو سید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کے مارے جانے کا استغاثہ پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے جواب لینے کی غرض سے سید بن انس کی طرف رخ کیا اس نے دست بستہ عرض کیا ''ہاں اے امیر المومنین! میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے ممالک محروسہ میں خارجی کو بلا لیا تھا اور آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی''۔ خلیفہ مامون نے سید بن کران کی خونریزی کو معاف کر دیا اور اس کو موصل کی سند گورنری عطا فرمائی۔

طاہر بن حسین کی گورنری: خلیفہ مامون نے عراق میں پہنچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ بغداد شرقی و غربی اور سواد کی حکومت عطا کی۔ کچھ عرصہ بعد ایک روز طاہر بن حسین مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا طاہر نے دست بستہ گزارش کیا ''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے آپ کے رونے کا سبب مجھے نہیں معلوم ہوا''۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا ''میں ایک ایسی وجہ سے روتا ہوں کہ جس کا ذکر کرنا ذلت ہے اور چھپانا باعث رنج و ملال ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی شخص دکھ تکلیف سے خالی نہیں ہے''۔ طاہر کو جو کچھ عرض معروض کرنا تھا عرض و معروض کر کے واپس آیا۔ اس وقت حسین خادم بھی حاضر تھا۔ طاہر نے اپنے مکان پر پہنچ کر حسین کے سیکرٹری محمد بن ہارون سے سازش کی اور ایک لاکھ درہم اس کو اور اتنے ہی حسین خادم کو نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ اس معاوضہ میں کہ خلیفہ سے رونے کا سبب دریافت کر دے۔

اگلے دن خلوت خاص میں حسین خادم نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا ''امیر المومنین! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل بہ وقت حاضری طاہر دشمنان خلافت کی آنکھیں کیوں پر آب ہو گئیں تھیں؟'' خلیفہ مامون نے کہا ''تجھے یہ خیال کیونکر پیدا ہوا؟'' عرض کیا ''شب بھر اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی''۔ ارشاد کیا ''اس وقت میرے دل میں کچھ ایسے ہی خیالات آ گئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے۔ دیکھ خبردار اگر سہواً بھی تیری زبان پر وہ آ گئے تو تیری خیر نہ ہو گی''۔ حسین خادم نے دست بوسی کر کے عرض کیا ''کیا مجال! بھلا میں نے کبھی حضور کے راز کو افشا کیا ہے''۔ خلیفہ مامون نے کہا ''اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کو اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے روبرو کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا جو شان خلافت کے خلاف ہو مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا''۔ حسین نے طاہر سے یہ واقعہ بیان کیا۔ طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ ''اب میری خیر نہیں ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور پھینک دو''۔

احمد بن ابی خالد کی ضمانت: احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مامون نے اس کو گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب دریافت کیا۔ عرض کیا ''تمام رات میری اسی تشویش میں گزر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہوا چاہتا ہے۔ کیونکہ امیر المومنین نے غسان بن عباد کو والی مقرر کیا ہے اور وہ اس قابلیت کا حامل نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اتراک علم بغاوت پھر بلند کریں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے''۔ خلیفہ مامون نے کہا ''تمہاری یہ تشویش بجا ہے اچھا بتلاؤ کہ خراسان کے والی ہونے کی قابلیت کس میں ہے؟'' عرض کیا ''طاہر بن حسین میں''۔ ارشاد ہوا

''اس پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بہت جلد بغاوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے'' عرض کیا'' میں اس کا ضامن ہوں وہ ہرگز سرتابی نہ کرنے گا'' خلیفہ مامون نے طاہر کو طلب کر کے مدینۃ السلام (بغداد سے) اقصائے مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ طاہر اسی روز بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر مرتب کرنے میں مصروف ہوا۔ تقریباً ایک ماہ ٹھہرا رہا اور آخری ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں بغداد سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے دس لاکھ درہم جو والی خراسان کی تنخواہ تھی مرحمت فرمائی اور بجائے اس کے جزیرہ میں اس کے لڑکے عبداللہ کو متعین فرمایا۔ جو سررشتہ پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا۔ مگر طاہر نے اس کو اپنے چچازاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبث سے جنگ کرنے کے لئے رقہ بھیج دیا تھا۔

بعض نے طاہر کے گورنر خراسان ہونے کا سبب یہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن مقصوعی نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج خرد ریوں سے جنگ کرنے کے لئے بغیر اجازت والی خراسان غسان بن عباد مجتمع کی تھی لیکن اس خیال سے کہ یہ کام مبادا خلیفہ مامون کی مرضی کے خلاف ہو رک رہے اور حسن بن سہل سے ان کو ایک خصومت سی پیدا ہوگئی۔ خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا بدلا رنگ دیکھ کر طاہر کو سند گورنری مرحمت فرمائی۔ چنانچہ طاہر خراسان گیا اور ۲۰۷ھ ہجری تک ٹھہرا رہا بعد ازاں خلافت عباسیہ کی مخالفت کی ہوا دماغ میں آئی۔ چنانچہ ایک روز خطبہ دینے کو کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہ کی۔ منبر سے نیچے اتر آیا۔ پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

طاہر بن حسین کی وفات: خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلب کر کے فرمایا ''چونکہ تم ہی اس کے ضامن ہوئے تھے اب جاؤ اور اس کو میرے پاس لاؤ''۔ ہنوز احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اس کے اگلے دن طاہر کی موت کی خبر آ گئی۔ خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر ارشاد کیا ((الحمد للہ الذی قدمہ و اخرنا)) اور بجائے اس کے اس کے بیٹے طلحہ کو مامور فرمایا اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس اُس کے کاموں کے انتظام و انصرام کی غرض روانہ کیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب عبور کیا۔ اشروسنہ کو فتح کر کے کاؤس بن خالد اور اس کے بیٹے فضل کو قید کر لیا اور دونوں کو مقید کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ طلحہ نے تین لاکھ درہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا اسباب احمد بن ابی خالد کی نذر کیا اور اس کے سیکرٹری کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔ اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا۔ احمد بن ابی خالد اس کی سرکوبی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کی خطا معاف کر دی۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری: ۲۰۶ھ میں یحییٰ بن معاذ عامل جزیرہ کے مرنے کی خبر آئی اور یہ کہ اس نے بوقت وفات اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو مامور فرمایا اور رقہ و مصر کے مابین قیام کر کے نصر بن شبث سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور بوقت روانگی عبداللہ بن طاہر بغداد میں سررشتہ پولیس پر اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب (عبداللہ بن طاہر کے چچازاد بھائی) کو مقرر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مامور کیا تھا اور بعض کی روایت ہے کہ ۲۰۷ھ میں۔ بہر کیف طاہر کو یہ خبر لگی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جس میں محاسن آداب و سیاست مکارم اخلاق اور آئین ملک داری تحریر کئے تھے جس کو ہم نے مقدمہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔

نصر بن شبث کی بغاوت: الغرض عبداللہ بن طاہر نے رقہ و مصر کے مابین پہنچ کر نصر بن شبث پر محاصرہ ڈالنے کی غرض

لینے چار دن طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقام کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شبت کے پاس بہ شرط اطاعت امان دینے کا پیام دے کر بھیجا۔ نصر نے اس شرط کو منظور کیا کہ میں حاضر دربار نہ ہوں گا۔ خلیفہ مامون اس شرط کو سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر مہر سکوت توڑ کر بولا" اللہ اکبر! نصر کی یہ شان کہ وہ میری صورت دیکھنے کا روادار نہیں ہے"۔

محمد بن جعفر نے دست بوسی کر کے عرض کیا" اس وجہ سے کہ وہ حاضری سے قاصر ہوتا ہے کہ اس نے بہت بڑی خطا کی ہے"۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا" کیا تو اس کی خطا کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے؟ اس نے تو میرے ان مال و اسباب اور آلات حرب کو ضبط کر لیا تھا جس کو خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور سپہ سالاران لشکر کو اکسا کر میرے بھائی سے جا ملا تھا اور مجھے تن تنہا مرو میں چھوڑ کر دشمنوں کے حوالہ کر کے چلا گیا تھا اور خوب خوب فتنہ و فساد برپا کئے تھے۔ تم نے بھی وہ حالات و واقعات دیکھے اور سنے ہیں جو اس نے میرے ساتھ کئے اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اس کی لغزش بڑھی ہوئی ہے؟ اس حق ناشناس نے میرے ہی شہر میں آتش بغاوت مشتعل کی تھی اور میرے دارالحکومت کو زیر و زبر کیا تھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی"۔ محمد بن جعفر نے عرض کیا" امیر المومنین! دولت علیہ پر ان لوگوں کے حقوق سابقہ تھے۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت علیہ پر نہیں ہے۔ یہ تو بنو امیہ کے لشکر کا آدمی ہے"۔ خلیفہ مامون نے کہا" جو کچھ ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور کر دوں گا"۔

نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہنچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا۔ عبداللہ بن طاہر نے حصار میں سختی شروع کر دی۔ مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربار خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم پر قبضہ حاصل کر کے پانچ برس کے محاصرہ و جنگ کے بعد اس کو ویران و مسمار کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ کی جانب واپس آیا اور ۲۱۱ھ میں بغداد پہنچا۔ عباس بن مامون، معتصم اور ارا کین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عائشہ کا قتل: ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم امام معروف بہ ابن عائشہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے بڑی شد و مد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی۔ اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تھا۔ بوقت ورود خلیفہ مامون یہ لوگ اطراف بغداد میں روپوش ہو گئے تھے۔ چنانچہ جس وقت نصر بن شبت بغداد کے قریب پہنچا جاسوسوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ ابن عائشہ وغیرہ معہ اپنے چند ہمراہیوں کے جس دن نصر بغداد میں داخل ہو گا بلوہ کرنے والے ہیں۔ پولیس بغداد نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور زد و کوب کر کے ان لوگوں سے ان کے ہمراہیوں کو دریافت کر لیا مگر خلیفہ مامون نے ان لوگوں سے تعرض نہ کیا اور ان لوگوں کو جیل بھیج دیا۔ جیل میں ان لوگوں سے نہایت سختی سے برتاؤ کیا گیا۔ ان لوگوں نے جیل میں نقب زنی کر کے بھاگ جانے کا مشورہ کیا۔ خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچی۔ خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابن عائشہ کو صلیب دے دی بعد ازاں صلیب سے اتروا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری: اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ عورت کا لباس پہنے ہوئے عورتوں میں ملا جلا ہوا جا رہا تھا۔ کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چال ڈھال سے تاڑ گیا لپک کر دریافت کیا" ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟" ابراہیم یہ سن کر سہم گیا فوراً انگوٹھی یاقوت کی ہاتھ سے اتار کر پیش کر دی۔ افسر پولیس کا شبہ اس سے قوی ہو گیا۔ گرفتار کر کے کوتوال شہر کے پاس لایا۔ کوتوال شہر نے پابہ زنجیر دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مامون نے بنو ہاشم اور ارکین سلطنت کو دکھلانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت وحالت میں دربار میں پیش کیے جانے کا حکم دیا۔ بعدازاں نگرانی احمد بن ابی خالد قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جس وقت حسن بن سہل بہ غرض مصالحت روانہ ہوا۔ اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا۔ اتفاق سے معتصم اس وقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا یہ خبر معلوم ہوئی تو بلا بھیجا اور جو جو خطائیں اس سے سرزد ہوئی تھیں ایک ایک کر کے اس کو یاد دلائیں۔

ابراہیم نے اپنے کلام منظوم و منثور سے معذرت کی جو فصیح و بلیغ تھا اور وہ کتب تواریخ میں مذکور ہے ہم اس کو نقل کر کے طول کلام نہیں کرنا چاہتے۔

بغاوت مصر و اسکندریہ: سری محمد بن حکم صوبہ مصر کا والی تھا ۲۰۵ھ میں جب یہ مر گیا تو اس کا لڑکا عبیداللہ جانشین ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور خلافت مآب کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ان ہی دنوں اندلس سے ایک گروہ اسکندریہ میں آ اترا۔ جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے ممالک مشرقیہ کی جانب جلا وطن کر دیا تھا۔ جب یہ گروہ وارد اسکندریہ ہوا تو اس نے دفعتہً بحالت غفلت والی اسکندریہ پر حملہ کر کے نکال دیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو کر ابو حفص عمر بلوطی کو اپنا امیر بنا لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر جنگ نصر بن شبث میں مصروف تھا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر مصر کی طرف بڑھا اور قریب مصر پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ ہنوز لڑائی کا کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ عبداللہ بن طاہر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے آ پہنچا اور عبداللہ بن سری کے لشکر پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن سری کو شکست ہوئی۔ مصر میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ بالآخر عبداللہ بن سری نے شدت حصار سے تنگ آ کر امان طلب کی۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۲۱۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن طاہر نے اس گروہ کی سرکوبی کی طرف رخ کیا جنہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحر روم کے کسی جزیرے میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور جزیرہ اقریطش پر جا کر قبضہ کر لیا اور وہیں مکانات بنا لیے۔ اسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسی گروہ کے لوگ اس پر متصرف و قابض رہے۔ تا آنکہ (فرانس) نے اس کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمال: جس وقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا اور رفتہ رفتہ بغاوت کی مشتعل آگ خاموش ہو گئی۔ اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً عمال کا رد و بدل شروع کیا۔ کوفہ پر اپنے بھائی ابو عیسیٰ کو۔ بصرہ پر اپنے دوسرے بھائی صالح کو۔ حرمین پر عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو موصل پر سید بن انس ازدی کو اور بغداد کے سررشتہ پولیس پر طاہر بن حسین کو مامور فرمایا۔ یہ ان دنوں رقہ میں تھا۔ حسن بن سہل نے اس کو یہاں کا والی مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقہ

میں طلب کر کے بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری مرحمت فرمائی تھی۔ چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بنا کر بغداد چلا آیا۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ مامون نے اس کو خراسان اور کل صوبہ جات شرقیہ کی گورنری عنایت کی اور اس کے بیٹے عبداللہ کو طلب کر کے بجائے اس کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دی۔ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ارمینیہ' آذر بائیجان کی گورنری اور جنگ بابک کا انتظام سپرد کیا۔ اس اثناء میں سری بن محمد بن حکیم والی مصر نے وفات پائی۔ اس کے بیٹے عبداللہ کو جانشین مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ بشیر بن داؤد مقرر کیا گیا۔ اس شرط پر کہ دس ہزار درہم سالانہ دارالخلافت میں بھیجا کرے۔ اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۱ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مر گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی ساتھ ہی اس کے مصر کو بھی اسی کی گورنری سے ملحق کر کے جنگ نصر شبث پر جانے کا حکم دے دیا۔ عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۵ھ میں مہم زط پر مامور فرمایا۔ بعد ازاں ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن ماہجور کو متعین کیا اور مضافات بصرہ' دجلہ' یمامہ اور بحرین کو اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ ۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان' رویان و نہاوند کی گورنری دی گئی۔ اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنو شیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا۔ اس وجہ سے کہ بنو شیبان آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے تھے۔ مقام دسکرہ میں بنو شیبان سے معرکہ آرائی ہوئی اور نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ معروف بہ زریق کو ارمینیہ اور آذر بائیجان کی گورنری دی گئی اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا۔ اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مامور کیا جس کو بابک نے قید کر لیا اور ابراہیم بن لیث بن فضل آذر بائیجان کی گورنری پر بھیجا گیا۔ ان دنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا اور اس کا بیٹا سابور جانشین مقرر کیا گیا۔ مازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی۔ لڑائی ہوئی سابور گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور طبرستان وغیرہ پا مازیار بن قارن کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس والی موصل پر چڑھائی کی۔ زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذر بائیجان قبضہ کر لیا تھا اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں ارمینیہ وغیرہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ چونکہ اس سے اور سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں۔ موقع پا کر ایک فوج کثیر مجتمع کر کے بہ قصد جنگ سید بن انس موصل پر چڑھائی کر دی۔ سید بن انس نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ نہایت شدت سے لڑائی ہوئی۔ اثناء معرکہ میں سید بن انس کام آ گیا۔ خلیفہ مامون کو اس کی خبر وحشت اثر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اوائل ۲۱۳ھ میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرما کر جنگ زریق و بابک خرمی کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زریق کو شکست دی۔ موصل پر کمال خوش اسلوبی سے قبضہ کر لیا۔ انہیں ایام میں موسیٰ بن حفص گورنر طبرستان نے وفات پائی۔ خلیفہ مامون نے اس کے بیٹے کو بجائے اس کے مقرر کیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی۔ بشیر بن داؤد سابق والی سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کر دیا۔ دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر الامر بشیر بن داؤد شکست کھا کر کرمان بھاگ گیا۔ ۲۱۴ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا واقعہ قتل یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مہم موصل سے فارغ ہو کر اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام

---

۱ یہ واقعات ۲۱۲ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۶

کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچا۔ بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ محمد بن حمید نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا۔ جب تقریباً تین کوس چڑھ گیا تب بابک کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر دفعتہً حملہ کیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا۔ محمد بن حمید کے ہمراہی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش نہ ہوئی اس کے ہمراہ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی و استقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ اتفاق سے بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروہ کی ایک جماعت کو خاک و خون میں ملا رہا تھا۔ محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور بات ہی بات میں تڑپ کر دم توڑ دیا۔ خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

دیگر بغاوتیں: اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی گورنری عنایت فرمائی گئی۔ اس کا بھائی طلحہ بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر متمکن تھا۔ عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں بقصد جنگ بابک لشکر کی درستگی و آراستگی میں مصروف تھا اور خوارج نے میدان خالی دیکھ کر قریہ حمراء مضافات نیشاپور میں بلوہ کر دیا تھا۔ خلیفہ مامون نے یہ خبر پا کر عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی سند گورنری مرحمت فرما کر فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہل نیشاپور سے والی نیشاپور کے خصائل و عادات دریافت کئے۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو معزول کر دیا بلوہ فرو ہو گیا۔ ۲۱۲ھ میں احمد بن عمر معروف بہ احمر العین نے یمن میں برخلاف خلافت سیہ علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مامون نے انتظاماً محمد بن عبدالحمید معروف بہ ابوالرازی کو یمن پر مامور فرمایا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ ثغور اور عواصم پر اور اپنے بھائی ابو اسحاق معتصم کو شام و مصر پر مقرر کیا۔ عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے۔

بلادِ مصر میں فساد: ابو اسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابن عمیرہ باذغیسی کو مصر کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروہ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو مار ڈالا۔ چار و ناچار ابو اسحاق معتصم خود مصر گیا اور بزور تیغ ان لوگوں کو زیر کیا اور وہیں قیام کر کے بلاد مصریہ پر اپنی جانب سے عمال مقرر کئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ و فساد فرو ہو کر امن و امان قائم ہو گیا۔ ۲۱۳ھ میں چونکہ بشیر بن داؤد نے دار الخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت پناہی نے غسان بن عباس کو سندھ کی گورنری پر مامور فرمایا۔

ابودلف: ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون نے ابودلف کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ ابودلف خلیفہ محمد امین کے ہمراہیوں میں سے تھا جو علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ہمراہ طاہر بن حسین سے جنگ کرنے کے لئے آیا تھا۔ وہ علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد ہمدان واپس آیا۔ طاہر بن حسین نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور خلیفہ مامون کی بیعت کرنے کے لئے کہا۔ ابودلف نے جواب دیا کہ میں سردست خلیفہ مامون کی بیعت نہیں کروں گا۔ ساتھ ہی ان کے فریقین میں سے کسی کا ساتھ بھی نہ دوں گا۔ طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کر لیا اور ابودلف نے کرج مضافات ہمدان میں پہنچ کر قیام کیا۔ اس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہا۔ تا آنکہ خلیفہ مامون نے بقصد رے کوچ کیا اور اس کو بلا بھیجا۔ چنانچہ ابودلف باوجودیکہ اس کے ہمراہیوں اور

اعزہ واقارب نے منع کیا تر ساں وخائف دربار خلافت کو روانہ ہوا۔ خلیفہ مامون نے خلاف توقع اس کی عزت افزائی کی اور کمال توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔ اسی سنہ میں ابوالرازی والیٔ یمن کو مار ڈالا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبل' قم' اصفہان اور آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔

اہل قم کی بغاوت: اسی اثناء میں اہل قم میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اس وجہ سے کہ اہل قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست دی تھی اس اُمید پر کہ خلیفہ مامون نے قیام عراق کے زمانہ میں اہل عراق کا خراج کم کر دیا تھا۔ مگر ان کی درخواست منظور نہ ہوئی تب ان لوگوں نے ادائے خراج سے انکار کر دیا۔ خلیفہ مامون نے ان کی سرکوبی پر علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مامور فرمایا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے بلوائیوں کو منتشر کر دیا۔ یحیٰی بن عمران مارا گیا۔ شہر پناہ کی فصلیں منہدم کر دی گئیں اور سات لاکھ تاوان جنگ قم والوں سے وصول کیا گیا۔

عبدوس کا قتل: ۲۱۲ھ میں عبدوس فہری ایک شخص نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کر ڈالا خلیفہ مامون یہ خبر پا کر دمشق سے مصر آیا اس کے آتے ہی بلوہ فرو ہو گیا۔ لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے روبرو حاضر کیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے گردن زدنی کا حکم صادر کر دیا۔

علی بن ہشام کا قتل: اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کے مال واسباب اور اسلحہ کے ضبط کر لینے پر مامور کیا۔ علی بن ہشام نے یہ خبر پا کر عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا قصد کیا۔ مگر اس میں کامیاب نہ ہونے پایا۔ عجیف نے اس کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کا سر شام' عراق' خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھ کر پھرا کر دریا میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے مع بشیر بن داؤد کے وارد بغداد ہوا اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کی گورنری مرحمت فرمائی۔

جعفر بن داؤد کی گرفتاری وقتل: جعفر بن داؤد قمی جیل مصر سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہنچ کر علم بغاوت بلند کر دیا۔ یہ اس زمانہ سے جیل مصر میں مقید تھا۔ جب کہ خلیفہ مامون نے اس کو حکومت قم سے معزول کیا تھا مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار ہو کر دارالخلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

بیرونی مہمات: ۲۰۹ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جبکہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا قتل کر ڈالا اور میخائیل بن جرجس معزول بادشاہ کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھایا۔ نو برس تک اس نے ان پر حکومت کر کے ۲۱۵ھ میں انتقال کیا۔ اس کے مرنے پر اس کا لڑکا نوفل تخت نشین ہوا۔ ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرداذ بہ والی طبرستان نے بلاد دیلم سے اور جبال طبرستان کو فتح کیا اور شہریار بن شروین جبال طبرستان سے باہر کر دیا گیا اور مازیار بن قارن بقصد حاضر دربار خلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا اور ابولیلیٰ نے والیٔ دیلم کو گرفتار کر لیا۔

بابک خرمی کا ظہور: اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں ظاہر ہوا۔ یہ جاویدان بن سہل کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔ جاویدان کے معنی دائم و باقی کے اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں۔ یہ فرقہ معتقدات[1] مجوس کا معتقد تھا۔

ابوبلال کا خروج: ۲۱۴ھ میں ابوبلال صادق شاری نے خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو معہ ایک گروہ سپہ سالاران کار آزمودہ کے اس کی سرکوبی پر متعین فرمایا لڑائیاں ہوئیں۔ ابوبلال انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔ محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچازاد بھائی) کو اپنا قائم مقام بنا کر لشکر صائفہ کے ساتھ بغرض جہاد بلادِ روم میں داخل ہوا۔ ساتھ ہی اس کے اس کو سوادِ حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔

محمد بن علی رضا کی آمد: جس وقت خلیفہ مامون مقامِ تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے کو آئے۔ خلیفہ مامون نے خوشنودیٔ مزاج کی خلعت مرحمت فرمائی اور اپنی بیٹی ام فضل سے (نکاح کے تیرہ برس) خلوت صحیحہ کرا دی۔ اس کے بعد محمد بن علی رضا معہ اپنے اہل و عیال کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔

بازنطینی جنگیں: خلیفہ مامون موصل کے راستے منبج گیا اور منبج سے رابق پھر انطاکیہ بعد ازاں مصیصہ و طرسوس ہوتا ہوا بلادِ روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو بہ زور تیغ فتح کر کے اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ قلعہ بہ صلح و امان فتح کیا گیا۔ بہرکیف اس سے پیشتر اسی طرح قلعہ ماجدہ پر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑایا اور اشناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف و جعفر کو قلعہ سنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ والیان قلعہ سندس و سنان نے اطاعت قبول کر لی اور اس کا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں بقصد جہاد داخل ہوا اور معتصم مصر سے مراجعت کر کے موصل پہنچنے سے پہلے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس میں اس کا بیٹا عباس آ ملا۔ خلیفہ مامون نے بلادِ روم سے واپس ہو کر دمشق کی جانب کوچ کیا۔

فتوحات: پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے مراجعت کرنے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف و جوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کر کے طرسوس و مصیصہ پر حملہ کر دیا اہلِ طرسوس و مصیصہ مصالحت کے خیال میں بے خبر بیٹھے ہوئے تھے۔ نہایت بے رحمی سے قتل کیے گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ والیٔ روم نے ان جوش کامیابی میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا تو اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا۔ خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا اور غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ پورا خط بھی نہ پڑھا اور بجائے جواب لکھنے کے خود ہی لوٹ پڑا بلادِ روم میں اس کی مراجعت سے ایک ہل چل سی پڑ گئی۔ متعدد قلعہ جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے بہ زور تیغ فتح کرتا ہوا ہرقلہ پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہلِ قلعہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوئے اور مصالحت کے ساتھ قلعہ سپرد کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتصم نے بھی جو بلادِ روم میں دوسری جانب جنگ کر رہا تھا تیس قلعات فتح کیے از انجملہ ایک مطمورہ ہے تیسری طرف یحییٰ بن اکثم مصروف جدال و قتال تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت بڑا حصہ نیک نامی اور کامیابی کا حاصل کیا ملک روم کے بہت سے شہروں کو

---

[1] اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے اور ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرح کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳۔

ویراں اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سینکڑوں قیدی پکڑ لایا۔ والی روم نے تنگ آ کر اپنی گستاخی کی معافی مانگی۔ خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو مراجعت کا حکم دے دیا۔ واپس ہو کر کیسوم آیا اور دو روز قیام کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ (یہ واقعات ۲۱۶ھ کے ہیں)

رومیوں کی بدعہدی: اس کے بعد ۲۱۷ھ میں رومیوں کی بدعہدی اور نازیبا حرکات سے خلیفہ مامون نے بلاد روم کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھائے اور قلعہ لولوہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ تین مہینے دس دن کے محاصرہ کے بعد عجیف کو حصار پر چھوڑ کر واپس آیا۔ نوفل والی روم نے یہ خبر پا کر عجیف کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کو روانہ کیا۔ نوفل یہ سن کر کوچ کر گیا اہل قلعہ لولوہ نے امان کی اور نوفل نے مصالحت کی درخواست کی جو منظور نہ کی گئی اور یہ سنہ انہیں لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ خلیفہ مامون ان دنوں سلوین میں تھا۔

طوانہ کی تعمیر: شروع ۲۱۸ھ میں پھر بلاد روم کی جانب جہاد کرتا ہوا لوٹا اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مامور کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک مربع میل میں آباد کیا۔ چار کوس کی شہر پناہ بنوائی۔ چاروں سمت ایک ایک دروازہ رکھا اور تکمیل تعمیر کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کر آباد کیا۔

وفات: ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون شہر بردون پر پہنچ کر علیل ہوا۔ یوماً فیوماً مرض بڑھتا گیا۔ اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرسوس میں جان بحق تسلیم کر دی یہ واقعہ اس کی خلافت کے بیسویں برس کا ہے۔

مامون اور مسئلہ خلق قرآن: خلیفہ مامون کی کنیت ابو العباس اور نام عبداللہ تھا۔ پندرہ ربیع الاول ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال اور اس کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا بطن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا۔ عالم طفلی ہی میں کل علوم کی تحصیل کر لی تھی۔ اس نے ہشیم عباد بن عوام یوسف بن عطیہ ابو معاویہ ضریر اسماعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبداللہ بن طاہر نے روایت کی ہے۔ فقہ و علوم عربیہ اور ایام الناس کا بہت بڑا عالم تھا۔ بڑے ہونے پر علوم فلسفہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی درست گاہ حاصل کر لی آخر اسی کم بخت فلسفہ کی بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔ ۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قاضی القضاۃ علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتے اس کو سزا دی جاتی۔ جیل کی مصیبتیں جھیلتا درے لگتے شہر بدر کیا جاتا۔ غرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جاتا امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا۔ خلیفہ معتصم نے اس قدر درے لگوائے کہ ہوش و حواس جاتے رہے۔ تمام بدن زخموں سے چور چور ہو گیا۔ اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا۔ اڑتالیس برس کی عمر پائی۔ بیس برس پانچ مہینے تیس یوم خلافت کی باستثناء اس دو برس کے جب کہ مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اور اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ معاویہ عمر بن العاص کی وجہ سے عبدالملک حجاج کی وجہ سے اور میں بذاتہ مشہور ہوا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ میں ایک فاتح ایک درمیانی ایک خاتم ہوا ہے۔ فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا۔ اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت معتضد ہے۔ خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا۔ جواد کریم عالم علم دوست اور شجاع تھا۔ خاندان برامکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور عزت افزائی کی۔ مگر فضل و جعفر کے نہ ہونے سے نامواری پیدا نہ ہوئی۔

(ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوت الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۹)

باب ۹:

ابو اسحٰق محمد معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

معتصم باللہ کی بیعت: مامون کا ولی عہد اس کا بھائی معتصم تھا۔ کنیت اس کی ابو اسحاق تھی اور نام محمد تھا۔ خلیفہ مامون کے مرنے پر معتصم کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ یہ واقعہ پندرہ رجب ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ عباس بن مامون کو مسند خلافت پر متمکن کیا جائے خلیفہ معتصم نے عباس بن مامون کو دربار خلافت میں طلب کیا۔ عباس نے حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی۔ شور و غل فرو ہو گیا۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت طوانہ کے مسمار و ویرانہ کرنے کا حکم صادر کیا۔ سامان و اسباب جس قدر اٹھا سکے اٹھا لائے۔ باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

محمد بن قاسم کا خروج: محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی زید العابدین بن حسینؓ مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتا تھے۔ عابد، زاہد اور نیک سیرت تھے۔ خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان ان کے پاس آ کر رہنے لگا اس نے یہ خیال مستحکم کر دیا کہ ''آپ مستحق امامت ہیں'' اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے کے لئے آتے وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے' ایک مدت اسی حالت میں گزری۔ جب خراسان کے معتقدین کی کثرت ہوئی تو محمد بن قاسم مع اس خراسانی شیطان کے جوزجان گئے اور مصلحتاً چند روز و دنوں روپوش رہے مگر یہ در پردہ لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور روساء اور امراء کو آپ سے ملاتا رہتا۔ تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو خروج کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو علانیہ رضا من آل محمد کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا۔

محمد بن قاسم کی گرفتاری و فرار: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامی سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے اس طوفان کو روکنے کی طرف توجہ کی۔ اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئی اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی۔ آخر کار تن تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگے۔ نسا پہنچے تو کسی نے والی نسا سے آپ کے آنے کی خبر کر دی۔ والی نسا نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہ ربیع الاول ۲۱۹ھ کو ''دارالخلافہ'' میں بغداد خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سنہ کے شب عید الفطر میں جیل سے نکل کر بھاگ گئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

زط کی شورش: زط ایک گروہ عوام الناس کا تھا' جنہوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور دن دہاڑے مسافروں اور تجار کو لوٹ

لیتے تھے اور قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو ویران کر دیتے تھے۔ محمد بن عثمان ان کا سردار اور اسحاق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منتظم تھا۔ خلیفہ معتصم نے اسی ۲۱۹ھ میں ماہ جمادی الآخر میں عجیف بن عنبسہ کو اس ناہنجار گروہ سے جنگ پر مامور کیا۔ چنانچہ عجیف واسط سے ایک لشکر عظیم الشان مرتب کر کے زط کے مقابلہ پر پہنچا۔ پہلے ہی معرکہ میں تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کیا اور مقتولوں کے سروں کو دارالخلافت بغداد پہنچا دیا۔ اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آرائیوں میں مصروف رہا۔ زط نے مجبور ہو کر ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں امان کی درخواست کی اور سب کے سب جو بغداد میں مع عورتوں اور بچوں کے سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ آور تھے حاضر ہو گئے۔ عجیف ان سب کو اسی ہیئت وصورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے۔ کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشورہ ۲۲۰ھ میں داخل بغداد ہوا۔ خلیفہ معتصم ان کو دیکھنے ایک کشتی پر سوار ہو کر شماسیہ کی جانب آیا اور معائنہ کے بعد عین زربہ کی طرف جلاوطن کر دیا' رومیوں نے موقع پا کر ان پر شب خون مارا ایک بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا۔

تعمیر سامرا: خلیفہ معتصم نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کر کے مطاربہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند' اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے فراعنہ کا لقب دیا تھا۔ یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار اور عام گزرگاہوں میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے۔ اکثر بچے' بوڑھے اور عورتیں ان سے چوٹ کھا جاتی تھیں۔ عام باشندگان بغداد کو اس سے تکلیف ہونے لگی۔ جس وقت ان سے میں کوئی تنہا مل جاتا تو اہل بغداد کو مار دیتے مگر اس پر بھی ان کی تشفی نہ ہوئی۔ واویلا کا شور مچانے لگے۔ وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی اس نے رفاہ عام کے طور پر قاطون تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جا کر آباد کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ یہ وہ شہر ہے جس کی خلیفہ رشید نے بنا ڈالی تھی لیکن اتفاق سے اس کی تعمیر تکمیل کو نہ پہنچی۔ فصلیں اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار و خراب ہو گئیں۔ خلیفہ معتصم نے اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کر قاطون آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنا ڈالی۔ چنانچہ ۲۲۰ھ میں سلسلہ تعمیر تکمیل کو پہنچا کر سرمن رائے کے نام سے موسوم کیا۔ عوام الناس اسے کثرت استعمال سے سامرا کہنے لگے۔ اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا۔

فضل بن مروان کا زوال: یحییٰ جرمقانی خلیفہ معتصم کا زمانہ ولی عہدی میں سیکرٹری تھا۔ اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا۔ چونکہ اس کا خط صاف تھا یحییٰ جرمقانی اسی سے خطوط لکھوایا کرتا تھا اور پیشی کا کام لیتا تھا۔ اتفاق سے یحییٰ جرمقانی مر گیا تو معتصم نے فضل بن مروانی کو اپنے سیکرٹری کا عہد عنایت کیا اور اپنے ہمراہ شام اور مصر لے گیا اس کے کچھ عرصہ بعد جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہو گئے۔ ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔ قلمدان وزارت کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان وخزانہ کا بھی افسر ہو گیا۔ شامت آئی تو اس خیال نے کہ میں خلیفہ معتصم کی ناک کا بال ہو گیا ہوں اکثر انعامات و صلے دینے میں خلیفہ معتصم کے حکم کی تعمیل سے گریز کرنے لگا۔ حاضرین دربار نے خلیفہ معتصم کے کان بھرنا شروع کر دیئے۔ وقت بے وقت جب موقع مل جاتا فضل کے حق میں دو چار کلمے برائی کے کہہ گزرتے اور اس امر کو بھی مناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگے کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا۔ معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲۰ھ میں حساب فہمی کے بعد اس کو مع اس کے اہل وعیال کے حراست میں لے لیا اور بجائے اس کے محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مقرر فرمایا۔ پھر تھوڑے دنوں بعد فضل کو جیل سے نکلوا کر موصل کے

کسی گاؤں کی جانب جلاوطن کر دیا۔

بابک خرمی کا استیصال: بابک خرمی کے حالات اور ۲۰۱ھ میں اس کے خروج وظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویذان بن سہل کا پیرو ہے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس نے شہر بذ کو اپنا ملجاء و مسکن بنا رکھا تھا۔ خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جس قدر فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سب کو اس نے نیچا دکھایا۔ بہت سے سپہ سالاران لشکر کو قتل کر ڈالا اور اکثر قلعات کو جوار دبیل اور آذربائیجان کے مابین تھے ویران و مسمار کر دیا۔ جب خلیفہ معتصم تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس مہم پر ابوسعید محمد بن یوسف کو مامور کیا۔ چنانچہ ابوسعید حسب حکم خلیفہ معتصم ان قلعات کو جن کو بابک خرمی نے ویران و مسمار کر دیا تھا از سر نو تعمیر کرایا، فوج، آلات حرب اور غلہ کی کافی مقدار ذخیرہ کر کے قلعہ کو مضبوط و مستحکم کیا۔ اس اثناء میں بابک خرمی کے کسی دستے نے ان بلاد پر شب خون مارا ابوسعید نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ وہ لوٹ کر لے گیا تھا اس سے چھین لیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اکثر کو گرفتار کر لیا۔ مقتولوں کے سروں اور قیدیوں کو ایک عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ (یہ پہلی شکست تھی جو کہ بابک خرمی کے ہمراہیوں کو نصیب ہوئی)۔

بابکی سالار کی گرفتاری: دوسری شکست محمد بن بعیث کے ذریعہ سے ہوئی۔ یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابن داؤد سے لے لیا تھا اور بابک خرمی کا معین و مددگار تھا اور اس کی فوجوں کے لئے رسد رسانی کا کام دیتا تھا اتفاق سے واقعہ مذکورہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزرا۔ حسب عادت قدیمہ محمد بن بعیث نے دعوت کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ رات کے وقت حالت غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے بلاد اور قلعات کے اسرار دریافت کئے۔ عصمت نے رہائی کی امید پر عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کی گورنری مرحمت فرما کر جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین کی سالاری: افشین نے میدان کارزار میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطرات سے پاک و صاف کرنے کی غرض سے تھوڑی تھوڑی دور چوکیاں بٹھائیں اور کار آزمودہ تجربہ کار سپہ سالاروں کو پٹرول پر متعین کیا جو شب و روز اردبیل سے اس کے لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد غلہ اور کل سامان کو بحفاظت تمام لشکر گاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افشین اس سے بابک کے اخلاق برتاؤ اور احسانات کے بارے میں دریافت کرتا اور اس سے دو چنداں لوگوں کو مرحمت کر کے رہا کر دیتا۔

بغا الکبیر کی کمک: اس کے بعد خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو مع کثیر التعداد فوج اور مال و اسباب کے افشین کی کمک پر روانہ کیا۔ بابک یہ سن کر بغا الکبیر پر شب خون مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی۔ افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد مع اپنے ہمراہیوں کے پھر اردبیل واپس چلے جاؤ بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا۔ بابک یہ خبر پا کر بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ شبخون مارنے کے قصد سے اپنے چنے ہوئے ہمراہیوں کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔ افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا نکل کر اردبیل کی طرف چلا

گیا اور بحفاظت تمام بغا کو مع مال واسباب کے ابوسعید کے مورچہ میں لاکر ٹھہرایا۔

افشین کا حملہ: اس اثناء میں بابک قافلہ تک پہنچ گیا۔ قافلہ کے ہمراہ والی قلعہ نہر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو مڈبھیڑ نہ ہوئی والی قلعہ نہر کے سامنے پڑ گیا لڑائی ہونے لگی۔ بابک کے ہمراہیوں نے ان لشکریوں کو جو قافلہ کے ہمراہ تھے تہ تیغ کر کے جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا۔ اتفاق یہ کہ اس اثناء راہ میں افشین کے سپہ سالاروں میں سے ہیثم نامی ایک سپہ سالار سے دوچار ہو گیا۔ بابک نے اس کو بھی شکست دے دی۔ ہیثم ایک قلعہ میں جا کر چھپ رہا بابک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں افشین بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا اور دفعتہً بابک کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ بابک معدودے چند آدمیوں کے ہمراہ بھاگ کر موقان پہنچا اور اپنے بقیہ لشکر کو موقان میں طلب کر لیا۔

بذ کا معرکہ: دوچار روز قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام بذ میں آ اترا۔ افشین اس کامیابی کے بعد اپنے لشکرگاہ برزند میں آیا۔ لشکریوں کا انعامات اور صلے مرحمت کئے اور بابک کو شکست دینے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ یہ اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمت عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا۔ رسد وغلہ کا آنا موقوف ہو گیا۔ افشین کا لشکر رسد کے نہ آنے سے بھوکوں مرنے لگا۔ افشین نے والی مراغہ سے رسد طلب کی۔ لیکن بدقسمتی سے اثناء راہ میں بابک کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بغا الکبیر یہ خبر پا کر مع اس سامان ومال کے جو اس کے پاس تھا بابک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کے لشکرگاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قلعہ بذ سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قائم کئے اور بغا الکبیر نے قریہ بذ میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آ گیا۔ افشین نے اس کے امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابو جوشن اور جناح الاعور کو (جو حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں روز فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں بھی اسی دن اور اسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے شدت سرما اور بارش کی وجہ سے وقت اور یوم مقررہ پر حملہ نہ کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا۔ بابک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا تاب نہ لا سکا پیچھے ہٹ گیا۔ افشین نے بڑھ کر اس کے مورچہ پر قبضہ کر لیا۔

شبخون: اگلے دن بغا وغیرہ شدت سرما وبارش سے تنگ آ کر کسی رہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کی لشکرگاہ کے قریب تھی۔ یہاں پر بھی ان کو اسی سرما اور بارش سے سابقہ پڑا۔ مزید برآں یہ ہوا کہ برف بھی پڑ گئی۔ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دے دیا۔ دوروز تک اسی حالت میں مبتلا رہے۔ ادھر بابک نے موقع پا کر افشین کے لشکر پر شبخون مارا اور لڑ کر پیچھے ہٹا دیا۔ ادھر بغا کے رکاب کی فوج نے رسد وغلہ ختم ہونے کی وجہ سے شوروغوغا مچایا۔ بغا نے مجبور ہو کر بقصد قلعہ بذ ونیز افشین کا حال دریافت کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کچھ دور نکل آنے پر افشین کا حال معلوم ہوا۔ بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور بوجہ تنگی راہ وکثرت فوج دوسری راہ اختیار کی بابک کے پتروں نے

تعاقب کیا۔ بغا کے ہمراہیوں نے ان کی جانب مڑکر بھی نہ دیکھا۔ نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے۔ اسی اثناء میں رات آ گئی۔ بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے دامن کوہ میں پڑاؤ کیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہروں پر مقرر کیا۔ سب کے سب تھکے تو تھے ہی سو گئے۔ بابک نے موقع پا کر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ بغا مع اپنے ہمراہیوں کے خندق اول میں چلا آیا جو اسفل کوہ میں تھا۔

طرہ خان کا قتل: طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا۔ بابک کی اجازت سے مراغہ کے ایک قریہ میں ایام شا گزار کرنے کو چلا آیا تھا۔ افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا۔ طرہ خان کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ سپہ سالار مراغہ نے شب کے وقت طرہ خان کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور قتل کر کے اس کا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

جعفر خیاط کی کمک: انہیں واقعات پر ۲۲۱ھ رخصت ہو جاتا ہے اور ۲۲۲ھ کا دور شروع ہوتا ہے۔ خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے افشین کی کمک پر روانہ کیا اور ایتاخ کی معرفت تیس لاکھ درہم فوج کے مصارف کے لئے بھیجے۔ اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت بڑھ گئی۔ اوائل فصل ربیع میں بقصد جنگ بابک کوچ کر دیا۔ رود کلان پر پہنچ کر خندق کھودی، مورچے قائم کئے۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام اذین ہے اسی مورچہ کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اپنے اہل و عیال کو اس نے کسی پہاڑی قلعہ پر بھیج دیا ہے۔

اذین کی پسپائی: افشین نے اپنے سپہ سالار کو مع ایک دستہ فوج کے اذین کے اہل و عیال کو گرفتار کر لانے کو بھیج دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اذین کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی ان کی روک ٹوک کرنے کے لئے سوار ہو کر نکلا اثناء راہ میں ملاقات ہوگئی۔ فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کر دیا جو پہلے سے مختلف بلند مقامات پر سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھو تو انہیں سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اطلاع دینا۔ افشین نے فوراً ایک گروہ کو ان کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ اس گروہ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس جاتے رہے گھبرا کر بھاگا اور افشین کے ہمراہی مع اذین کی بقیہ عورتوں کے واپس آئے۔

افشین کی مشکلات: اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا۔ رات کے وقت لوگوں کو پہرہ پر مقرر کرتا اور خود بھی شب کے وقت بابک کے خوف سے پٹرول کے ساتھ گشت کرنے کو نکلتا اگرچہ لشکری شب کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے۔ مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے روبرو ایسے مقام پر پہنچے جہاں کہ قدرتی طور سے تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل واقع تھیں اور ان تین پہاڑیوں کے درمیان میں ایک وسیع میدان تھا۔ افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں مع غلہ اور جملہ اسباب ضروری کے ٹھہرایا اور تمام راستوں کو ایک راستہ کے سوا پتھروں سے چن دیا۔ انہیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی پڑا ہوا تھا۔ افشین روزانہ غلس میں نماز صبح ادا کر کے نقارہ بجواتا۔ لشکری اسی نقارہ کی آواز سن کر تیار ہو جاتے۔ افشین جب تک مصروف جدال و قتال رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ کو روکنا مقصود ہوتا تو نقارہ کا بجانا بند کر دیتا۔ غرض لشکر نقارہ کی آواز پر کام کرتے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا

تو درہ کوہ پر ایک لشکر متعین کر جاتا جو اس قدرتی قلعہ کی محافظت کرتا جس کو اس نے اپنی ضرورت کے لئے بنالیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ آور ہوتا وہ چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمین گاہ میں بٹھا دیتا۔ افشین نے ہر چند اس کی تلاش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔

اکثر اوقات ابو سعید' جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام تین تین دستوں فوج کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ کرتا تاکہ یکے بعد دیگرے میدانِ کارزار میں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا لڑائی کا منظر دیکھا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرائے بھی دکھائی دیتا تھا۔ ہمیشہ بابک ان کے مقدمہ میں معدودے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے' گلچھرے اڑاتے' گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین یہ منظر دیکھتا رہتا' بعد ادائے ظہر اپنی خندق میں واپس آتا اس کے واپس ہوتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آ جاتی تھیں۔

جعفر خیاط کا حملہ : بابک کا گروہ اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔ ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس ہوا۔ اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا۔ بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا جعفر نے بڑھ کر حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو پکارا۔ افشین کا لشکر لوٹ پڑا۔ لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی۔ جعفر کے ہمراہیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروہ رضا کار (والنٹیر ز) کا تھا ان لوگوں نے بلا حکم افشین بابک پر اس زور شور سے حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے۔ جعفر نے میدانِ کارزار میں افشین سے پانچ ہزار تیر اندازوں کی امداد طلب کی۔ افشین نے کہلا بھیجا کہ تم امدادی فوج کا انتظار نہ کرو جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ بہ حکمت عملی واپس چلے جاؤ۔ جنگ کا نقشہ خطرناک ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں رضا کار حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔ فریقین کے شور وغل سے میدان گونج رہا تھا۔ بابک کے ان لشکریوں نے جو کمین گاہ میں تھے یہ سمجھ کر کہ قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا ہے۔ کمین گاہ سے نکل آئے۔ افشین پر اس قلعہ کارزار و کمین گاہ کا حال منکشف ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی تھی۔ فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی گوشۂ مغرب میں پہنچ گیا تھا۔ جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچے کی طرف واپس ہوا۔ مغرب کے وقت تک لڑائی بند ہو گئی اور دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ پر آئے کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا۔ افشین نے عدول حکمی اور خلافِ مرضی جنگ کرنے پر ناراضگی ظاہر کی۔ جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہار ملال کیا۔ غرض دونوں نے معقول وجوہات بتائیں تو صفائی ہو گئی۔

افشین اور رضا کاروں میں مصالحت : اس کے بعد رضا کاروں نے خرچ کی کمی و رسد کی شکایت کی۔ افشین نے جواب دیا' "جو شخص اس کی مصارفت اور گرسنگی کی تکالیف برداشت کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے۔ امیر المومنین کے لشکر میں بفضلہ تعالیٰ جنگ آوروں کی کمی نہیں ہے"۔ رضا کار یہ کہتے ہوئے کہ واپس ہوئے کہ "ہم تو قلعہ بذ کو بات ہی بات میں فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ناحق ہم لوگوں کو ثواب جہاد سے محروم کرتا ہے۔ اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نتیجہ دکھلا دیں افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں"۔ رضا کاروں کو طلب کر کے تسلی دی۔ جنگ کا حکم دیا اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کیا۔ مال'

اسباب، خوراک، پانی اور آلات حرب خاطر خواہ ان لوگوں کو دیا۔ زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اٹھانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اسی مورچہ کی طرف بڑھنے کا کہا جہاں تک کل بڑھ گیا تھا۔

جعفر و بابک خرمی میں معرکہ: اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، نفاطون اور نامی نامی جنگ آوروں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضا کاروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے میدانِ جنگ میں آیا۔ بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر باری شروع کر دی۔ جعفر کے رکاب کی فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر کمال مردانگی و استقلال سے دروازہ بذ پر پہنچ کر لڑنے لگا۔ لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی۔ افشین نے حسب ضرورت ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو مع پھاوڑوں اور کدالوں کے جعفر کے پاس بھیجا۔ اس اثناء میں بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضا کاروں کو اپنے پر زور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا۔ لشکر جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کسی وقت رضا کار بابک کے لشکر کو قلعہ کے اندر داخل دیتے۔ غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہو گئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان میں آفتاب عالم تاب کو چھپا لیا۔ افشین نے اپنے لشکر کو میدانِ جنگ سے مراجعت کا حکم دیا۔ آخر دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ میں آئے۔ لطف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی ہو گئی اکثر رضا کار اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

آذین کی پسپائی: دو ہفتہ بعد افشین نے پھر جنگ کی تیاری کی۔ لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن میں بابک کا نامی سپہ سالار آذین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھنا، تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا۔ دوسرے حصہ کو اس ٹیلہ کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھے تھے۔ تیسرے حصہ کو محافظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جہاں پر حسب عادت گزشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا تھا۔ جعفر خیاط چند نامی سپہ سالاروں کے ہمراہ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں آذین سپہ سالار بابک نے صف آرائی کی تھی۔ آذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کی۔ ادھر سے جعفر کے ہمراہیوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ادھر سے ان تیر اندازوں نے تیروں کا مینہ آذین پر برسانا شروع کر دیا جو نصف شب سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آذین کے ہمراہی اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلہ کے پیچھے سے دوسری کمین گاہ والوں نے خاراشگاف تیروں سے استقبال کیا۔

قلعہ بذ پر قبضہ: بابک نے عنوانِ جنگ بگڑتا ہوا دیکھ کر افشین سے یہ درخواست کی کہ مجھے اس قدر جنگ سے مہلت دیجئے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر لوں۔ بعد ازاں قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا ہنوز یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ غنا کر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے میناروں پر امیر کی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا گیا۔ افشین سجدہ شکر ادا کر کے قلعہ بذ میں داخل ہوا اور بابک کے محل سراؤں

میں آگ لگادی۔ جس قدر اس کے لشکری سامنے آئے قتل کرڈالے گئے عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کر قریب مغرب اپنی لشکرگاہ میں واپس آیا۔ اس کی مراجعت کے بعد بابک نے اپنے اہل وعیال کو دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور جس قدر مال واسباب اٹھا سکا اٹھا لے گیا۔ اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے ملاحظہ کے لئے آیا۔ پہلے روز کی آتش زدگی سے جو مکانات شاہی بچ گئے تھے ان کو بھی جلوا دیا اور ملوکِ ارمینیہ اور ان کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال تحریر کر کے اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ اس کے بعد کسی جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ بابک اس وقت وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ ارمینیہ تک پھیلا ہوا ہے۔ افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچالیا۔

بابک کا فرار: اسی اثناء میں خلیفہ معتصم نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا۔ افشین نے اس فرمان کو بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جو اس کی امان کا مدعی تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا۔ بابک نے اس امان ہی کو منظور نہ کیا بلکہ طیش میں آ کر دو ایک آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر ڈالا اور اس وادی سے مع اپنے بھائی عبداللہ و معاویہ اور اپنی ماں کے بہ قصد ارمینیہ نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے محافظین میں سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس کی گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے ان نے اپنے سردار ابوالسفاح سے جا کر کہہ دیا۔ ابوالسفاح نے تعاقب کا حکم دے دیا۔ ایک چشمہ پر جا کر ان لوگوں نے گھیر لیا۔ بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر اس کی ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو کر افشین کے پاس بھیج دیئے گئے۔

بابک کی گرفتاری: اس واقعہ کے بعد بابک جبال ارمینیہ میں جا کر روپوش ہوا۔ جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے زادِ راہ ختم ہو گیا تھا۔ ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں میں سے کچھ روپیہ دے کر کھانا خریدنے کو بھیجا۔ کسی افسر پولیس کی اس شخص پر نظر پڑ گئی وہ چال ڈھال سے تاڑ گیا۔ سہل بن ساباط کے پاس کہلا بھیجا کہ ایک شخص اس شکل وصورت کا آیا ہے مجھے اس پر شبہ ہوتا ہے کہ وہ بابک کے ہمراہیوں میں سے ہے سہل بن ساباط یہ سن کر دوڑ آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس گیا۔ بابک کا چہرہ اس کو دیکھتے ہی فق ہو گیا۔ سہل بن ساباط بابک کو چاپلوسی سے دم پٹی دے کر اپنے قلعہ میں لایا اور چپکے سے افشین کو اطلاع کر دی۔ افشین نے دو سپہ سالاروں کو بابک کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابن ساباط کی رائے پر چلنا ذرہ بھر اس کی مخالفت نہ کرنا۔ ابن ساباط نے ان لوگوں کو قلعہ کی ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے حیلہ سے میدان کی طرف لے چلا۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے موقع پا کر حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا۔ افشین کے پاس لائے ان لوگوں کے ہمراہ معاویہ بن سہل بن ساباط بھی تھا۔ افشین نے بابک کو قید کر دیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں معاویہ بن سہل کو ایک ہزار درہم اور سہل کو ایک لاکھ درہم اور ایک پٹی جواہر نگار مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد افشین کی طلبی پر عیسیٰ بن یوسف بن اسطفانوس والی بلقان نے عبداللہ برادر بابک کو جو ایک مدت سے اس کے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرضداشت خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دی۔

افشین کی واپسی: خلیفہ معتصم نے مع ان دونوں کے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق افشین کی کمال

عزت واحترام سے استقبال و خاطر مدارات کی اور ایک قاصد خاص خلیفہ کا مع خلعت فاخرہ اور ایک راس عربی گھوڑے کے افشین سے ملتا تھا جس وقت سامرہ کے قریب پہنچا خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق معہ سرداران واراکین سلطنت کے استقبال کی غرض سے سامرہ سے باہر آیا اور کمال توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا۔ افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنے زیر حراست رکھا۔ خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی۔ بیس لاکھ درہم بطور صلے کے مرحمت فرمائے اور دس لاکھ درہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کیے گئے۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے۔

بابک کا قتل: اسی زمانہ میں جبکہ بابک قصر مطیرہ میں مقید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کو دیکھنے کے لئے آیا۔ تھوڑی دیر تک بہ نظر غور دیکھتا رہا بعد ازاں چند باتیں کر کے واپس گیا۔ اس کے بعد ایک روز خلیفہ معتصم خود تشریف لایا اور سر سے پاؤں تک دیکھ کر لوٹ گیا۔ اگلے روز خلیفہ معتصم دربار عام میں رونق افروز ہوا اور لوگوں کو حسب مراتب دربار عام نے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو۔ اس حکم کی ان لوگوں نے کمال تیزی سے تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے۔ سر کو خراسان بھیج دیا۔ لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے۔

افشین اس مہم میں بابک کے محاصرہ کے زمانہ میں علاوہ غلہ اور مصارف سفر و قیام کے جس روز میدان جنگ میں جاتا تھا دس ہزار یومیہ خرچ کرتا تھا اور جس دن اپنے مورچے میں رہتا تھا پانچ ہزار۔ بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔ سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی۔ تین ہزار تین سو آدمی اس کے ہمراہ قید کیے گئے اور سات ہزار چھ سو نفر مسلمان عورتیں اور ان کے بچے اس کے پنجہ غضب سے چھڑائے گئے۔ یہ لوگ ایک احاطہ میں ٹھہرا دیے گئے۔ جو شخص ان لوگوں میں کسی کا والی وارث آتا اس سے شہادت لی جاتی اور ثبوت کے بعد ولایت و وراثت حوالہ کر دیا جاتا۔ اس معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل و عیال سے سترہ مردوں اور تیئیس عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

بازنطینیوں سے جنگ: ۲۲۳ھ میں توفل بن میخائیل والی روم نے بلاد اسلامیہ کی طرف قدم بڑھائے اور غفلت میں اہل زبطرہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اس جرات و جسارت کی یہ وجہ ہوئی کہ بابک خرمی جس وقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دو لڑائیوں کی طرف منقسم ہو جائے اور عجب نہیں یہی حیلہ میری جان بری کا ہو توفل بن میخائیل والی روم کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا تمام لشکر بھیج دیا ہے امراء و افسران فوج کا کیا ذکر کرنے اپنے خیاط جعفر بن دینار اور طباخ ایتاخ کو بھی میری مہم پر روانہ کر دیا ہے۔ یہ موقعہ اچھا ہے تم اس کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دو اب کوئی شخص دارالخلافت میں ایسا نہیں باقی رہا جو تمہارے مقابلہ کا قصد بھی کر سکے۔

توفل کا شب خون: توفل اس امر سے مطلع ہو کر جامہ سے باہر ہو گیا ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر حملہ کر دیا۔ اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پیشتر شکست دی تھی اور وہ اپنی جانیں بچا کر بلاد

روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پر پہنچ کر شب خون مارا مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا حالت غفلت میں ان کو گرفتار کر لیا قتل کر ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ بعد ازاں ملطیہ کی جانب لوٹا اور اہلِ ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔

ایک ہاشمی خاتون کی فریاد: رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی بہت شاق گزرا کسی نے حاضرین میں سے واقعات زبطرہ و ملطیہ بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی کشاں کشاں لئے جاتے تھے اور وہ ((وامعتصماہ و امعتصماہ)) کہتی جاتی تھی۔ خلیفہ معتصم اس پُر درد قصہ کو سن کر بے قرار ہو گیا۔ لبیک لبیک کہہ کر مسند خلافت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ قصرِ خلافت میں کوچ کی منادی کرا دی۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دار العوام کی جانب آیا امراء لشکر کو جمع کر کے قاضی بغداد عبد الرحمٰن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو مع تین سو تین معززین علماء و صلحاء کے طلب کیا اور اپنے تمام مال و اسباب کی ایک فہرست مکمل تیاری کی ایک حصہ اپنے لڑکوں کو اور ایک حصہ خادموں کو دیا اور ایک حصہ وقف بوجہ اللہ کیا۔ دستاویز تقسیم کی تکمیل کرا کے ان لوگوں سے لکھوائی اور لشکر آراستہ و مرتب کرنے کی غرض سے دوسری جمادی الاول ۲۲۳ھ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کر دیا۔ نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو مع ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے اپنی روانگی سے پیشتر اہلِ زبطرہ کی امداد کو روانہ کیا۔

فتح عموریہ کا قصد: اتفاق سے یہ لوگ زبطرہ میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ رومی اس کو ویران و غارت کر کے کوچ کر گئے تھے چار و ناچار خلیفہ کے حکم ثانی کے انتظار میں قیام کر دیا۔ اہلِ زبطرہ رومیوں کے طوفان بے تمیزی فرو ہونے اور عساکر اسلامیہ کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ زبطرہ میں آ کر آباد ہونے لگے۔ اس اثناء میں عساکر اسلامی کو بمقابلہ بابک فتح یابی حاصل ہو گئی۔ خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے دریافت کیا ”رومیوں کے نزدیک کون سا شہر عمدہ اور عالی شان ہے“۔ عرض کیا ”عموریہ“۔ خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم صادر فرمایا اور کمال تیزی و عجلت سے اس قدر ساز و سامانِ جنگ اور آلاتِ حرب مہیا کیے کہ اس سے پیشتر کسی جہاد میں نہیں مہیا کیے تھے۔ مقدمۃ الجیش پر اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مامور کر کے کوچ کر دیا بلاد روم میں داخل ہو کر مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہر سن پر دریا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ مقام طرطوس سے ایک یوم کی مسافت پر واقع تھا۔ نہر سن پر پہنچنے کے دوسرے دن افشین کو سرحد سروج کی طرف اور اشناس کو درہ طرطوس کی جانب روانہ کیا اور حملہ کرنے کا دن اور وقت مقرر کر دیا اور اشناس کو یہ ہدایت کر دی کہ صفصاف میں پہنچ کر لشکر ہمایوں کے آنے کا انتظار کرنا۔ اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جب کہ چھ راتیں ماہ رجب کی باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کیا۔

انقرہ کی فتح: اس اثناء میں جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ روم اسلامی مقدمۃ الجیش پر شب خون مارنے والا ہے۔ خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا کہ ”تم کو جس مقام پر فرمان ہذا ملے اسی مقام پر تین یوم کے لئے قیام کر دینا۔ اس عرصہ میں آ پہنچوں گا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا وارد ہوا کہ تم اپنے لشکر کے سپہ سالاروں میں سے کسی ہوشیار سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ والی روم اور رومی لشکر کے حالات دریافت کرنے پر مامور کر دو“۔ اشناس نے عمر فرغانی کو دو سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ عمر فرغانی نے انقرہ میں پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو رومیوں کی

جستجو میں پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ والیٔ روم ایک مہینہ سے مقدمۃ الجیش کے انتظار میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر پا کر کہ عساکر اسلامیہ (یعنی افشین کا لشکر) بلاد ارمینیہ کی جانب سے ممالک محروسہ روم میں داخل ہو گیا ہے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے لشکر پر مقرر کر کے آرمینیہ کی جانب کوچ کر گیا۔ عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے براہ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا:

''تم حکم ثانی ملنے تک قیام کرو بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ اور افشین تک اس خط کے پہنچا دینے کا دس ہزار صلہ مقرر کیا۔

رومیوں کی گرفتاری: اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا۔ اس وجہ سے کہ اقصائے بلاد روم میں افشین داخل ہو گیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام حملہ کرنے کی ہدایت کے لئے روانہ کیا۔ اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتصم نے اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے تھا جس وقت انقرہ کو تین منزل باقی رہ گئیں اشناس نے رومیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کر دیا اُن میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے دست بستہ عرض کیا ''تم میرے قتل سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟ اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ کے نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تم کو ایک ایسے گروہ کا پتہ بتلا دوں جو کہ انقرہ سے بخوف جنگ بھاگ گیا ہے اور اُس کے پاس غلہ کی کافی مقدار ہے''۔ اشناس نے مالک بن کرد کو پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اُس بوڑھے عیسائی کے ہمراہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہل انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتا دے تو رہا کر دینا۔ بوڑھے عیسائی نے بہ اُمید رہائی اہل انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا۔ مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا غلہ و اسباب جو کچھ اُن کے پاس تھا لوٹ لیا۔

رومیوں کا بیان: ان لوگوں کے ساتھ وہ مجروحین بھی تھے جو بادشاہ روم کے ہمراہ جنگ افشین میں شریک تھے۔ ان مجروحوں نے پوچھنے پر بیان کیا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کی رکاب میں تھے جس وقت یہ خبر پہنچی کہ عساکر اسلامیہ اطراف ارمینیہ سے بلاد روم میں داخل ہو گیا ہے بادشاہ روم نے اپنے اعزہ میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر کا سردار بنا کر ارمینیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ ہم لوگ بھی بادشاہ کے رکاب میں تھے۔ اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس وقت جا کر گھیر لیا جب کہ وہ نماز صبح ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے اُن کو لڑ کر پسپا کر دیا' اُن کے جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا اور باقی ماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی ظہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے۔ لڑائی ہوئی وہ لوگ ہم پر غالب آئے ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر خیموں کو جلا دیا۔ ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہو گیا۔ ہم لوگ میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اس کیمپ کی طرف آئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔

یہاں یہ گل کھلا ہوا تھا کہ کل لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کیمپ میں چاروں طرف ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی آ پہنچا اور ہنگامہ فرو ہو گیا بادشاہ نے بالزام بغاوت اپنے نائب کو سزائے قتل دی اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان اُس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف منہزمین جائیں اُن کو مار پیٹ کے فلاں مقام پر مسلمانوں سے

لڑنے کی غرض سے جمع کرو اور انتظاماً اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ کو بچانے پر مامور کیا یہ سردار انقرہ میں اُس وقت پہنچا جبکہ اہلِ انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کی طرف چلے جانے کا حکم دے دیا۔ مالک بن کردیہ حالات سُن کر باغ باغ ہو گیا اور مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے اشناس کے پاس آیا اشناس نے اس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم میں خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ اس کے بعد افشین کی عرض داشت سلامتی وعافیت آئی۔

معتصم کی روانگی: یہ واقعہ جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی چھبیسویں تاریخ کا ہے' عرض داشت پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے بقصد جنگ کوچ کیا۔ میمنہ پر افشین میسرہ پر اشناس کو مقرر کیا اور خود بہ نفس نفیس قلب میں رہا۔ ہر لشکر کو دوسرے لشکر سے دو دو کوس کے فاصلہ پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ اس کے یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ مابین انقرہ و عموریہ جس قدر قصبات و دیہاتی ملیں اُن کو ویران و مسمار کر دینا۔

عموریہ کا محاصرہ: چنانچہ سب سے پہلے عموریہ پر افشین پہنچا۔ بعد ازاں خلیفہ معتصم بعد ازاں اشناس خلیفہ معتصم نے عموریہ کو غور و تعمق کی نظروں سے دیکھ کر ہر ایک سمت کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔

ہنوز لڑائی نہیں شروع ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنا ڈالا تھا۔ خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتایا جس پر بظاہر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور درحقیقت وہ دیوار خالی تھی۔ خلیفہ معتصم نے اُسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں دو ہی چار پتھر دیوار پر پڑنے پائے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا اسا روزن ہو گیا۔

سنگ باری: بطریق باطیس اور والیٔ قلعہ عموریہ نے ایک عرضی بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کی اتفاق سے یہ عرضی مسلمانوں کے ہاتھ پڑ گئی' عرضی میں لکھا ہوا تھا کہ ''چونکہ شہر پناہ کی دیوار شالی گر گئی ہے اور عساکر اسلامیہ عنقریب عموریہ میں داخل ہوا چاہتا ہے اس وجہ سے بطریق باطیس اور والیٔ قلعہ آج شب کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے''۔ خلیفہ معتصم نے سرداران لشکر کو اس سے مطلع کر کے محافظت کی تحت تاکید کی بعد ازاں دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اس قدر سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر آ رہی شہر پناہ کی دیوار کی بنیاد میں جو خندق تھی اُس کو عساکر اسلامیہ نے جانوروں کی کھالوں سے جس میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد دبابہ تیار کرا کے ہر میں دس دس آدمیوں کو ٹھہرایا اہلِ عموریہ نے دبابوں پر آتش باری شروع کی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئیں قلعہ کی طرف بڑھیں۔ اہلِ دبابہ بڑی جدوجہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے تمام رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برساتے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگے بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے باوجود خوں ریز جنگ ہونے کے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی۔

بطریق واندواکی امان طلبی: دوسرے دن پھر اشناس نے لڑائی شروع کی منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسری طرف سے حملہ کیا تمام دن بڑے زور و شور سے جنگ ہوتی رہی تو اہلِ قلعہ عساکر اسلامیہ کو پیچھے

ہٹا سکے اور نہ عساکر اسلامیہ کا ہاتھ قلعہ تک پہنچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا ایتاخ نے دوسری جانب سے حملہ کیا افشین قلعہ کی طرف بڑھا رومیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے فصیلوں اور برجوں سے پتھروں اور تیروں کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر کمال جوش مردانگی سے بڑھتا جاتا تھا لڑائی کا بازار گرم تھا اور رات تک لڑائی اسی زور وشور سے جاری رہی جس طرح سے شروع ہوئی تھی۔ اس معرکہ میں اہلِ عموریہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد تندرستوں کے مقابلہ میں دو چند ہوگئی۔ جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اُس نے اور بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے انکار کر دیا تب اس نے خلیفہ معتصم سے امان کی درخواست کی خلیفہ معتصم نے امان دے دی۔

<u>عموریہ کی فتح</u>: اگلے دن وہ صبح کو قلعہ کا دروازہ کھول کر خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام ''وندوا'' تھا اس دوران میں وندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا سب کے سب اسی راستہ سے جو سنگ باری کے صدمہ سے دیوار میں ہو گیا تھا شہر میں گھس پڑے وندوا چکا چوند ہو کر دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دے کر کہا ''گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا''۔ وندوا خاموش ہو گیا اور اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہو گئیں رومیوں نے کلیسہ میں جا کر پناہ لی مسلمانوں نے آگ لگا دی۔ باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا تا آنکہ خلیفہ معتصم کے امان دینے پر برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکتے ہوئے لاتا تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہو گیا۔ خلیفہ معتصم نے شرفا اور روسا کو علیحدہ کر کے بقیہ لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور مالِ غنیمت کو پانچ دن میں جس قدر فروخت ہو سکا فروخت کیا اور باقی ماندہ کو جلا دیا اثناء بیع میں ایک روز بعض لشکریوں نے مالِ غنیمت کو لوٹنا شروع کیا خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا لشکری خلیفہ معتصم کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے باز رہے اور اس کے حکم سے چند لمحوں میں عموریہ کے مضبوط و مستحکم قلعہ کو منہدم کر کے جلا دیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

خلیفہ معتصم اس قلعہ کا پچپن دن ۶ رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رہا اس زمانہ سے توفل رومیوں پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ ۲۲۹ھ میں عہد خلافت خلیفہ واثق میں انتقال کیا اس وقت رومیوں نے بجائے اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں تندورہ کی زیر سرپرستی تخت نشین کیا اس نے چھ برس حکومت کی بعد ازاں اُن کے لڑکے میخائیل نے انہیں کسی مصاحب سے متہم کر کے خانہ نشین کر دیا۔

<u>عباس بن مامون کا انجام</u>: چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ تفضیل دیا کرتا تھا اسی وجہ سے جس وقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسے کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دی تھی علاوہ ازیں اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کے حرکات وسکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہیں وجوہات سے عجیف کے خیالات میں تبدیلی واقعہ ہوئی بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی عباس بن مامون سے ملاقات کی باتوں باتوں میں نصیحت کرنے لگا ''آپ نے خلیفہ مامون کی وفات پر بڑی غلطی کی ناحق خاموشی اختیار فرمائی خلیفہ معتصم کے بہ نسبت آپ مستحق خلافت ہیں اگر آپ نے ذرا سا اشارہ کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کا ازالہ کا اقرار کیا اور عجیف کی اتفاق رائے سے اپنے رازداروں

میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا قرابت دار تھا اس امر پر تحریک کیا کہ امراء و رؤسائے لشکر کو در پردہ خلیفہ معتصم سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے تھوڑے دنوں میں سپہ سالاران لشکر اور مقربین بارگاہ خلافت کا ایک گروہ عباس بن مامون کی جانب مائل ہو گیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور باہم یہ عہد و پیمان ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہی سپہ سالار کو خواہ وہ خلیفہ معتصم کے اسناف کا ہو یا افشین و اشناس کے ہمراہیوں میں سے ہو قتل کر ڈالے۔

عجیف کا مخالفانہ رویہ: عجیف نے حدود بلاد روم میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا "یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد و اقرار کو پورا کر کے بغداد کو واپس جائیں"۔ عباس بن مامون نے انکاری جواب دیا پھر جب عموریہ مفتوح ہوا اس وقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہو کر تمہاری طرف آئے دفعتہً حملہ کر دینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عمل درآمد کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ فرغانی کا ایک نوعمر عزیز خلیفہ معتصم کے خواصوں میں تھا۔ اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں مار رہا تھا۔ بسبیل تذکرہ لوگوں کے مال غنیمت کے لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہو کر آنے کا مقصد بیان کرنے لگا فرغانی نے روک کر کہا "صاحبزادہ تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو امیر المومنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور و غوغا سنو تو دیکھو گھبرا کر نکل نہ آنا کیونکہ تم ابھی صاحبزادہ اور سادہ لوح ہو"۔

سازش کا انکشاف: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی بلاد کی جانب کوچ کیا۔ اثناء راہ میں اشناس اور عمر فرغانی اور احمد بن خلیل سے ان بن ہو گئی اشناس نے ان دونوں کو سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے بغرض تنبیہ اشناس کے حوالہ کر دیا اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتصم صفصاف میں وارد ہوا اس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتصم سے اس شب کا قصہ بیان کیا خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو گرفتار کر لاؤ تا کہ اس سے اس شب کا واقعہ دریافت کیا جائے۔ فرغانی نے بے ہوشی کا بہانہ کر کے واقعہ بیان کرنے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے فرغانی کو ایتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالے کر دیا احمد بن خلیل نے اشناس سے عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے اور حرث سمرقندی کے حالات بتلائے۔

عباس بن مامون کا خاتمہ: اشناس نے حرث کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا۔ (حرث اس وقت مقدمۃ الجیش میں تھا) حرث نے کل واقعات از اوّل تا آخر عرض کر دیئے خلیفہ معتصم نے خلعت و انعام دے کر رہا کر دیا اور اس وقت سپہ سالاران لشکر سے بوجہ کثرت جماعت معترض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے نفس واقعہ کو دریافت کیا۔ عباس بن مامون نے تمام حالات عرض کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے زیر نگرانی قید کر دیا۔ اس کے بعد پیچھے جھاڑ کر سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا۔ کسی کو قتل کیا منجملہ ان لوگوں کے سب سے پہلے مشاہ بن سہیل کو سزائے موت دی بیچ میں پہنچ کر عباس بن مامون نے کھانا طلب کیا۔ کھانا دیا گیا مگر پانی سے ملاقات نہ ہونے پائی کھانا کھانے کے بعد ایک بورہ میں بھر کر سی دیا وہ دم گھٹ کر مر گیا۔ نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا۔ موصل پہنچا

تو عجیف کو اسی طرح مارا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا تھا غرض تھوڑے ہی دنوں میں رفتہ رفتہ کل سپہ سالاروں کو جنہوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر ڈالا اور عباس بن مامون کو عباس لعین کے لقب سے یاد کرنے لگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی بقیہ اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔

مازیار کی بغاوت: مازیار بن قارن بن ونداہرمز والی طبرستان اور عبداللہ بن طاہر سے کسی معاملہ میں ان بن ہو گئی۔ مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج نہ دوں گا تمہارے سوا بارگاہ خلافت سے جو کوئی آئے گا اس کو خراج دوں گا عبداللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار بگڑ گیا فریقین کی کدورتوں نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کر لی عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایت لکھ لکھ کر خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا افشین کو جس وقت مہم بابک میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی اس وقت گورنری خراسان کی طمع دامن گیر ہوئی مازیار سے خط و کتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بہ وجہ عداوت عبداللہ بن طاہر بغاوت و سرکشی پر ابھارنے لگا اس بدگمانی کے تحت عبداللہ بن طاہر کو اس سے لڑنے کی جرأت نہ ہو گی۔ خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہو گی اور جنگ مازیار پر بھیجا جاؤں گا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونے کا ہو گا۔ مازیار اس دم پٹی میں آ کر باغی ہو گیا لوگوں سے بہ جبر و اکراہ اپنی بیعت لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا آمل اور ساریہ کے شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلاء وطن کر دیا جو ساریہ و آمل کے مابین واقع اور ہرمز آباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کے توڑنے کے بعد مازیار کے نامی سپہ سالار سرخاستان نے طمیس سے دریا تک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کرایا جس کو شاہان فارس نے ترکوں کی دست برد سے طبرستان کے بچانے کو بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے چاروں طرف عمیق خندق کھدوائی اہل جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور چلے گئے۔

حسن بن حسین کی لشکر کشی: عبداللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جس کو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر بسرافسری حیان بن جبلہ تومس کی جانب بھیجا حیان بن جبلہ نے حسب ہدایت عبداللہ بن طاہر جبال شروین پر صف آرائی کی دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ معتصم نے دارالخلافت بغداد سے متعدد سپہ سالاروں کو اس شور انگیز طوفان کے فرو کرنے کے لئے روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرخاستان کی جانب بھیجا اور منصور بن حسن والی نہاوند کو رے کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ابو الساج کو دنباوند کی حفاظت پر مامور کیا۔ غرض عساکر شاہی نے چاروں طرف سے سرخاستان کو گھیر لیا۔

سرخاستان کی گرفتاری و قتل: حسن بن حسین اور سرخاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی۔ اکثر اوقات لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوا کرتا تھا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کر سرخاستان کے مورچہ میں گھس گئے حسن بن حسین کو اطلاع ہو گئی تو اس خوف سے کہ مبادا میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں سوار ہو کر چلا تا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آتا ہے اپنا پھریرہ سرخاستان کے

مورچہ پر اڑا دیا سرخاستان اس وقت حمام میں تھا یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے لشکریوں نے سرخاستان کی لشکر گاہ پر اطمینان سے قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی شہر یار کو گرفتار کر کے حسن بن حسین کے روبرو پیش کر دیا۔ حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرخاستان کو تلے جا کر گرفتار کیا اور پابہ زنجیر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

مازیار کے رفقاء کی گرفتاری: اس واقعہ کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہر یار برادرزادہ مازیار کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بلا جنگ و خون ریزی شہر ساریہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالے کر دو ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ بلاد دیں گے جو تمہارے آباؤ اجداد کے ہیں۔ قارن اس پر راضی ہو گیا۔ حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا۔ حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن تنہا اس مصالحت کو خلاف مرضی اپنے سپہ سالاروں کے نہ کر سکتا تھا دعوت کے بہانہ سے سب کو اپنے خیمہ میں بلایا انہیں لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب سب نے اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیاروں کو کھول کر رکھ دیا اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا سوار ہو کر جبال قارن میں گیا اور بلا جنگ و جدال قبضہ کر لیا مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا جوش بغاوت فرو ہو گیا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کچھ بن نہ پڑتا تھا اس کے بھائی قوہیار نے رائے دی کہ تم اپنے ہمراہیوں کو رہا کر دو اپنے اپنے وطنوں کو چلے جائیں لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے مازیار نے اس رائے کے مطابق سب کو اپنے اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دے دیا۔ چنانچہ افسر پولیس افسر مال اور سکریٹری مازیار کے لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آ گئے۔

ساریہ پر قبضہ: اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے حاکم ساریہ مہرستان بن شہرین پر جو مازیار کی طرف سے مامور تھا حملہ کر دیا مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے جس قدر قیدی تھے نکل پڑے اس اثناء میں حیان شہر ساریہ میں پہنچ گیا قوہیار برادر مازیار نے یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص والی طبرستان کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ تم مجھے امان دے دو اور میرے آباؤ اجداد کے مقبوضہ جبال پر میری حکومت تسلیم کر لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ قوہیار کے بعض ہمراہیوں نے قوہیار کو اس سخافت رائے پر کہ وہ بجائے حسن کے حیان سے امان کا خواستگار ہوا نصیحت و ملامت کی قوہیار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گیا۔ پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیام دیا کہ یہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آیئے ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالے کر دیں گے چنانچہ حسن بھی لشکر گاہ طمیس سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے یوم مقررہ پر ساریہ کے قریب پہنچ گیا حیان نے حسن کا ایک کوس سے استقبال کیا۔ حسن نے حیان کو جبال شروین سے چلے آنے پر زجر و توبیخ کی اور اسی وقت جبال شروین کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا حیان نے جبال شروین کی جانب روانہ ہونے کی غرض سے ساریہ کی طرف مراجعت کی اتفاق سے قضا آ گئی مر گیا۔

عبداللہ بن طاہر نے بجائے اس کے محمد بن حسین بن مصعب کو مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ قارن کے کسی کام میں دست اندازی نہ کرنا۔ الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن خوناباروسط جبال مازیار میں پہنچا حسب وعدہ قوہیار ملنے کو آیا

دونوں فریقوں نے ایک دوسرے سے بہ کمال توثیق عہد و پیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے نامور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ حسب قرارداد شرائط باہمی لکھ کر قوہیار کے حوالے کر دیا قوہیار لوٹ کر مازیار کے پاس آیا اور اُس کو یہ اطمینان دلایا کہ میں نے بڑی احتیاط سے آپ کے لئے امان حاصل کر لی ہے۔ اگلے دن حسن معہ اپنی فوج کے سوار ہو کر قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد بن ابراہیم کو دوسری راہ سے روانہ کیا حسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے جس مقام پر ملنے کا وعدہ تھا پہنچ گیا بعد ازاں قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ہمراہ آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد اور خرماباد سے شہر سار یہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھر ان لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا اس اثناء میں حسن آ پہنچا محمد بن ابراہیم نے دریافت کیا "یہ کہاں کا قصد ہے؟" حسن نے جواب دیا "مازیار کا"۔ محمد بن ابراہیم نے کہا "وہ تو ساریہ پہنچ گیا ہوگا"۔ حسن یہ سن کر ہنس پڑا دوسری جانب نظر اٹھی تو مازیار کے بھائی کو دیکھ کر حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب مراجعت کر دی۔

مازیار کی گرفتاری: ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح مقید و محبوس کیا گیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انہیں ایام میں عبداللہ بن طاہر کا خط بایں مضمون صادر ہوا کہ مازیار کو اس بھائی اور اہل و عیال کے ساتھ محمد بن ابراہیم کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں روانہ کر دو۔ حسن نے مازیار سے چلتے وقت ان کے مال و اسباب کے متعلق دریافت کیا مازیار نے ساریہ کے چند روساکو نامزد کیا اور یہ بتلایا کہ میرا تمام مال و اسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔ حسن نے قوہیار کو مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے پر مامور کیا جس وقت قوہیار مازیار کے مال و اسباب کے فراہم کرنے کو جبال کی طرف روانہ ہوا کچھ دور چل کر مازیار کے دیلمی خادموں نے یورش کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے معاوضہ میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے۔ یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے اثناء راہ میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچازاد بھائی تھا جو جبال طبرستان کا مالک و حکمران تھا اور مازیار طبرستان کے شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے جبل وندادہرمزا جبل وندا سنجان اور جبل شروین بن سرخاب۔ جس وقت جبال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچازاد بھائی کو انتظام وامن قائم کرنے کی غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اس وقت اُس نے اپنے چچازاد بھائی کو بلاد طبرستان سے بلا کر بہتم بالشان مقامات کا والی بنا دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ شک دامن گیر ہوا کہ اس کو ایک گونہ استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کی اور افشین و مازیار کے نامہ و پیام سے مطلع کر کے اس شرط پر سازش کر لی کہ میرا آباؤ اجداد کے مقبوضات پر میری حکومت تسلیم کر لینا۔ چنانچہ حسن نے بتوسط عبداللہ بن طاہر بارگاہِ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کر لی اور جس روز اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اُسی دن اور اُسی وقت سوار ہو کر جبال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچازاد بھائی کی اعانت و سازش سے مازیار کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ مازیار نے حسن کے کہنے سے اپنے کو حسن کے لشکریوں کے سپرد کر دیا۔

اور یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اس کی گرفتاری کے بعد دوسرے والی جبل سے لڑنے کو گیا اس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہونے لگی سامنے تو کشت و خون کا بازار گرم ہی ہو رہا تھا۔ پس عقب سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا گھبرا کر بلاد دیلم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے

تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط طلب کئے۔ مازیار نے پیش کر دیئے۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کو ان خطوط کے ساتھ خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا خلیفہ معتصم نے اس قدر درے لگوائے کہ مر گیا۔ بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا (یہ واقعہ ۲۲۴ھ کا ہے)۔

موصل میں بغاوت: ۲۲۸ھ میں سرداران اکراد سے ایک شخص جعفر بن فہر بن حسن نامی نے اطراف موصل میں برخلاف خلافت اسلامیہ علم بغاوت بلند کیا اکراد وغیرہ کا ایک گروہ کثیر اس کا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ اور ہوش میں لانے کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کی سند گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ عبداللہ بن سید نے اطراف موصل میں پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور کمال مردانگی سے لڑ کر ماتعیس پر قبضہ کر لیا۔ جعفر ماتعیس سے نکل کر کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کے دشوار گزار گھاٹیاں تھیں اس کی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ راستہ نہایت تنگ تھا عبداللہ بن سید نے تعاقب کیا اور بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اُن دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ جعفر کے بہت سے ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن سید کا چچا) شہید ہوا انہیں واقعات پر ۲۲۴ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہتا ہے تمام نہیں ہوتا خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن سید کی کمک کو روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو نیچا دکھا کر عین معرکہ میں قتل کر ڈالا۔ جعفر کے ہمراہی منتشر ہو کر تکریب کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے پڑ گئے گرفتار کر لئے گئے ان کا خون عام کر دیا گیا۔

افشین حیدر بن کاؤس: افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں زیر سایہ عاطفت خلیفہ معتصم نشو ونما پائی خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت وتوقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا جو مال واسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی خلیفہ معتصم نے جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال واسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا عبداللہ بن طاہر کو خبر ہو گئی سب مال واسباب چھین لیا مال واسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے بہ تجاہل عارفانہ ڈانٹ کر کہا اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتے۔ یقیناً تم لوگ چور ہو وہ لوگ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا مال و اسباب کو لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ ''اس قدر مال واسباب فلاں فلاں اشخاص لائے تھے اور وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال واسباب آپ کا ہے۔ مجھے ان کے کہنے کا یقین نہیں ہوا میں نے وہ مال واسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اُن کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں نے جیل میں ڈال دیا ہے''۔ افشین نے رفع ندامت کی غرض سے تحریر کیا ''بھائی جان! میرا مال اور امیر المومنین کا مال ایک ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں آپ اُن کو رہا کر دیجئے۔ والسلام''۔

عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں دلوں کی کدورتیں مزید مستحکم ہو گئیں۔

افشین کے زوال کے اسباب: ادھر عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی بھی اطلاع بھیج دی ادھر افشین اس

امید پر کہ خراسان کی گورنری مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت و مخالفت پر ابھار رہا تھا تا کہ خلیفہ معتصم مجھے سند گورنری خراسان اور جنگ مازیار پر متعین فرمائے مگر افشین کی یہ رائے غلط فہمی پر مبنی تھی۔ مازیار کی مخالفت و بغاوت کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وہ گرفتار ہو کر بغداد بھیج دیا گیا اور جنگ بابک کے خاتمہ پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذربائیجان کا والی مقرر فرمایا افشین نے اپنے اعزہ و اقارب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا مال و اسباب منکجور کے ہاتھ چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو۔ پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی منکجور سے کیفیت طلب ہوئی۔ منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہو گیا۔

اہل اردبیل نے منکجور کو اس ارادہ سے روکا۔ منکجور اہل اردبیل سے متصادم ہو گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اس کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس منکجور کی معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو بجائے منکجور کے روانہ کیا۔ منکجور اپنی معزولی کی خبر پا کر باغی ہو گیا۔ اردبیل سے نکل کر صف آرائی کی دار و گیر اور قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہی منکجور کو شکست ہوئی وہ بھاگ کر آذربائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا جس کو بابک نے ویران و خراب کر دیا تھا اور اس کو درست کر کے باطمینان تمام رہنے لگا۔ تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا۔ بعد ازاں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے اسکو بحالت غفلت گرفتار کر کے اس سپہ سالار کے پاس لایا جو بجائے اس کے بارگاہ خلافت سے مقرر ہو کر آیا تھا اور وہ سپہ سالار اس کو لیے ہوئے سامرا پہنچا۔ خلیفہ معتصم نے اسکو جیل میں ڈال دیا۔ غرض ان معاملات سے خلیفہ معتصم کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہو گیا وہ عزت و توقیر جو اس سے پیشتر اس کی آنکھوں میں تھی جاتی رہی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار بجائے منکجور کے بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجور اسکے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہو گیا تھا۔

افشین کی گرفتاری: جس وقت افشین کو خلیفہ معتصم کی سوء مزاجی کا احساس ہوا بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ ''خفیہ طور سے بھاگ کر آرمینیہ چلا جاؤں اور آرمینیہ سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشتہروسنہ آ رہوں مگر پھر یہ سوچ کر چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادہ میں مجھے کامیابی نہ ہو گی'' رک جاتا تھا اور کبھی یہ قصد کرتا کہ ایک روز خلیفہ معتصم کی مع کل سرداران و ارکین سلطنت کے دعوت کر دوں تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور میں موقع پا کر سر شام سے نکل جاؤں گا۔ افشین انہیں خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کوئی رائے مستقل نہیں قائم کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آ گیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا۔ خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند روزہ مہمان ہے۔ ایتاخ کے پاس گیا ایتاخ نے اس کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ خادم نے افشین کے تمام حالات اور خیالات کا حال کہہ سنایا۔ خلیفہ معتصم نے اسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر فرمایا اور درباری لباس اتروا کر جوسق میں قید کر دیا۔

حسن بن افشین کی گرفتاری: حسن بن افشین ماوراء النہر کے بعض شہروں کا والی تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ کسی حیلہ سے اس کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد والی بخارا کی شکایت کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دیا اور در پردہ نوح کو لکھ بھیجا کہ جس

وقت حسن بن افشین تمہارے پاس سند حکومت بخارا لے کر پہنچے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا' نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے روبرو افشین کے حاضر کیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

افشین کے خلاف الزامات: اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات' قاضی احمد بن ابی داؤد' اسحاق بن ابراہیم اور اراکین دولت و سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی۔ علاوہ ان لوگوں کے مازیار قید خانہ سے طلب کیا گیا۔ موید و مرزبان میں بر کش بادشاہ صغد اور صغد کے دو شخص جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے ان کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام و مؤذن تھے بلائے گئے وزیر السلطنت کے روبرو مقدمہ پیش ہوا۔

وزیر السلطنت: (صغدیوں سے مخاطب ہو کر) کیوں تمہارا کیا دعویٰ ہے؟

دونوں صغدی: (کپڑے اتار کر اور زخم دکھلا کر) ملاحظہ فرمایئے افشین نے ہم لوگوں کو بے جرم و گناہ کوڑوں سے اس قدر پٹوایا کہ ہمارے بدن میں گوشت باقی نہیں رہا۔

محمد بن عبدالملک: (افشین سے) کیوں افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟

افشین: ہاں حضور میں ان کو جانتا ہوں (ایک کی طرف اشارہ کر کے) یہ اشر وسنہ کا مؤذن ہے (دوسرے کی طرف اشارہ کر کے) یہ مسجد کا امام ہے۔

محمد بن عبدالملک: تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟

افشین: اس وجہ سے مجھ سے اور بادشاہ صغد سے یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص اپنے مذہب و ملت پر چھوڑ دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے برخلاف اہل صغد کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا اور بت خانہ کو مسجد بنا لیا لہٰذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک: تم اپنے اس بیان کی تائید کی شہادت پیش کر سکتے ہو؟

افشین نے اس کا جواب کچھ نہ دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

محمد بن عبدالملک: وہ کتاب کس سبجیکٹ پر ہے جو مطلا و مذہب تمہارے پاس ہے اور اس میں جواہر بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی ہیں۔

افشین: وہ ایک کتاب ہے جو میرے آباؤ اجداد سے مجھ تک وراثتاً پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہیں میرے بزرگ باپ نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب سیکھ لیتا ہوں اور کفریات چھوڑ دیتا ہوں۔

محمد بن عبدالملک: اس کتاب کی اس قدر عزت کیوں کرتے ہو؟

افشین: ہاں مجھے اس کتاب پر سے سونا' چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے میرے اسلام میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوگا' وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر نظر تعمق سے دیکھنے لگا اس کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت نہیں پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موید کی طرف اشارہ کیا موید نے دست بستہ کھڑے ہو کر افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ "گردن مروڑے ہوئے جانوروں

کا گوشت کھاتا ہے اور مجھ کو بھی ایسے گوشت کے کھانے پر مجبور کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت مذبوح جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزے دار ہوتا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا علانیہ کہہ رہا کہ اس کم بخت قوم میں داخل ہو کر مجھے مکروہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا۔ زیتون میں نے کھایا اونٹ خچر پر سوار ہوا مگر بایں ہمہ اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیر ناف سے جدا کیا ہے؟

افشین: (طیش میں آ کر) کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟

محمد بن عبدالملک: نہیں۔

افشین: پھر میرے مقابلہ میں اس کی شہادت کیوں قبول کی جاتی ہے۔ (موبد کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو نے میرے راز کو افشا کر دیا تو نہ تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ صادق العہد والاقرار رہا۔ پھر تیری شہادت میرے مقابلہ میں کیوں قبول کی جائے گی۔

محمد بن عبدالملک: بس بس تمہاری طاقت لسانی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔ شہادت پیش ہو لینے دو۔ شہادت ختم ہونے کے بعد بحث و مباحثہ کرنا۔ (مرزبان سے مخاطب ہو کر) کیوں مرزبان! افشین کے معاملہ میں تم کیا جانتے ہو؟

مرزبان: کیوں افشین تم کو اہل اشروسنہ اپنے خطوط میں کیا لکھتے ہیں؟

افشین: مجھے اس وقت خیال نہیں ہے۔

مرزبان: کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الله الا له من عبده فلان (بخدمت خدائے خدایگان از بندہ فلاں) ہے۔

افشین: ہاں اب خیال آیا ہے غالباً یہی لکھتے ہیں۔

محمد بن عبدالملک: پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟

افشین: حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباؤ اجداد کو اور اسلام لانے سے قبل مجھ کو بھی اسی القاب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب کی تحریر سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے۔

محمد بن عبدالملک: (مازیار کی طرف اشارہ کر کے) تم نے اس سے بھی کبھی خط و کتابت کی ہے؟

افشین: میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔

محمد بن عبدالملک: کیوں مازیار (افشین کی طرف اشارہ کر کے) اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار: (ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا مختصر مضمون یہ ہے کہ ''اس دین کا کوئی ناصر و مددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بدنصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیا'' میں چاہتا تھا کہ وہ اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو لیکن اس نے اپنی حماقت سے میرے کہنے پر خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم بغاوت بلند کر دو تو میں تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو مامور نہ کریں گے اس وقت میرے رکاب میں کار آزمودہ فوجیں اور سپہ سالار رہیں میں تم سے سازش کر لوں گا تو یہ جان رکھو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترک کی

لشکروں کے اور کوئی نہ آئے گا عربوں کی کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں۔ کتوں کی طرح ایک لقمہ دے دو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو مغربی فوجیں ایک تو وہ خود قلیل ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے۔ دوسرے ان کی گوشمالی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ کافی ہے۔ باقی رہے ترک ان کا جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا اور فرو ہو گیا۔ تھوڑے سے استقلال سے ان کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہد حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو ہاتھ سے نہ دو''۔

افشین: (قطع کلام کر کے) مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عائد ہوا بفرض تقدیر اگر میں اس قسم کا خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کی معرفت اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ امر امیر المومنین سے پوشیدہ نہ رہا۔ عبداللہ بن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا' قاضی احمد بن ابی نے اس کہنے پر افشین کو ایک ڈانٹ پلائی۔ وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے دیکھ کر اشارہ سے خاموشی کا حکم دیا۔ مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا۔ قاضی احمد بن داؤد سے مخاطب ہو کر بولا ''کیوں حضرت جب آپ عبا و قبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ گھر میں جاتے ہیں اور نہ عبا و قبا اتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیب چیز ہیں''۔

محمد بن عبدالملک: بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام' بدتمیز دائرہ تہذیب سے باہر قدم نہ رکھ یہ بتا کہ تیرے ختنے ہوئے ہیں یا نہیں؟

افشین نے انکاری جواب دیا۔ محمد بن عبدالملک نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا ''کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعار اسلام سے ہے۔

افشین: (دھیمی آواز سے) میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا۔

محمد بن عبدالملک: کیا خوب' جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف۔ (طنز سے) کیوں افشین لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے شمشیر بکف صف اعدا میں گھس جاتا ہے۔ اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ نہیں پیدا ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کے کٹانے سے اس قدر خائف ہوا۔

افشین: لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں بہ مجبوری اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے اپنے ہاتھوں سے کوئی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا۔

افشین کا قتل: محمد بن عبدالملک نے بانتظار صدور حکم قاضی احمد بن ابی داؤد کی طرف دیکھا۔ قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا۔ اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا۔ بغا کبیر افشین کو مارتا ہوا جیل میں لے گیا۔ اس کے بعد محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو درے مارنے کا حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے۔ میں کچھ گزارش کیا چاہتا ہوں۔ خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسماعیل کو افشین کے پاس بھیج دیا۔ افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کا خواستگار ہوا۔ حمدون بن اسماعیل نے ہنوز خلیفہ معتصم تک یہ پیام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے جانے کا حکم صادر ہوا۔ خدام دولت افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل

کرنے کے باب عامہ پر سولی دے دی جب کل آیندہ روندگان دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اتار کر جلا دیا۔ یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے کہا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا۔

مبرقع کا خروج: مبرقع معروف بہ ابوحرب یمانی فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی لشکری نے اس کے مکان میں اترنے کا قصد کیا۔ عورتوں نے ممانعت کی لشکری نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس لشکری کی شکایت کی مبرقع کو لشکری کے اس فعل ناروا سے اشتعال پیدا ہوا سیدھا لشکری کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو اس سے ملنے آتا اس کو اوامر کے کرنے نواہی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے عیوب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب سے کاشتکاروں اور زمین داروں کا ایک گروہ تبع و مطیع ہو گیا اور اس کو سفیانی کے لقب سے وہ یاد کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد سرداران یمانیہ کی ایک جماعت بھی اس کے گروہ میں شامل ہو گئی منجملہ ان کے ابن بہیس تھا جو اپنی قوم اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک بڑھ گئی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ پر بسر افسری ایک ہزار فوج کے رجار بن ایوب کو متعین کیا۔ رجار بن ایوب نے مبرقع کی کثرت جماعت سے ڈر کر معرکہ آرائی کی مقابلہ پر پڑاؤ کئے پڑا رہا تا آنکہ کاشتکاری و زراعت کا زمانہ آ گیا مبرقع کے ہمراہی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے۔ کاشتکاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے وفات پائی اور خلیفہ واثق مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا اور مبرقع سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ رجار بن ایوب نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو معہ ابن بہیس کے گرفتار کر کے سامرا روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ہمراہیوں میں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

وفات: خلیفہ معتصم[1] ابواسحاق محمد بن ہارون الرشید نے ۱۵ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ برس آٹھ مہینے خلافت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا۔

---

[1] بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد مولدات کوفہ سے تھی نام ماردہ تھا صولی کہتا ہے کہ یہ تا مور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا اور علامہ ابوالحسن علی معروف بہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۱۷۹ھ میں عالم وجود میں آیا روایت اول کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کی رو سے انچاس برس طے عمر کے طے کئے اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال بقید حیات رہا۔ خلد قادمین پیدا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رنگ سفید سرخی مائل داڑھی تھی متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت ہمت قوت خلق حسن اور استقلال کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہ خلیفہ بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی آٹھ لڑکے آٹھ لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی۔ آٹھ فتوحات حاصل کیں آٹھ محل سرا ئیں بنوائیں آٹھ دشمنوں یا بک بالشی مازیار افسین عجیف قارن قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا (آٹھ لاکھ) دینار سرخ اسی قدر درہم سفید (آٹھ ہزار) گھوڑے آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں متروکہ چھوڑا علم معقولی تھا۔ فتح عموریہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اسی قدر کو گرفتار کیا۔ خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علما کا اس نے بھی امتحان لیا۔ کتاب الکامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۵

فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ تاریخ الخلفا از سیوطی۔

باب : ۱۰

ابو جعفر واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

صبح ہوتے ہی اس کا بیٹا واثق باللہ ہارون مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوا ارکین دولت وسردارانِ لشکر نے بیعت کی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

دمشق میں شورش: خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہلِ دمشق باغی ہو گئے اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں بہ قصد مقابلہ لشکر مرتب کیا۔ رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوت دمشق کے فرو کرنے کے لئے آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاء نے اہلِ دمشق کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا ان کے ہمراہیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خون ریز جنگ کے بعد اہلِ دمشق کے دماغ کی گرمی فرو ہو گئی۔ آتش بغاوت خاموش ہو گئی چاروں طرف امن وامان قائم ہو گیا اور رجاء مبرقع سے نبرد آزما ہونے کے لئے رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

ترک نوازی: ہنگامہ دمشق کے فرو ہونے پر خلیفہ واثق نے اشناس ترکی پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اپنی سلطنت اور تمام ممالک محروسہ اسلامیہ کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار کامل دے دیا۔ شب کے وقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفاء و وزراء گزشتہ زمانہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آ گیا۔ دیر تک ان کی فیاضی' اولوالعزمی اور دولت مندی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض ومتصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے ان واقعات کے سنتے ہی خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے اگلے دن ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور ان سب کو گرفتار کر کے بجز وتعدی مال واسباب لینے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار مار پیٹ کر وصول کئے۔ سلیمان بن وہب سے (یہ ایتاخ کا سیکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار ابراہیم بن رباح اور اس کے سیکرٹری سے ایک لاکھ اور ابو الوزیر سے ایک لاکھ چالیس ہزار۔ ولایت یمن پر خلیفہ معتصم نے بعد معزولی جعفر بن دینار ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معتوب کر کے قید کر دیا مگر کچھ عرصہ بعد خوش ہو کر رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کی گورنری مرحمت فرمائی۔ رسالہ باڈی گارڈ پر خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں بعد معزولی افشین اسحاق بن یحییٰ بن معاذ مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ واثق نے اس کو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس مدینہ منورہ پر متعین

کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر والی صوبجات خراسان کرمان طبرستان اور رے کے انتقال کر جانے سے بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو صوبجات مذکورہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔

حجازی کی شورش: بنوسلیم کا ایک بہت بڑا گروہ اطراف مدینہ منورہ میں رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے جرأت ہوگئی۔ دن دہاڑے مسافروں اور تیز اہل شہر کو لوٹ لینے لگے ایک مرتبہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت چھاپہ مارا اور مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح والی مدینہ نے ایک دستہ فوج جس میں قریش وانصار کے رضا کار بھی تھے۔ بنوسلیم کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیا۔ بنوسلیم نے ان کو بے ڈھب شکست دی۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ مال واسباب کو لوٹ لیا خیموں کو جلا دیا آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا۔ آمد و رفت قافلوں کی بند ہوگئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے پر بغا کبیر کو مامور فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچا بنوسلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں بغا کبیر نے ان کو شکست دے دی اور ان میں سے تقریباً پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اسی قدر کو قید کر لیا۔ باقی ماندگان بنوسلیم نے امان کی درخواست کی خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق امان دے دی گئی۔ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور مفسدہ پردازوں کو بغاوت وفتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں قید کر دیا یہ واقعہ ۲۳۰ھ کا ہے۔

اس ہنگامہ وبغاوت کو فرو کر کے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق میں پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنوسلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو مفسدہ پردازوں کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ کے جیل میں بھیج دیا اور پھر فوج مرتب کر کے بنومرہ کی جانب چلا گیا۔ ان مفسدہ پرداز قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظین جیل کو قتل کر کے نکل گئے اہل مدینہ کو خبر ہوئی رات ہی کے وقت جمع ہو کر روک لوک کی قیدی بھڑ پڑے صبح تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر اہل مدینہ غالب آئے اور قیدیوں کو قید حیات سے رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔

بنومرہ کی طرف بغا کبیر کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنومرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغا کبیر نے یہ خبر پا کر بنومرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بنومرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنومرہ اس کی سطوت اور رعب داب سے خائف ہو کر شام کی طرف بھاگے بغا کبیر کے سپہ سالار نے سرزمین شام تک تعاقب کیا اور بغا کبیر چالیس روز تک فدک میں ٹھہرا رہا بعد ازاں مع ان لوگوں کے جن کو بنومرہ اور فزارہ سے گرفتار کر لیا تھا مدینہ منورہ واپس آیا بطون غطفان فزارہ اشجع اور ثعلبہ کے رؤسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت وفرماں برداری کی قسمیں کھائیں۔ بغا کبیر کو ان لوگوں کی جانب سے ایک گونہ اطمینان ہوا بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار نفر پیش کئے گئے۔ ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو الزام مفسدہ پردازی مدینہ منورہ کے جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

یمامہ کی شورش: پھر ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی سرکوبی کے لئے یمامہ گیا شرفاء بنو نمیر کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی دونوں فریق نے ایک دوسرے پر حملہ کیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور چالیس کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد اہل یمامہ کا قصد کیا اور اطاعت قبول کر لینے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے نہ

رعایت منظور نہ کی اور جبال سندھ کی طرف روانہ ہو گئے۔ بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کر اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کے بڑھنے کو بجائے خود ایک مستقل فوج قرار دے کر اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا ان سے چاروں طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت و خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اضاخ کے قریب پھر اہل یمامہ سے بغا کبیر نے ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں ان کے مقدمۃ الجیش اور میرہ کو شکست ہوئی قتل و غارت کا قیامت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا۔ شام تک اہل یمامہ غارت گری میں مصروف رہے۔ رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے۔

یمامہ کی فتح: بغا کبیر نے ان کا تعاقب کیا مگر اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کر اپنے رکاب کی فوج سے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھانے کو بھیجا۔ اہل یمامہ نے اس کی کمی فوج کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ بغا کبیر شکست کھا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس اثناء میں بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ کے پیچھے سے آ گیا جو یمامہ کے اطراف و جوانب میں شب خون مارنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ اہل یمامہ اس فوج کے دستہ کو اپنی پشت پر سے آتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے قتل و خون ریزی سے خود بخود رک گئے۔ فوج سواران اہل یمامہ اپنے پیادوں کی پلٹنوں کو بغا کبیر کی فوج کے حوالے کر کے بھاگ گئی۔ بغا کبیر کی فوج نے اہل یمامہ کے پیادوں کی پلٹنوں کو بات ہی بات میں خیار و کدو کی طرح کاٹ کر رکھ دیا ان میں سے ایک بھی جان بر نہ ہوا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے خاتمہ کے بعد بغا کبیر ایک روز میدان کارزار میں ٹھہرا رہا اگلے دن مظفر و منصور یمامہ میں داخل ہوا امراء یمامہ نے امان کی درخواست کی بغا کبیر نے ان لوگوں کو بہ حکمت عملی قید کر کے بصرہ جیل میں بھیج دیا اس کے بعد درجن اشروسنی بسرا فسری سات سو فوج کے بغا کبیر کی کمک پر آیا۔ بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو سواران اہل یمامہ کے تعاقب پر بھیج دیا۔ تبالہ مضافات یمن تک اس نے ان کا تعاقب کیا۔ بغا کبیر نے مع ان قیدیوں کے جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے اور جن کی تعداد بائیس سو تھی بغداد کی جانب مراجعت کی اور محمد بن صالح والی مدینہ کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے زیر حراست قید تھے بغداد میں ملنے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ محمد بن صالح حسب تحریر بغا کبیر مع قیدیان مدینہ بغداد میں آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

واقعہ قتل احمد بن نصر: احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء میں سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں احمد بن نصر کا شمار محدثین میں تھا۔ اس کی نشست و برخاست اصحاب حدیث کی صحبت میں اکثر رہا کرتی تھی ان میں سے ایک گروہ نے جس میں ابن حنبل ابن دورقی اور ابو زہیر وغیرہ تھے۔ احمد بن نصر کو شہیر و دے دیا۔ آدمی سادہ لوح تھا خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن و تشنیع نے سب و شتم کی صورت اختیار کر لی۔ خنزیر و کافر کہنے لگا۔ عوام الناس میں اس کی شہرت ہو گئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو اشخاص ابو ہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کی ترغیب دی ایک خلق نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی ابو ہارون اور طالب نے ایک لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو انعامات اور جائزے مرحمت کئے اور شب پنجشنبہ ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو بغرض اظہار دعوت خروج کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے احمد بن نصر کی بیعت

کی تھی بنو اشرس کا ایک شخص قبل وعدہ آ پہنچا وہ حالت نشہ میں تھا نقارہ بجا دیا اسحاق بن ابراہیم افسر پولیس اس وقت موجود نہ تھا اس کا قائم مقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا۔ ایک آدمی کو دریافت حال کی غرض سے روانہ کیا کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک اعور (بھینگا) شخص عیسیٰ نامی حمام میں مل گیا' اس نے بنو اشرس احمد بن نصر' ابو ہارون اور طالب کا پتہ بتلا دیا۔ اس کے بعد احمد بن نصر کا ایک خادم گرفتار کیا گیا۔ اس نے عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا سب کے سب گرفتار ہو کر آئے محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرا بھیج دیا۔

خلیفہ واثق کے روبرو دربار عام میں پیش کیے گئے اس جلسہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی تھا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے عرض کیا ''وہ کلام الٰہی ہے''۔ پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا ''اللہ تعالیٰ کی رویت اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حدیث شریف کی مخالفت نہ کیجئے''۔ خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کی بابت دریافت کیا' عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضی جانب غربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''امیر المومنین کو اس شخص کا خون مباح ہے''۔ قاضی احمد بن ابی داؤد بولا'' یہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ کی ہدایت کی جائے''۔ خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدیکرب زبیدی کی تلوار تھی) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف چلا احمد بن نصر نے گردن جھکائی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پر رسید کی پھر پیٹ پر اسی تلوار سے ناف سے سینہ تک چاک کر دیا۔ اس کے بعد سیا الدمشقی نے بڑھ کر سر اتار کر بغداد بھیج دیا جو جسر بغداد پر آویزاں کر دیا گیا اور لاش کو در بغداد پر صلیب پر چڑھا دیا۔

<u>مختلف واقعات</u>: ۲۳۱ھ کے خاتمہ دور پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو بعوض مسلمان قیدیوں کے والی روم کو دے کر مصالحت کر لو مگر ساتھ ہی ان کے مسلمان قیدیوں سے قرآن کی مخلوق ہونے اور رویت اللہ کا مسئلہ دریافت کرتے جانا جو شخص خلق قرآن کا قائل ہو اور رویت اللہ کا منکر ہو اس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑا لینا اور زائد ایک دینار علاوہ زاد سفر کے بطور انعام مرحمت کرنا اور جو شخص خلق قرآن کا منکر اور رویت اللہ کا قائل ہو نہ اس کے معاوضہ میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی۔ مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے نجات دلائی گئی

تعداد میں چار ہزار چھ سو مرد' آٹھ سو لڑکے اور عورتیں اور ایک سو اہل ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثناء راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفر و جہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی نذر ہو گئے اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر بدندون میں ڈوب کر مر گیا۔ مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و فضیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس

رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل پر تھی۔ مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو۔ مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجہ غضب سے نجات دلائی گئی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سولڑ کے اور عورتیں اور ایک سو اہل ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثناء راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی۔ بطریق نے موسم سرما میں سفر و جہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کی تذر ہو گئے اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر بدندون میں ڈوب کر مر گیا۔ مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا۔ خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و فضیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس کے نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین فرمایا۔

وفات: خلیفہ واثق[1] باللہ ابو جعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے خلافت کر کے بعارضہ استسقاء جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئیں تھیں وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بٹھایا گیا اس سے مرض میں خفت محسوس ہوئی۔ دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گزشتہ یوم کی نسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا بخار آ گیا۔ تنور سے نکال کر محفہ[2] میں سوار کر لیا چند لمحوں کے بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مردہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ قاضی ابن ابی داؤد نے خلیفہ واثق کی موت کے بعد اس کے بدن کو مس کیا تھا جس پر سب سے پہلے اُن کو اس کی موت کا احساس ہوا۔

---

[1] خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد (کنیزک) تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۰ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا۔ یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خلق قرآن کا قائل اور رویت باری کا منکر تھا۔ مذہبا اعتزال کی جانب مائل کیا بلکہ معتزلہ تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بحکم اکثر محدثین نے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار کیا اور رویت باری کا اقرار کیا اس کو سزا دی۔ صولی کہتا ہے کہ خلیفہ واثق ادب و فضل کی وجہ سے مامون اصغر کہلاتا تھا خود شاعر فنون شاعری اور غنا سے واقف تھا۔ خود اچھا بجاتا تھا۔ فضل یزیدی کا بیان ہے کہ خلفاء بنو عباس میں سے اس سے زیادہ کوئی راوی شعر کا نہ تھا کسی نے کہا "کیا مامون اعظم سے زیادہ یہ کثیر الروایت ہے" فضل یزیدی نے جواب دیا ہاں مامون نے علم عرب میں نجوم، طب، منطق اور فلاسفہ خلط ملط کر رہا تھا اور خلیفہ واثق علم عرب میں کسی چیز کو نہیں لاتا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۳

[2] محفہ بکسر میم و فتح راء و تشدید فاء شکل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا تھا جیسا کہ ہودج پر قبہ بنایا جاتا ہے۔ اقرب الموارد جلد اول صفحہ ۲۱۲

باب : ۱۱

جعفر المتوکل علی اللہ ۲۳۲ھ تا ۲۴۷ھ

تخت نشینی: خلیفہ واثق باللہ کے مرنے پر قاضی احمد بن ابی داؤد ایتاخ وصیف عمر بن فرج اور ابن الزیات وغیرہ قصر خلافت میں جمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نوعمر لڑکا تھا تخت خلافت پر بٹھانے کی غرض سے سیاہ زرہ پہنائی اتفاق سے بوجہ نوعمری چھوٹا نکلا وصیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا ''کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر صاحبزادے کو مسند خلافت پر متمکن کرنا چاہتے ہو؟'' حاضرین یہ سن کر چونکے ہو گئے مستحقین خلافت کے متعلق آراء قائم کرنے لگے بالآخر سب نے باتفاق جعفر بن معتصم کو طلب کیا۔ احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا عمامہ باندھا دست بوسہ کر کے کہا ''السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ'' اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔

خلیفہ متوکل نے بیعت لینے کے بعد خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا بعد ازاں شاہی لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ مرحمت فرمائی بلاد فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا خالم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا ابن عباس محمد بن صول کو دیوان النفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین یمن اور طائف کی حکومت عنایت کی۔

خلیفہ واثق نے اپنے عہد خلافت میں محمد بن عبدالملک ابن الزیات کو قلمدان وزارت سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا اور محمد بن عبدالملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام اراکین دولت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور نیز خاندان خلافت کے کسی ممبر کا کچھ پاس ولحاظ نہ کرتا تھا ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا متوکل ابن الزیات کے پاس گیا حالات بیان کئے اور خلیفہ واثق کو راضی کرنے کی التجا کی ابن الزیات نے نہ تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت بے رخی سے کہا ''آپ تشریف لے جائیے اگر آپ کے حالات اور اطوار درست ہو جائیں گے تو امیر المومنین بلا کسی سفارش کے آپ سے خوش ہو جائیں گے میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' متوکل یہ روکھا جواب پا کر مغموم ورنجیدہ اٹھ کر قاضی احمد بن ابی داؤد کی خدمت میں گیا قاضی احمد بن ابی داؤد متوکل کی صورت دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا نہایت اخلاق سے پیش آیا عزت و احترام سے صدر مقام پر بٹھایا اور آنے کا شکریہ ادا کیا۔ متوکل نے کہا ''میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے'' قاضی احمد نے بہ کمال مسرت اس امر کے انجام دینے کا اقرار کیا اور اسی روز سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تھا تو متوکل کی سفارش کر دیتا تھا۔ یہاں تک

کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

ابن الزیات کا خاتمہ: ابن الزیات نے بوقت ملاقات متوکل سے جو بے رخی اور بداخلاقی کا برتاؤ کیا تھا اس کا کیا ذکر اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ ''جعفر میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیر المومنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی'' خلیفہ واثق اس رپورٹ کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیج دیا کہ ''جعفر کو بال پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر لاؤ'' ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہ کی۔ مگر متوکل کو بلا بھیجا۔ متوکل اس خیال سے کہ امیر المومنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں دل ہی دل میں ہنستا ہوا دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا۔ حجام نے لپک کر متوکل کے بال پکڑ لئے اور دو چار جھٹکے دے کر کاٹ ڈالے۔ متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وقت کیا کر سکتا تھا۔ خاموش رہا جس وقت مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ ایک مہینہ کے بعد ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں ابن الزیات کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کے لئے بھیج دو یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کرا کے دار الخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارہ سے ابن الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دینے لگا اور جب ان صدمات اور مصائب سے بھی ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور جو اس قدر تنگ تھا کہ آدمی پورے طور سے نہیں بیٹھ سکتا تھا اور نہ آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چند روز زندہ رہ کر نصف ربیع الاول ۲۳۳ھ میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الزیات کی گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا ابن الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ لغت نہیں نکلا۔

عمر بن فرج کا ادبار: عمر بن فرج رخجی نے بھی متوکل کے ساتھ خلیفہ واثق سے ناراضگی کے زمانہ میں ابن الزیات کا سا برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے تخت نشینی کے بعد ماہ رمضان میں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور مال و اسباب ضبط کر لیا تھا مگر پھر گیارہ لاکھ زرجرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کی گستاخی: ایتاخ اسلام ابرش کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ قد و قامت کا بلند ہاتھ پاؤں کا سڈول اور شجاع تھا خلیفہ معتصم کی نظروں میں سما گیا ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند مزاج شناس تھا خلیفہ معتصم اور واثق کے عہد خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی۔ چاروں طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا۔ بڑے بڑے صوبجات کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرا میں بہ لحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا ارا کین دولت کی بربادی اور تباہی اس کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ مثل اولاد مامون ابن الزیات صالح عجیف عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہ قید کئے جاتے تھے۔ سفارت حجابت اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی شامی اور خراسانی پلٹنیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جس قدر اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب اسی کے سپرد تھے۔

ایک روز شب کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا۔ دونوں نشہ میں چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی خواصوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی ایتاخ دربار خلافت

میں حاضر ہو کر قدموں میں گر پڑا شب کی گستاخی کی معذرت کی بظاہر بات آئی گئی ہو گئی مگر خلیفہ متوکل کے دل میں گرہ پڑ گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس ہو گیا۔

ایتاخ کا سفر حجاز: اسی اثناء میں زمانۂ حج آ گیا۔ ایتاخ نے حج کی اجازت چاہی متوکل نے اجازت دے دی ساتھ ہی اس کے ایک خلعت گراں بہا عنایت فرمائی۔ ایک دستہ فوج ہمراہ کر دیا ان شہروں کی اس کو سند امارت عطا کی جو سفر حجاز میں اس کی راہ میں پڑتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ بہ قصد حج ماہ ذیقعدہ ۲۳۳ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے حجابت پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا اور جب ایتاخ نے سفر حج سے مراجعت کی تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ ایتاخ کو کسی حیلہ سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو جوں ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا ''امیر المومنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد تشریف لائیے سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت سے ملاقات کیجئے اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں سب کو جمع کر کے حسب مراتب انعامات اور صلے مرحمت کیجئے''۔

ایتاخ کا خاتمہ: ایتاخ اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بغداد میں داخل ہوا' اسحاق بن ابراہیم دروازہ پر استقبال کے لئے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا۔ اسحاق نے اس کے ہمراہیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازہ پر پہرہ بٹھا دیا۔ اس کے بعد اس کے دونوں لڑکوں منصور و مظفر اور دونوں سیکرٹریوں سلیمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر لگی تو اسحاق بن ابراہیم کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ''میرے دونوں لڑکوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطاوار ہوں تو میں ہوں''۔ اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔ ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ مر گیا بعض کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں لڑکے جیل ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ متوکل کے بعد منتصر مسند خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کیا۔

محمد بن بعیث پر عتاب: محمد بن بعیث بن جلیس آذر بائیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند میں پناہ گزیں تھا زمانہ خلیفہ متوکل میں بہ حکمت عملی قلعہ مرند سے نکال کر سامرا میں قید کیا گیا مگر کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر پھر مرند میں جا کر اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں مقید نہ تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے بہ ضمانت محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی رہا کیا گیا۔ رہائی کے کچھ عرصہ بعد سامرا میں ادھر اُدھر پھرتا رہا تا آنکہ خلیفہ متوکل علیل ہوا محمد بن بعیث بھاگ کر مرند چلا گیا اور اس کو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کیا اس اثناء میں قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے قتبہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروہ جو تعداد میں بائیس ہو کے قریب تھا۔ مرند میں جمع ہو گیا ان دنوں آذر بائیجان کا والی محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی کثرت جماعت سے ڈر کر دم بخود رہا کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو متعین فرمایا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ کیے رہا۔

محمد بن بعیث کا خاتمہ: خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مرند کی فوج کی کمک پر مامور کیا۔ بغا الشرابی نے میدان جنگ میں پہنچ کر قلعہ مرند کے اردگرد ایک

چکر لگایا اور دل ہی دل میں رائے قائم کی کہ حکمت عملی اور دھوکے کے بغیر یہ قلعہ بزور اجنگ فتح نہیں ہو سکتا شام ہو گئی تھی محمد بن بعیث کے ہمراہی قلعہ میں اور محاصرہ اپنے مورچہ میں واپس آئے اگلے دن بغا الشرابی نے جنگ کے چھڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ "میں تم کو اور تمہارے کل سرداروں کو امان دیتا ہوں۔ تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھول دو"۔ محمد بن بعیث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر قلعہ کا دروازہ کھول کر بغا الشرابی کے پاس چلا آیا محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کے بعد وہ خود بھی معہ اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں جلیس 'صقر اور بعیث کے اثناء راہ سے گرفتار ہو آیا بغا الشرابی ان قیدیوں کو لئے ہوئے بغداد کی طرف روانہ ہوا بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے محمد بن بعیث کو معہ اس کے ہمراہیوں کے اونٹوں پر سوار کرایا۔ خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں پہنچ کر ایک ماہ بعد ۲۳۵ھ میں مر گیا۔ خلیفہ متوکل نے اس کے لڑکوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں بھرتی کر دیا۔

ولی عہدی کی بیعت: ۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد 'طلحہ اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ بعض مورخین نے بجائے طلحہ کے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ قرار دیا کہ پہلے میرے بعد محمد تاج و تخت کا مالک ہوگا اور اس کو المنتصر کا لقب دے کر افریقیہ 'مغرب' قنسرین' ثغور' شامیہ' جزریہ' دیار مضر' دیار ربیعہ' ہیت' موصل' عانہ' خابور' کور دجلہ' سواد' بحرین' حضر موت' حرمین' سندھ' مکران' قندابیل' کور اہواز' بحر کوفہ' بحر بصرہ' اور سامرا کے مستغلات کو جاگیر میں دیا اور بعد المنتصر کے اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو مسند خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کو المعتز کا لقب مرحمت فرما کر صوبجات خراسان' طبرستان' رے' ارمینیہ' آذربائیجان اور صوبجات فارس کو عنایت کیا اور کچھ عرصہ بعد ۲۴۰ھ میں اپنے کل ممالک محروسہ کے خزائن اور دارالضرب کو اس کی جاگیر میں اضافہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ المعتز کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کے بعد ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص' دمشق' فلسطین اور صوبجات شامیہ عنایت کئے۔

اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں کو تبدیلی وضع و لباس کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کمبلوں کے جبے پہنے بجائے پیٹی کے کمر ڈوریوں سے باندھی اور خدام کے لباس میں جھالریں ٹکوائیں۔ پیٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو جدید تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دیئے کا گشتی فرمان جاری فرمایا اور اس امر کی ممانعت کی کہ ممالک محروسہ میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نہ نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کی غرض سے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنا دی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت: محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب برادر زادہ طاہر بلاد فارس کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس تھا عہد خلافت مامون اعظم 'معتصم' واثق اور متوکل میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دارالخلافۃ کے دروازہ پر اس کی نیابت کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات پر خلیفہ متوکل نے اس کو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس پر متعین کیا اور تمام صوبجات جو اس کے باپ کے تھے اسے مرحمت فرمائے اور معتز نے اپنی جانب سے یمامہ' بحرین اور سر کی نیابت عطا کی محمد بن اسحاق نے تمام قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ متوکل اور نیز اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا

محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کی سند گورنری عنایت فرما کر بجائے محمد بن ابراہیم کے فارس بھیج دیا محمد بن اسحاق نے فارس میں پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی حسین بن اسماعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی اس کے محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا حسین بن اسماعیل نے اس کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

آرمینیہ کی بغاوت: صوبہ آرمینیہ کی گورنری پر یوسف بن محمد مامور تھا بطریق بقراط بن اسواط جو بطریقیوں کا سردار تھا۔ امان کا خواستگار ہو کر دارالامارت میں حاضر ہوا یوسف بن محمد نے اس کو معہ اس کے بیٹے کے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا۔ یوسف کے اس فعل سے آرمینیہ کے بطریقیوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا بقراط بن اسواط کے چچازاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور باتفاق رائے سب کے یوسف بن محمد کو مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یوسف بن محمد یہ خبر پا کر اہل آرمینیہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہل آرمینیہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف بن محمد کو شکست دے کر اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا بارگاہ خلافت سے حسب حکم خلیفہ متوکل بغا کبیر اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا موصل اور جزیرہ ہوتا ہوا اردن پر جا اترا اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو قید کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

تفلیس کا محاصرہ: اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تیس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے شہر دبیل میں جا کر پڑاؤ کیا ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا پھر شہر دبیل سے روانہ ہوا تفلیس پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور زیرک ترکی کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور مقدمۃ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اسحاق بن اسماعیل بن اسحاق نے (یہ بنو امیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا قتل و خون ریزی کا بازار گرم ہو گیا شہر تفلیس کے مقامات اور نیز دارالامارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی بغا کبیر کے حکم سے نفاطیق نے شہر پر آتش باری شروع کر دی قصر امارت میں آگ لگ گئی وہ جل گیا علاوہ اس کے ہزار ہا مکانات جل کر خاک سیاہ اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے۔ باقی جو رہے وہ گرفتار کر لیے گئے۔ ترکی اور مغربی پلٹنوں نے اسحاق بن اسماعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا۔

بغا کبیر کی مزید فتوحات: اسحاق کے اہل و عیال معہ اپنے مال و اسباب کے شہر صغد بیل چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر ہر کومن کے شرقی جانب تھا جس کو نوشیروان نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کو پیش نظر کر کے پہلے ہی رسد و غلہ جمع کر کے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان اہل رسیدوں نے اس قلعہ نے بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچایا۔ اس کے بعد بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب جو مابین بردعہ اور تفلیس کے واقع تھا روانہ کیا۔ اہل قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے لشکریوں نے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین میں تھا اور جس کا والی عیسیٰ بن یوسف تھا عیسیٰ بن یوسف نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اس کو معہ چند بطریقوں کے بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

قضاۃ پر عتاب: ۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی و ناراضگی اس حد تک

بڑھی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا کل مال واسباب اور جاگیریں ضبط کر کے ان کے لڑکوں کو قید کر دیا۔ قاضی احمد کے لڑکوں میں سے ابوالولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار کی مالیت کے جواہرات پیش کیے اس پر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ و غضب فرو نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار اور پیش کیے امراء ورؤساشہر نے شہادت دی کہ ابوالولید نے اپنا مال واسباب فروخت کر کے یہ رقم حاضر کی ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا۔ خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو طلب کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا اور ابوالولید بن ابی داؤد کو صیغۂ فوج داری کے اختیارات دیے۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے ابوالربیع محمد بن یعقوب کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے اس صیغہ کے بھی اختیارات قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دے دیے پھر ۲۴۰ھ میں یحییٰ بن اکثم بھی خلافت پناہی کا مورد عتاب ہو کر معزول کیا گیا۔ پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی مملوکہ تھی ضبط کر لی گئی۔ بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی مامور ہوا۔

اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بیس دن بعد وفات پائی مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد بن ادہم معلم مروان سے ان خیالات اور عقائد کو حاصل کیا۔[1]

حمص کی بغاوت: چونکہ ابوالمغیث موسیٰ رافعی والی حمص نے بعض رؤسا حمص کو بلا کسی جرم کو خطا کے قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے ۲۴۰ھ میں اہل حمص نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کر ڈالا خلیفہ متوکل نے بجائے اس کے محمد بن عبدویہ انباری کو متعین فرمایا اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے اور سختی سے پیش آیا اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے۔ دارالخلافتہ سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اسی ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین کی گئیں۔ چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتح یابی حاصل ہوئی ایک گروہ کثیر بلوائیوں کا اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی شہر بدر کر دیے گئے کنائس (گرجے) گرا دیے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قرب و اتصال میں تھے جامع مسجد میں شامل کر لیے گئے۔

بجاۃ کی بدعہدی: جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہنچ گیا تھا اسی زمانے سے اہل مصر اور بجاۃ کے مابین مصالحت ہو گئی تھی اسی عہد نامہ کے لحاظ سے بجاۃ کے بلاد میں جس قدر سونے کی کانیں تھیں وہ ان کا خمس والی مصر کو دیا کرتا تھا مگر عہد خلافت متوکل میں خمس کا دینا بند کر دیا اور ان مسلمانوں کو جو معادن میں کام کرتے تھے اپنی سفاہت اور بزدلی سے قتل کر ڈالا پرچہ نویسوں کے افسروں نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی خلیفہ متوکل نے ارکین سلطنت سے بجاۃ پر جہاد کرنے کے متعلق مشورہ کیا ارکین سلطنت نے عرض کیا ''وہ اقوام بادیہ نشین ہیں ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے شہروں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کے شہروں اور بلاد اسلامیہ کے مابین ایک ماہ کی مسافت ہے اور راستہ نہایت دشوار گزار ہے۔ ایسی حالت میں رسد و غلہ کا انتظام کافی ہونا چاہیے ورنہ اسلامی لشکر بلا جدال و قتال واقعہ

---

[1] اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعصم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب کے پہلے طالوت نے ہی اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۵۔

ہو جائے گا''۔ خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا اس سے بجاۃ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعید کو بجاۃ کی شرارت اور آئے دن کے فساد نے خوف پیدا ہوا بارگاہ خلافت میں ایک درخواست بھیج دی۔

محمد بن عبداللہ قمی کا تقرر: خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قمی کو اسوان' قفط' اقصر' اسفا اور ارمنت کی سند گورنری مرحمت فرما کر بجاۃ سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا اور عتبہ بن اسحاق ضبی والی مصر کے نام محمد بن عبداللہ قمی کی مالی اور فوجی امداد کرنے کا فرمان بھیج دیا چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں شاہی پلٹنیں اور رضا کار کی فوج بھی شامل تھی۔ بلاد بجاۃ کی طرف خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اور براہ قلزم متعدد کشتیاں آٹا' ستو' کھجوروں اور روغن زیتون سے بار کرا کے بلاد بجاۃ کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی ان کے قلعوں تک پہنچ گیا۔ بادشاہ بجاۃ علی بابا نامی محمد بن عبداللہ قمی سے دو چند لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کی اس اُمید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد وغلہ ختم ہو جائے گا اُس وقت ہم ان کو بغیر جدال وقتال کے گرفتار کر لیں گے اس اثناء میں وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے براہ قلزم روانہ کیا تھا تو محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے لشکریوں کو حسب ضرورت اور خاطر خواہ اشیاء خوردنی تقسیم کر دیں۔

علی بابا کی اطاعت: علی بابا اس انتظام اور دور اندیشی کو دیکھ کر دنگ ہو گیا۔ اگلے دن خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی چونکہ اس کے اونٹوں میں وحشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے خلاف توقع کامیابی نہ ہوئی۔ دوسرے دن محمد بن عبداللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کر حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سن کر بدک کر بھاگے شتر سواروں نے ہر چند سنبھالا نہ سنبھلے۔ مجبور ہو کر علی بابا بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا محمد بن عبداللہ قمی نے تعاقب اور قتل وغارت کا حکم دے دیا ہزارہا آدمی مارے گئے اور قید کیے گئے تا آنکہ علی بابا نے امان ومصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قمی نے یہ شرط کی کہ تم بقایا اور حال خراج ادا کرو ہم تم کو تمہارا ملک جس کو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دے دیں گے۔ علی بابا نے بطیب خاطر ان شرائط کو منظور کر لیا اور بعد تحریر وتکمیل عہد نامہ محمد بن عبداللہ قمی کے ہمراہ بہ قصد حاضری دربار خلافت کو روانہ ہوا اور بجائے اپنے اپنے لڑکے (فیعس) کو مقرر کر گیا۔ خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام وعزت سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا' اس کے اونٹوں کو دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں کی جھولیں ڈالیں اور بہ نظر عزت افزائی مصر سے مکہ تک کی راہ کی حکومت عنایت کی اور اس کے بلاد پر سعد ایتاخی خادم کو بطور ریذیڈنٹ کے مقرر فرمایا سعد نے اپنی طرف سے محمد قمی کو مامور کیا چنانچہ محمد قمی اس کے ساتھ واپس آیا اور چاروں طرف بلاد بجاۃ میں امن وامان قائم ہو گیا۔

بیرونی مہمات: ۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں تھیں۔ ساحل دمیاط پر پہنچا۔ اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر طلب کر لیا تھا معدودے چند سپاہی ساحل دمیاط پر موجود تھے۔ رومیوں نے موقع مناسب پا کر خاطر خواہ دمیاط کو لوٹا۔ جامع مسجد کو جلایا اور کشتیوں کو مال واسباب اور قیدیوں سے بھر کر تنیس کی طرف کوچ کر دیا تنیس میں پہنچ کر رومیوں نے یہی برتاؤ کیے اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

رومیوں کی بدعہدی: اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی افسر صوائف نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں تندورہ ملکہ روم نے مسلمان قیدیوں کو جبر وتعدی سے عیسائی بنایا جس نے کچھ بھی چوں وچرا کیا اس کو قتل کیا ایک گروہ کثیر نے عیسائیت

قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر خود ہی مفاہمت کی خواستگار ہوئی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو بہ ہمراہی قاضی بغداد جعفر بن عبدالواحد مفاوذات کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں عہدہ قضاء پر ابن ابی الشوارب کو مامور فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر ایک دوسرے کی قید سے رہا کرایا بعد اس کے پھر رومیوں نے بدعہدی کی عین زلط پر شب خون مارا جس قدر وہاں زلط تھے سب کو مع عورتوں اور لڑکوں کے گرفتار کر لیا اور صائفہ نے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے سمیساط کی جانب قدم بڑھائے آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے۔ سینکڑوں مسلمانوں کو مار ڈالا ہزار ہا مکانات لوٹ لئے۔ سرحدی اور جزیرہ بلاد کو تاخت و تاراج کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔ قرشاس عمر بن عبدالاقطع اور ایک گروہ مجاہدین نے تعاقب کیا مگر بے نیل و مرام واپس آئے۔

بغا کبیر کا بلاد روم پر حملہ: اس کے بعد اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اور ۲۴۴ھ میں بغداد سے دمشق چلا آیا۔ اس کے ساتھ کل ارکین دولت بھی دمشق میں آ گئے۔ شاہی دفاتر اور کل محکمہ جات جن کو خلافت پناہی سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو آئے دو مہینے تک مقیم رہا۔ اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وبا پھوٹ گئی۔ اس وجہ سے پھر بغداد لوٹ گیا۔ روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر جنگ و خوں ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سور ما پہلوان لوگوں میں کام آ گئے۔ سینکڑوں دیہات قصبات اور شہر ویران کر دیئے گئے۔ جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار ہوئی تو بغا کبیر نے بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

بطریق کی اسیری: پھر ۲۴۵ھ میں رومیوں نے سمیساط پر حملہ کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور صائفہ نے بسرافسری علی بن یحییٰ ارمنی کو کرہ پر جہاد کیا۔ اہل کو کرہ اپنے بطریق سے بگڑ گئے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خدام کے حوالے کر دیا۔ بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو چھڑایا۔ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبیداللہ اقطع نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی چار ہزار رومی نویسان ہاتھ آئیں' قرشاس پانچ ہزار راس گرفتار کر لایا' فضل بن قارن ایک بیڑہ جنگی جہازات کو لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں قلعہ انطاکیہ پر چڑھ گیا اور اس کو بہ زور تیغ فتح کر کے ملیکا جور پر جا اترا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ہزار ہا عیسائی گرفتار کر لئے گئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی' دس ہزار راس جانور گرفتار کئے اسی سنہ میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ فریقین نے دو ہزار تین سو قیدی رہا کرائے۔

عمال کی تفصیل: ۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس پر محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا ان دنوں موصل کی حکومت پر حاتم بن حمید طوسی فائز تھا۔ اس کے اوائل زمانہ خلافت میں محمد بن عبداللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج محکمہ مال یا بورڈ آف ریوینیو کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازاد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا۔ اسی زمانہ میں فضل بن مروان معزول کیا گیا اور بجائے اس کے دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن حتول مامور ہوا۔ ۲۳۳ھ میں محمد بن عیسیٰ کو معزول کر کے حرمین' یمن' طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب اتیاخ حج کو چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مامور کیا۔ ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس پر مامور کیا۔ اس کی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی

وفات ایک ہی سنہ میں واقع ہوئی۔

۲۳۶ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان عہدہ سیکرٹری سے اور بعدازاں وزارت سے سرفراز کیا گیا اور صوبہ آرمینیہ و آذربائیجان کے صیغہ جنگ وخراج پر یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف سرور زوزی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد مقرر کیا چنانچہ اس نے آرمینیہ و آذربائیجان میں پہنچ کر بطارقہ کے ساتھ کج ادائی کے برتاؤ کئے اہل آرمینیہ و آذربائیجان نے بغاوت کردی اور اس کو مار ڈالا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ان لوگوں کی سرکوبی پر خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو مامور کیا چنانچہ اس نے اُن لوگوں سے یوسف کے خون کا معاوضہ لیا اور معاون سواد پر عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو مامور کیا۔

قاضی ابی داؤد کی معزولی: ۲۳۹ھ قاضی احمد بن ابی داؤد عہدہ قضاء سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے دارالخلافت بغداد میں آیا خلیفہ متوکل نے پولیس بغداد کی افسری اور جزیہ وعمال سواد کی حکومت عنایت کی۔

علی بن عیسیٰ: ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر الحجاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا۔ بعدازاں سال آئندہ میں بجائے اس کے عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ مامور کیا گیا اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظمہ اور کل بلاد حجاز کے راستوں کی محافظت پر متعین ہوا۔

موسیٰ بن ابراہیم: حمص میں ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مامور تھا۔ اسی ۲۳۹ھ میں اہل حمص نے اس سے سرکشی کی تب بجائے اس کے محمد بن عبدویہ کو حمص کی گورنری عطا کی گئی اور اسی سنہ میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضاء سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ ۲۴۲ھ میں مکہ معظمہ کی گورنری عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو مرحمت ہوئی دیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس صولی کی وفات کے بعد حسن بن مخلد جراح مامور ہوا اس سے پیشتر حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کی نیابت میں تھا۔

جعفریہ کی تعمیر: ۲۴۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک جدید شہر جو جعفریہ کے نام سے موسوم ہوا تعمیر کرایا سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو اس میں آباد کیا دولاکھ دینار اس کی تعمیر میں صرف ہوئے وسط شہر میں ایک بہت بڑا محل بنام نہاد لولوہ بنوایا جس کی بلندی تمام شاہی محل سراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف وشفاف پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ سے کاٹ کر لائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور کوئی ماخورہ۔

نجاح بن سلمہ کا انجام: اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابو الساج اور دیوان ضیاع وتوقیع پر نجاح بن سلمہ مامور ہوا۔ نجاح بن سلمہ بڑے رعب وداب کا آدمی تھا ارکین سلطنت اور وزراء اس کا پاس کرتے تھے۔ خلیفہ متوکل بھی اس کی عزت کرتا تھا حسن بن مخلد اس کے دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کردی اور یہ جڑ دیا کہ یہ دونوں چالیس ہزار غبن کر گئے ہیں۔

خلیفہ متوکل یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا۔ نجاح کو حسن وموسیٰ کو سزا دینے کی اجازت دے دی حسن وموسیٰ کو اس کی خبر لگی تو وہ گھبرائے ہوئے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت کی خدمت میں گئے اور ان حالات سے مطلع کیا۔ وزیر

السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد وجنس لے کر خط معاف کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں نے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا۔ نجاح نے بے سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر واپس کر دیا۔ کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار علاوہ فرش وسامان آرائش اور اسباب کے حاضر کرو تو میں تمہاری تقصیر سے درگزر کروں وزیر السلطنت نے اس دستاویز کو جس سے نجاح کے کاموں کی قلعی کھلتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کے لڑکوں اور وکلاء سے جو مختلف بلاد میں پھیلے ہوئے تھے بطور جرمانہ کے مال کثیر وصول کر لیا۔

متوکل اور منتصر میں کشیدگی: اگر چہ خلیفہ متوکل نے ارکین سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ مگر اس وجہ سے کہ منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہو گئے تھے کہ یہ جلد باز' ناعاقبت اندیش ہے خود کردہ پشیمان اور نادم تھا۔ خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس وجہ سے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی بن ابی طالب پر چوٹ کرتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوا ہنستا رہتا منتصر کو یہ حرکات ناگوار گزرتی تھیں' مصاحبین کو موقع ومحل دیکھ کر دھمکی دے دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ کر سکتا تو خلیفہ متوکل سے یہ کہہ دیتا تھا "یہ بات اچھی نہیں ہے علی ہم لوگوں کے بزرگ' سردار اور بنو ہاشم کے شیخ ہیں اگر آپ کے نزدیک وہ (اعیاذ اباللہ) برے ہیں تو آپ جو چاہے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور ذلیلوں کو روک دیجئے"۔

منتصر کی تذلیل: خلیفہ متوکل اس کے کہنے پر منتصر کی تحقیر وتذلیل کرتا' گالیاں دیتا' معزولی وقتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دے دیتا کہ اس کو گردنی دے کر نکال دو۔ کبھی کبھی اپنے بیٹے منتصر کو نماز وخطبہ پر مامور کرتا اور گاہے معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن نے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی انہیں دنوں متوکل نے بغا وصیف کبیر' وصیف صغیر' اور دواجن کو بھی اپنی تلون مزاجی سے بدذل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں) کو خلافت پناہی کی مخالفت پر ابھار دیا۔ اسی زمانہ میں بغا کبیر بحکم خلیفہ متوکل سمیساط کی طرف بہ انتظار صوائف کوچ کر گیا اور بجائے اس کے اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا لڑکا تھا محل سرائے شاہی کی حفاظت پر مامور ہوا اور سرا پردۂ خلافت پر بغا شرابی صغیر متعین کیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر مال واسباب اور جاگیر جو اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دے دی وصیف کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی منتصر بیٹے چالاتھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار نکالتے رہے۔ بالآخر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ متوکل کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔

متوکل کے قتل کی سازش: چنانچہ اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مامور کیا اور اپنے لڑکے صالح اور احمد' عبداللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو خلیفہ متوکل کو قتل کرنے کا عہد وپیمان ہوا تھا اس رات کو یہ سب محل سرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا۔ چند لمحے بیٹھ کر بدستور قدیم اپنے خادم زرافہ کو لئے ہوئے واپس آیا منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے دیگر مصاحبین اور حاضرین کو مراجعت کا اشارہ کیا۔ وہ

ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہو گئے خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان معہ چار مخصوص مصاحبین کے باقی رہ گئے تمام دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آئے جس میں خلیفہ متوکل رونق افروز تھا مگر خلیفہ متوکل اور اس کے مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا سر اٹھا کر دریافت کیا":

"بغا شرابی یہ کیا معاملہ کیا ہے؟"۔

عرض کیا" خداوند عالم آج انہیں لوگوں کے پہرہ کی باری ہے"۔ خلیفہ متوکل یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

متوکل کا قتل: ان لوگوں نے یہ خیال کر کے خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھائیں اور سب کے سب شمشیر بکف خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے۔ فتح بن خاقان بچانے کے قصد سے خلیفہ متوکل پر جا پڑا ان لوگوں نے اسے بھی قتل کر ڈالا اور خون آلود تلوار یں لئے ہوئے منتصر کے پاس آئے۔ اس وقت منتصر زرارہ کے مکان میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آیا ان لوگوں نے آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کیا زرارہ نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا حاضرین نے بیعت کی اور یوسف کو لکھ بھیجا کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ قتل کر ڈالا۔ وصیف اس خبر سے مطلع ہو کر حاضر ہوا اور بیعت کی۔

منتصر باللہ کی بیعت: اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور موید کو بھی طلب کر کے اپنی خلافت کی ان سے بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبیداللہ بن یحییٰ تک پہنچی وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا مگر ملاقات نہ ہوئی بات بات ہی میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے جس میں ازدی' ارمنی اور عجمی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا" آپ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا مع اس کے ہمراہیوں کے خاتمہ کر دیں عبیداللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے خیالات پریشان اور منتشر کو جمع کر کے جو قصد اس کا رہا ہو باز آیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل اور فتح کے دفن کیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ واقعہ ۴ شوال ۲۴۷ھ کا ہے۔

لشکریوں میں شورش: خلیفہ متوکل [1] کے مارے جانے کی خبر مشہور ہونے پر لشکریوں میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی اور اوباش ان کے پیچھے شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے۔ ارکین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس گیا بعد ازاں خلیفہ منتصر بہ نفس نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا اس کے گرد و پیش فوج جان نثاران کا ایک دستہ تھا ان لوگوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اس کے بعد ان میں سے چھ آدمی کام آ گئے۔

---

[1] خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیزک) تھی شجاع نام تھا۔ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں بعد خلیفہ واثق باللہ مسند خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی۔ اس کا میلان طرح اہل سنت و جماعت کی طرف تھا ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ممالک محروسہ میں اعلان کر دیا محدثین کو گراں بہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان کی جس کی سماعت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی۔ تاریخ جلد ۷ صفحہ ۲۴۸ تاریخ الخلفاء۔

باب ۱۲:

زوالِ بنو عباس

اخبارِ خلفاءِ عباسیہ جنہوں نے عہدِ خلافت منتصر سے زمانہ حکومت مستکفی تک خلافت وحکمرانی کی جبکہ آتشِ فتنہ ہر طرف بھڑک رہی تھی اور ارکینِ سلطنت ممالک محروسہ کو دبائے جاتے تھے اور بوجہ خودسری وخودمختاری گورنران صوبجات قوائے دولت مضمحل اور کمزور ہورہے تھے

عبدالرحمن بن معاویہ کی اندلس میں حکومت: جس وقت بنو عباس کرسی خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ ان سے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنو امیہ کا بچہ بچہ اسی جرم میں کہ وہ خاندانِ خلافت کا آسندہ ایک رکن ہوگا قتل ہو رہا تھا۔ ہاشم بن عبدالملک کی اولاد سے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خون ریزی سے بہ کمال بے کسی و بے سروسامانی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ دریا کو عبور کر کے اندلس پہنچا چونکہ حکمرانی کی بو دماغ سے نہ گئی تھی۔ اندلس کو عبدالرحمن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔ ایک برس تک خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھایا گیا اس کے بعد جب عبدالرحمن بن معاویہ کے خاندان مشرق سے اندلس آ گئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی اور نصیحت کی۔ عبدالرحمن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور اپنی قومی تباہی کی چوٹ موجود ہی تھی۔ سفاح کی دعوت پر اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس نے اندلس کو دولت اسلامیہ سے جس کے مالک بنو عباس ہو گئے تھے۔

مغرب اقصیٰ میں ادریس بن عبداللہ کی حکومت: پھر جب عہد خلافت خلیفہ ہادی ۱۹۲ھ میں علی بن حسن بن علی کا واقعہ پیش آیا اور ان کے سرگروہ حسین بن علی بن حسن مثنی معہ ایک گروہ کے جوان کے خاندان میں سے تھے قتل کر ڈالے گئے۔ تو

کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے' از انجملہ ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور بربریوں میں اسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی حکومت مستقل قائم ہو گئی۔

افریقیہ میں عبیداللہ المہدی کی خلافت: کچھ عرصہ بعد جس وقت خلیفہ متوکل مارا گیا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور ضعیف ہو گئی چاروں طرف سے گورنران صوبجات اسلامیہ کی خودمختاری کی صدائیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے جدا ہو کر بجائے خود ایک مشین کے قائم ہو گئے۔ بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقیہ پہنچ کر طامہ میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبیداللہ المہدی کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقیہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ مصر اور شام پر متصرف ہو گئے پس ان کل صوبجات نے خلفاء بنو عباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کر ایک جدید دولت کی صورت اختیار کر لی جو دو سو ستر برس تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور اخبار میں بیان کیا جائے گا۔

طبرستان میں بنو حسین کی امارت: پھر کچھ عرصہ بعد ۲۵۰ھ میں خلافت مستعین میں علویہ سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط معروف بہ داعی نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم میں گئے وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انہوں نے طبرستان اور اطراف طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک اور دعوت و حکومت کا بنیادی پتھر ۳۰۱ھ میں بنو حسین سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا۔ پھر بنو علی سے عمر داعی طالقان کی حکومت زمانہ مقتدر میں قائم ہوئی جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

بلاد یمن میں زیدیہ حکومت: اس اطروش کا نام حسن بن حسین بن علی بن عمر تھا۔ پھر ان پر دیلم غالب آئے جس سے ایک دوسری دولت کی بنا پڑی۔ یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ کا ظہور ہوا انہوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا۔ صعدہ صنعاء اور بلاد یمن پر متصرف ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہوئی جو ایک عرصہ تک قائم رہی۔

یحییٰ بن حسین کا خروج: سب سے پہلے ان میں سے جن کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے جنہوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا بعد ازاں زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعوی سے کہ وہ احمد بن عیسیٰ بن زید شہید سے ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس کے نسب میں طعن و جرح کی تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید بر خان کی طرف منسوب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے خود کو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک یہ علی بن عبدالرحیم بن عبدالقیس ہے۔ چنانچہ اس کو اور اس کی اولاد کی ایک دولت اطراف بصرہ میں زمانہ فتنہ سے قائم ہوئی جس کا انقراض و خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھوں ہوا۔

بحرین و عمان میں قرامطہ کا ظہور: پھر اطراف بحرین اور عمان میں قرامطہ کا ظہور ہوا یہ کوفہ سے ۲۷۹ھ عہد خلافت معتضد

میں وارد بحرین ہوا اور اپنے کو بنو اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعوے سے منسوب کیا۔ حسن جمالی اور زکرویہ قاشانی اس کے ہمراہیوں اور مشیروں میں سے تھا ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبداللہ مہدی کی خلافت امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر متصرف ہو گئے بعدازاں اس سے منقطع ہو کر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قائم کر لی جس کا انقراض و خاتمہ قبائل عرب کے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں آخری چوتھی صدی میں ہوا۔

مصر و شام: انہیں واقعات کے اثناء میں بنو سامان نے اطراف ماوراء النہر میں خود سری کا آخری ۲۲۰ھ میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قائم رکھا بایں ہمہ خلفاء کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے ان کی حکومت آخری چوتھی صدی ہجری تک قائم رہی۔ اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی محرنہ میں چھٹی صدی تک ان سے ملحق و متصل رہی اور ابتدائے ۲۵۰ھ زمانہ فتنہ سے اغالبہ قیروان و افریقیہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خود مختاری و خودسری کی وجہ سے آخری تیسری صدی ہجری تک قائم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک جداگانہ حکومت ان کے موالی بنو طغج کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۶۰ھ تک رہا ان واقعات کے اثناء میں دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل و کمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد و جزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد ان کے قبضہ و تصرف میں رہا۔

دولت دیلم: بعدازاں ایک دوسری حکومت دیلم کی قائم ہوئی جس نے تمام صوبجات ممالک اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۳۳۰ھ عہد خلافت مستکفی سے خلیفہ برائے نام مسند خلافت پر متمکن رہا در حقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں زمام خلافت رہی یہ دولت تمام سلطنتوں سے جو بحالت کمزوری دولت عباسیہ قائم ہوئی تھیں باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شان دار تھی۔ پھر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو سلجوقیہ نے غز سے جو ترک کی ایک شاخ ہے لے لیا۔ چنانچہ ۴۴۸ھ سے لے کر آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت و سلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنا پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں۔

خلیفہ مستعصم کا قتل: اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنو عباس مابین دجلہ فرات صوبجات سواد اور بعض صوبہ فارس میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رہے تا آنکہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اٹھایا اور دولت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک وہ لوگ مذہب مجوسی کے پابند تھے بعدازاں بغداد پر چڑھ آئے خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔ اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کی بہت بڑی دولت ہوئی بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف و جوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب : ۱۳

مستنصر باللہ

معتز و موید کی معزولی: خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوان مظالم پر ابو عمر اور احمد بن سعید کو دمشق پر عیسیٰ بن محمد نوشری کو مامور فرمایا قلمدان وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا مما لک محروسہ میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں واقع ہوئی چونکہ وصیف بغا اور احمد بن خصیب کو خلیفہ متوکل کے قتل کی وجہ سے معتز اور موید کی سطوت سے آئندہ خطرہ کا اندیشہ تھا خلیفہ منتصر کو تخت نشینی کے چالیسویں روز ان دونوں کو معزول کرنے پر آمادہ کر دیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیام کہلا بھیجا موید نے منظور کر لیا اور معتز نے انکار کر دیا وصیف وغیرہ کی بن آئی طرح طرح کی اس پر سختی کی اور قتل کی بھی دھمکی دی۔ موید یہ رنگ دیکھ کر معتز سے تنہائی میں ملا تری اور ملاطفت سے اونچ نیچ سمجھائی۔ یہاں تک کہ معتز بھی اس کی رائے سے متفق ہو گیا اور خود کو معزول کر دیا۔

معزولی کا محضر: اس کے بعد دونوں نے اپنے قلم خاص سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے کمال احترام سے اپنے پاس بٹھالیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء دولت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کو معزول کرنے کا اس وجہ سے قصد کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ پہنچائیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے قلم خاص سے لکھی ہے وہ اندیشہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی شکریہ ادا کیا قضاۃ سرداران بنو ہاشم سپہ سالاران لشکر ارکین دولت اور روساشہر نے اس محضر پر اپنی اپنی گواہی لکھی۔ خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام مما لک محروسہ اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

وصیف کی روانگی: احمد بن خصیب کو جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور ان کی معزولی میں اس کو پوری پوری کامیابی ہو گئی تو وصیف کے درپے ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے ان بن ہو رہی تھی۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ''وصیف! ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی مما لک میں داخل ہو کر بدنظمی پھیلا دی ہے۔ اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تم کو یا مجھ کو لشکر کے

ہمراہ ضرور جانا چاہئے'' وصیف نے عرض کیا'' خادم کے ہوتے ہوئے امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا لشکریوں کو حسب حالات آلات جنگ اور رسد وغلہ مرحمت فرما کر روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام سے حدود ملطیہ میں جا ملنا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانی لشکر اور مال غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی تا صدور حکم ثانی مقرر کیا گیا۔

وفات: پھر خلیفہ منتصر[1] نے اپنی تخت نشینی کے چھٹے مہینے پانچویں ربیع الاول ۲۴۸ھ میں بعارضہ ذبحہ وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے نجمہ زہر آلود لگا دیا تھا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

مستعین باللہ کی خلافت: خلیفہ منتصر کے مرنے پر ارکین سلطنت اور خدام خلافت محل سرائے شاہی میں جمع ہوئے جس میں بغا صغیر بغا کبیر اور اتامش وغیرہ تھے خلیفہ بنانے کی بابت رائے زنی کرنے لگے سپہ سالاران ترک اور سرداران مغاربہ اور افروشیہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر اور بغا صغیر اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علیحدہ کمرہ میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ مبادا آئندہ کسی قسم کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد سے اعراض کر کے اولاد خلیفہ معتصم کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سیکرٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور پر عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ[2] ربیع الثانی ۲۴۸ھ شب دوشنبہ کا ہے)۔

محمد بن عبداللہ کی مخالفت: اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دار العوام میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے تھا حسا کرو سلامیہ اور خدام دولت دو رویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے سرداران عباسیہ اور طالبیہ علی حسب مراتب موجود تھے یکا یک شور وغل کی آواز آنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دار العوام کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہمراہی ہیں اور معتز کو مسند خلافت پر بٹھانے کے خواہاں ہیں ان لوگوں کے ساتھ بازاریوں اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دو جن کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس اثناء میں سفید پھریرے والے اور شاکر یہ آ پہنچے دوسری جانب سے مغاربہ اور اشروشیہ نے حملہ کر دیا اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا زرہیں اور آلات جنگ خزائن شاہی اور دار العوام سے لوٹ لئے گئے۔ بغا صغیر نے پہنچ کر ان غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند

---

[1] خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی ۲۲۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوا چھ مہینے خلافت کی پچیس برس چھ مہینے کی عمر پائی۔ سامرہ میں انتقال ہوا احمد بن محمد معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی فتح صورت گندم رنگ اور بارعب و داب تھا علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴

تاریخ الخلفاء از سیوطی فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴

[2] ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴

لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے اثناء میں قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا قیدی نکل آئے ابن دوران میں ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے ملنے لگے۔ اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بیعت کا پیام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمال کا تقرر: تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر لگی کہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا۔ خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو بجائے طاہر بن عبداللہ کے مرو پر اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مامور کیا اور اس کے چچا طلحہ کو نیشاپور کی ان کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو، سرخس اور خوارزم کی اس کے چچا حسین بن عبداللہ کو صوبجات ہرات کی۔ اس کے چچا سلیمان بن عبداللہ کو طبرستان کی اور اس کے برادر عم زاد عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبجات پر متعین کیا۔

عبداللہ بن یحییٰ کی جلاوطنی: ترکی سپہ سالاروں میں سے ابو جور کو بسر افسری ایک لشکر کے عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۴۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی خلیفہ مستعین نے اجازت دے دی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبداللہ بن یحییٰ کو جلاء وطن کر دینے پر مامور کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقہ کی طرف جلاء وطن کر دیا انہیں دنوں ترکوں نے معتز اور مؤید کے قتل کا قصد کیا۔ احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس فعل ناروا سے منع کیا۔ خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جوسق میں نظر بند کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن خصیب مورد عتاب خلافت پناہی ہوا خدام دولت نے اس کا اور اس کے لڑکوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قریطش کی جانب جلاء وطن کر دیا۔

اتامش کا تقرر: اتامش کو عہدہ وزارت پر مستقل کیا۔ مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان، ماسبذان اور مہرجان قذق پر شاہک خادم کو محل سرائے شاہی، فوج جان شاران اور خاص خاص کاموں پر اور اتامش کو بقیہ ارکین سلطنت پر مامور کر دیا۔ علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامیہ سے صوبجات ارمینیہ اور آذربائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔ صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا۔ اہل حمص نے بلوہ کر کے اس کو نکال باہر کیا۔ دربار خلافت سے فضل بن قارن برادر مازیار مامور ہوا اس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کر لایا۔ وصیف کو جو ثغر شامی میں تھا صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا۔ چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق بلاد روم میں داخل ہو کر قلعہ فرودریہ کو فتح کر لیا۔

عمر بن عبداللہ کی شہادت: پھر ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل ملطیہ کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم پر فوج کشی کی بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے خرج اسقف میں مقابلہ پر آیا۔ عساکر اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ عمر بن عبداللہ مع دو ہزار مسلمانوں کے شہید ہو گئے۔

علی بن یحییٰ کی شہادت: اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر چڑھائی کر دی علی بن یحییٰ کو جس وقت کہ وہ ارمینیہ سے میافارقین کو جا رہا تھا یہ خبر لگی جوش حمیت قومی سے لوٹ پڑا ایک عظیم خونریزی کے بعد مع چار سو آدمیوں

کے شہید ہو گیا۔

بغداد و سامرا میں شورش: جس وقت ان دونوں نامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہل بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس وجہ سے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے تحت حریص اسلام اور اسلامیوں کے دلی دوست تھے ملک وقوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگایا خلیفہ متوکل کے مارے جانے اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف وغالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی سب جوش انتقام سے تھرا گئے۔ عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کا شور برپا کر دیا فوج شاکریہ اس منادی کو سن کر ان لوگوں سے جا ملی۔ دربار خلافت سے اپنی تنخواہیں طلب کیں اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ بغداد کا پل توڑ ڈالا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے کاتبوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔

امراء بغداد نے بہت سا مال واسباب مجاہدین کو دیا جبال' فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروہ دل بادل کی طرح امنڈ آیا۔ مرتب ومسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور ارکین دولت نے دم تک نہ مارا۔ اس کے بعد عوام الناس نے سامرہ میں آتش فساد روشن کر دی جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ خدام دولت کی ایک جماعت اس طوفان کی روک تھام کو آئی عوام الناس ان پر لوٹ پڑے خدام دولت کو شکست ہوئی۔ بغا' وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آ پہنچے ایک گروہ کثیر عوام الناس کا مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے پھر فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔

اتامش کا قتل: خلیفہ مستعین نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اور شاہک خادم کو اس قدر آزادی دی کہ یہ لوگ بلا استفسار بیت المال اور خزانہ شاہی سے جس قدر چاہتے لے لیتے جو چاہتے کرگزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف وجوانب سے آتے بے تکلف تصرف کر ڈالتے اور جو ان لوگوں کی دست برد سے بچتا اس کو اتامش عباس بن مستعین کے صرف کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے بغا اور وصیف کو ناراضگی پیدا ہوئی اتراک اور فراعنہ کا حال پتلا ہو گیا' بغا اور وصیف کو اس امر کا احساس ہو گیا اور انہوں نے ان لوگوں سے سازش کر کے ابھار دیا چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور محل سرائے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے جوسق کا قصد کیا جہاں پر اتامش نے خلیفہ مستعین کے پاس پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی دو روز تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ ڈالا ہلہ بول کر گھس پڑے اس کو اور اس کے کاتب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مستعین نے اس کے بجائے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن علی کو عہدہ وزارت سے ممتاز کیا وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی سند حکومت عطا کی کچھ عرصہ بعد بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابو صالح سے ان بن ہو گئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا تب مستعین نے قلمدان وزارت محمد بن فضل جرجانی کے سپرد کر دیا اور دیوان رسائل پر سعید بن حمید کو مامور فرمایا۔

ابو الحسین کا ظہور: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسن بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابو الحسین تھی ان کی ماں عبداللہ بن جعفر کی نسل میں سے تھیں یہ بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور کس مپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی

نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انہیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں عہد حکومت متوکل میں بنو طالب کا سردار مقرر ہو کر خراسان لے آیا ابو الحسین اس سے ملنے کو گئے۔ اپنی مقروضی افلاس، تہی دستی اور کثرت عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کے خواستگار ہوئے عمر بن فرج نے سخت درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت کی تو رہا کیا گیا۔

ابو الحسین قید سے رہا ہو کر بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کیے جانے کی بابت عرض و معروض کی۔ وصیف بھی بد مزاجی سے پیش آیا۔ سخت و ناملائم الفاظ کہہ کر نکلوا دیا۔ مجبوراً بحال پریشان کوفہ واپس آئے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی والی کوفہ تھا۔ ابو الحسین نے کوفہ میں پہنچ کر بادیہ نشینان عرب اور اہل کوفہ کو بہ قصد خروج جمع کیا اور آل محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی دعوت دی۔ سب نے بطیب خاطر اس دعوت کو منظور قبول کیا جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا۔ عمال شاہی کو شہر سے نکال باہر کیا۔ شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ ڈالے دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

ابو الحسین کی فتوحات: چنانچہ پولیس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود فرجی گورنر سواد کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ جنگ یحییٰ بن عمر پر چلے جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ایوب نے ابو الحسین سے صف آرائی کی ابو الحسین نے پہلے معرکہ میں ہی ان کو شکست دے دی جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ کر سواد کوفہ کی جانب قدم بڑھائے زیدیہ اور اطراف و جوانب کے رہنے والوں کا ایک گروہ ساتھ ہو گیا سرد یمن واسط پہنچتے پہنچتے تک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام پر مامور کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسماعیل اپنا لشکر مرتب کر کے ابو الحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابو الحسین نے کوفہ کی طرف مراجعت کی عبدالرحمن بن خطاب معروف بوجہ الغلس سے مڈبھیڑ ہو گئی ابو الحسین اس کو شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر محل شاہی میں دم لیا۔

ابو الحسین کا قتل: اہل بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص نے زیدیہ کی امداد پر کمریں باندھ لیں ابو الحسین کے پاس جوق در جوق آ کر جمع ہونے لگے اس اثناء میں حسین بن اسماعیل کوفہ کے قریب آ پہنچا عبدالرحمن بن خطاب بھی یہ خبر پا کر اس سے آ ملا ابو الحسین نے کوفہ سے نکل کر صف آرائی کی تمام رات ترتیب لشکر میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ہمراہیوں نے سنبھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ ابو الحسین کے رکاب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ہنگامہ دار و گیر قتل برپا ہو گیا۔ سینکڑوں آدمی کام آ گئے ایک گروہ کثیر ابو الحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا از انجملہ ہیصم عجلی تھا بالآخر یحییٰ بن عمر (یعنی ابو الحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا سر اتار کر نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعین نے ایک صندوق میں بند کرا کے سلاح خانہ میں رکھوا دیا اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ پندرہویں رجب ۲۵۰ھ کا ہے)

طبرستان میں حکومت علویہ کا قیام: جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر پر فتح یابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں ازانجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب ادسالوس نامی تھی۔ اس جاگیر کے متعلق ایک قطعہ زمین تھی جس میں کثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب وجوار والے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے اس کا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیردار کا بھائی' عامل طبرستان تھا) محمد بن اوس بلخی نامی ایک شخص سلیمان عامل طبرستان کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا رعایا کو ان لوگوں کی عادات رذیلہ' خصائل خسیسہ سے شکایتیں پیدا ہوئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس بلاد دیلم میں داخل ہو کر ایک گروہ کو گرفتار کر لایا۔ حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں سے مصالحت تھی۔ اس سے ان لوگوں کو بھی برہمی پیدا ہوئی منحرف ہو گئے۔

اہل طبرستان کی مزاحمت: اس اثناء میں محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیرات پر قبضہ کرنے کو وارد طبرستان ہوا اور اس قطعہ زمین پر قابض و متصرف ہونے کا قصد کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد وجعفر پسران رستم نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے جو اس بلاد میں ان کے مطیع وفرمان بردار تھے۔ محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خائف ہو کر سلیمان عامل طبرستان کے پاس چلا آیا۔ رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان والی طبرستان کا مقابلہ پر ہماری مدد کرو' اس کے بعد طبرستان میں علویوں سے محمد بن ابراہیم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ امارت کا دعویٰ کیجئے۔ ہم آپ کے احکام اور اوامر کی تعمیل کریں گے۔ محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم رے میں جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔

حسن بن زید کی بیعت: رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو معہ محمد بن ابراہیم کے خط کے حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا۔ حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر پھولے نہ سمائے رے سے طبرستان آ پہنچے اس عرصہ میں اہل کلار و سالوس دریان اور دیلم کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ پسران رستم ان کے سردار و پیشوا تھے ان سب لوگوں نے بالاتفاق حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کو طبرستان سے نکال باہر کیا۔ سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے بھی اس گروہ میں آ ملے اور ایک خاصا لشکر مرتب ہو گیا۔

آمد پر چڑھائی: حسن نے میدان خالی دیکھ کر آمد پر چڑھائی کر دی۔ محمد بن اوس سار یہ سے آمد کے بچانے کو آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ساریہ میں سلیمان سے جا ملا۔ حسن نے آمد پر قبضہ حاصل کر کے ساریہ کا رخ کیا۔ سلیمان نے اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا غلطی یہ ہوئی کہ شہر کی حفاظت کا کچھ انتظام نہ کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا۔ چنانچہ جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں حریف باہم متصادم ہو گئے۔ حسن بن زید کے دو ایک سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے سلیمان یہ خبر پا کر حواس باختہ بھاگ کھڑا

ہوا۔ حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ سارزیہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے اہل و عیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے ارادتاً شکست اٹھائی تھی اس وجہ سے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

رے پر قبضہ: سارزیہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچازاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل یا بہ روایت بعض مؤرخین محمد بن جعفر بن عبیداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو بسر افسری ایک فوج کے رے کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے رے پر بھی قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ و تصرف سے بچانے کو روانہ کیا۔

محمد بن جعفر کی گرفتاری: محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) رے پر قابض ہونے کے بعد اہل رے سے بدسلوکی کرنے لگا۔ اہل رے کو کشیدگی پیدا ہوئی۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال برادر شاہ بن میکال کو بسر گردہی ایک فوج رے کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی رے پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کر لیا۔ حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مامور کیا۔ ابن میکال مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن میکال کو شکست ہوئی اثناء دار و گیر میں مارا گیا اور رے پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلیمان بن طاہر نے جرجان سے طبرستان کی جانب مراجعت کی اور اس کو حسن بن زید کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیر آباد کہہ کر دیلم چلے گئے اور سلیمان نے سارزیہ آمد کی طرف کوچ کر دیا اور اس کے ہمراہ قارن بن شہرزاد کے لڑکے بھی تھے۔ سلیمان نے ان کی خطا معاف کر دی اور اپنے ہمراہیوں کو انہیں تکلیف دینے سے روک دیا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی آمد: اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر بسر افسری ایک لشکر جرار وارد رے ہوا اور اس کو ابودلف کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد ایک لشکر صوبجات طبرستان کیطرف روانہ کیا حسن بن زید سے لڑائی ہوئی آخر الامر حسن بن زید صوبجات طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے گئے۔ موسیٰ بن بغا کبیر نے صوبجات طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور حسن بن زید کے مکان اور فوجی کیمپ کو ویران کر کے رے کی طرف لوٹ آیا۔

باغر کے وکیل کی گرفتاری: باغر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کے مصاحبوں میں تھا خلیفہ متوکل کے قتل کیے جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا کئی گاؤں سواد کوفہ میں بطور جاگیر مرحمت کیے گئے۔ ایک شخص نے اہل بار وسما سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق وقت سے ابن ماریہ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد باغر کا وکیل رہا ہو کر سامرا آ پہنچا۔ دلیل بن یعقوب نصرانی سے علاجس کے قبضہ میں ان دنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا اس نے باغر کے وکیل کی کچھ سماعت نہ کی۔ باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا تمام واقعات بیان کیے۔ باغر کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اسی وقت بغا صغیر کے پاس گیا دلیل نصرانی کی شکایت سخت وسست الفاظ سے اس کو یاد کیا۔ بغا صغیر نے تشفی و تسلی آمیز کلمات میں کہا ''گھبراؤ نہیں میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امور خلافت ان کے ہاتھ نہیں ہیں عجلت اچھی نہیں ہے میں وزارت کے کاموں کا انتظام کراؤں تو تم جو اس کے ساتھ چاہو

کرنا۔ باغر کا جوش اس فقرہ کے سنتے ہی قدرے فرو ہو گیا۔ لوٹ آیا بغا صغیر نے دلیل نصرانی کو ان تمام واقعات سے مطلع کر دیا اور نیز یہ کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے۔ ذرا ہوشیار رہنا اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے دلیل کو معزول کر دیا ہے مگر پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا دربار خلافت کی آمد و رفت بند کر دی۔

باغر کے خلاف شکایات: ایک روز بغا صغیر حسب عادت قدیمہ اپنا منصبی فرض ادا کرنے کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغر کی کیفیت دریافت کیا وصیف نے عرض کیا ''امیر المومنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا جانتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک باغر اچھا آدمی نہیں ہے''۔ خلیفہ مستعین یہ سن کر بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجہ ہوا اس نے صاف انکار کر دیا۔ باغر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ان ہمراہیوں کو جمع کیا جنہوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے عہد پیمان کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کو مار ڈالنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو مسند خلافت پر بٹھانے کا اقرار لیا۔ اس شرط سے کہ زمام حکومت اس کارروائی کرنے کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہو گی۔

سازش کا انکشاف: رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک پہنچ گئی۔ بغا صغیر اور وصیف کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے ان سے یہ واقعات بیان کئے۔ بغا اور وصیف نے قسم کھا کر اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مستعین نے باتفاق رائے بغا اور وصیف باغر کو مع ان دو ترکوں کے جو اس کے ہم راز تھے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کی گئی۔

باغر کا قتل: ترکوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ آگ بگولہ ہو گئے اور مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے شاہی اصطبل کو لوٹ لیا خاصے کے گھوڑوں پر سوار ہو کر محل سرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغر کے قتل پر ایک سردار کو متعین کیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے روبرو آ گیا۔

ترکوں میں ہیجان: باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو نہ ہوا بلکہ اور استقلال کے ساتھ ترقی پذیر ہوا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈ نظر آتا تھا ہر کوچہ بازار میں ترکوں نے طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ مجبوراً بغا وصیف شاہک خادم احمد بن صالح شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد بقیہ سپہ سالاران لشکر کتاب خالد اور دلیل ہو ہاشم جا نشاہ جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آ گئے۔

سامرا سے ان لوگوں کی روانگی کے بعد ترکوں کو خود کردہ پشیمانی ہوئی۔ چند سرداران لشکر سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ہمراہیوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے پر خیال نہ کیا نا امید ہو کر واپس آئے اور معتز کو خلیفہ بنانے کے متعلق غور و فکر کرنے لگے۔

مستعین کا بغداد میں قیام: جس وقت خلیفہ مستعین نے دارالخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہوئی چند سرداران لشکر عذر خواہی کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے اپنے کئے پر

پشیمانی ظاہر کی اور مراجعت کے لئے منت وخوشامد کے ساتھ اصرار کرنے لگے خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بدعہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک دیتا تھا بالآخر خلیفہ مستعین نے تنگ آ کر صریح الفاظ میں اپنی خوشنودی مزاج ظاہر کر دی' ترکوں میں سے کسی نے کہا'' اچھا اگر امیر المومنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر سامرا کا راستہ لو'' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بیباکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر ریمارک کیا خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا'' یہ لوگ جاہل ہیں عجمی ہیں۔ ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے''۔ محمد بن عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر فرمایا'' فی الحال تم لوگ واپس سامرا جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آؤں گا'' چنانچہ ترکوں نے مراجعت کی۔

معتز کی بیعت: خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے سے کشیدہ خاطر ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کیں۔ بیعت عامہ کے وقت ابو احمد بن الرشید بھی بلائے گئے تھے۔ انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر تعریضاً کہا'' تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا؟'' معتز نے جواب دیا'' ہاں! مگر بہ اکراہ وجبر''۔ ابو احمد بولے'' مجھے اس کی کیا خبر میں تو اس کی (یعنی مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کر دوں''۔ معتز نے قائل ہو کر چھوڑ دیا۔

تکمیل بیعت کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج کو مامور کیا گیا کتابت دواوین اور بیت المال کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔

بغداد کی قلعہ بندی: محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت کی خبر لگی تو اس نے انتظامی نقطہ نظر سے سلیمان بن عمران والی موصل کو لکھ بھیجا سامرا کا رسد وغلہ بند کر دو اس اثناء مالک بن طوق مع اپنے اہل وعیال اور لشکر کے آ پہنچا۔ حوبہ بن قیس والی انبار کے نام فراہمی لشکر کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی شہر پناہ کو درست کر دیا۔ ہر دروازے پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کار آزمودہ سپہ سالار مقرر کئے۔ فصیلوں پر نامی گرامی قدر اندازوں اور جنگ آوروں کو مامور کیا اور شہر کے دونوں جانب عمیق خندقیں کھدوائیں۔ اس انتظام و درستی میں تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو سپرد کر دیئے گئے تا کہ عندالضرورت لوگوں کو دیا کریں۔

مستعین کا ترکوں کو انتباہ: خلیفہ مستعین نے بھی گورنران صوبجات ممالک محروسہ کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ تا صدور حکم ثانی بجائے سامرا کے بغداد روانہ کرو۔ ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگزر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشائستہ افعال سے باز آؤ اور خلافت پناہی کی اطاعت قبول کرو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ میں خط وکتابت شروع ہوئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لی گئی تھی کہ منتصر کے بعد معتز کو مسند خلافت کا مالک سمجھنا اور محمد معتز کو مستعین کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات کے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا۔ ایک مدت تک دونوں میں خط وکتابت جاری رہی مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

موسیٰ بن بغا کبیر کی واپسی: موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بہ قصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس

سے خط و کتابت کر رہے تھے اور ہر ایک ان کو اپنی طرف بلاتا تھا آخر الامر موسیٰ بن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہو گیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا۔ عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کو آیا ہوں کچھ عرصہ بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز سے جا ملا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کر سامرا پہنچا اور معتز سے یوں بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات دریافت کرنے کے لئے بغداد گیا تھا۔ معتز نے ان معذرت کو قبول کر لیا اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افشین سامرا سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر اشروسنیہ کی سرداری عنایت کی۔

بغداد کی طرف پیش قدمی: جس وقت امراء شہزادگان دولت جس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہوا اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل ملقب بہ موفق کو جنگ بغداد کا لواء عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے بسر افسری نامی سپہ سالار کلباتکین ترکی موفق کی ماتحتی میں دیا۔ چنانچہ موفق پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ جس میں اتراک فراعنہ اور مغاربہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کی طرح بڑھا۔ ابن عکبرا اور بغداد کے جس قدر قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا[1] بغا صغیر کے ہمراہیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس چلی آئی موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ تک پہنچا۔ خلیفہ مستعین نے حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر مامور کیا اور چند نامی نامی سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ ۹ صفر ۲۵۱ھ کو ترکوں کا ہراول آہستہ آہستہ باب شماسیہ کے قریب پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال اور بیدار طبری کو حسین بن اسماعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دس تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ بغا وصیف اور فقہاء قضاۃ کے سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلا بھیجا کہ ''تم لوگ خلیفہ وقت سے بغاوت نہ کرو جس طرح اس کے پیشتر تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے اسی طرح اب بھی دائرہ اطاعت میں آ جاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز لہ کو خلیفہ مستعین کے بعد مسند خلافت کا وارث بنائیں گے''۔ موفق کے لشکریوں نے منظور نہ کیا لوٹ آئے۔

معرکہ شماسیہ: دوسرے دن ان سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر متعین تھے بغرض صدور حکم جنگ یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا آج جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ باب شماسیہ سے وہ لوگ بہت قریب آ گئے ہیں۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں پر ٹالو اگر وہ حملہ کریں تو تم مدافعت کے علاوہ جنگ نہ کرو۔ اسی روز عبداللہ بن سلیمان نائب بغا صغیر مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آ پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جائزے مرحمت کئے اس کے دوسرے دن ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسماعیل معہ اپنے لشکر کے مقابلہ پر آیا لڑائی چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی کام آئے سینکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسماعیل کے لشکر کو شکست ہوئی ترکوں میں سے ایک گروہ نے نہروان کا رخ کیا۔

خراسان پر قبضہ: محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے مطلع ہو کر اپنے ایک سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کی

---

[1] موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۵

روکن تھام کے لئے روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے بے تعلق کر دیا۔ اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کی جانب غربی مورچہ قائم کیا۔

شاہ ابن میکال کی فتح: ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال کو متعین کیا فریقین خم ٹھونک کر میدان میں آئے لڑائی ہوئی شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو سخت شکست دی مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور ان کل سپہ سالاران کو جو اس معرکہ میں اس کے ہمراہ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں، طوق اور سونے کے کنگن مرحمت کئے جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جس قدر مکانات باغات اور دوکانیں تھیں منہدم کرا دیں۔

اہواز کا خراج: اس اثناء میں فارس اور اہواز کا خراج منکجور اور اشروسنی کے ساتھ آ پہنچا ترکوں نے لوٹ لینے کا قصد کیا ابن طاہر کو اس کا خطرہ پہلے ہی سے پیدا ہو گیا تھا ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا ترکوں کی ایک بھی پیش نہ گئی منکجور مع خراج فارس واہواز بغداد میں داخل ہو گیا۔

جب ترکوں کو اس غارت گری میں کامیابی نہ ہوئی تو کھسیانے ہوئے اور نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

محمد بن خالد کی شکست: اس سے پیشتر خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو ثغور جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا چنانچہ محمد بن خالد لشکر کے انتظار و فراہمی مال واسباب وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر لگ گئی جھٹ پٹ کوچ کر دیا اور براہ رقہ بغداد آ پہنچا ابن طاہر نے اسکو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کیا ترکوں نے اسکو بھی شکست دے دی۔ بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی بے ساختہ بول بیٹھا۔ لا یفلح احد من العرب الا ان یکون معہ نبی ینصرہ اللہ بہ

ترکوں کی لوٹ مار: ان واقعات سے ترکوں کی جرأت بڑھ گئی کمال تیزی سے شہر کی طرف بڑھے نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی۔ لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس روزانہ جنگ وخون ریزی سے اہل بغداد پر تو عرصہ جہاں تنگ تو ہو ہی رہا تھا۔ ناگاہ ثغور سے یہ خبر وحشت اثر پہنچی کہ بلکا جور لوگوں سے معتز کی بیعت خلافت لے رہا ہے ارکین سلطنت یہ سن کر گھبرا اٹھے ابن طاہر بولا ''وہ ایسا نہیں ہے۔ غالباً اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہو گیا ہے۔'' ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت بلکا جور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح و سلامت مسند خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی فسخ بیعت کر کے خلیفہ مستعین کی تجدید بیعت کی اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر اطاعت وفرماں برداری دربار خلافت میں بھیج دی۔

موسیٰ بن بغا کا اختلاف: موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ترکوں کے ہمراہ تھا۔ لیکن کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا قصد کیا ہمراہیوں نے اس رائے سے مخالفت کی مکالمہ سے مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے جنگ کی نوبت پہنچ گئی۔ چند آدمی کام آ گئے۔ موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادہ سے باز آیا۔

اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آ گئیں ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس پینتالیس آدمی تھے جن میں اکثر نفاط تھے باب شماسیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا قصد کیا ان لوگوں نے ترکوں پر گرم تیل کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں۔ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

بلادِ اسلامیہ کا تحفظ: محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کر دارالبلاد اسلامیہ کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑا۔ اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کو مدائن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا۔ خوبہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد پر روانہ کی گئی۔ خوبہ نے انبار میں پہنچ کر فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا ساری خندق پر آب ہو گئی۔

معرکۂ انبار: معتز کی طرف سے اسحاق انبار پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں ایک سخت وخوں ریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اسحاق انبار کی جانب بڑھا خوبہ نے ان واقعات کو سن کر بغداد کی طرف مراجعت کر دی۔ ابن طاہر نے حسین[1] بن اسماعیل کو ترکوں کی دست برد سے انبار کے بچانے پر مامور کیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو معہ ایک بہت بڑے لشکر کے اس کی ماتحتی میں دیا ترکوں کے ہراول سے مقام دممار پر مقابلہ ہو گیا۔ حسین بن اسماعیل کا لشکر زیادہ تھا ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر انبار پہنچے حسین بن اسماعیل نے آگے بڑھ کر قریب انبار قیام کرنے کا قصد کیا۔

آغازِ جنگ: اس اثناء میں اس کے لشکری اسباب وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے ترکوں کی فوج آ پہنچی لڑائی ہونے لگی حسین کے ہمراہیوں نے ترکوں کو سخت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس سے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمین گاہ پر بٹھا دیا جس وقت حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے بڑھی ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا اس اچانک حملہ سے حسین کے ہمراہیوں کے ہوش و حواس جاتے رہے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا فرات میں ڈوب گیا۔ ایک جماعت کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔ کچھ لوگ بھاگ کر اواخر ماہ جمادی الثانی میں یاسریہ پہنچے۔ ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی طرف کوچ کیا (آٹھویں رجب (۲) ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کے چند پایاب مقامات سے دریا عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے۔ حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو بسر افسری دو سو تیر اندازوں کے ان پایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر عبور کرنے والا تھا۔

حسین بن اسماعیل کی شکست: چنانچہ ترکوں کا لشکر عبور کرنے کو آیا۔ حسین بن اسماعیل نے مزاحمت کی فریقین ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے آخر الامر حسین کو شکست ہوئی ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اس

---

[1] حسین بن اسماعیل حسب الحکم ابن طاہر بغداد سے ۲۲ جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پنج شنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹

کے لشکرگاہ اور کل مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔ منہزمون کا ایک گروہ اسی شب کو بھاگ کر بغداد پہنچا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت اس کے لشکر سے جدا ہو کر معتز سے مل گئی جس میں علی و محمد پسران خلیفہ واثق بھی تھے یہ واقعہ اوائل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

اہل بغداد اور ترکوں میں چھیڑ چھاڑ: اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جانبین سے ہزار ہا آدمی کام آئے انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہل بغداد نے ان کو مار کر نکال باہر کیا۔ بعد ازاں ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا۔ ابوالساج والی مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوالساج ترکوں کی مدافعت نہ کرسکا ترکوں نے مدائن پر قبضہ کرلیا اس اثناء میں وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں غربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا آ پہنچا صرصر اور قصر ابن ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے بڑھ آئے ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک سلسلہ محاصرہ برابر قائم رہا۔

ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خون ریز لڑائی ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔ ایک روز ابن طاہر نے ماہ مذکورہ میں طویل محاصرہ سے گھبرا کر اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ دیر تک اپنی پر زور تقریر سے ان کو ابھارتا رہا جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابن طاہر نے نصر من اللہ فتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دیا لشکری ابن حکم کے صادر ہوتے ہی غراتے ہوئے شیروں کی طرح ڈکارتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے ہنگامہ قتل و خون ریزی گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو شکست ہوئی ایک حصہ کثیر ان کی فوج کا کام آ گیا۔ بغا اور وصیف کی رکاب میں جو ترکی دستہ تھا وہ اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا جس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت ہو گئی مرتب ہو کر پھر لوٹ پڑے اہل بغداد شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

مصالحت کی کوشش: ماہ ذی الحجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کاؤس برادر افشین فریقین میں صلح کرانے کی غرض سے ترکوں کے لشکر میں امان حاصل کر کے گیا لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کے معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہل بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابو احمد کا سلام پہنچایا اہل بغداد نے اس کو اور ابن طاہر کو گالیاں دیں اور سخت وست کلمات سے مخاطب کیا اور منہدم کر دینے کے قصد سے رشید کے مکان کی طرف لپکے۔ ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کے فرد کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ اس فعل سے جس کو وہ کرنا چاہتے تھے روکا۔ الزامات سے خود کو بری الذمہ ظاہر کیا۔ اہل بغداد کے خیالات ان کے سمجھنے سے درست ہو گئے فتنہ فرو ہو گیا اور اپنے اپنے مکانات پر واپس آ گئے۔

بدظنی کی فضا: پھر ابن طاہر اور ابو احمد میں خط و کتابت شروع ہوئی عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کے طرف سے قبل اس کے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے۔ لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے طلب کیے ابن طاہر نے ان لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا لشکریوں نے یک زبان ہو کر

کہا: "ہم اس وقت تک اس فعل سے باز نہیں آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی صحیح صحیح رائے معلوم نہ ہوگی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا ترکی لشکر بغداد پر متصرف و قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کرے جیسا کہ اہل مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے"۔ ابن طاہر نے یہ تمام واقعات خلیفہ مستعین سے حاضر ہو کر بیان کیے خلیفہ مستعین نے لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے دار العوام کی چھت پر آیا ایک ہاتھ میں رداء خلافت تھی دوسرے میں عصا تھا قسم شرعی کھا کر بیان کیا "تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے"۔ اہل بغداد کو خلیفہ مستعین کی قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا۔ خیالات فاسدہ دور ہو گئے سب کے سب لوٹ کھڑے ہوئے اور فتنہ و فساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

ابن طاہر کا قصد مدائن: ابن طاہر نے اہل بغداد کا آئے دن یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا قصد کیا رؤساء شہر نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصور وار سمجھے جاتے ہیں تو معاف فرمائیے' ابن طاہر نے ان لوگوں کو کمال شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کر واپس کیا' انہیں دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابن طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا آیا۔ مگر سپہ سالاران لشکر اور سرداران بنی ہاشم کو ابن طاہر کے ہمراہ رہنے اور اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی۔

ابن طاہر کا نعرۂ خیر خواہی: ایک روز ابن طاہر بہ قصد جنگ مسلح ہو کر مکان سے باہر آیا سوار ہو کر لشکریوں کی طرف گیا اور سرداران لشکر کو جمع کر کے کہنا لگا "واللہ میں خلیفہ مستعین کے سوا اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلافت پناہی کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہوں گا"۔ لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے' مرحبا مرحبا جزاک اللہ جزاک اللہ چلا اٹھے۔ ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کر خلیفہ مستعین کی طرف چلا۔

مستعین کے خلاف سازش: راہ میں کسی فتنہ پرداز نے یہ پٹی دی کہ "تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی میں خود کو ہلاک کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مامور کیا تھا۔ مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی"۔ یہ خبر سننے سے ابن طاہر کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا۔ اسی تردد و انتشار کی حالت میں اپنے مکان پر واپس آیا اس اثناء میں احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے۔ ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی خبر بد سنائی تب تو ابن طاہر کے ہوش اڑ گئے۔ طرح طرح کے خیالات اس کے دل میں آنے لگے مگر کمال استقلال سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا تا آنکہ عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔

صلح نامہ: نماز عید الاضحیٰ کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے کو حاضر ہوا اس وقت فقہاء و قضاۃ اور ارکین دولت بھی موجود تھے۔ ابن طاہر نے عرض کی "امیر المومنین کی اگر مرضی و حکم ہو تو ابو احمد سے مصالحت کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے"۔ خلیفہ مستعین نے کہا "بہتر" ابن طاہر رخصت ہو کر باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ مکمل طور پر مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں (۱) آپ خود کو

خلافت سے معزول کیجئے۔(۲) پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔(۳) دارالخلافہ چھوڑ کر حجاز میں مابین حرمین قیام فرمایئے (۴) بغا کو گورنری حجاز اور وصیف کو حکومت جبل دی جائے (۵) خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو حصہ موالی اور اتراک کو"۔ خلیفہ مستعین نے اولاً اس زعم فاسد سے کہ وصیف اور بغا میرے ہوا خواہ ہیں ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ لیکن جب یہ راز سربستہ کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ہم صفیر ہیں راضی ہو گیا۔ علاوہ ازیں جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہا وقضاۃ کو طلب کر کے اس امر کا اُن کو شاہد کیا کہ میں نے اپنے تمام امور کو ابن طاہر کے سپرد کر دیا ہے۔ اس کے بعد سپہ سالاران کو بلا بھیجا جب وہ سب حاضر آئے تو یہ بیان کیا" کہ اس سے میرا مقصود ہے کہ خوں ریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق معرض زوال میں نہ پڑیں۔ لہٰذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ بہمراہی ابن طاہر معتز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی شہادت دو چنانچہ یہ لوگ مع ابن طاہر کے جب کہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گزر چکی تھیں معتز کے پاس آئے۔

باب : ۱۴

مستعین کی خلافت سے دستبرداری ۲۴۸ھ تا ۲۵۵ھ

جس وقت وہ صلح نامہ جس کو ابن طاہر نے مرتب کیا تھا سپہ سالاران لشکر اور معتز کے دستخطوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اہل بغداد سے معتز کی خلافت کی بیعت لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معتز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل میں لا کر ٹھہرایا اور اس کے ہمراہ اس کے اہل وعیال بھی تھے۔ چادر، عصا اور خاتمہ خلافت لے لی مکہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی۔ بصرہ جانے کی درخواست پیش کی یہ بھی نامنظور کی گئی مزید برآں یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کر واسط بھیج دیا۔

امورِ سلطنت میں تبدیلیاں: ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ابواحمد (خلیفہ معتز کا بھائی) بغداد سے سامرہ واپس آیا۔ آخر محرم ۲۵۲ھ میں ابوالساج دیوداد بن دیودست مراجعت کر کے وارد بغداد ہوا ابن طاہر نے معاون سواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مدافعت پر اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا، وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم آہنگ ہیں دیوان سے خارج کر دیئے جائیں۔

بغا اور وصیف کے خلاف سازش: اس اثناء میں محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کے سپہ سالاروں میں تھا ابواسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھایا اور بارگاہ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلہ میں یمامہ بحرین اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی' اتفاق سے بغا اور وصیف تک یہ خبر پہنچ گئی سوار ہو کر ابن طاہر کی خدمت میں آئے' تمام حالات سے مطلع کیا لوگوں کی بدعہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی۔ ابن طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا۔ اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو موید کے پاس بھیجا۔ موید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی اس کے کہنے سے خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے خطا معاف کرائی۔

ایسی ہی ابواحمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معتز نے عفو تقصیر کر کے ایک فرمان مشعر خوشنودی مزاج ان دونوں کے نام بھیج دیا۔ اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور ادھر ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا قصد کریں گے تو ہرگز نہ آنے دینا۔ بغا اور وصیف نے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی سامرا کی تیاری کر دی۔ ابن طاہر نے روکنا چاہا۔ لیکن وہ نہ رکے بغداد سے روانہ ہو کر

سامرا پہنچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ان کی گورنریوں پر ان کو بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

لشکر بغداد کی سرکشی: ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں مابین لشکر بغداد اور ابن طاہر کے ایک فتنہ برپا ہو گیا۔ یہ لوگ اپنے وظائف اور روز ینے طلب کرنے کے لئے ابن طاہر کے پاس آئے تھے ابن طاہر نے جواب دیا ''میں نے بارگاہ خلافت میں تمہارے وظائف اور روز ینے کے متعلق ایک عرض داشت بھیجی تھی خلافت پناہی نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا ہے تو ہم کو اس کی حاجت نہیں ہے موقوف کر دو''۔ بغداد لشکر یہ سن کر شور و غل مچانے لگا' ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے۔ ہنگامہ فرو ہو گیا۔ اپنی فرودگاہ پر واپس آیا۔ اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ اس کے ساتھ پھریرے اور طبل بھی تھے۔ سرداران لشکر کے لئے شماسیہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے سرکنڈے اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔ محمد بن ابراہیم نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا اور صحن مکان کو جنگ آوروں سے پر کر لیا۔ ان غوغائیوں کا یہ ارادہ ہوا کہ جمعہ کے روز خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں۔ خطیب یہ خبر پا کر گھر بیٹھ رہا اور علالت طبیعت کا بہانہ کر دیا۔ لشکر بغداد پل توڑنے کی غرض سے پل کی طرف بڑھا۔ ابن طاہر کی فوج نے مدافعت کے خیال سے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن طاہر کی فوج کو اپنے ارادہ میں کامیابی ہوئی۔

بعد ازاں لشکر بغداد نے جانب شرقی لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دی۔ غوغائیوں نے پولیس کیمپ کو لوٹ لیا۔ ابن طاہر نے اس ہنگامہ ہوش ربا کو دیکھ کر ان دو دکانوں کے جلا دینے کا حکم دیا جو دروازہ پل پر تھیں ان دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا۔ فریقین میں آگ حائل ہو گئی۔ ابن طاہر کی فوج نے پامال ہونے سے نجات پائی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آیا۔ ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے فراہمی لشکر کی طرف توجہ کی' اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو جمع کیا۔ کار آزمودہ سپاہیوں سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی۔ اس اثناء میں لشکر بغداد سے دو شخص ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک پوشیدہ راستہ بتلا دیا۔ ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت جاں گداز اور روح فرسا تھا۔ لشکر بغداد کا نامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے دوسرے سردار ابوالقاسم عبدون بن موفق نے ابن طاہر پر حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی یہ بھی انہیں لڑائیوں کے اثناء میں مر گیا۔

موید کی معزولی کا محضر: ماہ رجب ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی موید کو ولی عہدی سے معزول کیا اس وجہ سے کہ علاء بن احمد عامل آرمینیہ نے موید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے یہ عیسیٰ بن فرخان شاہ کو خبر لگ گئی۔ اثناء راہ سے لے لئے موید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخان شاہ کی مخالفت پر ابھار دیا۔ عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر موید کی شکایت جڑ دی معتز نے موید اور ابواحمد کو اسی وقت گرفتار کرا کے قید کر دیا اسی زمانہ میں موید سے اس کی معزولی کا حکم نامہ لکھوایا۔

موید کا قتل: اس کے بعد خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ اتراک موید کو جیل سے نکال لانے کا ارادہ رکھتے ہیں خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ معتز نے اگلے دن موید کو جیل سے جنازہ لانے کا حکم

دیا۔ چنانچہ موید کو باہر نکالا گیا تو مردہ تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز وتکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا لکڑا سر پر رکھ دیا تھا اس سبب سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ غرض موید کے مر جانے کے بعد اس کا بھائی ابو احمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑکھڑانے کے لیے بھیج دیا گیا۔

سابق خلیفہ مستعین کا خاتمہ: خلیفہ معتز نے موید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ ''بدنصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کر دو''۔ ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط حسب مضمون متذکرہ بالا ان دو شخصوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسط میں مامور تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بلکہ احمد بن طولون کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا۔ چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کے حوالہ کر دیا۔ سعید بن صالح نے اس قدر مارا کہ معزول خلیفہ مستعین مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا۔ بہرکیف مستعین کے مر جانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی سر پٹک کر مر گیا۔ مستعین کا سر اتار کر بارگاہ خلافت میں بھیج دیا گیا۔ خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر دفن کر دیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی جائے۔

مغاربہ اور ترکوں میں جنگ: غرہ ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے درمیان چل گئی اور خوب چلی ترکوں نے موید کے اشارہ سے ایک روز عیسیٰ بن فرخان شاہ کو گرفتار کر کے مارا گھوڑا چھین لیا۔ مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر باہم مشورہ کیا اور موقع پا کر جوش پر حملہ کر دیا ترکوں کو اس کی خبر نہ تھی مغلوب ہو گئے ان کے گھوڑوں کو لے لیا اور ان پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے اس شکست کے بعد ان لوگوں کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی جوان میں سے کرخ اور شاہی مکانات میں تھے بازاری اور شاکریہ مغاربہ سے مل گئے اس سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی اور انہیں ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرأت نہ ہوئی جعفر بن عبدالواحد دونوں فریقوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا۔ فریقین نے چند روز حیلہ و حوالہ میں رکھا۔ بعد ازاں جس وقت مغاربہ منتشر ہو گئے۔ ترکوں نے پھر مجمع کیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر پا کر محمد بن عون کے مکان میں جا چھپے۔ ترکوں کو یہ خبر لگ گئی شور وغل مچاتے ہوئے محمد بن عون کے مکان پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں مار ڈالا۔ خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی سعی و سفارش سے قتل تو نہ کیا مگر جلاوطن کر دیا۔

مساور خارجی: موصل کی گورنری پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور حدیثہ موصل کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوارج میں رہتا تھا ایک روز حسین بن بکیر افسر پولیس نے مساور کے حوثرہ نامی لڑکے کو حدیثہ موصل میں گرفتار کر لیا جو ثرہ ایک حسین نوعمر لڑکا تھا جوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین

ا خلیفہ مستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) مخارق نامی تھی۔ ملیح صورت سفید رنگ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں لثغ یعنی ہکلاہٹ تھی حروف را زا و لام غین اور شین کو ادا نہ کر سکتا تھا تقریباً اکیس برس کی عمر پائی۔ سب کے پہلے اسی نے چھوٹی ٹوپیاں اور چوڑی آستینیں کو پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم۔ تاریخ الخلفاء از سیوطی۔

بن بکیر افسر پولیس نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے۔ دن کو تو قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور شب کے وقت وہ مجھ سے عروس کا کام لیتا ہے۔ مساور کو اس خط کے دیکھنے سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو جمع کر کے حدیثہ موصل کا ارادہ کیا۔ حسین بن بکیر یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا۔ رفتہ رفتہ اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچی ان میں بھی فوری جوش پیدا ہو گیا اور مستعد و آمادہ ہو کر مساور کے پاس آ گئے۔

مساور کی موصل کی جانب پیش قدمی: ان لوگوں کے آ ملنے سے مساور کی جمعیت بڑھ گئی فوجی صورت میں مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور جانب شرقی میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد والی موصل سے لڑتا رہا پھر وہاں سے مراجعت کر کے خراسان کے راستہ پر آ ٹھہرا۔ خراسان کی راہ کی محافظت پر بندار اور مظفر بن مشک مامور تھے۔ بندار یہ خبر پا کر تین سو کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی مساور نے بندار کے ہمراہیوں کو شکست دے کر سب کو مار ڈالا از انجملہ بندار بھی تھا۔ صرف پچاس آدمی جان بر ہوئے مظفر بن مشک بھاگ کر بغداد آ پہنچا۔

اہل جلولہ سے لڑائیاں: خوارج جلولاء کی جانب چلے آئے اہل جلولا اور مساور سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سینکڑوں آدمی کام آ گئے بعد ازاں بارگاہ خلافت سے خطرمش مامور کیا گیا ایک عظیم الشان لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور نے اس کو بھی شکست دے دی اور اکثر اعمال موصل پر قابض ہو گیا۔

حسن بن ایوب کی شکست: پھر ۲۵۴ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے حسن کو بطور نائب کے موصل پر متعین کیا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرث بن لقمان (امراء بنی حمدان کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھا حسن نے لشکر مرتب کرنے کے بعد جنگ مساور کوچ کر دیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر جا پہنچا۔ مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ حسن نے بڑھ کر وادی ریات میں طبل جنگ بجوا دیا لڑائی کا بازار گرم ہو گیا لشکر موصل کو شکست ہوئی محمد بن سید ازدی مارا گیا حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

مساور کا موصل پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی اور دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عبداللہ بن سلیمان ایک ناتجربہ کار شخص موصل کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ مساور نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی۔ عبداللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ رہا۔ مساور نے شہر میں پہنچ کر بلا مزاحمت و جنگ قبضہ کر لیا اہل موصل میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اس اثناء میں جمعہ کا دن آ گیا جامع مسجد میں اپنے ہمراہیوں کے نماز ادا کرنے کو گیا خطبہ دیا نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز جمعہ حدیثہ موصل کی طرف چلا گیا جو اس کا دار الہجرت تھا۔

مساور اور عبیدہ میں جنگ: ۲۵۶ھ[1] میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نامی نے مساور کی مخالفت کا علم

---

[1] یہ لڑائی موصل کے قریب اطراف جہینہ میں ہوئی تھی مخالفت ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئی اور جنگ ماہ جمادی الاول ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۸۹)

بلند کیا عبیدہ اور مساور سے تو یہ خاطی (گنہگار) کے بابت بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ خاطی کی توبہ قبول ہی نہ کی جائے گی اور مساور اس کے خلاف تھا خوارج کا ایک گروہ عبیدہ کے ساتھ ہو گیا۔ مساور نے حدیثہ موصل سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادہ سے خروج کیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی عبیدہ مارا گیا اور اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

بلادِ عراق پر قبضہ: تھوڑے دنوں بعد بنی زہیر سے ایک دوسرا شخص طوق نامی مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے لئے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۷ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ مساور نے عراق کے اکثر بلاد پر قبضہ کر لیا اور خراج بھیجنا بند کر دیا۔ موسیٰ بن بغا اور بابکیال نے بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے مساور پر فوج کشی کی سن[1] تک بڑھ آئے۔ ابھی لڑائی نہ چھڑنے پائی تھی کہ یہ خبر پا کر کہ ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے اور مسند خلافت سے اس کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس چلے آئے۔

مفلح کا تقرر: چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد رونق افروزی مسند خلافت ہوا تو اس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ مساور پر روانہ کیا مساور نے حدیثہ سے نکل کر ان دو پہاڑوں کا ارادہ کیا جو اس کے مقابل میں تھے۔ مفلح یہ خبر پا کر مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر جا پڑا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا۔ مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کیے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا اور ایک مدت تک دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ہمراہیوں میں زمانہ جنگ عبیدہ سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر قلعہ کوہ سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کا رخ کیا۔ پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجار نصیبین ہوتا ہوا خابور پہنچا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا دو ایک روز قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا۔

مفلح کی مراجعت بغداد: جوں ہی مفلح نے موصل کو چھوڑا مساور لوٹ پڑا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہنچا۔ مفلح کے ہمراہی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے اور لڑائی سے جان چرانے لگے تھے مفلح نے چند روز حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور سپہ سالاران ترک میں سے جعلان نامی سپہ سالار کو ایک فوج کثیر کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ میں حکمرانان خراسان سے یحییٰ بن جعفر مساور کی خوں ریز لڑائی کے نذر ہو گیا۔ مسرور نے اس کا تعاقب کیا۔ موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر ان دونوں نے اس کو نہ پایا۔

وصیف کا قتل: ۲۵۳ھ عہد خلافت معتز میں ترک‘ فراعنہ اور اشروسیہ کی فوجیں جمع ہو کر چار چار مہینے کے روزینے کی

---

[1] یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰ سے لکھا ہے اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ (مترجم)

خواہشت گار ہوئیں اور شور و غوغا مچاتی ہوئیں دربارِ خلافت تک پہنچیں۔ بغا' وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے۔ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا'' فی الحال خزانہ خالی ہے' چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے دی جائیں؟'' لشکریوں نے جواب دیا'' ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں' جہاں سے پاؤ دو''۔ وصیف بولا'' یہ لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ'' لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہوئی۔ بغا نے کہا'' ذرا صبر کرو میں امیر المؤمنین سے استفسار کر کے آتا ہوں' تم لوگ اشناس کے مکان میں چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے گا''۔ لشکری اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر ان لشکریوں کے معاملہ میں عرض و معروض کرنے لگے اور وصیف انہیں لشکریوں کے پاس رہا۔ لشکریوں نے یورش کر کے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر نیزہ پر نصب کر دیا۔

بغا کا قتل: وصیف کے مارے جانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہو گیا۔ خلیفہ معتز نے بغا شرابی کا وہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا۔ تاج پہنایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن کچھ عرصہ بعد اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امور سلطنت میں دخل حاصل ہو گیا ہے۔ مبادا کسی وقت فتنہ بغاوت کا بانی ہو جائے خفیہ طور سے بایکیال کی طرف مائل ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کو انتظامی امور میں دخل دیتا گیا۔ آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بعد بغا شرابی میں تم کو اس کی جگہ پر مامور کر دوں گا۔ ہنوز کوئی امر ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے سامان میں مصروف ہوا اس اثناء میں خلیفہ معتز مع حمدان بن اسرائیل کے سوار ہو کر بایکیال کے پاس کوشک سامرا میں گیا چونکہ اس سے اور بغا سے دلی رنجش تھی یہ خبر پا کر پانچ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام' لڑکے اور سپہ سالار تھے مگر ان ہمراہیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف و کشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا۔ بغا کے ہمراہیوں نے شدت سرما کی شکایت کی بیماری کا حیلہ کیا۔ بغا نے براہ دریا بغداد کی طرف مراجعت کی۔ رات کے وقت پل پر پہنچا اس غرض سے کہ ملازموں کو میرے عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو۔ اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی۔ خلیفہ معتز سے اس کے آنے کی اطلاع کی خلیفہ معتز نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ملازمین نے اس کا سر اتار کر دربارِ خلافت میں بھیج دیا جو دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش کو جلا دیا۔

بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا مقصود یہ تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کر چھپ رہوں گا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں گا۔ لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔

باب ۱۵:

صفاریہ سلطنت کا قیام ۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو بجستان میں تانبے پیتل کی دکان رکھے ہوئے تھا انہیں کے زمانہ میں ایک شخص ہوا خواہان اہل بیعت سے صالح بن نصر کنانی نامی اس اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا چونکہ اس کے ہمراہی رضا کار کے نام سے موسوم ہوئے اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے امراء ورؤساشہر اور عوام الناس کا ایک گروہ اس کے معتقدوں میں داخل ہو گیا از انجملہ درہم بن حسن اور پھر بجستان پر قبضہ کر کے طاہر بن عبداللہ والی خراسان کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی با حوصلہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا درہم بن حسن کے بجائے اس کے رضا کاروں پر حکومت کرنے لگا اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ حد درجہ کا بزدل اور سادہ لوح تھا والی خراسان نے بحیلہ و مکر اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا رضا کاروں نے جمع ہو کر یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنا لیا۔

یعقوب بن لیث کی فتوحات: یعقوب بن لیث ایک شجاع و باتدبیر شخص تھا اس نے شراۃ سے جنگ چھیڑ دی اور کمال مردانگی سے لڑکر ان کو زیر کیا ان کے قصبات اور گاؤں کو ویران کر دیا آدمی ہوشیار اور چالاک تھا۔ دربار خلافت میں ایک عرضی اس مضمون کی بھیج دی کہ ''میں نے خلافت پناہی کے مخالفین (شراۃ) کو لڑ کے زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کے مطیع و فرماں بردار ہوں'' ادھر آہستہ آہستہ بحکمت عملی بجستان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ لوگوں کو امر بالمعروف نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا اس سے اس کی وجاہت ظاہر میں ترقی ہوئی ارکین دولت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

ہرات پر قبضہ: کچھ عرصہ بعد یعقوب بن لیث نے بجستان سے اطراف خراسان کی جانب کوچ کیا ان دنوں خراسان کی حکومت پر محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا اور اس کی جانب سے ہراۃ پر محمد بن اوس انباری۔ محمد بن اوس یعقوب کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ یعقوب سے لڑائی ہوئی میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا۔ محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا۔ یعقوب نے ہراۃ اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس واقعہ سے والی خراسان اور اطراف وجوانب کے امراء کے ہوش و حواس جاتے رہے ان کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

کرمان پر قبضہ: اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کی گورنری پر فائز تھا باوجودیکہ اس نے خراج

دربار خلافت میں ایک مدت سے نہ بھیجا تھا۔ لیکن بجستان پر یعقوب کے تصرف وقبضہ کو گوارا نہ کر کے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیج دی۔ چونکہ خلیفہ معتز ان دونوں علی بن حسین اور یعقوب بن لیث کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا دونوں کے پاس سند گورنری کرمان بھیج دی تا کہ دونوں لڑ بھڑ کے ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہو جائے۔ ادھر علی بن حسین نے فارس سے طوق بن غلس کو اپنا نائب مقرر کر کے کرمان بھیج دیا ادھر بجستان سے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طوق نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

یعقوب نے قریب کرمان پہنچ کر قیام کیا پھر دو مہینے تک طوق کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔ جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے بجستان کی طرف کوچ کر دیا طوق نے اس کی مراجعت کے بعد بجائے آراستگی لشکر اور تیاری جنگ کے لہو ولعب کی مجلس منعقد کر دی۔ ابھی یعقوب بجستان ہی کے راستہ میں تھا کہ جاسوسوں نے اس کی اطلاع کر دی لوٹ پڑا دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کر کے طوق کے سر پر آ پہنچا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ طوق اور اس کے مصاحبین کا نشہ ہرن ہو گیا۔ حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یعقوب نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا اور طوق کو پابہ زنجیر جیل میں ڈال دیا۔

<u>شیراز پر قبضہ</u>: علی بن حسین کو اس کی خبر لگی جس وقت کہ یہ شیراز میں تھا سننے کے ساتھ بدن میں آگ سی لگ گئی۔ یہ سمجھ کر کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے۔ یعقوب اس طرف ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر مرتب کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر اتر پڑا جس کے ایک جانب تو سر بہ فلک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی۔ راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی انتظام کرمان سے فارغ ہو کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ دوسرے دن یعقوب نے اپنے رکاب کی فوج کے سواروں کو مرتب کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا اور گھوڑے کو مہمیز لگا کر نہر میں ڈال دیا اس کے پیچھے پیچھے فوج کے سواروں نے بھی تیرتے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے بات ہی بات میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے بجستان کی طرف واپس آیا (یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے)

<u>فارس پر قبضہ</u>: بیان کیا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب سے سخت لڑائی ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن حسین کو شکست ہوئی اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا شہر پناہ کے دروازہ پر منہزموں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے میں شیراز میں داخل ہو جاؤں کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار آدمی کام آئے۔ یعقوب نے فارس پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی ایذائیں دیں اور جبر وظلم سے ایک ہزار تھان جواہرات گھوڑے آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی

قیمتی اسباب جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کئے۔

یعقوب کا اظہارِ اطاعت: دربارِ خلافت میں اپنی اطاعت و فرماں برداری کی ایک عرض داشت بھیج دی اور اس کے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی تحائف بھی بھیجے از انجملہ دس باز سفید ایک باز ابلق چینی اور سونا نفے مشک کے تھے روانگی تحائف اور عرض داشت کے بعد یعقوب نے سجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھا۔ خلیفہ معتز نے اس کے بعد ہی فارس کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

مصر میں ابن طولون کی حکومت کی ابتداء: چونکہ بابکیال منجملہ ان سربرآوردہ ارکین دولت کے تھا جو بغا وصیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنے برپا ہونے لگے اور گورنران صوبجات کی سرتابی اور خود مختاری نے قوائے حکومت مضمحل ہو چلے اس وقت اطراف و جوانب کے عمال نے دست درازی شروع کر دی جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا انہیں دنوں خلیفہ معتز نے بابکیال کو بجائے ابن مدبر کے صوبہ مصر کی گورنری عنایت کی اس وقت بابکیال حضیدہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب کے مامور کیا۔

طولون ترکی النسل ہے اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا۔ اس نے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کے بیٹے احمد نے بھی وہیں پرورش پائی۔ ہوش سنبھالا حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

بابکیال کو سند حکومت مصر ملنے کے بعد ایک یہ بڑی فکر دامن گیر ہوئی کہ کس کو نیابت دی جائے اور کس کو حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے۔ مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ بابکیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا۔ اس نے مصر پر باستثناء مضافات مصر اور اسکندریہ پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب خلیفہ مہتدی نے بابکیل کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے اس کے مراسم قدیمہ تھے۔ اس کے عہدہ پر بحال رکھا بلکہ کل بلاد مصریہ کا اپنی جانب سے نائب مقرر کیا۔ اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے وراثۃً ملک مصر کے حکمران ہوئے اور خوب زور وشور سے ان کی حکومت و دولت کا سکہ چلا۔

عبیداللہ بن طاہر کی گورنری و معزولی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین عراق وسواد کی گورنری پر تھا' اس کے اعزہ و اقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا بالآخر مستعین اور معتز سے مصالحت ہو گئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ۲۵۳ھ میں عہد خلافت خلیفہ معتز میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اس نے حکومت و دولت اور مال جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ بن عبداللہ کے سپرد کیا۔ محمد بن عبداللہ کے مرنے پر اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نماز جنازہ پڑھانے کی بابت کشیدگی ہوئی' عوام الناس کا میلان طبع طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالاران لشکر وصیت کے خیال سے عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ دربارِ خلافت سے بوجہ وصیت' خلعت فاخرہ سے عبیداللہ سرفراز فرمایا گیا اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار درہم عنایت کئے گئے۔

سلیمان ابن طاہر کی گورنری: اس کے بعد خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے طلب کر کے عراق اور سواد کی حکومت اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کو مرحمت کی اور عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ عبیداللہ یہ خبر پا کر بیت المال میں جو

کچھ تھا اُس کو لے کر براہ غزنی دجلہ چلتا پھرتا نظر آیا۔ سلیمان معہ اپنے نامی سپہ سالار محمد اوس بغداد میں داخل ہوا اس کے ہمراہ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی تھا۔ ان لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے' کج ادائی سے پیش آئے' باشندگان بغداد کو اس سے ناراضگی اور بے دلی پیدا ہوئی۔ باقی رہا بغداد کا لشکر اس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکر بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کر کے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ لشکریوں نے متفق ہو کر بلوا کر دیا۔ جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد بن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا۔ لڑائی ہوئی آخرالامر محمد بن اوس کو شکست فاش ہوئی۔ لشکر بغداد نے باب شماسیہ سے اس کو نکال باہر کیا اور اس کے مکان سے دو لاکھ درہم کے قیمتی اسباب کو لوٹ کر لشکر گاہ کی جانب گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کر بغاوت و ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے لشکر خراسان کو خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

ابواحمد بن متوکل کی حفاظت: پھر زمانہ معزولی خلیفہ معتز اور خلافت مہتدی میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا مہتدی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیام بھیجا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں ابواحمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا۔ جس کو خلیفہ معتز نے اس شور انگیز طوفان کی روک تھام کو بغداد روانہ کیا تھا۔ سلیمان نے حکمت عملی سے اس کو چھپا دیا۔ لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ہمراہیوں نے مقابلہ کیا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بلوہ فرو ہو گیا۔ پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابواحمد کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کے دیکھنے کی خواہش کی۔ سلیمان نے ابواحمد کو باہر نکال کر ان لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے اس کے دینے کا وعدہ کیا بلوائیاں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ سلیمان نے ابواحمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اس کے بعد اسی ۲۵۵ھ کے شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

عبدالعزیز بن دلف کی گورنری: ہم اوپر ابودلف کے حالات عہد خلافت خلیفہ مامون میں بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ ابودلف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس سے اس تقصیر کو کہ اُس نے اُس کی امداد سے خاموشی اختیار کر لی تھی معاف کر دیا تھا اور اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس اطراف میں قیام کیا تھا۔ اس کے مر جانے پر اس کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا۔ جن دنوں خلیفہ مستعین اور معتز میں چل رہی تھی اس وقت مصلحتاً اس نے خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی۔ خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ وصیف نے عبدالعزیز کو بلاد مذکورہ کی نیابت کے لئے لکھا اور خلعت نیابت روانہ کی۔ اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ معتز مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔

معرکہ ہمدان: اس نے موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب سن ۲۵۳ھ میں جبل و اصفہان کے فتح کرنے کا حکم دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی اور ایک نہایت سخت اور خوں ریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ اس کے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آئے۔

مفلح کا کرخ پر قبضہ: مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا قصد کیا۔ عبدالعزیز اپنی فوج کو از سر نو مرتب کر کے دوبارہ میدان جنگ میں آیا مگر بدقسمتی سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور مفلح نے اپنی فتح مندی کا جھنڈا کرخ

میں گاڑ دیا اور بدنصیب عبدالعزیز بھاگ کر قلعہ نہاوند پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ مفلح نے اس کے اہل وعیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

ولف بن عبدالعزیز کا قتل: اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا۔ دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص نے والی اصفہان سے ولف سے معرکہ آرائی کی۔ دلف کو شکست ہوئی قاسم نے اثنائے دار وگیر میں دلف اور اس کے چند ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے دلف کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا۔ چند سپاہی قاسم پر ٹوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا۔ شکست خوردہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔

احمد بن عبدالعزیز کا تقرر: دلف کے ہمراہیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۵ھ میں اپنا امیر بنا لیا۔ ۲۶۶ھ میں عمر صفار نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کو اصفہان کی حکومت عنایت کی اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مامور کیا۔ ۲۶۹ھ میں کیغلغ ترکی اس سے برسر مقابلہ آیا۔ احمد نے اس کو شکست فاش دے کر صیمرہ کی جانب نکال دیا۔ اس سے پیشتر ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا۔ چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا۔ اس کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ موفق نے بقصد احمد اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لیے شہر اور اپنا آراستہ مکان چھوڑ کر چلا گیا۔ ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہوئی عمرو بن عبدالعزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا۔ بکیر (اپنے بھائی) کے مشورہ سے کام کرنے لگا۔ خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث سے برسر مقابلہ آیا رافع بن لیث نے ان کو شکست دے دی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ بعد ازاں ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان' نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبدالعزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبدالعزیز اظہار اطاعت کے خیال سے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔

معتز کی معزولی: صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معتز کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ جو چاہتا دعوی سے کر گزرتا خلیفہ معتز دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب (سیکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدہ وزارت پر تھا۔ کتاب میں ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو اور سیکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے جمع ہو کر ایوان خلافت کو گھیر لیا اپنی تنخواہیں' روزینے اور وظائف طلب کرنے لگے۔ صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کی ''بیت المال میں اب ایک حبہ بھی باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزراء اور کتاب نے لے لیا''۔ احمد بن اسرائیل نے مخالفت کی۔ صالح نے پھر اس کی تردید کی۔ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا۔ دونوں میں نوک جھونک سی ہونے لگی۔ صالح بات کرتے کرتے طیش میں آ کر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا۔ اس کا گرنا تھا کہ اس کے ہمراہی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے برہنہ شمشیر لیے ہوئے گھس آئے۔ صالح نے حسن' احمد اور ابونوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا ''ان تینوں کم بختوں کو قید کر لو''۔ سرہنگوں میں سے دو چار شخصوں نے بڑھ کے حسن' احمد اور ابونوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی۔ مگر منظور نہ ہوئی۔ بالآخر بہت سا مال لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

جب لشکریوں کو اس فعل قبیح کے ارتکاب کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور کل مال جو معاوضہ میں ملا تھا۔ صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ

انہوں نے رشوت اور سازش سے یہ حرکت کی ہے حالانکہ یہ امر ایسا نہ تھا، وہ صالح سے برہم ہو گئے۔ جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ "کم بخت صالح نے ہم کو بہت بڑی ترک دی ہے آپ ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمایئے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تا کہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ راحت ملے"۔

بے چارہ خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور ارکین سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا۔ شاہ شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا۔ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا۔ تمام حالات عرض کیے۔ پچاس ہزار کی درخواست کی ماں نے انکار کیا۔ لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ خبر پا کر کہ امیر المومنین کی پیش گاہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہے۔ بگڑ گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر بلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔

معزولی کا محضر نامہ: صالح بن وصیف' محمد بن بغا عرف ابونصر اور بابکیال مسلح قصر خلافت کے دروازہ پر آئے۔ خلیفہ معتز کو بلا بھیجا خلیفہ معتز نے معذرت کی اور ان میں سے بعض کو حاضری کی اجازت دے دی۔ سب کے سب گھس گئے۔ خلیفہ معتز کے پاؤں پکڑ کر دروازہ تک کھینچتے ہوئے لائے' مارا' گالیاں دیں' صحن مکان میں برہنہ سر دھوپ میں کھڑا کیا اور جو شخص گزرتا تھا طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی دقیقہ بے توقیری اور زد و کوب کا باقی نہ رہا۔ اس وقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس جلسہ میں بلوایا قاضی ابن ابی الشوارب مع چند ارکین دولت کے آئے بیچارے معتز کی معزولی کا محضر لکھا گیا۔ قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین جلسہ نے گواہی لکھی۔ صالح بن وصیف' اس کی ماں' بہن' لڑکوں اور خود اس کی ماں کو گواہ بنایا گیا۔ مگر اس کی ماں قبیحہ بذریعہ سرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ گئی اور غریب معتز[1] کو اس کے دشمنوں کے حوالے کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کیا یا یوں سمجھئے کہ زندہ در گور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور ارکین دولت نے اس کے مرجانے کی شہادت دی یہ واقعہ آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ کا ہے۔

جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے خود کو معزول کیا اور اس امر کا اقرار کر لیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور بخوشی و رغبت تمام امور خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں اس وقت تمام ارکین دولت' امراء لشکر رؤسا شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچا زاد بھائی محمد بن واثق کو مسند خلافت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کی اور[2] مہتدی باللہ کا لقب دیا۔

آپ اوپر ابھی پڑھ آئے ہیں کہ قبیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کر کے براہ سرنگ بھاگ گئی۔ خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اس کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی' بے توقیری سے پیش آیا' ان کی آبروریزی کی اور ان لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کر کے رہا کیا اس وقت بہ تحریک قبیحہ انہیں وزراء میں سے دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تل گئے۔ اتفاق سے صالح کو اس کی اطلاع ہو گئی صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا قبیحہ یہ سمجھ کر کہ اب میرا راز فاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہ بچوں گی چپکے چپکے اپنے محل سرا سے

---

[1] خلیفہ معتز باللہ محمد ابو عبداللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا۔ ۲۳۲ھ مقام سر من رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ نامی تھی۔ چار برس چھ ماہ اور چند یوم خلافت کر کے چوبیس برس کی عمر پائی۔ تاریخ کامل جلد صفحہ ۷ و تاریخ الخلفاء از سیوطی ۲۴۵۔

[2] مہتدی کی خلافت کی بیعت یوم چہارشنبہ کو لی گئی جبکہ دو ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۷۔

ایک سرنگ کھدوائی اور خزائن شاہی میں جو کچھ مال واسباب اور جواہرات تھے اس کو برآمد کر کے بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے خلیفہ معتز کو آ کر گھیر لیا تب قبیحہ بخوف جان براہ سرنگ بھاگ گئی۔

اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد صالح کے پاس امان کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں قبیحہ کو بلا بھیجا۔ قبیحہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی۔ صالح نے دم پٹی اور نیز دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ دریافت کیا جو زمین کے نیچے تھا۔

اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک مکوک[1] زبرجد اسی قدر بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا مشکل تھی۔ صالح نے ان سب مال واسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کیا لوگوں نے قبیحہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا کہ ''اس کم بخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجودیکہ اس کے پاس اس قدر مال تھا''۔ قبیحہ نقصان مایہ اور ہمسایہ کے طعنے نہ برداشت کر سکی تو مکہ معظمہ چلی آئی اور زید بن معتز کو گرفتار کرا کے تکلیفیں دینے لگا بالآخران کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد ابونوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ پھر حسن بن مخلد کی گرفتار کرائی یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا۔ حیات مستعار کا کچھ حصہ باقی تھا نہ مرا۔

خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہنچی تو وہ ناراض ہوا اور چیں بچیں ہو کر بولا ''ان لوگوں کی سزا دہی کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے''۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

[1] مکوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں اور ایک کیلجہ ۷/۸ سے من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثقال ہوتے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن رائج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۳/۴ تولہ کے برابر ہے۔ (مترجم)

باب ۱۶

خلیفہ مہتدی ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

خلیفہ مہتدی نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا محل سرائے شاہی میں جس قدر زردنے تھے ان کے مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ عدل وانصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا۔ حالانکہ ان دنوں چاروں طرف فتنہ وفساد کا جوش زبا طوفان اٹھ رہا تھا اور دولت عباسیہ ان کے انتظام اور فرد کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہتدی نے اصلاح وانتظام پر کمر ہمت باندھ لی۔ قلمدان وزارت سلیمان بن ذہب کے سپرد کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور رعب وداب کے ساتھ حکومت وسلطنت کرنے لگا۔

موسیٰ بن بغا عہد خلافت معتز ۲۵۲ھ سے اطراف رے اور اصفہان میں غائب تھا اس کے ساتھ مفلح داپوالساج کا غلام بھی تھا۔ قبیحہ اور معتز نے جس وقت خلیفہ معتز کے قوائے حکمرانی کمزور اور اس کے امور سلطنت میں اضطراب واختلال واقع ہو رہا تھا قبل اس واقعہ کے کہ خلیفہ معتز کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی جائے' موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے تھے۔ قبیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی۔ حسن بن زید کو شکست ہوئی مفلح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو آمد میں تھے جلوا دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسیٰ بن بغا نے مفلح کی درخواست کے مطابق مراجعت کا حکم دے دیا اس اثناء میں کہ موسیٰ بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ خلیفہ معتز کی معزدلی، قتل اور مہتدی کی بیعت وتخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس امر کی بھی خبر پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معتز کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی ہے اور امیر المومنین کی ماں قبیحہ کا مال واسباب چھین کر نکال دیا ہے۔

موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر موسیٰ بن بغا کے پاس گئے۔ کہہ سن کر سامرا چلنے پر تیار کر لیا۔ اس عرصہ میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا۔ موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا۔

موسیٰ بن بغا کی مراجعت: خلیفہ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سن کر رے میں قیام کرنے کا اعلان بھیج دیا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے کچھ سماعت نہ کی ان کے ہمراہی نامہ بردوں کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے۔ موسیٰ نے دربار خلافت میں معذرت لکھ بھیجی۔ نامہ بردوں نے اس کی تصدیق

کی کہ اگر موسیٰ بن بغا بموجب حکم والا رے کی طرف مراجعت کرتا تو اس کے ہمراہی اس کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان لوگوں میں خدو رخیہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ خلیفہ مہتدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کو برہم کرنے کا موقع مل گیا وہ وقت بے وقت جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کسی قدر کسی طرف سے برافروختہ پاتا تو موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیتا اور بغاوت اور سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا:

مہتدی کی نظر بندی: تا آنکہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے سامرا آ پہنچا۔ صالح بن وصیف یہ سن کر چھپ رہا موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت کی طرف چلا گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت خلیفہ مہتدی دربار خاص میں خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سن رہا تھا چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ صالح بن وصیف کے معہ لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہتدی مہر سکوت توڑ کر بولا ''اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے''۔ اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ معہ اپنے مصاحبین کے پہنچ گیا اور خلیفہ مہتدی کو گرفتار کر کے باجوزہ کے محل میں نظر بند کر دیا۔ ایوانِ خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

تجدید بیعت: مہتدی نے موسیٰ بن بغا سے معذرت کی لطف و عنایت کا خواستگار ہوا موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امور سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر و باطن مجھ سے رسم دوستانہ یکساں رکھی جائے۔ بعد ازاں تجدید بیعت کی اور ہر کام میں پیش پیش رہنے لگا۔ اگلے دن صالح کو ایوانِ خلافت میں بلا بھیجا۔ وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کے مال و اسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا۔ صالح نے دوسرے دن آنے کا وعدہ کیا جوں ہی رات ہوئی سب ہمراہی ایک ایک دو دو کر کے منتشر ہو گئے۔ معدودے چند کے سوا کوئی باقی نہ رہا چار و ناچار بخوف جان چھپ رہا اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کو تلاش کرنے لگے۔

صالح بن وصیف کا خط: آخری محرم ۲۵۶ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک خط دکھلایا جس کو سیما شرابی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔ ارا کین دولت اور سپہ سالارانِ لشکر جمع کیے گئے۔ سلیمان بن وہب نے خط کھولا۔ خط کے مضمون سے یہ ثابت ہوا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا یہ خط لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کی ماں کا مال و اسباب لینے کے واقعات تحریر کیے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ''میں بخوف جان اور رفع فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے خیال سے سامرا میں چھپا ہوں''۔ خط کا مضمون سن کر خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا ارا کینِ دولت سے مخاطب ہو کر بولا ''صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو تمہارا وہ سردار ہے۔ اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہے تو اس سے درگزر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی بداندیشی نہیں کی''۔ اس پر ترک یہ کہہ کر کہ ''خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے سازش کر لی ہے اور یہ اسکا پتہ جانتا ہے''۔ دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

ترکوں میں اختلاف: اس کے دوسرے دن ایوانِ شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان پر ترکوں نے جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہتدی کو مسند خلافت سے اتار دو بابکیال نے اس رائے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس امر کی دھمکی دی کہ

اگر تم لوگ ایسے شنیع امر کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔ اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اس کی خبر لگ گئی اس وقت مجلس کا رنگ بدل گیا عمدہ نفیس کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار حمائل کر کے غصہ کی صورت بنا کر مسند خلافت پر بیٹھا اور با بکیال وغیرہ کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد با بکیال مع چند ارا کین دولت کے حاضر ہوا۔

خلیفہ مہتدی کی سرزنش: خلیفہ مہتدی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کر غیظ آواز سے ڈانٹ کر کہا ''کیوں ناعاقبت اندیشو! تم میں کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا تمام حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص بھی میرا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ خدا کی قسم مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم ہے تم لوگ خلفاء اسلام کو قتل کر کے بے حد جری ہو گئے ہو۔ کیوں با بکیال اور محمد بن بغا تم دونوں تو صالح کے شریک حال تھے جب اس نے مادر معتز کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی۔ تنہا اسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے ان سب واقعات کی اطلاع ہے؟''

حاضرین نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ ترکوں نے امیر المومنین کی معزولی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس امر کے در پے تھے مگر ناکام رہے۔ مساجد میں جمع ہو کر امیر المومنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہوئے اراکین سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سے سپہ سالاران لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکے اور ان کو اعلانیہ سخت و ناملائم خطاب سے یاد کرنے لگے۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کی عرض داشت: اس کے بعد (یوم چہار شنبہ ۴ صفر ۲۵۶ھ) میں ان خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ ''امیر المومنین اپنے بھائی ابوالقاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں۔ جان نثاران خلافت پناہی کچھ عرض و معروض کیا چاہتے ہیں''۔ خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور اپنے بھائی ابوالقاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا ان لوگوں نے متفق اللفظ ہو کر کہا ''ہم لوگوں پر موسیٰ' با بکیال اور ان کے ہمراہیوں کے خیالات روز روشن کی طرح ظاہر ہیں' ہم لوگ خلافت پناہی کے جان نثاروں اور تابعداروں میں سے ہیں ادنیٰ سا اشارہ پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے پر تیار ہیں ان کم بخت سپہ سالاران لشکر اور نمک حرام اراکین دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روزینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیرات کے مالک ہیں ہماری بے کسی اور بے چارگی سے غافل اور بے پرواہ ہیں جو خراج آتا ہے اس کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں تجاکف پر بھی ہاتھ مارتے ہیں' ابوالقاسم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا' ان لوگوں نے اسی مضمون کی ایک عرض داشت لکھی اور ابوالقاسم کی معرفت دربار خلافت میں بھیج دی۔ خلیفہ مہتدی نے اس عرض داشت کو غور سے پڑھ کر قلم خاص سے تحریر کیا'' تمہاری عرض داشت ملاحظہ سے گزری اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے' میں تمہاری اطاعت اور ہوا خواہی سے بہت خوش ہوا ہوں میں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کرتا ہوں۔ جاگیرات اور ممالک محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام''۔

فرمان خلافت: ابوالقاسم اس فرمان کو لئے ہوئے شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کر خوش

ہو گئے دعائیں دینے لگے اور متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ "آج سے کوئی کام بلا حکم امیر المؤمنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلافت پناہی کے کاموں میں دخیل ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو پر ایک افسر مقرر کیا جائے عورتوں کی جاگیریں یک قلم ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے مہینے وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں۔ ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے باب عالی میں حاضر ہوا کریں جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اس کا سر اتار لیا جائے اور اگر امیر المؤمنین کا ایک بھی بال بیکا ہو تو اس کے عوض میں موسیٰ بن بغا' بایکیال اور باجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے"۔ جلسہ برخاست ہونے پر اسی مضمون کی عرض داشت ابوالقاسم کی معرفت دربار خلافت میں ارسال کی گئی۔

عرض داشت کی منظوری: یہ عرض داشت خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت پہنچی جب کہ وہ دربار عام میں انفصال قضایا اور خصومات کی غرض سے رونق افروز تھا فقہا' قضاۃ' سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت حسب مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور عرض داشت ان لوگوں کی موجودگی میں پڑھی گئی سب کے چہروں پر ہوائی سی اڑنے لگی۔ کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو ان لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا۔ ابوالقاسم نے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کو عذرات و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کے بھیجنے کی رائے دی۔

کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے مطالبات: چنانچہ سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت نے اس رائے پر عمل درآمد کیا اور ابوالقاسم معہ فرمان خلافت اور ان لوگوں کے سفیروں کے کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا انہوں نے ان کے عذرات کو گوش التفات سے سنا۔ فرمان خلافت کو سر اور آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور ذیل کی پانچ توقیعات کے صدور کی درخواست کی۔

1) زیادات کی ضبطی فرمائی جائے۔
2) جاگیرات واپس کر دی جائیں۔
3) بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔
4) طریقہ سیاست و ملک داری جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔
5) موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کی جائے۔ ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو عساکر اسلامی کی افسری پر امیر المؤمنین کا کوئی بھائی یا عزیز و قریب مقرر فرمایا جائے آزاد غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

مطالبات کی منظوری: اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست پڑھ کر توقیعات مذکرہ بالا کے لکھنے اور صادر کیے جانے کا حکم دیا اور سپہ سالاران لشکر و ارکین دولت نے بھی ان تمام باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ خواست گار تھے۔ علاوہ اس کے موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط مشعر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اس سے حساب سمجھنے کا لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب دینے کا وعدہ کر کے جلسہ برخاست کیا۔

صالح بن وصیف کو امان: اگلے دن ابوالقاسم سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا اثناء راہ میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف سے ان لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا۔ ابوالقاسم بھی دوسری طرف سے آ گیا اس عرصہ میں جوق جوق وہ لوگ بھی آ گئے ہر شخص اپنے فہم وادراک کے مطابق رائے زنی کرنے لگا۔ شور وغل سے کان بہرے پڑنے پھٹنے لگے۔ جب وہ لوگ کسی امر پر متفق نہ ہوئے تو ابوالقاسم نے ایوان خلافت کی طرف سے مراجعت کی اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی لوٹا لایا تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابوالقاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کر ان کو مرحمت کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام کیا جائے اور صالح کو اس کے باپ کا عہدہ عنایت ہو اور لشکر بدستور سابق اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہوں ارکان دولت نے بھی اس کی منظوری دے دی۔ مگر پھر وہ لوگ متفق اللفظ نہ ہوئے کرخ' سامرا اور شاہی محلات میں منتشر ہو گئے۔

اس کے دوسرے دن بنو وصیف نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کیا آلات جنگ سے مسلح ہوئے اہل شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامراہیں ان کو فوج کی طرح مرتب کر کے ابوالقاسم کے مکان کو جا گھیرا صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ چلانے لگے۔ خلیفہ مہتدی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ ''اگر ان کے پاس صالح ہو تو اس کو حاضر کریں اس شور وغوغا کا کیا فائدہ ہے''۔

موسیٰ بن بغا نے یہ حالت دیکھ کر سپہ سالاران لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چند لمحہ میں سپہ سالاران لشکر مع اپنی رکاب کی فوج کے تیار ہو گئے۔ موسیٰ مع ان لوگوں کے سوار ہو کر بلوائیوں کی طرف چلا اب اس وقت اس کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی بلوائیوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا کمال خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کر چلتے پھرتے نظر آئے اور یہ دن بخیر وخوبی تمام ہو گیا نہ تو ترکیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے چوں وچرا کیا۔

صالح بن وصیف کا قتل: موسیٰ بن بغا نے صالح کی جستجو میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں طرف منادی کرا دی۔ غوغائیوں میں سے کسی نے اس کو کسی صورت سے گرفتار کر لیا۔ ایوان خلافت کی طرف لے کر چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا۔ موسیٰ بن بغا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر صالح پر تلوار چلائی سیدھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا اور دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ پر نصب کر کے شہر میں پھرایا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہوتے ہی موسیٰ بن بغا شراۃ سے جنگ کرنے کو سن کی طرف روانہ ہوا۔

عہد معتصر سے ایام مہتدی تک کی بیرونی مہمات: ۲۲۸ھ عہد خلافت معتصر میں ایک شخص محمد بن عمر شارلی نے اطراف موصل میں دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا دربار خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی سرکوبی پر متعین ہوا چنانچہ اس نے اس کو معہ اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی سنہ میں وصیف بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا خلیفہ معتصر نے حکم دیا کہ حکم ثانی صادر ہونے تک چار برس ملطیہ میں قیام پذیر رہو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام وچین سے نہ بیٹھنے دو یہ ان دنوں بلاد سرحدی شام میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے بلاد روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فروریہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا۔

۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر فوج کشی کرنے کی اس سے اجازت طلب کی اس نے اہل ملطیہ سے ایک لشکر مرتب کر کے بلاد روم پر حملہ کرنے کی اجازت دے دی۔ بادشاہ روم سے مرج اسقف میں مڈبھیڑ ہو گئی پچاس ہزار لشکر اس کے ہمراہ تھا اس نے مسلمانوں کو جن کی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا۔ عساکر اسلامیہ نے محاصرہ توڑنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی پھر ایک بہت بڑی لڑائی کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا۔ اس واقعہ نے رومیوں کے دل بڑھا دیئے اور وہ جوش فتح مندی میں حدود جزیرہ کی طرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب پامال کیا علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر لگی اس وقت یہ ارمینیہ سے میافارقین کی طرف جا رہا تھا اس وحشت خبر کو سن کر لوٹ پڑا اور رومیوں سے دست بدست لڑ کر مع چار سو مسلمانوں کے شہید ہو گیا (یہ واقعہ ۲۴۹ھ کا ہے)۔

۲۵۳ھ میں عہد خلافت معتز باللہ میں محمد بن معاذ نے اطراف ملطیہ سے جہاد شروع کیا لیکن اتفاق سے شکست کھا کر بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔

احمد بن خصیب کی وزارت: خلیفہ منتصر نے سرفراز فرمایا اور ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) کو صیغہ فوج داری کی حکومت عنایت کی بعد ازاں (۲۴۹ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہو گیا۔ دربار خلافت سے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو خراسان کی اور محمد بن عبداللہ کو عراق کی گورنری مرحمت فرمائی گئی حرمین معاون سواد اور سررشتہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مامور کیا۔ بغا کبیر کی وفات پانے پر اس کا بیٹا موسیٰ مامور ہوا۔ ساتھ ہی اس کے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اس کو عنایت کی گئی۔ اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص نے بغاوت کرنے پر فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص میں پہنچ کر قتل عام کا حکم دے دیا ایک گروہ کثیر مارڈالا گیا اور سرداران حمص میں سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔

اتامش کی وزارت: اس کے بعد خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے قلمدان وزارت اتامش کے سپرد کیا مصر و مغرب کی حکومت عنایت کی اور معزول وزیر احمد بن خصیب کو بعد معزولی اور ضبطی مال واسباب جزیرہ اقریطش کی طرف جلا وطن کر دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان ماسبذان اور مہر جانقذق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں) اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے مارڈالا تب خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے معزول کر کے عیسیٰ بن فرخان شاہ کو وظیفہ گوا ہوا اور بغا صغیر کو فلسطین پر مامور کیا۔ اس کے بعد بغا صغیر اور ابو صالح میں ان بن ہو گئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے عہدہ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا۔ جعفر بن عبدالواحد کو عہدہ قضا سے معزول کر کے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کی جانب جلا وطن کر دیا (یہ واقعات ۲۴۹ھ کے ہیں)۔

جعفر بن فضل محتسب والی مکہ: ۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بہ اشناس کو مکہ

کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی' بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مار ڈالا خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی اور گوشمالی پر موسیٰ بن بغا کو مامور فرمایا اہل حمص بر سر مقابلہ پر آئے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اسی سنہ میں شاکریہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر دفعۃً حملہ کر دیا اور اس کے مکان کو تاخت و تاراج کر کے محمد بن حسن بن قارن کو مار ڈالا۔ عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ اطراف طبرستان میں علویہ کا ظہور بھی اسی ۲۵۰ھ میں ہوا۔

بغا اور وصیف کی بحالی: ۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر کو واپس فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن طاہر نے ابو الساج کو کوفہ کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ یہ عبدالرحمٰن کے پاس گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ابو احمد سے میل جول پیدا کر کے بہ حکمت عملی قید کر کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابو الساج کو راہ مکہ پر متعین کیا۔ دربار خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ جساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو معہ ان کے مضافات کے دبا لیا۔ شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافہ کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔

ماجور بحیثیت والی دمشق و شام: انہیں دنوں ابراہیم بن مدبر مصر کی گورنری پر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا اتفاق سے عیسیٰ کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا دارالخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکریوں کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے ان کو انتظام مملکت کے پیش نظر ارمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور ماجور کو دمشق کی گورنری عنایت فرمائی جس وقت ماجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے ماجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا ماجور و منصور میں جنگ ہوئی۔ منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا' اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً بہ تعمیل فرمان خلافت پناہی براہ ساحل ارمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابی ولف عجلی کو صوبجات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

موسیٰ بن بغا کی گورنری: ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا جبل کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ چنانچہ موسیٰ معہ اپنی رکاب کی فوج کے جبل کی طرف روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح موالی ابو الساج تھا۔ عبدالعزیز بن ابی ولف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کر اپنے قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا مفلح نے کرخ پر قبضہ کر کے اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر نے بغداد میں وفات پائی ان کی وصیت کے مطابق اس کا بھائی عبیداللہ مامور ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے طلب کر کے بجائے اس کے متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران ازدی موصل کی گورنری پر تھا اس سے اور ازد سے اطراف موصل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی سنہ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا۔

صفاریہ حکومت کا قیام: یعقوب صفار نے اسی سنہ میں بحستان' فارس اور ہراۃ پر قبضہ حاصل کر کے اپنی دولت و حکومت کی بنا قائم کی اور با بکیال نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا

بنیادی پتھر رکھا گیا بعد ازاں خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یار جوج کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی۔ ابن نے اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور مضبوطی ہو گئی اور ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا ہے۔

زنگیوں کے حالات: اکثر دعاۃ علویہ جنہوں نے عہد خلافت معتصم یا ان کے بعد عراق میں خروج کیا زیدیہ ہیں۔ انہیں کے ائمہ میں سے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہیں جو بصرہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ جس وقت ان لوگوں نے خلفاء وقت سے منازعت شروع کی اور انہوں نے ان کی جستجو کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے ابن عم علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا۔

بصرہ پر قبضہ: اسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا اس دعوی سے کہ میں علی بن محمد بن عیسیٰ ہوں یہ واقعہ عہد خلافت مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس پر جرح وقدح شروع کی اس وقت اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان برادر عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر دیا۔

علی بن عبدالرحیم: مسعودی نے اس کو طاہر بن حسین کی جانب منسوب کیا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا ہے۔ لیکن ابن حزم نے حسین سبط کی نسبت یہ لکھا ہے کہ ان کا سلسلہ نسب سوائے علی بن حسین کے اور کسی سے نہیں چلا۔ طبری اور حزم وغیرہ محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ سے ہے اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا ہے۔ زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کا ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔ اس دعوی کی اس امر سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ کے عقائد کا پابند تھا اور ان عقائد سے اہل بیت منزلوں دور ہیں۔

معرکہ بحرین: بہر کیف اس کے یہ حالات ہیں کہ یہ خلیفہ منتصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروہ سے ملا اور ان کی تعریف اور مدح میں قصائد لکھے جس سے اس کا رسوخ ان لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گیا بعد ازاں ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعوی کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کی نسل میں سے ہوں اور لوگوں کو اپنی اطاعت وفرماں برداری کی دعوت دی۔ اکثر اہل ہجر وغیرہ نے اس کی اتباع کی اور اسی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑنے اور بہت بڑے فتنہ وفساد کے بانی مبانی ہوئے کچھ عرصہ بعد علی ان لوگوں سے جدا ہو کر احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی تماس کے ہاں قیام پذیر ہوا۔ بحرین سے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ چلے آئے تھے از انجملہ یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اس سے اور اہل بحرین سے لڑائی ہوئی میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر بھاگا۔

علی کا بغداد میں قیام: اس شکست سے عرب کا گروہ اس سے جدا ہو گیا مگر علی بن ابان کا ساتھ نہ چھوڑا بصرہ پہنچا اور بنی

ضبیعہ کے ہاں مقیم ہوا ان دنوں محمد بن رجاء عامل بصرہ تھا۔ بلالیہ اور سعدیہ میں آتش فتنہ مشتعل ہو رہی تھی اس نے فریقین میں سے ایک کے ملانے کی کوشش کی یہ راز افشا ہو گیا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری پر چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر پا کر بھاگ گیا اس کا بیٹا' اس کی بیوی اور اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ علی بہزار خرابی بغداد پہنچا ایک برس تک مقیم رہا اور یہیں اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ایک گروہ اس کی جانب مائل ہو گیا۔ ازانجملہ جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحان کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے) علی کے مصاحبین میں داخل ہونے کے بعد مسروق و رفیق کے نام بدل دیئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو احمد رکھی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت ابو الفضل رکھی بعد اس کے رؤسا بلالیہ و سعدیہ نے متفق ہو کر محمد بن رجاء عامل بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

علی کی مراجعت: رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی جانب مراجعت کی یحییٰ بن محمد' سلیمان بن جامع' مسروق اور رفیق اس کے ہمراہ تھے بصرہ پہنچ کر قصر قرشی میں اترا اور زنگی غلاموں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا بات ہی بات میں ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ ایک پر جوش تقریر کے بعد ملک و مال دینے کا وعدہ کیا احسان اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور حریر کے ایک ٹکڑہ پر ﴿ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ﴾ تا آخر آیت لکھ کر آیت بنایا اور ایک بلند مقام پر نصب کر دیا۔ زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس اپنے غلاموں کی بابت کہنے سننے کو آئے علی نے اشارہ کر دیا۔ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفا بصرہ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر لیا تھا۔

زنگی غلاموں کی آزادی: الغرض یہ ریت کامیابی کی ہوائیں برابر یوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آ کر غلامی سے خود کو رہا کراتے جاتے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنی پر جوش تقریر سے ابھار رہا تھا اور ملک و مال کو حاصل کرنے کو رغبت دلا رہا تھا۔

دجلہ و قادسیہ پر قبضہ: جس وقت ان لوگوں کا ایک خاصا گروہ جمع ہو گیا اور جبل کو نہر میمون کی طرف عبور کیا اور حیری کو دجلہ سے نکال کر قبضہ کر لیا بعد ازاں ابلہ کی طرف بڑھا ان دنوں ابلہ کا والی ابن ابی عون تھا۔ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن عون کو شکست ہوئی۔ علی کے ہمراہیوں نے بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر قادسیہ کا رخ کیا۔ ہمراہیوں نے اس کے اشارہ سے قادسیہ کو بھی تاخت و تاراج کیا۔

اہل بصرہ کی مزاحمت: ان واقعات سے اس کی قوت بڑھ گئی آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہل بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کا خیال کر کے اس سے لڑنے کے لئے آیا۔ اس نے یحییٰ بن محمد کو بسر افسری پانچ سو لشکر کے مقابلہ پر بھیجا۔ یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو شکست دے کر ان کے سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا۔ ان کے بعد دوسرا پھر تیسرا گروہ اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی نیچا دیکھ کر واپس آ گیا۔ بعد ازاں بصرہ کے دو نامی سپہ سالار خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور شومی بخت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے سینکڑوں آدمی کام آ گئے۔ ان کے ہمراہ رسد و غلہ اور سامان

جنگ کی کشتیاں تھیں۔ ہوائے مخالف نے کنارہ پر پہنچا دیا علی کے ہمراہیوں نے جی کھول کر لوٹ لیا اور جن لوگوں کو اس پر پایا ان کو مار ڈالا۔

ابو ہلال ترکی کی شکست: ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرأت بڑھ گئی۔ بات بات پر فتنہ وفساد برپا کرنے لگے اس اثناء میں ان کے شرانگیز طوفان کے فرو کرنے کو دربار خلافت نے ابو ہلال ترکی چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ مامور کیا گیا نہر ریان پر صف آرائی ہوئی۔ زنگی غلاموں نے اس کو بھی شکست دے دی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور سینکڑوں آدمی پامال ہو گئے۔

ابو منصور کی شکست: اس کے بعد ابو منصور (یہ بنو ہاشم کا آزاد غلام تھا) ایک لشکر عظیم الشان لے کر زنگیوں کی گوشمالی کو چلا۔ اس لشکر میں رضا کاروں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ بلالیہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی اس میں شریک تھیں۔ علی نے اس کے مقابلہ پر علی بن ابان کو متعین کیا۔ ابو منصور کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروہ کو نگفات پر بھیج دیا جہاں کہ تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں۔ اہل کشتی زنگیوں کو آتے ہوئے دیکھ کر بھاگ گئے زنگیوں نے بلا مخاصمت ومزاحمت ان کو لوٹ لیا اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آ گیا وہ مسلح ہو کر خود میدان جنگ میں آیا۔ زنگیوں نے نخلستان میں پہرہ جمایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کیے گئے ایک علی ابن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو بڑھا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابو منصور کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر معرکہ کارزار میں کام آ گیا۔ زنگیوں نے ان کے مال واسباب اور آلات حرب کو لے لیا۔ اطراف وجوانب کے دیہات اور قصبات پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کو بہت بڑا متمول ہو گیا مال واسباب سے مالا مال ہو گئے۔ بعد ازاں علی نے بصرہ کا رخ کیا اثناء راہ میں لشکر بصرہ مقابلہ پر آیا اور زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اگلے دن بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل بصرہ جمع ہو میدان جنگ میں آئے خشکی اور دریا سے حملہ کیا۔ زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی اور بہت بڑی شکست دی ہزار ہا آدمی کام آ گئے۔

جعلان ترکی کی پسپائی: اہل بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا دربار خلافت سے جعلان ترکی اہل بصرہ کی کمک پر بھیجا گیا۔ ایلہ پر ابو الاحوص باہلی متعین کیا گیا اور ترکوں کے ایک عظیم الشان لشکر کو اس کے ہمراہ کیا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کو دائیں بائیں قتل وغارت کے لئے پھیلا دیا تھا۔ جعلان نے بصرہ کے قریب پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اردگرد خندق کھدوائی۔ چھ ماہ تک ٹھہرا ہوا زینبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع ونقصان کا نہ پیدا ہوا۔ ایک روز زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شب خون مارا اور حالت غفلت میں پہنچ کر ایک گروہ کثیر کو کاٹ ڈالا۔ مجبور ہو کر جعلان نے مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے دست کش ہو کر بصرہ واپس آیا۔ زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر گاہ کو لوٹا کشتیوں کو تاخت وتاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر ڈالا بے حد مال واسباب ہاتھ آیا اس کے بعد قتل وغارت کرتے ہوئے ایلہ کی طرف گئے اور آخری رجب ۲۵۶ھ میں بزور تیغ ایلہ میں گھس کر اس کے گورنر ابو الاحوص عبید اللہ بن حمید کو مع ایک گروہ کثیر کے مار ڈالا آگ لگا دی ایلہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ: اس واقعہ قیامت خیز کی خبر اہل عبادان کو پہنچی تو ان لوگوں نے بہ خوف قتل وغارت امان کی

درخواست کی زنگیوں نے ان کو امان دے دی۔ جیاذان اور جو کچھ وہاں مال و اسباب' آلات حرب اور لونڈی غلام تھے۔ غرض سب پر اہواز تک قبضہ کر لیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم ابن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر لیا۔

زنگیوں کو ہزیمت: اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر اطراف و جوانب میں چلے گئے۔ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو ۲۵۷ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انہیں سیاہ بختوں کے پنجہ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا۔ یحییٰ بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو سیاہ دیو اس کی محافظت و نگرانی پر مامور تھے ابن مدبر نے ان سے سازش کر کے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کی راہ سے نکل کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا۔

محمد بن بغا کا قتل: اوائل ۲۵۶ھ میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی محافظت پر مامور تھے تنخواہ اور روزینے مانگنے کا بہانہ کر کے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابو القاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہ کو جب ترکوں کے پاس بھیجا ابو القاسم اور کیغلغ کے سمجھانے سے شورش فرو ہوگئی اپنے اپنے مکانات اور قیام گاہ پر واپس آئے کسی نے ابو نصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہنچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ کل مال و خزانہ محمد و موسیٰ پسران بغا کے قبضہ میں ہے۔ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس حسن بھاگ گیا اور اس کا بھائی حسن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو طلبی کے متعدد خطوط لکھے امان دی محمد بن بغا مع اپنے بھائی حنون اور کیغلغ کے واپس آیا خلیفہ مہتدی نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کر کے اس کو قتل[1] کر ڈالا۔

بابکیال کی گرفتاری: جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا انہیں ایام میں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان بنام موسیٰ بن بغا بابکیال کی معرفت روانہ کیا اس مضمون کا کہ لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دے کر تم دار الخلافۃ میں چلے آؤ اور روانگی کے وقت بابکیال کو یہ ہدایت کر دی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی بہانہ سے موقع پا کر قتل کر ڈالنا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا ہنوز موسیٰ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری و قید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور مفلح کے ہوش یہ سن کر اڑ گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ بابکیال دار الخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ بابکیال مع یار جوج' اساتکین اور سیما طویل کے نصف رجب سنہ مذکور میں دار الخلافت واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو گرفتار کرا کے قید کر دیا بابکیال کے ہمراہیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی بناء پر بلوہ کر دیا۔

مہتدی کی ترکوں کے خلاف رائے: خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت صالح بن علی بن یعقوب بن منصور بیٹھا ہوا تھا خلیفہ مہتدی نے صالح سے رائے طلب کی صالح نے ترکوں کے قتل اور پامال کرنے کی رائے دی خلیفہ مہتدی جوش شجاعت میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا ترکوں' فراغنہ اور مغاربہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادہ سے مسلح ہو کر نکلا۔ میمنہ میں مسرور

---

[1] یہ واقعہ تیسری رجب ۲۵۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

بلجی تھا یسوہ میں بارکوج اور خود بدولت اماتکین وغیرہ سپہ سالاران لشکر کے قلب میں تھا۔ رعب وداب دکھانے کی غرض سے بایکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اتار کر ترکوں کے روبرو پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں کو ان سے حد درجہ اشتعال پیدا ہوا طرہ ان پر یہ ہوا کہ جس قدر ترکی فوجیں اس کے میمنہ ومیسرہ میں تھیں وہ بایکیال کے قتل سے بگڑ کر بلوائیوں سے جاملیں باقی لشکر وقت مقابلہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

مہتدی کی گرفتاری: تنہا خلیفہ مہتدی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر پکارتا جاتا تھا یا معشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلوا من خلیفتکم "اے گروہ مسلمانان میں امیر المؤمنین ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو اپنے خلیفہ کی طرف سے لڑو"۔ مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا جیل پر پہنچا اس خیال سے کہ شاید رہائی پاتے ہی کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہ کی۔ رہائی پاتے ہی بھاگ گئے۔ مجبور ہو کر احمد بن جمیل افسر پولیس کے مکان میں جا چھپا بلوائیوں نے پہنچ کر دروازے توڑ ڈالے نکال لائے ایک خچر پر سوار کرا کر جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا۔

مہتدی کا قتل: اس کے بعد بلوائیوں میں خلیفہ مہتدی کے معزول کرنے کا مشورہ ہونے لگا خلیفہ مہتدی نے ان سے انکار کیا بلکہ بجائے معزولی کے مر جانے پر آمادگی ظاہر کی بلوائیوں نے ایک خط جو موسیٰ بن بغا بایکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھلایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا تھا مضمون خط کا یہ تھا۔

"کہ تمام بردگان کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکہ دیا جائے گا۔ نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جائے گی اور نہ ان لوگوں کے قتل کا بہانہ ڈھونڈا جائے گا اور جب کوئی فعل اس قسم کا کیا جائے تو یہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں میری بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہے"۔ خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھ کر خاموش ہو رہا اور ان لوگوں نے غریب خلیفہ مہتدی کے قتل کو مباح تصور کر کے خلیفہ مہتدی[1] کا کام تمام کر دیا۔

زوال مہتدی کی دوسری روایت: روایت مذکورہ بالا کے علاوہ مورخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی کی ہے کہ کرخ اور مکانات شاہی کے ترکوں نے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض ومعروض کرنے کی اجازت چاہی۔ خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دے دی محمد بن بغا دربار خلافت سے اٹھ کر محمدیہ کی طرف چلا گیا۔ ترک چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاران لشکر معزول کر دیئے جائیں اور ان سے حساب فہمی کی جائے اور عہدہ ہائے جلیلہ پر خاندان خلافت کے افراد مقرر کئے جائیں۔ خلیفہ مہتدی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آئے۔ صبح ہوئی تو یہ لوگ ایفاء وعدہ کے خواستگار ہوئے۔ خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ کی بنا پر ان وعدوں کا ایفاء نہیں ہو سکتا۔ ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق تمام کام انجام دیئے جائیں گے ترکوں نے نہ مانا خلیفہ مہتدی نے ارشاد کیا "اچھا تم لوگ یہ حلف اقرار کرو

---

[1] خلیفہ مہتدی باللہ خلفاء عباسیہ میں نہایت دیندار منصف مزاج اور لباس وورع وتقویٰ سے آراستہ تھا اس نے لہو ولعب ناچ رنگ گانا بجانا اور شراب کی ممانعت کر دی تھی اراکین سلطنت کو ظلم کرنے سے روکتا تھا گیارہ مہینے پندرہ دن خلافت کی اڑتیس مرحلے عمر کے طے کئے۔

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۳)

کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے کہ جس سے امیر المومنین لڑیں گے اس سے لڑو گے''۔ ترکوں نے قسمیں کھا کر اس امر کا عہد و پیمان کیا۔

اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہتدی کی جانب سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربار خلافت سے چلے جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ اپنا خیال عرض کرنے کے لئے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا اس خط کو دیکھ کر واپس آیا۔ ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکر اسلام کا فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دے دو اور خفیہ طور سے چند لوگوں کو جب کہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کرلانے کی ہدایت کر دی۔ جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کے روبرو پڑھا گیا۔ سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا' خلیفہ مہتدی نے بقصد جنگ لشکر مرتب کیا' فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے۔ موسیٰ کے ہمراہی اس امر کے خواستگار تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کی گورنری دے دی جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ منشاء تھا کہ موسیٰ دربار خلافت میں حاضر ہو کر مال و خزانہ کا حساب سمجھائے۔ دونوں فریق کسی امر پر متفق نہ ہوئے یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت سے ہمراہی موسیٰ سے علیحدہ ہو گئے مجبوراً موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا قصد کیا اور بایکیال معہ ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے خلیفہ مہتدی سے آ ملا۔ خلیفہ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ مخالف تھا اسے قتل کر ڈالا۔ ترکوں میں اس سے ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے چون چرا نہ کی بعد ازاں ترکوں کو فراغنہ اور مغاربہ کا ہم پلہ سمجھا جانا ناگوار گزرا مکانات شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مہتدی نے ممانعت کی ترکوں کو ایک خاصا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ بایکیال کے معاوضہ خون کے بہانہ سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مہتدی اس طوفان بے تمیزی کو فرو کرنے کے لئے سوار ہوا۔ اس کی رکاب میں چھ ہزار فوج فراغنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ یہ خبر پا کر ترکوں نے بھی لشکر جمع کیا اور دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آئے۔ خلیفہ مہتدی کو شکست ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

باب:۱۷

احمد بن متوکل معتمد علی اللہ ۲۵۶ھ تا ۲۷۹ھ

تخت نشینی: شکست مہتدی کے بعد ابوالعباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے خلافت کی بیعت کی ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خانقین میں تھا۔ چنانچہ اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

وزراء کی تبدیلیاں: خلیفہ معتمد نے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدہ وزارت دیا گیا۔ بیعت کے دوسرے دن نصف رجب ۲۸۶ھ کی صبح کو خلیفہ مہتدی کو مژدہ پایا گیا جب کہ اپنی خلافت کا پہلا سال تمام کر رہا تھا۔ ۲۶۲ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ میدان میں گھوڑے سے گر کر مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی اور ساز اور ناغ نتھنوں سے بہ گیا خلیفہ معتمد نے قلمدان وزارت محمد بن مخلد کے سپرد کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس میں اور موسیٰ بن بغا میں ان بن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدہ وزارت سے ممتاز فرمایا۔ پھر اس کو بھی معزول کر کے قید کر دیا حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق کو سلیمان بن وہب کے قید کر دینے سے برہمی پیدا ہوئی تو اس نے بغداد کی غربی جانب صف آرائی کی فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ابن وہب کو رہا کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے۔

مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور: ۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن معروف ابن صوفی مصر میں ظاہر ہوا اور آل محمدؐ کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا۔ بلاد صعید کے چند قصبات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا۔ ابن صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔ دوسرا لشکر بمقام اخمیم میں صف آرائی ہوئی ابن صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر الواحات میں دم لیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر فراہم ہو گیا مرتب و مسلح ہو کر اشمونین کی جانب کوچ کیا اور ابو عبدالرحمٰن عمری (یعنی عبدالحمید بن عبداللہ بن عمر) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

ابو عبدالرحمٰن عمری: چونکہ بجاۃ آئے دن بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو چین سے نہیں رہنے دیتے تھے اس وجہ سے ابو عبدالرحمٰن عمری نے خود کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی

ہمدردی اور حمیت اسلامی کی وجہ سے ان کی شان و شوکت بڑھ گئی اس اطراف میں اس کے متبعین کثرت سے تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر ایک لشکر ابو عبدالرحمٰن کی طرف روانہ کیا۔ ابو عبدالرحمٰن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا' بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف رفع کرنے کے ارادے سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جا کر اس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلا لے تو فبہا! ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤ گے۔ امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہ کی صف آرائی کر کے بھڑ گیا۔ ابو عبدالرحمٰن نے اس کو شکست دے دی وہ بھاگ کر اسوان پہنچا۔ احمد ابن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابو عبدالرحمٰن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابو عبدالرحمٰن نے بزور تیغ بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

معرکہ اشمونین: مقام اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی۔ اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا۔ دونوں حریف جنگ کرنے پر تلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سننے میں ایک مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی دلاور (ابن صوفی) کو شکست دے دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن صوفی بھاگ کر اسوان پر پہنچا اطراف وجوانب پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا۔ احمد ابن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ ابن صوفی اس سے مطلع ہو کر عیذاب کی جانب بھاگا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ پہنچا۔ ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ والی مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کر کے احمد ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں رہا بعد ازاں رہا کر دیا گیا۔ مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں جان بحق تسلیم کر دی۔

علی بن زید کی بغاوت: اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم امارت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو جنگ علی بن زید پر متعین فرمایا علی بن زید یہ خبر پا کر کوفہ سے قادسیہ چلا آیا۔ کیجور نے یکم شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد بنی اسد میں مقیم رہا کچھ عرصہ بعد آخر ذی الحجہ سنہ مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کی لڑائی ہوئی۔ علی بن زید کے بہت سے ہمراہی مارے گئے اور قید کر لئے گئے۔ چنانچہ جنگ کے بعد کیجور کوفہ لوٹ آیا۔ پھر کوفہ سے بلا اجازت خلیفہ سر من رائے چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر مع چند سپہ سالاروں کے روانہ کیا مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا جس سے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا کو اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی گوشمالی پر متعین کیا تھا۔ چنانچہ سعید نے میدان جنگ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ پھر دوبارہ وہ

اپنی حالت کو درست کر کے اور جمع ہو کر لڑنے کو آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی۔ اس کے اکثر ہمراہی کام آئے۔ لشکر گاہ جلا دیا گیا۔ خائب و خاسر لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو متعین فرمایا۔ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی۔ بعد ازاں دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا مگر ان سے شکست کھا کر بحرین چلا آیا زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالاروں میں سے علی ابن ابان کو اربک کا پل توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابراہیم بن سیما سے جب کہ وہ فارس سے واپس آرہا تھا مقابلہ ہو گیا۔ ابراہیم نے علی ابن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ علی ابن ابان زخمی ہوا اور بہت سے اس کے ہمراہی مارے گئے۔

علی ابن ابان کی فتوحات: اختتام جنگ پر ابراہیم نہر جی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی ابن ابان کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسری راہ سے نہر جی پر آ کر مل جانا۔ علی ابن ابان کو اس کی خبر لگ گئی۔ تیار ہو کر حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر جا پڑا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ شاہین اور اس کا چچازاد بھائی کام آ گیا۔ جوں ہی علی بن ابان جنگ شاہین سے فارغ ہوا۔ ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے قریب آ جانے کی خبر کر دی اسی وقت علی ابن ابان نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر لیا۔ عشاء کے وقت مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک سخت اور بڑی خون ریزی کے بعد علی ابن ابان نہر جی کی جانب واپس آیا۔

بصرہ پر قبضہ: جس وقت سے منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چراتا تھا۔ کشتیوں کی اصلاح خندق کے کھودنے اور مورچہ کے قائم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا اس اثناء میں علی ابن ابان کو اس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کر دی اور اہل شہر کو اپنی روزانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا۔ گرد و نواح کے بادیہ نشینان عرب کو سمجھا بجھا کر اپنا ہم صفیر بنا لیا ان کا ایک گروہ کثیر اس سے آملا اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا اور دو روز تک برابر لڑتا رہا۔

بصرہ میں قتل عام: بالآخر نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور تیغ فتح کر لیا نہایت بے رحمی سے اہل بصرہ کو قتل و غارت کر کے واپس آیا۔ اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی دوبارہ سہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ میں گیا۔ تا آنکہ اہل بصرہ نے امان طلب کی علی ابن ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے اُن سب کو قتل کر ڈالا جامع مسجد اور اکثر محلات بصرہ میں آگ لگا دی۔ آتش زنی کو اس قدر وسعت دی کہ بصرہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی کے شعلے دکھائی دیتے تھے لوٹ و مار کی کوئی حد نہ تھی۔ اہل بصرہ جہاں نظر آتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی۔ بالآخر الامان الامان کی منادی کرا دی۔ چونکہ اہل بصرہ اس سے پیشتر ایک بار دھوکہ کھا چکے تھے اس لئے کوئی فرد باہر نہ نکلا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیث (زنگیوں کے سردار) تک پہنچی۔ اس نے علی ابن ابان کو معزول کر کے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کیا۔

مولد کی زنگیوں کے خلاف لشکر کشی: جس وقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہو کر اسے ویران و خراب کر دیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد معروف بہ مولد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ چنانچہ مولد روانہ

ہو کر ایلہ پہنچا اور پھر ایلہ سے کوچ کر کے بصرہ میں جا اترا اہل بصرہ اس کے پاس آ کر جمع ہوئے زنگیوں کے ظلم وجور کی شکایت کی مولد نے ان کو اور نیز اپنے لشکر کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے۔ خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ ابن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا دس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ تب خبیث نے ابو لیث اصفہانی کو یحییٰ بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالت غفلت میں شب خون مارنے کی ہدایت کی۔

مولد کی شکست: چنانچہ ابو لیث اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شب خون مارا تمام رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی۔ مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ زنگیوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یحییٰ نے جائدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا۔ اثناء تعاقب میں جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ ملا لوٹ لیا۔ قرب وجوار کے قصبات اور دیہات کو تاخت وتاراج کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اس کو ان لوگوں نے قتل وخوں ریزی میں صرف کیا اور خاتمہ جنگ کے بعد نہر معقل کی جانب واپس آ گئے۔

نہر جی کا معرکہ: جس وقت زنگیوں کو مہم بصرہ سے فراغت حاصل ہوئی علی ابن ابان نے نہر جی کا رخ کیا۔ اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا۔ خلیفہ معتمد نے اس کو زنگیوں کی لڑائی کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی اہواز کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ منصور نے اہواز میں پہنچ کر نہر جی پر قیام کیا اس عرصہ میں زنگیوں کا نامی سپہ سالار علی ابن ابان آ پہنچا۔ اس کے بعد ہی ابو لیث اصفہانی براہ دریا اس کی کمک پر آ گیا اور بلا حکم واجازت علی۔ منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو فتح یابی حاصل ہو گئی۔ ابو لیث کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔

منصور کا خاتمہ: معدود سے چند بھاگ کر خبیث کے پاس پہنچے۔ اس کے بعد علی ابن ابان اور منصور سے معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی۔ زنگیوں نے تعاقب کیا۔ منصور نے اس خیال سے کہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر میں کود پڑا تیر نہ سکا ڈوب گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے جب کہ منصور نہر میں کود پڑا تھا پانی میں کود کر منصور کا کام تمام کر دیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر کو بھی مار ڈالا گیا۔ یار جوج نے سپہ سالاران ترک میں سے بجائے منصور کے اصطیخور کو متعین کیا۔

موفق کی تقرری: ابو احمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ معظمہ کی گورنری پر تھا۔ جس وقت زنگیوں نے آتش فساد روشن کی خلیفہ معتمد نے مکہ معظمہ سے طلب فرما کر کوفہ حرمین‘ راہ مکہ اور یمن کی حکومت عنایت کی۔ کچھ عرصہ بعد بغداد‘ سواد‘ واسط‘ کورہ دجلہ اور بصرہ اور اہواز کی سند گورنری بھی دے دی اور یہ ہدایت کر دی کہ اپنی جانب سے یار جوج بصرہ‘ کورہ دجلہ یمامہ اور بحرین پر مقرر کر دو چنانچہ یار جوج نے اپنی تقرری کے بعد ان بلاد پر سعید بن صالح کو بطور اپنا نائب مقرر کیا۔ جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ پر شکست ہوئی تو یار جوج نے بصرہ‘ کورہ دجلہ اور اہواز پر بجائے اس کے منصور کو متعین کیا اور جب منصور انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

موفق اور مفلح کی پیش قدمی: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر قنسرین اور عواصم کی گورنری عنایت فرمائی۔ مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے اور ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں نامور روانہ ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی کی مشایعت کی۔

علی بن ابان کی فتح: اس وقت علی ابن ابان نہر تکیلی پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر پڑا تھا اور خبیث (زنگیوں کا سردار) معہ اپنے چند ہمراہیوں اور معدودے چند سپاہیوں کے لوٹ کا مال واسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آ جا رہا تھا۔ چنانچہ جس وقت موفق نے نہر موصل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے علی ابن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ مفلح سے مڈبھیڑ ہوگئی جو موفق کے مقدمۃ الجیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ اثناء جنگ میں مفلح کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے اسی وقت وہ تڑپ کر مر گیا۔ اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔

معرکہ نہر ابوخصیب: اس واقعہ سے موفق کو فراہمی اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی مفلح کے مارے جانے سے مجبوراً میدان جنگ سے ابلہ کی جانب چلا آیا نہر اسد پر قیام کر کے درستی فوج میں مصروف ہوا۔ اتفاق سے لشکر میں وباء پھوٹ نکلی اور اس کے اکثر ہمراہی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے تو نہر اسد سے کوچ کر کے بادرود چلا آیا' آلات حرب' سامان جنگ ودرستی بیڑا جہازات اور ترتیب لشکر میں مشغول ہو گیا۔ جب اس طرف سے ایک گونہ اطمینان اس کو ہو گیا تو خبیث کے لشکر پر جا پڑا یہ لڑائی نہر ابوخصیب پر ہوئی۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک اور خون ریز تھا۔ اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک گروہ کثیر مار ڈالا بہت سی عورتیں جن کو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کر لیا تھا چھڑا لی گئیں۔

اختتام جنگ پر ابو احمد اپنے لشکر گاہ بادرود میں واپس آیا۔ بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ واسط پہنچ کر آرام وآسائش کی غرض سے اس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے۔ اس نے بھی واسط میں محمد بن مولد کو بجائے اپنے چھوڑ کر سامرا کی جانب مراجعت کر دی۔

یحییٰ بن محمد بحرانی کا قتل: جس وقت اصطیخور بعد منصور خیاط گورنر اہواز ہو کر آیا اور جب کہ موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادہ سے جا رہا تھا یہ خبر لگی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے۔ اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے کوچ کر دیا۔ نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر چھوڑا دوسرے حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر جا پڑا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا۔ شام کے وقت اپنے پٹرولی کو دجلہ کی جانب روانہ کیا۔ موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دو چار ہو گیا۔ دو دو ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا موفق کے مقدمۃ الجیش نے تعاقب کیا۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ دوڑ کی۔ گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا عبور نہ کیا۔ بلکہ دوسری جانب عبور کر گیا اور فتح مند گروہ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کر بھڑ گیا۔ اس وقت یحییٰ کے ساتھ معدودے چند آدمی تھے تھوڑی دیر کے بعد شکست کھا کر بھاگے۔ یحییٰ زخمی ہو کر ایک

کشتی میں جا چھپا۔ موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاک دسیاہ کر دیا۔ اہل کشتی نے شاہی سطوت سے خوف کھا کر یحییٰ کو ایک گھاٹ پر جا کر اتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ یحییٰ بحال پریشان اس گاؤں میں پہنچا زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی بہ غرض علاج ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے رنگ ڈھنگ سے شبہ پیدا ہوا۔ ابواحمد کے ہمراہیوں سے جا کر اس کی خبر کر دی ابواحمد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔ پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ بعد ازاں مار ڈالا گیا۔

زنگیوں کا اہواز پر قبضہ: زنگیوں کو اس سانحہ قیامت خیز سے سخت صدمہ ہوا۔ ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے نامی سپہ سالاروں سے علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کی رکاب میں تھا۔ مقام دشیان میں اصطیجور سے مقابلہ ہوا زنگیوں نے جی توڑ کر حملہ کیا اصطیجور کو شکست ہوئی۔ بھاگ دوڑ میں اصطیجور مارا گیا۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس واقعہ کی نذر ہو گیا۔ حسن بن ہرثمہ' حسین بن جعفر وغیرہ گرفتار کر لئے گئے اور فتح مندگردہ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہوا ایک مدت تک اطراف وجوانب اہواز میں لوٹ مار کرتا رہا' دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا تا آنکہ موسیٰ بن بغا ان کے مقابلہ پر آیا۔

موسیٰ بن بغا کا تقرر: جب زنگیوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز پر قبضہ کر لیا اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے کے لئے موسیٰ بن بغا کو لواء جنگ عنایت فرما کر متعین کیا۔ موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور بادرود پر ابراہیم بن سیما کو مقرر کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

علی بن ابان کو شکست: چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی ابن ابان پر حملہ کیا علی ابن ابان کا لشکر اس مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمٰن بن مفلح کی رکاب کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروہ اپنے فریق منہزم کو قتل وقید کرتا رہا۔ جوں ہی تاریک شب نے اپنے سیاہ دامن پھیلا دیئے لڑائی خود بخود رک گئی دوسرے دن عبدالرحمٰن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور کمال مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی ابن ابان نے ہر چند اس کو روکنے کی کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک تعداد کثیر اس معرکہ میں کام آ گئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لئے گئے۔ علی ابن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن بن مفلح درستی وتیاری لشکر کے خیال سے قلعہ مہدی میں چلا آیا۔

علی ابن ابان کا قلعہ مہدی پر حملہ: علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمٰن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی بے نیل مرام ابراہیم بن سیما کی طرف لوٹ پڑا۔

بادرود پر حملہ: ابراہیم بن سیما اس وقت بادرود میں تھا پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل

کر اس سختی کا حملہ کیا کہ علی ابن ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزار تنگ ہوگیا۔ میدانِ جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں نئے اور بید کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ہنوز نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہیوں نے آگ لگا دی علی ابن ابان اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ جنگل سے نکل کر بھاگا ایک جماعت کثیر گرفتار کر لی گئی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا۔

عبدالرحمٰن اور علی ابن ابان میں جنگ: اس عرصہ میں خبیث کی طرف سے براہ دریا علی بن ابان کی کمک پر آ پہنچی فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ علی بن ابان نے اپنے ایک حصہ فوج کو عبدالرحمٰن پر پیچھے سے حملہ کرنے کو بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن کو اس کی اطلاع ہوگئی ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کر فوراً دوسرے حصہ کو لے کر لوٹ پڑا علی بن ابان کے ہمراہیوں کو علاوہ دو ایک چھوٹی کشتیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر طاشتمر[1] تھا۔ علی بن ابان نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کر بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس جا کر دم لیا۔ عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی مدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ اسحاق بن کنداجیق والی بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمٰن سے مصروف جدال وقتال رہا اس وقت تک اس نے اسحاق سے کچھ تعرض نہ کیا۔ لیکن جوں ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا اپنے ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کیا جو سترہ ماہ تک اہل بصرہ سے لڑتا رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا نے زنگیوں کی لڑائی سے مراجعت کی اور بجائے اس کے مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

صفار کو بلخ وطخارستان کی سند گورنری: اس سے پیشتر عہد خلافت خلیفہ معتز میں یعقوب بن لیث صفار کے فارس پر قابض ومتصرف ہو جانے پر علی بن حسین ابن نیل کے قبضہ سے نکل جانے کے واقعات لکھے جا چکے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے پھریرے کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگے۔ حرث بن سیما کو اس کی گورنری دی گئی۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن محمد اصل بن ابراہیم تمیمی متہم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ ورسم پیدا کر کے ان کردوں سے میل وجول پیدا کیا جو ان اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حرث بن سیما پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ حرث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا۔ محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔ اس عرصہ میں خلیفہ معتمد کی خلافت کا دور آ گیا۔ اس نے حسن بن فیاض کو والی فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن یعقوب بن لیث نے یہ خبر پا کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی۔ سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً بہ نظر اطفاء آتش فساد بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس بھیج دی۔ چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس سے اعراض کر کے بلخ وطخارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

کابل پر قبضہ: پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور رتبیل کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں مع

---

[1] طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا عبدالرحمٰن نے اس کو علی بن ابان کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ مترجم۔

تحائف کے روانہ کیا اور مراجعت کر کے بست میں آ کر اترا۔ سجستان کی جانب واپس آنے کا قصد تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی عجلت سے جھلا کر ایک برس تک ٹھہرا رہا۔ ایک سال کے قیام کے بعد سجستان واپس آیا۔

کردخ‘ ہرات اور باذغیس پر قبضہ: پھر سجستان سے ہرات چلا آیا اور شہر کردخ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی مگر یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا۔ اس کے بعد ہرات اور باذغیس پر بھی قبضہ حاصل کر کے سجستان کی جانب لوٹا ان دنوں سجستان کی گورنری پر عبداللہ سنجری مامور تھا۔

صفار اور عبداللہ سنجری: ایک زمانہ دراز سے یعقوب بن لیث سے اس کی چل رہی تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی اور اس نے عبداللہ سنجری کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف و کمزور کر دیا۔ اس وقت عبداللہ سنجری سجستان چھوڑ کر خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبداللہ سنجری) کو طلب کیا۔ محمد بن عبداللہ نے عبداللہ سنجری کے دینے سے انکار کیا۔

صفار کا نیشاپور پر قبضہ: اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور نیشاپور کو جا کر گھیر لیا۔ محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار کر دیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزا اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے کو روانہ کیا چنانچہ یعقوب ان لوگوں سے بہ احترام و عزت ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں بزور و جبر نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو مع اس کے خاندان والوں کے گرفتار کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو نیشاپور پر مامور کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد ابن طاہر اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلو تہی کرتا تھا اور طبرستان میں علویوں کے غالب و متصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلا بھیجا اس وجہ سے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور محمد بن طاہر کو مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ ہم دولت و اقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گزرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر بلاد تمہارے قبضہ و تصرف میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کیے جاؤ گے۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

نیشاپور پر قبضہ کی دوسری روایت: بعض نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض و متصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر والی خراسان کے قوائے حکومت مضمحل اور کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض اعزہ و اقارب نے یعقوب بن لیث صفار کو لکھ بھیجا کہ ”موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہو گئی ہے نیشاپور پر آ کر قبضہ کر لو“۔ یعقوب نے پہلے اس امر کی تحقیق کی بعد ازاں محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا ”چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو یونا فیو ماً دبائے جاتا ہے اس وجہ سے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے تم سے کسی قسم کا مجھے سروکار نہیں ہے میں خلافت پناہی کے حکم کی تعمیل کرنے کو موریا کی جانب جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ پیدا کرو“۔

مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کی غرض سے نیشاپور بھیج دیا تاکہ دم پٹی میں محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں مقابلہ و جنگ کا انتظام نہ کرنے دیں اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہنچ گیا۔ عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کرلایا یعقوب نے اس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت و سست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے تمام خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے سجستان کی جانب روانہ کر دیا محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی اس کے تو ابین کل صوبجات خراسان میں پھیل گئے اور بات ہی بات میں محمد بن طاہر کے عمال کو نکال کر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ برس دو مہینے بعد وقوع میں آئے۔

طغار کا سار یہ اور آمل پر قبضہ : الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کرلیا اور خراسان کے تمام صوبجات پر اس کے تو ابین متعین و مقرر ہو گئے اس وقت اس کے حریف عبداللہ سنجری نے حسن بن زید والی طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی۔ یعقوب نے حسن بن زید سے عبداللہ سنجری کے پناہ گزین ہونے کے متعلق خط و کتابت کی حسن بن زید نے لکھ بھیجا'' میں نے اس کو پناہ دے دی تم کو اگر دعوائے مردانگی ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں''۔ اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید یعقوب کے سر پر پہنچ گیا۔ یعقوب نے لشکر مرتب کر کے مقابلہ کیا مقام سار یہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں فریق حریف جی توڑ کر لڑنے لگے بالآخر حسن بن زید شکست کھا کر سر زمین دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ سار یہ اور آمل پر قبضہ کرلیا۔

حسن بن زید کا تعاقب : خاتمہ جنگ اور سار یہ و آمل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس روز تک مینہ برستا رہا بہ ہزار خرابی و دقت اپنی فوج کی ایک تعداد کثیر کو ضائع کر کے واپس آیا اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں بھیج دی۔

عبداللہ سنجری کی گرفتاری و قتل : عبداللہ سنجری شکست کے بعد حسن بن زید کے پاس رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے یہ خبر پا کر حاکم رے کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا'' بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہارے سر پر پہنچا چاہتا ہوں لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ'' حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب نے اس کو قتل کر کے سجستان کی جانب مراجعت کی۔

خراسان پر تسلط : جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں بمقابلہ عبدالرحمن بن مفلح شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے مراجعت کی حسن بن زید نے اسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادہ سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر پا کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر اس کو حسن بن زید کے تصرف و غلبہ سے نہ بچا سکا۔ حسن بن زید نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا۔ اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت کو لغزش ہو گئی اکثر صوبجات خراسان میں بدامنی پھیل گئی۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ

اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی برہمی تھی یا برائے نام پیدا ہوگئی۔ انہوں نے جس طرف سے موقع پایا خروج کر دیا اور محمد بن طاہر ان کی مدافعت نہ کر سکا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کی کامیابی کے پھریرے ہوا میں اڑنے لگے' جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

اذکر تکین کی بداعمالیاں: خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کی گورنری پر سپہ سالاران ترک سے اساتکین نامی ایک نامور سپہ سالار کو متعین فرمایا تھا۔ اس نے اپنی جانب سے اپنے لڑکے اذکر تکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا۔ اذکر تکین نے موصل میں پہنچ کر اودھم مچا دیا' فسق فجور' شراب نوشی' زنا' ظلم اور سفا کی کا دروازہ کھول دیا ایک روز ایک لشکری نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت پر اثناء راہ دست درازی کی' عورت چلائی۔ اور لیس حمیری نامی ایک بزرگ سیرت نے پہنچ کر اس عورت کی عزت بچائی۔ لشکر نے اذکر تکین سے اور لیس کی شکایت جڑ دی اذکر تکین نے اور لیس کو گرفتار کرا کے خوب پٹوایا۔

یحییٰ بن سلیمان کا تقرر: اہل شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے رائے یہ قرار پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہئے۔ اذکر تکین کو اس مشورہ کی خبر لگ گئی' لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور بلا استفسار لڑائی شروع کر دی۔ اہل شہر بھی جمع ہو کر لڑنے لگے۔ آخر الامر اہل شہر نے اذکر تکین کو شہر سے مار کر نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھا دیا۔

ہیثم بن عبداللہ کا موصل پر حملہ: اسی اثناء میں ۲۶۱ھ کا دور آ گیا۔ اساتکین نے ہیثم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کی نیابت عطا کی اور اہل موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ ہیثم نے موصل پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ ایک مدت تک اہل موصل سے لڑتے رہے۔ طرفین کے ہزار ہا آدمی کام آ گئے۔ ہیثم مجبور ہو کر واپس آیا اساتکین نے بجائے اس کے اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کیا۔ ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں یحییٰ بن سلیمان علیل ہو گیا۔

اسحاق و یحییٰ میں جنگ: اسحاق نے اس کی علالت کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی محاصرہ میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی زمین دوز کر دیں۔ اہل شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں لا کر صف لشکر کے آگے ڈال دیا۔ اہل شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا' نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی۔ اسحاق اہل شہر سے برابر خط و کتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا تھا تا آنکہ اہل شہر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربض میں قیام پذیر ہو چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکری سے باتوں باتوں (لڑائی) میں چلی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہل شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور سے موصل پر حکومت کرنے لگا۔

جنگ ابن مفلح و ابن واصل: اس سے پیشتر ہم حرث بن سیما گورنر فارس پر محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی کے حملہ کرنے

اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اس کے متصرف و قابض ہونے کے واقعات بیان کر آئے ہیں چنانچہ جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی فارس کی حکومت بھی عبدالرحمٰن بن مفلح کو عنایت فرمائی اور جنگ کے ارادہ سے ابن واصل کو اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابن مفلح کی کمک پر متعین کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ہمراہ ابو داؤد وغلوبن بھی تھا۔ مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابن واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابن مفلح کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور طاشتمر میدان جنگ میں مارا گیا نیز ہزار ہا آدمی مارے اور قید کر لئے گئے۔ ابن مفلح کا لشکر گاہ لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے متعلق خط و کتابت شروع کی۔ ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور بجائے رہا کرنے کے ابن مفلح کو خفیہ طور سے مار کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ: اس واقعہ کے بعد ابن واصل نے جنگ کے ارادہ سے موسیٰ بن بغا سے واسط کا رخ کیا۔ رفتہ رفتہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک فوج کثیر لئے ہوئے مقیم تھا۔ اس سے پیشتر موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پا کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے گھبرا کر گورنری سے دربار خلافت میں استعفاء پیش کیا جس کو خلافت پناہی نے منظور فرما لیا۔

ابو الساج کی معزولی: جن دنوں ابن مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آ رہا تھا اسی زمانہ میں بجائے اس کے ابو الساج مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ علی بن ابان نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔ ابو الساج اس وحشت اثر خبر کو سن کر لشکر گاہ مکرم کی جانب لوٹ آیا۔

علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہواز اور اہلِ اہواز کو جی کھول کر پامال کیا بازاروں میں آگ لگا دی شاہی مکانات منہدم کرا دیئے۔ اس جاں گداز واقعہ کے بعد ابو الساج گورنری اہواز سے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے ابراہیم بن سیما متعین ہوا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا فارس کی گورنری سے استعفاء دے کر واپس آیا۔

فارس پر صفار کا قبضہ: عبدالرحمٰن بن مفلح جنگ ابن واصل میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہنچی۔ حکومت فارس کی طمع دامن گیر ہوگئی فوراً لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا۔ ابن واصل کو اس کی خبر لگ گئی۔ ابراہیم بن سیما کی لڑائی چھوڑ کر صفار کی جانب لوٹ پڑا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابو بلال مرداس کو خط لے کر روانہ کیا۔ صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کی معرفت خط بھیجا۔ ابن واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے دفعتہً حملہ کرنے کی تیاری کر دی۔ اتفاق یہ کہ صفار کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ صفار نے ابو بلال سے مخاطب ہو کر کہا "دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی۔ ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر دی ہے۔ مگر ہم کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل و حامی ہے"۔ ابو بلال یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا صفار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابن واصل کی طرف کوچ کر دیا۔ ابن واصل کے ہمراہی روزانہ سفر سے

تھک گئے تھے اور بہت سے کثرت تشنگی سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ حواس باختہ بے حس و حرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں کہاں تھی ابن واصل اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا صفار نے اس کے لشکرگاہ میں گھس کر جو کچھ پایا معہ اس مال و اسباب کے جو ابن مفلح کی شکست سے ابن واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے صفار کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا اور کل بلاد فارس پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ صوبجات فارس پر اپنی طرف سے عمال مقرر کیے۔

اس مہم سے فارغ ہو کر اہل زم پر اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی صفار نے چڑھائی کر دی اور جوش کامیابی میں اہواز پر قبضہ کر لینے کی بھی طمع دامن گیر ہو گئی۔

باب : ۱۸

سامانی حکومت کا قیام ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

اسد بن سامان خراسانی: بنو سامان کا مورث اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز فرد تھا کبھی یہ اپنے آپ کو اہل فارس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور گاہے سامہ بن لوئی بن غالب کی جانب' اسد کے چار بیٹے تھے نوح' احمد' یحییٰ اور الیاس۔ جن دنوں مامون خراسان کی گورنری پر تھا انہیں ایام میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کی۔ مامون نے ان لوگوں کو عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ جب مامون نے عراق کی جانب مراجعت کی اور خراسان میں اپنی نیابت پر غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہیل کا عزیز تھا) مامور کیا تو اس نے نوح کو سمرقند کی' احمد کو فرغانہ' یحییٰ کو شاش واشروسنہ وغیرہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت دی۔

طاہر بن حسین: کچھ عرصہ بعد بجائے غسان کے طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا ہوئی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد کا انتقال ہو گیا۔ تب طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائی یحییٰ اور احمد کے صوبجات سے ملحق کر دیا۔ احمد نہایت خوش خلق اور خصائل پسندیدہ سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس نے ہرات میں وفات پائی۔

عبداللہ بن طاہر: عبداللہ بن طاہر نے اس کے بیٹے ابو اسحاق محمد بن الیاس کو اس کی جگہ پر مقرر کیا۔ احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے۔ نصر' یعقوب' یحییٰ' اسماعیل' اسحاق' ابو الاشعث' اسد اور ابو غانم حمید' احمد کے انتقال کرنے پر صوبہ سمرقند میں ان کا بڑا بیٹا نصر اس کا قائم مقام بنایا گیا' چنانچہ اس وقت سے تا زمان انقراض حکومت بنی طاہر اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ سمرقند کی سند حکومت ان کو گورنر خراسان کی جانب سے ملتی رہی۔ یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم برہم ہو گئی۔

یعقوب صفار: دولت صفار کا پھریرہ خراسان میں کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔ چنانچہ خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کی سند گورنری ۲۶۱ھ میں مرحمت فرمائی۔ جب کہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو نصر نے اپنی فوجوں کو شط جیحون کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کرنے کو روانہ کیا' اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کی نذر ہو گیا۔ نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) والی بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر

بھاگ گیا۔

آل لیث بن نصر: اہل بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھایا پھر کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے احمد بن لیث کو امیر بنایا تھوڑے دنوں بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت سپرد کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اس اثناء میں رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر غالب و متصرف ہوئے۔

اسماعیل: اس وقت اسماعیل والیٔ بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور باہم معاونت و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی۔ لوگوں نے اسماعیل و نصر میں کھٹ پٹ کرا کے چلوا دی۔ چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے رافع ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی رافع خراسان کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں برہمی پیدا ہوئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی۔ ۲۷۵ھ میں ایک سخت و خوں ریز جنگ کے بعد اسماعیل کو نصر پر فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر اسماعیل کے روبرو حاضر ہوا۔ اسماعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور کرسی امارت سمرقند پر اس کو جلوہ افروز رکھا۔ خود اس کی نیابت میں بخارا کی امارت کرتا رہا۔ اسماعیل نہایت منکسر مزاج' سخی اور اہل علم و دین کا قدر دان تھا۔

ولی عہدی کی بیعت: جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری ولایت شرقیہ سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کے بھیجنے کا قصد کر لیا تھا چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے شوال ۲۶۱ھ میں دربار عام منعقد کیا امراء وزراء اور ارکین سلطنت حسب مدارج حاضر ہوئے۔ خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب مرحمت فرما کر موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت عنایت کی۔ افریقیہ' مصر' شام' جزیرہ' موصل' ارمینیہ' طریق خراسان اور مہر جانقذق کی سند گورنری عطا فرمائی۔ اس جلسہ میں یہ بھی قرار دیا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی ابو احمد ہوگا۔ اس کو الناصر الدین اللہ الموفق کا لقب دے کر بلاد شرقیہ' بغداد' کوفہ' طریق مکہ' یمن' کسکر' دجلہ' اہواز' فارس' اصفہان' کرخ' دینور' رے زنجان اور سندھ کی حکومت عنایت کی۔ دونوں ولی عہدوں کے لئے دو لواء سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی کہ اگر میں مر جاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق مسند خلافت پر متمکن ہو بعد از ان جعفر۔ اسی شرط کے ساتھ حاضرین نے بیعت کی گئی۔ جعفر کی جانب سے صوبجات مغرب پر موسیٰ بن بغا مامور کیا گیا۔ قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا بعد از ان ۲۷۲ھ میں اس کی بداقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی معافی کا خواست گار ہوا۔ بجائے اس کے اسماعیل بن بلبل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا۔

تقرر ولی عہد کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز' بصرہ اور کور دجلہ پر مسرور بلخی کو مقرر کر کے بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

یعقوب صفار سے جواب طلبی: جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو ابن واصل سے اور خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے نکال کر اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ معتمد نے سر دربار کہہ دیا ''حاشاوکلا میں نے یعقوب صفار کو فارس وخراسان پر قبضہ لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو ان افعال کے کرنے کی ہدایت کی جس کا وہ مرتکب ہوا ہے۔ مجھ کو اس کے اس فعل سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی ہے''۔ موفق نے گزارش کی ''امیر المومنین! ایسے خود سر شخص کی سرکوبی کرنا ضروری ہے۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلب کیا جائے''۔

خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کر اسماعیل بن اسحاق اور فواج نامی ایک نامور سپہ سالار ترک کو صفار کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ مابدولت واقبال کو تمہاری یہ دست درازی مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی۔ بہتر یہ ہے کہ تم انہیں بلاد کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے مرحمت ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمہارے ہمراہیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں''۔ اسماعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا قصد موصل کی طرف بڑھنے کا ہے۔ موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کی مہم پر جانے سے رک رہا۔ ہاں اسماعیل کے ساتھ صفار کا حاجب درہم نامی بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان، رے، فارس اور افسری پولیس بغداد کی سند حاصل کرنے کو دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے علاوہ صوبجات بجستان اور کرمان کے جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھے۔

یعقوب صفار کی روانگی: ان صوبجات کی سند گورنری بھی عنایت جن کی حکومت کی صفار نے استدعا کی تھی۔ درہم مع عمر بن سیما کے صوبجات مذکورہ الصدر کی گورنری کی سند لیے ہوئے صفار کے پاس واپس آیا۔ صفار نے یہ لکھ کر کہ ''میں شکرو احسان کی غرض سے امیر المومنین کے در دولت پر حاضر ہوا چاہتا ہوں''۔ اپنے لشکر گاہ عکرم سے کوچ کر دیا ابوالساج والی اہواز چونکہ صفار کے ماتحت تھا یہ خبر پا کر استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا عزت واحترام سے صفار کو شہر میں لے گیا۔ بڑی دھوم کی دعوت کی۔ صفار ایک دو روز قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ یہ حالات تو صفار کے تھے۔

جنگ صفار وموفق: اب دربار خلافت کا رنگ ڈھنگ ملاحظہ کیجئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس ہو کر صفار کی عرضی پیش کی اہل دربار کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ کسی نے کہا ''اس کی نیت اچھی نہیں ہے''۔ کوئی بولا ''بڑا نمک حرام ہے''۔ غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا۔ اتنے میں خلافت پناہی اٹھ کھڑے ہوئے اور بغداد سے نکل کر زعفرانیہ میں پہنچ کر لشکر آرائی کی اور اپنے بھائی موفق کو بہ قصد جنگ صفار کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ رجب ۲٦۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ موفق کے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا۔ میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ موفق کا میسرہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ نامی نامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آئے۔ موفق نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر منہزموں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس لا کر دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا۔ صفار کی فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا جنگ وخون ریزی کی گرم بازاری ہو گئی لاشوں کے انبار لگ گئے۔ آخر وقت عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی۔

یعقوب صفار کی شکست: اس اثناء میں خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور دیرانی ایک تازہ دم فوج لیے ہوئے موفق کی کمک پر آ گیا۔ دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دو طرف سے حملہ آور ہوئیں۔ صفار کی فوج اس نا قابل برداشت حملہ سے گھبرا گئی۔ اکثر ہمراہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے۔ خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹا موفق کی فوج نے تعاقب کیا اور لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ تقریباً دس ہزار گھوڑے خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال واسباب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ بار برداری کو جانور نہ ملتے تھے۔ محمد بن طاہر والی خراسان بھی پابہ زنجیر اسی لشکرگاہ میں تھا صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی۔ قید کی تکلیف سے رہائی ملی شکریہ ادا کرنے کے لیے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر محکمہ پولیس بغداد کی افسری عنایت کی۔

صفار میدان جنگ سے شکست کھا کر خوزستان کی طرف روانہ ہوا اور جند سابور میں پہنچ کر قیام کیا۔ زنگیوں کے سردار نے خط وکتابت شروع کی دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد واعانت کا وعدہ کیا۔ صفار نے جواب میں سورۂ کافرون یعنی ﴿قل یاایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون تا آخر سورہ﴾ لکھ بھیجی۔

ابن واصل کو فارس کی سند گورنری: ان واقعات کے اثناء میں ابن واصل نے صفار کو مصروف جنگ دیکھ کر فارس پر قبضہ کر لیا دربار خلافت میں اطلاعی عرض داشت روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر فارس کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ صفار نے یہ خبر پا کر ایک لشکر بسر افسری عمر بن السری فارس پر بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا انہیں دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مامور کیا۔

خلیفہ معتمد و موفق کی مراجعت: مہم صفار کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف مراجعت کی اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا۔ قصد مصمم صفار کے تعاقب کرنے کا تھا لیکن علالت طبیعت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا بعد موسیٰ بن بغا کے زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا چونکہ ابوالساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارت کی تھی اس روسے اس کی جاگیرات اور مال واسباب ضبط کر کے مسرور بلخی کو مرحمت ہوا اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس بغداد کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے حالات: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا اس کے بعد موفق کا قصد روانگی تھا۔ لیکن صفار کے واقعات پیش آ جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔ صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربار خلافت کو واپس آیا زنگیوں کے سردار نے عساکر سلطانیہ سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل وغارت کرنے کو پھیلا دیا۔ چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادسیہ کی طرف شب خون مارنے کے لیے بھیجا اس اثناء میں ابن ترکی سپہ سالار دو لیا کے ایک راستہ شاہی لشکر لیے ہوئے زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے کو آ پہنچا۔ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا تقریباً ایک ماہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی جانب مائل ہوا خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالاروں اغرتمش اور خشیش کو براہ دریا اور خشکی حملہ آور ہونے کا حکم

دیا سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ہمراہیوں کے حصہ کثیر کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سنتا اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا۔ جوں ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کی چھوٹی سی جماعت نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔ سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا۔ قریب پہنچ کر طبلوں کو بجوایا نقاروں پر چوب کا پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کی رکاب کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ حشیش مارا گیا زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں بڑھ گئی جو کچھ پایا لوٹ لیا اور چار کشتیاں پکڑ لیں۔ لیکن اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ جو کچھ زنگی شاہی لشکر گاہ سے لوٹ لے گئے تھے ان کو واپس بلا لیا۔

سلیمان مظفر و منصور حشیش کا سر لئے ہوئے خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی بن ابان کے پاس اطراف اہواز میں بھیج دیا۔

محمد بن عبید اللہ اور خبیث میں معاہدہ: دوسری لڑائی زنگیوں کی احمد بن کیتونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح سے شکست اٹھانی پڑی۔ مسرور بلخی نے اہواز کی جانب احمد بن کیتونہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ مقام سوس کے قریب پہنچ کر جند سابور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبید اللہ ابن ہزار مرو کردی والی اہواز تھا اس نے شاہی سطوت سے خائف ہو کر خبیث سے خط و کتابت کی یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو اہواز کی گورنری دی جائے اور محمد کو اس کی نیابت۔ بروقت مقابلہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار رہوگا۔ اس عہد و پیمان کی توثیق کی غرض سے دونوں تستر میں مجتمع ہوئے۔ احمد نے ان کی سازش سے مطلع ہو کر جند سابور سے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

احمد اور زنگیوں میں جنگ: اس عہد نامہ کا ایک یہ پیمان بھی ہوا تھا کہ اہواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ لیکن جمعہ کے روز تستر میں محمد نے معتضد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا خبیث کا ذکر تک نہ آیا علی بن ابان کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی فوراً اہواز کی جانب مراجعت کی۔ احمد بن کیتونہ بھی یہ خبر پا کر تستر سے اہواز کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں دونوں بھڑ گئے۔ احمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی وہ تستر میں آ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ علی بن ابان نے تعاقب کیا تستر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر خوب لڑے۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے آخرالامر علی کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس معرکہ میں کام آ گیا تن تنہا جان بچا کر بھاگا اہواز پہنچا۔ اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنا کر زخموں سے چور چور تھا علاج کرنے کو خبیث کے لشکر گاہ میں چلا آیا اور اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں لشکر گاہ مکرم میں تھا خلیل کی آمد کی خبر پا کر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود پانچ سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش کامیابی میں بڑھتی گئیں تا آنکہ اس مقام سے گزر گئیں جہاں کہ احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتاً حملہ کر دیا۔ زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایک بہت بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آ گئی منہزموں نے علی بن ابان کے پاس جا کر دم لیا۔ علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصہ کو بقیہ منہزموں کے روکنے کو سرقان کی جانب روانہ کیا۔ احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند کارآزمودہ سواروں کو ان کی روک تھام کے لئے بھیج دیا جن کو

زنگیوں نے پہلے ہی حملہ میں پامال کر کے صفحۂ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

ابراہیم کا قتل: اس واقعہ[1] کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی جانب روانہ کیا ان لوگوں نے سرخس میں پہنچ کر ابراہیم کا کام تمام کر دیا۔ ابراہیم کے مارے جانے پر صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی جانب مراجعت کی بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن مصری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو متعین کیا اور عمر بن لیث نے ہرات کی نیابت طاہر بن حفص باذغیسی کو مرحمت کی۔

خجستانی: خجستانی میں فتنہ و فساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دورہ کر رہا تھا' صفار سے تو کچھ پیش نہ کی گئی بڑے غور و فکر سے ایک یہ بہانہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کر ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ''تم نے یہ دیکھا ہے کہ تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو باہم تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہ دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی۔ مزہ یہ ہے کہ خراسان میں تمہارے قابو کا ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا''۔ علی بن لیث اس دم پٹی میں آ گیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس امر کی اجازت طلب کی صفار نے اجازت دے دی۔ غرض کہ اس معقول بہانہ سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔

نیشاپور اور بسطام پر قبضہ: جوں ہی صفار نے مع اپنے بھائی اور ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہوا تھوڑے دنوں میں ایک گروہ جمع کر کے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کر دی اور غفلت کی حالت میں حملہ کر کے اس کے عامل کو نکال دیا بعد ازاں قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک خوں ریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعات ۲۶۱ھ کے ہیں۔ اس کے بعد اوائل ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کر کے نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور کی گورنری پر عزیز بن سری تھا خجستانی کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ خجستانی نے نیشاپور پر بھی بلا جدال و قتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ تسلط و تصرف کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلا بھیجا' جب یہ آ گیا تو اس کو اپنے

---

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات صوبہ باذغیس کا رہنے والا محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کیا۔ ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعمر' ابو طلحہ منصور۔ ان میں سے ابراہیم معمر و مسن تھا چونکہ زمانہ جنگ حسن بن زید میں جرجان میں اس نے یعقوب صفار کے ساتھ جاں نثاری کے ساتھ کار نمایاں کئے تھے۔ اس وجہ سے جب یہ نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خجستانی کی آتش حسد اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ پٹی دی کہ صفار تمہارے ساتھ غدر کیا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور بکھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے۔ ابراہیم نے گھبرا کر دریافت کیا ''اچھا بتلایئے اس سے اب نجات کس طرح ملے گی''۔ خجستانی نے جواب دیا ''بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم تمہارے بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے''۔ یعمر ان دنوں بلخ میں ابو داؤد ناہجوری کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی شب کو وقت اور مقام مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مقام موعود پر ابراہیم پہلے پہنچا۔ تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا۔ خجستانی بعد روانگی ابراہیم۔ دربار صفار میں حاضر ہوا اور یہ تقرر دیا کہ ''جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا۔ آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا''۔ صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا۔ چنانچہ سرخس میں پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸۔

لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی۔

ابوحفص یعمر کی گرفتاری: ابوحفص یعمر سے سرکشی نے جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ یہ تحریک کی کہ آیئے ہم اور آپ متفق ہو کر اپنی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول و فعل پر اعتماد نہ کیا اور بلخ کے محاصرہ سے دست کش ہو کر ہرات کی طرف چلا گیا اور طاہر بن حفص (عمرو بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔ طاہر بن حفص انہیں واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ خجستانی کو اس کی خبر لگی۔ تیار ہو کر فوراً یعمر پر فوج کشی کر دی جس وقت مقابلہ پر پہنچا بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا۔ یعمر کے سپہ سالار[1] سے جو کہ ابوطلحہ منصور کے ساتھ مانوس و مالوف تھا اس شرط سے سازش کر لی کہ تم یعمر کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو میں ابوطلحہ کو تمہارے سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر میں بلایا۔ خجستانی نے اسی وقت حملہ کر کے یعمر کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا۔ نائب نے یعمر کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

خجستانی عامل کا نیشاپور سے اخراج: یعمر کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر ابوطلحہ کو امیر لشکر بنایا ابوطلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقا ئے نعمت کے ساتھ دغا بازی کی تھی۔ قتل کر ڈالا اور سامان سفر درست کر کے نیشاپور کی جانب کوچ کر دیا۔ نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی۔ یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنو طاہر کی حکومت کا خواہاں ہے اس وجہ سے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا۔ اگلے جمعہ کو ابوطلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے جمع ہو کر خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا۔

خجستانی کی مراجعت: خجستانی یہ خبر پا کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اسکے رکاب میں بارہ ہزار فوج تھی۔ جب نیشاپور کی تین منزلیں باقی رہیں اپنے بھائی عباس کو حملہ کے ارادے سے بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوطلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ خجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب لوٹا کہ اسکو اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی۔ ہرات پہنچ کر ہوش و حواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا دے گا اسکو اس قدر انعام پا جائے گا۔ کسی نے پتہ لگانے کا اقرار نہ کیا۔ مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑا اٹھا لیا۔

رافع بن ہرثمہ کا فریب: ابوطلحہ کی طرف آیا امان کی درخواست کی ابوطلحہ نے امان دے دی۔ رافع نے ابوطلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار اتنا بڑھایا کہ ابوطلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا کچھ عرصہ بعد خفیہ طور سے عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے۔ بعد ازاں ابوطلحہ نے رافع کو مع دو سپہ سالاروں سے بیہق کی جانب خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ رافع نے بیہق پہنچ کر باطمینان تمام خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالت غفلت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں تھک کر ایک گاؤں کے کنارہ قیام پذیر ہوا اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا۔ ابن طاہر اور ابوطلحہ نے رافع کی اس بے عنوانی اور بد عہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت حملہ کر دیا رات کے وقت اس گاؤں میں پہنچے جہاں کہ علی بن یحییٰ

[1] اس سپہ سالار کا نام عبداللہ بن بلال تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸۔

خارجی مقیم تھا۔ ابوطلحہ نے یہ خیال کر کے یہ رافع ہے چھاپہ مارا رافع موقع پا کر نو دو گیارہ ہو گیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ رافع نہیں ہے۔ غلطی سے علی بن یحییٰ پر ہاتھ صاف کیا گیا۔

محاصرہ نیشاپور: رجب ۲۶۲ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پامال کیا مگر کچھ عرصہ بعد فتح مندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا۔ ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی سرکوبی کو گیا۔ اسحاق نے اثناء راہ میں موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ ابن طاہر کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ مجبوراً ابن طاہر بھاگ کر نیشاپور آیا۔ اہل نیشاپور نے اس کو کمزور تصور کر کے شہر سے نکال باہر کیا۔ ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کر ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا۔ لشکر کے فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہوا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی اور اثناء جنگ میں اہل نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ ''چونکہ ابن طاہر اور ابوطلحہ نے ہم کو گھیر لیا ہے تم یہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ تا کہ ہم تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر تمہارے ساتھ ہو کر ان دونوں سے مقابلہ کریں''۔ دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا ''میرے پیارہوا خواہو! میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے کو حاضر ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو خود و نیشاپور کی کامل طور سے محافظت کرو عنقریب تمہاری مدد کو پہنچا چاہتا ہوں''۔ اس خط کے روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کو روانہ ہو گیا جوں ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابوطلحہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا مع اپنے ہمراہیوں کے مارا گیا۔ ابوطلحہ نے اس کے بعد نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔

نیشاپور پر خجستانی کا قبضہ: اہل نیشاپور نے مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلا بھیجا چنانچہ خجستانی ہرات سے متواتر دو شبانہ روز سفر کر کے نیشاپور آ پہنچا۔ رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرہ کے توڑنے کا انتظام کرنے لگا۔ ابوطلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کی حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ محاصرہ سے دست کش ہو کر بلخ کی جانب واپس آیا اور ابوداؤد دناہجوزی پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔

حسن بن زید سے جنگ: نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کر دی اس وجہ سے کہ اس نے اس کے مقابلہ پر ابوطلحہ کو مدد دی تھی۔ اہل جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آئے لیکن خجستانی نے ان کو بھی نیچا دکھا کر چالیس لاکھ درہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۶۵ھ کا ہے)

خجستانی اور عمرو بن لیث: انہیں ایام میں یعقوب صفار نے وفات پائی بجائے اس کے عمرو بن لیث حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور خجستانی نے جرجان سے نیشاپور کی جانب مراجعت کی عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر ہرات سے حملہ کر دیا۔ ایک نہایت سخت و خوں ریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست اٹھا کر نقصان کے ساتھ ہرات واپس آنا پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی۔ اس وجہ سے فقہاء اور امراء نیشاپور کا میلان طبع اس کی جانب تھا۔ نجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا سا کھٹکتا تھا موقع پا کر اپنے اطمینان قلب کی غرض سے ایک دوسرے سے لڑا دیا۔ بعد ازاں ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی عمرو بن لیث کا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا مگر فتح یابی حاصل نہ ہوئی تو اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کر بجستان چلا آیا۔

عمرو بن لیث کا نیشاپور پر قبضہ: نجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خود مختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ اہل شہر کے ساتھ ظلم و سفاکی سے پیش آنے لگا۔ اوباش مزاجوں آبرو باختہ اور مفسدہ پردازوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی۔ دن دہاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے۔ امراء و رؤساء نیشاپور نے جمع ہو کر نجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہل نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا نجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا اور عمرو بن لیث کی فتح یابی کے پھریرے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر نجستانی تک پہنچی' آگ بگولہ ہو گیا۔ لشکر مرتب کر کے نیشاپور آ پہنچا اور بزور تیغ عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال کر دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۷ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے نجستانی سے تنگ آ کر ابوطلحہ کو جب کہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوطلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی' بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر بجستان کی طرف کوچ کر دیا۔ نجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا۔ کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا ایک گورنر یہاں موجود تھا۔ ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر مزاحمت کی لڑائی ہوئی۔ ابوطلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا' خلم پہنچا۔ نجستانی نے تعاقب کیا اور خلم میں پہنچ کر دوبارہ شکست دی ابوطلحہ بجستان کی طرف بھاگا اور نجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے نیشاپور پر چڑھ آیا۔ نجستانی کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ جس وقت نجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہو گیا۔

ابوالعباس نوفلی کی شکست و قتل: واقعات متذکرہ بالا سے جب ابن طاہر اور اس کے ہوا خواہوں کے دلوں پر یہ امر مرتسم ہو گیا کہ نجستانی کی یہ سازی کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پردہ میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا داعی ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔ اس وقت سے نجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جاگزیں ہو گیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن محمد بن طاہر صوبہ خوارزم کی گورنری پر فائز تھا اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار ابوالعباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت کے ساتھ نجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا۔ نجستانی یہ خبر پا کر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر کے نوفلی کے پاس یہ پیام دے کر بھیجا کہ "قتل و خون ریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو" نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کر پٹوایا اہل نیشاپور کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا ہر کہ و مہ جمع ہو کر نجستانی کے پاس آئے اور صف آرائی کی ٹھہرائی۔ نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر نجستانی نے نوفلی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے جبر و ظلم سے دو سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا ہے براہ ابیورد ایک شبانہ روز میں مسافت طے کر کے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لیا اور بجائے اس کے مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مامور کیا۔

اس کے بعد حسین بن طاہر وارد ہوا اور اہل مرو کے ساتھ بہ حسن وسلوک پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں تین ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

نجستانی کا قتل: جس وقت نجستانی کے اہل وعیال اور والدہ نیشاپور میں گرفتار کر لئے گئے اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر لگی اور خبر سننے کے ساتھ ہی نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ مقام ہرات میں ابوطلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی نجستانی نے امان دے دی اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ امر نجستانی کے اس غلام (رام جور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اس درجہ شاق گزرا کہ وہ نجستانی کے قتل کے درپے ہو گیا اور وقت کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ نجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے ساز کر گیا وجہ یہ تھی کہ نجستانی نے ایک روز غصہ میں آ کر اس کی ایک آنکھ نکلوالی تھی۔ چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں نجستانی کے شیرازہ حیات کو درہم برہم کر ڈالا۔ نجستانی کو قتل کر کے رامجور نے اس کی انگلی سے انگشتری نکال لی اور مع چند لوگوں کے اصطبل کی طرف گیا۔ داروغہ اصطبل کو انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور ان پر سوار ہو کر ابوطلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب نجستانی حسب معمولی دربار عام میں نہ آیا اور ارکین دولت سپہ سالاران انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب باتفاق رائے دریافت حال کی غرض سے نجستانی کے خیمہ میں گئے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے سب کے ہوش وحواس جاتے رہے ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے داروغہ اصطبل نے رامجور کے جانے اور انگشتری دکھا کر گھوڑے تیار کرانے اور پھر اس پر سوار ہو کر جانے کا حال بتلایا سب دیوانہ وار اس کی تلاش کرنے لگے لیکن اس وقت نہ پایا۔ چند دنوں بعد اتفاق سے ہاتھ آ گیا مار ڈالا۔ پھر سب نے متفق ہو کر رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اہواز پر صفار کا قبضہ: ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ والی اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا تشتر میں مقیم تھا۔ صفار کی آمد کی خبر پا کر تشتر سے کوچ کر گیا۔ صفار نے جند سابور میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ سلطانی فوجیں جو اس کے قرب وجوار میں تھیں صفار کے خوف سے بھاگ گئیں۔ صفار نے بلا مزاحمت غیرے جند سابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ہمراہیوں میں سے خضر بن عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کیا جوں ہی خضر اہواز کے قریب پہنچا علی بن ابان معہ اپنے کالی پلٹنوں کے اہواز چھوڑ کر نہر سدرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور خضر نے اطمینان کے ساتھ اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

چند دنوں تک خضر اور علی بن ابان کے ہمراہیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی۔ تا آنکہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا۔ خضر کے ہمراہیوں کی ایک تعداد کثیر اس واقعہ میں کام آ گئی۔ بہت سا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ عسکر مکرم پہنچا۔ علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر جس قدر خضر کا اسباب ومال تھا سب پر قبضہ کر لیا اور جس جس پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا اشتباہ ہوا اُن سب کو گرفتار کر کے اہواز کے باہر ایک مکان میں قید کر دیا۔ بعد ازاں اہواز سے واپس ہو کر نہر سدرہ پر قیام کر دیا اسی اثناء میں صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر ساتھ ہی اس کے زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت کی اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت کی۔ علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہ کیا جو

کچھا ہواز میں از قسم رسد و غلہ تھا سب کو اٹھا لایا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

زنگیوں کا واسط پر قبضہ: اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی لڑائی اور سلیمان بن جامع کی فتح یابی کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ پس جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کی غرض سے خبیث کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے تکلین بخاری کے لشکر کی طرف ہو کر گزرا۔ تکلین ان دنوں بیز دود میں مقیم تھا۔ سلیمان جس وقت بیز دود کے قریب پہنچا جنانی نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر ہے کہ تم اس مقام پر سامنے کے ٹیلے کے پیچھے چھپ رہو میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش متدی میں آگے بڑھے عقب سے تم حملہ کر کے اپنا مطلب حاصل کر لینا سلیمان نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عمل درآمد کیا تکلین کا لشکر شکست کھا کر اپنے لشکر کو مرتب کر کے تکلین کے لشکر پر شب خون مارا تکلین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے زنگیوں نے جی کھول کر تکلین کے لشکرہ گاہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا۔

تکلین اپنا لشکر گاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہوا پھر اطمینان کمال سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کر دیا' سلیمان کے ہمراہی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے اپنے کو سنبھال نہ سکے پسپا ہوئے سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا' اپنے اس وقت تکلین کو ایک گونہ اطمینان ہو چلا تھا۔ سلیمان کے ہمراہی لوٹے ہوئے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جس کو تکلین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے۔ اس اثناء میں سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور متعدد وجوہ سے براہ دریا و خشکی حملہ آور ہوا۔ تکلین کے قدم اس حملہ میں اکھڑ گئے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ زنگیوں نے خاطر خواہ اس کے لشکر گاہ کو لوٹا۔ ہزاروں کا مال و اسباب ہاتھ دیا۔ سلیمان نے خاتمہ جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنانی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کی طرف روانہ ہو گیا (یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں)

بعد روانگی سلیمان جنانی نے فراہمی رسد و غلہ کی جانب توجہ کی قرب و جوار کے دیہات میں لشکر لئے ہوئے گیا۔ اتفاق سے جعلان نامی ایک سپہ سالار شاہی اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کر جنانی سے بھڑ گیا۔ جنانی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جنانی کو نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے واپس آنا پڑا۔ جعلان نے اثناء دار و گیر میں جنانی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے نامور سپہ سالاروں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور جنجا بیہ تک بڑھ آئے جنجا بیہ نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ سلیمان بہ ارادہ جنگ جعلان مقام طہیثا میں وارد ہوا۔ جنانی نے حاضر ہو کر کل حالات سے مطلع کیا۔ سلیمان نے اسی وقت جنانی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر بلا چھیڑ چھاڑ ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی اور خود بقیہ فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا ایک خون ریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آ گیا۔ سلیمان نے محمد بن علی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سینکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)

بعد ازاں ماہ شعبان سنہ مذکور میں قصبہ حسان پر چڑھائی کی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن خمار تکلین رہتا تھا۔ تھوڑی

سی فوج بھی محافظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی۔ سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا اور مکانات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس واقعہ سے سلیمان کی جرأت بڑھ گئی۔ قتل وغارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا۔ بعض دستہ فوج سے جعلان نے تعرض کیا اور بزور تیغ ان کی کامیابی کا سدراہ ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور اس سپہ سالار پر جو رصافہ میں رہتا تھا۔ غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ سلیمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر مال واسباب لوٹ سکے لوٹ لیا۔ باقی میں آگ لگا دی۔ قتل وخوں ریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیث کی جانب مراجعت کی۔

سلیمان کی مراجعت پر مطر[1] بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر حجابیہ پر چڑھائی کر دی۔ چونکہ حجابیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اس وجہ سے مطر نے حجابیہ کو لوٹ کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا۔ ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا۔ اس کے بعد طہثا کی جانب بڑھا۔ جنانی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ چنانچہ ۲۳ ذی الحجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا اس اثناء میں احمد بن کیتونہ کو بھی کوفہ اور جنبلا ہوتا ہوا بزیدیہ پہنچ گیا۔ جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کر لیا۔ جا بجا سرحد پر فوجیں متعین کر دیں۔ تکلین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو شربت مرگ چکھا کر روزانہ جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ انہیں دنوں موفق نے شہر واسط کی سند امارت محمد بن مولد کو مرحمت فرمائی ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لئے ہوئے وارد واسط ہوا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیث سے امداد طلب کی خبیث نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضمحل جس میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اس تازہ دم فوج کے آ جانے سے مضبوط وتوانا ہو گئے۔ لشکر مرتب کر کے ابن مولد پر فوج کشی کر دی۔ ابن مولد کو شکست ہوئی سلیمان نے واسط میں گھس کر قتل عام کا دروازہ کھول دیا ہزار ہا آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے مکانات جلا دیئے گئے۔ منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا۔ اس قتل وخون ریزی کا خوفناک منظر اس سے نہ دیکھا گیا۔ اہل واسط کو بچانے کی غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے قریب مارا گیا۔ پھر کیا تھا رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتح مند گروہ کی نذر ہو گیا۔

واسط کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم واشناس کے خیال سے سلیمان نے جنبلاء کی جانب مراجعت کی اور نوے راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ: دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالاروں میں سے ماجور نامی ایک سپہ سالار عہد خلافت معتمد میں مامور تھا۔ ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی تب اس کے بیٹے نے بجائے اپنے باپ کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر مصر کی نیابت اپنے بیٹے عباس کو دی اور بقصد توسیع دائرہ حکومت وقبضہ دمشق مصر سے روانہ ہوا اور دمشق کے قریب پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا ''مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے۔ تم کو کیا عذر

[1] یہ وہی شخص ہے جو رصافہ کا سپہ سالار تھا جس پر سلیمان نے اس سے پیشتر حملہ کیا تھا۔ ماخوذ از کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۵۔

ہے؟'' ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آ کر ابن طولون سے نیاز حاصل کیا۔ ابن طولون اس کو رملہ پر مامور کر کے دمشق پہنچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سپہ سالاران دمشق کو ان کے عہدوں پر بحال و قائم رکھا دو چار روز قیام کر کے حمص' حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور ان پر بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیے۔ اس کے بعد انطاکیہ اور طرسوس کی طمع دامن گیر ہوئی۔

انطاکیہ اور طرسوس پر قبضہ: ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیما طویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مامور تھا ابن طولون نے بہ شرط اطاعت بحال رکھنے کا پیام بھیجا۔ سیما طویل نے انکاری جواب دیا۔ ابن طولون نے چڑھائی کر دی۔ چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیما طویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے حالات خفیہ سے آگاہ کر دیا۔ ابن طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرائیں۔ سیما طویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا۔ بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ سیما طویل اسی عام خوں ریزی میں مارا گیا۔ پھر کیا تھا اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ بعد ازاں طرسوس کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے جہاد کے ارادہ سے قیام کیا۔ ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے گرانی شروع ہو گئی۔ اہل شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا'' آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں تمام چیزیں گراں ہو گئی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جاتا اور اگر یہاں کی آب و ہوا مرغوب خاطر ہے تو فبہا تھوڑے سے آدمیوں کو ہمراہ رکاب رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے''۔

حران پر قبضہ: ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ اگلے دن شام کے ارادہ سے کوچ کر دیا۔ حران پہنچا۔ حران کی زمام حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن اتامش برسر مقابلہ آیا۔ ابن طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتش بغاوت مشتعل کر دی ہے اور خزانہ میں جو کچھ تھا اس کو لے کر برقہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی۔ کمال اطمینان سے بلاد شامیہ کا انتظام کرتا رہا۔ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ حران میں ایک چھاؤنی قائم کی۔ رقہ کی محافظت پر اپنے غلام لولو کو مع ایک لشکر کے مامور کیا۔ رفتہ رفتہ محمد بن اتامش کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی ہمدردی اخوت کا خون جوش میں آ گیا ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا۔

محمد بن اتامش کی گرفتاری: ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیغونہ مامور تھا۔ موسیٰ کی خبر پا کر متردد ہوا ابو الاغر نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گزارش کی'' امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول تردد ہو رہا ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اس کو زندہ گرفتار کر لاؤں مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی مرحمت فرمایئے''۔

احمد نے خوشی کے لہجہ میں کہا'' تم بشوق تمام میرے لشکر سے بیس آدمی چن لو میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں''۔ ابو الاغر نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا اور موسیٰ کے لشکر قریب پہنچ کر انہیں بیس آدمیوں میں سے چند کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود مع بقیہ آدمیوں کے بلباس

اعراب، موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی ان کو کھول دیا شور و غل مچا چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے۔ موسیٰ بھی شور و غوغا سن کر نکل آیا اور معہ چند سپاہیوں کے ابو الاغر پر حملہ آور ہوا ابو الاغر معہ اپنے ہمراہیوں کے حملوں سے اپنے کو بچاتا ہوا بھاگا تا آنکہ اس مقام سے گزر گیا جہاں کہ اس کے ہمراہی کمیں گاہ میں بیٹھے تھے موسیٰ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے دوڑا آ رہا تھا۔ جوں ہی اس کا گزر کمین گاہ سے ہوا ابو الاغر کے ہمراہی نکل پڑے ادھر موسیٰ کے ہمراہی ان معدودے چند کے اچانک نکل آنے سے بھاگ کھڑے ہوئے جو پہلے سے کمیں گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ ادھر ابو الاغر بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے لوٹ پڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیغویہ کے روبرو حاضر کیا۔ احمد نے اس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ابن طولون نے اس کو رہا کر دیا اور مع اپنی رکاب کی فوج کے مصر کی جانب مراجعت کر دی (یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں)۔

زنگیوں کا پھر سر اٹھانا: ۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد کوفہ تک کھدوائی تا آنکہ آسانی و سہولت کے ساتھ اس اطراف میں قتل و غارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے احمد بن کیتونہ (موفق کا گورنر) جلا میں رہتا تھا اس نے اس سے مطلع ہو کر ایک روز سلیمان کے لشکر پر شب خون مارا تقریباً چالیس سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہوئے سلیمان شکست کھا کر طہشا پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شب خون کے بدلہ لینے کو نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہل نعمانیہ کو اس کی اطلاع نہ تھی جو نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل کیے گئے۔ باقی ماندہ جان بچا کر جرجرایا چلے گئے۔ اہل سواد نے یہ سن کر بخوف جان و آبرو بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

تستر پر فوج کشی: انہیں دنوں علی بن ابان نے تستر پر فوج کشی کی اور اس کو جا گھیرا۔ موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر مسرور بلخی کو حکومت عنایت کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو مقرر کیا۔ تکین نے یہ خبر پا کر تستر کی حمایت پر فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تستر جا پہنچا جبکہ اہل تستر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آ کر شہر سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر تکین کے آ جانے سے حوصلہ مند ہو گئے اور شہر کی فصیلوں سے ان لوگوں نے اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا۔ زنگیوں کا لشکر اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکہ میں کام آ گیا۔

تستر پر تکین کا قبضہ: تکین نے خاتمہ جنگ کے بعد تستر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو پل میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہنچا دی تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اسی وقت حملہ کر دیا۔ رات کا وقت سپہ سالار ابن علی بن ابان کی مجلس میں نبیذ کا دور چل رہا تھا۔ خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گا بجا رہی تھیں عیش و عشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس اثناء میں تکین نے پہنچ کر چھاپہ مارا سپہ سالار علی بن ابان کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ بھاگ کر علی بن ابان کے پاس پہنچے۔ تکین نے تعاقب کیا اور علی بن ابان یہ سن کر بلا جدال و قتال بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد علی بن ابان نے تکین سے مصالحت کے متعلق خط و کتابت شروع کی تکین نے قتل و خون ریزی کے خیال سے منظور کر لیا دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک یہ خبر پہنچی طرح طرح کے خیالات تکین کی جانب سے قائم ہونے لگے۔ بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تکین تک پہنچ گیا اور اس کو اس الزام میں کہ زنگیوں سے سازش کر لی ہے

گرفتار کر کے زیر نگرانی ابراہیم بن جعلان کے قید کر دیا۔ تکلین کے گرفتار ہوتے ہی تکلین کے ہمراہی منتشر ہو گئے چند لوگ زنگیوں سے جا ملے ایک گروہ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امان کا اعلان کر دیا تو اکثر لوگ لوٹ آئے۔

یعقوب صفار کا انتقال' عمرو کی حکومت: ۹ شوال ۲۶۵ھ کو یعقوب صفار بانی دولت صفاریہ نے (مقام جند سابور میں بعارضہ قولنج) وفات پائی اور قبل از وفات مقام رخج ذرابلستان (یعنی غزنہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اس کے آخری زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہو گیا تھا حکومت فارس دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہ فرمان اس وقت صفار کے پاس پہنچا جب کہ اپنے خالق اکبر سے لو لگائے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔

صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین ہوا دربار خلافت میں بغرض اظہار اطاعت و فرمان برداری عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان کی سند گورنری' اصفہان' سندھ' بجستان' سرکن رائے اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ' پولیس بغداد کی افسری عنایت کی سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

اغرتمش اور زنگیوں میں جنگ: سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تکلین و جعلان' مطر بن جامع واحمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے متصرف ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ تکلین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش ۲۶۶ھ میں وارد تشتر ہوا۔ مطر بن جامع بھی اس کے ہمراہ تھا تشتر میں پہنچ کر علی بن ابان کے ان سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو تشتر میں محبوس تھے قید حیات سے آزاد کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر پا کر مکرم میں آ گیا دونوں حریف متصادم ہو گئے صبح سے دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور اغرتمش بہ قصد خلیل بن ابان' اربل کا پل عبور کرنے کو بڑھا۔ خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ہمراہیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو اہواز میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف کوچ کیا۔ اس کے روانہ ہوتے ہی اس کے بقیہ ہمراہی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش سے نہر اربل پر تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ مگر کوئی نتیجہ جس سے دونوں حریف کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا پیدا نہ ہوا۔ لڑائی ختم ہونے پر علی پھر اہواز کی جانب لوٹ آیا۔ اہواز اس کے آنے سے پیشتر اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو چکا تھا ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا۔ لیکن وہ لوگ واپس نہ ہوئے بدرجہ مجبوری خود بھی ان لوگوں سے جا ملا۔ اس اثناء میں واقعات سے مطلع ہو کر اغرتمش آ پہنچا لڑائی شروع ہوئی شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اتفاق وقت سے ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک کو آ گئی (اس فوج کو خصیت کے لئے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کر اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو برائے چندے خالی کر دیا۔

محمد بن عبیداللہ اور علی بن ابان میں جنگ: چونکہ ایک مدت سے محمد بن عبیداللہ (یہ رامہر مز کا والی تھا) اور علی بن ابان سے ان بن چلی آ رہی تھی اس وجہ سے آئندہ خطرات کے پیش نظر کر کے محمد نے انکلائی بن خصیت سے درخواست کی کہ

مجھے علی بن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے حاشیہ نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیجئے۔ مگر محمد یہ تدبیر برعکس ہو گئی انکلائی کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیث) سے محمد سے حساب فہمی اور خراج طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی بن ابان کو اس خدمت پر مامور کیا محمد بن عبیداللہ نے بحیلہ وحوالہ ٹالنے کی کوشش کی علی بن ابان زنگیوں کی فوج لئے ہوئے رامہرمز کے قریب پہنچ گیا محمد نے یہ خبر پا کر رامہرمز کو خالی کر دیا انضائے سرحد پا جا کر پناہ گزیں ہوا علی اور اس کے لشکریوں نے رامہرمز میں داخل ہو کر خاطر خواہ لوٹا بعد ازاں محمد نے علی سے خط و کتابت کر کے دو لاکھ درہم پر مصالحت کر لی۔ علی نے رامہرمز کو واگزاشت کر دیا۔

اس مصالحت کے چند دنوں بعد محمد نے علی سے بمقابلہ اکراد امداد طلب کی اس شرط پر کہ کل مال غنیمت کا مالک علی ہو گا۔ علی کو طمع دامن گیر ہوئی۔ محمد بن عبیداللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے طلب کیا۔ محمد بن عبیداللہ نے اس کو بحیلہ و حوالہ ٹال کر ایک حلف نامہ تحریر کر کے بھیج دیا علی نے بحلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بنا کر ایک لشکر کثیر التعداد کے ساتھ محمد بن عبیداللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبیداللہ نے بہمراہی اس لشکر کے اکراد پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد کے ہمراہیوں نے قصداً مورچہ خالی کر دیا اکراد نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آ گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کے روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور سے یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کم بخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اکراد کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے لشکریوں نے لوٹ لیا علی نے اس واقعہ سے محمد کو ایک ڈانٹ کا خط تحریر کیا۔ محمد نے براہ تملق و چاپلوسی معذرت کی۔ ساتھ ہی اس نے ان کے بہت سے ہتھیار اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر بایں ہمہ محمد کے خائف دل کو تسلی نہ ہوئی خبیث کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں تحریک کی اور مصالحت کرا دینے کے معاوضہ میں بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے خبیث اور علی کو کہہ سن کر راضی کر دیا۔ شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیث کی حکومت و دولت کے قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے۔ محمد نے بطیب خاطر اس شرط کو منظور کر لیا پھر باہم صفائی اور مصالحت ہو گئی۔

علی بن ابان اور مسرور بلخی میں جنگ: اس کے بعد جب علی بن ابان کو محمد کی جانب سے ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تو متوثہ پر چڑھائی کر دی بے شمار آلات حصار اپنے ہمراہ لے گئے۔ مسرور بلخی ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا۔ یہ خبر پا کر متوثہ کی حمایت کو اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا علی اور مسرور سے لڑائی ٹھن گئی۔ بالآخر علی شکست کھا کر جس قدر اسباب اپنے ہمراہ لایا تھا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آ گیا ہنوز اس شکست سے علی کی شکستگی خاطر رفع نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی خبر گرم کانوں میں پیہم پہنچنے لگی۔

باب ۱۹:

ابوالعباس اور زنگیوں میں معرکہ

آئے دن زنگیوں کی کامیابی اور واسط میں غلبہ اور قتل و غارت سے متنبہ ہو کر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا۔ (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوگا اور اسلامی دنیا میں المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے گا)

ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج پیادہ و سوار کی جمعیت کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رخ کیا دریا کے راستہ سے بھی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ روانہ کیا جس کی افسری پر ابوحمزہ نصیر مامور تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر دیر عاقول میں وارد ہوا ابوالعباس کو یہ اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمۃ الجیش پر جبائی ہے۔ اسی وقت وہ جزیرہ میں قریب بروردیا کے قریب مقیم ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کو مستراباذ میں پڑا ہوا ہے ابوالعباس نے یہ خبر پا کر کوچ کر دیا۔ زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی میں مطلق دخل نہیں ہے اس سے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً کثرت فوج سے خائف ہو کر برسر مقابلہ نہ آئے گا اور ثانیاً اگر آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں دانت ایسے کھٹے ہو جائیں گے کہ پھر کبھی لڑائی کا حوصلہ نہ ہوگا۔

ابوالعباس کی زنگیوں پر پہلی فتح: غرض ابوالعباس نے مقام صلح پر پہنچ کر جاسوسوں کو فریق مخالف کی خبر لانے پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کر ظاہر کیا کہ زنگیوں کا لشکر بھی آ گیا ہے اول حصہ لشکر کا صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ لشکر نشیبی واسط تک پھیلا ہوا ہے۔ ابوالعباس معمولی راستہ چھوڑ کر غیر متعارف راہ سے نفر گیا ابوالعباس نے اپنے پُرزور حملہ سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹا۔ زنگیوں کے دل اس سے بڑھے اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابوالعباس نے للکار کر کہا "نصر! کیا دیکھتا ہے۔ ان کتوں کو لے اب آگے نہ بڑھنے پائیں"۔ نصر اس آواز کو سن کر ایک دوسری جانب سے جس طرف زنگیوں کا خیال و وہم بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لئے ہوئے نکل پڑا زنگیوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا شہر کی طرف بھاگے ابوالعباس نے رومال کے اشارہ سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا چاروں طرف سے حملہ سے گھبرا کر جس طرف راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے۔ چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

زنگیوں کو دوسری شکست: اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہر امین کی جانب' سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کی طرف بھاگ آیا اور ابوالعباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کر پڑاؤ کیا۔ دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابوالعباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کو کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستہ سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ نصیر اور ابوالعباس نے دریائی حملہ کی روک تھام پر اپنی ہمت کو مصروف کیا اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا دوپہر تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی۔ ظہر کے قریب زنگیوں کی فوج ہمت ہار گئی۔ بے ترتیبی سے بخوف جان اس طرف اُس طرف چھپنے لگی اور ابوالعباس کا لشکر جوش کامیابی میں قتل و قید کرنے لگا۔ ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ جنگی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں۔ ہزاروں زنگی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ سلیمان اور جنانی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر طہثا پہنچا اور ابوالعباس مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور کشتیوں کی درستی اور اصلاح کا حکم صادر فرمایا جو حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کو جس وقت بمقابلہ شاہی عساکر ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر بھاگے اس وقت بھی نقصان رسانی اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف ہی تھے آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گزر ہونے والا تھا ان راستے میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا۔ غریب ابوالعباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ تھی اسی راستہ سے ہو کر گزرے دو چار سوار ان گڑھوں اور کنوؤں میں گر پڑے شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی۔

اس کے بعد خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں کو براہ دریا غفلت میں حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابوالعباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لائے۔ ابوالعباس نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور جنگ کے زور سے اپنی کشتیوں کو تو واپس ہی لایا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو مع مال و اسباب کے گرفتار کر لیا ابوالعباس کو زنگیوں کی اس حرکت ناشائستہ سے سخت طیش آیا اور نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔ اس کے بعد سلیمان بن جامع ان پیہم شکستوں کے بعد طہثا میں جا کر قلعہ نشین ہوا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خمیس میں جا چھپا اس کے شہر کا نام منیعہ تھا۔ سلیمان اور شعرانی نے منصور اور منیعہ میں پہنچ کر محاصرہ کے خطرات کے خیال سے اطراف و جوانب سے فراہمی رسد و غلہ کی جانب توجہ کی اور ابوالعباس ان دونوں کے رسد و غلہ کے چھیننے پر کمر ہمت باندھے تھا چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی ایک روز ابوالعباس اپنے افسران فوج کو مشورہ کر کے خشکی کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستہ سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق وقت سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابوالعباس دو چار ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا تقریباً تمام دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالعباس شہر منیعہ تک نہ پہنچ سکا ادھر نصیر نے منیعہ کے قریب پہنچ کر آتش باری شروع کر دی۔ اہل منیعہ گھبرا گھبرا کر جوں ہی باہر نکلے تیروں کا مینہ برسنے لگا مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف لوٹے۔ نصیر نے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر کے مراجعت کر دی۔ ابوالعباس کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ مظفر و منصور اپنی لشکر گاہ میں آیا۔ خبیث نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو منتشر ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو بمقابلہ ابوالعباس جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

موفق کی آمد: اس وقت تک تنہا ابوالعباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنی مردانگی سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جاتا تھا۔ ہنوز موفق لشکر کی درستی اور فراہمی رسد وغیرہ سے فارغ نہیں ہوا تھا بلکہ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے میں مصروف اور قلعجات کی درستی اور مرمت میں مشغول تھا اس اثناء میں اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یک جا ہونے کی خبر پہنچی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابوالعباس کے مقابلہ پر آئیں گے۔ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاوّل ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ واسط پہنچا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس سے ملا ابوالعباس نے تمام حالات از اوّل تا آخر عرض کر دیئے۔ موفق نے ابوالعباس کے سردارانِ لشکر کو خلعتیں مرحمت فرمائیں۔ لشکریوں کو انعامات دیئے۔ اس کے بعد ابوالعباس اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا دوسرے دن موفق نے شہر شنداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں دہانہ برودا پر جا اترا دو چار روز تک دونوں ٹھہرے رہے تیسرے روز ابو العباس نے بقصد محاصرہ منیعہ کوچ کیا۔ موفق بھی دریا کے راستہ منیعہ کی طرف بڑھا۔

منیعہ پر موفق کا قبضہ: یوم سہ شنبہ آٹھ ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دونوں طرف سے باپ اور بیٹوں نے منیعہ پر حملہ کیا زنگیوں کو موفق کی خبر نہ تھی دریا کی حالت سے بے خبر و غافل ہو کر جھرمٹ باندھ کر ابوالعباس کے مقابلہ پر آ گئے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس اثناء میں موفق نے پہنچ کر دریا کی طرف سے حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی شہر کی حفاظت کی طرف مائل ہوئیں ابوالعباس کے ہمراہی بھی انہیں کے ہمراہ شہر میں گھس پڑے ایک گروہ کثیر قتل و قید کیا گیا۔ شعرانی مع بقیہ آدمیوں کے بھاگ کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجۂ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر موفق سوار ہو کر منیعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ شہر پناہ کو منہدم کرا کر خندقیں جو شہر پناہ کے اردگرد تھیں ان کو پٹوا دیا۔ کشتیوں میں آگ لگوا دی' بے انتہا رسد و غلہ ہاتھ آیا۔ کچھ فروخت کر ڈالا باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر لگی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا ''دیکھو خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمہاری بھی وہی گت ہوگی جو شعرانی کی ہوئی ہے۔ خلیفہ کا لشکر طوفان بے تمیزی کی طرح بڑھا آتا ہے'' اس اثناء میں جاسوسوں نے دربار موفق میں حاضر ہو کر گوش گزار کیا کہ سلیمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے موفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو دریا کے راستہ جنگی کشتیوں کو لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی راہ سے کوچ کر کے صینیہ پہنچا ابن جامع یہ خبر پا کر دو سپہ سالاروں کو مع ایک دستہ فوج کے کمر سرحد کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا۔ ابوالعباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کے وقت انہیں دو سپہ سالاروں کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔

شاہی لشکر کی منصورہ کی طرف پیش قدمی: ابوالعباس نے امان دے کر سلیمان بن جامع کا حال دریافت کیا اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے۔ ابوالعباس یہ سن کر اپنے باپ (موفق) کی خدمت میں واپس آیا اور ان واقعات سے مطلع کیا۔ موفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی

اس کے بعد ہی کوچ کر دیا۔ طہشا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا۔ اگلے دن موقع جنگ اور شہر پناہ کی فصیلوں کے دیکھنے کو سوار ہوا زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پا کر کمین گاہ میں چھپی ہوئی تھیں۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا۔ ابو العباس نے احمد بن مہدی جنائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ جاں بر نہ ہوا گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا۔ اسکے مرنے سے جمعیت کو سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔ مغرب کا وقت آ گیا تاریکی چاروں طرف پھیلتی جاتی تھی۔ موفق نے اپنے لشکر گاہ کی جانب مراجعت کی زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا۔

شہر پر قبضہ: دوسرے دن کہ یوم شنبہ تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا جنگی کشتیوں کو دریا کے راستہ منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس عرصہ میں سفیدی صبح نمودار ہو گئی۔ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ دیر تک اللہ جل شانہ کے حضور میں بہ حضور قلب دعا کرتا رہا جوں ہی افق فلک پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دے دیا۔ عساکر شاہی کا ایک کالم شیر غراں کی طرح ڈکارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا۔ ابو العباس اس کالم کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دو پہر تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹے عساکر شاہی نے تعاقب کیا۔ ادھر خندق پر کمال تیزی سے لڑائی شروع ہوئی ادھر جنگی کشتیاں براہ دریا شہر کے کنارہ پر پہنچ گئیں عساکر شاہی نے خشکی پر اتر کر شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں ابو العباس کے رکاب کی فوج خندق میں لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی۔ زنگی فوجوں نے گھبرا گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف مقابل اس سے چند ہی گھنٹہ پیشتر شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بہ لحظہ بقیہ حصہ شہر پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا دونوں طرف کے حملہ سے جیسا کہ پامال ہونا تھا پامال ہوئے ہزار قتل یا قید کئے گئے۔

منصورہ کی فتح: ابن جامع مع معدودے چند مصاحبوں کے بھاگ گیا فتح مند گروہ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوا اس معرکہ میں زنگیوں کی تعداد کثیر کام آ گئی اور باقی ماندگان کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا۔ جاں بروں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا جس کا دور ایک کوس کا تھا۔ اہل کوفہ اور واسط کی دس ہزار عورتوں لڑکوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات ابدی حاصل ہوئی مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگا اس کی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے۔ چند سپہ سالاران زنگیوں کو گرفتار کر لانے پر مامور کئے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں۔ سترہ دن تک موفق مع اپنے ہونہار بیٹے کے ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا بعد ازاں واسط کی جانب مراجعت کر دی۔

مختارہ کا محاصرہ: موفق نے واسط میں پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا ان کی تکالیف کو دور اور ضرورتوں کو رفع کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور بقصد شہر خبیث جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابو العباس بھی تھا۔ مختارہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ رات کے وقت موقع جنگ اور فصیلوں کی حالت و کیفیت دیکھنے کو گیا۔ شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم و مضبوط تھیں۔ چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اس کو اپنی آغوش حفاظت میں لیے ہوئے

تھیں۔ راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ فصیلوں پر جا بجا حصار شکنی کے آلات اس کثرت سے رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں بایں ہمہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ موفق شہر کی مضبوطی و استحکام کو دیکھ کر امید و بیم کی حالت میں واپس آیا۔

اسیر زنگیوں سے حسن سلوک: صبح ہوتے ہی براہ دریا جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستے سے مختارہ پر حملہ کیا۔ ابو العباس نے کمال تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اتر پڑتا اتفاق وقت سے زنگیوں نے دیکھ لیا شور و غل مچاتے ہوئے دوڑ پڑے منجنیقوں سے سنگ باری شروع کر دی۔ اوپر سے پتھروں کا مینہ برسانے لگے۔ ابو العباس نہایت استقلال و تحمل سے ان سب مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہوتا تھا موفق نے یہ رنگ دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا۔ ابو العباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی چلی آئیں جس میں ملاح اور سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے ان لوگوں کو امان بھی دی خلعت بھی دی اور خاطر مدارت سے بھی پیش آیا۔ اس حسن سلوک سے امان کے چاہنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔ خبیث نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دہانہ دریا پر مامور کر دیا تا کہ جنگی کشتیوں کے بیڑے تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایہ عاطفت میں جا کر پناہ گزیں نہ ہوں۔

زنگیوں کا بحری حملہ: بعد ازاں بہبود امیر البحر کو براہ دریا حملہ کی تیاری کا حکم دیا۔ ابو العباس مقابلہ پر آیا نہایت سخت و خوں ریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی ہزار ہا زنگی قتل یا غرق ہوئے مجبور ہو کر بہبود کو واپس آنا پڑا۔ اس لڑائی کے بعد بھی زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابو العباس سے امان کی درخواست کی علاوہ اس کے اکثر خشکی کی فوجیں بھی امان کی خواستگار ہوئیں جن کو ابو العباس اور موفق نے سرچشمی اور فیاضی سے امان دے دی اور ایک ماہ کامل بلا جدال و قتال مقیم رہا۔

موفق کا عام معافی کا اعلان: پندرھویں شعبان سنہ مذکور کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درستی اور تیاری کا حکم دیا۔ پچاس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ براہ دریا اور خشکی مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی سے محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے منادی کرا دی کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امان کا خواستگار ہو اور جس کو اپنی جان دو بھر ہو اپنے مال و اسباب کو لاوارث اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ ہمارے خارہ شگاف تلواروں اور نوک دار تیروں کے مقابلہ پر آئے یہ رعایت خاص عام باشندگان مختارہ اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی۔ خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہ ملے گا'' اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ سے شہر میں پھنکوائے اکثر باشندگان مختارہ اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔ بلا جدال و قتال خبیث کا جتھا ٹوٹ گیا۔ اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آئے۔

موفقیہ کی تعمیر: اگلے دن مصلح موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر کے آباد کرنے کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم

گیا۔ تھوڑے دنوں میں لشکریوں' سرداروں' شاگرد پیشوں کے مکانات بن گئے جامع مسجد تیار ہو گئی دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ تمام ممالک محروسہ میں تجار کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے بات ہی بات میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی متعدد دکانیں کھل گئیں۔ کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہو گئیں۔

ابوالعباس کا حملہ: ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو یہ حکم دیا'' کہ مختارہ کے باہر جس قدر زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کر دو اور اپنے پُر زور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تمرد کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا زچ ہو کر امان کے خواستگار ہوں''۔ اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان میں سے اکثر امان کی درخواست کر کے موفق کے لشکر میں چلے آئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے۔ مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہ گئے۔ مگر موفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزار ہا زنگی آئے دن گرویدہ احسان ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے۔

پچاس ہزار زنگیوں کی اطاعت: انہیں دنوں اتفاق وقت سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی گرفتار کر لی جو رسد و غلہ لئے ہوئے موفق یہ کو آ رہی تھی موفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک حرکت یہ کی کہ ان میں سے ایک گروہ نے شب کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا جاسوسوں نے نصیر کو اس سے مطلع کر دیا نصیر نے قبل اس سے کہ وہ حملہ کریں اثنائے راہ میں جا کر ان کو گھیر لیا دو ایک سپہ سالار گرفتار اور دو ایک قتل ہوئے۔ باقی ماندہ سپاہی اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا۔ اس چھیڑ چھاڑ پر بھی پناہ گزیں اور امان کے خواست گاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباسی علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امان کے خواہاں ہوئے۔

خبیث کا شب خون کا منصوبہ: ماہ شوال میں خبیث نے موفق کے بلا جدال وقتال طول قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ علی بن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کر و اور کمال تیزی سے چار یا پانچ کوس کا چکر کاٹ کر سفیدیٔ صبح نمودار ہونے سے پیشتر جس وقت موفق کے لشکر ادائے نماز قضائے حاجت میں مصروف ہوں' عقب لشکر سے حملہ کر دو اور تم جس وقت حملہ کرو گے اسی وقت میں بھی مقابلہ پر آ جاؤں گا یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہو''۔ علی نے اس رائے کو استحسان کی آنکھوں سے دیکھ کر تیاری کر دی اور اسی رائے کے مطابق نصف شب کے پہلے دریا عبور کر لیا۔

علی بن ابان کی شکست: جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام پر روانہ کیا ابوالعباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑہ کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مامور کیا تاکہ علی بن ابان کے ہمراہی شکست کھا کر دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے اس راستہ پر جا کر چھپ رہا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا جوں ہی علی بن ابان اس راہ سے

گزرا ابو العباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگے ابو العباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ تیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی طرف بھاگے بحری فوج نے عبور کرنے سے روکا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی اکثر حصہ کام آ گیا۔ کچھ دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قید کر لئے گئے۔ معدودے چند چھپ چھپا کر بچ گئے۔ صبح ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

زنگیوں کے سروں کی نمائش: آفتاب کی سرخی کنارہ آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی قریب طلوع آفتاب ابو العباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی بعد ازاں قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے فرط محبت سے گلے لگا لیا دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات استفسار کیے۔ دوپہر کے قریب حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں بار کر کے خبیث کے محل سرا کے سامنے دکھلانے کی غرض سے لے جاؤ۔ خبیث اور اس کے ہمراہیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی۔ تمسخر سے کہنے لگے۔ ''موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے۔ ہم لوگوں کو دکھلانے اور زنگی دلاوروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جو شامت اعمال سے جا کر اس سے امان کے خواہاں ہوئے ہیں اور یہ سر مصنوعی ہیں آدمی کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں'' جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو خبر کر دی۔ موفق نے ان سروں کو منجنیقوں میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھنکوا دیا ایک ہنگامہ شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رو اٹھتا تھا خبیث بھی ان سروں کے دیکھنے کو آیا۔ صبر نہ ہو سکا۔ گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

مختارہ کے محاصرہ میں سختی: اس واقعہ کے بعد ابو العباس اور زنگیوں میں متعدد دریائی لڑائیاں ہوئیں اور سب میں ابو العباس فتح مند ہوتا رہا تا آنکہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی۔ غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی قریب اختتام پہنچ گیا۔ مگر فریق محاصرہ کی سختی کی وہی کیفیت تھی۔ بڑے بڑے سورما اور نامی نامی سردار فاقہ کشی اور شدت حصار سے تنگ آ کر شہر سے نکل آئے۔ امان کی درخواست کی۔ مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد بربوئی وغیرہ۔ محمد بن حرث بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کے سپرد تھی اور احمد بربوئی زنگیوں کے نامور جنگ آوروں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امان دی انعام دیئے۔ صلے دیئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

زنگیوں کا ناکام حملہ: خبیث نے یوماً فیوماً اپنے ہمراہیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبل[1] دوسرے کا نام ابو الندی تھا) کو دس ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ شہر کے ایک غربی جانب سے نکل کر تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا۔ جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی۔ موفق نے ایک فوج بسرافسری اپنے آزاد غلام (اس کا نام زیرک تھا) کے بھیج دی چنانچہ جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا قصد کیا شاہی لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی ہزاروں قتل ہو گئے سینکڑوں دریا میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔ زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ رہی سہی قوت جاتی رہی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پذیر ہو

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔

[2] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔

رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب مائل ہوتی جاتی تھی۔

زنگیوں اور عساکر شاہی میں جھڑپیں: خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا معتبر معتبر نامی نامی سرداروں کو راستہ کی محافظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امان حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طول حصار سے کوئی فائدہ نہ ہوگا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔ موفق نے اس پیام پر اپنے بیٹے ابو العباس کو نہر غربی کی جانب حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی۔ کمال شدت سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے دوپہر ہوتے ہوتے ابو العباس کی فتح مندی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قریب ظہر علی بن ابان اپنے مورچہ سے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے کو ہٹا۔ خبیث نے اس امر کا احساس کر کے سلیمان بن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی ابن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر جم گئے شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابو العباس کی فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی لشکر شہر کی جانب بھاگا۔

اس اثناء میں ایک گروہ ان زنگیوں کا آ گیا جنہوں نے امان حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو العباس اس کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا تھا مگر ان لوگوں کی تحریک سے نہر اتراک کی طرف بڑھا۔ اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ابو العباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے قصد سے ان پر حملہ کر دیا۔ چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور گروہ محافظین کا وارا نیارا کر دیا خبیث نے یہ خبر پا کر اپنے سرداروں کو للکارا زنگی فوجیں خبیث کی آواز سن کر دوڑ پڑیں۔ ابو العباس بہ وجہ قلت فوج پیچھے ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کی صورت اختیار کر لی اور ابو العباس کو پھر اپنے حریف مقابل کے مقابلہ میں فتح مندی حاصل ہو گئی۔

ابو العباس کی ناکامی: مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی سے بدل گئی۔ سلیمان ابن جامع ابو العباس کی پہلی کامیابی کا احساس کر کے فوج کثیر لے کر بالائے نہر چلا گیا تھا اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابو العباس کے لشکر پر عقب سے حملہ آور ہوا جبکہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جدال وقتال تھا ابو العباس کی رکاب کی فوج جوں ہی سلیمان کے لشکر کی مدافعت کی جانب مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست کا لباس پہنے ہوئے فرار ہونے والی تھیں اس سے ابو العباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑی موفق کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ مارا گیا اور چند نامی سورما بھی کام آ گئے۔ ابو العباس ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقعہ ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ قلوب مضبوط اور قوی ہو گئے اور ان کو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔

موفق کا مختارہ پر حملہ: موفق کو یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گزری سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا" ان شاء اللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی جانب سے عام حملہ کیا جائے گا اور سامنے کے برج پر جس طرح ممکن ہوگا قبضہ کر لوں گا۔ شہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے۔ دوسری جانب سے میرا ہو نہار بیٹا ابو العباس حملہ کرے گا تم لوگ اس اتفاقی

ناکامی سے بددل نہ ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے وہ ضرور ہم کو ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا''۔
سرداران لشکر اس عام حکم کو سن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے۔ حملہ کی تیاری میں مصروف ہوئے صبح ہوتے ہی تیار ہو کر موفق کے خیمہ کے پاس آئے سلامی دی موفق نے لشکر مرتب کر کے نہر اتراک کے عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ''بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا'' پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا۔ یہ دن چہارشنبہ کا تھا اور ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔
شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھتا جاتا ہے۔ نہایت مضبوط و مستحکم ہے جابجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی نصب ہیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود ہیں۔ انکلائی بن خبیث مع سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان کے اسی حصہ میں ہے۔ غرض بظاہر اس کی کامیابی دشوار معلوم ہو رہی ہے۔

جانبین کی سنگباری: خبیث نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر سنگ باری کا حکم دے دیا۔ نہایت تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں تڑاتڑ پتھر گرنے لگے قدر انداز وں نے روح و تن کے فیصلہ کرنے کو تیر و کمانیں اٹھالیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کے بعد شہر پناہ کی دیواروں کے قریب جانا کارے دارد تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر موفق کا لشکر اس خوفناک و جانستاں منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رک گیا۔ موفق نے للکار کر کہا'' میرے شیرو! کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت زنگی چلا رہے ہیں تمہاری مردانگی کی سدراہ ہوں گی۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری جوانمردی اور دلاوری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے''۔ یہ آواز نہ تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو چشم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی جاں نثار دولت بلا تامل و غور بات ہی بات میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کی مینہ کی پروا کی اور نہ سنگ باری کا ان کو کچھ خوف ہوا۔

شہر فصیل پر قبضہ: شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر منہدم کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ زنگیوں نے سنگ باری سے ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے سیڑھیاں لگا کر فصیل شہر پر چڑھ گئے اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر لیا ہی لیا۔ علم دولت عباسیہ نصب کر دیا گیا منجنیقیں اور آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی۔ زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ دوسری جانب ابوالعباس لڑ رہا تھا۔ اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابوالعباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دے دی علی بن ابان نے بھاگ کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا ابوالعباس کا لشکر جوش کامیابی میں دیوار وں تک پہنچ گیا اور اس میں ایک روزن کر کے بزور تیغ گھس پڑا۔ سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ ابوالعباس کے رکاب کی فوج اپنے مورچہ میں واپس آ گئی۔

معرکہ میدان خبیث: مزدوروں نے فوراً اس روزن کو بند کر دیا مگر دوسری طرف موفق کی رکاب کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن کر لئے خندق پر ایک مختصر سا پل بنا لیا جس سے باسانی تمام شاہی لشکر عبور کر گیا۔ زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکر ان کو قتل و گرفتار کرتا ہوا ویرا ابن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے آگ لگا دی۔ اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر شکست کھا کر بھاگے میدان خبیث تک پہنچے خبیث خود سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا۔ اپنے ہمراہیوں کو للکار للکار کر لڑوانے لگا مگر کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر تیار تھا۔ آخر

کار خبیث کے خاص خاص ہمراہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتح مندگروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپسی کا حکم دے دیا تھا۔

ابوالعباس کی فتح مندانہ مراجعت: ابوالعباس کو پناہ گزیں زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے مراجعت میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہوگئی زنگیوں کو موقع مل گیا یورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کسی قدر کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔ بہبود (زنگیوں کا امیر البحر) مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا۔ واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ہمراہیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آ گئی اور ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض منہزمین نے امان کی درخواست کی جس کو موفق نے بطیب خاطر منظور کر لیا۔ از انجملہ زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا۔ موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابوالعباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ اٹھیسویں ماہ ذی الحجہ ۲۶۹ھ کا ہے)

زنگی سپہ سالار کی اطاعت: ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم معروف بہ سجان نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت کی گردن جھکا دی امان کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کئے۔ اگلے دن خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کر خبیث کے محل سرا کی طرف روانہ کیا۔ سپہ سالاران خبیث اور اس کے ہمراہیوں کے مصائب اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق اور عادات کو بالتفصیل بیان کئے اور واپس آیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی نامی رؤسا اور سردار موفق کے پاس امان حاصل کر کے چلے آئے۔

مختارہ پر حملہ کی تیاریاں: ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بلا جدال و قتال محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا رہا۔ ۵ ربیع الاول کو بقصد حملہ لشکر کو پھر مرتب کیا سرداران لشکر کو شہر کی ایک ایک سمت پر مامور فرمایا۔ ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والوں دیواروں میں روزن بنانے والوں اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والوں کا ایک گروہ متعین کیا اور ان کے پیچھے حملہ مخالف کے بچانے کی غرض سے مشہور مشہور تیر اندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروہ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانہ تیر اجل بنا دینا اور کل سپہ سالاران فوج کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد بلا اجازت میرے بقصد تعاقب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ روزنوں کی راہ سے بلا حکم میرے شہر میں داخل ہونے کا قصد کرنا۔

مختارہ پر حملہ اور پسپائی: الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا اس وقت سب کو حملہ کا حکم دیا۔ لشکر نہ تھا ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی کاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے قصد سے تیر باری شروع کی مگر شاہی تیر اندازوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے۔ چاروں طرف سے تیروں کا مینہ برسنے لگا۔ زنگی گھبرا گھبرا کر چھتوں سے اتر کر مکانوں میں چھپ گئے شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن بنا لئے۔ زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پرزور حملہ سے پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی

آگے بڑھ گیا جہاں تک جنگ سابق میں پہنچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھاتا ہوا بھاگا جاتا تھا مڑ کر حملہ کیا مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ شاہی لشکر نقصان اٹھا کر دجلہ کی جانب لوٹا۔ زنگیوں نے ان لوگوں کو قید وقتل کرنا شروع کر دیا ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہاتھ آیا موفق نے اپنے شہر موفق یہ کی طرف مراجعت کی سرداران لشکر کو بلا اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی اور جو لوگ اس معرکہ میں کام آ گئے تھے ان کے اہل وعیال کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور درستی وترتیب لشکر کا حکم صادر فرمایا۔

بنو تمیم کی سرکوبی: اس کے بعد موفق تک یہ خبر پہنچی کہ بعض بادیہ نشینان بنو تمیم زنگیوں کو رسد وغلہ پہنچاتے ہیں سن کر آگ بگولہ ہو گیا اسی وقت ایک لشکر بنو تمیم کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا جس نے پہنچتے کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کر دیا' اکثر قتل کئے گئے اور جو قید ہو کر آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دے دیا۔ حدود بصرہ تک رسد وغلہ کی آمد روک دیا ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہو گئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا۔ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ زنگیوں کی ایک جماعت شدت گرسنگی سے تنگ آ کر تلاش اشیاء خوردنی کے لئے بلاد وقصبات بعیدہ میں پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کے سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو متعین کیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امان حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا۔ اس حسن تدبیر سے بھی ہزار ہا زنگی موفق کے سایہ امان میں آ گئے اور ہزاروں کا کام تمام کر دیا گیا۔

بہبود کا قتل: خبیث اور اس کے ہمراہی جب اس حال بد تک پہنچ گئے تب موفق اور اس کے لڑکے نے پھر ہنگامہ کارزار کو گرم کیا روزانہ جنگ وخون ریزی سے زنگیوں کی گرمی دماغ فرو کرتے لگے انہیں معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبدالواحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کے اعظم فتوحات کا مقدمہ تھا ویسا ہی زنگیوں کے ادبار کا یہ پیش خیمہ تھا۔ اس کے مارے جانے سے عساکر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی۔ یہ کم بخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لئے ہوئے دریا میں گشت کرتا رہتا تھا۔ کشتی پر عباسی پھریرا کی طرح پھریرا نصب کیا تھا۔ اسلامی جنگی کشتیوں کا یہ بیڑہ اس نے یہ خیال کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی جنگی کشتی ہے متعرض نہ ہوتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کر دیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابوالعباس کے ہاتھ لگ گیا۔ قریب تھا کہ اس مکار کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا۔ اہل کشتی لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ موفق کے غلام نے لپک کر اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہو گیا تڑپ کر دریا میں گرا ہمراہیوں نے اٹھا کر کشتی میں رکھا اور روانہ ہو گئے۔ خبیث تک پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا۔ موفق نے اہل کشتی اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور گراں بہا خلعتیں عنایت کیں۔

شہر پناہ کی دیواروں کا انہدام: بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو طمع دامن گیر ہوئی بہبود کے عزہ واقارب کو گرفتار کر کے مال واسباب کو طلب کیا ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر خبیث نے بعض کو ان میں سے پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو خزانہ کی امید میں کھدوا دیا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہوئی اکثر بھاگ کر موفق کے پاس چلے آئے موفق نے عہدہ ہائے جلیلہ اور انعامات عطا فرمائے اور بقیہ ہمراہیان بہبود کو امان دینے کی منادی کرا دی چونکہ اکثر اوقات

ہوائے مخالف کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کی جانب غربی کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور فوج محافظ کی حفاظت کی غرض سے مورچے قائم کئے اردگرد عمیق عمیق خندقیں کھدوائیں مگر ناواقفیت راہ اور پہاڑی دروں کے سبب سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا۔ زنگیوں کی یہ راہیں اچھی طرح معلوم تھیں وقت بے وقت دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے دفعتہً حملہ کر دیتے تھے اور ان غریب لشکریوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہ پہنچ سکتی تھی۔

موفق نے مجبور ہو کر اپنے اس قصد سے رک کر پھر انہدام شہر پناہ کی طرف توجہ منعطف کی اور راستہ کو فراخ کرنے میں جان توڑ کوشش کرنے لگا۔ اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آ کر شمشیر بکف میدان جنگ میں جا پہنچتا۔ آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز کی جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمٰی کی جانب شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا۔ زنگیوں نے یورش کی۔ موفق بذات خاص لڑنے لگا ہر سردار اور سپاہی جاں فروشی پر تیار ہو گیا۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ جانبین کے ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ زخمیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں حریفوں میں سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ ظہور میں نہ آیا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔

زنگیوں کی مزاحمت: شہر کے شمالی جانب دو پل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا محصورین وقت جنگ اکثر انہیں پلوں سے عبور کر کے شاہی لشکر پر آ پڑتے تھے اور نقصان کثیر پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کر کہ جب کہ زنگیوں سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج معہ مزدوروں کے ان کے توڑنے کو بھیج دیا۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی شاہی فوج نے دوپہر تک توڑ ڈالا۔ بعد اس کے موفق کی رکاب کی فوج ایک دوسری جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس پڑی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک بڑھ گئی جہاں کہ خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک بہت بڑی خوں ریز جنگ کے بعد اس کے ممبر کو موفق کے پاس اٹھا لائے زنگیوں نے ہر چند کوشش کی مر جانے پر تیار ہوئے لیکن اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد شہر پناہ کی دیوار منہدم ہو گئی فتح مندی کے آثار نمایاں ہو چلے مگر ہنگامہ کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پیشتر تھا۔

موفق کی زخمی حالت میں مراجعت: اس اثناء میں اتفاق سے جبکہ جمادی الاوّل ۲۶۹ھ کے پورا کرنے کو پانچ راتیں رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آ لگا اسی وقت لڑائی موقوف کر دی اپنے لشکر گاہ موفقیہ میں واپس آیا۔ زخم کے علاج میں مصروف ہوا اگلے دن لشکریوں کی تسلی خاطر کے خیال سے پھر میدان جنگ کا راستہ لیا تمام دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی صاحب فراش ہو گیا۔ مصاحبوں نے بغداد کی طرف مراجعت کرنے کی رائے دی موفق نے اس رائے سے مخالفت کی اور کچھ وقت کے لئے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا۔ بڑی دھوم دھام سے غسل صحت کیا۔ عساکر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی۔ لشکریوں کے دل

خوش اور چہرے بشاش ہو گئے۔

مختارہ کے شہر پناہ کی دوبارہ تعمیر: زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کی غرض سے جابجا فوجیں متعین کیں موفق نے صحت یابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور شہر پناہ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمٰی کے قریب جا کر ٹکر کھانے لگیں جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج کی مدافعت پر کمربستہ تھا اور یہ تھے کہ جان پر کھیل کر پلے پڑتے تھے۔

بحرین جھڑپیں: ایک روز جبکہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ ہو رہی تھی۔ موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی جانب سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارہ پر اس تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہوئی وہ پورے زور و مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمٰی کے قریب عساکر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور اس طرف بحری فوج نے زنگیوں کے محل سرا کو جلا دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ رہنے والوں کو گرفتار و قید کر لیا۔ غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر و منصور میدان جنگ سے اپنی قیام گاہ پر آ گئیں۔

اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا۔ اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائے بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا اس کے باپ خبیث کے محل سے ملا ہوا تھا علی بن ابان نے نہروں میں جو محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عساکر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تا کہ اسلامی فوجیں انکلائے کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہوا دوسرا حصہ بدستور مصروف جدال و قتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکات سے مطلع ہو کر فوراً اپنی رکاب کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر مامور کیا اور دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملہ کا اشارہ کیا باقی رہی تیسری ٹکڑی۔ جس کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے بیڑہ جنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی جوں ہی جنگی کشتیاں دیوار شہر پناہ کے قریب پہنچتیں اوپر سے سنگ باری اور آتش باری ہونے لگتی تھی مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا ایک شبانہ روز اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی۔

قصر خبیث پر حملہ: موفق نے یہ رنگ دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے پاٹنے اور ان کو ادویہ مانع احراق سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین اور نائی جنگ آوروں کے ایک گروہ کو اس پر متعین فرمایا تمام رات جنگ کے اہتمام سے رہا۔ سرداران لشکر کو ہدایتیں لشکریوں کو بڑھاوے اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا۔ اسی شب میں عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سیکرٹری) نے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امان دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت جنگ تقسیم کرنے کے خیال سے ابو العباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات کے جلا دینے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب و متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی ادویہ سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا روانہ ہوئیں۔

قصر خبیث کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتش باری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتش باری کرتا ہوا قصر خبیث کے نیچے جا لگا۔ نفاطوں نے گرم تیل کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دی قصر خبیث کی بیرونی عمارت جلا کر خاک وسیاہ کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محل سرا خبیث میں جا چھپا عساکر اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جس قدر مکانات تھے سب میں آگ لگا دی بڑے بڑے عالی شان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے دم کی دم میں نیست ونابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس کو عساکر اسلامیہ نے پہنچ کر لوٹ لیا اور عورتوں کی ایک جماعت کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی نامی سرداروں کے مکانات اور تیز انکلائے بن خبیث کا محل جل کر ایک تودہ خاک ہو گیا اس اثناء میں عشاء کا وقت آ گیا۔ موفق نے عساکر اسلامیہ کو واپسی کا حکم دیا۔

امیر البحر نصیر کا خاتمہ: اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کو مامور کیا جس کو خبیث نے نہر ابی خصیب پر حال میں علاوہ ان دو پلوں کے تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے شرقی جانب تھے اور سرداران عساکر اسلامیہ کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا۔ نصیر پہلے ہی حملہ میں معہ اپنی جنگی کشتیوں کے پل کے قریب پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اسلامی کشتیاں اور بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے دہانہ نہر بند کر رکھا تھا زنگیوں نے اس امر کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکر کھا گئیں متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں۔ گرفتار ہو جانے کے خیال سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر نے بھی انہیں ملاحوں کے ساتھ اپنے کو دریا میں ڈال دیا خود ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح وسلامت واپس آئیں۔ تمام دن بڑے زور وشور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان بن جامع (زنگیوں کے نامور سردار) نے اس لڑائی میں کمال مردانگی سے کام لیا جس طرف جاتا تھا صفوف لشکر کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر اختتام جنگ کے قریب شکست کھا کر بھاگا سوء اتفاق سے ان مقامات سے ہو کر گزرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دیتے رہتے بہ ہزار جدوجہد اس سے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ موفق بھی صحیح وسالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

شکستہ پلوں کی از سر نو تعمیر: اسی شب میں موفق بعارضہ وجع مفاصل گرفتار ہو گیا ماہ شعبان ۲۶۹ھ تک سلسلہ علالت قائم رہا مجبوری ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا پلوں کو درست کر لیا۔ علی الخصوص اس پل کو از سر نو تعمیر کر لیا جہاں پر کہ نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا۔ مزید برآں پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ڈھیر باندھ دیئے تا کہ کشتیوں کی آمد ورفت نہ ہو سکے۔

نہر ابی خصیب کا معرکہ: موفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو دو حصوں پر منقسم کر کے ایک کو نہر ابی خصیب کے شرقی جانب اور دوسرے کو غربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدوروں نجاروں اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور نے وغیرہ بار کرا کر روانہ کیا تھا۔ غرض

پل کے جلانے اور دمدموں کے توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دس شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کارزار گرم کرنے کو چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا ونکلاے بن خبیث' ابن ابان اور ابن جامع پل کو بچانے کو بڑھے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی دونوں طرف سے سینکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہوئے۔ عشاء کے وقت تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دمدموں کو توڑ کر نہر میں بہا دیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنا شروع کر دیں نجاروں نے پہنچ کر پل کے پرزہ پرزہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور گھاس پھوس اور نے کو ڈال کر روغن نفط کو چھڑک کر آگ لگا دی۔ نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا کشتیوں کی آمد ورفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں مارا گیا۔ کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی موفق نے ان کو اپنے سایہ امن و عاطفت میں جگہ دی۔

موفق کی نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب پیش قدمی: خبیث اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہر ابی الخصیب کے شرقی جانب چلا آیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد تو بالکل بند ہو گئی تھی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا تھا وہ بھی تمام ہو گیا گرانی اور گرسنگی کی یہ نوبت پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا بعد ازاں جب اس سے بھی کفایت نہ کی تو آدمیوں نے آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم خم وہی رہا اور موفق جانب شرق کے منہدم کرنے میں اسی سرگرمی سے مصروف رہا جیسا کہ جانب غربی کے توڑنے میں مشغول تھا اسی سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دمدمے اور اونچی اونچی چوڑی دیواریں چاروں طرف محافظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جابجا منجنیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچ کر رک گئیں موفق نے للکارا مگر بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیث کے پھریروں کو کھینچا ان کا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں۔ سارا مکان ایک لمحہ میں جل کر خاک وسیاہ ہو گیا عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا قرب وجوار کے مکانات میں آگ لگا دی۔

خبیث کے ہمراہیوں کو امان: خبیث کے خاص خاص مصاحبین امان کے خواستگار ہوئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امان دی انعامات دیئے' صلے دیئے۔ ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتا دیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا۔ اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلا دینے کے قصد سے نفاطوں کو لے کر قتل وغارت کرتا ہوا بڑھا زنگیوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ موفق کے لشکریوں نے آگ لگا دی تمام دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آیا تجار اور ساہوکار موقع پا کر بالائے شہر میں اٹھ گئے۔

قلعہ پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد خبیث نے منارہ کی جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہر کی جانب غربی میں حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل وعیال غربی

جانب سے شرقی جانب چلے آئے باقی رہے ان کے ہمراہی وہ نہر غربی ہی پر مقیم رہے۔ موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر غربی جانب پر حملہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی دونوں فریق کے مارے گئے۔ بالآخر موفق نے مختارہ کے شہر پناہ کو نہر غربی تک جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ اس سمت میں خبیث کے نامی نامی سپہ سالاروں کا جمگھٹا تھا ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا سامان کئے ہوئے پناہ گزیں تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر مصروف جدال وقتال رہتا اس وقت لوگ دائیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کے سر کرنے کے قصد سے سرداران لشکر کو جمع کیا اور دریا اور خشکی کے راستہ سے ایک عام حملہ کا حکم دیا۔ خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کو مہلبی اور ابن جامع کو مامور کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی خائب وخاسر مجبوراً موفق کے لشکریوں کے حوالے کر کے بھاگ گئے زنگیوں کا ایک گروہ کثیر کھیت رہا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے پر عورتوں اور لڑکوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق مظفر ومنصور اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

غربی جانب موفق کا قبضہ: جس وقت موفق نے خبیث کے محل سرا کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کو وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اوّل پل کو جو نہر ابی الخصیب پر تھا جلا دیا اس غرض سے زنگی فوجیں ایک دوسرے کی مدد کو نہ پہنچ سکیں اس پل کے توڑنے اور جلانے میں بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتش باری ہوئی ہزار ہا پچکاری روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل کے جلانے کا سامان تھا موفق عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کر دہانہ نہر ابی الخصیب پر حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر کے شرقی اور غربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا تا آنکہ موفق کے لشکری پل تک غربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی سپردگی میں تھی ایک سخت وخون ریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل کے جانب غربی میں آگ لگا دی اس اثناء میں موفق کے لشکر کا دوسرا کالم شرقی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی۔ زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں پل' گھاٹ جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوا کرتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا۔ خبیث معہ اپنے ہمراہیوں کے اس سمت سے دوسری سمت شہر کے شرقی جانب چلا گیا اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا غربی جانب پر گاڑ دیا۔ خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو بھاگ سکے بھاگ گئے انہیں فراریوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

اس پل کے جل جانے کے بعد ادھر خبیث نے دوسرے پل کی حفاظت پر نامی نامی سپہ سالاروں کو متعین کیا ادھر موفق نے اس پل کے جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا۔ مشہور مشہور تیر و تیزانداز ماؤں کی ایک فوج مرتب کی گئی۔ بڑے بڑے سورماؤں کو اس کی افسری دی گئی۔ پل توڑنے کے آلات' گرم تیل کی پچکاریاں کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ہمراہ تھی۔ دونوں فوجیں رو در رو ہوتے ہی بھڑ گئیں غربی جانب میں ابو العباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابن جامع تھا اور شرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلبی لڑ رہا تھا۔ تین پہر کامل لڑائی ہوتی رہی آخر الامر انکلائے اور ابن جامع کو شکست ہوئی فتح مند گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی۔ بات ہی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔

انکلائے اور ابن جامع مع اپنے ہمراہیوں کے نہر میں کود پڑا اور مجبوراً ایک گروہ کثیر ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں ہزار خرابی وقت بچ گئے پل کے جلنے کی حالت میں جو شعلے حرارت فاعلی کی وجہ سے آسمان سے باتیں کرنے کو بلند ہو رہے تھے اور پھر اجزاء کثیفہ ارضیہ کے مل جانے سے اپنے مرکز ثقل کی طرف گر رہے تھے انہوں نے ان مکانات' باغات اور بازاروں میں آتش زنی شروع کر دی جو کنارے نہر پر تھے موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل رہا تھا۔ خبیث کے اس مکان کو لوٹ لیا جس میں محل سرا کے جلنے کے بعد آ ٹھہرا تھا عورتوں اور لڑکوں کو قید سے رہا کیا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہر ابی خصیب میں لنگر زن تھیں دجلہ کی جانب نکالا جوں ہی دہانہ نہر سے نکلیں اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی۔ خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا بعد اس کے سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا) امان کا خواستگار ہوا تھوڑی دیر توقف کر کے اس کو بھی امان دے دی گئی۔

سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے اُن سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا حسن سلوک سے پیش آیا۔ اس کے بعد ہی شبل بن سالم زنگیوں کا ایک دوسرا نامور سپہ سالار بھی امان حاصل کر کے موفق کے لشکر میں چلا آیا خبیث اور اس کے ارکین دولت کو ان لوگوں کے امان حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے چلے آنے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس وجہ سے اٹھانا پڑا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شب خون مارتا تھا جس سے اس کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

شرقی جانب موفق کا قبضہ: انہیں لڑائیوں میں ایک روز موفق نے دربار عام کیا سرداران لشکر' ارکین دولت' ارباب شوریٰ اور وہ نامی نامی سپہ سالار بھی حسب مدارج حاضر ہوئے جو فریق مخالف سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزین ہوئے تھے موفق نے حمد و نعت کے بعد پناہ گزین سپہ سالاران لشکر مخالف سے مخاطب ہو کر کہا" میرے عزیزو دلاورو! تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی اس کا شکریہ یہ ہے کہ مختارہ کی جانب شرقی پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کر کوشش کرو تم لوگ اس کی راہوں اور ہر قسم کے حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصاً و مخلصاً للہ اس مہم کو سر کرو میں علاوہ رہین منت ہونے کے تم لوگوں کو خاطر خواہ انعام دوں گا" پناہ گزین سپہ سالاروں نے یک زبان ہو کر عرض کی" خداوند نعمت! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں مگر گزارش یہ ہے کہ ہم لوگ کسی مخصوص سمت کی طرف متعین فرمائے جائیں تاکہ ہماری جان نثاری اور دشمنان دولت کے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں"۔ یہ بات معقول تھی موفق نے منظور فرمائی اسی وقت دجلہ کے تمام گھاٹوں پر کشتی کی فراہمی کا گشتی فرمان بھیج دیا چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی دو ہی ایک روز میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی موجود ہو گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔

موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو مختارہ کے شرقی جانب سے دریا کے راستہ حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر خبیث کے محل سرا جلانے پر قادر نہ ہو سکنا تو مہلبی کے مکان پر آ کر جمع ہونا ابو العباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی

کشتیوں کا بیڑہ تھا جو شرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر علاوہ اور مزدوروں کے دس ہزار فوج تھی۔ خشکی کی راہ سے دریا کے کنارہ کنارہ ایک فوج قدر اندازوں کی روانہ کی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑہ جنگی سے مزاحمت کریں تو ان کو بے تامل نشانہ تیر اجل بنا دینا یہ دونوں فوجیں اوّل ہی شب میں ذی قعدہ کو روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذی قعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خود بھی چیدہ چیدہ جنگ آوروں کو لئے ہوئے حملہ کے ارادہ سے بڑھا۔ ادھر زنگیوں نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ شاہی تیرانداز جواب ترکی بہ ترکی دینے پر تل گئے۔ دوسری طرف سے موفق نے حملہ کر دیا۔ ابوالعباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس کی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جس کا خاتمہ جنگ پر وارانیارا کیا گیا۔

موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا خبیث نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا چاروں طرف سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے مگر فوراً منہ کی کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس کو حریف مقابل کے تصرف سے بچانے کو آئے تھے اس کو بمجبوری اپنے مقابل حریف کے حوالہ کر گئے۔ فتح مند گروہ نے فرش اسباب سامان آرائش غرض اور جو کچھ پایا لوٹ لیا تیں نفر عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ خبیث بھاگ کر مہلبی کے مکان میں جا چھپا شاہی لشکر نے تعاقب کیا خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو نکل بھاگا۔ مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس اثناء میں شام ہو گئی لشکر مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر بار کرنے میں مصروف ہوئے زنگیوں کی طمع دامن گیر ہوئی جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آئے اور نیچا دیکھ کر واپس گئے۔ موفق نے معہ اپنے لشکر کے مظفر و منصور موفقیہ کی جانب مراجعت کی۔

اس واقعہ کے بعد لولوء ابن طولون کے غلام کی عرضی آئی جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی۔ موفق نے مصلحتاً لولوء کے آنے تک لڑائی موقوف کر دی۔

بند نہر ابی خصیب پر قبضہ: ۳ محرم ۲۷۰ھ کو لولوء ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ میں وارد ہوا۔ موفق نے حسب مدارج اس کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔

چونکہ خبیث نے زمانہ قبضہ نہر ابی خصیب میں پلوں کو تڑوا کر ایک جدید باندھ دہانہ نہر پر دونوں طرف سے اپنا بندھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آ گئی تھی کشتیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی اور اگر اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آئندہ کامیابی اس باندھ کے توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اس کے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کی مدافعت میں سرگرم تھا۔ لولوء کے آنے پر موفق نے اس مہم پر لولوء کو متعین فرمایا۔ چنانچہ لولوء نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی سینکڑوں مکانات جو کنارہ پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے۔ ہزارہا آدمی خاک و خون میں ملائے گئے۔ غربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ہنوز موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پر چند مکانات اور باغات تھے جن کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروہ مامور تھا ابوالعباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا۔ مخالفین میں سے سوائے معدودے چند کے کوئی جاں بر نہ ہوا۔ اس کے بعد لولوء نے بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کو کھود ڈالا۔

شبل بن سالم کا حملہ: خبیث طیش میں آ کر خود مقابلہ پر آیا اور ابوالعباس موقع پا کر مہلب کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کی رکاب میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑی کو علیحدہ کر کے ایک گوشہ میں چھپا کر

یہ ہدایت کردی کہ جس وقت تم لوگ قرنا کی آواز سنا جب میں اپنے سیاہ پھریرہ کو جو کرنافی کے مکان پر نصب ہے جنبش دوں اس وقت بے تامل حملہ کر دینا۔ زنگیوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ ابوالعباس کے مقابلہ پر جی توڑ کر لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ دفعتہً شبل بن سالم نے زنگیوں کے عقب میں پہنچ کر سیاہ جھنڈی کو حرکت دی، قرنا والے نے قرنا بجایا سارا میدانِ جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا۔ زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ہزار ہا مارے گئے اور بے شمار ڈوب کر دریا ہی میں مر گئے یہ واقعہ ستائیس محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔

شہر پر قبضہ: موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ خلیل اور ابن ابان معہ اپنے بھائی کی اولاد کے گرفتار کر لیا گیا۔ خبیث معہ اپنے بیٹے انکلائے اور ابن جامع وغیرہ سپہ سالاروں کے نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا جس کو بوقت فرار اپنا ملجا و ماوا قرار رکھا تھا۔ موفق نے دریا کے راستہ تعاقب کیا اور لولو نے خشکی کا راستہ لیا۔ نہر کے کنارے پر خبیث سے ملاقات ہو گئی۔ خبیث نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولو نے اپنے ہمراہیوں کے دو چار گھوڑوں کو بازکر دہانہ نہر میں ڈال دیا اور اس پر سے مع اپنے ہمراہیوں کے عبور کر کے خبیث سے جا بھڑا۔ خبیث دو چار ہاتھ لڑ کر پھر بھاگا۔ لولو نے تعاقب کیا۔ خبیث کمال سرعت سے نہر سامان عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قرب میں تھی۔ چونکہ شام کا وقت آ گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا لولو نے مع اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی موفق نے لولو اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت اور اپنے ہمراہیوں کو لولو کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم نے لولو کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہماری خطا معاف کی جائے۔ آئندہ سے ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پناہ گزین زنگیوں کی سرفروشی: اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے سردارانِ لشکر کو جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے سے دریغ نہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے ہوئے زندہ واپس نہ آئیں گے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تاکہ حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چرا کر ہم لوگ اس طرف آنے کا قصد نہ کریں۔ موفق نے زنگیوں کی اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہو گیا۔ سردارانِ لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہوا۔

خبیث زنگی کا قتل: ۳ صفر ۲۷۰ھ کو جمعہ کا دن تھا حملہ کے لئے لشکر کی روانگی کا حکم دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا۔ عساکر اسلامیہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر پر جا پہنچے گھسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کے سنبھالنے اور روکنے پر چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کیا موفق نے اس امر کا احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دی خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر متوجہ کیا مگر اس کمک کے پہنچنے سے پیشتر میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہیں کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی چاروں طرف سے قتل اور گیر و دار کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خبیث کے ساتھ معدودے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے۔ از ان جملہ مہلبی تھا

سیب کا بیٹا انکلائے اور ابن جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلا عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے ابو العباس کے حکم سے ان کا تعاقب کیا اسی اثناء میں ابراہیم بن جعفر ہمدانی زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار گرفتار کر لیا گیا ابو العباس نے مشکیں بندھوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔ اس کے بعد بقیہ زنگیوں نے مجتمع ہو کر خبیث کے ابھارنے سے عساکر اسلامیہ پر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ نہایت پُرجوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عساکر اسلامیہ کو اس حملہ میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھال کر ایسا پُرزور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ موفق نے خبیث کا تعاقب کیا انتہائے نہر ابی خصیب تک بڑھتا چلا گیا بوقت مراجعت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید ہو کر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا لولو کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا۔ موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔

<u>انکلائے اور مہلبی کی گرفتاری</u>: انکلائے اور مہلبی دیاری کی طرف بھاگ گیا تھا۔ موفق نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کیا چنانچہ انکلائے اور مہلبی معہ پانچ ہزار زنگیوں کے گرفتار ہوا تھا مہلبی اور انکلائے کی مشکیں باندھ دی گئیں۔ درمونہ زنگی اس واقعہ سے پیشتر خبیث کے اشارہ سے دشوار گزار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا ان دہاڑے لوٹ لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ تجارت پیشہ اور مسافروں کو ان سے سخت زحمت تھی لیکن ان کو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر لگی بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑا موفق کی خدمت میں امان کی درخواست کی۔ موفق نے نہایت فراخ حوصلگی سے امان دے دی۔ درمونہ نے امان حاصل کرنے کے بعد منصوبہ مال و اسباب کو ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک نیتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

<u>اعلان امن</u>: موفق نے اس مہم کو سر کر کے بلاد اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امان دیے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور خود چند دنوں تک امن و امان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفق یہ میں مقیم رہا بصرہ ایلہ اور کور دجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابو العباس کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ابو العباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو داخل بغداد ہوا۔ اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

زنگیوں کے سردار نے آخر رمضان ۲۵۵ھ میں خروج کیا تھا اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد اوّل صفر ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔

اسحاق بن کنداج کی سرگرمیاں

جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی گورنری دی گئی اور اس نے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک جداگانہ گروہ قائم کر لیا اور موقع پا کر اس نے یعقوبیہ پر حملہ کر دیا ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہ تیغ کر کے موصل کی جانب چلا آیا' اہل موصل نے ڈر کر کچھ زر نقد اور مال پر مصالحت کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی بن داؤد تھا ہنوز اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی خبر لگ گئی ابن کنداج کی مدافعت پر تیار ہو گیا۔ حمدان بن حمدون ثعلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی آملا پندرہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ہمراہیوں سے سازش کر لی جس سے ابن کنداج فتح یاب ہو گیا۔ حمدان اور علی بن داؤد نیشاپور کی جانب بھاگ گیا۔ اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔ چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا۔ نصیبین سے نکل کر آمد پہنچا عیسیٰ بن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ دو چار روز بعد جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ والی آمد اور ابوالعز موسیٰ بن زرارہ عامل اردن اعانت و امداد پر آمادہ و تیار ہو گیا۔

ابن کنداج کو سند گورنری: اس اثناء میں دربار خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام سند گورنری موصل آ پہنچی۔ ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا۔ عیسیٰ بن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کئے اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمر وغیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے۔ ابن کنداج نے اس کو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ ابن کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی۔ چنانچہ پھر سے بھڑنے میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے معرکہ آرائی کی اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ اور ابوالعز بن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ' تغلب' بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ جا کر بڑے زور و شور سے مقابلہ کیا مگر ابن کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابن شیخ اور ابن کنداج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں: مساور خارجی ۲۶۳ھ مقام ابوزیخ میں بحالت جنگ عسا کر مر گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں نے محمد بن خرزاد کو جو کہ ان دنوں شہر زور میں تھا بجائے مساور کے اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا۔ تب ان لوگوں نے ایوب بن حیان معروف غلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے عجلت کی بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی نقض بیعت کر کے اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے ان لوگوں نے جواب دیا ''اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہ کریں گے۔ محمد بن خرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ آیا مساور کے ہمراہی بھی بسر افسری ایوب بن حیان کے مقاومت کرنے کو میدان جنگ میں آئے لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں ایوب بن حیان مارا گیا۔ تب ان لوگوں نے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کی رجوعات زیادہ ہوئی۔ تھوڑے ہی

دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن خرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصور کر کے شہر زور واپس آیا اور ہارون و بلاد موصل پر قبضہ کر لیا کچھ عرصہ بعد محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بہت بڑا عابد و زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا تھا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا تا کہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔

الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا امرائے موصل یہ خبر پا کر موصل سے باہر آئے محمد بن خرزاد بھی اس کی طرف بڑھا مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے دو سو ہمراہی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد چاہی بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے۔ اس اثناء میں حمدان بن حمدون بھی آ گیا۔ ترتیب لشکر اور فراہمی آلات حرب کے خیال سے موصل کی جانب سب نے مراجعت کی۔ محمد بن خرزاد فتح یابی کی خوشیاں منانے لگا۔ لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا۔ ہارون نے موقع پا کر محمد بن خرزاد کے ہمراہیوں کو ملا لیا محمد بن خرزاد کے ہمراہ اکراد کی ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی۔ ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن خرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکراد جلالیہ پر یلغار کر دی متبعین کی جماعت بہت بڑھ گئی۔ موصل کے قرب و جوار پر ہاتھ بڑھایا۔ دجلہ کے راستہ مال در آمد و بر آمد پر چنگی مقرر کی زکوۃ اور صدقات کے وصول کرنے پر عمال مقرر کیے۔

ان واقعات کے بعد ۲۷۱ھ میں ہارون سے بنو شیبان جنگ کرنے کو آئے۔ ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان خود ہارون کی کمک پر آیا۔ نہر خازن پر بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بالآخر ہارون کا پیدل بھاگ کھڑا ہوا اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگا اور حدیثہ میں پہنچ کر مع اپنے ہمراہیوں کے قیام کر دیا۔

حالات رافع بن ہرثمہ: جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس وقت اس کے ہمراہیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو محمد بن طاہر کا ایک سپہ سالار تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اتار دیا رافع بن ہرثمہ ایک چھاپا پڑ رہا تھا۔ یعقوب صفار سے مراسم پیدا کر کے مصاحب بن گیا۔ کچھ عرصہ بعد یعقوب نے سجستان کی طرف مراجعت کی تو رافع بھی اس کے ہمراہ سجستان چلا آیا مگر یہاں پہنچ کر اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنی قیام گاہ تا میں مضافات باذغیس میں آ ٹھہرا تا آنکہ خجستانی نے رافع کو طلب کر کے اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی پھر جب خجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اسکو اپنا امیر بنایا۔

نیشاپور کا محاصرہ: رافع نے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی۔ ابو طلحہ بن شرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور چلا آیا تھا۔ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد قطعاً بند کر دی۔ ابو طلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ کر مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے)

محمد بن مہتدی کی ہزیمت: ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہتدی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام خطبہ میں پڑھا گیا عمرو بن لیث صفار نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہتدی کو شکست ہوئی جس قدر ممالک اس کے قبضہ میں تھے ان سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا۔ محمد بن سہل بن ہاشم اس کی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ابو طلحہ اس خوف سے کہ آئی گئی بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا۔ اسماعیل بن احمد سامانی

سے مدد کا خواستگار ہوا اسماعیل نے ایک لشکر جرار سے ان کی مدد کی۔ چنانچہ ابوطلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال باہر کیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

اسی ۲۷۱ھ میں موفق نے صوبجات خراسان کی گورنری محمد بن طاہر کو مرحمت فرمائی یہ اُس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنری حاصل کر کے خراسان روانہ ہوا۔ بہ لحاظِ ضرورت وقت خراسان پر اپنی طرف سے رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب کے مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال وقائم رکھا۔ دربار خلافت سے اس انتظام پر ناراضگی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہوا۔ اس پر رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہرات پر محمد بن مہتدی (ابوطلحہ کا نائب) حکومت کر رہا تھا۔ یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے یورش کر کے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر کہ رافع آ گیا ہے۔ رافع کے پاس چلا آیا۔ امان کی درخواست کی رافع نے اس کو امان دی عفو تقصیر کی اور اپنی جانب سے ہرات پر مہتدی بن محسن کو متعین کیا۔ بعد ازاں رافع کو ابوطلحہ کی فکر دامن گیر ہوئی کمی فوج کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اسماعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ ابوطلحہ کے میری مدد کرو اسماعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس امدادی فوج کے ہمراہ آیا۔ اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مرورودی کو معہ اس کی رکاب کی فوج کے بلا بھیجا اور ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے ۲۷۱ھ میں ابوطلحہ پر چڑھائی کر دی۔ یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خون ریز جنگ کے بعد ابوطلحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا مہتدی بن محسن عامل ہرات اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابوطلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے فوج کو فراہم کیا اور بعد تیاری سامان جنگ رافع سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے ان دونوں کو پھر نیچا دکھا دیا ابوطلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہتدی بن محسن ۲۷۱ھ میں گرفتار ہو گیا رافع نے کچھ عرصہ بعد رہا کر دیا اور اسی سنہ میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہل خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب مراجعت کی۔

<u>خلیفہ معتمد اور موفق کی ناانصافی</u>: چونکہ بوجوہ موفق کو ابن طولون سے منافرت اور شکررنجی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال سے موسیٰ بن بغا کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ۲۶۲ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا۔ دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھہرا رہا۔ بالآخر لشکریوں کے باہمی اختلاف و مخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا بے نیل و مرام واپس آیا۔

خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا عمال کا رد و بدل' ملک کا نظم و نسق' سرداران لشکر کی تقرر و تنزلی غرض حکومت و سلطنت کی زمام موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری' معاملہ فہمی' تیز چشمی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا اس قدر صاحب قابو ہونا ناگوار گزرتا تھا خفیہ طور سے احمد بن طولون کو اس امر کی شکایت لکھ بھیجی۔ احمد بن طولون نے تحریک کی کہ آپ میرے پاس مصر میں چلے آیئے میں آپ کی اعانت و مدد کروں گا خلیفہ معتمد اس امر پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کی غرض سے ایک لشکر رقہ میں بھیج دیا۔ موفق ان دنوں زنگیوں سے مصروف جدال و قتال تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت خیال کر کے شکار کے بہانہ سے معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے ۲۶۹ھ میں دارالخلافت سے بقصد مصر روانہ ہو گیا۔ موصل کے قریب پہنچا ان دنوں موصل

اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق بن کنداج تھا۔ موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی جانب سے بوقت روانگی خلیفہ معتمد کو لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو۔ خلیفہ معتمد کو اثناء راہ سے دارالخلافت کو لوٹا دو اور اس کے ہمراہی سرداروں کو گرفتار کر لو۔ پس جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی نذر دی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا۔ تا آنکہ ابن طولون کی گورنری کے حدود تک پہنچا۔ ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے ساتھ تھے۔ مخاطب ہو کر کہنے لگا'' کیوں حضرات تم کو ابن طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اس کو کوئی فضیلت تم پر نہیں ہے۔ وہ تم جیسا ایک شخص ہے۔ کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہو''۔ سرداروں نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اس کو رد کر دیا۔ بحث و مباحثہ ہونے لگا ابن کنداج بولا'' امیر المومنین کے حضور میں ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے۔ آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں اور خوب جی کھول کر بحث کریں۔ اگر مجھے آپ لوگ قائل کر دیں تو میں آپ کا ہم آہنگ ہو جاؤں گا''۔ سرداروں نے اُس کو منظور کر لیا خلیفہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابن کنداج کے خیمہ میں آئے اندر آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا جو دارالخلافت چھوڑ کر آئے تھے۔ ہونہار لائق بھائی (موفق) سے کشیدہ خاطر ہونے اور ایسے حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جبکہ وہ دشمنان خلافت و خاندان حکومت سے مصروف جنگ ہے۔ خلیفہ معتمد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ ابن کنداج نے اُس کو معہ ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ بجبر و اکراہ سامرا کی جانب واپس کر دیا۔

انہی وجوہات سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور عنوان خطوط سے بھی محو کر دیا۔ اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت برہم ہوا۔ مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے مصروف جدال وقتال ہے۔ ابن طولون کی گوشمالی کی جانب متوجہ نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر ہو گئی۔ ابن طولون کو دربار خلافت میں طلب کر کے بے حد لعنت وملامت کی اور بہ نظر چشم نمائی معزول کر کے اس کی گورنری پر اسحاق بن کنداج کو متعین فرمایا غرض باب شماسیہ سے افریقہ تک کے بلاد ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولوء (ابن طولون کا آزاد غلام) حمص' حلب' قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی جانب سے والی تھا۔ رقہ میں اس کا صدر مقام تھا۔ اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بد اقبالی اور موفق سے منحرف ہو جانے کا واقعہ سن کر ابن طولون سے باغی ہو گیا۔ رقہ سے نکل کر بالس پہنچا اور اس کو لوٹ لیا۔ موفق سے خط و کتابت شروع کی حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا۔ چنانچہ لولوء بالس سے روانہ ہو کر قرقیسیا میں جا اترا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے رسد و غلہ کے دینے سے انکار کیا لولوء نے نقارہ جنگ بجوا دیا اور حملہ کر دیا۔ ابن صفوان کو شکست ہوئی لولوء نے قرقیسیا پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے سپرد کر دیا اور خود ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا۔ موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا۔ بڑی عزت سے پیش آیا۔ خلعت اور انعامات مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ لولوء نے ان لڑائیوں میں نامور ی اور کامیابی حاصل کی۔

اس کے بعد ابن طولون نے اسی سنہ میں بلا کسی استحقاق کے ایک لشکر مکہ معظمہ کو موسم حج کے انتظام کی غرض سے

روانہ کی ان دنوں ہارون بن محمد والی مکہ تھا۔ ابن طولون کے لشکر سے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ موفق نے ایک لشکر جرار معظمہ کو بہ سرکردگی جعفر کے روانہ کیا۔ اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے۔ مردانگی کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا سخت معرکہ ہوا۔ ابن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ دو سو سپاہی مارے گئے۔ سپہ سالار ابن لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ لے کر رہا کیا۔ حرم شریف کی مسجد میں موفق کا عالی شان فرمان پڑھا گیا جس میں ابن طولون پر لعن طعن کی گئی تھی۔ اہل مصر صحیح وسلامت اپنے شہر کو واپس آئے۔

اسی وقت سے لولوء نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس کو ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور چار لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کیا۔ اسی زمانہ سے اس کے ادبار کی ابتداء ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو جاتا ہے کہ نان شبینہ کو بھی محتاج نظر آتا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آتا ہے۔

ابن طولون کی وفات: ۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کر کے ابن طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا۔ احمد ابن طولون اس وحشت خیز خبر کو سن کر تاب نہ لاسکا لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کی غرض سے طرسوس پر چڑھ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کروا لئے مجبور ہو کر ابن طولون نے انطاکیہ کی جانب مراجعت کی انطاکیہ پہنچ کر علیل ہو گیا اطباء نے بہت علاج کیا کچھ سود مند نہ ہوا۔ حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابن طولون کے انتقال پر اس کا لڑکا خمارویہ مقرر کیا گیا۔ ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا۔ خمارویہ سے مخالفت کی۔ خمارویہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا۔ گرمی دماغ فرو ہو گئی بدستور سابق مطیع ہو گیا۔

ان دنوں موصل اور جزیرہ کی گورنری پر اسحاق بن کنداج تھا۔ انبار رحبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد بن ابو الساج کے ہاتھ میں تھی۔ ان دونوں (ابن کنداج اور ابن ابو الساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت طلب کی اور کمک کے خواستگار ہوئے۔ موفق نے اجازت دے دی اور اعانت وامداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ابن کنداج اور ابن ابو الساج نے لشکر مرتب کر کے بقصد بلاد شام کوچ کر دیا۔ قرب وجوار کے جس قدر شہر تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن کنداج نے انطاکیہ حلب اور حمص کو دبا لیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات سے مطلع کیا خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کو روانہ کیں۔ ابن کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا۔ خمارویہ کے لشکر نے دمشق میں پہنچ کر ابن کنداج اور ابن ابو الساج سے جنگ کرنے کے قصد سے شیراز کا رخ کیا۔ ابن کنداج نے نہایت آہستگی سے لڑائی شروع کی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں زمانہ جنگ کو طول دیتا گیا اور موسم سرما آ گیا اور ابو العباس احمد بن موفق (یہی معتضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے) بغداد سے ایک فوج لئے ہوئے آ پہنچا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوئی اور اس نے غفلت کی حالت میں ان پر شب خون مارا۔ خمارویہ کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ معدودے چند جو باقی رہے انہوں نے دمشق کا راستہ لیا اور ابو العباس نے ان لوگوں کو جلا وطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے مع اپنے بقیہ لشکر کے رملہ میں قیام کیا۔ ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے

بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ابو العباس نے اجازت حاصل کر کے رقہ پر فوج کشی کر دی رقہ ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی جانب سے ابن عباس تھا۔ ابن عباس ابن کنداج کی آمد سے مطلع ہوئے جنگ کی تیاری کی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر ابن کنداج کو فتح یابی حاصل ہوئی۔

ابو العباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر پا کر مصر سے رملہ کی حمایت کو آ پہنچا دونوں لشکروں کا ایک چشمہ پر جس کا نام طواحین تھا مقابلہ ہوا۔

چونکہ ابو العباس نے ابن کنداج اور ابو الساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا کیونکہ انہوں نے امداد کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں دورنگی کی تھی اس وجہ سے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

اگرچہ خمارویہ کی رکاب میں زیادہ فوج تھی۔ لیکن ابو العباس نے نہایت ہوشیاری اور مردانگی سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا لڑائی شروع ہوئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک گوشہ میں چھپا رکھا تھا۔ قصداً پسپا ہوا۔ ابو العباس جوش کامیابی میں بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ خمارویہ کے خیمہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جس وقت اس کے ہمراہی لوٹنے میں مصروف ہوئے خمارویہ کی فوج نے میدان جنگ کے ایک گوشہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ ابو العباس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگا۔ اہل دمشق نے دروازہ نہ کھولا۔ بدرجہ مجبوری طرسوس کا راستہ لیا دونوں فوجیں بلا امیر کے لڑنے لگیں۔ خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اس کے بھائی سعید کو بجائے اس کے امیر بنایا اور قتل و غارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا اور کل بلاد شامیہ پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر لیا کوئی مزاحمت و مخاصمت کرنے والا نہ تھا۔ موفق اور اس کے بیٹے کا نام خطبہ سے نکال ڈالا گیا۔ خمارویہ اس نمایاں کامیابی کو سن کر مارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتا تھا۔ قیدیوں کو جو اس کے ہمراہ تھے رہا کر دیا۔

چند دنوں بعد اہل طرسوس کے دماغ میں بھی بغاوت کے بخارات چڑھ گئے۔ مجتمع ہو کر ابو العباس کو نکال دیا۔ بے چارہ ابو العباس بحال پریشان بغداد کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد اہل طرسوس نے مازیار کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ جب اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اس نے خمارویہ سے زر کثیر لے کر اس کے نام کو خطبہ میں شامل کر دیا۔ نیز اس کے حق میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار دینار پانچ سو تھان قیمتی قیمتی کپڑوں کے پانچ سو گھوڑے اور بے شمار آلات حرب بھیجے تھے۔ اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبہ میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار اور بھیج دیئے۔

محمد بن زید والی طبرستان: ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے وفات پائی بیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا والی ہوا۔ ان دنوں خلافت عباسیہ کا علم قزوین میں اذکوتکین کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے چار ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ رے پر چڑھائی کر دی۔ محمد بن زید بھی یہ خبر پا کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد بن زید کو شکست ہوئی اور بھاگ کر جرجان پہنچا اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی ہلاک ہوئے جن میں سے دو ہزار اور گرفتار کر لئے گئے۔ بے شمار مال و

---

۱ یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ مصر۔

اسباب ہاتھ آیا اس نے رے میں داخل ہو کر خلافت عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے میں چاروں طرف پھیلا دیا۔

رافع بن ہرثمہ کی جرجان پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربار خلافت سے معزولی کا فرمان پہنچا اور زمام حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی نیابت پر رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔ ۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی۔ محمد بن زید یہ خبر پا کر رات ہی کو استر آباد بھاگ گیا۔ رافع نے استر آباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ محمد بن زید طول حصار سے تنگ آ کر شب کے وقت بھیس بدل کر ساریہ کی جانب چلا گیا۔ رافع نے تعاقب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام کار محمد بن زید نے زچ ہو کر ساریہ اور طبرستان کو چھوڑ دیا۔ (یہ واقعہ ۲۷۷ھ کا ہے)

سالوس کا محاصرہ: اسی زمانہ میں (ہمراہیان محمد بن زید سے) رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی امان دے دی گئی۔ محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا۔ علی بن کائی والی سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ محمد بن زید کو اس کی خبر لگ گئی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد وعلی پر محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف کی ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کچھ خبر نہ ملی۔ کچھ عرصہ بعد ایک جاسوس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد وعلی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زید ان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دے دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر کہ رافع آ رہا ہے سرزمین دیلم کی جانب کوچ کر گیا۔ اس کے بعد ہی رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا اور ہر چیز کو تہ وبالا کرتا ہوا حدود قزوین تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے رے کی طرف مراجعت کی اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

ابن کنداج اور ابن ابی الساج کی مخالفت: (۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا اس سے اسحاق بن کنداج کی جو جزیرہ کا حاکم تھا برہمی پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون والی مصر سے خط وکتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور اپنے ضامن کے بھیج دیا۔ خمارویہ نے بہت سامال واسباب ابن ابی الساج کو روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بالس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح ومشورہ کر کے ابن ابی الساج نے فرات کو رقہ کی جانب عبور کیا۔ اسحاق مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ابن ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا۔ اسحاق یہ سن کر قلعہ ماردین میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ ابن ابی الساج نے قلعہ ماردین کو جا کر گھیر لیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کو زیر کرنے کی غرض سے سنجار جانے کی ضرورت پیش آ گئی۔ چاروناچار قلعہ ماردین سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اسحاق کو موقع مل گیا۔ ماردین سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔

خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو خبر لگ گئی مقام برقعید میں چھیڑ چھاڑ کی۔ خفیف سی لڑائی ہوئی۔ اسحاق شکست کھا کر پھر

ماردین میں واپس آیا اور ابن ابی الساج نے صوبجات جزیرہ اور موصل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دونوں مقامات پر خمارویہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف وقابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح نامی کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ مرج میں پہنچ کر فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج پڑاؤ ڈالے ہوئے تھی۔ فتح نے کہلا بھیجا "تم لوگ ناحق جمع ہو رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ میں تھوڑے دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار روز قیام کر کے چلا جاؤں گا"۔ یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو گئے۔ فتح نے ایک روز غفلت کی حالت میں یعقوب پر شب کے وقت دھاوا بول دیا۔ یعقوبیہ کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ گروہ نے بھاگ کر ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے سب نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر دفعتہ حملہ کر دیا۔ فتح کے ہمراہیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ ایک سو ادھر ادھر منتشر ہو گئے تقریباً سو آدمیوں کو ساتھ لے کر فتح جان بچا کر بھاگ گیا۔

ابن ابی الساج کی سرکشی: ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج نے خمارویہ سے سرکشی کی اور پیمان اطاعت توڑ دیا۔ خمارویہ نے اس سے مطلع ہو کر مصر سے ایک عظیم الشان فوج لے کر شام پر چڑھ[1] آیا ابن ابی الساج مقابلہ پر تل گیا دونوں فریق متصادم ہو گئے۔ پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو شکست ہوئی مگر خمارویہ نے سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ ابن ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے خمارویہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا تھا اور جب ابن ابی الساج حمص کے قریب پہنچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا مجبور ہو کر حلب کا قصد کیا اور جب یہ معلوم ہوئی کہ خمارویہ تعاقب میں ہے تو حلب سے نکل کر رقہ کا راستہ لیا اور فرات کو عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل کے قریب آ پہنچا ابن ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

خمارویہ اور اسحاق کا اتحاد: اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست اٹھانے کے بعد خمارویہ سے سازش کر لی تھی اور ماردین سے نکل کر خمارویہ کے لشکر میں آ رہا تھا۔ خمارویہ نے موصل میں پہنچ کر اسحاق کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ابن ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابن ابی الساج کو جاسوسوں نے خبر کر دی حدیثہ سے نکل کر دجلہ کو عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارہ دجلہ پر پہنچ کر دریا عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہوا ہنوز کشتیاں پوری طرح سے فراہم نہ ہو سکی تھیں کہ ابن ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا تمام رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام میں چھپ جاتا تھا غرض سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے روز موصل کے قریب پہنچا اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی وہ موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ ابن ابی الساج کی رکاب میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار تبردآزما تھا موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم کیا گیا باوجودیکہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی خود اسحاق بدحواسی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوا ابن ابی الساج نے رقہ میں پہنچ کر موفق کی خدمت میں عرض داشت بھیجی اور اس امر کی استدعا کی کہ حکم ہو تو فرات کو

[1] یہ واقعہ آخری ۲۷۲ھ کا ہے اور لڑائی محرم ۲۷۳ھ دمشق کے قریب مقام ثنیۃ العقاب میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۷۔

عبور کر کے بلاد شامیہ میں خمارویہ پر یلغار بھیج دوں موفق نے امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لے کر ابن ابی الساج کی طرف بڑھا دریائے فرات پر پہنچ کر ٹھہر گیا اس کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اس کنارہ پر اسحاق نے پہنچ کر اپنا مورچہ قائم کیا ایک مدت تک دونوں فوجیں بلا کسی لڑائی کے مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز شب کے وقت اسحاق نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو فرات کے عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شب خون مارنے کا اشارہ کر دیا ابن ابی الساج کے لشکر کو ابن اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس وجہ سے اس کو شکست اٹھانی پڑی پھر یہ لشکر بھاگ کر ابن ابی الساج کے پاس رقہ پہنچا۔

ابن ابی الساج بحیثیت گورنر آذربائیجان: ادھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ موفق نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعت ذی انعامات عنایت کئے۔ ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر دیار ربیعہ اور دیار مضر غرض کل سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو قدر افزائی کے طور پر آذربائیجان کی گورنری عنایت فرمائی۔ چنانچہ ابن ابی الساج سند گورنری حاصل کر کے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا جس وقت وہ مراغہ کے قریب پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہ دیا اور مزاحمت کی ابن ابی الساج نے بہت کچھ سمجھایا مگر جب وہ نہ سمجھا تو حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں جا چھپا ابن ابی الساج نے مراغہ میں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایک جنگ عظیم اور محاصرہ طویل کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو قتل کر ڈالا اور اپنے صوبہ آذربائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث: موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان' اصفہان' بجستان' سندھ' کرمان اور پولیس بغداد کی افسری عنایت فرمائی تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ عمرو بن لیث کی طرف سے فارس کا حکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۸ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث) کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی بلکہ اس سے باغی و منحرف بھی ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر محمد بن لیث پر بخیال چشم نمائی اور سرکوبی فوج کشی کر دی۔ مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور حاکم حرام حاکم کو شکست ہوئی۔ کمال جدوجہد سے جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اصطخر کو بھی زیر و زبر کر ڈالا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر نامور کیا۔ دو ہی چار روز کے بعد وہ گرفتار ہو کر آ گیا عمرو بن لیث نے کرمان کی جیل میں اسے قید کر دیا۔

اصفہان سے خراج کی وصولی: اسی زمانہ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن ابی الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار' پچاس من مشک اسی

من میں بہت اختلاف ہے۔ ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من ملکی ۴۰ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ من عالمگیری چالیس سیر کا من تبریزی دو سو تولہ کا۔ جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوا اور ایک من اور ہوتا ہے جو چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے۔ جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائے گا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائے گا۔ مترجم۔

قدر عنبر' دو سو من عود' تین سو تھان زر بفت' ظروف طلائی' نقرئی' گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام لونڈیاں جن کی قیمت تخمیناً دو لاکھ دینار تھی۔ دربار خلافت میں روانہ کیں اور محمد بن عبید کردی حاکم رامہرمز پر یلغار کرنے کی درخواست کی خلافت پناہی نے اجازت دے دی۔ عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک سپہ سالار کو بسرافسری ایک فوج جرار کے ساتھ رامہرمز کی جانب روانہ کیا۔ محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے روبرو پیش ہوا عمرو بن لیث نے اسے قید کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی: اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور حجاج خراسان سفر مکہ معظمہ سے واپس آئے تو ان کی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کیا اور حکم صادر فرمایا کہ برسر منبر عمرو بن لیث پر لعنت کی جائے اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو بن لیث کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے۔ صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر نے اپنی ہی نیابت میں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو مامور کیا۔

ابھی صاعد فارس تک نہیں پہنچنے پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ صادر کرنے کا صادر ہوا۔ احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور کی لڑائی ہوتی رہی عمرو بن لیث کے ہمراہ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عصر کے وقت عمرو بن لیث کو شکست ہوئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوا ہزار نامی نامی مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی لشکریوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امان کی درخواست کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا بے شمار مال واسباب ہاتھ آیا۔

ابوطلحہ اور علی بن لیث کی اطاعت: پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کی غرض سے فارس پر فوج کشی کی عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوطلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں کارآزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کی ماتحتی میں تھے جس وقت ابوطلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ جا کر موفق کے قدموں میں گر پڑا اور امان کی استدعا کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا ہمت ہار کر کرمان کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے بعد موفق کو ابوطلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی اور شیراز کے قریب پہنچ کر گرفتار کر لیا اور مال واسباب اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو دے دیا اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا قصد کیا عمرو بن لیث یہ خبر پا کر کرمان سے نکل کر سجستان چلا آیا راستہ میں اس کا لڑکا محمد مر گیا۔ اتفاق کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا قصد کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ طبرستان ہی میں علی بن لیث نے اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل کے ساتھ رافع کی خدمت میں حاضر ہوا جس کو کرمان میں اس کے بھائی عمرو بن لیث نے قید کر دیا تھا۔

موفق کی مراجعت: ۲۷۶ھ میں ابوتکین کے سیکرٹری (مادرائی) نے موفق کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیج دی کہ ابوتکین کے پاس بہت سا مال واسباب ہے آپ تشریف لائیے اور سب پر قبضہ کر لیجئے۔ موفق نے یہ خبر پاتے ہی بلاد

جبل کا قصد کیا وہاں پہنچ کر مطلع صاف پایا اور بایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف بقصد احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے مکان کو معہ فرش و جملہ اسباب و سامان کے موفق کی قیام کی غرض سے چھوڑ دیا اور اہل و عیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا۔

معتضد کی گرفتاری: موفق نے واپسی اصفہان کے بعد واسط میں کچھ عرصہ قیام کیا۔ پھر واسط سے واپس ہو کر بغداد آیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا۔ بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو بعض اطراف بلاد اسلامیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ معتضد نے انکار کیا۔ موفق نے قید کا حکم صادر فرمایا اور چند سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا اہل بغداد کو اشتعال پیدا ہوا۔ موفق کو اس کی خبر لگ گئی اور وہ سوار ہو کر میدان کی طرف آیا سپہ سالاران لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود ہو گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو تنبیہ کی غرض سے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے''۔ اہل بغداد یہ سن کر واپس آئے (یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے)۔

موفق کی علالت: جن دنوں موفق بلاد جبل میں تھا انہیں ایام میں اسے وجع نقرس کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ واپس ہوتے ہوتے مرض ایسا ترقی پذیر ہو گیا کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر چلا کرتا تھا۔ ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنے محل سرا پہنچا۔ اپنے سیکرٹری ابوالصقر ابن بلبل کو طلب کر کے حکم دیا کہ مدائن جا کر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ۔ ابوالصقر سیدھا مدائن چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو مع اس کی اولاد کے موفق کے محل سرا میں بلا لایا معتضد کے مکان کی طرف جہاں پر وہ قید تھا نہ گیا اور نہ اُس کو موفق کی شدت علالت کی اطلاع دی۔ ہوا خواہان معتضد کو یہ ناگوار گزرا خادمان معتضد شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے قفل توڑ کر معتضد کو نکال لائے اور اس کے باپ موفق کے سرہانے لا کر بٹھا دیا۔ موفق پر اس وقت غشی طاری تھی ذرا ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھا لیا۔

ارکین دولت، سپہ سالاران فوج اور شاہی لشکر یہ خیال کر کے کہ موفق نے وفات پائی ابوالصقر کے پاس جمع ہوئے۔ پھر یہ سن کر کہ ماشاء اللہ موفق ہنوز بقید حیات ہے سب کے سب ابن ابی الساج ابوالصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑے بعد ازاں ابوالصقر ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کے محل سرا میں حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔

موفق کی وفات: اس اثناء میں دشمنان ابوالصقر نے یہ خبر اڑا دی کہ ابوالصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعہ سے خلیفہ معتمد کے تقرب کی کوشش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس کے مکان کو لوٹ لیا عورتیں بغیر چادر اور پردہ کے نکل پڑیں۔ مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ پاس پڑوس کے مکانات بھی لٹ گئے۔ جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کر دیئے گئے موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد اور ابوالصقر کو خلعتیں عنایت کیں سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آئے مگر معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو شرقی جانب نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

اس حادثہ جاں گداز کے بعد سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابو العباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط پر کی کہ مفوض بن خلیفہ معتضد علی اللہ کے بعد ابو العباس معتضد باللہ وارث خلافت ہوگا۔ بیعت ولی عہدی کے بعد معتضد نے ابو الصقر بن بلبل کو معہ اس کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا۔ مکانات اور کل اسباب و مال لٹوا دیا۔ قلمدان وزارت عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کے سپرد ہوا۔ محمد بن ابی الساج کو واسط کی جانب بھیجا گیا۔ تاکہ وصیف خادم معتضد کو بغداد میں واپس لائے۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوئی وصیف نے مراجعت سے انکار کیا اور سوس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

قرامطہ کا ظہور: قرامطہ[1] کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مؤرخین نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ ہے کہ اطراف کوفہ میں ایک شخص زاہد و متقی ۲۷۸ھ میں ظاہر ہوا جس کو اس وجہ سے کہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا کرمیطہ کہتے تھے جس کا معرب قرمط ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا نام احمد اور قرمط لقب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدعی محبت اہل بیت تھا اور ان میں سے ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے آدمیوں نے اس کی اتباع کر لی تھی۔ ہیصم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق یہ ہوا کہ محافظین جیل کی غفلت کی وجہ سے بھاگ نکلا اس پر قرمط کے متبعین نے یہ اڑا دیا کہ قرمط کو قید آنے جانے سے نہیں روک سکتی۔ قرامطہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرمط وہی شخص ہے جس کی احمد بن محمد بن حنفیہ نے بشارت دی ہے۔ قرامطہ کے عقائد مذہبی سے متعلق یہ بھی ہے کہ یہ ایک کتاب پیش کرتے ہیں جس پر بسم اللہ الرحمٰن کے بعد لکھا ہوا ہے:

"یقول الفرج بن عثمان من قریته لغرانه اعیته المسیح و هو عیسیٰ و هوا لکلمة و هو المهدی"
و هو احمد بن محمد بن الحنفیة و هو جبریل و ان المسیح تصور له فی جسم انسان تهال له
انک" الداعیه و انک الجة و انک الناقه و انک یحیی بن زکریا و انک روح القدس"

عقائد قرامطہ: اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئیں۔ دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت بعد غروب آفتاب اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے۔ اذان یہ تھی: "اللہ اکبر" تین بار "اشهد ان لا اله الا الله" دو بار "اشهد ان آدم رسول الله" "اشهد ان نوحاً رسول الله" اشهد ان ابراهیم رسول الله" "اشهد ان موسیٰ رسول الله" اشهد ان عیسیٰ رسول الله" اشهد ان محمد رسول الله" "اشهد ان احمد بن الحنفیة رسول الله" صرف ایک بار اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح منجملہ اس کے ہے جو احمد بن محمد بن الحنفیہ پر نازل ہوائی ہے اور بیت المقدس کو قبلہ بنائے اور بجائے جمعہ دوشنبہ کو جمعہ تصور کرے اس دن میں کوئی کام دنیا کا نہ کیا جائے اور اس سورہ کو ہر رکعت میں پڑھے:

الحمد لله بکلمة و تعالیٰ باسمه المتخذ لاولیائه باولیائه قل ان الاهلة مواقیت للناس" ظاهر بالعلم عدد السنین و الحساب و الشهور و الایام و باطنها اولیائی الذین عرفوا" عبادی سبیلی اتقونی یا اولی الالباب و انا الذی لااسئل عما افعال و انا العلیم الحکیم" و انا الذی ابلو عبادی و امتحن خلقی فمن صبر علی بلائی و محنتی و اختیاری القیته" فی جنتی و نعمتی و من زال عن

---

[1] قرامطہ غلاۃ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱۔

امرنی و کذب رسلی خلدته سهانا فی عذابی و اتممت اجلی و اظهرت" " علی السنته رسلی
فاناً الذی لم یعل علی جبار الا وضعته و اذللته فبس الذی اصر " " علی امرہ و دوام علی جهالته
و قال لن نبرح علیه عاکفین و به موقنین اولئک هم الکافرون"

اور رکوع کرنے رکوع میں دو بار " سبحان ربی و لاب العزۃ عما الصنف الظالمون " پڑھے۔ بعد از اں سجدہ کرنے سجدہ میں "اللّٰـه اعلی" دو بار" اللّٰـه اعظم" ایک بار کہے سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں۔ نبیذ حرام ہے۔ شراب حلال ہے۔ جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضو کر لینا کافی ہے دم دار اور جنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر برسر مقابلہ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔ اسی قسم کے دعاوی شنیعہ اور مسائل متعارضہ اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ جس کے متعلق قرامطہ کی کتاب مذکور کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکرویہ میں مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور قبل واقعہ قتل خبیث ہوا ہے اور اس نے اُس سے امان طلب کی تھی۔ اس کے پاس گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سو تلوار زن ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب پر ہم اور تم ہو جائیں تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کے معین و مددگار ہوں۔ خبیث نے اس رائے کو پسند کیا اور دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے۔ قرمط واپس آیا۔ قرمط اپنے کو " القائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے معتقدات کا مقلد ہے۔ واللہ اعلم

طرسوس کی بغاوت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے تنبیہ اور ہوش میں لانے کے غرض سے بازمان پر محاصرہ ڈال تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی مگر کچھ عرصہ بعد احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی بہت سا مال و اسباب اور آلات جنگ نذر کیے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قائم رہ گئی۔ ۲۷۸ھ میں ہمراہی احمد جعفی لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک پتھر آ لگا جس سے زخمی ہو گیا بوقت واپسی راہ میں مر گیا اور اسے طرسوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

بازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جا رہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج ہتھیار اور مال سے بھی اس کی مدد کی چند دنوں کے بعد معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مامور کیا۔ جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اس کے خدام میں سے ایک خادم راغب الی الشکر نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا خلیفہ معتضد سے سرحدی بلاد کی طرف جانے کی اجازت طلب کی اور پھر سامان جنگ و سفر درست کر کے طرسوس پہنچا۔ کل سامان طرسوس میں اپنے ہمراہیوں کے سپرد کر کے خمارویہ سے ملنے کو دمشق چلا گیا۔ خمارویہ نے بڑی عزت کی۔ آؤ بھگت سے ملا۔ راغب کو بھی خمارویہ سے دلچسپی ہوئی ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ہمراہیوں کو جو طرسوس میں تھے۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر لیا ہے

رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ یقین کے درجہ پر پہنچ گیا ہمراہیان راغب نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا اہل شہر کو سخت برہمی پیدا ہوئی جمع ہو کر دفعتہ حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ہوئی اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا۔ راغب نے طرسوس میں پہنچ کر اہل طرسوس کو اس عامیانہ فعل پر ملامت کی اور محمد بن موسیٰ کو رہا کرا دیا۔ محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہو گیا۔

خوارج اور اہل موصل میں معرکہ: ہم یہ اوپر لکھ آئے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن مقابلہ کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل و غارت سے اکثر تہ و بالا کر دیتے تھے۔ ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر مینوی (مضافات موصل) پر دھاوا بول دیا۔ ہارون، حمدان بن حمدون تغلبی اور رؤسائے موصل بنی شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کو آئے۔ بنی شیبان کے ہمراہ ہارون بن سیماء (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد غلام) بھی تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداجق نے اپنے باپ اسحاق کی وفات کے بعد صوبجات موصل اور دیار ربیعہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے ہارون بن سیماء کی حکومت کو پسند نہ کیا اور اُسے اپنے شہر سے نکال دیا۔ ہارون بن سیماء استمداد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ ہو کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقوں نے صف آرائی کر کے گھمسان کی لڑائی شروع کر دی اور ایک دوسرے سے متصادم ہوئے تو بنی شیبان بھاگ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا لشکر لوٹنے میں مصروف ہو گیا۔ بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

محمد بن یحییٰ کی تقرری و معزولی: ہارون بن سیماء نے جن دنوں اہل موصل نے اس کو اپنے شہر کی حکومت پر متمکن نہ ہونے دیا تھا۔ محمد بن اسحاق بن کنداجق کو اہل موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ بھیجی تھی اور امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک لشکر عظیم الشان کے موصل پر آ پہنچا اہل موصل بے حد خائف و ہراساں ہوئے۔ بعض امراء موصل بغداد چلے گئے اس فکر میں کہ دربار خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کرالا ئیں اتفاق یہ کہ محمد بن یحییٰ مجروح کی طرف ہو کر گزرا اس کو معتضد نے راہ کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا اہل موصل ان سے ملے ربط و اتحاد پیدا کیا اسی اثناء میں دربار خلافت سے بلا کسی تحریک کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا فرمان آ گیا۔ پھر کیا تھا موصل میں پہنچ کر قبضہ کر لیا ابن کنداجق کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ خمارویہ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے موصل کی امارت پر بحال رہنے کی درخواست کی۔ وہاں تو دربار خلافت سے جدید گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا۔ درخواست منظور نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد دربار خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کردی کو سند گورنری مرحمت ہوئی۔

بیرونی مہمات: ۲۵۷ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ میخائیل بن روفیل بادشاہ قسطنطنیہ کو اس کے ایک قریبی رشتہ دار مسکہ معروف بہ صقلبی نے اس کی حکومت کے چودھویں برس غفلت کی حالت میں حملہ کر کے مار ڈالا اور خود حکومت پر قابض ہو گیا۔ ۲۵۹ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی پہلے تو سمیاط پر آ اترے اور پھر ملیط پر حملہ کیا اہل ملیط مقابلہ پر آئے اور ایک خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک بطریق منجملہ ان کے بطریقوں کے اس معرکہ میں مارا گیا۔

رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ: ۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر قبضہ کر لیا اسباب یہ پیدا ہوئے کہ احمد بن طولون قبل

حکومت مصر خدود طرسوس کی طرف سے بلاد کفار پر اکثر جہاد کیا کرتا حکومت مصر پر مامور ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا والی مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ ہوا کہ جس وقت محمد ہارون دجلہ کے راستہ طرسوس کو جا رہا تھا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے اس کو گرفتار کر کے مار ڈالا تب بجائے اس کے دربار خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترک کی نامور ہوا یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج تھا۔ اہل طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کئے اہل کرکرہ (یہ ایک قلعہ قریب طرسوس کے تھا) کی رسد بند کر دی اہل کرکرہ نے اہل طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا اماجور نے اس کو بھی دبا لیا اور اہل قلعہ کرکرہ کو صاف جواب دے دیا۔ اہل کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک مدت سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

ابن طولون کا بلاد شامیہ پر قبضہ: اہل طرسوس کو اس قلعہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا نہایت افسوس ہوا اس وجہ سے کہ یہ قلعہ ایسے مقام پر واقع تھا کہ دشمنان دین جہاں ذرا سی نقل و حرکت کرتے اہل قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کے نام سند گورنری طرسوس بھیج دی اور یہ حکم دیا کہ سرحد کی محافظت پر جس کو مناسب و لائق تصور کرو مقرر کر دو تاکہ سلسلہ جہاد منقطع نہ ہو۔ اسی اثناء میں اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے کل بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

عبداللہ بن رشید کی بلاد روم پر فوج کشی: ۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ خوش و خرم واپس آ رہا تھا جوں ہی بدیدوں سے نکلا سلوقیہ، قرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے غفلت کی حالت میں اسلامی فوج پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی اسلامی فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر ان کی قسمت نے ان کا فیصلہ اس سے پیشتر کر دیا تھا اکثر شہید ہوئے باقی ماندہ جان بچا کر سرحدی اسلامی بلاد پر پہنچے عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

اذنہ پر حملہ: ۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطارقہ نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا اہل اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی شدید نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے ازجور والی ثغور کو اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابط کو سند حکومت عطا کی گئی اسی سنہ میں بادشاہ روم نے عبداللہ بن رشید کو اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے چند جلد قرآن کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

معرکہ صقلیہ: ۲۶۶ھ میں اسلامی بیڑہ جنگی جہازات کا رومیوں کے جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں مقابلہ ہوا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر اسلامی بیڑہ جنگی کو شکست ہوئی رومیوں نے مسلمانوں کی متعدد کشتیاں قبضہ میں کر لیں باقی ماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کی گرمی دماغی اور جوش جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے قدم نہ بڑھا سکے۔

احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں بسر کردگی تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف سے

رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے اور بے حد مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۸ھ میں بادشاہ روم نے بلاد اسلامی پر فوج کشی کی اور ملطیہ میں پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہلِ مرعش یہ خبر پا کر اہلِ ملطیہ کی مدد کو آ پہنچے بادشاہ روم اپنا سا منہ لے کر واپس گیا۔

اسی سنہ میں خلف فرغانی (ابن طولون کے عامل) نے حدود شام کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کیا دس ہزار رومی مارے گئے بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

قلمیہ میں رومیوں کو شکست: ۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے پیش قدمی کی اور قلمیہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلمیہ طرسوس سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بازمار (والی طرسوس) نے غفلت کی حالت میں رومیوں پر شب خون مارا ستر ہزار رومی مارے گئے۔ ایک گروہ بطریقوں کا قید کر لیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اسی معرکہ میں کام آیا۔ سات صلیبیں طلائی و نقرئی چھین لیں۔ صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی جو جواہرات سے لیس تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے اسی قدر زینیں اسی قدر تلواریں چار کرسیاں طلائی دو سو علم نقرئی بائیس علم دیبائی اور بے شمار ظروف نقرئی ہاتھ آئے۔

بازمار کی وفات: پھر ۲۷۳ھ میں بازمار نے بسر افسری لشکر صائفہ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کر کے سینکڑوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مالِ غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا۔ ۲۷۸ھ میں احمد جعفی طرسوس میں داخل ہوا اور بازمار کے لشکر کے ہمراہ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا شکند پر پہنچ کر عساکر اسلامیہ نے محاصرہ کر لیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر بازمار کو آ لگا وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی موقوف کر دی محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا راہ میں جاں بحق تسلیم کر دی مسلمانوں نے طرسوس لا کر دفن کر دیا۔

گورنروں کی خود مختاری: خزانہ دولت اور اعضائے حکومت کے مضمحل و کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن و امان کا نام باقی تھا اور معنی نہیں تھے اندرونی نفاق اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت نزدیک و دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے۔ چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو اور صفار نے سجستان کرمان اور ملک فارس کو خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی۔ خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی تاہم یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

بغاوتیں: حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو علم خلافت کے برخلاف دبا لیا۔ دیلم میں ابن سامان و صفار سے اور اصفہان میں عساکر خلیفہ سے معرکہ آرائی کی۔ زنگیوں کا سردار (خبیث) بصرہ و ابلہ و واسط اور کور دجلہ تک بجبر و بزور تیغ قابض و متصرف ہو گیا جس سے دولت عباسیہ کو سخت ترین دقتوں کا سامنا کرنا پڑا آتش فساد چاروں طرف پھیل گئی۔ موفق نے اسی ہنگامہ کے فرو کرنے میں اپنی عمر تمام کر دی۔ مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قرب میں بنی شیبان اور اکراد نے بھی اپنے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے۔ ابن طولون نے مصر و شام پر اور

ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کر لیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتے رہے (البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں)۔

مسلوب الاختیار خلیفہ: خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ نہ اس کے اوامر اور احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا ارا کین دولت اور اعیان سلطنت کاٹ کی پتلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے وہ جس طرف چاہتا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا۔ طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی مطیع دمعدودے چند امراء تھے کیونکہ جنہوں نے علم خلافت کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے۔ ہاں بعض بعض جو ہنوز غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہم کو معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں۔

گورنروں کی تقرریاں: خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد ہوا جعلان کو ترکی عساکر شاہی کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے کو بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام زنگیوں کے ہاتھوں ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد ازاں بنی شیبان سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کی گورنری مرحمت ہوئی حکومت دمشق پر پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا۔ حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے کو بغداد سے دمشق میں آیا۔ عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں صرف کر ڈالا۔ خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو ارمینیہ کی حکومت کی سند عطا کی اور اماجور کو دمشق کی اماجور سے جب دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے کو بھیجا اماجور اور منصور میں لڑائی ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا۔ عیسیٰ نے یہ خبر پا کر ساحل کے راستہ ارمینیہ کا قصد کیا اور اماجور نے ایک فاتح کی حیثیت سے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

خانقین کا معرکہ: ۲۵۶ھ[1] میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی سے مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دو سو آدمی تھے۔ اس وجہ سے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اسی سنہ میں اہل فارس سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے حرث بن سیما والی فارس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا لڑائی کی نوبت آئی انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

علی بن زید کی بغاوت: اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے رے کو دبا لیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پا کر رے پر چڑھائی کر دی اور حسن بن زید کے لشکر کو بزور تیغ نیچا دکھا دیا۔ اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم بغاوت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا دربار خلافت سے کیجور ترکی کو اس علم مخالفت کو گرانے اور علی بن زید کو سر کرنے کو بھیجا گیا۔ علی بن زید یہ سن

---

[1] اسی سنہ میں امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری جعفی صاحب مسند صحیح بخاری نے وفات پائی۔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۶۔

کر لشکر مرتب کرنے کی غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور علی بن زید سر من رائے جا پہنچا۔

زنگیوں کی سرکوبی: ۲۵۷ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے متجاوز ہوگئی اپنے بھائی موفق کو کوفہ، حرمین اور یمن کی گورنری عنایت فرمائی کچھ عرصہ بعد بغداد، سواد، واسط، بصرہ، اہواز اور فارس کی سند حکومت بھی مرحمت کی اور یہ حکم دیا کہ بصرہ، کوفہ، یمامہ اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج کو متعین کیا جائے۔ چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان بلاد پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جا کر مقیم ہو گیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن مولد زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا گیا، دس روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بالآخر احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگا بطائح پہنچا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی قابض تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا۔

حسن بن زید کا خراسان پر قبضہ: اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور بعض صوبجات خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا اور بعد قبضہ حاصل کر لینے کے دربار خلافت سے انہیں بلاد مقبوضہ کو سند حکومت بھی عنایت ہوگئی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان تھا یہ خبر پا کر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس سے محمد بن طاہر کی حیثیت اس قدر گر گئی کہ اکثر شہر صوبہ جرجان کے ان کے قبضہ سے نکل گئے اور جو معدودے چند باقی رہ گئے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ تھے۔

مصر پر ابن طولون کا محاصرہ: اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یارجوج کو مرحمت فرمائی۔ یارجوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق وقت سے اس کے ایک سال بعد یارجوج کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے مصر کو معہ اس کے مضافات کے دبا لیا۔ اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی دلف والی رے نے حسن بن زید علوی والی طبرستان کے خوف سے رے کو چھوڑ دیا۔ حسن بن زید نے اپنے اعزہ میں سے قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر رے پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ نہایت کج خلق اور بد مزاج تھا اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کیے۔

موفق اور مسرور بلخی کی اسناد حکومت: ۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط جنگ زنگیاں میں مارا گیا یارجوج نے بجائے اس کے صوبجات بصرہ وغیرہ پر اصطیخور کو متعین کیا اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر، قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عنایت فرما کر زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ہمراہ مفلح[1] بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں کی نذر ہو گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جزیرہ کی سند حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اس سے اور مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور فارس کو محمد بن حسن بن ابی فیاض کے حوالہ کر دیا۔

والی کوفہ کی سرکشی و قتل: ۲۵۹ھ میں اصطیخور والی صوبجات بصرہ وغیرہ نے اہواز میں وفات پائی۔ خلیفہ معتمد

[1] مفلح ترکی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہفتم صفحہ ۹۸۔

نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں کیجور ترکی والی کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے واپس کا حکم صادر ہوا کیجور نے کچھ خیال نہ کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ مقام عکبرا میں کیجور سے ملاقات ہوئی ان سپہ سالاروں نے اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلیفہ معتمد کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر قبضہ ہو گیا اور مابین محمد بن فضل بن قیسان اور وہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی۔ وہشودان شکست کھا کر بھاگا۔ اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اس کے اطراف کو لوٹ لیا اور کامیابی کے ساتھ اُن پر قابض ہو گیا۔

طبرستان' موصل اور حمص کے واقعات: ۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی حسن بن زید کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے قبضہ کر لیا اسی سنہ میں اہل موصل نے اپنے گورنر اذکرتکین بن اساتکین کو نکال باہر کیا۔ اساتکین[1] نے اہل موصل کی سرکوبی کی غرض سے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے موصل کی جانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ہمراہ تھا اہل موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہ دیا جنگ پر آمادہ ہوئے یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا۔

اسی سنہ میں اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر ڈالا۔ دربار خلافت سے بکتمر کو سند حکومت عطا ہوئی۔ اسی سنہ میں ابو الردینی عمر بن علی کو آذربائیجان کی گورنری عنایت ہوئی اس وجہ سے یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذربائیجان بعارضہ فالج مبتلا ہو گیا مگر جس وقت ابو الردینی آذربائیجان کے قریب پہنچا علاء نے چارج دینے سے انکار کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علاء کو شکست ہوئی اثناء دار و گیر میں مارا گیا ابو الردینی نے آذربائیجان اور اس پر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی۔ اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھوں مارا گیا۔[2]

موسیٰ بن بغا کا استعفاء: ۲۶۱ھ میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز' بصرہ' بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کی چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو ان صوبجات پر مامور کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمٰن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑ دی مگر محمد بن واصل سے شکست کھا کر بھاگا اور قید کر لیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن بغاوت سے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب اس صوبہ کی حکومت ابو الساج کو مرحمت ہوئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ سے ابو الساج کو معزول کیا گیا اور بجائے اس کے ابراہیم بن سیما کو ان صوبجات کی سند گورنری عنایت ہوئی اور محمد بن اوس بلخی

---

[1] خلیفہ معتمد نے اساتکین کو موصل کی گورنری پر مامور کیا تھا اس نے ماہ جمادی الاول ۲۶۹ھ میں اپنے بیٹے اذکرتکین کو روانہ کیا تھا۔ تفصیل مطلوب ہو تو دیکھو ترجمہ تاریخ ہذا جلد ہفتم صفحہ ۳۲۷۔

[2] اسی سنہ میں امام فن حدیث ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب صحیح مسلم نے وفات پائی۔ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۲۔

کو طریق خراسان کی حفاظت سپرد کی گئی۔ یعقوب بن صفار نے حکومت کے رد و بدل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی بجستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا۔ یعقوب صفار نے فارس کو بھی لے لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

موفق کی ولی عہدی کی بیعت: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولی عہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کو فرد کرنے کو روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو جنگ زنگیان پر پہلے روانہ کیا بعد ازاں خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زید و یہ یعقوب صفار سے علیحدہ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز چلا آیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کی گورنری مرحمت فرمائی جائے اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبالیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی گورنری عنایت کی۔ حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب صفار کے ہمراہیوں کو عمال کو نکال دیا۔ شالوس کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو دیلم کو دے دیا اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خراسان رے طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ امر ظاہر کر دیا کہ میں نے یعقوب صفار کو نہ تو خراسان کی گورنری دی ہے اور نہ اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اس سے اور اس کے کل فعلوں سے بری ہوں۔ اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر (صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) کو قتل کر ڈالا مسرور بلخی یہ خبر پا کر مساور خارجی کے تعاقب میں دوڑا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

۲۶۲ھ میں موفق اور صفار سے لڑائی ہوئی۔ زنگیوں نے بطیحہ اور دشت نیسان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی جانب سے ایک والی مقرر کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سرکرنے کو بھیجا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی ملیامیٹ کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (والی مصر) سے ان بن ہوگئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا سامان کی کمی اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق کو لوٹ آیا۔ اسی سنہ میں قطان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دارالخلافہ کو آ رہا تھا کہ راستے میں مقام رقہ میں اعراب نے مار ڈالا۔

۲۶۳ھ میں یعقوب صفار نے اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور مساور خارجی نے بوازیج میں وفات پائی جس وقت کہ بقصد عساکر شاہی اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیج سے روانہ ہو چکا تھا۔ خوارج نے بجائے اس کے ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور مضافات موصل کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل پر فتح یابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کر) مر گیا۔ اس کے بعد حسین بن مخلد کو قلمدان وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا جس وقت واپس آیا حسن بن مخلد اس کے خوف سے روپوش ہو گیا تب بجائے اس کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں شرکب کے

بھائی جمال نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا بھی خواہ اور اس کا آوردہ تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ ہوا کہ محمد بن مولد کو شکست ہوئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کر قتل و غارت شروع کر دی۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدان وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر پا کر سفارش کرنے کے بغداد سے سامرا آیا عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی۔ موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور ناراض ہو کر غربی جانب چلا آیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخرالامر خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اس کے ہمراہیوں مسرور، کیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا۔ حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیرزاد مع ان ارکین سلطنت کے جو سامرا میں معتمد کے ہم زبان اور ساتھ تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے۔ موفق نے ابن ابی الاصبغ کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کا حکم دیا۔ اسی سنہ میں اماجور والی دمشق کا انتقال ہوا۔ ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے عامل سیما طویل کو مار ڈالا۔ ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی سند حکومت عطا ہوئی شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب صفار اپنی عمر کے کل مرحلے طے کر کے راہی ملک عدم ہوا اور اس کے بجائے اس کا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی بجائے اس کے بھائی کے اس کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کی۔ اسی سنہ میں قاسم بن مہان کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (دلف کا بھائی) مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل از وفات) حاضر ہوا۔ یعقوب نے عزت افزائی کی۔ مگر بغداد میں اس کا مال و اسباب خلیفہ کے حکم سے ضبط کر لیا گیا۔ اسی سنہ میں موفق نے سلیمان بن وہب وزیر السلطنت اور اس کے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نو لاکھ دینار جرمانہ دینے کر ان دونوں کو اپنے قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے الصقر اسماعیل بن بلبل کے سپرد ہوا اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداجق اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد سے کوچ کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے یہ سب واپس لائے گئے۔

۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور اساتکین نے امیر رے کو نکال کر رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اساتکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اور حرمین و طریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی سند حکومت عنایت کی۔ لیکن اس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا۔ اسحاق بن کنداجق کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دے کر ابن مساور

خارجی سے جا بھڑا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ موصل کے قریب پہنچ کر اہل موصل سے خراج طلب کیا ہنوز دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ علی بن داؤد والی موصل کو اس کی خبر لگ گئی۔ یہ ان دنوں معلثایا میں تھا لشکر مرتب کر کے معہ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے بقصد جنگ آ پہنچا اور ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی بن داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداجق کو صوبہ موصل کی سند حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات کا اس سے پیشتر تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسی سنہ میں اہل حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو قتل کر ڈالا اور مابین لولوء (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے مقام راس عین میں لڑائی ہوئی لولوء نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا بعد از ان احمد بن موسیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی اولاً لولوء کو شکست ہوئی احمد بن موسیٰ نے لولوء کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب فتح مند گروہ لوٹنے میں مصروف ہوا تو لولوء نے مڑ کر حملہ کر دیا احمد بن موسیٰ کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی قرقیسیا میں جا کر دم لیا اور پھر قرقیسیا سے نکل کر بغداد اور سامرا کی جانب روانہ ہو گئی۔ اسی سنہ میں احمد بن عبدالعزیز اور بکتمر سے معرکہ آرائی ہوئی بکتمر شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ کیا حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان کو جا رہا تھا اس وقت نظم و نسق کے لئے ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد والیٔ ساریہ نے یہ ظاہر کر کے حسن بن زید مارا گیا اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروہ نے بیعت کر لی اس اثناء میں حسن بن زید آ پہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی بالآخر حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے عمال اور ہوا خواہوں کو نیشاپور سے جلا وطن کر دیا۔ اسی سنہ میں ماہ صفر میں موفق نے خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ اس کے شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اسی سنہ میں مابین بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی۔

۲۶۷ھ میں خوارج مختلف الآراء ہو گئے آپس ہی میں مقام موصل میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے اسی سنہ میں سلطان محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ اپنے خاندان والوں کے ایک گروہ کے قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا کہ بوقت جنگ خجستانی و عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ و رسم اور خط و کتابت کرتا تھا۔ خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اسی سنہ میں کیغلغ ترکی اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے لڑائی ہوئی۔ احمد بن عبدالعزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد احمد بن عبدالعزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کی اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ہوئی بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبدالعزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکلوا دیا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کر لیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور بقصد عراق خراسان سے روانہ ہو کر رے تک پہنچا اہل رے نے راستہ نہ دیا لوٹ گیا۔ اسی سنہ میں ابو الساج کے ہمراہیوں نے ہیثم عجلی والی کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ابو العباس بن موفق نے اسی

سنہ میں ان قبائل میں ان قبائل عرب بنوتمیم بادیہ نشین کی سرکوبی کی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

۲۶۸ھ میں خجستان کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے لشکری اور بازوے حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہوگئے چنانچہ اس نے بلاد خراسان اور خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ اسی سنہ میں محمد بن لیث والی فارس نے اپنے بھائی عمرو بن لیث سے مخالفت کی عمرو بن لیث نے فوج کشی کردی محمد بن لیث کو شکست ہوئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر وشیراز پر قبضہ کرلیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار ہوکر آیا اور اسے قید کردیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں اذکرتکین اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف سے جنگ ہوگئی جس میں اذکرتکین فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کرلیا اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبیداللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا۔ لولوہ نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون سے مخالفت کی اور اس سے منحرف ہوکر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ ہوکر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق سے کشیدہ خاطر اور اس پر غضب ناک ہوکر ابن طولون کی طرف مصر کو روانہ ہوا۔ موفق نے اسحاق بن کنداجق والی موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر نہ جانے دو دارالخلافۃ کی طرف واپس کردو۔ اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری حدود حکومت تک گیا اور بہ حکمت عملی ان سپہ سالاروں کو جو خلافت پناہی کے ہمراہ تھے گرفتار کرکے خلافت مآب کو سامرا کی جانب لوٹا دیا۔

اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم کے ایک غلام کی عورت کو نشانہ تیر اجل بنا دیا اہل بغداد نے ابراہیم خلجی سے اس کی شکایت و فریاد کی ابراہیم نے کچھ سماعت نہ کی عوام الناس کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ سب کے سب پہلے اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کرکے آگے بڑھے ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں میں سے جو سامنے آ گیا مارڈالا گیا ابراہیم بخوف جان موقع پاکر بھاگ گیا تب محمد بن عبیداللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہوکر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بجھا کر جواب اسباب وغیرہ ان لوگوں نے لوٹ لیا تھا اس کو واپس کرلیا اور ہنگامہ فرو کردیا۔ اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب تھا) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا اور طرسوس کے قبضہ سے نکال کر قید کرلیا۔ اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گزار مجتمع ہوکر خلف پر حملہ کردیا اور بازمار والی طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابن طولون کے پاس پہنچا۔ ابن طولون نے چڑھائی کردی چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کی یلغار پہنچنے سے پیشتر اپنے شہر کی حفاظت پوری پوری کرلی تھی ناکامی کے ساتھ حمص لوٹ آیا۔ پھر حمص سے دمشق چلا آیا۔

اسی سنہ میں مابین علوئین اور جعفریین سرزمین حجاز میں لڑائی ہوئی آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے والی مدینہ (فضل بن عباسی) نے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی دونوں گروہ اس پر ٹوٹ پڑے بہزار دقت و خرابی بسیار اس نے اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں سے بچایا۔ اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انبار رحبہ اور طریق فرات پر مامور کیا محمد بن احمد کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا۔ محمد بن ہیثم والی کوفہ نے چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں جنگ کی ٹھہر گئی آخر الامر ہیثم بھاگ گیا اور محمد بن احمد فتح مندی کا جھنڈا لیے ہوئے کوفہ میں داخل ہوگیا۔ اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی والی

ارمینیہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک پکارا اور جاں بحق تسلیم کر دی۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی: اسی ۲۶۸ھ موفق اور ابن طولون کی ناچاقی حد سے متجاوز ہو گئی خلیفہ معتمد نے دار العوام میں اور ممبروں میں اعلانیہ ابن طولون کو لعن طعن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اسحاق بن کنداجق کو ابن طولون کے صوبہ کی حدود افریقیہ اور دستہ فوج جاں نثاران کی حکومت عنایت کی۔ ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ سے سر نامہ سے نکال ڈالا۔ اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک خوں ریز جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کر لیا مالک بن طوق والی رحبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شاخ کے پاس مقام قرقیسیا کے چلا گیا۔

۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے کے بعد اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن زید علوی والی طبرستان نے بھی وفات پائی اور اس کی بجائے اس کا بھائی محمد جانشین ہوا احمد بن طولون والی مصر بھی راہی ملک عدم ہوا اور اس کے بیٹے خمارویہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابن عباس عامل رقہ ثغور اور عواصم پر (جو ابن طولون کی جانب سے ان بلاد کا عامل تھا) فوج کشی کی دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

۲۷۱ھ میں مابین محمد و علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ میں کشیدگی چل گئی دونوں نے باہم لڑ کر اپنے خاندان کے ایک گروہ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی وجہ سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعہ نہ ہونے پایا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث والی خراسان کو معزول کیا احمد بن عبداللہ بن ابی دلف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی۔ خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابو العباس بن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لیا۔ ابن موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا۔ جیسا کہ ہم اوپر بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ ان دنوں مکہ معظمہ کا والی یوسف بن ابی الساج تھا وہ طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر حجاج ہو کر وارد مکہ معظمہ ہوا یوسف نے مسجد الحرام کے دروازہ پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ ۲۷۲ھ کے نصف اول میں اذکوتکین نے اپنے کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے بزور تیغ نکال لیا۔ اذکوتکین چار ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ہمراہیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکوتکین کو فتح نصیب ہوئی۔

۲۷۳ھ میں اہل طرسوس نے ابو العباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی جانب نکال دیا اور یازمار کو اپنا امیر بنایا۔ سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کی قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے۔ صاعد بن مخلد وزیر فارس سے واسط میں واپس آیا تو موفق کے حکم سے سپہ سالاران لشکر اور اعیان دولت نے اس کا استقبال کیا۔ پیادہ پا اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے اور دست بوسی کی۔ مگر یہ بوجہ تکبر کسی سے مخاطب نہ ہوتا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا۔ اس کے بعد ہی موفق نے اس کو مع اس کے ہمراہیوں اور اہل و عیال کے گرفتار کر لیا اور مکانات لٹوا لئے۔ بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابو عیسیٰ و صالح اور بھائی عبدون کو گرفتار کر لیا جائے بجائے اس کے کتابت (معتمدی) پر ابو الصقر

اسماعیل بن بلبل کو مامور فرمایا اور تنہا اس کی کتابت پر اکتفاء کیا۔ بنو شیبان نے اسی سنہ میں موصل اور اطراف موصل کو تاخت و تاراج کیا۔ ہارون خارجی نے بنو شیبان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قصد سے فوجیں فراہم کیں اور اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج لے کر آ پہنچا سب کے سب جمع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوئے دجلہ کو شرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فریقوں کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی۔ اہل نینوئی جلاوطن ہو کر نکل گئے۔

۲۶۳ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد بن ابی الساج میں برہمی ہو گئی۔ محمد بن ابی الساج ابن طولون سے جا ملا۔ جزیرہ موصل پر مقیم ہو کر ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور شرات سے نبرد آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے لولوء (ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے آ ملا تھا) کو گرفتار کر لیا اور چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ میں لولوء ادبار اور انحطاط میں مبتلا ہوا تا آنکہ اپنے ولی نعمت قدیم ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس ہوا۔

۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا قصد کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا عمرو کرمان و سجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کی جانب چلا گیا

۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ کی اطاعت سے انحراف کیا خمارویہ نے گوشمالی کی غرض سے فوج کشی کر دی دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار ابن ابی الساج شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ میں پہنچ کر دم لیا اور وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ خمارویہ نے مراجعت کی۔ اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب تصور کر کے خمارویہ سے آ ملا خمارویہ نے ایک لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے اسحاق کے ہمراہ بغرض تعاقب و گرفتاری ابن ابی الساج روانہ کیا۔ ہنوز اسحاق دریا عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کر رہا تھا کہ ابن ابی الساج اس کے آنے سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا اسحاق نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا مقام قصر حرب میں دونوں سے جنگ کی ٹھہر گئی اگرچہ اسحاق کی رکاب میں ایک عظیم الشان و کثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی شکست ہوئی رقہ تک پہنچ کر ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے شام تک اسحاق کے تعاقب میں بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس اثناء میں خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آ گئی حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر موفق کے پاس چلا آیا اسحاق نے دیار ربیعہ و دیار مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے بقصد جنگ فارس عبدی پر فوج کشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ سواد کوفہ، خراسان، سامرا، شرط بغداد، محکمہ مال و دریا اور قطربل کا والی تھا فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی۔ اسی شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو سزائے قید تجویز کی۔ رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا استر آباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۶ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج فراہم کر کے استر آباد کو بچانے کے لئے روانہ کی۔

---

۱ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲۔

رستم بن قارن امان حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ اس کو مع اس کے دونوں بیٹوں معدل ولیث کے اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا۔ اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امان حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آملا محمد بن زید نے یہ خبر پا کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا۔ محمد بن زید یہ سن کر ملک دیلم بھاگ گیا قزدین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزدین کو تاخت وتاراج کر کے رہے لوٹ آیا۔

۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور سند حکومت عنایت کی اور اس کا نام پھر یروں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اس کو معزول کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے بقصد انکوتکین وجنگ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف جبل کا قصد کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند حکومت عطا کی عبداللہ بن الحسین والی مراغہ نے راستہ نہ دیا۔ لڑائی ہوئی ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی اور باوجود کامیابی کے عبداللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور سر اطاعت خم کر دیا۔ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار پانچ سو غلام پانچ سو خز کی چادریں اور بے شمار آلات حرب بازمار والی طرسوس کے پاس بطور تحفہ کے بھیج دیئے تھے اس وجہ سے بازمار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا۔ بعد ازاں جب خمارویہ کو معتبر ذرائع سے اس کی خبر ہوئی تو پچاس ہزار دینار اور بھجوائے۔

۲۷۸ھ میں موفق کی وفات وقوع میں آئی بجائے اس کے معتضد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات: ۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہوگا۔ اسی سنہ میں خوارج واہل موصل و بنی شیبان کے مابین لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل میں امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہ دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ ورسم پیدا کی اور ان کے ساتھ ہو کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دے دی۔ اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا۔ پھر چند امراء کو بغداد کی جانب والی مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راہ کی محافظت پر مامور تھا حکومت موصل کی سند عنایت کی۔ چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کی حکومت پر فائز رہا بعد ازاں اس کو معزول کر کے علی بن داؤد کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی گئی۔



وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابنِ خلدون

حصہ چہارم

خلافتِ بنو عباس

خلافت عباسیہ کے بانی المنصور السفاح کی سفاکی، اسلامی سلطنت کے نئے دارالخلافہ عروس البلاد بغداد کی تعمیر، ابومسلم خراسانی کی سرکشی، نبوت کے دعویدار ابن مقنع کا خروج، مشرقی دنیا کے نامور خانوادے البرامکہ کی تباہی، ہارون کے بیٹوں امین اور مامون کی کشمکش سے لیکر المقتدر، متقی باللہ تک مسلمانوں کے تمدن آفریں دور کے حالات و واقعات۔

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترتیب و تبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے ● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبد ودیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست

حصہ دوم

[illegible]

زوالِ خلافت بنو عبّاس

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ بنی عباس کا یہ دوسرا حصہ جو آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ علامہ ابنِ خلدون کی شہرۂ آفاق تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر کا وہ حصہ ہے جو زوال بغداد تک کے حالات، واقعات، حوادث دہر پر مشتمل ہے۔ خلافت بنی عباس جو ابو العباس السفاح کے ہاتھوں ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی۔ وہ ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان چنگیزی کے ہاتھوں بلکہ اور زیادہ صحیح الفاظ میں خواجہ نصیر الدین محقق طوسی کے ہاتھوں تباہ ہوگئی اور ایسی بری طرح تباہ ہوئی کہ بقول سعدی شیرازی ؎

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
برزوال تخت مستعصم امیر المؤمنین

اس وقت عباسیوں کا آخری اور بے اختیار خلیفہ مستعصم باللہ مسند نشین تھا اور ابو العباس کا یہ نام لیوا اب اتنا گیا گزرا ہو چکا تھا کہ بقول بعض تلچی سے بھی ڈرتا تھا۔

ہلاکو خان چنگیزی فتنہ تاتار کا سب سے بڑا جبروتی فرمانروا تھا' خواجہ نصیر الدین طوسی نے اس کے مزاج میں اس قدر دخل حاصل کر لیا تھا کہ ہلاکو خاں کے مدار المہام بن گئے تھے۔ ہلاکو خاں لا مذہب تاتاری تھا مگر تھا بڑا اخشت وہمی' پانچ مہینے تک وہ انکار کرتا رہا کہ بغداد پر حملہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں' نہ خلیفہ کے قبضہ میں اب کوئی ملک ہے اور نہ ایسی بڑی دولت و خزانہ۔ پھر ایک بات یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا مذہبی پیشوا ہے اس کو دکھ دینے سے مجھ پر اور میرے خاندان پر عذاب نہ آ جائے' خواجہ نصیر الدین بڑے ذہین اور قابل آدمی تھے' یہ اُسے سمجھاتے رہے کہ یہ باتیں وہم کی ہیں۔ خدا نے تو اس دن بھی عذاب نہ نازل کیا جب کہ حادثۂ کربلا پیش آیا۔ غرض یہ کہ خواجہ نے ہلاکو خاں کو راضی کر لیا کہ وہ خلیفہ مستعصم کو قتل کر دے۔ ستر لاکھ کی آبادی کے شہر بغداد میں قتل عام کر دیا گیا۔ آگ لگا دی گئی اور پانچ مہینوں تک بغداد کے کتب خانوں سے کتابیں نکال نکال کر جلائی جاتی رہیں جو بھاگ سکے بھاگ گئے۔ باقی مارے گئے۔ مولانا حالی کہتے ہیں ع

بہا لے گئی سیل تاتار جس کو

اس جلد میں علامہ ابن خلدون نے زوال بغداد کی ابتدا سے اس وقت تک کے واقعات حوادث اور عبر کو اپنی خداداد قابلیت اور حقیقت شناسی سے بیان کیا ہے۔ جب کہ زوال اپنی انتہا کو پہنچ کر ہلاکو خان کی صورت میں بغداد آ پہنچا اور خواجہ نصیر الدین طوسی کی آتش انتقام بھڑک کر سوا پانچ سو سال کے پرانے تمدن وتہذیب کو خاک سیاہ کر گئی۔

نفیس اکیڈمی تاریخ ابن خلدون کے ترجمہ کو نئی ترتیب وتزئین کے ساتھ شائع کر رہی ہے یہ کتاب ہمارے جدید ترتیب کے بموجب تاریخ ابن خلدون کی چوتھی جلد قرار پاتی ہے۔

۱) رسولؐ وخلفائے رسولؐ
۲) خلافت معاویہ وآل مروان
۳) خلافت بنی عباس (حصہ اوّل)
۴) خلافت بنی عباس (حصہ دوم)
۵) امیران اُندلس اور خلفائے مصر
۶) غزنوی اور غوری سلاطین
۷) سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین
۸) قبل از اسلام (حصہ اوّل)
۹) قبل از اسلام (حصہ دوم)

علاوہ ازیں مقدمہ ابن خلدون مکمل دو حصوں میں۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہماری اشاعتی مساعی کی داد اہل علم حضرات اس کتاب سے بیش از بیش استفادہ کے ذریعہ دیں گے

وما توفیقی الا باللہ

خلافت بنو عباس حصّہ دوم

اسمائے خلفا اور زمانہ حکومت

۱) احمد بن موفق معتضد باللہ
۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

۲) علی بن معتضد مکتفی باللہ
۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

۳) جعفر بن معتضد المقتدر باللہ
۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

۴) ابو منصور محمد القاہر باللہ
۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

۵) محمد بن مقتدر الراضی باللہ
۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

۶) ابراہیم بن مقتدر المتقی اللہ
۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

۷) عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ
۳۳۳ھ تا ۳۳۵ھ

۸) عبدالکریم بن مطیع الطائع اللہ
۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

۹) احمد بن اسحاق قادر باللہ
۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

۱۰) عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ
۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

۱۱) عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ
۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

۱۲) احمد بن مقتدی مستظہر باللہ
۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

۱۳) فضل بن مستظہر مسترشد باللہ
۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

۱۴) منصور بن مسترشد راشد باللہ
۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

۱۵) یوسف بن مقتفی مستنجد باللہ
۵۵۵ھ تا ۵۶۶ھ

۱۶) الحسن بن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ
۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

۱۷) احمد بن مستضی الناصر الدین اللہ
۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

۱۸) محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ
۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

۱۹) منصور بن ظاہر مستنصر باللہ
۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

۲۰) عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ
۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

۲۱) احمد بن ظاہر مستنصر باللہ
۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

۲۲) احمد بن ابو بن علی حسن حاکم بامر اللہ
۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

۲۳) سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ

۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

۲۴) ابراہیم بن محمد واثق باللہ

۷۴۰ھ تا ۷۴۱ھ

۲۵) احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی

۷۴۱ھ تا ۷۵۳ھ

۲۶) محمد بن معتضد متوکل علی اللہ

۷۵۳ھ تا ۷۸۵ھ

۲۷) عمر بن ابراہیم واثق باللہ

۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ

زکریا بن ابراہیم

۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

۲۹) محمد بن معتضد متوکل علی اللہ

۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

باب : ۲۰

احمد بن موفق معتضد باللہ

۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتمد علی اللہ پہلا خلیفہ ہے جس نے پھر بغداد کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اس نے تمام زمانہ خلافت نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا۔ اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا اور وہ خود کسی کام میں دخل نہیں دے سکتا تھا۔ گورنروں کی تقرری اور تنزلی اور کل احکامات موفق کے جاری و ساری تھے۔ یہ نام کا خلیفہ تھا اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا۔ جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بجائے اس کے اس کا بیٹا ابوالعباس احمد معتضد باللہ ولی عہدی کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے بھی معتمد کے دائرہ حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا۔ اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا۔ پہلے تو خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی میں معتضد پر مقدم کیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد جعفر کو معزول کر کے تمام ممالک محروسہ و بلاد اسلامیہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہوگا۔

بیعت خلافت: اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتمد کی وفات ہوئی اور اس کے انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اعیان دولت نے معتضد کی خلافت کی بیعت کی۔ خلیفہ معتضد نے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے غلام بدر نامی کو پولیس کی افسری دی۔ عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن مالک کو دستہ فوج جان نثاران پر مامور کیا۔

عمرو بن لیث کو خراسان کی سند حکومت: خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں عمرو بن لیث کا وفد آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدیے و تحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی اور خلعت روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد کے زمانہ حکومت کے شروع میں نصر بن احمد سامانی راہی ملک عدم ہوا اور اس کا بھائی اسماعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل: رافع بن ہرثمہ والی خراسان نے شاہی قصبات کو جو رے میں تھے دبا لیا تھا۔ خلیفہ معتضد نے سریر خلافت ہونے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی قصبات سے دست کش ہو جاؤ اور اپنا قبضہ و تصرف اٹھا لو۔ رافع نے کچھ خیال نہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان بشمول اخراج رافع روانہ کیا۔ چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے

رافع بن لیث کو لڑ کر رے سے نکال دیا۔ رافع بن لیث اس شکست کے بعد جرجان چلا گیا۔ ۲۸۲ھ میں نیشاپور پہنچا۔ عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ابیورد کی طرف بھاگا۔ اس اثناء میں عمرو نے اپنے برادرزادگان معدد ولیث پسران علی بن لیث کو اس کے پنجۂ ظلم سے چھڑا لیا۔ ان دونوں کا تذکرہ اس سے پیشتر اوپر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ عمرو کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے سرخس میں پہنچ کے ناکہ بندی کر لی۔ رافع یہ خبر پا کر تنگ و دشوار گزار راہوں سے نیشاپور کو لوٹا۔ عمرو بھی سرخس سے نیشاپور آ رہا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں رافع کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازش کر لی اور رافع سے علیحدہ ہو کر عمرو سے جا ملے۔ اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مایوسی اور پے در پے ناکامی وشکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آ گیا۔ فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا۔ مگر محمد بن زید نے ایفاء وعدہ نہ کیا۔ اس اثناء میں رافع کے مصاحبین، احباب اور غلاموں نے ترک رفاقت کی محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کر احمد بن اسماعیل کے پاس بخارا چلا گیا۔ رافع نے چند سپاہی اور مال واسباب وآلاتِ حرب ساتھ لے کر خوارزم کا راستہ لیا۔ خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی۔ اس نے اپنے گورنر ابو سعید درعانی کو لکھ بھیجا کہ یہ شکار اچھا ہے۔ جس طرح ممکن ہو دم پٹی دے کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا، خلوص ومحبت کا اظہار کیا اور حالتِ غفلت میں سر اُتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

ابو جوزہ کا ظہور: خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنا لیا۔ جیسا کہ خوارج کے حالات آپ اُوپر پڑھ آئے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زہیر سے محمد[1] بن عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے قرا ثابقعاء سے ہارون کی مخالفت پر کمر باندھی۔ ابی جوزہ ایک غریب ومفلس شخص تھا اور نہایت عسرت سے بسر اوقات کرتا۔ اس کی اور اس کے بیٹوں کی گزر اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چننے اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ غرض اس کے وسائل معاش اس قسم کے تھے۔ مگر دین داری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو میلان اس کی جانب ہوا۔ اس نے لوگوں کو مجتمع کر کے ایک گروہ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں قرب وجوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے لگے جس سے قوت اور بڑھ گئی۔ پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوۃ وعشر وصول کر لیا مال واسباب اور جن چیزوں سے اس کو مدد مل سکتی تھی۔ اُن کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا اور اس میں اپنے بیٹے ابو بلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ٹھہرایا۔

ابو جوزہ اور ہارون شاری میں جنگ: ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مجتمع کر کے مشورہ کیا اور ان کی متفقہ رائے سے قلعہ کو جا گھیرا ان دنوں ابو جوزہ قبراثا میں تھا قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی آمد ورفت قطعاً مسدود کر دی گئی تھوڑے ہی دنوں میں قلعے کے فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے۔ قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ہمراہ تھے جب انہوں نے اس امر کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہوا چاہتا ہے تو قلعہ میں جس قدر بنی زہیر تھے۔ ان کو امان دے دی۔ مگر امان دہی سے پیشتر ابو بلال کامع چند

[1] یہ بھی خارجی المذہب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۴۔

آدمیوں کے کام تمام کر دیا گیا تھا۔

ابو جوزہ کا قتل: ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ حاصل کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھایا۔ فریقین نے مقام قیراثا میں صف آرائی کی۔ پہلے ہی حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی مگر اس نے پلٹ کر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان سے اکھڑ گئے اور وہ شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگا۔ ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے۔ ہارون نے اس کی لشکرگاہ پر پہنچ کر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا اور اس کے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ ابو جوزہ اس شکست فاش کے بعد آمد پہنچا احمد بن عیسیٰ بن شیخ والی آمد سے ہم نبرد ہوا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھنچوالی اور وہ مر گیا۔

بنی شیبان کی اطاعت: (ماہ صفر ۲۸۰ھ) میں خلیفہ معتضد نے دارالخلافہ سے بقصد بنی شیبان جزیرہ کی جانب کوچ کیا۔ بنی شیبان موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کر مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے۔ خلیفہ معتضد نے قریب کن بادیہ نشینان عرب کے ایک گروہ پر جو دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ حملہ کیا اور زیر و زبر کر کے موصل کی جانب مراجعت کی۔ اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد خائف ہوئے اور وہ اظہار اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کر کے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معذرت کی اور بطور فضل ضامنی کے لوگوں کو حوالہ کیا۔ خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دارالخلافت کی جانب مراجعت کا حکم دیا اور بغداد میں پہنچ کر احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں جس قدر ابن کنداجق کا مال اسباب تمہارے ہاتھ آیا بارگاہ خلافت میں بھیج دو۔ چنانچہ احمد نے سب مال و اسباب اور تحائف و نذرانے روانہ کر دیئے۔

ماردین پر قبضہ: چونکہ حمدان بن حمدون کی نسبت یہ پرچہ گزرا تھا کہ ہارون شاری خارجی کی جانب مائل ہو گیا ہے اور وہ اس کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا ہے اس وجہ سے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا۔ بادیہ نشینان بنی تغلب مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے۔ پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کر بھاگے۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے۔ خلیفہ معتضد نے موصل کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں یہ خبر لگی کہ حمدان ماردین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے۔ خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر دھاوا بول دیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر دروازہ قلعہ پر گیا اور ابن حمدان کو بلند آواز سے پکار کے دروازہ کھولنے کو کہا۔ ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ باقی رہا حمدان اس کی گرفتاری اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کو ایک دستہ فوج مامور کر کے بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

اصفہان بحیثیت گورنر: ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی مکتفی کو رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مامور فرمایا جن میں علی معزول بہ کورہ جو رافع بن لیث کی طرف سے رے کا عامل تھا اس نے مکتفی کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی۔ مکتفی نے امان دے دی اور اس کو اپنے باپ کے پاس دارالخلافہ میں بھیج دیا۔

حمدان کی طلبی: ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے فرمان

لکھے۔ اسحاق نے حاضر ہو کر شرف حضور حاصل کیا مگر حمدان نے سرکشی کی اور اپنے مال واسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار بسر گردہی وصیف موشگیر اور نصر قصوری سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ سرزمین موصل مقام دیر زعفران کی طرف ہو کر اس لشکر ہمایوں کا گزر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لیے حسن بن علی مع حسین بن حمدان کے موجود تھا۔ حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امان کی درخواست کی۔ وصیف نے امان دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

حمدان کی گرفتاری: خلیفہ معتضد نے دیر زعفران کے تہدم کر دینے کا حکم صادر فرمایا' باقی رہا حمدان اس کے تعاقب میں وصیف روانہ ہوا۔ مقام باسورین میں مڈبھیڑ ہو گئی اور حمدان کو شکست ہوئی دجلہ کی جانب غربی سے عبور کر کے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا۔ عساکر شاہی نے بھی دجلہ عبور کیا ایک مقام پر پہنچ کر مقابلہ ہو گیا۔ حمدان مال واسباب چھوڑ کر تن تنہا بھاگ کھڑا ہوا۔ لشکریوں کے مال واسباب پر قبضہ کر کے پھر تعاقب کیا۔ حمدان نے تنگ آ کر اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جا کے پناہ لی۔ جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا اسحاق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کر دیا۔ خلافت پناہی نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو اور چند لوگوں کو اس کی حفاظت اور نگرانی پر مامور کر دو۔

ہارون خارجی کی سرکشی: خلیفہ معتضد نے اس مہم سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ فارغ ہو کر استحصال خراج اور تقرری عمال کی غرض سے نصر قصوری کو موصل میں ٹھہرا کر معاودت کی۔ چنانچہ ایک عامل[1] نصر کے حکم سے اطراف موصل میں گیا اور ہارون خارجی کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے موقع پا کر رات کے وقت حالت غفلت میں نصر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ ہارون کے ہمراہیوں میں سے ایک نامور[2] شخص اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ ہارون کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور فساد کی تحریک ہوئی۔ دفعۃً اطراف موصل میں آتش فتنہ وفساد روشن کر دی گئی۔ نصر نے ہارون کو ڈانٹ کر ایک خط تحریر کیا۔ ہارون نے اس سے زیادہ تہدید کا جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے ذکر کی طرف توجہ نہ کی۔ نصر نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد اسے دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوراً جنگ ہارون کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔

ہارون خارجی کی شکست: موصل کی حکومت پر ان دنوں بکتمر طاشتمر تھا اس کو معزول وقید کر کے حسن بن علی کورہ کو حکومت موصل کی سند عنایت کی اور کل بلاد اسلامیہ کے گورنروں کو اس کی اطاعت کی ہدایت فرمائی۔ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی اور موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا۔ شہر اور کیمپ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ فراہم کرایا۔ اسی اثناء میں وہ وقت آ گیا کہ کاشت کاروں نے کھیت کھلیان بھی اٹھا لئے تب حسن نے بسم اللہ کر کے مع اپنے لشکر کے زاب کو عبور کیا۔ مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ ہزاروں کا کام تمام ہو گیا بالآخر ہارون کو شکست ہوئی اکثر حصہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا باقی ماندہ حصہ کثیر آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا۔ ہارون بخوف جان بیابان میں جا چھپا۔ اس کے نامی نامی مصاحبین اور مشیروں نے امان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے سب کی درخواستیں منظور کر لیں۔

ہارون خارجی کا خاتمہ: پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ تکریت پہنچا۔

---

[1] معلٰی کا یا عامل تھا۔ خراج وصول کرنے کو معلثا جا رہا تھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۔

[2] اس شخص کا نام جعفر تھا۔ ہارون کے سربرآوردہ احباب سے تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۔

حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا اور اس کی درخواست پر یہ اقرار کر لیا کہ اگر ہارون کو گرفتار کر لیا جائے گا تو اس کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا۔ حسین کے ہمراہ اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے۔ رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک پایاب مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا۔ وصیف سے مخاطب ہو کر بولا "دیکھو یہ پایاب مقام ہے ممکن ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا کو عبور کرے تم یہاں سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آ جاؤں یا تم کو یہ خبر معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے"۔ وصیف مع چند آدمیوں کے اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین بقیہ سواروں کو لئے ہوئے ہارون کی جستجو میں روانہ ہوا تو دو ایک منزل کے بعد ہارون سے مڈبھیڑ ہوگئی پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے چند ہمراہی اس معرکہ میں کام آ گئے۔ وصیف کو ٹھہرے ہوئے تین روز ہو گئے تھے ہنوز کوئی خبر حسین اور ہارون کے معرکہ کی مسموع نہیں ہوئی تھی۔ انتظار کرنے سے اکتا گیا تھا۔ حسین کی تلاش میں کوچ کر دیا اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھائے ہوئے پہنچا اور اس کے پایاب مقام سے دریا عبور کر گیا اس اثناء میں حسین بھی پہنچ گیا۔ وصیف کو اس مقام پر نہ دیکھ کر گھبرایا لیکن پھر مطمئن ہو کر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا جہاں کہ ہارون پناہ گزین ہوا تھا۔ ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتا دیا۔ حسین نے پہنچ کر ہارون کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لا کے حاضر کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔ دارالخلافت میں پہنچ کر حسین کو اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں عنایت کیں۔ حسب وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کیا اور انعامات مرحمت فرمائے۔ ہارون کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ اسے ہاتھی پر جبراً سوار کرا کے شہر میں پھرایا گیا۔ آگے آگے نقیب ندا کرتے جاتے تھے ((لا حکم الا اللہ و لو کرہ المشرکون)) تشہیر کے بعد پھانسی دے دی اور جھگڑا ختم ہو گیا۔ یہ صفدی تھا۔

عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی اطاعت: اس واقعہ سے پیشتر ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا کرخ پہنچا۔ عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ خبر پا کے بھاگ گیا۔ خلیفہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک نایاب جواہر تھا خلیفہ معتضد کا دانت اس پر لگا ہوا تھا لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی اسے فوراً بھیج دے۔ چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیج دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس رے روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن عبدالعزیز نے امان کی درخواست کی اور حکم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ وزیر السلطنت نے اسکو اور اس کے خاندان کو خلعتیں عنایت کیں۔

بکر بن عبدالعزیز کی سرکشی: عمرو بن عبدالعزیز کے امان حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیر السلطنت اور بدر[1] سے امان حاصل کر چکا تھا اور انہوں نے اس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی سند حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے دے دی تھی جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا ہم نے اس وقت تم کو سند حکومت دی تھی جب کہ تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا۔ اب چونکہ اس نے

---

[1] یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد غلام تھا لیکن ناک کا بال ہو رہا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸۔

اطاعت قبول کر لیا ہے اور ہم نے تم کو بھی سند حکومت دے دی ہے لہٰذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی منصب احکامات کے لئے دربار خلافت میں جا کے حاضر ہو جاؤ بکر یہ سن کر اہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمرو بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا۔ وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرض داشت اس واقعہ کی دربار خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کی غرض سے رے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز کی پسپائی: خلیفہ معتضد نے وصیف موشگیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز کو روانہ کیا چنانچہ حدود فارس میں بکر سے دوچار ہوا بکر رات کے وقت چھپ کر اصفہان کو روانہ ہو گیا اور وصیف نے جھلا کر بغداد کی جانب مراجعت کر دی تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا۔ بدر نے اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی۔ پھر ۲۸۴ھ میں عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی۔ اطراف اصفہان ہی میں فریقین سے بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی۔ بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مر گیا۔

حرث ابولیلیٰ کی سرکشی: عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلیٰ تھی گرفتار کر کے قلعہ زررد میں اپنے ایک خادم شفیع نامی کے زیر نگرانی قید کر دیا تھا چنانچہ جس وقت خلیفہ معتضد ان اطراف میں آیا تھا اور عمرو نے امان حاصل کر لی اور بکر بھاگ گیا تو قلعہ زررد مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا۔ ابولیلیٰ نے شفیع سے اپنی رہائی کی نسبت کچھ کہا سنا جسے شفیع نے منظور نہ کیا۔ ابولیلیٰ خاموش ہو گیا شفیع روزانہ شب کو ابولیلیٰ کے پاس عجیب داستان سننے کو آتا اور نصف شب کے قریب واپس ہوتا تھا ایک روز شفیع حسب دستور ابولیلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور قصہ سن رہا تھا کہ اتفاق سے قضا حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور وہ اٹھ کے چلا گیا۔ ابولیلیٰ کو موقع مل گیا اس نے بجائے اپنے لکڑی کی ایک انسان کا مجسمہ فرش پر لٹا کر چادر سے ڈھانپ دیا اور ایک لونڈی کو یہ ہدایت کر کے کہ شفیع قضا حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا ''ابولیلیٰ سو گیا'' گوشہ مکان میں جا چھپا۔ اپنے پاؤں اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا۔

ابولیلیٰ کا خاتمہ: جب نصف شب سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف سناٹے کا عالم طاری ہو گیا تو وہ آہستہ آہستہ دربانوں کی نظروں سے بچتا ہوا شفیع کی خواب گاہ میں پہنچا اور اس کی تلوار جو اس کی خواب گاہ میں اس کے سرہانے رکھی تھی اٹھا لی اور اس کا کام تمام کر دیا اچانک شور و غل مچا تو مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے۔ ابولیلیٰ نے ڈانٹ کر کہا: ''آنکھیں بلند نہ ہوں۔ میں نے شفیع کو قتل کیا ہے جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو میرے مقابلہ پر آئے۔ اگر تم لوگ سہولت اور اطمینان سے رہو تو میں تم کو امان دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں''۔ خدام یہ سن کر سہم گئے۔ ابولیلیٰ نے تشفی آمیز کلمات سے انعام دینے کا وعدہ کیا۔ اس عرصہ میں اکراد بھی آ کے جمع ہو گئے۔ ابولیلیٰ نے سب سے رفاقت کا عہد و پیمان لیا اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی جانب خروج کر دیا۔ عیسیٰ نے مدافعت کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ اثنائے جنگ میں ابولیلیٰ کے گلے میں ایک تیر پیوست ہو گیا اور وہ تڑپ کر مر گیا اس کے سب ہمراہی بھاگ کھڑے

ہوئے عیسیٰ نے اس کا سر اتار کر اصفہان بھیج دیا اور اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

آمد کا محاصرہ: ۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبا لیا تھا، انتقال ہوا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار مرتب کر کے چڑھائی[1] کر دی۔ اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکتفی بھی شریک تھا۔ نوموصل ہوتا ہوا آمد پہنچا اور محاصرہ ڈال کر موقعہ موقعہ سے منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگباری کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا حصار کئے رہا۔ بالآخر محمد بن احمد نے طول حصار سے تنگ آ کر اپنے نیز اہل آمد کے لئے امان کی درخواست کی اور عذر خواہی کو دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کرا دیا اس کے بعد یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ محمد بن احمد کی نیت بدل گئی اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے اسے فوراً مع اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا گیا۔

ابن ابی الساج کی اطاعت: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی سند گورنری مرحمت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کر مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد کل صوبہ آذربائیجان پر متصرف و قابض ہو گیا تھا اور ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صیمرہ کی جانب فتح (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ یوسف بجائے اس کے کہ فتح کی کچھ امداد کرتا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا۔ خلیفہ معتضد نے تنبیہ کا فرمان لکھا۔ اس پر محمد نے بطور فعل ضامنی اور آئندہ اطاعت و خیر خواہی کے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کو دربار خلافت میں روانہ کیا اور ان کے ہمراہ تحائف اور نذرانے بھی بھیجے۔

بحرین میں قرامطہ کا آغاز: ۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی نامی قطیف (مضافات بحرین) میں وارد ہو کر علی بن معلٰی (یہ زیادیین کا آزاد غلام تھا) کے مکان میں فروکش ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی شیعہ تھا اس نے شیعان قطیف کو مجتمع کر کے مہدی کا جو خط یحییٰ نے پیش کیا تھا پڑھ کر سنایا تاکہ مضافات بحرین میں اس خبر کی شہرت ہو جائے۔ شیعان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت شعاری سے اس کو سنا اور بوقت ظہور مہدی خروج کا وعدہ کیا انہیں شیعان قطیف میں ابوسعید جنابی بھی تھا اہل قطیف میں یہ ایک سربر آوردہ اور معزز شخص تھا۔

یحییٰ بن مہدی: اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہو گیا اور واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکریہ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے۔ شیعان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی یہ پھر غائب ہو گیا پھر کچھ عرصہ بعد آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو۔ شیعان قطیف نے اس کی بھی فوراً تعمیل کی۔ غرض یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آتا جاتا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی جانب سے ہے پیش کرتا رہا۔

ابوسعید جنابی: اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا۔ گرد و نواح میں

---

[1] ماہ ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے فوج کشی کی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵۔

جس قدر قرامطہ تھے آ کے مجتمع ہو گئے اور وہ قرب و جوار قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر کے بقصد بصرہ قطیف کی طرف روانہ ہوا۔ (احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی) والی بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی۔ خلیفہ معتضد نے بصرہ کی محافظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم صادر فرمایا جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہنچا۔ دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا (اور بصرہ درت جنگ قرامطہ یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کی حفاظت کے لئے آ پہنچا علاوہ اس کے دو ہزار فوج کے رضا کاروں پیادوں اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔

عباس بن عمر کی شکست و گرفتاری: بصرہ کے باہر ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی صبح سے شام تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی موقوف کر دی۔ ابوسعید مع بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنے لشکر گاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں ابو سعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا۔ لشکر گاہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کے لوٹ لیا۔ اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا سب کے سب جل گئے یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

عباس بن عمر کی رہائی: اس جنگ سے فارغ ہو کر ابوسعید نے ہجر کا قصد کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہل ہجر کو امان دے دی۔ بعد ازاں پھر بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بصرہ نے منہزموں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں بنو اسد نے سواریوں کو ضبط کر لیا اور سواروں کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیلی اہل بصرہ جلاوطن ہو جانے پر آمادہ ہوئے لیکن واثقی (امیر بصرہ) نے روکا۔ کچھ عرصہ بعد ابوسعید نے عباس کو رہا کر دیا اور وہ سوار ہو کر ابلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا۔ خلافت پناہی نے خلعت خوشنودی عنایت کیا۔

شام میں قرامطہ کا ظہور: ملک شام میں قرامطہ کا ظہور یوں ہوا کہ اس کا داعی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کے بھیجا ہے اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں۔ اس امر کا احساس کر کے قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے پیہم فوجیں سواد میں آ رہی ہیں۔ بادیہ نشینان بنی اسد و طے کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب ذکرویہ نے اپنے لڑکوں کو کلب بن وبرہ میں بھیجا انہوں نے بھی رد کر دیا مگر ان میں سے ایک گروہ قلیص بن ضمضم بن عدی بن جناب اس مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی[1]۔

ذکرویہ بن مہرویہ: ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا ابوالقاسم کنیت تھی اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ بن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ہمراہ ہو گا وہ فتح یاب ہو گا۔ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے ذکرویہ فتح یاب ہوا اور

---

[1] مضمون میں ما بین خطوط ہلالین بغرض ربط عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ سے میں نے لیا ہے۔ (مترجم)

[2] یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے۔ بیعت اطراف سماوہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۲۔

شبل مارا گیا تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) نے فوج کشی کی لڑائی ہوئی۔ اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور ایک سردار[1] گرفتار ہو گیا۔ شبل نے اسے دربار خلافت میں پیش کیا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سردار کی گفتگو: خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور معاصی سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے''۔ اس نے جواب دیا ''اگر ہم میں روح اللہ حلول کی ہوئی ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو مذاکرات کو نظر انداز کیجئے۔ جو مفید امر ہو اس کا تذکرہ کیجئے''۔ خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا ''تمہیں ان باتوں کو چھوڑو جس سے فائدہ و نفع کی امید ہو''۔ وہ بولا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس وقت تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب بقید حیات تھے مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی۔ بعد ازاں ابو بکرؓ نے وفات پائی اور عمرؓ کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمر کے پیش نظر تھے مگر عمر نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب حل و عقد میں شامل کیا۔ ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے بھی آدمی تھے۔ یہ امر بالاجماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابو بکرؓ و عمرؓ نے تمہارے مورث کو اس سے بہتم بالشان کام کا مستحق نہ تصور کیا۔ پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعوے دار خلافت اور خلیفہ بنے ہوئے''۔ خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ جھلا اٹھا حکم دیا اس کی کھال کھینچ کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو۔ خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی تھوڑی دیر میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی دمشق میں غارت گری: جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ رفتہ رفتہ دمشق پہنچے ان دنوں دمشق کی گورنری پر طغج بن جف (احمد بن طولون) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مامور و متعین تھا۔ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خون ریزی کا بازار گرم کر دیا۔ طغج نے کئی بار قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بدفعات حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر حملہ میں شکست دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں سر دست ہم اس سے عنان قلم دوسری جانب منتقل کرتے ہیں تا آنکہ ان کے حالات بیان کرنے کا وقت آئے اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے۔ بسط و تحقیق سے احاطہ تحریر میں لائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسماعیل سامانی کا خراسان پر قبضہ: عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور اس کا سر اتار کر کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومت خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی۔ سند گورنری بھیج دی چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد والی ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کی سرداری دی اور مشہور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے والی ماوراء النہر پر

---

[1] اس سردار کو ابو الفوارس کہتے تھے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

حملہ کرنے کا حکم دیا۔ محمد دریائے جیجون کو عبور کر کے آمد پہنچا اسماعیل کو اس کی خبر لگی تو وہ آبادۂ جنگ ہو کر آ پہنچا بہت بڑی لڑائی ہوئی محمد مع چھ ہزار فوج کے مارا گیا۔ باقی فوج نے بھاگ کر عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔ عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ اسماعیل بلخ کا راستہ لیا۔

معرکہ نہر بلخ: اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا: "بھائی صاحب! میں ایک گوشہ میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاء اللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ناحق خوں ریزی کا دروازہ نہ کھولئے"۔ عمرو نے انکار کر دیا۔ چونکہ نہر بلخ اس زمانے میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس اسے عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہیں تھی اس لئے سخت وقت اور دشواری میں پڑا۔ اسماعیل نے اس امر کا احساس کر کے نہر بلخ کو جانب غربی سے عبور کر کے بلخ کا راستہ روک دیا اور ایسے موقعہ پر اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا لڑائی چھڑ گئی عمرو کو شکست فاش ہوئی اس نے اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ کے ایک سمت کا راستہ لیا۔ اسماعیل نے اسے سمرقند بھیج دیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے ۲۸۹ھ میں وفات پائی چنانچہ اس کے بیٹے مکتفی نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمرو بن لیث کو قید حیات سے رہا کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی سند حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث: عمرو بن لیث نہایت مدبر و منتظم شخص تھا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے زیر حکومت تھے۔ لشکریوں کی بہت زیادہ خاطر داری کرتا اور سپہ سالاروں کی کامل نگرانی کرتا۔ تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے پرچہ نویس پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ہوتی۔ بہت رعب وداب کا آدمی تھا۔ کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرتا۔ جو شکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے روبرو اس قضیہ کو پیش کرتا۔

طبرستان پر قبضہ: محمد بن زید علوی والی طبرستان و دیلم کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر لگی تو خراسان کی طمع دامن گیر ہوئی۔ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنے حدود حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا اس نے جرجان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے ممانعت کا خط لکھا۔ محمد نے کچھ خیال نہ کیا۔ اسماعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی محمد بن ہارون رافع بن لیث کے سپہ سالاروں میں سے تھا مگر امان حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس آ گیا تھا اور جب اسماعیل کو بمقابلہ عمرو بن لیث کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور اب اُسے ہی جنگ محمد میں اپنے لشکر کا سردار بنا کر میدان کارزار کو روانہ کیا۔

اب خراسان پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی خون ریزی کے بعد ابن ہارون کو اولاً شکست ہوئی محمد بن زید کے ہمراہی لوٹنے اور مال غنیمت کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی فتح یابی شکست سے بدل گئی۔ کمال ابتری سے سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ خود بھی زخمی ہوا جس کے صدمہ سے چند دنوں کے بعد مر گیا۔ اس کا لڑکا زید اس معرکہ میں گرفتار ہو گیا۔ جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراسان کی جانب لوٹا

اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آ جاتا ہے اور ان کی ایک جدید حکومت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے جس کو ہم اپنی کتاب کی ترتیب کے مطابق علیحدہ آئندہ بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری: خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں رقہ کی جانب کوچ کیا اس سے پیشتر ہارون بن خمارویہ کے عمال کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ اٹھالو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا۔ ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب مکتفی ہوگا جزیرہ اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقہ سے طلب کر کے اس کی کتابت (معتمدی) کا عہد عنایت کیا۔

راغب کا زوال: اسی سنہ میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کا آزاد غلام) کو طرسوس سے طلب کر کے قید کر دیا۔ مکنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا تھا مال و اسباب ضبط ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد قید میں ہی مر گیا۔

راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال ڈالا تھا۔ بدر (خلیفہ معتضد کا آزاد غلام) کے نام کو خطبہ میں دعا کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ احمد بن طوغان کو یہ امر ناگوار گزرا۔ بحث و مباحثہ کی نوبت آئی' موقعہ نہ تھا احمد خاموش ہو گیا۔ ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازیار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے مدد پہنچاتا رہا۔ دمیانہ نے اعلانیہ بغاوت شروع کر دی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی اس نے دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طلب نہ کیا۔ طرسوس میں حکومت کرتا رہا۔ تا آنکہ خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلا بھیجا اور ادبار و بد اقبالی اس کے سر پر سوار ہو گئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

وصیف کا انجام: راغب کے بعد ابن الاخشید کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی وہ ایک سال بعد ابو ثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا۔ ۲۸۷ھ میں ابو ثابت نے بقصد جہاد خروج کیا اثناء جنگ میں کفار نے اسے گرفتار کر لیا تب اہل طرسوس نے بجائے اس کے علی بن اعرابی کو مقرر کیا اسی سنہ میں وصیف (محمد بن ابی الساج) والی برذعہ کا خادم برذعہ سے بھاگ کر ملطیہ پہنچا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی ''میں نے خلافت پناہی کا غاشیہ فرمان برداری اور اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے۔ ثغور کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی جائے تا کہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت و اقبال میں صرف کروں''۔ خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ دونوں نے باہم سازش کر لی ہے۔ بظاہر وصیف علیحدہ ہو گیا ہے لیکن جب ثغور کو سند حکومت عطا ہو گی تو یہ اور اس کا آقا محمد بن ابی الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دے گا اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

خلیفہ معتضد نے اس عرضی پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا۔ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ مقام عین زربہ میں پہنچ کر شاہی لشکر نے وصیف کو گرفتار کر لیا۔ وہ خلیفہ معتضد کے روبرو پیش ہوا تو خلیفہ معتضد نے سزائے قید کا حکم دیا اور اس کے لشکریوں کو امان مرحمت فرما کر طرسوس کی جانب کوچ کر دیا۔ مصیصہ میں پہنچ کر رؤسائے طرسوس کو طلب کیا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ

وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کرتے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دمیانہ کی تحریک سے کشتیوں کو بھی جلا دینے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر اہل ثغور پر حسن بن علی کورہ کو متعین فرمایا۔ انطاکیہ وحلب ہوتا ہوا بغداد پہنچا۔ وصیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا اس کے بعد خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو گورنری ثغور سے واپس کر کے مظفر بن حاج کو مامور کیا۔ اہل ثغور کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دربار خلافت میں شکایت کی عرضی پہنچی ان پر خلیفہ معتضد نے مظفر کو معزول کر کے ابو العشایر بن احمد بن نصر کو ۲۹۰ھ میں ثغور کی گورنری پر متعین فرمایا۔

بدوؤں کی شورش: ۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے بادیہ نشینان عرب کو جس قدر ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام اجفر میں روک ٹوک کی اور بزور جنگ سوداگروں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام قرن میں دوبارہ وارد ہوئے۔ اس مرتبہ حجاج نے ان کو نیچا دکھا دیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ: ۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے بلاد فارس کا قصد کیا۔ عیسیٰ نوشری یہاں کا عامل تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہان سے تبدیل کر کے فارس کی گورنری مرحمت فرمائی تھی طاہر نے فارس میں پہنچ کر عیسیٰ نوشری کو نکال دیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی زمانے میں اسماعیل سامانی والی ماوراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے سجستان کی حکومت عطا فرمائی ہے میرا مقصد سجستان جانے کا ہے' آپ سجستان کے عازم نہ ہوں''۔ طاہر اس خط کو دیکھ کر رک گیا۔ اسی اثناء میں دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کے غلام) والی فارس ہو کر آیا۔ اس کے آتے ہی طاہر کے کل عمال بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے۔ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا۔ اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کیے۔ خراج و عشر وصول کیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی اور مقام واسط میں بدر مارا گیا اور طاہر نے بشرط ادائے خراج خلیفہ مکتفی سے حکومت فارس ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

خلیفہ معتضد کے عہد کے عمال اور اہم واقعات: خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبجات پر امراء لشکر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہوں نے دربار خلافت سے اپنا قطع تعلق کر لیا تھا مثلاً خراسان و ماوراء النہر پر اسماعیل بن احمد سامانی قابض تھا۔ بحرین قرامطہ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا۔ ابن اغلب افریقیہ کو دبائے ہوئے تھا۔ موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پیشتر تحریر کر آئے ہیں۔ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے اس پر اور جزیرہ وثغور شامیہ پر اپنے آزاد غلام فاتک نامی کو مامور کیا۔ بعد ازاں آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے مکتفی کو متعین فرمایا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ثغور شامیہ کی بھی حکومت عنایت کی۔ پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد غلام بدر کو دی۔ اسی اثناء میں اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی عدوی والی دیار ربیعہ نے وفات پائی۔ خلیفہ معتضد نے اس کے بجائے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

علویوں کو خروج: ۲۸۸ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے برخلاف علم عباسیہ مقام یمن میں خروج کیا اور بات ہی بات میں صنعاء پر قابض ہو گیا۔ بنی یعفر نے مجمع ہو کر علم خلافت کی حمایت میں صف آرائی کی اور کامیاب ہوئے۔ باغی علوی کا لڑکا

گرفتار کرلیا گیا اور علوی مع اپنے پچاس سواروں کے بھاگ گیا۔ اس نے بنی یعفر صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی۔

ابن ابی الساج کا انتقال: اسی سنہ میں ابی الساج کا انتقال ہوا۔ اس کے ہمراہیوں نے اس کے بیٹے دیوداد کو جانشین کیا۔ یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی۔ ایک گروہ کثیر ساتھ ہولیا دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ دیوداد کو باوجود کثرت فوج کے شکست ہوئی اور وہ براہ موصل بھاگ کر بغداد پہنچا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور سے آذربائیجان میں حکومت کرنے لگا۔ یوسف نے شکست کے بعد دیوداد کو اپنے پاس قیام پذیر رہنے کی اجازت دی تھی مگر دیوداد نے منظور نہ کیا۔

ابوالقاسم کا وزارت پر تقرر: زمانہ خلافت معتضد کے شروع میں دیوان بلاد شرقیہ کا انچارج بجائے احمد بن محمد بن فرات کے محمد بن داؤد جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا اور وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے پر اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا گیا۔

بیرونی مہمات: ۲۸۵ھ میں راغب نے موفق کے آزاد غلام نے بلادِ کفار پر طرسوس کی جانب سے براہ دریا حملہ کیا اور رومیوں کی متعدد کشتیاں چھین لیں۔ تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں جلا دی گئیں۔

۲۸۷ھ میں رومیوں نے پیش قدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے۔ امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی رومی لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ امیر طرسوس جوش مردانگی میں مع معدودے چند سواروں کے نہر رجان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھالیا موقع پا کے گرفتار کرلیا۔

۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ والی ثغور نے اپنے ایک سپہ سالار نزار بن محمد نامی کو بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ نزار نے متعدد قلعات فتح کیے۔ اس کے بعد قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا۔ رومیوں کو یہ امر شاق گزرا انہوں نے براہ دریا و خشکی کیسوم کی جانب خروج کیا اور اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

معتضد کی وفات: خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس سے آپ واقف ہو چکے ہیں نہایت مدبر اور صاحب قوت آدمی تھا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبیداللہ کا یہ منشاء تھا کہ پسران خلیفہ معتضد کو خلافت سے محروم کر کے خاندانِ خلافت میں سے اور کسی کو سند خلافت کا وارث بنائے چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس امر کی کوشش کی۔ بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابوالقاسم کی کچھ نہ چلی۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی اس وقت بدر فارس میں تھا۔ خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے فارس کو نکالنے کے لئے بھیجا تھا۔

باب : ۲۱

علی بن معتضد مکتفی باللہ

۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

وزیر السلطنت ابوالقاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو مسند خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت مگر یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا بدر خلیفہ مکتفی تک میرے اس قصد وارادہ کی خبر پہنچادے جو کہ میں نے بحالت حیات خلیفہ معتضد کیا تھا اس وجہ سے حکمت عملی کے ساتھ بدر کو قتل کرنے کی فکر کی۔ چونکہ خلیفہ مکتفی بھی خلیفہ معتضد کے زمانہ سے بدر کا مخالف تھا۔ وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا۔ اس نے دو چار ادھر ادھر کی جڑ دیں اور کئی بے سر و پا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے اور در پردہ وہ ان سپہ سالاروں کو ترک رفاقت بدر پر آمادہ کیا جو فارس میں اس کے ہمراہ تھے۔ عباس ابن عمر غنوی محمد بن اسحاق بن کنداجق اور خاقان وغیرہم علیحدہ ہو گئے۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے۔ بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام پھریروں اور ڈھالوں سے محو کر دیا جائے۔ اس پر بھی قناعت نہ ہوئی تو حسین بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی طرف روانہ کیا۔ حسین بن علی کورہ مقابلہ پر پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کر بولا "مجھے دارالخلافہ سے تمہیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں دیرینہ مراسم کے پیش نظر اجازت دیتا ہوں کہ تم جس طرف چاہو چلے جاؤ"۔ بدر نے جواب دیا "میں کبھی اور کسی طرف نہیں جاؤں گا سیدھا اپنے آقا کے نامدار کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بالمشافہ عرض و معروض کروں گا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم تک بدر کے اس ارادہ کی خبر پہنچی۔ اسے موقع مل گیا اور اس نے خلیفہ مکتفی سے کہہ دیا "کہ بدر کا دارالخلافہ میں آنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے غافل نہ رہیں"۔

بدر کا انجام: ادھر خلیفہ مکتفی وزیر السلطنت ابوالقاسم کے کان بھر دینے سے اور زیادہ کھینچ گیا۔ ادھر کسی ذریعہ سے بدر کے کانوں تک وزیر السلطنت نے یہ خبر پہنچادی کہ تمہارا مکان اور تمہارے رفقاء اور اہل عیال حراست میں لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت دکھ ہوا اور اس نے خفیہ طور سے اپنے بیٹے ہلال کو بلا بھیجا۔ وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک نہ جانے

دیا۔ وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال چلی کہ قاضی ابوعمرو مالکی کو امان نامہ دے کر بدر کے پاس روانہ کیا۔ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور بہمراہی قاضی ابوعمرو دارالخلافت کو روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے یہ سن کر اپنے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنہوں نے اثناء راہ میں چھٹی رمضان کو بدر کا سر اتار لیا۔ بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق دفن[۱] کر دیا قاضی ابوعمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا مگر اب چارہ کار ہی کیا تھا۔

جنگ محمد بن ہارون و اسماعیل سامانی: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النہر نے اپنے وابستگان دامان دولت میں داخل کر لیا تھا اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ چنانچہ محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی جانب سے اسے طبرستان کی گورنری دے دی۔ کچھ عرصہ بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے بغاوت کی اور دولت علویہ کی دعوت دی۔ ابن احسان دیلمی نے اس سے اتفاق کیا۔ اسماعیل کو اس کی خبر لگی اور یہ سنتے ہی ایک لشکر ابن احسان سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابن احسان مقابلہ پر آیا لیکن شکست کھا کے بھاگا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترک متعین تھا۔ اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی اور ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و ستم سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں۔ تم چند آدمیوں کے ہمراہ آ جاؤ۔ ہم تم کو رے پر قبضہ دے دیں گے۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا۔ اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ محمد بن ہارون نے ان کو اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی کو جو نامی سپہ سالار سے تھا۔ قتل کر ڈالا اور رے پر قبضہ ہو گیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سند گورنری عنایت کر کے بسر گروہی ایک عظیم الشان لشکر کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا۔ تب دارالخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی اس کے ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا۔ اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی محمد بن ہارون خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی شکست فاش کھائی اور رے سے بھاگ گیا' قزوین پہنچا۔ جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا۔ زنجان میں بھی امان نہ ملی تو طبرستان پہنچا اور دیلم میں پناہ گزیں ہوا۔ اسماعیل سامانی نے رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ محمد بن ہارون اس دم پٹی میں آ گیا اور دیلم سے بخارا کی طرف مراجعت کی اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی اس نے چند آدمیوں کو بھیج دیا جو اسے اثناء راہ میں گرفتار کر کے لے گئے۔ اسماعیل نے جیل میں بھیج دیا اس کے ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں وہ مر گیا۔

قرامطیوں کی سرکوبی: محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک نامہ سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا۔ مگر بوجوہ بنی طولون

---

[۱] یہ واقعہ ماہ رجب ۲۸۹ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵۔

سے کشیدہ خاطر ہو کر خادمان خلافت میں آ کے داخل ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت کر کے زیر و زبر کر رہے تھے اور طولون کے گورنر طغج بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا خلیفہ مکتفی ؒ کو ان واقعات کی خبر لگی تو لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے جس میں بنی شیبان اور حسن بن حمدان جیسے نامی نامی سردار بھی تھے۔ روانہ کیا۔ حماۃ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی اور قرامطہ کو شکست ہوئی عساکر شاہی نے کوفہ تک تعاقب کیا۔ راستہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ ہاتھ آ گیا۔ اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام کیا۔ علم عباسیہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا۔ قرامطہ کے ایک گروہ کثیر کو اثناء جنگ و گیر و دار میں نیست و نابود کر کے باقی ماندگان میں سے اکثر کو قید کر لیا۔

امارت بنی طولون کا خاتمہ: اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ اثناء سفر میں بدر حمامی (یہ ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا) اور محمد بن خاقان کا خط دمشق سے وارد ہوا جس میں لکھا ہوا تھا کہ بنی طولون کا آفتاب حکومت لب بام آ گیا ہے۔ ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمران مضمحل ہو گئے ہیں۔ انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے۔ آپ تھوڑی سی فوج لے کے آیئے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے۔ ہم بھی آپ کی مدد کریں گے محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے۔ خلافت مآب نے اسی وقت فوجیں آراستہ کیں اور سامان سفر جنگ درست کر کے روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازیار کے غلام) کو براہ دریائے نیل بیڑا جنگی جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیانہ براہ دریا ادھر محمد بن سلیمان نے براہ خشکی مصر کے قریب پہنچ گئے۔ دونوں نے آمد و رفت کی تمام راہیں بند کر دیں خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کر لیا۔ محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کر امان حاصل کی بعد ازاں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ایک بہت بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس امر کا احساس کر کے بقصد مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک روز ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تلواریں نیام سے نکل آئی ہارون بن خمارویہ یہ شور و غل کی آواز سن کر باہر آیا اور سمجھانے بجھانے لگا۔ اتفاق یہ کہ ایک تیر اس کے گلے میں آ کے ترازو ہو گیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ اس کے ہمراہیوں اور لشکریوں نے مجتمع ہو کر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا۔ شیبان نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنا لیا اس کے بعد فریق مخالف سے بازار کارزار پھر گرم ہو گیا۔ دو ایک جھڑپوں کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا۔ لشکریوں نے اس کو منظور کر لیا شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا اور جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس وقت شیبان نے خفیہ طور سے امان حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد محمد بن

؎ خلیفہ مکتفی آخر ۲۹۰ھ میں رقہ پہنچا اور اسی سنہ میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی۔ ۹ محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ پابہ زنجیر رقہ پہنچا۔ خلیفہ مکتفی مع اس کے بغداد کو روانہ ہوا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۱۰،۲۰۸)

سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان کا کل مال واسباب ضبط کر لیا اور دربار خلافت میں روانہ کیا۔ یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ کل آل طولون کو مع اُن کے مداحوں کے جس قدر بھی مصر وشام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد کو روانہ ہو گیا۔

خلیجی کی بغاوت: دربار خلافت سے عیسیٰ نوشری کو مصر کی حکومت مرحمت ہوئی۔ بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی نامی جو محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا۔ علم خلافت کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ قرب وجوار کے دیہاتیوں کو مجتمع کر کے اس نے ایک فوج بنالی۔ عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا مجبوراً وہ مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر ایک عظیم الشان لشکر کو بسر افسری فاتک (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) مصر کو روانہ کیا۔ اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور بدر حمامی وغیرہم نامی نامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے۔ اور ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہنچا احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج اور چند آزمودہ کار سپہ سالاروں کو لے کے آگے بڑھا۔ عریش کے قریب مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دیا اور بغداد کے باہر ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ تکریت پہنچا یہاں پر فاتک کا عریضہ ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ "اس جاں نثار غلام نے متواتر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش دے دی اور اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا ہے۔ باغی خلیجی بھاگ کر فسطاط مصر میں روپوش ہوا ہے۔ بڑی جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کر لیا ہے۔ خلیفہ مکتفی نے سجدہ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو مع اس کے ہمراہیوں کے فوراً بغداد بھیج دو۔ فاتک نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا اور اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔

امارت بنی حمدان کا آغاز: ۲۹۲ھ میں خلیفہ مکتفی نے صوبہ موصل کی گورنری ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلبی کو مرحمت فرمائی چنانچہ پہلی محرم ۲۹۳ھ میں وہ موصل پہنچا اور اگلے دن نینوی کی یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اکراد ہذبانیہ نے جن کا پیشوا محمد بن بلال ہے۔ شہر پر شب خون مارا اور اس کو لوٹ لیا ہے۔ ابوالہیجاء نے اسی وقت تیاری کا حکم دیا اور فوراً ایک لشکر مرتب کر کے پل سے مشرقی ساحل کی طرف دریا عبور کیا اور مقام حارد پر اکراد سے اس کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ ابوالہیجاء کے ہمراہیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا۔ اس سے ابوالہیجا کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لڑائی موقوف کر کے موصل کو لوٹ آیا۔

کوہ سلق کا محاصرہ: دربار خلافت میں بغرض امداد عرضی بھیجی اور کمک کے انتظار میں موصل میں ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ ۲۹۳ھ گزر گیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں آ پہنچیں اس وقت ابوالہیجاء نے پھر اکراد ہذبانیہ پر فوج کشی کی۔ اکراد ہذبانیہ کی جمعیت پانچ ہزار خاندان کی تھی۔ مگر ابوالہیجا کی مستعدی سے ڈر کر وہ کوہ سلق میں جا کے پناہ گزیں ہو گیا جو زاب کے سامنے واقعہ تھا۔ ابوالہیجا نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ محمد بن بلال نے چالاکی سے ابوالہیجا کے ساتھ خط وکتابت شروع کی اور اطاعت اور نعل ضامنی دینے کی شرائط طے کرنے لگا۔ ابھی کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ اپنے چند ہمراہی کو آذربائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا۔ ابوالہیجا کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے

فوراً تعاقب کیا۔ اگرچہ ہمراہیان محمد قندیل پر پہنچ کے پناہ گزیں ہو گئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے چین سے نہ رہنے دیا۔ ان کا ایک گروہ کام آ گیا۔ باقی ماندگان نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کے دم لیا اور ابوالہیجا نے مراجعت کر دی۔ اکراد موقع پا کے آذربائیجان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

محمد بن بلال کی اطاعت: ابوالہیجا نے اطلاعی عرض داشت دربار خلافت میں روانہ کی اور لشکر کو موصل کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد دربار خلافت سے ایک تازہ دم فوج کمک پر مزید آ گئی اور اس نے سامان جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رخ کیا۔ محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک مدت دراز تک محاصرہ کیے رہا۔ اس اثناء میں سردی کا موسم آ گیا اور برف باری شروع ہو گئی۔ رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا۔ اب غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا۔ محمد بن بلال نے مجبور ہو کر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ محاصرین سے آنکھ بچا کر محاصرے سے بھاگ گیا۔ ابوالہیجا نے اس کے مکانات' مال و اسباب اور ان کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد محمد بن بلال نے امان کی درخواست کی جس کو ابوالہیجا نے نہایت کشادہ پیشانی سے منظور کیا۔ چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے کو اپنی اولاد کے ہمراہ ابوالہیجا کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالہیجا نے مع محمد بن بلال کے واپس ہو کر قیام کیا اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اکراد حمیدیہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امان کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی' تھوڑے ہی دنوں میں ابوالہیجاء کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

بنی حمدان کی سرکشی: اس کے بعد ۳۰۱ھ میں ابوالہیجا نے علم خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر بسر افسری مونس خادم' ابوالہیجا کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا کثرت فوج دیکھ کر ابوالہیجا کا مزاج درست ہو گیا اور اس نے خود ہی مونس کے پاس حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن جھکا دی۔ مونس نے مع ابوالہیجا کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا کی معذرت قبول فرمائی اور خلعت خوشنودی مرحمت کیا۔ اس وقت سے ابوالہیجاء بغداد ہی میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ دیار ربیع میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہو گیا۔ شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئی۔ چند دنوں کے بعد وہ گرفتار ہوا اور دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو مع اس کے لڑکوں کے زیر نگرانی زندان قہرمانہ قید کر دیا۔ ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابوالہیجا کو بھی مع اپنی اولاد اور بھائیوں کے جیل میں بھیج دیا۔ بعد ازاں ۳۰۵ھ میں وہ رہا ہوا۔

ابن لیث کا فارس پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ طاہر بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو کچھ استقلال و استحکام بھی حاصل ہو گیا تھا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد وہ لہو ولعب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ ایک ساعت کو امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا۔ اسی اثناء میں وہ بغرض تفریح و سیر سجستان چلا گیا اور لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی' ابوقابوس (یہ طاہر بن عمرو کے ہمراہیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سبکری قابض ہو چکے تھے اس لئے ابوقابوس کی کچھ پیش نہ گئی مجبوراً اس نے بغداد کا راستہ لیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی اور تمام حالات عرض کئے۔ خلیفہ مکتفی نے انعام مرحمت فرمائے کچھ عرصہ بعد طاہر نے ابوقابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپس نہ ہونے کی صورت میں حساب فہمی کی التجا کی۔ خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔

بیرونی مہمات: انطاکیہ پر حملہ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے ثغور اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حدیثہ کا قصد کیا' بحالت غفلت میں شہر کو جلا دیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان' بوڑھے اور بچے گرفتار کر لئے گئے۔ غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ثغور اسلامیہ کی تباہی سے دست کش ہو کر انطاکیہ کے بچانے کو دوڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ انطاکیہ کو فتح کر لیا۔ پانچ ہزار رومی مارے گئے اسی قدر گرفتار ہوئے اور اسی قدر مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں قید تھے' رہائی پائی' ساٹھ کشتیاں مع مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مال غنیمت انطاکیہ کے ساتھ تقسیم کی گئیں۔ ہزار ہزار دینار ایک ایک حصہ میں پڑے۔

ترکوں کا عروج: اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر محدود جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا۔ اسماعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان کی روک تھام کو ایک عظیم الشان لشکر جس میں رضا کار اور فوج بھی تھی' روانہ کیا۔ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ باقیوں میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔

حاکم ثغور کی معزولی: پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی۔ اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ خلیفہ مکتفی نے ابو العشائر کو حکومت ثغور سے معزول کر کے رستم بن بردو کو متعین فرمایا۔ اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معاوضہ ہوا۔ ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجۂ ظلم سے رہا کرائے گئے۔

قورس پر رومیوں کا حملہ: پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شب خوں مارا۔ اہل قورس باوجود بے خبری کے مسلح و تیار ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی لیکن انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ملی ایک گروہ کثیر اس جنگ میں کام آ گیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلا دیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اس سنہ میں اسماعیل بن سامان والی ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور تیغ فتح کیا۔

ابن کیغلغ کا رومیوں کے خلاف جہاد: اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے بلاد رومیہ پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور بزور تیغ چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا۔ رومیوں کے ایک بطریق نے امان کی درخواست کی اور امان حاصل کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سنہ میں پھر ابن کیغلغ نے بقصد جہاد بلاد کفار کی جانب خروج کیا اور فتح کرتا ہوا شکند تک پہنچا اور اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد دو چار روز قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا۔ رومیوں نے جی کھول کر مقابلہ کیا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی رومیوں کے ہزارہا آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرونقس نے جو رومیوں کی طرف سے محافظت حدود پر مامور تھا۔ دربار خلافت میں امان کی درخواست کی' خلیفہ مکتفی نے فوراً امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔

بطریق اندرونقس: بطریق اندرونقس دو سو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کے قلعہ میں محبوس تھے اسلامی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا۔ والی روم کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے ایک دستہ فوج اندرونقس کی گرفتاری کو بھیج دیا۔ مسلمان قیدیوں نے

ایک دستہ فوج کو جو اندرونقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال و اسباب اور آلات حرب تھے سب کچھ لوٹ لیا۔ رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور وہ ایک عظیم الشان فوج تیار کر کے بطریق اندرونقس سے لڑنے کو آئے عساکر اسلامیہ نے بھی بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور اس کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ رومی یہ خبر پا کر واپس آ گئے۔ عساکر اسلامیہ میں سے چند دستے بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو قلعہ کی طرف گئے۔ بطریق اندرونقس مع اہل و عیال کے قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ہمراہ دارالخلافہ بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمال: اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو رے کی حکومت عطا ہوئی۔ بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی کو دی گئی اور عیسیٰ نوشری مصر کی گورنری پر اور بعد اختتام بنی طولون مقرر کیا گیا اور ابوالعشایر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبیداللہ نے وفات پائی اور قلمدان وزارت عباس بن حسن کے سپرد ہوا۔ بعد ازاں ۲۹۲ھ ابوالعشایر بھی برطرف ہوا اور بجائے اس کے رستم بن بردو کو مقرر کیا گیا۔ ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد بن کے قبضہ سے نکال لیا اور خلیفہ مکتفی نے خوش ہو کر خلعت اور انعام عنایت کئے۔ اسی سنہ میں ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی اسی سنہ میں قرامطہ کا سفیر یمن و صنعاء میں پہنچا اور اس نے بوجہ طوائف الملوکی یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی سنہ میں ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سند عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچ کر قیام کیا۔

وفات: خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المعتضد باللہ نے ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا۔ وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا۔

باب : ۲۲

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ

۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

مقتدر کی مخالفت: وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبین سے مشورہ طلب کیا کہ خاندان خلافت میں سے کون شخص مسندِ خلافت کا مستحق ہے۔ محمد بن داؤد بن جراح نے عبداللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اس کی عقل و فراست کی بہت ہی تعریف کی۔ ابوالحسین بن محمد بن فرات بحث و مباحثہ اور رد و تکرار کے بعد بولا ''وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈریئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنایئے جسکے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں اور نہ بخیل کو مسندِ خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کو تنخواہ کی وصول میں دقت پیدا ہو اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ طمع میں آ کے شیرازہ حکومت درہم برہم کر دے۔ امراء دولت اور ارکین سلطنت کے مال و اسباب کی تاک میں رہے اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنایئے جو دین اسلام کی توہین کرتا ہو۔ گناہوں سے محترز نہ ہو۔ کارِ ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ اور انکے احوال کا جو یا ہو کہ لوگوں کو کھانا پینا عیش و آرام دشوار ہو جائے۔ میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے۔ یہ شخص مسند خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت بھی رکھتا ہے''۔ وزیر السلطنت نے کہا تمہیں انتخاب کرتے ہوئے شرم نہ آئی' وہ تو ابھی لڑکا ہے' ابن فرات نے جواب دیا ''ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو''۔

بیعتِ خلافت: وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ کی طرف مشورہ کی غرض سے رُخ کیا۔ علی بن عیسیٰ نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اسی قدر کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنایئے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور زمام خلافت سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابن فرات نے رائے دی تھی اور اس کے بھائی خلیفہ مکتفی نے وصیت کی تھی اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ غرض وزیر السلطنت نے صافی حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا۔ جعفر اپنے مکان سے دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بقصد دارالخلافت روانہ ہوا۔ بوقت واپسی وزیر السلطنت کے مکان

پہنچ کر صائف کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ شاید وزیر نے جعفر کو قید کر لینے کی غرض سے طلب کیا ہے۔ جوں ہی خطرہ پیدا ہوا۔ جعفر کو حراقہ[1] میں چھوڑ کر چپکے سے دارالخلافت میں چلا آیا اور حاضرین سے بیعت خلافت لے لی۔ بعد ازاں جعفر کو حراقہ سے لا کر مسند خلافت پر بٹھا دیا۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت اور سرداران لشکر آ گئے اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے خود کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے۔ وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا۔ اس کے بعد کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنے لگا۔

محمد بن معتز کی حریفانہ کوششیں: خلیفہ مقتدر باللہ کی عمر بوقت تخت نشینی تیرہ برس کی تھی اس لئے ارکین دولت کم عمری کی وجہ سے نظر حقارت سے دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم کا دل بھی بھر گیا۔ وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابوعبیداللہ محمد بن معتز کی خلافت کے لئے تیار ہو گیا۔ خط و کتابت شروع کی۔ ابوعبیداللہ نے منظور کر لیا مگر بانتظار آمد فارس حاجب' اسماعیل والی خراسان' خلیفہ مقتدر کی معزولی اور جدید خلیفہ کی تقرری وقوع پذیر نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے چند ہی دن پیشتر فارس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کی تھی اور اس سے جدا ہو کے بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی تھی اور وزیر السلطنت ابوالقاسم نے حاضری کی اجازت دے دی تھی اور اس کے ذریعہ سے خادمان خلیفہ مقتدر کو لانے کا قصد کیا تھا۔ کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ قوی تھا۔

محمد بن معتز کی وفات: اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ فارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ابوعبداللہ محمد بن معتز بجائے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر گوشہ قبر میں جا پہنچا۔ وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس پر بھی اس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ ابوالحسین بن خلیفہ متوکل کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ اتفاق یہ کہ وہ بھی مر گیا۔ ان واقعات سے بظاہر خلیفہ مقتدر باللہ کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اور وہ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے سرانجام دینے لگا۔

خلیفہ مقتدر کے خلاف سازش: کچھ عرصہ بعد سپہ سالاران لشکر' اراکین دولت' اعیان سلطنت' قاضیان و مفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کیں اور خلیفہ مقتدر باللہ کی معزولی پر متفق ہو کر عبداللہ بن خلیفہ معتز سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی۔ عبداللہ بن معتز نے یہ شرط پیش کی کہ خوں ریزی اور قتل عام نہ ہو ان لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا چونکہ ہم لوگ اسی امر پر متفق ہو گئے ہیں کہ کسی قسم کا اختلاف نہ ہو اور جب اختلاف نہ ہو گا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل اور خوں ریزی نہ ہو گی اس امر کے بانی مبانی عباس بن حسن وزیر السلطنت' محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری' ابو المثنی احمد بن یعقوب' قاضی حسین بن حمدان' وزیر جنگ بدر رنجمی اور وصیف بن صوار تکین سپہ سالاران لشکر تھے۔

عباس بن حسین کا قتل: ابھی یہ مشورہ ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس امر کا احساس کر کے کہ خلیفہ مقتدر کے برتاؤ میرے ساتھ اچھا ہے اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا اس مشورہ اور رائے سے کنارہ کشی کی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جمے رہے۔ حسین بن حمدان نے اشارہ کر دیا اور بدر اور وصیف نے وزیر السلطنت کو جب وہ اپنے باغ کی

---

[1] حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتش بازی کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ (اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۱۶۳)۔

طرف جارہا تھا' دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

عبداللہ بن معتز کی بیعت: اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن خلیفہ معتز کی خلافت کی بیعت کر لی گئی اس وقت خلیفہ مقتدر حلبہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کی بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محل سرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرا دیئے۔ اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلبہ میں آیا مگر مایوس ہو کر واپس گیا۔ دار الخواتم پر پہنچ کر عبداللہ بن خلیفہ معتز کو بلوایا۔ سپہ سالاران لشکر' اعیان دولت اور ارا کین سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی۔ مگر ابوالحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔

عہدوں کی تقسیم: عبداللہ بن خلیفہ معتز نے بیعت خلافت لینے کے بعد المرتضیٰ باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا اور محمد بن داؤد بن جراح کو عہدۂ وزارت عنایت فرمایا۔ علی بن موسیٰ کو محکمۂ دواوین سپرد کر دیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دار الخلافہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال ڈالو۔ غریب مقتدر نے لکھا'' مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے۔ مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے رات کے وقت مونس خادم' مونس خازن' غریب الخال اور کل خدام حاشیہ نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس سے خلاصی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کریں۔

حسین بن حمدان کی پسپائی: صبح کو حسین بن حمدان دار الخلافہ کے دروازہ پر گیا۔ خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ تمام دن بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ جوں ہی رات کی تاریکی بڑھی' مع اپنے اہل و عیال کے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے مداحوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتز پر حملہ کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتز کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارہ پر تھا عبداللہ بن معتز کے ہمراہی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوفزدہ اور مرعوب ہوئے کہ بلا جدال و قتال قبل اس کے کہ وہ کشتیاں کنارے پر آئیں اور وہ لوگ اتریں' بھاگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے حسین بن حمدان کے سر یہ الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے سازش کر لی ہے۔

ابن معتز کی روپوشی: عبداللہ بن معتز اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس ظن فاسد کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرا میں آئیں گے جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کر سکیں گے سوار ہو کر راستہ صحرا کا لیا۔ تھوڑی سی مسافت طے کر کے دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے۔ مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں روپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں جا چھپا اور عبداللہ بن معتز نے مع اپنے خادم کے ابوعبداللہ بن حصاص کے مکان میں پناہ لی۔ بدمعاشوں' بازاریوں اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ مار اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرو یہ افسر پولیس بھی عبداللہ بن معتز کی بیعت کی تھی۔ اہل شہر کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض

سے منادی کرادی کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا۔ عوام الناس سمجھ گئے اور تلواریں نیام سے نکال کر بھڑ گئے۔ ابن عمرویہ بھاگ کر ایک مکان میں جا چھپا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت خازن کو پولیس کی افسری عنایت فرمائی اور اس طوفان کے فرو کرنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا حامیان علم خلافت شہر میں پھیل گئے۔ باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔ وصیف بن صوار تکین گرفتار ہو کر آیا اور مار ڈالا گیا۔ قاضی ابو عمر و علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن کلف بھی گرفتار ہو کر آئے مگر رہا کر دیئے گئے بعد ازاں قاضی ابو مثنیٰ احمد بن یعقوب پابہ زنجیر حاضر کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا ''وہ ابھی لڑکا ہے میں اس کی بیعت نہ کروں گا''۔ خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا۔ اس کا سر اتار لیا گیا اس کے بعد ابو الحسین بن فرات کو بلا بھیجا یہ عبداللہ بن معتز کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی دیر کے بعد حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

ابن معتز کا انجام: ابن حصاص کے خادم سوسن نامی نے صافی حرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کر خبر کر دی کہ ابن معتز ایک گروہ کے ساتھ میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی حرمی نے خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع کر دی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دے دیا اور ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا۔ دروازے توڑ ڈالے گئے۔ ابن معتز گرفتار ہو گیا تمام شب جیل میں رہا۔ صبح کے وقت اس کے دونوں خصے کاٹ ڈالے گئے اور وہ مر گیا اس کی نعش اس کے اہل و عیال کو دے دی گئی اور ابن حصاص کو اس الزام میں گرفتار کر کے مال کثیر لے کے رہا کر دیا۔

باغیوں کو سزائیں: محمد بن داؤد (عبداللہ بن معتز کا وزیر) بھی روپوش تھا۔ پتہ لگا کے گرفتار کر لیا گیا اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسیٰ بن علی واسط کی جانب جلا وطن کیا گیا مگر وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کر کے براہ بصرہ مکہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمر و علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا۔ حسین بن حمدان کی گرفتاری کے لئے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرویہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہما کی جان بچی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ خدام دولت اور ہوا خواہان خلافت مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت کو اعلیٰ قدر مراتب انعامات اور صلے دیئے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا حصہ کثیر تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کی اطاعت: اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین فرمایا۔ قاسم بن سیما قرقیسیا اور رحبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا بن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا۔ چنانچہ ابو الہیجا قاسم بن سیما اور سپہ سالاران لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا۔ تکریت کے قریب حسین سے ملاقات ہو گئی ایک دوسرے سے متصادم ہوا۔ حسین شکست کھا کر بھاگا اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربار خلافت میں امان کی درخواست روانہ کیا۔ اسے امان دے دی گئی۔ حسین نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت پناہی نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو معزول کر کے قم و قاشقان کی سند حکومت دے دی۔ حسین نے رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا۔ اس اثناء میں فارس (اسماعیل سامانی ماوراء النہر کا

غلام آ گیا) خلیفہ مقتدر نے دیار ربیعہ کی گورنری مرحمت فرمائی۔

افریقہ میں شیعہ حکومت: عبیداللہ مہدی یہ عبیدی ہیں نسباً اپنے خلیفہ عبیداللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔ اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیے کیونکہ خلیفہ معتضد نے جو خط ابن اغلب کو قیروان میں اور ابن مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا تھا جبکہ یہ بلاد مغرب کی جانب چلا گیا تھا وہ اس نسب کی صحت کی شہادت دے رہا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کے موید ہیں:

ایلبس الذل فی بلاد الاعادی
و بمصر الخلیفۃ العلوی
من ابوہ ابی و مولاہ مولای
اذا ضامنی البعید القصی
لف عرقی بعرقہ سید الناس
جمیعا محمد و علی

''مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ علوی نے ذلیل وخوار کر دیا۔
اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولیٰ اور میرا مولا ایک ہی ہے اگرچہ غیر خاندان والے مجھ کو ذلیل سمجھیں۔
میرا سلسلہ نسب اور اس کا سلسلہ نسب سید الناس محمد و علی سے ملتا ہے''۔

اور جو محضر بغداد میں بزمانہ خلافت خلیفہ قادر میں ان عبیدیوں کے نسب کے رد وقدح کے متعلق لکھا گیا تھا اور اس پر مشاہیر علماء قدوری، صمیری، ابوالعباس، ابیوردی، حامد اسفرائنی، ابوالفضل نسوی، ابوجعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ، ابن بطحاوی، ابن ازرق اور معتمد علیہ شیعہ ابوعبداللہ بن نعمان کے دستخط بطور شہادت کے ثبت کئے گئے تھے۔ وہ شہادت سمعی تھی۔ دولت عباسیہ میں تقریباً دوسو برس سے ہر جگہ مشہور ہو رہی تھی اور سمعی شہادت ایسے مواقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے جائز۔ ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تعارض بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ان کی جانب میلان طبع اور ان کا اپنے دعاوی میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسبتاً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کو وہ گناہ کافی ہے۔ جو اس افتراء پردازی پر عائد ہوتا ہے۔

باقی رہی ان کی دعوت کی کیفیت اس کو ہم مقدمہ کتاب میں شیعہ کے تذکرہ میں بیان کر آئے ہیں۔

زیدیہ اور رافضہ: مذاہب شیعہ اس امر پر اتفاق کر لینے کے بعد حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کل صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہیں۔ زیدیہ اور رافضہ کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔ زیدیہ باوجود تفضیل حضرت علیؓ کے شیخین (ابوبکرؓ وعمرؓ) کی صحت و امامت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک امامت مفضول کی باوجود موجودگی افضل کے جائز ہے۔ یہ مذہب زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے۔ رافضہ خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے تبراء کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق علی کے حق میں کہی تھی۔ باوجودیکہ وصیت کی کسی

ایسے طریقے سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن ذرا بھی ملتفت پایا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر یقین کیا ہے جو قابل اقتداء ہیں' بے شک اور بلاشبہ یہ رافضہ کی گھڑی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس میں کچھ اصلیت نہیں ہے۔

اثنا عشریہ اور اسماعیلیہ: رافضہ کی دو قسمیں ہیں۔ اثنا عشریہ' اسماعیلیہ۔ اثنا عشریہ خلافت امارت کو علی کے بعد حسن' حسین' علی (زین العابدین) محمد باقر اور جعفر صادق' ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان کے بعد ان کی اولاد کی طرف بسلسلہ واحد بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام مہدی ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سر من رائے میں چلے گئے ہیں اور یہ فرقہ اس وقت ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسماعیلیہ کرسی خلافت و امارت پر جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل کو بٹھلاتے ہیں اور اسماعیل کے بعد اسماعیل کے اعقاب کی طرف سلسلہ خلافت و امارت منتقل کرتے ہیں۔ بعض ان میں سے عبیداللہ (یہی عبیداللہ مہدی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پر پہنچ کر رک جاتا ہے اور یہ عبیدین کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبیداللہ بن مکتوم[1] تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے۔ اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ ہے کیونکہ محمد مکتوم بن اسماعیل کا کوئی لڑکا عبیداللہ نامی نہ تھا۔

عبیدیہ: ان عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والے مشرق' یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے دو شخص ایک معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقہ گیا تھا۔ ان دونوں کو انہیں عبیدیوں کے ہوا خواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سرزمین شور ہے۔ تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشت کاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور بارآور کرو۔ چنانچہ طوانی اور سفیانی نے افریقہ میں پہنچ کر ایک نے سرزمین کتامہ شہر مرجنہ میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حماد میں مقیم ہوا۔ انہیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں خصوصی طور پر اس مذہب کا شیوع ہوا۔

عبیدیہ اعتقادات: ان لوگوں کو یہ زعم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نصوص جلیہ و ارشادات واضحہ خلافت و امارت کی حضرت علیؓ کے حق میں وصیت کی تھی۔ جس سے صحابہؓ (عیاذاً باللہ) نے اعراض و عدول کر کے حضرت علیؓ کے سوا دوسرے کو خلیفہ بنالیا۔ اس وجہ سے ان صحابہ سے تبراء کرنا واجب ہے جنہوں نے اس وصیت سے عدول و انحراف کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسن کو اور پھر حسن نے اپنے بھائی حسین کو حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو' علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو' محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو' جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسماعیل کو' امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتوم کو' محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو' جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو' محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبیداللہ المہدی کو اپنا وصی اور سریر خلافت و امارت کا جانشین و وارث بنایا تھا۔

شیعی داعی ابوعبداللہ: یہ وہی عبیداللہ المہدی ہے جس کا ابو عبداللہ شیعی[2] داعی تھا۔ ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبیب سر

---

[1] محمد کو مکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسماعیلیہ بخوف مخالفین ان کے نام کو چھپاتے تھے

[2] ابو عبداللہ حسین بن احمد بن زکریا شیعی صنعا کا رہنے والا تھا۔ ابن جوشب بجار کی صحبت میں رہا کرتا تھا جب حلوانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن جوشب نے ان کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸' صفحہ ۱۲۔

زمین حمص مقام سلمیہ میں رہتا تھا۔ ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچتے آلِ محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقائد کو سکھاتے تھے۔ ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرت امام حسین کی قبر کی زیارت کو کربلا آتے اور پھر کربلا سے بغرض زیارت آئمہ جو امام اسماعیل کی اولاد سے تھے۔ سلمیہ کو جاتے یمن میں بھی ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم مذہب تھے۔

<u>محمد بن فاضل</u>: محمد بن فاضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں شکری تھا۔ ایک بار انہیں ایام میں محمد الحبیب کی زیارت کو آیا ہوا تھا۔ رستم بن حسین بن جوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوفی تھا) اپنے ہمراہیوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور دولت دعوت عبیدیہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جماعت بڑھالو۔ محمد بن فاضل نے مع ہمراہیان رستم یمن میں پہنچ کے قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحبیب کی طرف مائل کرنے لگا۔ بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا۔ آلِ محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر کون مسلمان بھلا آمادہ نہ ہوتا۔ تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب والے اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع ہو گئے اور اس نے رفتہ رفتہ یمن کو دبا لیا اور ان لوگوں کے دماغوں میں بھی اپنے زہر آلود خیالات کو بھر دیا۔ ابوعبداللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس سے آپ بھی اوپر تعارف حاصل کر چکے ہیں) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام محمد الحبیب نے اس کو لائق آدمی خیال کر کے ابو جوشب کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے ابو جوشب کی صحبت میں ایک مدت تک رہ کر علم و کمال حاصل کیا۔ بعد ازاں ابو جوشب نے ابوعبداللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور ابوعبداللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

<u>مہدی موعود کے ظہور کا اعلان</u>: ابوعبداللہ اور عبداللہ نے ایام حج میں پہنچ کر کتامہ کے قافلہ مثلاً حریث جمیلی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی اور راہ و رسم پیدا کی۔ کتامہ کے قافلے والے ابوعبداللہ اور عبداللہ کا زہد و ورع اور عبادت کوشی کو دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔ بعد ادائے مناسک حج ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا۔ پندرھویں ربیع الاول ۲۸۸ھ میں کتامہ پہنچے۔ اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پر جس کو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے بعد کو موسوم کیا بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی اور یوماً فیوماً بوجہ زہد و عبادت کوشی میلان و گرویدگی بڑھتی چلی گئی۔ اب ابوعبداللہ اور عبداللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ ان کے معین اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانے کے اخیار ہوں گے۔ ان کے انصار کا نام کتمان سے مشتق ہے۔ اگرچہ صاف طور سے تم کو ظاہر فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ غالباً یہی اہل کتامہ ہوں گے۔ علماء کتامہ مجتمع ہو کے ابوعبداللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے۔ ابوعبداللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس ان کی شعبدہ بازیوں اور حیلوں میں آ گئے اور بعد فتنہ و فساد کے اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے۔ یہ لوگ ان کو ابوعبداللہ مشرقی شیعی کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

<u>اہل کتامہ کی اطاعت</u>: کچھ عرصہ بعد اہل کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر ابوعبداللہ کے قتل پر مجتمع ہو کے آئے

کھڑے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابوعبداللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کو اہل کتامہ کے ہاتھوں سے بچا کر شہر ناصروت (سرزمین زرراہ) میں جا کے ٹھہرا دیا اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے معرکہ آرائی کی۔ تا آنکہ سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابوعبداللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ کو قیروان میں اس کی خبر لگی۔ عامل میلہ سے کیفیت طلب کی۔ عامل میلہ نے رپورٹ دی کہ ابوعبداللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے، موٹے جھوٹے کپڑے پہنتا ہے، لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی ہدایت کرتا ہے۔ ابراہیم بن احمد یہ سن کر خاموش ہو رہا۔

ابوعبداللہ کی سرکوبی: اس کے بعد ابوعبداللہ نے آہستہ آہستہ اپنی جمعیت بڑھالی اور قبائل کتامہ کو مجتمع کر کے شہر میلہ پر دفعۃً حملہ کر دیا۔ چنانچہ دو چار روز کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ ابراہیم بن احمد یہ خبر پا کے اپنے بیٹے احول کو بسرگردہی ایک عظیم الشان لشکر کے جس کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی ابوعبداللہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس معرکہ میں اہل کتامہ کو شکست ہوئی۔ ابوعبداللہ نے بھاگ کر کوہ انکجان میں دم لیا۔ احول نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

ابوعبداللہ کا خاتمہ: اس معرکہ کے بعد ابوعبداللہ نے کوہ انکجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دار الہجرت کے نام سے موسوم کیا۔ اس اثناء میں ابراہیم بن احمد والی افریقیہ نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالعباس افریقیہ کا گورنر ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی راہی ملک عدم ہوا اور زیادۃ[1] اللہ کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی اس وقت احول نے ایک کثیر التعداد لشکر مجتمع و مرتب کیے ہوئے ابوعبداللہ کے قریب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ زیادۃ اللہ نے دھوکے سے اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

عبیداللہ بن حبیب کی امامت: محمد الحبیب نے بوقت وفات امارت و امامت کی اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں وصیت کی اور یہ کہا کہ "میرے نور عین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ذرا استقلال اور صبر سے کام لینا"۔ غرض محمد الحبیب کے انتقال کر جانے کے بعد عبیداللہ نے زمام امامت اپنے ہاتھ میں لی اور ممالک قریبہ و بعیدہ میں اپنے داعیوں کو بھیجا۔ انہیں دنوں ابوعبداللہ شیعی نے اہل کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے انتظار میں ہیں جلد تشریف لائیے۔ رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہو گئیں۔ خلیفہ مکتفی نے عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ عبیداللہ یہ خبر پا کے مع اپنے بیٹے نزار کے بھاگ گیا۔ جو اس کے بعد جانشین مسند امامت ہوا اور اس نے القائم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبیداللہ کی گرفتاری: عبیداللہ نے سرزمین حمص سے نکل کے مغرب کا راستہ لیا اس کے ہمراہ اس کے لڑکے کے علاوہ ان کے خاص اصحاب اور خدام کا ایک گروہ بھی تھا۔ منازل طے کر کے مصر پہنچا۔ ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا۔ عبیداللہ سوداگروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ خلیفہ مکتفی کا بھی فرمان مشعر گرفتاری عبیداللہ پہنچ گیا جس میں ان کا

---

[1] زیادۃ اللہ ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا۔ عیش مزاج، کھلاڑی امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا۔ اس نے احول کو محض اس خیال سے کہ مبادا یہ خلل انداز عیش و آرام ہو قتل کیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸)۔

حیلہ وغیرہ لکھا ہوا تھا۔ عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبید اللہ کی جستجو میں چاروں طرف پھیلا دیا نوشری کے کسی مصاحب نے عبید اللہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ عبید اللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے ملاقات ہو گئی۔ صورت و شکل اور رفتار و گفتار نے نوشری تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہی عبید اللہ ہے۔ فوراً گرفتار کر لیا ہے اتنے میں دوپہر ہو گئی۔ دستر خوان بچھا کر نوشری نے عبید اللہ سے کہا اس نے روزہ کا عذر کیا۔ بعد ازاں باتوں باتوں میں نوشری نے عبید اللہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔

عبید اللہ کی رہائی و فرار: عبید اللہ نے اپنے فقرے کہے کہ نوشری کے دل کو اس کے بے جرم اور بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا۔ ہنوز نوشری نے عبید اللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابو القاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈتا ہوا آ پہنچا نوشری نے دریافت کیا ”یہ کون ہے؟“ بتلایا گیا کہ ”یہ عبید اللہ کا لڑکا ہے“۔ نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعوے دار خلافت ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا۔ عبید اللہ کو رہا کر دیا۔ عبید اللہ نے رہائی کے بعد کوچ شروع کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا اثناء راہ میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا کل مال و اسباب چرا لے گئے۔ اس سامان میں کچھ کتابیں ملاحم کی تھیں جو اس کو وراثت میں ملی تھیں۔ ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابو القاسم نے جب مصر پر فوج کشی کی تھی تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

ابو العباس شیعی کی گرفتاری: عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر مع اپنے رفقاء اور لڑکے کے طرابلس پہنچا تو تجارت پیشہ اصحاب جو اس کے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے عبید اللہ نے اسی مقام سے ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا قیروان پہنچا۔ زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابو العباس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی۔ اس نے سراغ رسانی کر کے ابو العباس کو گرفتار کر لیا اور عبید اللہ کے حالات دریافت کئے۔ ابو العباس نے انکار کیا۔ زیادۃ اللہ نے جھلا کے جیل میں ڈال دیا اور عامل طرابلس کو عبید اللہ کو گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی اور اس نے طرابلس کو خیر باد کہہ کر قسطیلہ کا راستہ لیا اور پھر اس خوف سے کہ ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ قسطیلہ سے سلجماسہ کا رخ کیا۔

عبید اللہ کی دوبارہ گرفتاری: سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروہ والے تھے ان لوگوں نے عبید اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عزت و توقیر سے ٹھہرایا۔ اس اثناء میں زیادۃ اللہ کا خط آ پہنچا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مدعی مہدویت ہے اس کی طلبی کے خطوط کتامہ سے آ رہے ہیں فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو۔ والی سلجماسہ نے حسب اس حکم کے عبید اللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابو عبد اللہ شیعی کی توجہات: ابو عبد اللہ شیعی کے حالات اور آئے دن بلاد افریقیہ کے دبائے جانے کے واقعات سے آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ابو عبد اللہ کی جمعیت بڑھتے ہوئے اور بلاد افریقیہ کو اپنے قبضہ و تصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چاروں طرف سے لشکر فراہم کر کے اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن حنیش کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار

تھی۔ تامی نامی جنگ آور اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطیلہ تک پہنچ کے ٹھہر گیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس کو اپنا مسکن بنالیا۔ چھ مہینے کامل ابراہیم اپنا لئے ہوئے ابو عبداللہ کے اترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا۔ مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمتہ پر حملہ کر دیا۔ کرمتہ میں ابو عبداللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی خبر کر دی ابو عبداللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شب خون مارنے کو بھیج دیا۔ ہنوز ابراہیم کرمتہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو عبداللہ کے رسالہ نے چھاپہ مارا۔ ابراہیم کے ہوش و حواس جاتے رہے بکمال بے سروسامانی سے شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگا۔ ابو عبداللہ نے فتح کا اطلاع نامہ[1] عبیداللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سلجماسہ کے قید خانہ میں تھا۔

طبنہ اور بلزمہ پر قبضہ: ابو عبداللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد پُرامن طور پر اس کو مفتوح کر کے شہر بلزمہ کا رخ کیا۔ اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابو عبداللہ نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم الشان لشکر ہارون طبنی کی سرکوبی میں روانہ کیا۔ طبنی نے ابتداً شہر دار ملوک پر فوج کشی کی۔ اہل دار ملوک نے ابو عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا۔ طبنی نے دار ملوک کی شہر پناہ کو منہدم کر کے بزور تیغ شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔

ہارون طبنی کی شکست: بعد ازاں ابو عبداللہ کی طرف بڑھا۔ اثناء راہ میں ابو عبداللہ کا پٹرول ملا۔ طبنی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ ابتری اور بے ترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں چھپنے لگا۔ جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ ابو عبداللہ پیام اجل کی طرح طبنی کے سر پر آ پڑا۔ طبنی کا لشکر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طبنی مارا گیا۔ ابو عبداللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر عیسٰی پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا اور اس نے ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ آپ ابو عبداللہ کے مقابلہ پر نہ جایئے۔ خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تو ہم لوگوں کا کوئی پُرسان حال نہ رہے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت کو واپس جایئے اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمایئے۔ زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ لشکر کو تو بسر گروہی اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اغلب کے ابو عبداللہ کی طرف روانہ کیا اور خود قیروان کی جانب مراجعت کر دی۔

باغایہ مرماجنہ اور قصرین پر قبضہ: ابو عبداللہ کو اس کی خبر لگ گئی فوراً باغایہ پر حملہ کر دیا عامل باغایہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو عبداللہ نے باغایہ میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس کے بعد شہر مرماجنہ کا قصد کیا۔ اہل مرماجنہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا۔ لڑائی ہوئی آخر کار انہیں لڑائیوں میں والی مرماجنہ مارا گیا اور ابو عبداللہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے شہر تیفاش کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل تیفاش نے امان حاصل کر کے اس کو شہر سپرد کر دیا۔ تیفاش کے فتح ہونے پر چاروں

---

[1] اس خط کو ابو عبداللہ نے اپنے ایک معتبر دوست کے ذریعہ سے سلجماسہ روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو عبیداللہ مہدی تک یہ خط ضرور پہنچا دینا چنانچہ اس نے سلجماسہ میں پہنچ کے بوجڑوں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانے سے جیل سلجماسہ میں داخل ہو کر خط دیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر)

طرف سے امان کی درخواستیں آنے لگیں۔ بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ ابو عبداللہ نے سب کو امان دی اور چند لوگوں کو ان بلاد کی محافظت اور انتظام پر مقرر کر کے خود ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ کی طرف روانہ ہوا پھر مسکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا۔ بعد ازاں قصرین (سرزمین قمودہ) کا رخ کیا۔ پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی اور یہ فتح ہوتے گئے۔

قسطیلیہ کا محاصرہ: ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک پہنچی۔ وہ اس وقت اربس میں تھا اور زوالی افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے رقادہ میں زیادۃ اللہ والی افریقیہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اس نے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کیا۔ ابو عبداللہ نے رقادہ سے قسطیلیہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل قسطیلیہ نے امان حاصل کر کے شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبداللہ نے قسطیلیہ پر قبضہ حاصل کر کے باغایہ کی جانب معاودت کی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر پہنچ کر ابو عبداللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ پھر باغایہ کی جانب کوچ کیا اور امیر مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو فج غرعار سے آگے نہ بڑھنا۔ ہنوز یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم وہاں سے چل دیا۔

معرکۂ اربس: اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ نے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ فوج کو پیچھے سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی۔ اگرچہ ابراہیم نے نہایت مردانگی سے کام لیا مگر ہمراہیوں کی پست ہمتی اور بزدلی سے شکست اٹھا کر بھاگا۔ ابو عبداللہ نے کمال سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو پامال کیا۔ مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربس میں گھس کے اہل اربس کے شبانہ روز قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ بعد ازاں قمودہ میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

بنی اغلب کا زوال: ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والی افریقیہ کو ہوئی تو وہ حواس باختہ ہو کر مصر بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کے محل سراؤں کو لوٹ لیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے قیروان پہنچ کر دارالامارت میں قیام کیا۔ رؤسا شہر اور امراء مملکت کو جمع کر کے ابو عبداللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی۔ مال و اسباب کی مدد چاہی اور بصورت اطاعت و امداد ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لوگ تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں۔ ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال و اسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں اور نہ ہم لوگ جنگ وجدال سے واقف ہیں۔ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ یہ لوگ دارالامارت سے اٹھ کر باہر آئے اور عوام الناس کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دارالامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو نکال دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کا افریقیہ پر قبضہ: ابو عبداللہ شیعی کو جس وقت وہ سبیبہ میں تھا زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر لگی اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیرہ نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے وہاں اس نے امان کی منادی کرا دی۔ ابو عبداللہ کی آمد کی خبر پا کے

اہل قیروان امان مانگنے کو آئے۔ ابو عبداللہ نے ان لوگوں کو امان دے دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے محلات اور امراء دولت کے مکانات کو اہل کتامہ پر تقسیم کر دیا۔ فتنہ و فساد اور آتش جنگ فرو ہو جانے پر لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کی طرف مراجعت کی۔ ابو عبداللہ نے انتظام کی غرض سے حسب ضرورت ہر شہر میں اپنے عمال مقرر کئے فتنہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب اور سلاح خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا۔ خطیبوں نے یہ دریافت کیا ''خطبوں میں کس کا نام پڑھا جاوے''۔ ابو عبداللہ نے کسی کا نام تجویز نہ کیا البتہ جدید سکہ رائج کرادیا۔ ایک طرف ''بلغت حجة الله دوسری طرف تفرق اعداء الله'' لکھوایا۔ آلات حرب پر ''عدة في سبيل الله'' کندہ کرایا اور گھوڑوں کے زانوں پر ''الملك الله''۔

سلجماسہ کا محاصرہ: ابو عبداللہ نے افریقیہ پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بہ حکمت عملی قبضہ حاصل کر لیا اس وقت اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس اور ابا زاکی تمام بن معارک کو (جو سپہ سالاران کتامہ سے تھا) بطور اپنا نائب کے بلاد افریقیہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج جرار لے کر بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھائے۔ ابو عبداللہ کے خروج کرتے ہی مغرب میں ایک تہلکہ سا پڑ گیا۔ بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ نامہ و پیام کے اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ کا دل بھی ابو عبداللہ کی آمد کی خبر سن کے کانپ اٹھا۔ طوعاً و کرہاً اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سلجماسہ کے قریب پہنچا جہاں پر عبیداللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کو ابو عبداللہ کے قریب آ پہنچنے کی خبر لگی۔ جیل میں عبیداللہ سے اس کے حالات دریافت کرائے۔ عبیداللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا۔ اس کے لڑکے ابو القاسم سے استفسار کرایا اس نے اپنا حال چھپایا۔ ہمراہیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی ان لوگوں نے بھی انکاری جواب دیا۔ والی سلجماسہ نے جہلا کے سب کو پٹوایا اس واقعہ کی خبر ابو عبداللہ تک پہنچ گئی اسے نہایت شاق گزرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا ایک خط دوستانہ تلطف آمیز والی سلجماسہ کے پاس روانہ کیا والی سلجماسہ تاڑ گیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے خط کو چاک کر کے پھینک دیا اور قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبداللہ کو زیادہ اشتعال پیدا ہوا اس نے نہایت تیزی سے مسافت قطع کر کے سلجماسہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

عبیداللہ کی رہائی: شبانہ روز محاصرہ کے بعد ایک خفیف لڑائی لڑ کر والی سلجماسہ مع اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت بھاگ گیا۔ صبح کو اہل سلجماسہ نے ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابو عبداللہ ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبیداللہ کو مع اس کے بیٹے ابو القاسم کے نکال کے گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے ابو عبداللہ تھا اور ان کے پیچھے امراء و رؤسا قبائل سلجماسہ تھے۔ ابو عبداللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا ((هذا مولاكم هذا مولاكم)) اور شدت مسرت سے روتا جاتا تھا یہاں تک کہ اپنے لشکر گاہ میں پہنچا۔ عبیداللہ کو خیمہ میں اتارا اور والی سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کیا۔ اگلے دن والی سلجماسہ گرفتار ہو کر آیا۔ ابو عبداللہ نے پہلے کوڑوں سے اسے پٹوایا بعد ازاں قتل کا حکم دے دیا۔

عبیداللہ مہدی کی بیعت: اس کامیابی کے بعد چالیس روز تک ابو عبداللہ سلجماسہ میں خیمہ زن رہا۔ اکتالیسویں روز افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔ عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ ہجری میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید

کی اور المہدی امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنا پڑتی ہے اور بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے بنی مدرار کی دولت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے جاتی رہتی ہے۔ مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا یہ اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جس کو معدودے چند نے قبول کیا۔

شیعی مذہب کی جبریہ اشاعت: مہدی نے جبر و استبداد کا حکم دیا اس پر جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین اور مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ میں تقسیم کر دیا۔ ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال و زر سے نالا مال کر دیا۔ پھر دیوان مرتب کرایا۔ محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے عمال کو بلاد افریقیہ کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خزیر مامور ہوا دسویں ذی الحجہ ۲۹۷ھ کو مازر پہنچا اور اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدۂ قضا دیا تھوڑے دنوں قیام کر کے حسن نے ۲۹۸ھ میں دریا کو بسط قلوریہ کی جانب عبور کیا۔ قتل و غارت کر کے اور بے حد مال و اسباب لے کے واپس آیا۔ ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس کے بعد مہدی کی سطوت کا خیال آیا۔ جھٹ ایک نامہ معذرت لکھ کر روانہ کر دیا جس میں حسن کی بدچلنی اور کج خلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی اور بغاوت کی معذرت لکھی۔ مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کیا جو اخیر سنہ مذکور میں وارد صقلیہ ہوا۔

ابن لیث اور سبکری: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی خبر لگی تو لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا۔ سبکری اور طاہر سے لڑائی چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کے بھاگا۔ سبکری نے ابن کو مع اس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا اور زیر حراست عبدالرحمٰن بن جعفر شیرازی دربار خلافت میں بھیج دیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمٰن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کر ادائے خراج کا اقرار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

ابن لیث کی گرفتاری: اس کے بعد ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے بحستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلے میدان میں اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ سبکری بھاگ کر ارجان پہنچا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ سبکری اور مونس خادم کے مجتمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر لگی کہ حسین بن حمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے قم سے بیضا کی جانب کوچ کیا ہے۔ فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو بسرافسری اپنے بھائی کے شیراز کی حفاظت کو بھیج دیا اور خود دوسرے حصے کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے کوچ کر دیا۔ راستہ غیر معروف اور دشوار گزار تھا بھول گیا۔ بہ ہزار خرابی اور نقصان کثیر اٹھا کر مونس کے لشکر کے قریب پہنچا۔ رات کا وقت تھا یہ خیال کر کے یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کو اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے۔ فرط مسرت سے تکبیر کہہ اٹھا۔ لشکریوں نے تکبیر کی آواز سن کر نعرہ اللہ اکبر

بلند کیا۔ مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز گونجی' تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے فوراً حملہ کر دیا ایک خون ریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی' مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔ مونس کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے بجائے اس کے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کیا مگر رات کے وقت سبکری سے کہلا بھیجا کہ میرے ہمراہیوں کی نیت اچھی نہیں ہے تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جایئے۔ سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ کھول لیا۔ صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا۔ ہمراہیان مونس ہاتھ مل کے رہ گئے۔ مونس نے مع لیث کے بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم کو واپس آیا۔

سبکری کی سرکشی: اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن جعفر کاتب نے سبکری کے مزاج میں بہت بڑا انقلاب پیدا کر لیا اور رفتہ رفتہ کل امور سیاست میں خود پیش پیش ہو گیا اور لوگوں کو یہ شاق گزرا آتش حسد بھڑک اٹھی سب نے سبکری سے عبدالرحمٰن کی شکایت کر دی۔ سبکری نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بجائے اس کے اسماعیل بن ابراہیم یمنی کو عہدۂ کتابت مرحمت کیا۔ اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی کرتے ہوئے سبکری کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کر لیا اور سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو جاتا تھا بند کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے جیل سے ایک پوشیدہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت اور امیر المومنین سے سرکشی کرنے کی مخالفت اور ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت میں نہیں بھیجا۔ ابن فرات نے مونس کو جب کہ یہ واسط پہنچ چکا تھا۔ سبکری کی سرکوبی اور اس کو گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیج دیا۔ مونس اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لوٹ پڑا۔ سبکری کو اس کی اطلاع ہوئی تو تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے اپنے خطا معاف کرانے کی کوشش کی۔ مخبروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچا دی۔

سبکری کی گرفتاری: ابن فرات نے محمد بن جعفر کو مع چند سپہ سالاروں کے سبکری کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم مع لیث کے بغداد واپس چلے آؤ۔ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ پہلے ہی حملہ میں سبکری نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی۔ محمد بن جعفر نے قم پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا سبکری نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دی۔ سبکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں جا چھپا۔ اسماعیل سامانی والی خراسان کو اس کی خبر لگ گئی اور اس نے ایک دستہ فوج بھیج کے گرفتار کرا لیا اور پابہ زنجیر دربار خلافت میں بھیج دیا اور اپنی جانب سے فتیح (افشین کا غلام تھا) کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد یہ معزول کر دیا گیا اور بدر بن عبداللہ حمامی کو فارس کی سند گورنری مرحمت ہوئی۔

تبدیلی وزارت: آخری ۲۹۹ھ میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ اس کا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات کو لٹوا دیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کر دیا۔ تین روز تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا۔ تین برس تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی اس کے بعد قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ کے سپرد ہوا۔ چنانچہ اس نے امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور دیوان مرتب کیا۔

ابو علی محمد کی تقرری و معزولی: چونکہ ابو علی محمد تنگ دل، غصہ ور، امور سیاست سے ناواقف، حاجت مندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنران صوبہ کے ردوبدل، عزل و نصب کا عادی، لہو ولعب میں مصروف اور سست و کاہل تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابو علی محمد کو معزول کرنے کا قصد کیا اور اسی مقصد کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا، مگر ابو علی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کا عزل اور ابوالحسین کی تقرری وقوع میں نہ آئی بلکہ یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل کی ہوا کھانے کو بھیج دیا اور خود لہو ولعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہو گیا۔ وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ محل سرائے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہو گئے۔ گورنران صوبہ جات یہ رنگ دیکھ کر طمع کا دامن پھیلا دیا۔

ابن فرات کی رہائی: پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کے خاص اپنے محل سرا میں ٹھہرایا، حسن سلوک سے پیش آیا اور انعام دیا۔ اکثر اوقات گورنران صوبہ جات کی رپورٹیں اسکے روبرو پیش کرتا اور اس سے رائے لیتا تھا۔ ایک روز خوش ہو کر قلمدان وزارت اس کے سپرد کرنے کا قصد کیا۔ مونس خادم نے اس کی مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو مکہ سے طلب کر کے اوائل ۳۰۱ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابو علی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے عہدہ وزارت پر فائز ہو کر نظام سلطنت کی طرف کامل توجہ کی ابو علی محمد نے جو خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں انکی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ۲۹۹ھ میں عبیداللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کی گورنری دی تھی چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور زودرنجی کا مادہ زیادہ تھا۔ اہل صقلیہ اس سے منحرف و باغی ہو گئے اور ایک جلسہ عام منعقد کر کے احمد بن موہب کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے بھی ناراض ہو گئے اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہوئے احمد بن موہب ایک چلتا پرزہ تھا۔ یہ رنگ دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید برآں ایک بیڑا جنگی جہازوں کا ساحل افریقیہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے جنگی جہازوں کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خزیر تھا اہل صقلیہ کا بیڑا کامیاب ہوا۔ اس نے مہدی کا بیڑا جلا کے ڈبو دیا اور حسن بن علی کو مار ڈالا گیا دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور پھریرے بھیجے۔ اس کے بعد مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑا جنگی جہازوں کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا انتظام درہم برہم ہو گیا اہل صقلیہ نے ۳۰۰ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ہمراہیوں کو مہدی کے پاس بھیج دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ ان سب کو ابن ابی خزیر کی قبر پر لے جا کے قتل کر ڈالو۔

ولی عہدی: ۳۰۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہے جو القاہر باللہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوا تھا اور خود کو اس نے الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی وہ چار برس کا چھوکرا تھا۔ ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری مرحمت فرمائی اور مونس خادم کو اس کا نائب بنا کے مصر اور مغرب روانہ کر دیا۔ اور دوسرے بیٹے علی کو رے (نہاوند) قزوین، آذربائیجان اور الہرا کی سند حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور: یہ اطروش عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا نام اس کا حسن تھا علی بن حسین بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا اور انہیں لوگوں میں تیرہ برس تک رہا۔ وہاں اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور محض عشر لینے پر کفایت کرتا تھا اگر چہ ان کا بادشاہ ابن احسان اس کی مدافعت کرتا جاتا تھا مگر ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو مجتمع و مرتب کر کے ان پر سرحدی بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے۔ مثلاً قزدین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کی شہر پناہ کو منہدم کرا دیا۔ بعد ازاں دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چونکہ اس وقت طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت معزول کر کے ابو العباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کیے۔ عدل و احسان سے اپنا گرویدہ اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا۔ انہیں وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: کچھ عرصہ بعد احمد بن اسماعیل نے ابو العباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مامور کیا۔ یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا۔ اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا۔ اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی۔ سلام اور اہل دیلم سے لڑائیاں ہوئیں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلام نے مجبور ہو کے حکومت طبرستان سے استعفاء دے دیا۔ احمد بن اسماعیل نے ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مقرر کر دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بدانتظامی دفع ہو گئی تا آنکہ بعد چند دنوں کے ابو العباس مر گیا۔ بجائے اس کے محمد بن ابراہیم بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہل طبرستان دیلم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے۔ اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی بھی ترغیب دی۔ اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کے تیار ہو گئے۔ محمد نے یہ خبر پا کے لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کے دریا کے کنارے مورچہ قائم کیا۔ اطروش نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دے دی اور اس کے ہمراہیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی لشکر نے جا کے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے پہنچ کے محاصرہ ڈال دیا۔ تا آنکہ محصورین نے امان طلب کی۔ اطروش نے ان لوگوں کو امان دے کر آمد کی طرف لوٹ آیا۔ بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) ان مستامنین کے پاس آ پہنچا اور اس حیلہ سے کہ اس نے ان کو پناہ نہیں دی سبھوں کو مار ڈالا۔ اس فتح یابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صعلوک بھاگ کے رے چلا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل: اطروش مذہباً زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ سفید رود سے آمد تک کے رہنے والے ان کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اس کے سپرد ہو گئے۔ اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کر کے آمد کی طرف کوچ کیا۔ ابن صعلوک نے ابن سامان کی پشت گری سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کو روانہ کیا۔ اطروش نے اس کو ہزیمت دے کر آمد کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد ازاں ۳۰۴ھ میں سعید والی خراسان نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

---

۱ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

اطروش کی سیرت و کردار: اطروش عادل' خلیق اور عقلمند تھا۔ اپنے زمانہ میں عدل خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا۔ کسی لڑائی میں اس کے سر پر تلوار کا زخم آ گیا تھا جس کی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا۔ ابن مسکویہ نے کتاب تجارت الامم میں اس کو حسن بن الداعی تحریر کیا ہے۔ حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اطروش کے تین بیٹے تھے حسن' ابوالقاسم اور حسین اس کے سپہ سالاران لشکر دیلم کے تھے۔ ازاں جملہ ابن نعمان ہے۔ جرجان' استر آباذ' سعرا اور جو ممالک ماکان ابن کالی کے تھے۔ وہ سب اس کے زیر حکومت تھے اس کے لڑکے سپہ سالاران لشکر بھی دیلم ہی تھے۔ اس کے علاوہ اسفار بن شیرویہ (جو ماکان ابی کالی کے مصاحبوں میں سے تھا) مراداویج بن زیاد اور اسکری (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور بنو بویہ تھے جو مراداویج کا مصاحب تھا۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ: ۳۰۲ھ میں عبیداللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر بسرافسری اپنے نامور سپہ سالار خفاشہ کتامی کے ساتھ افریقیہ سے اسکندریہ کی خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر کے بچانے کو مونس خادم کی بسرگردہی ایک لشکر جرار روانہ کیا۔ مال و اسباب اور آلات حرب خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمایا مونس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی اور متعدد لڑائیوں اور سخت خون ریزی کے بعد خفاشہ کو شکست فاش ہوئی۔ باقی لشکر کو لے کر مغرب کا راستہ لیا۔ ان ہی معرکوں میں فریقین کے ہزار ہا نفوس کا صفایا ہو گیا۔ صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری: حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا والی تھا۔ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو مال کثیر کا مطالبہ کیا۔ حسین نے مہیا کر کے پہنچا دیا۔ بعد ازاں یہ لکھ بھیجا ''دیار ربیعہ کو سلطانی عمال کے حوالہ کر دو''۔ حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا۔ ان دنوں مونس خادم مصر میں مہدی والی افریقیہ کے لشکر سے مصروف جدال و قتال تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کی سرکوبی کو ۳۰۳ھ میں روانہ کیا۔ اور مونس خادم کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا۔ ''جنگ مغاربہ عبیداللہ سے فارغ ہو کر فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کر دو۔ حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے''۔ پہلے رائق کبیر اور حسین سے مڈبھیڑ ہوئی۔ حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی رائق بھاگ کے مونس خادم کے پاس پہنچا۔ مونس خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور مہم مغاربہ سے فارغ ہو کر حسین کی طرف کوچ کیا۔ احمد بن کیغلغ بھی اس مہم میں شریک تھا۔ رفتہ رفتہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچا۔ حسین اس وقت ارمینیہ میں تھا۔ مونس کی آمد کی خبر سن کر اکثر ہمراہیان حسین چھپ چھپ کے مونس سے آ ملے۔ حسین یہ رنگ دیکھ کر ارمینیہ سے نکل کھڑا ہوا مونس نے ایک فوج کو تعاقب میں روانہ کیا جس کا کمانڈنگ افسر بلیق تھا۔ سیما جزری اور جنی صفوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے کمانڈر تھے مقام تل فاثان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد حسین کو مع اس کے بیٹے عبدالوہاب کے گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مونس نے فتح یاب ہو کر براہ موصل بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا۔ بعد ازاں ابوالہیجا بن حمدان اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کو حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔ پھر ۳۰۵ھ میں ابوالہیجا کو رہا کر دیا اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات معتوب ہو کر جیل کی

مصیبت جھیل رہا تھا مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کے مطابق عملدرآمد کرتا تھا بعض اراکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچ گئی۔ اس نے بہ خیال انجام وزارت سے مستعفی ہونے کا قصد کیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ کچھ عرصہ بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ محل سرائے خلافت کی قہرمانہ وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا۔ کسی نے اس کو نہ جگایا۔ قہرمانہ واپس آئی خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی۔ خلیفہ نے اسی وقت وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور یہ اقرار لیا گیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور عمال کو بھی گرفتار کرا لیا۔ ابوعلی بن مقلہ جو اس زمانہ میں روپوش تھا جب سے کہ ابن فرات کو قید کیا گیا تھا۔ تبدیلی وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا۔ ابن فرات نے اسے طلب کر کے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کر لیا۔

یوسف بن ابی الساج کی گورنری: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کے انتقال کے بعد یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں صوبہ جات ارمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر ہوا۔ جنگی امامت اور مال کے صیغے اس کے سپرد ہوئے۔ چنانچہ وہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے زینہ وزارت پر قدم رکھا یوسف نے خراج کے بھیجنے میں پہلوتہی شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا اور کسی سال مطلق روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس امر کا وہ خواہاں تھا اس کو اس نے فراہم کر لیا۔ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ فوراً یہ ظاہر کر دیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عطا ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی۔ حمید بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاروں سے تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت مامور تھا۔ مگر عہد وزارت علی بن عیسیٰ میں حمید نے رے کو دبا لیا تھا اور براہ راست دربار خلافت سے خراج ادا کرنے کی شرط پر سند حکومت رے حاصل کر لی تھی۔ ۳۰۴ھ میں یوسف نے حمید پر فوج کشی کر دی۔ حمید یہ خبر پا کر خراسان بھاگ گیا۔ یوسف نے بلا جدال و قتال رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

صوبہ رے کے واقعات: یوسف نے اس کی کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا جس میں یہ تحریر کیا ''میں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ باغیان دولت عباسیہ سے قابضان صوبہ رے کو نکال دیا۔ اس مہم کے سر کرنے میں بے حد مال و زر صرف ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سند حکومت بھی مجھے عطا فرمائی ہے۔ خلافت مآب اس مضمون کو سن کر متعجب ہو گئے حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے''۔ معزول وزیر نے لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کو سند حکومت رے دینے کے معاملے سے انکار محض کیا اور یہ کہا'' کہ یوسف سے دریافت کیا جائے کہ فرمان شاہی اور سند حکومت کون لے کے گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار یا خدام دولت لے گئے ہوں گے اس سے اس کے جھوٹ سچ کی قلعی کھل جائے گی۔ وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو

تحریر کیا تم نے ان بلاد سے بے جا تعرض کیا ہے تم کو کوئی استحقاق ان پر قبضہ کر لینے کا نہ تھا اور تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ پر کذاب اور افتراء کا طومار باندھا ہے۔ اس نے تم کو کوئی سند حکومت نہیں دی اور بعد انتظار جواب ایک لشکر بسر افسری خاقان مفلحی ہمراہی احمد بن مسرور بلخی' سیما جزری اور تحریر صغیر روانہ کیا۔ ۳۰۵ھ میں یہ لشکر رے میں پہنچا۔ یوسف مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی یوسف نے ان کو شکست دے کے ایک گروہ کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔

تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو یوسف کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا اور خاقان مفلحی کو صوبہ جات جبل سے معزول کر کے تحریر صغیر کو متعین فرمایا۔ جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا احمد بن علی (صعلوک کا بھائی) حاضر ہوا اور امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دی عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ بعد ازاں یوسف کا یہ پیام آیا مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کی جائے تو میں علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا۔ مونس نے اس کی درخواست کو دارالخلافۃ بغداد روانہ کر دیا جہاں سے چند دن بعد جواب آیا۔ چونکہ اس ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے اس لئے یہ درخواست منظور نہ فرمائی جائے۔ یوسف نے یہ جواب پا کر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو اس صوبہ کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربائیجان اور ارمینیہ تھے۔ انہیں کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے خلافت مآب نے جواباً تحریر فرمایا یہ درخواست اس وقت منظور کی جا سکتی ہے۔ جب کہ یوسف بذات خود دولت واقبال کی آستانہ بوسی کو حاضر ہو۔ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا طرفین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر مونس شکست کھا کے زنجان کی طرف بھاگا۔ نامی نامی سپہ سالار مارے گئے۔ بدر وغیرہ گرفتار ہو گئے جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

ابن ابی الساج کی گرفتاری: مونس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا اور دربار خلافت سے امداد کی درخواست کی۔ اس زمانہ میں برابر یوسف مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کرتا رہا مگر خلیفہ مقتدر نامنظور کرتا جاتا تھا تا آنکہ شروع ۳۰۷ھ میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کر کے یوسف پر حملہ کیا۔ اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی ایک خون ریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوئی اور یوسف گرفتار ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ جو تھوڑے دنوں کے بعد مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے' دیناوند' قزدین' ابہر' زنجان' اصفہان' قم اور قاشان کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ مونس نے اپنی طرف سے صوبجات رے' دیناوند' قزدین ابہر اور زنجان پر علی بن وہشوان کو متعین کیا اور یہاں کے مال ومتاع کو اس کے سپاہیوں میں دے دیا۔ اصفہان' قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کیا۔

سبک کا آذربائیجان پر قبضہ: جوں ہی مونس نے آذربائیجان سے عراق کی جانب مراجعت کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے بلاد آذربائیجان پر دفعتہ حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے قلیل مدت میں ایک فوج بھی فراہم کر لی۔ مونس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبداللہ فاروقی کو سرکوبی پر متعین کیا۔ سبک کو اس کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دے دی۔ محمد نے شکست کھا کے بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے کل صوبہ آذربائیجان پر نہایت

اطمینان و استقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرض روانہ کی۔ کہ میں علم عباسیہ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربائیجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے برادرزادہ علی بن وہشوان کو جس وقت کہ یہ قزوین میں مقیم تھا شب کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا۔ بجائے اس کے دربار خلافت سے وصیف بلکتمری کو مامور کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان ہوا۔

احمد بن علی کا رے پر قبضہ: احمد بن علی بن صعلوک والی اصفہان وقم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کے رے پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت برہم ہوا۔ لکھ بھیجا کہ فوراً رے چھوڑ کے قم واپس جاؤ۔ احمد الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ کچھ عرصہ بعد لشکر فراہم کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر وصیف بلکتمری بھی تیار ہو کر مقابلہ کو روانہ ہوا۔ ادھر دربار خلافت نے تحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا۔ مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے پر پہنچ کے قبضہ کر لیا۔ محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا تحریر اور وصیف اپنا سا منہ لے کے خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صفائی کرا دیجئے اور رے کی سند حکومت جس طرح ممکن ہو دلوا دیجئے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ نصر نے کہہ سن کر احمد کو صوبہ رے کی سند حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دے دی۔

والی سجستان کی سرکشی اور اطاعت: ۲۹۸ھ سے سجستان ابن سامان کے قبضہ میں تھا۔ بعد ازاں کثیر بن احمد بن صھفود نے ابن سامان سے سجستان چھین لیا۔ خلیفہ مقتدر نے گورنر فارس بدر بن عبداللہ حمامی کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر بسر افسری اور ک کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کو سجستان روانہ کر دو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو مامور کرو۔ چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا۔ اہل سجستان یہ خبر پا کے مقابلہ پر آئے۔ ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا۔ باقی فوج جان بچا کے بھاگ نکلی۔ کثیر بن احمد بن صھفود نے دربار خلافت میں عرضی بھیجی اور معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں۔ اہل شہر کی یہ ساری شرارت ہے۔ خلافت مآب نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کر کے کثیر کی سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ کثیر یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ درخواست کی بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ دینار سالانہ مجھے سجستان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرما لیا۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

ابو زید کی سرکشی: اسی سنہ میں ابو زید خالد بن محمد ماذرانی افسر صیغہ مال صوبہ کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور فارس پر قبضہ کرنے کے لئے شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ بدر نامی گورنری فارس یہ خبر پا کے ابو زید کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر ابو زید کو شکست ہوئی۔ ابو زید گرفتار ہو آیا۔ بدر نے قتل کر کے اس کا سر اتار لیا اور فتح کے اطلاع نامے کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی معزولی: ۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ اور روزینے نہ ملنے کی وجہ سے شور و غل مچایا اور دربار خلافت میں

حاضر ہو کر شکایت کی۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کیا۔ اس نے دست بستہ عرض کی کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں صرف کثیر ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ آمدنی میں بھی کمی آ گئی ہے۔ اس وجہ سے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے۔ لشکری یہ سن کر چلا اٹھے: امیر المومنین اس حیلہ باز وزیر کو ہمیں دے دیجئے۔ ہم اس سے وصول کر لیں گے۔ ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کر خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار صرف خاص سے لے لینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا۔ اس وجہ سے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور کل معمولی اخراجات کی ذمہ داری کر لی تھی اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے' آمدنی میں کمی اور مصارف جنگ ابی ابن الساج کا عذر کیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا مگر خلافت مآب نے یہ عذر قبول نہ کیا اور گرفتار کر لیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ ابن فرات کا یہ قصد ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانہ سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی پر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس اثناء میں ابن فرات نے جنگ ابن ابی الساج پر حسین کے بھیجنے کی تجویز پیش کی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے۔ مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا اور ابن فرات[1] کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۶ھ کا ہے۔

حامد بن عباس کی وزارت: ان دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا۔ لوگوں نے ابن فرات سے حامد کے متعلق یہ کہہ دیا تھا کہ جس قدر اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس نے بدرجہا زیادہ اس سے وصول ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حامد اور ابن فرات میں منافرت اور ناچاقی پیدا ہو گئی ہے۔ حامد نے اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے حساب فہمی نہ کی جائے اور اس مال کا مطالبہ نہ طلب کیا جائے۔ نصر حاجب اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کی' کہ موقع پا کر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کیجئے۔ میرے کثرت متبعین کو خلافت مآب پر ظاہر کر دیجئے اور اس امر کو بھی واضح کر دیجئے گا کہ حامد متمول اور مالدار آدمی ہے۔ میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری خدمت کروں گا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ موقع مناسب مل گیا۔ دونوں نے خلیفہ مقتدر سے حامد کی ہوشیاری اور مالداری کی بہت تعریف کی۔ اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے طلب فرما لیا اور تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ابن فرات کو مع اس کے بیٹے محسن اور متبعین کے گرفتار کر لیا اور قلمدان وزارت حامد کے سپرد کر دیا۔ مگر حامد نے حق وزارت ادا نہ کیا اور نہ اس شان و شوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے شایان شان تھی۔ صیغہ ہائے مختلف کے ناظموں اور افسروں نے خودسری اور خود مختاری شروع کر دی۔ بحالت مجبوری خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو قید سے رہا کر کے حامد کی طرف سے بطور نائب کے کل صیغوں کا نگران مقرر کیا۔ حامد کی نافہمی اور عہدہ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا۔ حامد کا نہ کوئی حکم رہ گیا اور نہ کوئی اثر۔ نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔

[1] ابن فرات نے اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس ۵ مہینے ۱۹ یوم وزارت کی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۱۱)

ابن فرات کی جواب طلبی: کچھ عرصہ بعد حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو جیل سے طلب کیا اور الزامات خیانت کے ثبوت کی غرض سے علی بن احمد مادرانی کو بحث کرنے کا حکم دیا۔ ابن فرات کا آزمودہ اور ہوشیار شخص تھا۔ علی بن احمد کی ایک بھی پیش نہ کی گئی۔ حامد نے جھلا کے گالیاں دیں۔ ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز کلمات میں کہا'' آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں۔ آپ عہدۂ وزارت پر ہیں۔ جس انداز اور قطع سے آپ ہیں وہ اس کے منافی ہے''۔ حامد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ابن فرات شفیع لولوی سے مخاطب ہو کر بولا'' میری جانب سے امیر المؤمنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے میں نے دو لاکھ دینار کا مطالبہ ومواخذہ کیا ہے اس نے یہ خیال کر کے کہ وزیر ہو جانے پر مجھ سے مطالبہ ومواخذہ نہ کیا جائے گا۔ وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا مگر اس میں اس اہم عہدہ کی لیاقت مطلق نہیں ہے۔ حامد یہ سن کے اور زیادہ برہم ہوا اور سخت وسست کہنے لگا۔ خدام خلافت نے خلافت مآب کے اشارے سے ابن فرات کو کشاں کشاں جیل میں پہنچا دیا اور مال کثیر بطور جرمانہ کے وصول کیا۔ اس کا بیٹا محسن اور اس کے ہمراہی کوڑوں سے پٹوائے گئے اور ان پر بھی جرمانہ کیا گیا۔

علی بن عیسیٰ کا اقتدار: اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کھل سی گئیں۔ اس امر کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں۔ سارے احکامات علی بن عیسیٰ کے جاری وساری ہیں اگر کچھ عرصہ اور یہی رنگ رہا تو عجب نہیں کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں۔ اس خیال کا قائم ہونا تھا کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام وسیاست واسط جانے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی۔ دارالخلافت سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ گو بظاہر حامد مستقدی کا اظہار کرتا اور احکام بھی آپ ہی صادر کرتا۔ مگر درحقیقت زمام انتظام وسیاست علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں تھا۔ تھوڑے دنوں میں محاصل ملک میں بین طور سے اضافہ دکھلا دیا۔ خلیفہ مقتدر کو بے حد مسرت ہوئی اور اس نے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس اثناء میں بغداد میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی اور عوام الناس نے دوکانداروں اور تاجروں کو دن دہاڑے لوٹ لیا۔ سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے غلہ خرید خرید کر بھرتے چلے جاتے تھے جس سے گرانی بڑھتی جاتی تھی حامد کو اس کی بغاوت کی اطلاع ہوئی روک تھام کرنے کو آ پہنچا۔ عوام الناس مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑے جیل کو توڑ ڈالا۔ افسر پولیس کے مکانوں کو لوٹ لیا۔ خلیفہ مقتدر نے غریب الخال کو بہ سرافسری ایک لشکر ہمراہ اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین فرمایا۔ شام ہوتے ہوتے ہی فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ مفسدوں اور باغیوں کو بعد ثبوت جرم سزائیں دی گئیں۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے گیہوں جو اور ہر قسم کے غلہ کے گودام کھلوا کے فروخت کرنے کا حکم دیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کر کے علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا۔ چنانچہ حامد کے عمال سواد کوفہ وبصرہ سے واپس بلا لئے گئے۔

مصر پر عبداللہ مہدی کی فوج کشی: ۳۰۲ھ میں مہدی والئ افریقیہ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں وہ اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ جیزہ میں داخل ہو کر صعیدہ پر بھی قابض ہو گیا اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی ہدایت قبول کرنے کو لکھا۔ اہل مکہ نے منظور نہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس واقعہ کی دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابوالقاسم کی مدافعت اور مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور جانبین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر مونس کی کامیابی ہوئی۔ اسی معرکہ کے بعد سے مونس کو

مظفر کا لقب دیا گیا۔ اثناء جنگ میں افریقیہ سے ایک بیڑا جہازات کا جس میں اسی کشتیاں تھیں۔ ابوالقاسم کی کمک کو آ پہنچا اور قریب اسکندریہ لنگر انداز ہوا۔ خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑا ابوالیمن کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ دونوں میں اسکندریہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی۔ شاہی بیڑا کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقیہ کے بیڑا جہازات کی اکثر کشتیاں جلا دی گئیں۔ سلیمان خادم اور یعقوب کتامی مع ایک گروہ کے گرفتار کر لیا گیا۔ سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو پابہ زنجیر بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ حکمت عملی اس نے جیل سے نکل کر افریقیہ کا راستہ لیا۔

اس شکست سے مغاربہ کی کمر ٹوٹ گئی اور امداد کا آنا منقطع ہوگیا۔ جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی۔ سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے۔ مجبوراً افریقیہ کی جانب مراجعت کی تو لشکر شاہی نے تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کی بحالی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے معرکہ آرائی کی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ بغداد میں قید کر دیا گیا۔ یوسف بن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے پر اس کے صوبجات مقبوضہ پر سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱۰ھ میں سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا۔ خلعت دی اور صوبجات آذربائیجان رے قزوین ابہر اور زنجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔ یوسف نے پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج علاوہ مصارف فوج دینے کا اقرار کر لیا۔ چنانچہ یوسف سند حکومت حاصل کر کے مع وصیف بکتمری کے آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچا صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی بعد ازاں موصل سے کوچ کر کے آذربائیجان میں وارد ہوا اس وقت اس کے غلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ پہنچتے ہی آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ ۳۱۱ھ میں آذربائیجان سے رے جانے کا قصد کیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی برادر صعلوک متمکن تھا۔ احمد بن علی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ دربار خلافت سے سند حکومت رے حاصل کی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا اور ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم سے جو اولاد طرسوس کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا۔ راہ و رسم پیدا کر لی۔ چنانچہ جس وقت یوسف رے پہنچا۔ احمد مقابلہ پر آیا۔ یوسف نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا اور اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۱۱ھ کا ہے۔ ایک مدت تک اس کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا۔ بعد ازاں رے سے کوچ کر کے اوائل ۳۱۲ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا اور بوقت روانگی اپنے غلام مفلح کو رے میں اپنا نائب مقرر کر گیا۔ اہل رے نے یوسف کی روانگی کے بعد ہی مفلح کو نکال دیا اور باغی ہو گئے۔ یوسف تک یہ خبر پہنچی تو ماہ جمادی الثانی ۳۱۳ھ میں پھر رے کی جانب لوٹا اور دوبارہ اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔

یوسف کی واسط میں آمد: ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو بلاد مشرقیہ کی سند حکومت عطا کی اور یہ حکم دیا کہ واسط میں پہنچ کر بلاد مشرقیہ کے خراج کو فوج کی تنظیم اور سپہ سالاران لشکر میں صرف کرو اور سامان جنگ درست کر کے ابوطاہر قرمطی سے جنگ کرنے کو ہجر کی طرف کوچ کر دو۔ چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچا۔ مونس مظفر موجود تھا جونہی یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس مظفر نے واسط چھوڑ کے بغداد کا راستہ لیا اور ہمدان ساوہ قم قاشان ماہ

بصرہ و ماہ کوفہ اور سبذان کے خراج کو بغرض تنظیم فوج و تیاری جنگ قرامطہ واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

رے کے واقعات: جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسط کی طرف بغرض جنگ ابو طاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب نے سعید بن نصر بن سامان کو رے کی سند حکومت بھیج دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے میں پہنچ کر رے کو فاتک (یوسف کے غلام) سے چھین لو۔ اوائل ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا جس وقت کوہ قارن کے قریب پہنچا۔ ابو نصر طبری نے راستہ روک دیا۔ سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر سودا طے کر لیا۔ ابو نصر نے اس رقم کو وصول کر کے راستہ دے دیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال لیا۔ دو ماہ تک وہاں قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں سیجور دواتی کو مقرر کر کے نجار کی جانب لوٹ آیا۔ کچھ عرصہ بعد سیجور کو معزول کر کے محمد بن ابی صعلوک کو مامور کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے کی مسند حکومت پر فائز رہا۔ اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آ گئے تو رے کو ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح سے رے پر قابض و متصرف ہو گئے۔

خلیفہ مقتدر کے وزراء: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدان وزارت سپرد ہو گیا تھا۔ مگر اس کی ناسمجھی اور عہدۂ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ پیش پیش ہو رہا تھا۔ نام کو حامد وزیر تھا اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کر رہا تھا۔ بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کر دیتا اور اس کے فرمانوں کو جو عمال اور گورنران صوبجات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ جو چاہتا گھٹا بڑھا دیتا۔ جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہیے۔ وزیر السلطنت حامد ان واقعات سے کچھ مشکوک سا ہوا اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی جانب روانہ ہو گیا۔

علی ابن عیسیٰ: حامد کے چلے جانے کے بعد خدام دولت اور حاشیہ نشینان خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ ملنے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی۔ کیونکہ علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو دو ایک مہینے کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا ملازمین شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا۔ اہل وظائف نے مجتمع ہو کے یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے۔ ابن سے حامد کی شکایتوں کا ایک طومار ہو گیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے مابین باتوں باتوں میں برہمی پیدا ہو گئی اگرچہ مفلح اسود کا غلام تھا۔ لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص انس تھا۔ حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔

ابن فرات: اسی اثناء میں محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کے لئے وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی دے دی۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر سہ بارہ عہدۂ وزارت سے سرفراز

فرمایا اور بجائے ان کے علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۱۱ھ کا ہے اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسط سے آ پہنچا۔ ابن فرات نے اس کی گرفتاری پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔ وہ ایوان وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر پا کے اثناء راہ سے بھاگ کے بغداد میں روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں چھپ کے رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنا حال پریشان پہنچانے کی التجا پیش کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سرائے قید دارالخلافہ میں دی جائے۔ وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور سپردگی میں نہ دیا جاؤں۔

حامد بن عباس کا انجام: نصر نے مفلح کو بلوا کر حامد کی خطا معاف کرائی اور خلافت مآب تک اس کے عرض حال کی سفارش کی۔ اس خدمت کے انجام دہی کے معاوضہ میں کچھ دینے کا بھی اقرار کیا مگر مفلح نے دربار خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے خلاف التجا کی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کی غرض سے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک مدت تک قید میں رکھا۔ بعد ازاں اس کے پیش کیے جانے کا اشارہ کیا۔ فقہاء اور عمال حساب فہمی کے لئے طلب کیے گئے۔ جانچ پڑتال ہوتی رہی دس لاکھ دینار کے تغلب و تصرف کا حامد نے اقرار کیا۔ محسن بن فرات نے پانچ لاکھ دینار کی پیش کش کر کے حامد کو لے لیا اور طرح طرح کی تکالیف دینے لگا۔ پھر اس کو جاگیر اور مال و اسباب کے فروخت کرنے کو واسط روانہ کیا۔ اثناء راہ میں وہ مر گیا۔

ابن فرات کی ریشہ دوانیاں: اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا۔ محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلافت مآب سے لے لیا اور وصولیابی کی غرض سے ہر طرح کی ایذائیں دیں۔ مگر کچھ بر آمد نہ ہوا۔ چونکہ علی بن عیسیٰ نے زمانہ معزولی ابن فرات میں ابن فرات کے ساتھ اچھے سلوک کیے تھے۔ اس وجہ سے ابن فرات نے کچھ عرصہ بعد علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا۔ اس کے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی۔ یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے سپرد کیا گیا۔ محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں۔ وصولیابی اور اس کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کی غرض سے اس کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ محافظین نے اس کو اس قدر مارا کہ مر گیا۔ انہیں دنوں حسین بن احمد اور علی بن محمد مادرائی کے ادبار کا زمانہ بھی آ گیا تھا۔ ابن فرات کے اشارہ سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں ان کے ناظموں کے گروہ سے بھی مواخذہ کیا اور ان سے بھی مال کثیر طلب کیا گیا۔ اس اثناء میں مونس جہاد سے واپس آ گیا۔ ابن فرات کے ان افعال کی اس کو اطلاع ہوئی۔ لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے استحصال بالجبر پر وہ چیں بہ جبیں ہوا۔ ابن فرات کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے انجام کے خیال سے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ مونس کا دارالخلافت میں رہنا قرین مصلحت نہیں ہے اسے محافظت اور نگرانی کی غرض سے حدود شام میں بھیج دینا چاہیے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کے کہنے کے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کو حدود شام کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ مونس کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی تو آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا۔ جھٹ خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیے اور اس کی کثرت مال و اسباب کا لالچ دیا۔ ہنوز کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مقتدر کی ماں کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ جس سے ابن فرات کی ایک بھی پیش نہ گئی۔

ابن فرات کی معزولی: ان مظالم اور بے جا تشدد کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل بھر گئے۔ عوام

الناس کا ایک گروہ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع ہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں فوراً خلافت مآب کے گوش مبارک تک یہ اطلاع پہنچادی کہ کچھ لوگ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کو آئے تھے اور ان کو مجھ سے کچھ عرض و معروض کرنا تھی۔ خلیفہ مقتدر یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہو کر ایوان شاہی میں گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ان لوگوں کو اپنے پاس بٹھایا۔ ادھر اُدھر کے حالات کے متعلق استفسار کرتا رہا' جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہو گیا کہ خلافت مآب ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہیں۔ رخصت ہو کر چلنے کا قصد کیا۔ نصر حاجب نے پہنچ کر منع کر کے درخواست میں لے لیا۔ اتنے میں مفلح آ گیا اور اس نے خلافت مآب کے کان میں جھک کے عرض کی کہ امیر المؤمنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہو گیا۔ باقی رہا ابن فرات وہ اگلے دن گرفتار کر لیا گیا۔ نازوک اور بلیق ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابن فرات کے مکان پر آ گئے۔ برہنہ پاؤں سر کشاں کشاں گھر سے نکال لائے اور اس کو مع ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے۔ مونس نے شفیع لولوی کے حوالہ کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔

ابو القاسم بن علی کی تقرری: ابن فرات کی معزولی کے بعد ابو القاسم بن علی بن محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الخال اور نصر حاجب وغیرہ نے بھی سفارش کی۔ خلیفہ مقتدر نے مجبوراً قلمدان وزارت ابو القاسم کے سپرد کیا اور اسی کے عہدہ وزارت میں اس کے باپ علی نے وفات پائی اور اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے واپس بلا لینے کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور صوبجات مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن اور ابن فرات کا انجام: ابن فرات وزیر ایک مدت تک روپوش رہا۔ ایک روز ایک عورت محل سرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوک افسر اعلیٰ محکمہ پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا۔ نازوک نے تھوڑی دیر کے بعد اسے لا کے حاضر کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا۔ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دیں اور تکالیف رسانی کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ تب خلیفہ مقتدر نے اسے دار الخلافت میں اس کے باپ کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ مونس' ہارون اور نصر کے پاس دوڑا گیا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلافت مآب کی طرف سے بھی کسی قدر ان کو بدظن کیا۔ وہ لوگ اس کی باتوں میں آ گئے۔ سب کے سب مجتمع ہو کے دربار خلافت میں گئے اور یک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے۔ جب تک یہ دونوں بقید حیات رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کر دیا نازوک نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار لیا۔ ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابو القاسم کو ابن

حاشیہ اگلے صفحہ پر

فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوش خبری سنائی۔ ابو القاسم سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلے میں دو ہزار دینار ابو القاسم سے وصول کر لیے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکوں کے تو مونس نے اس کے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابو نصر کی سفارش کی اور انہیں قید سے رہا کر دیا گیا بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

ابو العباس خصیبی کی تقرری و معزولی: ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابو القاسم بوجہ طویل علالت معزول کر دیا گیا۔ کیونکہ لشکریوں کی تنخواہیں اس کی علالت کی وجہ سے رک گئی تھیں۔ وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے۔ لشکریوں نے مجتمع ہو کر شور و غل مچایا۔ خلافت مآب کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور بجائے اس کے ابو العباس خصیبی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

ابو العباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سیکرٹری تھا۔ خلعت وزارت پانے کے بعد ایوان وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابو العباس سے ملنے آتا۔ کچھ عرصہ بعد بعد ابو العباس کے انتظام میں گڑبڑ پیدا ہوئی۔ آمدنی بھی کم ہو گئی۔ وہ شب و روز شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا تھا۔ صدور حکم کی غرض سے عمال کی جو رپورٹیں یا درخواستیں آتی تھیں مہینوں پڑی رہتی تھیں۔ اس نے ایک شخص اپنی طرف سے قائم مقام مقرر کر رکھا تھا جو سیاہ و سفید چاہتا تھا وہ کر گزرتا تھا جس سے مصالح ملکی قوت اور انتظامی امور درہم ہو گئے۔ مونس نے عواقب امور پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اس کی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کے تقرری کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابو العباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کا تقرر: علی بن عیسیٰ عہدۂ وزارت دینے کی غرض سے دمشق میں طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں حاضر نہ ہو اس وقت تک اس کا قائم مقام ابو القاسم عبداللہ بن محمد کلوازی وزارت کا کام انجام دیتا رہے۔ اوائل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں داخل ہوا اور اس نے مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے۔ رفتہ رفتہ سب کے سب درست ہو گئے۔ عمال اور گورنران صوبجات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا۔ سواد اہواز فارس اور مغرب کے بقایا محاصل کے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے۔ لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ خواروں کے وظائف دے دیئے گئے۔ گویوں قصہ خوانوں اور درباری مسخروں اور خوشامدی مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا گیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آلات حرب نہیں جانتے تھے۔ چھانٹ دیا گیا۔ بذات خود ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر مناسب حکم صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا۔ غرض تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں گڑبڑ پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابو العباس خصیبی سے جواب طلبی: اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابو العباس خصیبی کو خلافت مآب کے حکم سے دربار

۱۔ یہ واقعہ ۱۳ ربیع الثانی ۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت اکہتر برس کی تھی اور محسن کی تینتیس برس کی (تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷)

۲۔ ماہ رمضان کا ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸)

خلافت میں طلب کیا۔ فقہاء قضاۃ اراکین سلطنت اور کتاب[1] جمع کیے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا۔ استفسار کیا گیا ''ممالک محروسہ اور صوبجات مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخل خزانہ عامرہ میں ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟'' ابوالعباس نے سرنیچا کر کے جواب دیا ''میں کچھ نہیں جانتا''۔ پھر سوال کیا گیا ''تم نے ابی الساج کو بلا ضرورت اس قدر مال کیوں دے دیا؟ اور کیا سمجھ کر تم نے اس کو صوبجات مشرقیہ کی حکومت دی؟ کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ہمراہی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں۔ ایسے صوبجات کا انتظام کر لیں گے؟''۔ جواب دیا ''ہاں میرا یہی گمان تھا''۔ اس قدر عرض کر کے خاموش ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دے دینے کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ امر کیونکر جائز قرار دیا کہ مسلمانوں کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں۔ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اس سے محاصل[2] اور مخارج کا سوال کیا گیا۔ صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا۔ تب کہا گیا۔ تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ ابوالعباس نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ جسے خلیفہ مقتدر نے جیل کی طرف واپس کر دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزارت کرنے لگا۔

علی بن عیسیٰ کی معزولی: ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے انتظامی امور میں گڑبڑ پیدا ہوئی اور کچھ عمال نے اختلافات پیدا کیے۔ خراج کے وصول ہونے میں بھی کمی آ گئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے دولت کا خرچ بے حد بڑھا دیا۔ اس اثناء میں انبار سے لشکر آ گیا اور دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ بڑھ گیا اور سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انتظامی امور میں خلل پیدا ہوا۔ علی بن عیسیٰ نے اس امر کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کر کہ یہ مصارف نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس بار کا بوجھ خزانہ عامرہ برداشت کر سکتا ہے علاوہ بریں مجھ میں اور نصر حاجب میں بوجہ مراسم مونس خادم شکر رنجی ہے۔ اس نے عہدۂ وزارت سے استعفاء داخل کیا اور حد سے زیادہ منظوری کی کوشش کی۔ مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا۔ وزیر السلطنت نے کہا بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے۔ مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی وقوع میں آیا۔ مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی۔ نصر نے ابوعلی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔

ابوعلی کی تقرری و معزولی: خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو گرفتار کرا کے قلمدان وزارت ابوعلی کے سپرد کیا۔ چونکہ ابوعلی اور عبداللہ بریدی کے مابین دوستانہ تعلقات تھے اس لئے عبداللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔ ابوعلی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا۔ کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابوعلی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اتفاق وقت مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابوعلی کو گرفتار کر لیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابوعلی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ

---

[1] کتاب جمع کاتب کی ہے بہ معنی سیکرٹری۔ مترجم

[2] محاصل بہ معنی آمدنی' مخارج بہ معنی خرچ۔ مترجم

فرمایا۔ بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا مگر مونس کے منع کرنے پر باز نہ آیا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابوعلی سے مطالبہ کیا۔

سلیمان بن حسن کی تقرری: ابوعلی کے بعد قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے۔ سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدۂ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ کے ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا تھا۔ اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی۔ سلطانی وظائف بھی موقوف ہو گئے۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول و تحصیل پر مامور کیے جاتے تھے جن کو وصول و تحصیل کا مطلق علم نہ تھا۔ مجبور ہو کر نصف محاصل پر ان حق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال، فقہا اور حق داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے۔

سلیمان کی معزولی: ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیازمندی ہو گئی تھی۔ اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی۔ مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو۔ خلافت مآب کا یہ منشاء ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے۔ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سننا تھا کہ بھڑک اٹھے اور انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی۔ چاروں طرف سے ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا۔ خواص اور حکام اپنے حقوق طلب کرنے لگے امیدواران وزارت یہ عہدہ جلیلہ حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے۔ کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کا وعدہ کرتا اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہری روپہلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

ابوالقاسم کلواذی کی تقرری: غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی اور درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابوالقاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی۔ اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دانیالی اور مفلح: دار الخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا جو بڑا چالاک' چلتا پرزہ' کاغذ ساز اور حیلہ باز تھا۔ کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا تھا اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اور رموز اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا۔ جس میں ارباب دولت اور ارکین سلطنت کے ناموں کے متعلق اشارے وکنائے لکھے ہوئے۔ انہیں خطوط ونقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت' رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے۔ زمانہ قدیم کی اختراعات میں سے ہے۔ دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک مرتبہ کاذکر ہے کہ کاغذ پر م م م لکھ کر یہ حکم لگایا کہ ایسا ایسا ہو گا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کیا۔ مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا۔ اس سے تم مقصود ہو۔ کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے۔ خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو۔ اس قدر سمجھا کر اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوتی تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھا دیا۔ مفلح ان کو سن کر خوش ہو گیا اور معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی۔ اس کے نام کو بھی کنایتہ ایک ورق کاغذ پر تحریر کیا اور بعض علامات کا جو اس کے حسب حالات تھیں۔ ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار

اس کو اپنا وزیر بنائے گا۔ بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے رفع ہوں گی۔ انتظام مملکت انجام پذیر ہوگا۔ دشمن خوار و ذلیل ہوں گے اور دنیا آباد ہوگی علاوہ اس کے اس ورق میں بعض ایسے امور تحریر کیے گئے جو گزر چکے تھے اور بعض ایسے لکھے جو ہنوز وقوع پذیر نہ ہوئے تھے۔ ایک روز دانیالی نے اس کو مفلح کے روبرو پڑھا۔ مفلح کو سخت تعجب ہوا اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کے پیش کیا۔ دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا "تم بتلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص حامل ہے"۔ عرض کی کہ حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا۔ ارشاد ہوا سچ کہتے ہو میرا میلان اس طرف ایک مدت سے تھا۔

حسین بن قاسم کی تقرری: خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلواذی کی وزارت سے پیشتر حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ہنوز نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر فرمایا "دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملے میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا"۔ ان واقعات سے مفلح کا اعتقاد راسخ ہو گیا۔ موقع پا کر دانیالی سے استفسار کیا "آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں"۔ جواب دیا "مجھے اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاہم میں سے ہیں"۔ مفلح نے اس کی خبر خلیفہ مقتدر تک پہنچائی۔ رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ ایک خط مفلح کے پاس عہدۂ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا۔ مفلح نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیا۔ چونکہ مونس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا۔ لہٰذا ابتداً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اتفاق سے انہیں دنوں کلواذی وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا۔ جس میں آمدنی سے زائد خرچ تھا۔ جس کی تعداد سات لاکھ تھا۔ اہل دیوان نے اس کے خلاف رپورٹیں دیں۔ کلواذی نے بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کر کے گزارش کی "امیر المؤمنین اس کا انتظام کسی صورت سے نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ خلافت مآب اپنے مصارف کو کم کر دیں"۔ خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گزرا اور حکم صادر فرمایا کہ حسین بن قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کرے۔ علاوہ اس کے ایک لاکھ دینار بیت المال میں داخل کرتا رہے۔ حسین نے اس کو منظور کر لیا اور خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو جس میں ان شرائط کو تسلیم کر لیا تھا۔ کلواذی کو دکھلایا۔ کلواذی دیکھ کر متحیر ہو گیا۔ کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اس کی معزولی کا حکم دیا (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن قاسم کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا۔ اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدۂ وزارت کے کام کو انجام دے۔ علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور جہاں تک ممکن ہو دار الخلافت سے اس کو نکال کر صافیہ کی جانب بھیج دے۔

حسین بن قاسم کی معزولی: حسین نے عہدۂ وزارت کا چارج لینے کے بعد بنو بریدی اور بنو قرابہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا۔ ہر کام میں دقت اور تنگی ہونے لگی۔ مجبوراً پیشگی خراج وصول کر کے گزشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الخال کو اس کی خبر لگ گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی۔ خلیفہ نے خصیبی کو وزیر السلطنت کا حساب جانچنے پر متعین کیا۔ خصیبی نے دیکھ بھال کر کے وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دی۔ خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جبکہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے' معزولی اور گرفتاری کا حکم دیا اور قلمدان وزارت ابوالفتح فضل بن جعفر کے سپرد فرمایا اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت

کے حوالہ کر دیا۔ مگر نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ کیا اور اس زمانہ سے برابر یہی عہدہ وزارت پر رہا۔

ابوطاہر قرامطی: قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کے قیام پذیر ہو گیا تھا۔ ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی ان کا سردار تھا۔ ابوطاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات علیحدہ مستقل طور سے بیان کریں گے۔

بصرہ میں قرامطیوں کی غارت گری: ابوطاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابوطاہر نے ایک ہزار سات سو فوج کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو تہ تیغ کر کے شہر میں گھس گیا اور دروازے کھول دیئے۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا سبک اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے۔ سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کی نذر ہوئے۔ سترہ یوم ابوطاہر بصرہ میں مقیم رہا۔ اٹھارہویں روز جس قدر مال و اسباب اور عورتیں لڑکے لے سکا لے کر ہجر کی جانب کوچ کیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فاروقی کو بصرہ پر مقرر کیا۔ چنانچہ محمد بعد واپسی ابوطاہر بصرہ میں داخل ہوا۔

ابوطاہر قرامطی کا حجاج پر حملہ: ۳۱۲ھ میں ابوطاہر قرامطی نے حجاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہیر کی جانب کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابلہ ہوا۔ اہل قافلہ کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ حالت غفلت میں سفر کر رہے تھے کہ دفعتہً ابوطاہر نے پہنچ کر حملہ کر دیا۔ اہل قافلہ مدافعت نہ کر سکے چنانچہ قافلہ لوٹ لیا گیا۔ اس وقت اس واقعہ کی خبر حجاج کو لگی۔ جس وقت کہ وہ قید میں تھے چنانچہ قتل و غارت کے خوف سے قیام کر دیا۔ تا آنکہ زاد سفر تمام ہو گیا۔ ابوالہیجا بن حمدانی والی طریق کوفہ بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل قافلہ کو وادی القریٰ کی جانب مراجعت کر جانے کی رائے دی تھی۔ مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا۔ بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا تو برائے کوفہ روانہ ہوئے۔ ابوطاہر نے یہ خبر پا کر اس پر بھی حملہ کر دیا اور ابوالہیجا اور احمد بن بدر (یہ خلیفہ مقتدر کا ماموں تھا) گرفتار کر لیا اور سب سامان و اسباب کو لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب مراجعت کر دی اور حجاج کو اسی کف دست میدان میں بیک و دو گوش چھوڑ دیا۔ جن میں سے اکثر شدت تشنگی و گرسنگی اور تمازت آفتاب سے مر گئے اور باقی ماندہ کا اکثر حصہ حجاز سے بہ ہزار خرابی و دقت بغداد واپس آیا۔

ان لوگوں کی عورتوں کو جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا تھا۔ مجتمع ہوئیں اور انہوں نے شور و غل مچایا یہ بھی ایک سبب ابن فرات کے ادبار اور معزولی کا تھا۔

ابوطاہر کا حجاج پر دوسرا حملہ: کچھ عرصہ بعد ابوطاہر نے ابوالہیجا اور احمد کو مع ان کے تمام قیدیوں کے جوان کے پاس تھا رہا کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ اس بناء پر ابوطاہر نے ہجر سے پھر بقصد تعرض قافلہ حجاج کوچ کیا۔ جعفر بن ورقاء شیبانی والی کوفہ و طریق مکہ اس خطرہ کے پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی قوم سے مرتب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پیشتر روانہ ہو گیا تھا اور شمال والی بحر جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار

کی جمعیت کے ساتھ بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے۔ ان کی ابوطاہر اور جعفر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اتفاق یہ کہ جعفر کو شکست ہوئی جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ بالآخر ہزارہا حجاج مارے گئے اور شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے۔ اکثر کام آ گئے۔ باقی ماندہ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہوگیا۔ ابوطاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ چھ روز تک کوفہ کے باہر پڑا رہا۔ تمام دن مسجد میں رہتا اور شب کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا۔ بعدازاں حسب خواہش مال واسباب لے کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔

شکست خوردہ گروہ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا اشارہ فرمایا۔ چنانچہ بعد واپسی قرامطہ مونس وارد کوفہ ہوا چونکہ قرامطہ کوفہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اس وجہ سے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کر کے واسط کے بچانے کو روانہ ہوگیا۔ اس سال ابوطاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا قصد نہ کیا۔

ابوطاہر قرامطی کا کوفہ پر قبضہ: ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دارالخلافت میں طلب فرما کے بلاد شرقیہ کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کو واسط کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ جس وقت یوسف واسط کے قریب پہنچا۔ مونس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اسی اثناء میں ۳۱۵ھ کا دور آ گیا۔ ابوطاہر نے لشکر مرتب کر کے کوفہ کی جانب خروج کیا۔ یوسف کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ آخری رمضان سنہ مذکور کو واسط سے کوفہ کو بچانے کو روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابوطاہر ایک روز پیشتر کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ ابوطاہر نے کوفہ اور کل علوفات اور رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی۔ اس کے آٹھویں شوال کو ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا نامہ و پیام شروع ہوا۔ یوسف نے ابوطاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا۔ ابوطاہر نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے۔ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا۔ اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی۔ یوسف مع اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہوگیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہوگیا تھا۔ قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھا لائے۔ ابوطاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

انبار پر قبضہ: منہزمین نے بغداد میں پہنچ کر دم لیا۔ مونس مظفر علم خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔ مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جن میں نامی نامی اور کارآزمودہ سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے مانع ہوں اور براہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر انبار کا رُخ کیا۔ اہل انبار نے یہ خبر پا کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں اور ابوطاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچ کے قیام کیا۔ حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو ان کشتیوں کے ذریعہ سے خشکی پر اُتار دیا۔ شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا۔ قرامطہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ المناک کی بغداد میں خبر پہنچی۔

یوسف بن ابی الساج کا قتل: نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ کوچ اور قیام کرتا ہوا مونس مظفر تک پہنچا۔ چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی رہائی کی غرض سے حملہ کیا۔ قرامطہ بھی خم ٹھونک کر میدان

جنگ میں آ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر شاہی لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر محافظین کی آنکھیں بچا کے نکل بھاگنے کی فکر میں لگا تھا۔ ہمراہیوں نے بھی اشارہ و کنایہ سے بھاگ جانے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ ابوطاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا۔ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا۔ علاوہ اس کے اور جو قیدی تھے ان کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ نازوک افسر پولیس شب و روز گشت کرتا تھا۔ اس وجہ سے بغداد عوام الناس بازاریوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہا۔ پھر بھی اکثر اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسط اور کوئی حلوان چلا گیا۔

رحبہ اور جزیرہ میں قرامطیوں کا قتل عام: اس واقعہ کے بعد شروع ۳۱۶ھ میں قرامطہ انبار کو چھوڑ کر کوچ کر گئے۔ مونس نے بھی بغداد کی جانب مراجعت کی۔ ابوطاہر نے رحبہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہل رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لئے ایک شب و روز کو عام کر دیا۔ اہل قرقیا اس قتل عام کا خوفناک منظر دیکھ کر ڈر گئے۔ امان کی درخواست کی۔ جس کو ابوطاہر نے منظور کر لیا۔ بعد ازاں ابوطاہر نے عربوں پر شب خون مارنے کو فوجیں جزیرہ کی طرف روانہ کیں۔ اہل جزیرہ جان کے خوف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نظر ہوئے۔ قتل و غارت بند ہونے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کیا جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد پھر اہل رقہ نے انحراف کیا۔ ابوطاہر نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی۔ تین روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اثناء جنگ میں چند سرایہ راس عین کفر توثاء اور سنجار کی جانب روانہ کیا۔ مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے اپنے مقابلہ کی قوت نہ دیکھ کے امان کی درخواست کی۔ ابوطاہر نے منظور کر لی۔

مونس و ہارون کی بغداد سے روانگی: مونس کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کو رقہ کی جانب کوچ کیا۔ ابوطاہر رقہ چھوڑ کر رحبہ چلا آیا اور جب مونس رقہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے ہیت چلے آئے چونکہ اہل ہیت نے قلعہ بندی کر لی تھی اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس وجہ سے قرامطہ کے قتل و غارت کا ہاتھ اہل ہیت تک نہ پہنچا اور وہ اپنا سامان لے کر کوفہ کی جانب لوٹے۔ رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچی اور نصر حاجب ہارون بن غریب اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے۔ اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہبیرہ پہنچ گیا اور نصر سپہ سالار لشکر علیل ہو گیا۔ اپنے لشکر پر احمد بن کیغلغ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں مر گیا۔ تب بجائے اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا محمد بن نصر مامور ہوا۔ اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر کو واپس ہوئے اور ہارون بن غریب نے ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

قرامطیوں کی پسپائی: کچھ عرصہ بعد اس مذہب والے واسط عین التمر اور سواد میں مجتمع ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے میں سے ایک شخص کو مامور کیا۔ واسط کی جماعت پر حریث بن مسعود کو مقرر کیا گیا اور عین التمر کے گروہ پر عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا اور سواد میں پہنچ کر شاہی عمال کو نکال دیا اور خراج خود وصول کرنے لگا۔ باقی رہا حریث وہ موفق کے صوبجات کی طرف بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا۔ جس کا نام دار الہجرت رکھا۔ آئے دن لوٹ مار سے کام لیتے اور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کرتے رہتے تھے واسط کا جنگی افسر اعلیٰ بن قیس تھا لشکر آراستہ کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا۔ مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت نے مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر بھاگا۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب

کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے کوفہ کی طرف رُخ کیا تھا۔ صافی بصری کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کے جنگ شروع کی۔ قرامطہ گھبرا گئے کچھ بن نہ پڑی اور شکست کھا کر بھاگے۔ شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ ان کے پھریرے چھین لئے یہ پھریرے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی ﴿ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین ﴾ جس وقت بغداد میں یہ لشکر فتح یاب ہو کر ان پھریروں کو سرنگوں کئے ہوئے داخل ہوا۔ عجیب چہل پہل تھی۔ خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا۔ ان کی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ۳۱۹ھ میں ابو طاہر قرمطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا۔ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی آیا ہوا تھا اثناء راہ میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ قافلہ حجاج صحیح وسلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ یوم الترویہ کو ابو طاہر وارد مکہ معظمہ ہوا اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔ مال و اسباب جو پایا لوٹ لیا اور جس کو دیکھا قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا۔ حجر اسود کو اکھاڑ کر ہجر بھیج دیا ابو مخلب امیر مکہ شرفاء مکہ کا ایک گروہ لے کر ابو طاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے متعلق کچھ کہنے اور سفارش کرنے کو گیا۔ ابو طاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا۔ ایک گروہ ٹوٹ پڑا۔ ابو مخلب نے مقابلہ کیا مگر معدودے چند نفوس سے کیا ہو سکتا تھا۔ سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہو گئے خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ایک شخص میزاب اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا گرا مر گیا۔ مقتولین کچھ تو چاہِ زمزم میں پھینک دیئے گئے اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بلا غسل و نماز جنازہ اور کفن دفن کر دیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبیداللہ المہدی کی سرزنش: اس سانحہ کی خبر عبیداللہ المہدی والی افریقیہ تک پہنچی یہ لوگ اس کے معتقد تھے اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔ اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی۔ حجر اسود اکھاڑ لے جانے پر اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ ابو طاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا اور جس قدر ممکن ہوا اہل مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا اور جو بوجہ تقسیم ہو جانے کے واپس نہ ہو سکا اس کی معذرت کی۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین کشیدگی: خلیفہ مقتدر کی معزولی کا سبب اول یہ ہے کہ مابین ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس میں ایک امر ناگفتہ بہ جھگڑا ہو گیا۔ نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے ہمراہیوں کو جب اس کی خبر لگی۔ مجتمع ہو کر پولیس جیل کی جانب آئے۔ نازوک کے نائب پر سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کے ناک کے بال ہو رہے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا۔ نتیجہ اس کا یہ کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی۔ فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے۔ خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی۔ لڑائی تو موقوف ہو گئی مگر ماجوریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی اور وہ اپنے احباب اور ہمراہیوں کے ساتھ بغداد سے بستان نجمی چلا

گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی دور کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا۔ اس سے یہ خبر مشہور ہوگئی کہ خلافت مآب نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔ یہ امر مونس کے ہواخواہوں کو ناگوار گزرا۔ مونس اس وقت رقہ میں تھا ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر مونس تک پہنچادی۔

مونس کی بغداد میں آمد: مونس نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد آ پہنچا اور خلیفہ مقتدر سے کشیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے شماسیہ میں قیام کر دیا۔ دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کرنے کو بھی نہ گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا لیکن اس سے مونس کو خلیفہ مقتدر سے انس پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضگی اور نفرت اور زیادہ ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا اپنے محل سرا میں ٹھہرا لیا۔ اس سے مونس کی منافرت اور بڑھی اس اثناء میں ابوالہیجا بن حمدان بلاد جبل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور مونس کے پاس قیام پذیر ہوا۔ امراء دولت اور اراکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور مونس کا میل جول کرانے کے خیال سے سعی کر رہے تھے۔ جانبین کی طرف سے کاغذی گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی کہ ۱۶۳۱ھ کا زمانہ گزر گیا۔

مصالحت کی کوششیں: ۱۷۳۱ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک افسر اعلیٰ پولیس اور ابن قیس بھی مونس کے پاس چلے آئے اس سے پیشتر خلیفہ مقتدر نے ابن ارزق سے دینور لے لیا تھا اور مونس نے ناراضگی کی وجہ سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی منافرت حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہو گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے خاص محل سرا میں ماجوریہ ہارون بن غریب احمد بن کیغلغ 'خدام دولت اور دستہ فوج جانثاران کو جمع کر رکھا تھا۔ مگر بدقسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ہمراہی نظر بچا بچا کر مونس سے جا ملے۔ یہ واقعہ اوائل محرم ۱۷۳ھ کا ہے۔ اس کے بعد مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں کو آپ کی فضول خرچی' حرم اور خدام کو بڑی بڑی جاگیریں اور امور سلطنت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے اور یہ سب کے سب اس امر کے مستدعی ہیں کہ آپ ان کو اور ہارون بن غریب کو محل سرائے خلافت سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہوں سب کو ضبط کر لیں۔ خلیفہ مقتدر نے ان سب امور کو منظور کر لیا۔ نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے۔ بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے نقض بیعت کے عواقب امور سے خوف دلایا۔ ساتھ ہی اس کے ماجوریہ ہارون کو مسند حکومت عنایت فرما کے ثغور شامیہ اور جزیرہ کی جانب روانہ کر دیا۔

خلیفہ مقتدر کی گرفتاری: اس سے مونس کا غصہ فرو ہوا شماسیہ سے بغداد آیا۔ اس کے ہمراہ ابوالہیجا اور نازوک بھی تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اتار دیا۔ بارہویں محرم سنہ مذکور کو مونس سوار ہو کر مع اپنے لشکر کے باب شماسیہ کی طرف آیا اور اپنے ہمراہیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر محل سرائے خلافت کی جانب لوٹ گیا۔ اس واقعہ سے قبل خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسوری کو عہدۂ وزارت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا۔ یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا۔ بجائے اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مامور فرمایا تھا۔ جوں ہی مونس محل سرائے خلافت کے قریب پہنچا۔ ابن یاقوت' خدام' فراش' وزیر السلطنت اور وہ سب جو اس وقت محل سرائے خلافت میں موجود تھے بھاگ گئے۔ مونس نے گھس کر خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں' لڑکی اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور بہ کمال احتیاط و نگرانی محل سرائے

خلافت سے نکال کر اپنے مکان میں لے لیا اور وہیں نظر بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر با جوریہ ہارون تک قطربل میں پہنچی تو وہ لوٹ پڑا۔ بغداد میں آیا اور روپوش ہو گیا خلیفہ مقتدر کی گرفتاری کے بعد ابوالہیجا بن حمدان ابن طاہر کے مکان پر گیا۔ محمد بن معتضد کو طلب کر کے اس کی خلافت کی بیعت کی اور ''القاہر باللہ'' کے لقب سے ملقب کیا۔

خلیفہ مقتدر کی معزولی: تکمیل بیعت سے فارغ ہو کر خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا گیا۔ قاضی ابو عمر مالکی کو شہادت کے لیے طلب کیا گیا۔ ابوالہیجا نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر تاسف ظاہر کیا نہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا ''میرے سردار! مجھے اسی روز بد کا خطرہ تھا۔ آپ نے میری نصیحت نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عملدرآمد کیا۔ لونڈی' غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے۔ آخر کار وہ روز بد جس کا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا۔ سامنے آ ہی گیا مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں''۔ مونس بولا ''بس بس خاموش ہو جاؤ''۔ ابوالہیجا سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا: ''آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے''۔ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر دستخط کر دیئے اور قاضی ابو عمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا۔ کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ تا آنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا خلیفہ مقتدر نے اسے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا۔

عہدوں کی تقسیم: الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دارالخلافت کی طرف آیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابن قیس مادر مقتدر کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبور سے چھ لاکھ دینار نکال کے نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ بعد ازاں مونس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور قلمدان وزارت ابوعلی بن مقلہ کے سپرد کیا۔ نازوک کو افسری پولیس کے ساتھ عہدۂ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو علاوہ صوبہ خراسان کے جو اس کے زیر حکومت تھا۔ حلوان' دینور' ہمدان' کرمان' صمیرہ' نہاوند' شیراز اور ماسبدان کی سند حکومت بھی عطا ہوئی۔ یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ کے ہیں۔

دستہ فوج جاں نثاران: نازوک نے عہدۂ حجابت کا چارج لینے کے بعد دستہ فوج جاں نثاراں کو حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں کو جو محل سرائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کے نکل جائیں اور بجائے ان کے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی۔ اس سے دستہ فوج جاں نثاراں کو ملال پیدا ہوا۔ مگر نازوک نے کچھ خیال نہ کیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو محل سرائے خلافت میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس عرصہ میں سترھویں تاریخ محرم کی آ گئی۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا۔ صبح ہوتے ہی درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کو محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آ کے جمع ہونے لگے۔ گلی کوچوں' سڑکوں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاران مسلح ہو کر محل سرائے خلافت کے دروازہ پر آیا۔ تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کا روزینہ طلب کیا۔ چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے طلب و تقاضہ میں سختی اور تشدد سے کام لیا۔

نازوک کا قتل: مونس اتفاق سے اس دن دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاران اور نازوک کے سپاہیوں

کے مابین بحث وتکرار ہونے لگی۔ محلسرائے خلافت مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔ ان سپاہیوں کے ساتھ محلسرائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھس آیا۔ جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے دجلہ کے کنارے جمع ہو رہا تھا۔ صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور دستہ فوج جاں نثاران کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا۔ شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اور دیوان خلافت میں نیا خلیفہ قاہر رونق افروز تھا اور ابن مقلہ وزیر السلطنت و نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہر نے نازوک سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا یہ کیا ہنگامہ ہے جاؤ اس شور وغل کو فرو کرو۔ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا تمام رات سے نوشی کی تھی۔ خمار کا وقت تھا۔ آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں۔ پاؤں رکھتا تھا کہیں پڑتا تھا کہیں۔ دستہ فوج جاں نثاران عرض ومعروض کرنے کو آگے بڑھا۔ نازوک ان کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ دستہ فوج جاں نثاران کی اس سے جرأت بڑھی تعاقب کیا۔ اور اس کو مع اس کے خادم عجیف کے مار ڈالا۔ جوش مسرت میں آ کے یا مقتدر یا منصور چلا اٹھے۔ اس نعرہ کا بلند ہونا تھا کہ محل سرائے خلافت میں جس قدر آدمی جس طبقہ کے تھے۔ گھبرا گئے۔ نازوک اور عجیف کی نعشوں کو کنارۂ دجلہ پر پہنچا کے صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بعد مونس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی جستجو میں روانہ ہوا۔ محلسرائے خلافت کے خادموں نے فوراً دروازے بند کر لئے۔ یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے۔

ابن حمدان کا قتل: ابوالہیجا ابن حمدان نے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا۔ تو نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا۔ ابوالہیجا نے کہا گھبرائیے نہیں میرے ساتھ آئیے میں آپ کا خادم و مددگار ہوں۔ دونوں دروازہ پر آئے تو بند تھا۔ ابوالہیجا بولا۔ اچھا آپ یہاں ٹھہریئے میں ابھی واپس آتا ہوں۔ قاہر تو دروازہ کے قریب ٹھہر گیا اور ابوالہیجا لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا اور سارے درباری کپڑے خادموں کا لباس پہنا اور باب توبہ کی طرف آیا۔ اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو مجتمع دیکھا۔ لوٹ کر قاہر کے پاس آیا اس آمد و رفت میں خدام کی نظر پڑ گئی۔ شور وغل مچاتے ہوئے قتل کے قصد سے دوڑ پڑے۔ ابوالہیجا نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی۔ لڑنے لگا تا آنکہ ان لوگوں کو پسپا کر دیا۔ موقع پا کر گوشہ باغ میں جا چھپا۔ خادمان محل سرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابوالہیجا جوش مردانگی میں نکل آیا۔ سب کے سب دفعتہً اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا اور سر اتار لیا۔

خلیفہ مقتدر کی بحالی: دستہ فوج جاں نثاران خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا۔ مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محل سرائے خلافت تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحین مینی میں پہنچا۔ مطمئن ہو کر دریافت کیا۔ قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں۔ حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی۔ ابن حمدان تو مارا گیا۔ خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سن کر صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھ کر کہنے لگا واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص مسرور میرے پاس نہ آتا۔ اس کے بعد قاہر کو اپنے نزدیک بلایا پیشانی پر بوسہ دے کر بولا ''واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تھا تو قاہر کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا''۔ قاہر شرم سے سر نیچا کئے جا رہا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر امان دی۔ اس وقت قاہر کے قلب مضطرب کو سکون ہوا اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوئی۔

ابوعلی بن مقلہ کا تقرر: دستہ فوج جاں نثاران نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن نفیس ان واقعات سے خائف ہو کر رات کے وقت مکان سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل

سے ارمینیہ چلا گیا اور جب ارمینیہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا اور نصرانی ہو گیا۔ ابوالسرایا بزاور ابو الہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابوعلی بن مقلہ کو طلب کر کے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کیے۔ خزانہ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب و جواہرات کی فروخت کا حکم دیا۔ جو وظائف اور تنخواہیں دینے کی غرض سے نہایت ارزاں فروخت کیے گئے مونس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مونس در پردہ خلیفہ مقتدر کا خیراندیش تھا۔ اسی نے دستہ فوج جاں نثاران اور خادمان محل سرائے خلافت کو دم پٹی دے دی تھی اور اسی وجہ سے قاہر کی تخت نشینی کے بعد دربار میں حاضر نہیں ہوا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنی ماں کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ خدمت کے لیے لونڈیاں خرید دیں۔

سپہ سالاران دیلم: دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں متعدد مقامات پر بیان کر آئے ہیں طبرستان، جرجان، ساریہ، آمد اور استر آباد فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان کو مجتمع کر کے بلاد طبرستان پر ۳۰۱ھ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض و متصرف ہوا۔ دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ و مقبوضہ کی حدود پر متعین ہوئے۔ از اں جملہ لیلیٰ بن نعمان تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی۔ بنی سامان اور بنی اطروش و حسن بن قاسم داعی و سپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ ان لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہو گیا چونکہ علم عباسیہ کی حکومت خراسان سے اٹھ گئی تھی اور بنی سامان اس کی طرف سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش کے ساتھ جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے۔ لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ: لیلیٰ بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہوئیں۔ بنی اطروش کی طرف سے شرخاب بن بہبود برادر زادہ ماکان بن کالی سپہ سالاران افواج دیلم ہو کر لڑنے کو آیا۔ سیجور امیر لشکر بنی سامان کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے ان کو شکست دی۔ اسی اثناء میں شرخاب بھی مر گیا۔ بنی اطروش نے ماکان کو استر آباد پر مامور کیا۔ نہایت قلیل مدت میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس مجتمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابوعلی بن ابوالحسن کی امارت: ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیرویہ بھی ہے جو دیلم کا ایک سپہ سالار تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد فوج کے ساتھ جرجان سر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ان دنوں جرجان میں ابوالحسن بن کالی اپنے بھائی ماکان کی جانب سے مامور تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا۔ ایک روز[1] ابوعلی بن ابوالحسین اطروش اور ابوالحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے۔ ابوالحسن یہ خیال کر کے کہ ابوعلی حالت نشہ یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا مگر یہ خیال غلط ثابت ہو گیا۔ ابوعلی کو ابوالحسن کے ارادہ کا احساس ہو گیا اور وہ نہایت تیزی سے لپک کر دست بقبضہ شمشیر ہو گیا اور لڑ کر ابوالحسن

[1] یہاں سے کچھ عبارت ربط مضمون کے خیال سے تاریخ ابن کامل جلد ۸ صفحہ ۶۵ سے لی گئی۔

کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ ابو علی محافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی سپہ سالاران دیلم کو اس سے مطلع کیا۔ سپہ سالاران دیلم ابوالحسن کے قتل سے بے حد خوش ہوئے۔ اسی وقت ابو علی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی پر بٹھا کے بیعت کر لی۔ ابوالحسن نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا۔ علی بن خورشید اسفار بن شیرویہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ماکان کے مقابلہ پر امداد و حمایت کا خواستگار ہوا۔

ماکان کا جرجان پر قبضہ: چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے علی بن خورشید سے سازش کر لی۔ رفتہ رفتہ ماکان کو اس کی خبر لگی اور وہ ایک لشکر مرتب کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا۔ مگر علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دے کر طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں بعد علی بن خورشید اور ابو علی کا انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس موقعہ کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی۔ اسفار کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ وہ طبرستان چھوڑ کر ایک دن احمد بن المسیح کے پاس جرجان چلا آیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ۳۱۵ھ کا دور آ گیا اور بکر بن محمد المسیح داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی عدم ہوا۔ نصر بن احمد بن سامان نے بجائے اس کے اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر متعین کیا۔

اسفار کا طبرستان پر قبضہ: اسفار نے مرداویج زیار جبلی کو امیر الجیش مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا۔ ماکان لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں بالآخر ماکان کو شکست ہوئی اور مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ انہیں دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا۔ اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اس کے ہمراہ رے میں موجود تھا۔ چنانچہ جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اور حسن کو اس واقعہ کی خبر لگی تو آگ بگولا ہو گیا اسی وقت لشکر مرتب کر کے مع اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ لیکن شکست فاش کھا کر بھاگا۔ اس جنگ میں حسن تو مارا گیا۔ باقی رہا ماکان وہ رے واپس آیا۔ اس فتح یابی کے بعد اسفار نے کل صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ نصر بن احمد بن سامان والی خراسان کے نام کا خطبہ اس کی مساجد میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خود ساریہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کیا۔

اسفار کی فتوحات: ان فتوحات کے انتظام سے فارغ ہو کر رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اور بات ہی بات میں اس کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا۔ ماکان بے سروسامان ہو کر جبال طبرستان کی طرف چلا گیا اور اسفار نے کمال اطمینان سے صوبہ رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔

ان پیہم فتوحات سے اسفار کی فوج عظمت و اجلال میں بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سما گئی۔ نصر بن احمد سامانی والی خراسان سے منحرف ہو گیا۔ اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی و تیاری ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف بقصد جنگ اسفار روانہ کیا۔ اسفار نے ہارون کو شکست دے دی اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا بعد ازاں نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار پر فوج کشی کی۔ اسفار نے صلح کے پیام بھیجے اور ادائے خراج کا وعدہ کیا۔ ضمانت دی۔ نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی اور اس کو صوبہ رے کی حکومت پر مقرر کر کے بخارا کی جانب مراجعت کر دی۔

اسفار کے خلاف سازش: اس واقعہ سے اسفار کی سطوت و جبروت اور بڑھ گئی۔ فوج کی کثرت، جاہ وجلال کی ترقی نے دماغ میں کبر و نخوت کا مادہ بھر دیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں مرداویج ایک نامور سپہ سالار تھا۔ اسفار نے اس کو سلار والی سیرم و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی۔ سلار اور مرداویج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کر لی اور در پردہ اس رائے و مشورہ میں اسفار کے دیگر سپہ سالاران لشکر کو بھی شریک تھے۔ از اں جملہ اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا۔ اتفاق سے اس کی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کر دی۔ اسفار موقعہ پا کے بیہق بھاگ گیا اور مرداویج قزوین سے رے چلا آیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کی غرض سے بلا لیا۔

اسفار کا خاتمہ: چنانچہ ماکان نے اسفار کا قصد کیا۔ اسفار بیہق سے رے کی جانب اپنے اہل وعیال اور مال و اسباب کو سنبھالنے کی غرض سے بھاگا۔ یہ اپنے اہل وعیال کو مع مال و اسباب کے قلعہ موت میں ٹھہرا گیا تھا۔ کسی نے مرداویج کو اس کی خبر پہنچا دی۔ اس نے حملہ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی روانگی سے پیشتر ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو اثناء راہ میں گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مرداویج کے پاس لا کے حاضر کر دیا۔ مرداویج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی جانب مراجعت کر دی۔ بعد از اں قزوین چلا آیا۔ استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ اکثر بلاد کو مفتوح کر لیا۔ ہمدان، دینور، قم، قاشان اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرداویج کی فتوحات: کچھ عرصہ بعد اس کا دماغ بھی تکبر و نخوت کا خزانہ بن گیا اور وہ ظلم اور کج خلقی کا خوگر ہو گیا۔ اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و ستم کے برتاؤ شروع کر دیئے۔ جلوس کے لئے ایک تخت طلائی تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کی طمع دامنگیر ہوئی۔ یہ دونوں بلاد ماکان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ طبرستان کے متعلق مرداویج اور ماکان سے لڑائی ہوئی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر کے جرجان کا قصد کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے فتح یاب ہو کر اصفہان کی جانب لوٹ آیا۔ ماکان دیلم چلا گیا۔ ابوالفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ جو ان دنوں دیلم کو اپنے قبضے میں کئے ہوئے تھا۔ ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آیا۔ طبرستان میں مرداویج کی طرف سے بلقیم بن بالحسین حکومت کر رہا تھا۔ بلقیم نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ ابوالفضل اور ماکان کو شکست ہوئی ابوالفضل تو بھاگ کر دیلم چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا بلقیم کو اس کی خبر لگ گئی تعرض کیا ماکان مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔

ہمدان پر قبضہ: اس واقعہ سے مرداویج کی حکومت و سلطنت اور ترقی پذیر ہو گئی۔ رے اور جبل کے کل بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا۔ دیلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اور مصارف زیادہ ہو گئے جس قدر بلاد اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کے محاصل اس کے کثرت اخراجات کو پورا نہ کر سکے۔ ادھر ادھر ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی طرف ایک لشکر بسر افسری اپنے ہمشیر زادہ کے روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر دیلمی فوج کو شکست ہوئی۔ مرداویج کو بھانجہ مارا گیا۔ مرداویج کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا۔ لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان آ پہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی

اور شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ مرادادیج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ ایک عام خوں ریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امان دی۔ ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مرادادیج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک خوں ریز جنگ کے بعد مرادادیج نے ہارون کو شکست فاش دے کے کل بلاد جبل اور ماوراء النہر ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا۔ پس اس نے بزور تیغ دینور کو بھی فتح کر لیا اور جوش کامیابی میں اس کا لشکر قتل وغارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

لشکری کا اصفہان پر حملہ : ہارون شکست کھا کر قرقیسیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا اور دربار خلافت میں امداد طلب کرنے کی عرضی بھیجی۔ لشکری نامی ایک سپہ سالار جو اسفار کے سپہ سالاروں میں سے تھا بعد اسفار کے خلیفہ مقتدر سے امان حاصل کر لی تھی اور ہارون کے ساتھ اس مہم میں آیا ہوا تھا۔ قرقیسیا میں پہنچ کے ہارون نے لشکر کو مال اسباب وجنگ فراہم کر کے نہاوند کی جانب روانہ کیا۔ نہاوند پہنچتے ہی لشکری کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل نہاوند کا تمول اور اس کی سرسبزی اور شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کر کے جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا۔ ان دنوں اصفہان پر احمد بن کیغلغ تھا احمد نے لشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر احمد شکست کھا کے اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کی جمعیت کے ساتھ بھاگا۔ لشکری فتح یابی کا جھنڈا اڑاتے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا اور سوار ہو کر شہر پناہ کے اردگرد سواد شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد پر نظر پڑ گئی۔ مع اپنے سب ہمراہیوں کے دوڑ پڑا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ احمد نے لشکری پر تلوار چلائی۔ خود پھاڑ کے دماغ میں تیر گئی۔ چکر کھا کر گرا اور تڑپ کے دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مرادادیج کے قبضہ کرنے سے پیشتر کے ہیں۔

مرادادیج کا اصفہان پر قبضہ : اس کے بعد مرادادیج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا بعد ازاں مرادادیج چالیس یا پچاس ہزار کی جمعیت کے ساتھ وارد اصفہان ہوا۔ اس نے ایک دستہ فوج اہواز پر قبضہ کرنے کو دوسرا دستہ خوزستان کی جانب روانہ کیا۔ ان دونوں جوان نے پہنچتے ہی اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال اور خراج وصول کر کے مرادادیج کے پاس بھیجا۔ مرادادیج نے اس کے حصہ کثیر کو اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے باقی کو داخل خزانہ کیا۔

مرادادیج کی اطاعت : مرادادیج کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی فعل مستحسن نہیں ہے۔ دربار خلافت سے ان کی سند حکومت حاصل کر لینی چاہیے تا کہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے۔ یہ سوچ کر ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان بلاد کی اور نیز ہمدان اور بار کوفہ کی سند حکومت عطا فرمائی جائے۔ دو لاکھ سالانہ خراج ادا کیا کروں گا۔ خلافت مآب نے منظور فرمائی سند حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی۔ یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

۳۲۰ھ میں مرادادیج نے اپنے بھائی اور شکمیر کو بلاد گیلان سے طلب کیا۔ وہ بادیہ نشینوں کی طرح برہنہ پا اور پھٹے

پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا۔ چونکہ بلاد گیلان میں بادیہ نشینوں کے حالات اور طرز معاشرت میں ان کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا۔ مرداویج کے پاس پہنچ کے عیش وعشرت اور امامت کو ابتداء مکروہ سمجھتا رہا۔ مگر کچھ عرصہ بعد امارت اور عیش وعشرت کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ طرز معاشرت بدل دی۔ امراء اور سلاطین کی طرح وقت گزاری کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بن گیا۔

ابوعبداللہ بریدی کی سرکشی وگرفتاری: ابوعبداللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا عامل تھا۔ امیر بن ماکولا نے بریدی کو باء موحدہ اور راء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور برید کے طرف اس کی نسبت کی ہے اور ابن مسکویہ نے یاء مثناۃ تحتانیہ اور زاء سے لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبداللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہوگا۔

جس وقت علی بن عیسیٰ وزارت سے سرفراز کیا گیا اور اس نے انتظام عمال کا ردوبدل شروع کیا۔ اس وقت ابو عبداللہ اہواز کے مقبوضات خاصہ کا عامل تھا اور اس کا بھائی ابو یوسف سوق فائق پر مامور تھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابوعلی مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابوعبداللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے اور کل صوبہ اہواز کی گورنری کی استدعا کی۔ چنانچہ باستثناء سوس اور جندیساپور کے کل صوبہ اہواز کی گورنری اس کو عطا کی گئی اور اس کا بھائی ابوالحسن فراتیہ اور دوسرا بھائی ابو یوسف خاصہ اور اسافل پر مامور ہوا۔ اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابوایوب سمسار سے متعلق ہوگی اور حسین بن ماردانی کو ابوعبداللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کو تحریر کیا چنانچہ ابوعبداللہ نے عمال سے دس ہزار دینار وصول کر کے دبا لئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ابوعلی بن مقلہ کے ادبار کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر نے اپنے قلم خاص سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو اولاد بریدی کے گرفتار کرنے کو تحریر کیا اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کو رہا نہ کرنا۔ احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ ابوعبداللہ کو اس کی خبر لگی تو خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کے احمد کے روبرو پیش کیا۔ اس خط کی قلعی کھل گئی۔ اس نے سب کو مع عبداللہ کے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مقتدر نے اولاد بریدی سے چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

بیرونی مہمات: ۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے ساتھ جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ چنانچہ ملطیہ کی جانب سے بلاد رومیہ پر حملہ کیا۔ اس مہم میں ابوالاغر سلمی بھی مونس کے ہمراہ تھے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور رومیوں کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر لائے۔ ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابوالقاسم بن سیما کو بلاد کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ۲۹۹ھ میں بسر و گرامی لشکر صائفہ رستم والی بلاد سرحدی نے طرسوس کی طرف سے جہاد کیا۔ دمیانہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ قلعہ ملیح ارمنی میں رستم نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے جلا دیا۔

۳۰۰ھ میں اسکندروس بن لاون بادشاہ روم نے وفات پائی اور بجائے اس کے اس کا بیٹا قسطنطین مسند حکومت پر متمکن ہوا اس وقت اس کی عمر بارہ برس کی تھی۔ شروع ۳۰۲ھ میں علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ بشر خادم والی طرسوس کی کمک کو بغرض شرکت جہاد صائفہ روانہ ہوا۔ مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ موسم گرما گزر گیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی ہو رہی تھی اور برف گر رہی تھی۔ بلاد کفار پر جہاد کیا

اور بفضلہ تعالیٰ بہت سامان غنیمت اور قیدی لے کے واپس آئے۔ آخر ۳۰۲ھ میں بشر خادم والی طرسوس نے بلاد رومیہ پر پھر جہاد کیا۔ چند شہروں کو لڑ کر فتح کیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار نفر عام عیسائیوں کو گرفتار کر لایا۔ جن کو قید کر دیا گیا۔

رومیوں کے بلادِ اسلامیہ پر حملے: ۳۰۳ھ میں رومیوں نے بلاد جزیرہ کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ منصور پر پہنچ کے محاصرہ کر لیا چونکہ قلعہ منصور کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن حمدان کی جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصور کو خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر کے لے گئے۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی کل طرسوسی سوار معرکہ جنگ میں کام آ گئے۔ ملیح ارمنی نے بھی اس جنگ میں مرعش کی جانب قدم بڑھایا اور اطراف مرعش کو اچھی طرح پامال کیا۔ پھر اس سنہ میں مسلمانوں کا کوئی لشکر جہاد کو نہیں گیا۔

مونس مظفر کی فتوحات: ۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ موصل ہو کر گزرا۔ سبک مفلحی کو بازبدی اور قردی مضافات فرات پر عثمان عنزی کو شہر بلد اور سنجار پر اور وصیف بکتمری کو باقی بلاد ربیعہ پر مامور کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بسطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مونس نے متعدد قلعجات بزور تیغ فتح کر لیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت کی اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔

والیٔ روم کی مصالحت: ۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دو سفیر مصالحت اور فدیہ دینے کی غرض سے دارالخلافت میں آئے۔ وزیر السلطنت نے نہایت عزت و احترام اور جاہ و جلال سے ملاقات کی۔ ایوان وزارت میں دو رویہ مسلح فوج کھڑی ہوئی تھی۔ شیشہ و آلات سے سجایا گیا تھا۔ رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہ روم کا پیغام پہنچایا۔ اگلے دن دربار خلافت مآب کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا۔ ہزار ہا غلام زریں کمر صف بستہ قرینے سے کھڑے ہوئے تھے۔ ارا کین دولت امراء سلطنت اور سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر تھے۔ دستہ فوج جاں نثاران مسلح دو رویہ کھڑا تھا۔ جس کے طرز و انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دربار خلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ خلافت مآب نے والیٔ روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس خادم کو مصالحت اور فدیہ دینے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جس شہر میں مونس کا داخلہ ہو واپسی تک اس شہر کا مونس والی سمجھا جائے۔ فوج کے لئے جو مونس کے رکاب میں تھی۔ رسد و غلہ کا ذخیرہ جا بجا کافی مقدار پر فراہم کیا گیا۔ ایک سو بیس ہزار دینار مسلمان قیدیوں کا فدیہ دینے کو مونس کے ساتھ بھیجے۔

ثمال خادم کا غیر مسلموں کے خلاف جہاد: اسی سنہ میں صفوانی نے بلاد کفار پر جہاد کیا بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ ثمال خادم بھی اسی سنہ میں براہ دریائے روم جہاد کرنے کو گیا۔ اگلے سال پھر جنا صفوانی نے بلاد کفار پر حملہ کیا۔ بشر افشین نے بھی بلاد رومیہ پر فوج کشی کی۔ متعدد قلعہ جات فتح کر کے بے حد و بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ ۳۰۷ھ میں ثمال خادم براہ دریا عبیداللہ مہدی والی افریقیہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مہدی کے بیڑے کی جنگی

جہازات سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ثمال نے ان کو شکست فاش دے کر ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا۔ جس میں مہدی کا ایک غلام بھی شامل تھا اور ۳۱۰ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے بقصد جہاد قال قلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھایا۔ وہاں سے فتح یاب ہو کر مال غنیمت لے کے واپس آئے۔ ۳۱۱ھ میں مونس مظفر نے بلاد رومیہ پر براہ خشکی اور ثمال خادم نے براہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد قلعات فتح کئے اور ثمال ایک ہزار قیدی آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا اور چاندی لے کے واپس آیا۔

رومیوں کی بدعہدی: ۳۱۳ھ میں بادشاہ روم کا سفیر مع تحائف نذرانوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ابو عمر بن عبدالباقی اس کے ہمراہ تھا۔ مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی گئی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرما لیا۔ مگر مصالحت کے بعد رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بدعہدی کی تو عساکر اسلامیہ نے بلاد رومیہ میں داخل ہو کر خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا اور مظفر و منصور واپس آئے۔

رومیوں کا ملطیہ اور دبیل کا محاصرہ: ۳۱۴ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ کی طرف خروج کیا۔ رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا۔ ملطیہ پر پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ گئے اور امداد کی درخواست کی۔ مگر سماعت نہ ہوئی۔ اسی سنہ میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کیا اور مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ رومیوں کو خبر لگ گئی۔ موقعہ پا کر حملہ کر دیا۔ چار سو سپاہی کام آ گئے۔ اسی سنہ میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دبیل میں حملہ آور ہوا۔ نفر بکی اس شہر کا والی تھا۔ ہفتوں محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز منجنیقوں سے سنگباری ہوتی رہی۔ تا آنکہ شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا۔ مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی دوران کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی۔ مسلمانوں نے مجتمع ہو کر مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ تیس ہزار راس بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں۔ جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھا لیا۔

مرتد ضحاک کا قتل: قلعہ جعفری میں ایک شخص رؤسا اکراد سے ضحاک نامی رہتا تھا۔ اسی سال یہ مرتد ہو گیا۔ والی روم سے ملنے گیا۔ والی روم عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت و انعام مرحمت کر کے قلعہ جعفری کی طرف واپس کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا۔ ضحاک کو مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ گرفتار کر لیا گیا اور قتل کر ڈالا۔

دمستق رومی کا خلاط پر قبضہ: ۳۱۶ھ میں دمستق رومی نے لشکر کے ساتھ پھر بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کی۔ خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی۔ دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا اور دو چار روز قیام کر کے تدمیس کی طرف گیا اور اہل تدمیس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا۔ اہل اردن ان واقعات ہوشربا سے مطلع ہو کر دارالخلافت بغداد بھاگ گئے۔ دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔

ملطیہ اور سرحدی بلاد کے واقعات: اسی سنہ میں سات سو رومی اور ارمنی مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں خفیہ طور سے داخل ہوئے۔ ان لوگوں نے ملیح ارمنی نے پہلے سے روانہ کر دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اس کا محاصرہ کرنے کے وقت یہ لوگ اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے۔ اتفاق یہ کہ اہل ملطیہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ چن چن کر مار ڈالا۔ ۳۱۴ھ میں سرحدی بلاد جزریہ مثل ملطیہ، آمد اور اُردن والوں نے دربار خلافت میں عرضیاں بھیجیں اور آلات حرب، مال و زر اور لشکر کی مدد کی درخواست کی۔ درخواست نامنظور ہونے کی صورت میں سرحدی بلاد کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ مقتدر نے کچھ التفات نہ کیا۔ مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے مصالحت کر لی اور سرحدی بلاد کو امن و مصالحت سے رومیوں کے سپرد کر دیا۔ اس سنہ میں مفلح ساجی جہاد کی غرض سے بلاد روم میں داخل ہوا۔ دمستق مقابلہ پر آیا۔ ایک خون ریز جنگ کے بعد دمستق کو شکست ہوئی۔

عموریہ اور انقرہ کی فتح: ۳۱۵ھ میں ثمال نے طرسوس سے بلاد رومیہ پر چڑھائی کی اور رومی مقابلہ پر آئے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر رومی شکست کھا کر بھاگے تین سو آدمی مارے گئے اور تین ہزار قید کر لیے گئے۔ سونا، چاندی اور بہت سا مال و اسباب لے کر ماہ رجب سنہ مذکور میں طرسوس واپس آیا اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ رفتہ رفتہ عموریہ پہنچا اہل عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لشکر اسلام نے شہر میں گھس کے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات جلا دیئے اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچا۔ جس کو اب انگوریہ کہتے ہیں۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ مظفر و منصور فتح یاب ہو کر واپس آیا۔ ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی۔

مفلح کی فتوحات: اسی سنہ میں ابن ویرانی وغیرہ ارمینیوں نے جو اطراف ارمینیہ میں رہتے تھے والی روم سے خط و کتابت کی اور بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ رومی اور ارمنی متفقہ جمعیت سے بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھے۔ اطراف اخلاط کو تاخت و تاراج کیا۔ جو مقابلہ پر آیا مارا گیا۔ جس کو پایا گرفتار کر لیا۔ مفلح (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر پا کر آذربائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفان کی روک تھام کو دوڑ پڑا۔ اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور رضا کار بھی تھے۔ رومیوں کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ جس قدر انہوں نے بلاد اسلامیہ کو پامال کیا تھا۔ اس سے زیادہ مفلح نے بلاد رومیہ کو تاخت و تاراج کیا۔

سمیاط اور ملطیہ پر قبضہ: بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد رومی لشکر نے سمیاط پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ سعید بن حمدان کو اس کی خبر لگی۔ لشکر مرتب کر کے اہل سمیاط کی کمک کو آ پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیار ربیعہ پر اس شرط سے مامور کیا تھا کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے۔ چنانچہ جس وقت اہل سمیاط کا قافلہ سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سمیاط کی طرف کوچ کیا۔ رومی لشکر یہ خبر پا کے ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ میں والی روم اور ملیح ارمنی سرحدی بلاد رومیہ کی فوجیں اور ابن نفیس رہتا تھا۔ (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا مگر دارالخلافت بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور نصرانی ہو گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ہوئی اور اس امر کا ان کو احساس ہو گیا کہ سعید ملطیہ بھی آیا چاہتا ہے۔ ملطیہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سعید نے ملطیہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر کا تقرر کر کے موصل واپس آیا۔

عہد مقتدر کے عمال اور اہم واقعات: عبداللہ بن ابراہیم کی سرکشی و اطاعت: ابتداً عبداللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا والی تھا۔ شروع زمانہ خلافت خلیفہ مقتدر میں اس نے دس ہزار اکراد کو مجتمع کر کے علم بغاوت بلند کیا۔ خلیفہ مقتدر نے بدر حمامی والی اصفہان کو عبداللہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ ہزار فوج سے بدر حمامی نے عبداللہ پر چڑھائی کی اور قبل حملہ کرنے کے یہ پیام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں مضر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ عبداللہ نے گردن اطاعت جھکا دی۔ خود کردہ پشیمان ہوا معذرت کی۔ بدر حمامی نے اس کو اپنے صوبہ پر مامور کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ صوبہ یمن پر مظفر بن حاج مامور تھا۔ اس نے ۲۹۵ھ میں ان بلاد کو جس پر حرفی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا۔ بزور تیغ فتح کیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

کردوں کی سرکوبی: موصل کا گورنر ابوالہیجاء بن حمدان تھا۔ اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں بادیہ نشینان عرب قبیلہ کلب اور طے پر فوج کشی کی اور ان کو راہ راست پر لا کر ان اکراد پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا جو اطراف موصل پر قابض و متصرف ہو رہے تھے۔ حسین نے کردوں کی خاطر خواہ گوشمالی کی اور اکراد بھاگ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔

بدوؤں کا حجاج پر حملہ: ۲۹۴ھ میں قافلہ حجاج کے ساتھ وصیف ابن سوار تکین مناسک حج ادا کرنے کو گیا۔ قبیلہ طے کے بادیہ نشینوں نے حملہ کیا۔ وصیف نے ان کو نیچا دکھا کر اپنا راستہ لیا۔ بعد ازاں تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا۔ اہل قافلہ کو اس معرکہ میں سخت تکلیفیں جھیلنی پڑیں۔ بہزار خرابی ذوقت باقی ماندہ مکہ معظمہ پہنچے۔

صوبہ فارس پر سبکری کا قبضہ: صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمرو بن لیث کا غلام) تھا۔ اس نے بلا اجازت خلافت مآب صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ ۲۹۷ھ میں ثغور شامیہ کی زمام حکومت احمد بن کیغلغ کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سنہ میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہوا۔ جیسا کہ اس کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ۲۹۶ھ میں فارس غلام موسیٰ بن سامان دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں حسین بن حمدان نے دارالخلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی اطاعت قبول کر لی۔ قم اور قاشان کی حکومت مرحمت ہوئی۔ رخصت ہو کر قم اور قاشان پہنچا عباس بن عمر غنوی اس کے پہنچتے ہی واپس ہوا۔ ۲۹۷ھ میں نوشری والی مصر نے وفات پائی۔ خلیفہ مقتدر نے بجائے اس کے تکین خادم کو مقرر فرمایا۔

۲۹۸ھ میں مفلح خادم افشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ مفلح فارس کا گورنر تھا۔ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو اس کی جگہ مامور فرمایا اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبے سے ملحق کر دیا۔ اسی سنہ میں نادر موسیٰ ہاشمیہ محل سرائے خلافت کی قہرمانہ مقرر ہوئی۔ وہ خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کا نامہ و پیام وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپورٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کی خدمت میں لے جایا کرتی۔ ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق بن کنداج بصرہ کا والی تھا۔ قرامطہ نے محمد پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی۔ ۳۰۰ھ میں عبداللہ بن ابراہیم مسمعی حکومت فارس و کرمان سے معزول کر دیا گیا۔ بدر حمامی والی اصفہان اصفہان سے حکومت فارس و کرمان پر

بھیجا گیا اور اصفہان میں بجائے بدر کے علی بن وہسوذان مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں بشر افشینی کو طرسوس کی ابو العباس بن مقتدر کو مصر و مغرب اور مفلح طولونی کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی چونکہ ابو العباس اس وقت چار برس کا تھا۔ اس وجہ سے اس کی طرف سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا۔ مفلح طولونی کو کچھ عرصہ بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے تحریر صغیر کو مقرر کیا گیا۔

ابو الہیجا کی سرکشی و اطاعت: اسی سنہ میں ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ ابو الہیجا نے یہ خبر پا کر امان کی درخواست کی۔ مونس نے امان دے دی۔ بعد ازاں ۳۰۲ھ میں ابو الہیجا کو موصل کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا۔ ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا۔ مونس مظفر اس بغاوت کو دور کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اور اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا۔ جیل میں ڈال دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ حسین بن محمد بن عیونہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سنہ میں محکمہ مال اور املاک سرکاری و دیار ربیعہ کا والی مقرر ہوا۔ ۳۰۰ھ میں علی بن وہسوذان اصفہان کا کا بخزانچیف (بوجہ منافرت جو مابین اس کے اور احمد بن شاہ افسر اعلیٰ محکمہ مال پیدا ہوگئی تھی) معزول اور بجائے اس کے احمد بن مسرور بلخی مقرر کیا گیا علی بن وہسوذان بعد معزولی اصفہان کے باہر جا کر مقیم ہوا بعد ازاں یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبا لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۳۰۷ھ میں مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔

ابن احمد والیٔ کرخ: اسی سنہ میں اصفہان قم قاشان اور سادہ پر احمد بن علی صعلوک مقرر کیا گیا۔ رے نہاوند قزوین ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن وہسوذان کو عنایت ہوئی۔ علی بن وہسوذان کو جیل سے طلب کر کے صوبجات مذکورہ کی سند حکومت دی گئی تھی اور اس کا چچا زاد بھائی احمد بن مسافر والیٔ کرخ ایک روز موقع پا کر علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ دربار خلافت نے بجائے اس کے محکمہ جنگ پر وصیف بکتمری اور محکمہ مال پر محمد بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ احمد بن صعلوک یہ خبر پا کے رے کی طرف بڑھا۔ محمد اور وصیف مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ محمد تو اثناء جنگ میں مارا گیا۔ وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک مقدار مقررہ خراج پر ان بلاد کی سند حکومت حاصل کر لی۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ صوبہ سجستان کو بلا حصول سند حکومت کثیر ابن احمد دبائے ہوئے تھا۔ بدر حمامی والیٔ فارس نے اس پر فوج کشی کی۔ کثیر نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ سجستان کی سند حکومت دربار خلافت سے دلوا دی۔ صوبہ کرمان پر ۳۰۴ھ میں ابو زید بن محمد مامور کیا تھا۔ مگر نہ معلوم کس وجہ سے باغی ہو کر شیراز چلا گیا۔ بدر حمامی مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی بالآخر ابو زید مارا گیا۔

اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت وہ لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا۔ موصل پہنچ کے سبک مفلحی کو باز بدی اور قردی پر اور عثمان عنزی کو شہر بلد بخارا اور باکری پر مامور کیا اور بجائے عثمان کے جو ملک مصر کے محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا۔ وصیف بکتمری کو متعین کیا مگر یہ اس عالی شان عہدے کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا۔ اس لئے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے حنا صفوانی کو یہ عہدہ عنایت ہوا۔ اسی سنہ میں بصرہ کی گورنری پر حسن بن خلیل تھا۔ وہ دو برس بیشتر اس عہدہ پر مامور

تھا۔ اتفاق سے مابین عوام الناس قبائل مضر وربیعہ فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ جو ایک مدت دراز تک قیام رہا۔ ایک گروہ کثیر اس کی نذر ہو گیا۔ حسن مجبور ہو کر بصرہ سے واسط چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو معزول کر کے ابو یوسف ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مامور کیا مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا اور بجائے اس کے سبک مفلحی کو شفیع مقتدری کی جانب سے بطور نائب کے مامور فرمایا۔

ابن قیس اور والی شہر زور: ۳۰۶ھ میں نزار افسری پولیس بغداد سے معزول اور بجائے اس کے نجیح طولونی مقرر کیا گیا۔ اس نے پولیس کی چوکیوں پر فقہاء کو مقرر کیا انہیں کے فتاویٰ سے اہلکاران پولیس اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے۔ اس سے پولیس کا رعب وداب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا۔ نظام حکومت میں فرق آ گیا۔ چوری اور دغابازی اور بدمعاشی کی کثرت ہوئی۔ بازاریوں اور اوباشوں نے دن دہاڑے سوداگروں کی دکانیں مسافروں کے کپڑے چھین لئے۔ ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس بلاد شہر زور پر مامور کیا گیا۔ والی شہر زور نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کیا۔ ابن قیس نے دربار خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی۔ امداد کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی مدد کو روانہ کیا۔ جو ایک مدت تک شہر زور کا محاصرہ کئے رہی۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا لیا گیا اور ابن قیس کو صوبہ موصل کے صیغہ جنگ کی افسری دی گئی۔

محمد بن اسحاق کی معزولی: اس سے پہلے اس عہدہ کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنداج تھا۔ یہ انتظام اور اصلاح بلاد کی غرض سے اطراف موصل میں دورہ کرنے کو گیا تھا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل موصل باہم لڑ پڑے۔ آتش فساد پھیل گئی۔ محمد یہ خبر پا کر موصل کی طرف لوٹا۔ اہل موصل نے داخل نہ ہونے دیا۔ محمد نے جھلا کر محاصرہ کر لیا۔ اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۰۳ھ میں معزول کر کے عبداللہ بن محمد غسانی کو مقرر فرمایا۔ ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو طریق خراسان اور دینور پر اور بدر شرابی کو دقوقا عکبرا اور طریق موصل پر مامور کیا۔ ۳۰۹ھ میں مہم موصل اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو مقرر کیا گیا۔ دربار خلافت سے رخصت ہو کر موصل پہنچا اور علم خلافت کے بداندیشوں ُ اکراد وزرانیہ سے جا بھڑا۔ اسی سنہ میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی سند حکومت مرحمت کی گئی۔ ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو رے' قزوین' ابہر' زنجان اور آذربائیجان کی گورنری عنایت ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

امام موسیٰ قہرمانہ کی گرفتاری: اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے امام موسیٰ قہرمانہ کو گرفتار کرا لیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے اپنی بہن کی لڑکی سے خلیفہ متوکل کے کسی لڑکے کا عقد کیا تھا۔ جہیز اور رخصتی میں بے حد اور بے شمار مال واسباب اور جواہرات دیئے۔ لوگوں نے خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ امام موسیٰ قہرمانہ نے اپنی بہن کے داماد کو اس قدر مال وزر دیا ہے کہ وہ خلافت و حکومت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ سپہ سالاران لشکر اور بعض اراکین سلطنت نے اس بیان کی تائید کی۔ اس بناء پر خلافت مآب نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا اور بعد گرفتاری بہت سا مال واسباب اور بے شمار جواہرات نفیسہ لے کے رہا فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے مار ڈالا۔ محمد بن نصر یہ خبر پا کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے رے کو احمد بن علی صعلوک کے قبضہ سے نکال لیا۔

اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے۔

اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو جنگ اصفہان پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر جب کہ اس کا باپ بدر انتقال کر چکا تھا مامور فرمایا۔ ۳۱۲ھ میں صوبہ اصفہان کی گورنری پر یحییٰ طولانی اور معاون و جنگ و نہاوند پر سعید بن حمدان مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن نصر والی موصل اور شفیع لولوی افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک نے وفات پائی۔ بجائے اس کے شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا۔ ۳۱۲ھ میں ابراہیم مسمعی والی فارس نے اطراف قفص (حدود کرمان) کو مفتوح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر لایا۔ اسی سنہ میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی طرف سے موصل میں کام کر رہا تھا۔ کردوں اور عربوں نے سرزمین موصل اور راہ خراسان میں بغاوت کی۔ ناصر الدولہ نے اپنے باپ ابوالہیجا عبداللہ کو اس سے مطلع کیا۔ ابوالہیجا عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۳ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے تکریت کی طرف آیا۔ کردوں اور عرب سے مڈبھیڑ ہوئی متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ فساد فرو ہو گیا اور باغیان اکراد و عرب کی خاطر خواہ سرکوبی کی گئی۔ اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو گورنری آذربائیجان سے صوبجات مشرق پر تبدیل فرمایا اور بغداد میں طلب فرما کر واسط کی جانب بغرض جنگ ابو طاہر قرمطی روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہمدان' سادہ' قم' قاشان' بصرہ کوفہ اور ماسبذان کے خراج کو اس مہم میں صرف کرنے کی اجازت دی۔ صوبہ رے پر جو یوسف بن ابی الساج کی گورنری میں تھا۔ نصر بن سامان کو مامور کیا گیا۔ جس نے کچھ عرصہ بعد نصر نے اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی سنہ میں جزیرہ اور موصل کے املاک سرکاری کا والی ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا۔ بازبدی اور قردی مع اپنے مضافات کے صوبہ جزیرے سے ملحق کر دیے گئے۔ اسی سنہ میں ابن ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موصل کے واقعات: ۳۱۸ھ میں ابراہیم مسمعی نے مقام نوبندجان میں وفات پائی اور بجائے اس کے خلیفہ مقتدر نے نوبندجان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابو طاہر محمد بن عبدالصمد کو مقرر فرمایا۔ ۳۱۶ھ میں احمد بن نصر قسوری عہدہ حجابت سے معزول اور یاقوت مامور کیا۔ چونکہ یہ جنگ فارس میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے بجائے اس کے عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا ابوالفتح مظفر بطور اس کے نائب کے مامور ہوا۔ اسی سنہ میں موصل اور مضافات موصل پر یونس مونسی کو متعین کیا گیا۔ ان دنوں مہم موصل پر ابن عبداللہ بن حمدان جو ناصر الدولہ کے لقب سے مشہور ہے مامور تھا۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر موصل سے بغداد چلا آیا۔ اسی سنہ میں نازوک نزاعات باہمی کی نذر ہو گیا۔ صوبہ جات قردی اور بازبدی جس پر ابوالہیجاء مامور تھا اُس کا بیٹا ناصر الدولہ حسن اور صوبہ موصل پر نحریر صغیر متعین کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر پسران حمدان (یہ دونوں ابوالہیجاء کے بھائی تھے) مقرر کیے گئے اور ناصر الدولہ حسن موصل سے دیار ربیعہ' نصیبین' سنجار' خابور' راس عین' میافارقین' مضافات دیار بکر اور اُردن کی گورنری پر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا۔

فارس کے واقعات: ۳۱۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے صوبہ فارس و کرمان کی زمام یاقوت کو سپرد کی اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کی گورنری دی اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو سجستان کی اور بجائے یاقوت اور اس کے بیٹوں کے عہدہ حجابت اور کوتوالی پر ابراہیم و محمد پسران رائق کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ایک مدت دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا۔ اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیان شیراز میں محکمہ مال اور املاک سرکاری کا متولی تھا۔ یاقوت اور علی نے باہم سازش کر کے دارالخلافت میں خراج کا بھیجنا

بند کر دیا۔ تا آنکہ علی بن بویہ نے بلاد فارس پر ۳۲۳ھ میں قبضہ کیا۔ اسی سنہ میں مرداویج نے اصفہان ہمدان رے اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا اور بشرط ادائے خراج مقررہ ان بلاد کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی۔ یہ اسی زمانے سے ان صوبجات پر قابض و متصرف ہوا۔

حسین بن قاسم اور مونس میں کشیدگی حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب خلیفہ مقتدر کا وزیر تھا اور مونس اس سے وزارت سے قبل کشیدہ خاطر تھا۔ مگر بلیق نے حسین کو مونس کے پاس لے جا کر صفائی کرا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حسین کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔ اس نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابن فرات کو اسٹاف میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مل کر اس کے خلاف سازش کر لی ہے۔ اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مونس کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اسی اثناء میں کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچا دی کہ مونس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ وزیر السلطنت جان کے خوف سے ایوانِ وزارت چھوڑ کے محل سرائے خلافت میں چلا آیا۔ ایک خط طلبی کا ہارون بن غریب الخال کو لکھ بھیجا۔ وہ اس وقت مرداویج سے شکست کھا کر دیر عاقول میں مقیم تھا۔ دوسرا خط مشعر طلبی محمد بن یاقوت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے مونس کی سوء ظنی کو ترقی ہوئی بعد ازاں وزیر السلطنت حسین نے فوج پیادہ اور محافظین محل سرائے خلافت کو مجتمع کر کے انعام دیئے۔ مونس کو اس کی خبر لگی تو سخت نفرت پیدا ہوئی۔ اس عرصہ میں ہارون بھی بغداد پہنچ گیا۔

خلیفہ مقتدر اور مونس کے مابین مخاصمت مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہوا وزیر السلطنت نے ان سپہ سالاروں کو جو مونس کے ہمراہ تھے۔ واپس آنے کو لکھا۔ چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آ گئے۔ باقی ماندہ مانوس کے ہمراہ مع پیادوں موصل چلے گئے۔ وزیر السلطنت حسین نے روانگی موصل کے بعد اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی۔ جس سے کافی مقدار میں مال مجتمع ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر عمید الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کا نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ عمال کی تقرری اور بحالی کے کامل اختیارات دیئے۔ چنانچہ وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ میں ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو بشرط ادائے خراج مامور کیا اور سعید و داؤد پسران حمدان اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبداللہ بن حمدان کو مونس سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ سعید و ناصر الدولہ مجتمع ہو کر مونس سے جنگ کرنے کو نکلے اور داؤد نے اس مہم میں شرکت نہ کی اس وجہ سے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کیے تھے اس کے باپ کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے آمادہ ہو گیا۔

مونس کا موصل پر قبضہ مونس نے اس سے مطلع ہو کر یہ چالاکی کی کہ اثناء راہ میں جس قدر رؤساء عرب تھے ان کو جھانسہ دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی ہے تم لوگ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کی جمعیت کے ساتھ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ قریب موصل بنو حمدان نے تیس ہزار فوج کے مونس پر حملہ کیا۔ مونس نے پہلے ہی حملہ ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے اس کے بعد بغداد شام اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں۔ کیونکہ اس کے داد و دہش اور احسانات نے ان کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے آ ملا اور

اس کے پاس موصل میں مقیم ہوگیا۔ باقی رہ گیا سعید وہ بغداد چلا گیا۔

خلیفہ مقتدر کا قتل: مونس موصل پر قبضہ حاصل کرنے بعد نو روز تک مقیم رہا۔ اس اثناء میں بہت سی فوجیں اس کے پاس آ کے مجتمع ہو گئیں اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی جانب خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کو کوچ کیا۔ خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر لگی تو چند فوجیں بسر افسری ابوبکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کیں۔ ابھی مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر پا کر کہ مونس کا لشکر قریب آ پہنچا ہے۔ بغداد کی جانب مراجعت کر دی مجبور ہو کر سپہ سالاران لشکر بھی بغداد لوٹ آئے۔ اور مونس کوچ و قیام کرتا ہوا باب شماسیہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاران لشکر اس کے مقابلہ پر مورچے قائم کیے ہوئے تھے۔ خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا۔ ہارون نے پہلے تو معذرت کی مگر پھر خلافت مآب کے اصرار سے تیار ہو گیا۔ خرچہ جنگ طلب کیا۔ خلیفہ مقتدر نے ناداری کا عذر کر کے بصرہ، اہواز، فارس اور کرمان سے لشکر فراہم کرنے کی غرض سے واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے سے روک دیا اور سمجھا بجھا کر میدان جنگ کی طرف لایا۔ آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے ساتھ قرآن مجید تھا اور چادر تھی۔ خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالاروں نے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگے۔ خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (یہ مونس کا مصاحب تھا) سے ملاقات ہوگئی۔ علی بن بلیق نے دست بوسی کی اور میدان جنگ سے واپس جانے کی رائے دی۔ خلیفہ مقتدر لوٹ پڑا۔ اس عرصہ میں مغاربہ اور بربر کا ایک گروہ مل گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے سر اُتار لیا اور نعش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا جو اسی مقام پر دفن کر دی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا مونس اس واقعہ کو دیکھ کر نادم ہو گیا۔ اس پر حیرت سی چھا گئی۔ جوش میں آ کے بول اٹھا ''واللہ میں خلیفہ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالوں گا''۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شماسیہ کی طرف بڑھا اور چند دستہ فوج محل سرائے خلافت کی محافظت کو روانہ کئے یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں برس وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ سے اراکین دولت کی جرأت بڑھ گئی۔ نزدیک و دور کے امراء ملک کو طمع دامن گیر ہوئی۔ خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں عورتوں اور خادمان محل سرائے کے مشورہ اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بے حد عادی تھا۔

باب: ۲۳

ابو منصور محمد القاہر باللہ

۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مع ہارون محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے مدائن چلا گیا۔ مونس نے ان کے بیٹے ابوالعباس کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ یہ اس وقت نہایت کم سن تھا۔ اس کے وزیر ابو یعقوب اسماعیل نوبختی نے ملامت کی کہ ایسے کم سن کو مسند خلافت پر متمکن کرنا خلاف مصالحت ہے جو ہنوز آغوش مادر میں پرورش پا رہا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کا بھائی ابو منصور محمد بن معتضد مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا جائے۔ مونس نے مجبوراً منظور کیا اور دارالخلافت میں اس کو طلب کر کے آخری شوال ۳۲۰ھ میں ان کی خلافت کی بیعت کی اور القاہر باللہ کے لقب سے ملقب کیا۔ بعدازاں مونس نے اپنی ذاتی اور اس کے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کی امان کے لئے خلیفہ قاہر سے حلف لیا۔ علی بن مقلہ کو فارس سے طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور عہدہ حجابت پر علی بن بلیق کو مامور کیا۔

مقتدر کے خاندان کی گرفتاری: تکمیل بیعت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں گرفتار کی گئی۔ استحصال مال کے لئے اسے مارا گیا۔ جب اس نے بھی کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس امر پر مجبور کی گئی کہ فقہاء اور قضاۃ کے سامنے اپنے اوقاف کی منسوخی کا اظہار کرے۔ مادر مقتدر نے انکار کیا مگر پھر بہ مجبوری فقہاء وقضاۃ کے روبرو اپنے اوقاف کی منسوخی کی شہادت دی۔ چنانچہ اسی وقت اس کی بیع پر ایک شخص متعین کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روزینے اور تنخواہوں کے معاوضہ میں خرید کر لیا۔ اس کے بعد حاشیہ نشینان خلیفہ مقتدر سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور پسران مقتدر کی جستجو میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا۔ چند دنوں کے بعد ابوالعباس اراضی مع اپنے بھائیوں کے گرفتار ہو کر آیا۔ اس سے روپوں کا مطالبہ کیا گیا۔ وصول نہ ہوا تو علی بن بلیق نے اپنے کاتب (سیکرٹری) حسین بن ہارون کے سپرد کر دیا۔ اس نے ان کو نہایت عزت واحترام اور آرام سے رکھا۔ ان لوگوں کے گرفتار ہو آنے پر وزیر السلطنت ابن مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کرا کے کثیر المقدار روپے وصول کئے۔

ہارون بن غریب کی تقرری: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا۔ اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الخال' مفلح محمد بن یاقوت اور پسران رائق تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد مدائن سے واسط چلے

آئے۔ تھوڑے دنوں وہاں قیام پذیر رہے۔ اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ زرد پوشی کب تم لوگوں کی جان بچائے گی۔ آخر ایک نہ ایک روز راز فاش ہو جائے گا۔ اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امان حاصل کر کے اس روپوشی کے پردے کو ہٹا دو۔ ان میں سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی اور ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دارالخلافت بغداد بھیجی کہ مجھے امان دی جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے مجھے دے دیا جائے۔ میں تین لاکھ دینار زرمبادلہ ادا کرنے کو تیار ہوں۔ خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کر لی۔ امان نامہ لکھ بھیجا اور ساتھ ہی اس کے صوبجات کوفہ ماسبدان اور مہر جانقذق کی سند حکومت بھی مرحمت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد کا راستہ لیا اور عبدالواحد بن مقتدر مع بقیہ ہمراہیوں کے واسط سے سوس اور بازار اہواز کی طرف آیا۔ شاہی عمال کو نکال باہر کر کے خراج وصول کر لیا اور اہواز میں قیام کر دیا۔

عبدالواحد بن مقتدر سے حسن سلوک: دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مونس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا۔ اس لشکر کی روانگی کی تحریک ابو عبداللہ بریدی نے کی تھی اور جو اس نے پچاس ہزار دینار سند گورنری اہواز کے حاصل کرنے میں پیش کش کئے تھے۔ وہی اس لشکر کے مصارف میں کام آئے۔ وہ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمرکاب تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا یہ لشکر واسط پہنچا اور پھر واسط سے سوس کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالواحد اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر مع اپنے ہمراہیوں کے اہواز سے تستر چلا آیا۔ تستر پہنچنے پر اس کے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بلیق سے امان کی درخواست کی مگر ابن یاقوت مفلح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا۔ اس نے تن تنہا تمام مال پر قبضہ کر رکھا تھا۔ کوئی شخص بلا اجازت اس کے ایک حبہ لینے کا مختار نہ تھا اس وجہ سے اور سپہ سالاروں کو حسد پیدا ہوا اور انہوں نے علیحدہ ہو کر اپنے لئے اور نیز ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلیق کے پاس چلے آئے۔ اس کے بعد محمد بن یاقوت نے بھی امان کی درخواست کی۔ خلیفہ قاہر اور مونس کی ذمہ داری پر امان دی گئی۔ سب کے سب بغداد چلے آئے۔ خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا واپس کر دیا اور جو اس کی ماں سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا۔ وہ بھی واپس کر دیا۔ ان واقعات کے بعد ابو عبداللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے اعزہ و اقارب پھر اسی صوبہ کی حکومت کرنے لگے۔

عیسیٰ بن طبیب کی گرفتاری: جس وقت محمد بن یاقوت اہواز سے واپس آیا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت فرمایا۔ چونکہ مابین محمد اور وزیر السلطنت علی بن مقلہ نا چاقی تھی۔ یہ امر اس کو ناگوار گزرا۔ مونس کو یہ چٹی دی کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہر تمہاری مخالفت پر متفق ہو رہے ہیں اور عیسیٰ طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے۔ مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مونس کے روبرو لا کر پیش کر دیا۔

خلیفہ قاہر کی نگرانی: مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔ بعد ازاں علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر احمد بن زیرک کو مقرر کیا۔ محلسرائے خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی۔ یہاں تک کہ عورتیں برقعہ پوش جو قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں۔ اس خیال سے کہ کوئی خط در قعہ خلیفہ قاہر تک نہ پہنچا دیں ان کے چہروں اور سروں سے بھی چادریں اتار لی

جاتی تھیں۔ برتن بھی کھول کر دیکھ لیے جاتے تھے۔ قیدیوں کو دار الخلافت سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا۔ جن میں مقتدر کی ماں بھی تھی۔ علی نے اس کی بڑی عزت کی اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا تا آنکہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس نے وفات پائی۔

خلیفہ قاہر کی حکمت عملی: تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس امر کا احساس ہوا کہ یہ ساری کارروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں۔ خشونت اور تند مزاجی سے کچھ کام نہ چلے گا۔ تدبیر اور حکمت عملیوں سے کام لینا چاہئے۔ طریف سبکری اور بشری' مونس کے خادم تھے مگر اس وجہ سے کہ ان نے بلیق اور اس کے بیٹے کو عہدہ ہائے جلیلہ دے رکھے تھے۔ اس سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ موصل سے آیا ہوا تھا۔ مونس نے حسب اقرار ان کو انعامات مرحمت کیے۔ جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو بلایا۔ مونس اور بلیق کی طرف سے دم پٹی دے کر خوب برانگیختہ کر دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا خاص مشیر اور معتمد علیہ تھا۔ یہ فقرہ دیا کہ میں تم کو عہدہ وزارت سے سرفراز کروں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔

خلیفہ قاہر کے خلاف سازش: اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان امور کا احساس ہو گیا۔ اس نے مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سب نے مجتمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہر کو مسند خلافت سے اتار دینا چاہئے۔ بعد ازاں بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابو احمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس جلسہ سے اٹھ کر مونس کے پاس گئے اور اس کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ مونس نے کہا ذرا صبر کرو۔ خلیفہ قاہر سے بظاہر مخالفت نہ کرو۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لو کہ یہ سالاران لشکر اور فوج ساجیہ[1] و حجریہ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہر سے سازش کر لی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہر کی معزولی میں عجلت کی' مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابو طاہر قرمطی کوفہ میں آ گیا ہے۔ علی بن بلیق اس کی روک تھام کو کہ وہ بغداد نہ آ جائے۔ کوفہ جانے والا ہے۔ اسی حیلہ سے بغرض حصول اجازت اور رخصت ہونے کو علی بن بلیق قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہر کو گرفتار کر لے۔

سازش کا انکشاف: ابن مقلہ نے حالات متذکرہ بالا پر مبنی ایک عرضداشت خلیفہ قاہر کی خدمت میں بھیجی۔ اتفاق سے جب اس عرضداشت کا جواب دربار خلافت سے آیا۔ اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا۔ بیدار ہو کر دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی۔ خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اس اثناء میں طریف سبکری (مونس کا غلام عورتوں کے لباس میں حاضر ہوئے دستے ہوئی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش احمد بن مکتفی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے بہانے سے حاضر ہو کر خلافت مآب کو گرفتار کر لینے کے حالات گوش گزار کئے۔ خلیفہ قاہر ان واقعات کو سن کے متنبہ اور ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت فوج ساجیہ کو طلب کر کے قصر خلافت کی دہلیز' کچھوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار اور گرفتاری: بعد عصر علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لیے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر

[1] ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا۔ جیسا کہ امتیاز کی غرض سے ہر فوج کا نام رکھ لیا جاتا ہے۔ از خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۳۹۳۔

ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پئے ہوئے تھے۔ بگڑ گیا۔ طیش میں آ کر سخت دست کہنے لگا۔ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا۔ جو شمشیر بکف نکل پڑی۔ گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحبین یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی سی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو ساحل غربی کی جانب عبور کر گیا۔ وزیر ابن مقلہ اور حسین بن ہارون یہ خبر پا کر روپوش ہو گئے۔ طریف سبکری سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔ بلیق کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ اپنے بیٹے کے قصر خلافت جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا۔ اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔ قصر خلافت کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی۔ بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ احمد بن زیرک افسر پولیس کو بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لشکریوں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ نہ شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ قاہر نے ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کو چشم نمائی کے بعد میں انہیں رہا کر دوں گا راضی کر دیا۔ لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔

مونس کی معزولی و گرفتاری: بعد ازاں خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا مونس نے حاضری سے انکار کر دیا۔ تب اس کو معزول کر کے بجائے اس کے طریف سبکری کو نامور فرمایا اور خاتم خلافت عنایت کر کے ارشاد کیا ''میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیار مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کی نیابت' عساکر شاہی کی افسری' امراء و ارکین دولت کی سرداری دی اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی۔ جو اختیارات مونس کو حاصل تھے وہ سب میں نے تم کو مرحمت فرمائے' تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلا لاؤ۔ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا۔ اس وقت تک مفسدہ پردازوں اور بداطواروں کا وہاں جمگھٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے''۔ طریف قصر خلافت سے نکل کر مونس کے مکان پر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو امان دی ہے تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کر و۔ ورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال پیدا ہو جائے اور بالفعل وہ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ مونس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہوا۔ خلیفہ قاہر نے قبل اس کے وہ روبرو آئے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا۔ طریف کو اس سے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

ابوجعفر محمد کا وزارت پر تقرر: مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے قلمدان وزارت ابوجعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ کے سپرد کیا اور مونس' بلیق' علی بن بلیق' ابن مقلہ وزیر السلطنت ابن زیرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا۔ جس قدر مال و اسباب اور سامان ان کے مکانات میں تھا۔ ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدۂ حجابت انجام دینے لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ محمد بن یاقوت اس امر کا احساس کر کے روپوش ہو گیا۔ اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا۔ خلیفہ قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمیز خط تحریر فرمایا اور صوبہ اہواز کی گورنری عنایت کی۔

سبکری اور مونس کی رنجش کا سبب: طریف سبکری کے مونس اور بلیق سے منحرف اور کشیدہ ہو جانے کا یہ سبب ہوا کہ مونس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکری سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں مونس کی قدر افزائی سے ایسے اترائے کہ طریف کا پاس ادب تک چھوڑ دیا تھا اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا تھا۔ بالآخر رفع ندامت کے خیال سے بلیق نے طریف کو مصر کی گورنری پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی بھی سفارش کی۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے منظور فرمائی علی بن بلیق کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب کو وہاں بھیج دیا۔ طریف کو اس سے سخت رنجیدگی پیدا ہوئی اور وہ اسی روز سے موقع و محل کا انتظار شدت کے ساتھ کرنے لگا۔

مونس اور فوج ساجیہ کی کشیدگی کی وجہ: فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ مقتدر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی۔ خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین و مددگار تھی۔ مونس ان سے ہمیشہ ترقی اور انعام کے وعدے کرتا آیا تھا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا اور مونس کو امور سلطنت کے سفید و سیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہو گئے مگر اس کی فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

ساجیہ فوج کا سردار صندل: فوج ساجیہ کے سرداروں میں ایک شخص صندل نامی تھا۔ اس کا ایک خادم موتمن تھا۔ صندل نے اس کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک قبل خلافت پہنچ گیا۔ چنانچہ جس وقت خلیفہ قاہر مسند خلافت پر متمکن ہوا موتمن کو کل خادمان قصر خلافت کی سرداری عنایت کی۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ قاہر نمک حرام اراکین دولت مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوا۔ وہ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے۔ مگر کچھ بن نہ پڑتی تھی ایک روز موتمن کو طلب کر کے کہا تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تم کو فروخت کیا تھا۔ وہ فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے۔ اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا۔ موتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہر نے تلقین کی تھی لفظ بلفظ ادا کیا۔ صندل نے جواب دیا کہ "امیر المومنین نام کے خلیفہ ہیں وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان ہی سازشوں سے جو ان دونوں اراکین دولت کے بدولت ہو رہی ہیں۔ نجات دے دے تو ہم تم کو اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے۔ موتمن یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ لوٹ کر خلیفہ قاہر کی خدمت میں آیا خلیفہ قاہر نے کل حالات سن کر تھوڑے سے تحائف موتمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا کہ آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کیں۔ ان میں سے یہ بھی ہیں۔ یہ میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں۔ اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرو تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مونس کی ترغیب سے قصر خلافت میں حاضر ہوئی۔ خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا اور اس کے ذریعہ سے صندل کے پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ہمراہیوں کو جاگیرات انعامات اور صلے دینے کا وعدہ تھا۔ صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر سپہ سالاران فوج ساجیہ سے سیما کو اپنا ہمر

راز بنایا۔ پھر دونوں نے باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ مونس سے کشیدگی ہے اور یہ موقع ومحل کا منتظر ہے۔

خلیفہ قاہر اور طریف کے مابین معاہدہ: طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کی ہم آہنگی منظور کی کہ مونس بلیق اور ابن بلیق کو کوئی صدمہ جانی نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سب نے قسمیں کھائیں بعد ازاں طریف نے یہ استدعا کی کہ خلیفہ قاہر کا خط بقلم خاص اس مضمون کا آئے تو میں بسر وچشم اس مصیبت وبلا کے ٹالنے کو موجود ہوں۔ ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیج دیا۔ خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے ان شرائط کو تحریر کیا جس کا وہ خواہاں تھا۔ اس کے بعد اپنی طرف سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ ہمیں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا۔ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا۔ حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ داد خواہی کے لئے میں خود مجلس عدل میں جا کر بیٹھوں گا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری کا منصوبہ: فوج ساجیہ کے ملا لینے کے بعد طریف نے محافظین محلسرائے خلافت کو بھی اپنا ہم صفیر بنا لیا۔ ابن بلیق نے ان لوگوں کو محل سرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ان میں ٹھہرا دیا۔ اس وجہ سے محافظین محل سرائے خلافت کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہوگئی طریف نے دم پٹی دے کر ان لوگوں کو بھی خلیفہ قاہر کا ہوا خواہ بنا دیا۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سرداران فوج ساجیہ اور محافظین محل سرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ مگر بخوف فتنہ وفساد اس فعل سے باز رہے پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی حیلہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر گرفتار کر لینا چاہئے اور چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی سے پیش نظر کر رکھا تھا۔ بیماری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اس کی خدمت میں جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادے میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح ومشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑا دی جیسا کہ ابھی ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

عام معافی کا اعلان: الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدۂ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا۔ کوتوالی پر احمد بن خاقان عہدۂ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابوجعفر بن محمد قاسم بن عبید اللہ۔ نظم ونسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں یہ منادی کرا دی کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں۔ ان کو امان دی جاتی ہے۔ ان کا مال واسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ واپس کر دیا جائے گا۔ اور جو شخص حاضر نہ ہوگا ان کا مکان منہدم کرا دیا جائے گا۔ اور مال واسباب ضبط کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد ابواحمد بن مکتفی کی جستجو شروع ہوئی۔ بڑی کوشش اور تلاش سے وہ ہاتھ آیا۔ خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا۔ اسے دیوار میں چن دیا گیا اور وہ مر گیا۔ پھر علی بن بلیق کو گرفتار کر کے پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دی گئی۔

بلیق ومونس کا قتل: شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہوئی۔ مونس کے ہمراہی بھی اس فتنہ وفساد میں شریک تھے۔ شور وغوغا مچاتے ہوئے محلسرائے خلافت کے قریب پہنچے۔ وزیر السلطنت ابوجعفر کے ''روشن محل'' کو آگ لگا دی۔ مونس کو رہا کر دو چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے۔ خلیفہ قاہر لشکریوں کے شور وغل کو سن کر اس مکان کی جانب گیا جہاں پر کہ بلیق قید تھا۔ خادموں کو اشارہ کر دیا۔ بلیق کی گردن اتار لی گئی اور اس کا سر لئے ہوئے مونس کے پاس آیا۔ مونس دیکھ کر گھبرا گیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بلیق کے قاتل پر لعن طعن کرنے لگا۔ خلیفہ قاہر کے حکم پر اس کا بھی سر اتار لیا

گیا۔ بعد ازاں دونوں سروں کو نیزے پر رکھ کر تشہیر کرا کر خزانہ میں رکھ دیا۔ لشکری اور ہمراہیان مونس اس خوفناک منظر کو دیکھ کر تھرا گئے۔ کسی تحریک کے بغیر سب کے سب منتشر ہو گئے۔

ابو جعفر کی معزولی: بعض لوگوں کا بیان ہے کہ علی بن بلیق اپنے باپ بلیق اور مونس کے بعد مارا گیا۔ کیونکہ یہ روپوش تھا۔ بلیق اور مونس کے قتل کے بعد اس کی بھی بہ حکم خلیفہ گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نوبختی بھی اس فتنہ وفساد میں مشتبہ ہو گیا تھا۔ خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابو جعفر کے پاس سے گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا۔ اراکین سلطنت اور سرداران لشکر کو خلیفہ قاہر کی اس تند مزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا۔ ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت بھی اس معاملہ میں اپنے دخل درمعقولات کرنے سے خائف اور نادم ہوئے۔ ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی۔ تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اس کی اولاد اس کا بھائی اور عبید اللہ اور اس کے خدام بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیئے گئے۔ ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں روز بعد مر گیا۔

ابو العباس احمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر: بجائے اس کے ابو العباس احمد بن سلیمان خصیبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک باا ثر شخص باقی رہ گیا تھا۔ جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح سے کھٹکتا تھا۔ فوج اور ملک کو اس کا پاس ولحاظ تھا۔ ایک روز خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلا بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ تا آنکہ خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا۔

آل بویہ کی حکومت کا آغاز: بنی بویہ کا مورث اعلیٰ ابو شجاع ابو بیہ نامی ایک شخص سرداران دیلم میں سے تھا۔ اس کے تین لڑکے تھے۔ عماد الدولہ ابو الحسن علی' رکن الدولہ ابو علی حسن' معز الدولہ ابو الحسن احمد' ابن ماکولا نے اس کو ساسانیہ میں بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نسباً منسوب کیا گیا ہے اور ابن مسکویہ نے یزدجرد شہریار کی جانب مگر یہ نسب بے بنیاد ہے۔ کیونکہ ریاست وسرداری کسی قوم پر سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی۔ جیسا کہ ہم مقدمۃ الکتاب میں بیان کر آئے ہیں۔

بنی بویہ کا خروج: بہرکیف جس وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان پر قابض ومتصرف ہوا ان کے نامور سپہ سالاروں میں سے ماکان بن کالی' لیلی بن نعمان' اسفار بن شیرویہ اور مرداویج بن زیاد تھا۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والی ملک تھے۔ ان لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا بعد ازاں زمانہ تنزلی دولت عباسیہ میں ملک گیری کے خیال سے بلاد اسلامیہ کے اطراف وجوانب کی جانب نکل پڑے۔ انہیں خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ نے بھی خروج کر دیا۔ جو ماکان بن کالی کے فوج کے سرداروں میں سے تھا۔ پھر جب بعد قتل اسفار بن شیرویہ مابین مرداویج اور ماکان بن کالی اختلاف وفتنہ شروع ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بنی بویہ اور مرداویج: اور مرداویج نے طبرستان وجرجان کو ماکان کے قبضہ سے نکال لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر کہ مرداویج کے پاس چلے آئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہے اہل وعیال ہمارے کثرت سے ہیں اور آپ اس بار گراں کے

متحمل نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے بہ نظر تخفیف تصدیع ہم لوگ مرادادیج کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار سلطنت چست ہو جائے گا۔ آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ مرادادیج نے بنی بویہ کو اعزاز و احترام سے ٹھہرایا۔ خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مرادادیج سے امان کی درخواست کی۔ مرادادیج نے قبول کر لی اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک سمت کی حکومت عنایت کی۔ چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت سپرد کی گئی۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

آل بویہ کی رے کو روانگی: غرض تمام بنی بویہ مرادادیج سے رخصت ہو کر رے کی جانب روانہ ہوئے۔ ان دنوں رے کی حکومت پر وشمگیر بن زیاد برادر مرادادیج تھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عمید الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی۔ کچھ اسباب اور خچر بطور تحفہ پیش کیا۔ مرادادیج کو اس کی خبر لگ گئی فوراً سمجھ گیا کہ ماکان کے ان پناہ گزین سرداروں کو سرداری و حکومت دینے میں میں نے غلطی کی یہ لوگ چلتے پرزے ہیں جو کچھ نہ کر گزریں تو کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی وشمگیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ اس خط کے پہنچنے سے پیشتر عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا۔ وشمگیر نے اس کے واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر پھر بخوف فتنہ و فساد خاموش ہو رہا۔

عماد الدولہ کا کرخ پر قبضہ: عماد الدولہ نے کرخ میں پہنچ کر زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو چار قلعجات بھی فتح کئے مال کثیر ہاتھ آیا۔ سب کا سب لشکریوں کو دے دیا۔ جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی۔ عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش سے اس کی جانب مائل ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب داب بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں مرادادیج طبرستان میں مقیم تھا۔ طبرستان سے رے واپس آیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جو رے میں نظر بند تھے رہا کر کے کرخ بھیج دیا عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کو بہت بڑی عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا۔ انہیں مال و اسباب سے مالا مال کیا گیا۔ ان سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہو گیا۔ مرادادیج نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مرادادیج کو اس خود کردہ فعل پر سخت ندامت ہوئی اس اثناء میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔

اصفہان پر قبضہ: عماد الدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی اور اس نے سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابو علی بن رستم تھا۔ عماد الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ دار الخلافت بغداد میں جا کر معذرت کر لو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں۔ مظفر اور ابو علی نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں ایام میں ابو علی مر گیا۔ جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت مکروہ سمجھتا تھا۔ مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آ کر مورچہ قائم کیا۔ اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات سن کر عماد الدولہ سے امان حاصل کر لی۔ بعد از ان لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نو سو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں وہ شکست کھا کر بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی

کا جھنڈا زیر کر دیا۔

جرجان پر قبضہ: اس واقعہ سے جس قدر خلیفہ قاہر کو مسرت ہوئی اور اس سے بدرجہا زیادہ مرداویج کو صدمہ پہنچا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہیں۔ براہ تملق و چاپلوسی عماد الدولہ کو لکھ بھیجا ''تم میرے ہی ساختہ پرداختہ ہو میری اطاعت قبول کرو۔ میں تمہاری فوج و لشکر سے مدد کروں گا''۔ اور قبل قاصد روانہ کرکے اپنے بھائی وشمگیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر بحالت غفلت شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی خبر کر دی۔ اصفہان چھوڑ کر جرجان کا رخ کیا۔ ابوبکر بن یاقوت والی جرجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کر بلا جدال و قتال جرجان چھوڑ کر رامہرمز بھاگ گیا۔ عماد الدولہ نے جرجان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے۔

عماد الدولہ اور ابن یاقوت کی جنگ: اس کے بعد ہی وشمگیر برادر مرداویج وارد اصفہان ہوا۔ اور بلا مزاحمت و مخاصمت قابض و متصرف ہو گیا۔ مگر خلیفہ قاہر کی تحریک پر مرداویج نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔ بعد قبضہ جرجان عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی نوبندجان کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے۔ وہ تمہاری فکر میں ہے عماد الدولہ یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن یاقوت اور اس کے بیٹے کے محاصرہ میں آ جائے۔ ابوطالب کے مشورہ پر کاربند نہ ہوا۔ تب ابوطالب نے یہ سمجھانا شروع کیا کہ مرداویج اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ بار بار اس مضمون کے لکھنے سے متاثر ہو گیا۔ ماہ ربیع الثانی ۳۲۱ھ میں جرجان چھوڑ کر نوبندجان کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ابن یاقوت کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی۔ ابن یاقوت نے بقیہ لشکر کو فراہم اور مرتب کر کے چڑھائی کر دی عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کازرون وغیرہ مضافات فارس کی طرف خراج وصول کرنے کو روانہ کیا۔ ابن یاقوت نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لشکر کازرون کی طرف بھیج دیا۔ رکن الدولہ نے اس کو شکست دے دی اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے پاس واپس چلا آیا۔

ابن یاقوت کی شکست: اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مبادا مرداویج اور ابن یاقوت کے مابین موافقت نہ ہو جائے۔ نوبندجان سے اصطخر کی جانب روانہ ہوا۔ ابن یاقوت نے تعاقب کیا۔ کرمان کے رستہ میں ایک پل پر مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی۔ عماد الدولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امان حاصل کر لی اور اس کے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوئے سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے۔ اس معرکہ میں معز الدولہ نے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مردانگی اور جنگ آزمائی میں بہت بڑا حصہ لیا۔

عماد الدولہ کا بلاد فارس پر قبضہ: شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جا کر دم لیا اور عماد الدولہ شیراز چلا گیا۔ اس پر اور کل بلاد فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ امان کی منادی کرا دی۔ چاروں طرف سے امن و امان کا ڈنکا بج گیا۔

لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں۔ ادائیگی سے مجبور ہوا۔ اتفاق سے چند صندوق ہاتھ آئے جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے۔ جن میں پانچ لاکھ دینار سرخ تھے پھر کیا تھا کل خزانہ معمور ہو گیا۔ استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت کی اطاعت: ابن یاقوت تا زمانہ قتل مرداویج اہواز میں مقیم رہا۔ اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبداللہ بریدی بھی تھا مرداویج کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔ عماد الدولہ یہ خبر پاکر چڑھ دوڑا۔ رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرم میں پہنچا اطراف جرجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو قسمت سے شکست نصیب ہوئی۔ ابو عبداللہ بریدی کو پیام صلح دے کر عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا۔ عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مامور کر کے واپس آیا۔ ابن بریدی بھی اس کے ساتھ تھا اس کے بعد اہواز میں ابن یاقوت اور بلاد فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگے۔

عماد الدولہ کو سند حکومت کی منظوری: ان واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصول سند حکومت ایک درخواست روانہ کی۔ خلیفہ راضی خلیفہ قاہر کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اور ایک عرض داشت اس کے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجی اور دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا۔ وزیر السلطنت نے منظور کر لی۔ سند حکومت مع خلعت اور لواء روانہ کی۔ اس سے عماد الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ مرداویج کو یہ خبر سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس کا بھائی وشمگیر بعد معزولی خلیفہ قاہر اصفہان کی طرف واپس آیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا۔ اسی زمانہ میں مرداویج بھی اصفہان آپہنچا اور عماد الدولہ کو نیچا دکھانے کی تدبیر میں مصروف ہوا اور اپنے بھائی وشمگیر کو صوبہ رے کسی غرض سے بھیج دیا۔

خلیفہ قاہر کی معزولی: خلیفہ قاہر نے مونس اور اس کے ہمراہیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش وجستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں روپوش تھے اور درپردہ سپہ سالاران فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت سے خط و کتابت کر رہے تھے۔ کبھی ان کو خلیفہ قاہر کی تلون مزاجی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک روز تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو مونس اور اس کے ہمراہیوں کا ہوا ہے اور کبھی انعام واکرام کا لالچ دلاتے۔ اکثر اوقات شب کو ابن مقلہ سپہ سالاران ساجیہ کے پاس بھیس بدل کر آتا اور ان پر ظاہر کر جاتا کہ سیما کو ایک منجم نے یہ بتلایا ہے کہ خلیفہ قاہر کا ادبار اس کے ہاتھوں ہوگا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم برہم کرے گا۔ غرض ابن مقلہ نے انہیں ذرائع سے سپہ سالاران ساجیہ کے خیالات بدل دیئے۔ سیما فوج ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا۔ سیما کے معبر (خواب کے تعبیر بیان کرنے والے) کو بہت سا مال دے کر ملا لیا اور اس کے ذریعہ سے سیما کو خلیفہ قاہر کی سطوت اور تلون مزاجی سے ڈرانا شروع کیا۔ کہتے سنتے سیما کو خلیفہ قاہر سے نفرت اور رنجش پیدا ہو گئی۔ اس عرصہ میں خلیفہ قاہر نے محلسرائے خلافت میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوانے لگا۔ بجھانے والوں نے سیما اور سپہ سالاران ساجیہ سے یہ جڑ دیا کہ یہ گڑھے اور کنوئیں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدوائے گئے ہیں۔ سیما اور سپہ سالاران ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور کشیدگی سے نفرت بہت بڑھ گئی۔ سیما نے حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے آلات جنگ تقسیم کیے اور محافظین محلسرائے

خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہر کو معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں سب نے دفعتہ محلسرائے خلافت پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ خلیفہ قاہر شور و غوغا سن کر بیدار ہو کر بھاگنے کے قصد سے دروازہ کی طرف بڑھا۔ خدام بولے ''کثرتِ فوج سے راستہ نہیں ہے'' مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا۔ اتنے میں بلوائی گھس آئے۔ خلیفہ قاہر کو ڈھونڈنے لگے۔ کسی خادم نے بتلایا۔ سنتے ہی ایک گروہ حمام کی طرف دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہر سے اتر آنے کو کہا۔ خلیفہ قاہر نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی۔ چار و ناچار خلیفہ قاہر حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا۔ سب نے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اس مکان میں لائے جہاں کہ طریف سبکری قید تھا۔ اس کو رہا کر کے بجائے اس کے خلیفہ قاہر کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر السلطنت خصیبی اور سلامت حاجب بھی اس دہشت انگیز خبر کو سن کر بھاگ گیا۔

معزولی کے دیگر اسباب: بعض نے خلیفہ قاہر کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا کہ وہ مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد فوج ساجیہ کے محافظین محل سرائے خلافت پر تشدد کرنے لگا۔ اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا۔ وظائف اور تنخواہ کے دینے میں لیت و لعل سے کام لیتا۔ اس سے ان لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق یہ کہ اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ کیونکہ وہ اکثر اس سے مال و زر کا طالب ہوتا تھا۔ وزیر السلطنت خصیبی بھی ان اسی حال میں مبتلا تھا۔ اس اثناء میں خلیفہ قاہر نے اپنے محل سرا میں چند گڑھے کھدائے۔ اس سے ان لوگوں کو شبہ پیدا ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اتنے میں قرامطہ کا ایک گروہ فارس سے گرفتار ہو کر بغداد آیا۔ خلیفہ قاہر نے بظاہر ان لوگوں کو اس میں قید کر دیا۔ مگر در پردہ ان لوگوں کو فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کے مقابلہ میں ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا۔ فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو یہ ناگوار گزرا اور وزیر السلطنت اور حاجب سے یہ واقعہ ظاہر کیا۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو محلسرائے خلافت سے نکال کر محمد بن یاقوت کو توال شہر کے سپرد کر دیا اور حسن سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کا شبہ اور قوی ہوا۔ خلیفہ قاہر نے بھی اعلانیہ ان کی برائیاں اور مذمت کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ اس کے معزول کرنے پر متفق ہو گئی۔ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

باب : ۲۷

محمد بن مقتدر الراضی باللہ

۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

بیعت خلافت: خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابوالعباس بن مقتدر کو قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا۔ (یہ مع اپنی ماں کے جیل میں تھا) ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ یوم چہارشنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور ''الراضی باللہ'' کا مبارک لقب دیا گیا۔

قاہر کا انجام: اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کرنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور کبرسنی کا عذر کیا ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو ایوان وزی اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ محبوس خلیفہ قاہر کے پاس جا کر ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرلے قاضی القضاۃ مع چند عادل گواہوں کے محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور اپنے آپ کو معزول کرنے کی ہدایت کی محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

عہدوں کی تقسیم: ابن مقلہ نے عہدۂ وزارت سے مشرف ہو کر عیسیٰ وزیر خلیفہ سابق کو امان دے کر چند صوبوں کی گورنری عطا کی اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبجات موصل' قردی' باریدی' ماردین' دیار جزیرہ' دیار بکر' طریق فرات اور ثغور جزریہ' شامیہ اور افواج شام و مصر پر مامور کیا۔ افسران محکمہ جات خراج ڈاک اور معاون کی معزولی اور تقرری کے اختیارات دیئے گئے۔ بدر حمامی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق اہواز سے طلب کیا گیا اس نے اس صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کو سوس اور جندیساپور کی طرف نکال دیا تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان کی گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے میں تھا۔ اتنے میں خلیفہ قاہر کی زندگانی کا خاتمہ ہو گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ عہدہ حجابت پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

ابن یاقوت کا عہدۂ حجابت پر تقرر: ابن یاقوت نے یہ خبر پا کر دربار خلافت میں عہدۂ حجابت کی ایک درخواست بھیج

دی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کر لی گئی۔ ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا۔ کسی نے ابن رائق سے اس کی خبر کر دی۔ اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں واسط میں نہ ٹھہرا ڈبل کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مدائن میں خلیفہ راضی کا اسی مضمون کا فرمان ملا کہ دربار خلافت کی طرف سے تمہیں صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے صیغۂ جنگ و معاون کی حکومت بھی مرحمت کی جاتی ہے۔ بجائے بغداد آنے کے واسط واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ مدائن سے براہ دجلہ واسط کو لوٹا۔ بوقت مراجعت اثناء راہ میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ عرصہ بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا۔ خلافت مآب نے عہدۂ حجابت سے سرفراز فرما کر سرداری افواج اور دفاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ امراء لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں کوئی فرمان تقرری یا معزولی یا رہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ درحقیقت وزارت بھی یہی کرتا تھا اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

ہارون کا قتل: ہارون غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ دینور اور ماسبدان کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں میرے سوا کوئی اور شخص حکومت اور سرداری کا مستحق نہیں ہے۔ اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خانقین کی جانب بقصد بغداد کوچ کیا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ ابن یاقوت فوج ساجیہ اور محالقین مجلسرائے خلافت کو ناگوار گزرا۔ مجتمع ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت جڑ دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط و کتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کر دی اور ان علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھے۔ دو ایک صوبہ اور دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس جانب ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ نہروان میں پہنچ کے جبراً خراج وصول کرنے لگا۔ جس سے اس کا رعب وداب بڑھ گیا۔ اراکین دولت نے یہ خبر پا کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو روانہ کیا جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ ابن یاقوت کے بعض ہمراہی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بغداد میں ضرور آؤں گا۔ ابن یاقوت یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ چوبیس جمادی الثانی ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا۔ پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا۔ ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس سے گزر گیا۔ ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا رفتہ رفتہ ایک چھیل میں پہنچا اتفاق سے گھوڑا بدکا زمین پر آ رہا۔ محمد بن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچ کر سر اتار لیا۔ ہارون کے ہمراہی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور ایک دو گرفتار کر لئے گئے۔ ابن یاقوت فتح یاب ہو کر بغداد کی جانب لوٹا۔

ابن یاقوت کا زوال: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن یاقوت کو کل دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا۔ ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا۔ ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا۔ تا آنکہ خلافت مآب پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی اور ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں اس کی گرفتاری پر

آمادہ کر دیا۔

ابن یاقوت کی گرفتاری: پانچویں ماہ مذکور کو خلیفہ راضی حسب دستور دربار میں رونق افروز ہوا۔ اراکین سلطنت امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے اور گورنران صوبجات بھی ایک طرف کھڑے تھے امیدواران سند گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے۔ ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کے لئے حاضر کرو۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابن یاقوت کو حاضر کیا گیا۔ خدام دولت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے مکان کی محافظت پر ایک دستہ فوج کو متعین کیا۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدۂ وزارت کے اختیارات کامل مل گئے۔

یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر پا کر فارس کی طرف بقصد جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں مآب کو خوش کرنے کی غرض سے عرضی روانہ کر دی جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ تا کہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہ کی۔ محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت جھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں ۳۲۴ھ میں مر گیا۔

خلافت ابوعبداللہ بریدی کا عروج: ابوعبداللہ بریدی زمانہ ابن یاقوت میں اہواز کی گورنری پر تھا جس وقت مرداویج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ بریدی اہواز سے بصرہ چلا آیا اور نشیبی اہواز میں متصرف وقابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یاقوت کے عہدہ کتابت کو بھی انجام دے رہا تھا۔ کچھ عرصہ بعد ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت کی تھی اور ان دونوں کو مہم فارس پر جانے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ واسط سے یاقوت براہ طرسوس روانہ ہوا اور بریدی براہ دریا کوچ وقیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔ سوس اور جندیسا پور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسن اور ابویوسف کی سپردگی میں تھا۔ اس سے پیشتر ابوالحسن اور ابویوسف نے دربار خلافت میں رپورٹ بایں مضمون دی تھی کہ اگر مرداویج کی روک تھام نہ کی جائے گی تو عنقریب ان بلاد پر وہ قابض ومتصرف ہو جائے گا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب کو بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابوالحسن اور ابویوسف کی رپورٹ کی تائید کی۔ اس اثناء میں بریدی بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے متجاوز تھی قبضہ کر لیا۔ اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ اس نے لشکر بھی مرتب کر لیا۔ بعد ازاں یاقوت کو بغرض فتح فارس ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں ٹھہرا اہواز خراج وصول کرتا رہا جس سے اسی قدر مال اور فراہم ہو گیا۔

یاقوت کا زوال: یاقوت اور ابن بویہ سے مقام ارجان پر مقابلہ ہوا۔ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگا۔ ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا جب یاقوت نہ ہاتھ آیا تو رامہرمز میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہوئی۔ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مقام ارجان میں بمقابلہ عماد الدولہ بن بویہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگ آیا ہے۔ ابن بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابوعبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ یہ

یاقوت کا سیکرٹری بھی تھا۔ یاقوت کو اس پر پورا اعتماد تھا۔ چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی اور دور اندیشی کا مادہ مطلق نہ تھا۔ ابو عبداللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعہ یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکر مکرم میں قیام فرمایئے میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کر کے مع اس لشکر کے جو بغداد سے آنے والا ہے۔ آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہ کرنی پڑے گی۔ لشکریوں کے شور وشغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کیا۔ سادہ لوح یاقوت اس جھانسہ میں آ گیا اور بریدی اس قدر مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا۔

یاقوت کی شکست: یاقوت اور اس کے لشکریوں کی عسرت سے بسر ہونے لگی۔ اس واقعہ سے قبل یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ہمراہیوں میں سے طاہر جیلی اور اس کا کاتب ابو جعفر صیمری ابن بویہ سے ناراض ہو کر چلا آیا تھا۔ جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی اور تنگی معیشت کی نوبت آ گئی۔ تو طاہر جیلی یاقوت سے رخصت ہو کر غربی تستر کی جانب لوٹا۔ عماد الدولہ کو اس کی علیحدگی کی خبر لگ گئی۔ لشکر آراستہ کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ابو جعفر قید ہو گیا۔ مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا گیا۔ رہائی پا کر کرمان پہنچا۔ معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدہ کتابت کو حاصل کر لیا۔

یاقوت اور ابو عبداللہ بریدی: طاہر کے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یاقوت و نااتفاقی ہمراہیان یاقوت تحریر کیا۔ بریدی نے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز بھیج دیجئے۔ میں ان کو سمجھا بجھا دوں گا۔ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں گے۔ سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا۔ باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا۔ ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے۔ یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی التفات نہ کیا۔ تب یاقوت بریدی کی طرف روانہ ہوا۔ بریدی یہ خبر پا کر پیادہ پا استقبال کو آیا۔ دست بوسی کی۔ عزت واحترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا۔ مستعدی سے خدمت کرتا رہا۔ مگر یہ سب ظاہر داری تھی لشکریوں کو اشارہ کر دیا۔ شور وغل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آئے۔ یاقوت نے شور وغوغا کا سبب دریافت کیا۔ بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کی یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گزرا ہے۔ یاقوت یہ سن کر گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا۔ یاقوت ترساں وخائف اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تستر میں جا کر قلعہ نشین ہو جایئے اور والی تستر کو پچاس ہزار دینار دینے کو تحریر کیا۔ یاقوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تستر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کا ایک خادم مونس نامی تھا۔ وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیاں اور اس کا فریب ومکر یاقوت پر ثابت کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جایئے۔ محافظین مخلسرائے خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا ہے۔ ان خرافات کو چھوڑ یئے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور

جہاں تک ممکن ہو ہو بریدی کا قلع قمع جلد کیجئے اور اہواز سے اس کو نکال باہر فرمائیے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سننے سے خود کو بہرہ بنالیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سنی۔

مظفر بن یاقوت کا مشورہ: نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے کل ہمراہی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا۔ تا آنکہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ اس اثناء میں اس کا بیٹا مظفر خلیفہ راضی[1] کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آیا اور بریدی نے کل حالات سن کر بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جائیے گا اور اس پر قابض و متصرف ہو جائیے گا۔ یاقوت نے اس سے انکار کیا۔ مظفر اس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس چلا آیا۔ بریدی نے بڑی آؤ بھگت کی عزت واحترام سے پیش آیا اور در پردہ اس کی محافظت ونگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

یاقوت کا خاتمہ: باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جاتی تھی مگر پھر بھی بہ نظر انجام بینی یاقوت سے خائف ہوا کہلا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مامور کر کے بھیج دوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی۔ بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا۔ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات وافعال سے اس کے خبث باطنی اور بدنیتی کے احساس ہو گیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے قصد سے عسکر مکرم کی جانب کوچ کر دیا۔ صبح ہوتے ہی عسکر مکرم پہنچ گیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ ونشان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد بریدی کا لشکر بسر افسری ابو جعفر جمال آ پہنچا۔ ایک حصہ فوج سے برسر مقابلہ آیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا۔ بعد ظہر یاقوت کو شکست ہوئی اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر آستین سے اپنے منہ کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گزرے اجنبی سمجھ کر منہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے سب کے سب ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ سر اُتار کر لشکر میں لائے۔ ابو جعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور سر معہ اس مال واسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یاقوت سے ہاتھ آیا۔ بریدی کے پاس تستر بھیج دیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

ابو العلاء سعید کا قتل: ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان۔ موصل کی گورنری پر تھا۔ اس کے چچا ابو العلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے باظہار اس امر کے کہ میں اپنے برادر زادہ کے پاس روپے لینے جاتا ہوں۔ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے مطلع ہو کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے موصل میں داخل ہو کر دار الامارت میں جا کر بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے پہنچ کر ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کر سر اُتار لیا۔

ابن مقلہ کی موصل کو روانگی اور واپسی: خلیفہ راضی کو اس خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب روانہ ہوا۔

---

[1] خلیفہ راضی نے اسے ماہ جمادی الاول ۳۲۳ھ میں قید کر دیا تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد رہا کر کے تستر اس کے باپ کے پاس روانہ کر دیا۔

ناصر الدولہ یہ خبر پا کر موصل سے زوزان چلا گیا۔ وزیر السلطنت کوہ تنین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس تحریک پر عمل کیا۔ وزیر السلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طیاب کو اور فوج ساجیہ سے ماکرد دیلمی کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور مسافت طے کر کے ۱۵ شوال ۳۲۳ھ کو بغداد میں داخل ہوا۔

ناصر الدولہ کا موصل پر دوبارہ قبضہ: بعد روانگی وزیر السلطنت ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرد دیلمی سے مقام نصیبین پر برسر مقابلہ آیا۔ ماکرد شکست کھا کر رقہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا۔ ماکرد کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خلافت مآب نے خطا معاف فرما کر سند حکومت مرحمت کر دی۔

وزارت میں تبدیلیاں: چونکہ محمد بن رائق نے دار الخلافت بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۴ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط میں صوبجات واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور درپردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ محلسرائے خلافت کے خرچ کا کل بار میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

ابن مقلہ کی معزولی: جواب خط آنے پر وزیر السلطنت نے یہ رائے قائم کی کہ اپنے بیٹے کو باظہار اس امر کے اہواز جا رہا ہے ابن رائق کے گرفتار کرنے کو واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی امر کے ظاہر کرنے کو بھیج دوں تا کہ اس کو کوئی خیال مخالف نہ پیدا ہو۔ صبح کے وقت یہ قبل مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی ہو چکی تھی اور وہ عہدۂ حجابت کا کام انجام دے رہا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کی تقرری و معزولی: خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور محافظین محلسرائے خلافت کی تعریف کی اور انعامات دیئے۔ ابوالحسین بن ابوعلی بن مقلہ مع اور ممبران خاندان وزارت کے روپوش ہو گیا۔ بعد ازاں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ کو طلب فرما کر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا۔ علی بن عیسیٰ نے پیرانہ سالی کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرف اشارہ کیا۔ اسی وقت خلافت مآب نے عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کو طلب کر کے قلمدان وزارت عنایت فرمایا اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کیا۔ ابن مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا وصول کیا گیا۔

ابوجعفر محمد بن قاسم کا تقرر: کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن سے وزارت کا کام نہ چل سکا۔ خراج وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ اس نے مجبور ہو کر استعفاء دے دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کرا لیا اور ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی آفت آئی۔ اس سے ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

ابو جعفر محمد کی روپوشی: ابو جعفر کے زمانہ خلافت میں خراج کی آمد بند ہوگئی۔ گورنروں نے اپنے صوبہ جات مقبوضہ کو دبا لیا۔ ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی آمدنی دبالی۔ فارس کا خراج بوجہ غلبہ وتصرف ابن بویہ بند ہوگیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس وجہ سے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہوگئی ارا کین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئی تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی ہو رہی تھی۔ ابو جعفر کا رعب وداب لوگوں کے قلوب سے اٹھ گیا تھا۔ جب اس سے بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ پندرہ یوم کے بعد روپوش ہوگیا۔ خلیفہ راضی نے بجائے اس کے ابوالقاسم سلیمان بن حسن کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی حالت بھی مثل وزراء سابق کے تھی نہ اس کے قبضہ میں کچھ مال وزر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور نام کی وزارت یہ کر رہا تھا۔

ابن رائق کا عروج: جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا یقین ہوگیا۔ ابوبکر محمد بن رائق کو واسط سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلافت مآب نے تمہاری درخواست وزارت منظور فرمالی ہے' مناسب یہ ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کر خوش ہوگیا۔ روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس اثناء میں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا اور اس کی سرداری عنایت کی۔ امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال و دیوانی' تبدیلی و تقرری حکام' نظم ونسق ممالک' کتابت' حجابت' غرض کل امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے اختیارات مرحمت کئے۔ منبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ وارد واسط ہوئی۔ ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال واسباب کو ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین محلسرائے خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ سن کر جھلا اٹھے۔ اپنے مکانات کو چھوڑ کر محلسرائے خلافت میں آ کر خیمہ زن ہوگئے۔ اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اس کے حکم سے محافظین محلسرائے خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے مکانات میں جا کر مقیم ہوئے۔ اسی وقت کل دفاتر شاہی بند کر دیئے گئے۔ نام کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گزرتا۔ خزانے بند کے بند رہے۔ خراج اس کے خزانہ میں داخل ہوتا اور وہ سیاہ وسفید جو چاہتا کرتا۔ خلافت مآب بھی اس کے دست نگر تھے ایک حبہ ان کے قبضہ میں نہ تھا وہ اپنے مقصود اور خواہش کے مطابق ان سے کام لیتا۔ غرض یہ کٹھ پتلی یا موم کی ناک تھے۔ جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالک محروسہ نے یہ رنگ دیکھ کر غاشیہ اطاعت کو اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا جس قدر جس کے قبضہ میں تھا اس نے دبا لیا۔ خلافت مآب کے قبضہ میں اس وقت سوائے بغداد اور اس کے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ باایں ہمہ ابن رائق خلافت مآب پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا ہر حکم جاری وساری تھا۔

خود مختار صوبے: باقی صوبجات ممالک محروسہ کی یہ کیفیت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا۔ خوزستان اور اہواز بریدی کے' فارس عماد الدولہ بن بویہ کے' کرمان ابوعلی محمد بن الیاس کے' رے' اصفہان اور جبل' رکن الدولہ ابن بویہ اور وشمگیر

کے (وشمگیر مرادآویج کا بھائی جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مزاحم اور مخاصم بنا ہوا تھا) موصل دیار بکر دیار مضر اور دیار ربیعہ بنی حمدان کے مصر و شام محمد بن طغج کے مغرب اور افریقیہ پر عبیدین اندلس عبدالرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے ماوراء النہر بنی سامان کے طبرستان دیلم کے بحرین اور یمامہ ابوطاہر قرمطی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور اخبار ہم کو بیان کرنے باقی رہ گئے جو اس کے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ علاوہ ان کے اور گورنران صوبجات ممالک محروسہ جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ان کے حالات علیحدہ علیحدہ بعد دیگرے ہم بیان کریں گے۔ کما شرطناہ اوّل الکتاب۔

ابوالفضل جعفر کی طلبی: کچھ عرصہ بعد ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابوالفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبہ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آ جائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کیا۔ صوبہ مصر و شام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آ گیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت پر متعین کیا گیا۔

مرادآویج کا خاتمہ: پہلے بحکم ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا۔ اس کے وزیر ابوعلی فارض کو اس نے دبا دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرادآویج کے پاس چلے آئے تھے۔ مرادآویج نے اس کو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری دی۔

مرادآویج نے بعد قبضہ رے اصفہان اور اہواز اپنے خیالات وسیع کر لئے بادشاہی کی بو دماغ میں سما گئی سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کو چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے خود کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مدائن میں کسرائے فارس کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق چرایا۔ اس کے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا۔ از ان جملہ بحکم بھی تھا۔ چونکہ اس کی حکمرانی اس کے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گزرتی تھی اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان سے باہر قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ مرادآویج کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اس کے بھائی وشمگیر بن وزیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنا لیا۔

بحکم اور ابن رائق کا اتحاد: مرادآویج کے قتل کے بعد ترکوں کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ عمادالدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے تعداد میں زیادہ تھا بحکم کے پاس جبل کی جانب روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ بعد ازاں نہروان کی طرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ راضی سے بغداد میں آنے کی بابت خط و کتابت کی خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ محافظین محلسرائے کو اس سے شبہ پیدا ہوا وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضگی ہوئی۔ تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے۔ اس اثناء میں ابن رائق ذالی واسط و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا سب کے سب اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے بحکم کو ان لوگوں کا سردار بنایا۔ ترکوں اور دیلم سے جو مرادآویج کے ہمراہیوں میں سے تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروہ بحکم کے نامہ و پیام سے آملا ابن رائق

نے اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے' انعامات اور صلے دیئے اس کے بعد بجکم کو رائق کی طرف منسوب کر کے رائقی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے موسوم کیا کرے۔

خلیفہ راضی کی واسط کو روانگی: ۳۲۵ھ میں ابن رائق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسط چلے آیئے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمایئے۔ اگر وہ بے چون و چرا پیش کش کر دے تو بہتر ورنہ فوج کشی میں قریب ہونے کی وجہ سے آسانی ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اول محرم ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ خیال قائم کر کے کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ جیسا برتاؤ کیا جائے خلافت مآب کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھ رہے پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ابن رائق نے ممانعت کی۔ ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رائق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے یورش کر کے مقابلہ کیا ابن رائق نے بھی اپنی رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا۔ لڑائی شروع ہوگئی اور ایک خون ریز جنگ کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ باقی فوج نے بغداد میں جا کر دم لیا' لولو افسر پولیس کو اس کی خبر لگ گئی اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا دیئے اور تنخواہیں بند کر دیں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید: اس واقعہ کے بعد ابن رائق ان لوگوں کو جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس تھے قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچ کر ایک فرمان مشعر طلبی خراج سالہائے گزشتہ روانہ کیا اور بشرط ادائے خراج مذکور بحال رکھنے کا وعدہ کیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اہواز کا ایک ہزار دینار ماہوار خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی منظور کیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلافت مآب کے سپرد کر دوں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے جنگ ابن بویہ پر جانا پسند کرے گا۔ خلیفہ راضی کے حضور میں ابن بریدی کے جوابات پیش کیے گئے حسین بن علی نوبختی (یہ ابن رائق کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہرداری اور مکر و فریب پر مبنی ہے ایک اقرار کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابوبکر بن مقاتل بولا "مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی کی درخواست منظور کر لی جائے"۔ خلیفہ راضی نے اس سے پچھلی رائے کے مطابق ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رائق کے ہمراہ کوچ کر دیا۔ اوائل صفر ۳۲۵ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہوار خراج اہواز دینے کے عوض ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رائق نے بوقت روانگی جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کو روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن رائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ وہ جعفر سے تنخواہ کے طلبگار ہوئے۔ جعفر نے ناداری کا عذر کیا۔ ان لوگوں نے گالیاں دینا شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کے ابن بریدی کے پاس دوڑا آیا۔ ابن بریدی نے چھپ کر بھاگ جانے کی رائے دی۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت بھیس بدل کر بغداد کی طرف نکل کھڑا ہوا۔

حسین بن علی کی معزولی: اس کے بعد ابوبکر نے ابن رائق سے یہ سرگوشی شروع کی کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوبختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کیجئے تیس ہزار دینار نذرانہ دیا جائے گا۔ ابن رائق نے معذرت کی کہ

اس کے حقوق مجھ پر پہلے ہی بہت ہیں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا۔ مگر ابوبکر وقت بے وقت جب موقع پاتا تو اس سلسلے میں کچھ نہ کچھ کہہ گزرتا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں بعد حسین بیمار پڑا تو ابوبکر نے ابن رائق سے جا کر کہا ''حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس علالت سے جانبر نہ ہوگا اور عنقریب راہی عدم ہوگا''۔ ابن رائق نے جواب دیا ''یہ غلط ہے مجھ سے اس کے معالج طبیب نے بتلایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے''۔ ابوبکر بولا ''چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے پرامید کلمات کہے ہیں آپ اس کے برادرزادہ علی بن حمدان سے دریافت فرمائیے''۔ حسین نے علی بن حمدان کو اپنے زمانہ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابوبکر نے اس کو یہ فقرہ کہہ دیا کہ ''تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت تم سے حسین کی علالت امیر دریافت کریں کہہ دینا کہ وہ جانبر نہ ہوگا''۔ ایک روز ابن رائق نے علی سے حسین کی علالت کا حال دریافت کیا علی نے وہی جواب دیا جو ابوبکر نے سکھایا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہو گیا ابوبکر کو طلب کر کے کہا ''ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے حضور میں بھیج دے''۔ چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابن بریدی کا بصرے پر قبضہ: کوفی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا اور ان دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کافی طور سے دخل پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرے کی حکومت پر محمد بن یزداد نامی ایک شخص مامور تھا جو کج خلقی اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوفی اور ابوبکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کر دی اور ابو یوسف بن بریدی کے مقرر کیے جانے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کر لیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال نامی کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ آئندہ حکم ملنے تک قلعہ مہدی میں پہنچ کر قیام کرنا اس سے محمد کے کان کھڑے ہوئے اس نے کچھ سمجھ لیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدہ بصرے کو مجھ سے ضرور چھین لے گا۔ ایک مدت تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہا بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محاصل اور ٹیکس جو محمد نے جابرانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیے جائیں ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے ان محافظین محلسرائے خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جو دارالخلافت سے نکال باہر کیے گئے تھے ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔

ابن رائق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کر دو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس کر لے ابن بریدی نے اس کے جواب میں تحریر کیا ''چونکہ قرامطہ بصرے کے قریب آ گئے ہیں اور محمد والی بصرہ میں ان کی مدافعت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کی حمایت کو قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے''۔ اسی اثناء میں قرامطہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لیے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آ گیا تھا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی قرامطہ اپنے شہر لوٹ گئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پا کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد والی

بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو اور اسی فوج محافظین سے جس کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروہ کو اس کی کمک پر بھیج دیا ابن بریدی کی فوج دریا کی طرح بصرہ پر قبضہ کرنے کو بڑھی ۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پر آیا ۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی ۔ بالآخر محمد کو شکست ہوئی اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط عتاب آمیز ابن بریدی کو تحریر کیا ۔ جس میں بصرے کو چھوڑ دینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی ۔ ابن بریدی نے اس خط کی ذرہ برابر تعمیل نہ کی ۔

بجکم کا اہواز پر قبضہ: جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر باغیانہ تھا ابن رائق کے پاس پہنچا تو ابن رائق نے ایک لشکر بدر حرشی اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے حائدہ میں پہنچ کر قیام کرنا بعد ازاں لشکر آراستہ کر کے مجموعی قوت سے مقابلہ پر جانا ۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچ گیا اور بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب بڑھا ۔ ابن بریدی کا لشکر بھی جس کی تعداد تین ہزار تھی ۔ اس کے غلام محمد بن جمال کی ماتحتی میں مقابلہ پر آ گیا ۔ بجکم کے رکاب میں صرف دو سو ترک تھے ۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی ۔ بجکم نے باوجود قلت جماعت پہلے ہی حملہ میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی ۔ محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچا ۔ ابن بریدی نے ابن کو شکست کھا جانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا ۔ نہر تستر پر بجکم سے مقابلہ ہوا ۔ محمد بن جمال پر بجکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا ۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہوا ۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور مال و اسباب ادھر ادھر ہو گیا ۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ابلہ میں قیام پذیر ہوا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا ۔ جوں ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا ۔ بالآخر اقبال کو فتح نصیب ہوئی اور ابن رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو کر آیا ۔ ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک خط عذر خواہی کا چند روسا بصرہ کی معرفت روانہ کیا ۔ ابن رائق نے اس کو تو منظور نہ کیا مگر روسا بصرہ سے ہمدردی کا خواستگار ہوا ۔ ان لوگوں نے کچھ شرطیں پیش کیں ۔ ابن رائق نے جھلا کر قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے تو آگ لگا دوں گا ۔ روسا بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کر کے واپس ہوئے اور اس کے مقابلہ میں جان توڑ کر لڑنے پر مستعد و آمادہ ہو گئے ۔ انہیں واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور بجکم نے اہواز پر قبضہ کر لیا ۔

ابن رائق اور ابن بریدی میں معرکے: اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستہ دوسرا براہ خشکی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا ۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ۔ باقی رہا وہ لشکر جو دریا کے راستہ روانہ کیا گیا تھا ۔ اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا ابن بریدی نے اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ اوال بھاگ گیا ۔ ابوالحسین نے لڑ کر ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا ابن رائق یہ خبر پا کر بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی ۔ اہل بصرہ بھی ابوالحسین کے ساتھ اس کے مقابلہ پر جان توڑ کر لڑتے رہے مدتوں لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی ۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنے لشکر گاہ کو لوٹ آیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلایا ۔

ابن رائق کی پسپائی: عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ہمراہ اہواز کی جانب روانہ کیا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر بجکم کو روانگی کا حکم دیا۔ بجکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد صیغۂ جنگ و محکمہ مال کا افسر مجھے مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا۔ ایک روز اس کے ایک دستہ فوج نے شب کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شب خون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن رائق نے خیال کر کے کہ مبادا ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوا دی سب جل کر خاک و سیاہ ہو گئے اور جزیرہ اہواز کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں بجکم کے پاس مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں بعض ہمراہیوں نے بجکم کو گرفتار کر لینے کی رائے دی۔ ابن رائق نے اس پر عمل نہ کیا۔ بعد ازاں اہواز سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا عسکر مکرم پر قبضہ: ابو عبداللہ بن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق و بجکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے اپنے دونوں لڑکوں ابو الحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے رہنے کا حکم دیا۔ بجکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا مقام ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر اہواز چلا آیا اور چند دستہ فوج کو عسکر مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر چھوڑ آیا۔ تیرہ دنوں تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں بجکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور تستر میں جا کر دم لیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے بجکم نے یہ خبر پا کر اہواز سے تستر کی طرف کوچ کیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بجکم نے تستر میں پہنچ کر کچھ عرصہ قیام کیا۔ بعد ازاں یہ سن کر کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تستر سے واسط میں آ ٹھہرا۔

معز الدولہ اور ابن بریدی میں نا چاقی: عسکر مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قابض ہونے کے بعد اہل اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہیں دنوں رکن الدولہ (معز الدولہ) اور وشمگیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے مہم عسکر مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کی طلبی کی تحریک کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آ گئی۔ اس کے بعد دریا کے راستہ واسط جانے کو اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی پر پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وہ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور بالفعل سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا پہنچنا تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف کوچ کر دیا۔

معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ: چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ (برادر معز الدولہ) سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا تھا اور جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ معز الدولہ سے نا چاقی اور بدظنی بھی پیدا ہو گئی تھی معز الدولہ کو اہواز اور بصرہ کے چھوڑ دینے کو لکھ بھیجا معز الدولہ نے خط پاتے ہی اہواز کو خیر باد کہہ کر عسکر مکرم کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے اپنے ایک عامل کو اہواز بھیج دیا اور پھر معز الدولہ کو عسکر مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کو لکھا۔ معز الدولہ نے انکار کر دیا۔ رفتہ رفتہ بجکم

تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی اور اس نے ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جندیسا پور پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا ان مقامات کے نکل جانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور بصرف عسکر مکرم پر معز الدولہ قابض رہا۔ آمدنی کم ہوگئی مگر مصارف کی وہی حالت رہی تنگی وعسرت سے بسر ہونے لگی اس اثناء میں اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اس کی کمک پر بھیج دی۔ پھر کیا تھا گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔ اہواز پر حملہ کر دیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ حاصل کر لیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی: ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا اور بجکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدہ ومرتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیریں کر رہا تھا ہنوز کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طباب کو معہ ایک لشکر کے بجکم کے پاس روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اس کے لشکر کے اہواز پر یلغار کر کے ابن بویہ کو نکال باہر کرو تم کو صیغہ جنگ کی افسری اور محکمہ مال کی افسری علی کو مرحمت کی جاتی ہے۔ بجکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔ وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا یہ رنگ دیکھ کر ابن رائق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کی طمع دلائی اور یہ وعدہ واقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن شیخ سے مصارف کا رشتہ بھی کر لیا۔ ابن رائق ابوالفتح کی یہ درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ بجکم ماہ ربیع الثانی ۳۲۶ھ میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

بجکم اور ابن بریدی کی جنگ: چونکہ بجکم نے ابن رائق کے حکم کی صریحاً تعمیل نہ کی اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا۔ اس سے ابن رائق کو بجکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا اس نے ابن بریدی سے خط وکتابت شروع کی اور بجکم کے مقابلے میں متحد ہو کر لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط سے کہ اگر بجکم کو شکست ہو گی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ اتفاق یہ کہ بجکم کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی۔ ابن رائق کے لشکر کے آنے سے پیشتر ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بجکم نے ابو جعفر کو شکست دے دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بجکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوا۔ شکست کے دوسرے دن بجکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت کا خط روانہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی حکومت پر میں تم کو مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو موقعہ غنیمت خیال کر کے مصالحت کر لی اور بجکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا اور اپنی ساری توجہ وکوشش دربار خلافت میں بجائے ابن رائق کے اپنا رسوخ پیدا کرنے میں صرف کرنے لگا۔

ابن مقلہ کا زوال: جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا خلیفہ راضی نے ابو علی بن مقلہ کو جیسا کہ یہ کہ پہلے بھی عہدہ وزارت پر فائز تھا۔ خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی۔ درحقیقت ابن رائق سیاہ وسفید کا مختار تھا۔ اس سے پیشتر ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال واسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدہ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنے مال واسباب کی واپسی کی تحریک کی۔ ابن رائق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ ابن مقلہ کو یہ امر ناگوار گزرا ابن رائق کو زیر

کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر بجکم کو بواسطہ ابن ابوز دشمکیر کو دینے میں خطوط روانہ کئے اور ان دنوں بیٹے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو بجائے ابن رائق کے مقرر کرا دوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی سے ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی تحریک کرنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضا مند نہ ہو چلا تو یہ لالچ دیا کہ اگر خلافت مآب بجکم کو بجائے ابن رائق کے مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں سے وصول کر کے داخل خزانہ عامرہ کرے گا۔ خلیفہ راضی نے مجبوراً اس کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کا انجام: وزیر السلطنت نے منظوری کا اشارہ پاتے ہی بجکم کے نام بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلافت مآب سے اس زمانہ تک دارالخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک یہ کام پورا نہ ہولے۔ چنانچہ اجازت حاصل کرنے کے بعد آخری شب ماہ رمضان ۳۲۶ھ کو ایوان وزارت سے نکل کر اپنے خلافت میں چلا آیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات سے مطلع کیا۔ ابن رائق نے پہلے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں پندرہویں شوال ۳۲۶ھ کو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوایا۔ جو تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا اور پھر عہدۂ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کا شاکی ہوا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر اس کی زبان گدی سے نکلوالی اور ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا تا آنکہ مر گیا۔

بجکم کو امیر الامراء کا خطاب: اس سے پیشتر بجکم برابر خود کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھریروں اور ڈھالوں پر "بجکم رائقی" کندہ کراتا یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابن مقلہ کا فرمان بایں مضمون ملا۔ خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے' طمع دامن گیر ہوئی۔ ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے محو کرا دیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس آمد سے مطلع ہو کر واسط واپس جانے کو تحریر کیا۔ بجکم نے کچھ خیال نہ کیا۔ رفتہ رفتہ نہر دیالی کے شرقی ساحل پر پہنچا اور ابن رائق کا لشکر اس کے غربی ساحل پر تھا۔ بجکم کی فوج نے ایک پایاب مقام سے نہر دیالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ ابن رائق کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ابن رائق نے عکبرا میں جا کر دم لیا اور بجکم پندرہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو کامیابی کا پھریرہ اپنے ہاتھ میں لئے بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا۔ خلافت مآب نے اس کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن رائق کی روپوشی: اس کے بعد بجکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے ان سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکامات روانہ کئے جو ابن رائق کے ہمراہ تھے چنانچہ وہ سب واپس آ گئے۔ ابن رائق بھی خفیہ طور سے بغداد چلا آیا اور ایک بارس گیارہ مہینے امارت کر کے گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گیا۔ بجکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا اور بغداد میں دولت عباسیہ پر حکمران ہو کر رہنے لگا۔

آذربائیجان پر سکری کا قبضہ: دشمکیر کے عمال سے سکری بن مرزدی نامی ایک عامل بلاد جبل پر مامور تھا۔ بلاد جبل صوبہ آذربائیجان سے ملا ہوا ہے۔ ان دنوں اس صوبہ پر دیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا)

حکومت کر رہا تھا۔ سکری کے دماغ میں آذر بائیجان کی تسخیر کی ہوا سمائی۔ لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دیسم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ متواتر لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا سکری کے سر رہا۔ دیسم شکست کھا کر بھاگا۔ سکری نے کل بلاد آذر بائیجان پر باستثناء اردبیل کے جو آذر بائیجان کا دارالحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک مدت تک اس کا بھی محاصرہ کیے رہا۔ اہل اردبیل نے دیسم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی: ''آپ اس پر جس وقت یہ ہم لوگوں سے مصروف جنگ و جدال ہو پیچھے سے حملہ کیجئے خدا کی ذات سے کامل یقین ہے کہ اس موذی کو شکست ہو گی۔ دیسم نے درخواست منظور کر لی حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن کا تعین کیا گیا۔ سکری اس خیال میں ڈوبا ہوا کہ اردبیل کا کوئی والی وارث نہیں ہے حصار میں سختی سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ سکری نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہل اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ سکری کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ دیسم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سکری کی فوج اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ سکری نے موقان میں جا کر دم لیا۔ والی موقان اصبہند بن دولت نے ایک تازہ دم فوج سے سکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ساتھ دیسم سے لڑنے کو آیا۔ اس معرکہ میں دیسم کو شکست ہوئی۔

دیسم کا آذر بائیجان پر دوبارہ قبضہ: دیسم کی کچھ سمجھ میں نہ آیا سیدھا وشمگیر کے پاس رے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سکری کے پنجۂ غضب سے بچایئے چونکہ وشمگیر کو سکری کی ان مہم کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا اسی اثناء میں سکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشعر اطاعت و فرمانبرداری وشمگیر کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے سکری کو اس کی خبر لگ گئی وہ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر ارمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تاخت و تاراج کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف بڑھایا۔ ارمنیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو مع اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ نے میدان کارزار سے واپس ہو کر سامان بن سکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دارالحکومت پر اپنے سردار سکری کا بدلہ لینے کو حملہ آور ہوئے طرم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی سے ان کو پامال کیا۔ باقی فوج میں سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جا کر پناہ لی تھی ان کو ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کے پاس دیسم سے جنگ کرنے کو آذر بائیجان بھیج دیا کیونکہ دیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا اور ابو عبداللہ حسین اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے معاون آذر بائیجان پر مامور تھا۔ دیسم نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ حسین کا قصد کیا۔ اس میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی موصل کی جانب لوٹ پڑا اور دیسم نے زیر حمایت وشمگیر آذر بائیجان پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کا بغداد پر قبضہ: ۳۲۷ھ میں خلیفہ راضی اور بحکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا۔ تکریت میں پہنچ کر خلافت مآب نے قیام کر دیا اور بحکم آگے

بڑھتا گیا جب موصل کو چھ کوس باقی رہ گئے تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا بہت بڑی خون ریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ بحکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا اور کامیابی کے بعد فتح کی اطلاع خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ خلافت مآب تکریت سے دریا کے راستہ موصل کو روانہ ہوئے موکب ہمایوں میں قرامطہ کا بھی ایک گروہ تھا جو بحکم کی اطلاع عرضی آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رائق اس گروہ سے در پردہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلافت مآب سے علیحدہ ہو کر بغداد واپس آیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروہ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض و متصرف ہو گیا۔

ابن رائق کی شام کو روانگی: رفتہ رفتہ خلافت مآب تک اس کی خبر پہنچی۔ دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستہ موصل کا قصد کیا اور بحکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ بحکم نے بعد غلبہ و تصرف نصیبین سے مراجعت کر دی۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر آمد سے نصیبین چلا آیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض و متصرف ہو گیا اس اثناء میں جب کہ ہمراہیان بحکم روانگی بغداد کی تیاری کر رہے تھے۔ ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر گوش گزار ہوئی۔ بحکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط مشعر مصالحت اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا بحکم نے مصالحت وقت کے پیش نظر مصالحت منظور کر لی۔ صلح نامہ مرتب کیا گیا فریقین کے وکلاء نے دستخط کیے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور بحکم نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیام دے کر بھیجا تھا۔ بحکم نے ابن رائق کا پیام سن کر خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیا خلافت مآب نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق راہ فرات' دیار مضر' حران' الرہا' قنسرین اور عواصم کی حکومت عنایت فرمائی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے صوبجات مذکورہ بالا کا راستہ لیا اور خلیفہ راضی معہ بحکم کے بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک کی سرکوبی: بحکم نے سپہ سالاران ترک سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو بطور اپنے نائب کے انبار پر مقرر کیا تھا اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی جو بحکم نے منظور کر لی بالبان نے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد رحبہ کی جانب کوچ کیا اور ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور بحکم کا مخالف بن بیٹھا۔ بحکم اس واقعہ سے مطلع ہو کر بالبان کی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا پانچ دن میں مسافت طے کر کے رحبہ پہنچا اور بحالت غفلت بالبان پر حملہ کر دیا بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ بالبان کو گرفتار کر لیا گیا اور اونٹ پر سوار کرا کر بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ اس کا آخری عہد تھا۔

ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالفتح بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور بوقت روانگی بجائے اپنے دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو بطور نائب مقرر کر گیا ہے بحکم نے اس کے وزیر خلف بن طیاب کو گرفتار کر کے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کو عہدہ وزارت پر مامور کیا اس نے کہہ سن کر بحکم اور ابن بریدی سے مصالحت کرا دی۔ بعد ازاں ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی سند حکومت حاصل کی اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالفتح نے مقام رملہ میں وفات پائی۔ اس وقت ابو جعفر نے بارگاہ خلافت میں ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے منظور فرما لیا۔ عبداللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں بجائے اپنے

عبداللہ بن بصری کو بطور نائب کے مقرر کیا جیسا کہ وہ خود اس سے پیشتر وزیر السلطنت ابوالفتح کی طرف سے متعین تھا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابوجعفر ظہیری معز الدولہ احمد بن بویہ کا وزیر حکومت کر رہا تھا اور خود معز الدولہ اہواز میں مقیم تھا۔ ابوجعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا۔ ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر دیا۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ یہ اس وقت اصفہان سے واپس آ کر اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کر سوس کی جانب کوچ کر دیا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ قبل اس کے پہنچنے کے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اس کے جوشِ انتقام نے واسط کے قبضہ پر مجبور کر دیا ایک دو روز سوس میں قیام کر کے واسط کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کے غربی جانب پڑا ہوا تھا جدال و قتال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہو گئی۔ ایک گروہ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس چلا آیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور بجکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بریدی کی کمک کو کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پا کر اہواز کی جانب اور پھر اہواز سے رامہرمز کو لوٹا رامہرمز پہنچ کر یہ خبر لگی کہ وشمگیر نے اپنا لشکر ماکان بن کاکی کی مدد کو بھیج دیا ہے اور اصفہان اپنے حامیوں سے خالی ہے فوراً سامان جنگ و سفر درست کر کے رامہرمز سے اصفہان آ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے وشمگیر کے ہمراہیوں کو جس قدر اس وقت موجود اور باقی تھے نکال دیا۔

بجکم کا واسط پر قبضہ: بجکم اور ابن بریدی میں مصالحت ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا بجکم سے عقد کر دیا اور پھر دونوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بجکم بلاد جبل کے فتح کرنے کو وشمگیر پر فوج کشی کرے اور ابوعبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معز الدولہ پر حملہ آور ہو۔ اس رائے کے مطابق بجکم نے حلوان کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو بجکم کی کمک پر روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اپنے چند ہمراہیوں کو ابن بریدی کے پاس روانگی سوس اور اہواز کی تحریک کرنے کو بھیج دیا۔ ابن بریدی بہ لطائف الحیل ٹالتا جاتا تھا تا آنکہ ان لوگوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا کہ ابن بریدی بجکم کی مخالفت پر آمادہ ہے ان لوگوں نے بجکم کو اس سے مطلع کر دیا۔ بجکم ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوالقاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مامور کیا اور ابوجعفر بن شیر زاد کو جو اس کی وزارت کا حامی اور سفارشی تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد سامان سفر درست کر کے براہ دریا آخری ذی الحجہ ۳۲۸ھ کو واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر براہ خشکی بھیج دیا۔ ابن بریدی یہ خبر پا کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور بجکم نے واسط میں پہنچ کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ: قبل اس کے دیار مضر' ثغور' قنسرین اور عواصم کی طرف ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات ہم بیان کر آئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت اس نے ان بلاد میں اپنی حکومت کے سکہ کو استقلال و استحکام کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی ہوس سمائی اور لشکر مرتب کر کے حمص کی طرف کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبداللہ اخشیدی معروف بہ بدیر حکمرانی کر رہا تھا۔ ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں رملہ پر قبضہ کرتا ہوا بقصد دیار مصر عریش کی جانب روانہ ہوا۔ اخشید محمد بن طغج مقابلہ

پر آیا۔ پہلے حملہ میں اخشید کو شکست ہوئی ابن رائق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا۔ ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابونصر بھاگ کھڑا ہوا اور بھاگتے ہوئے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن رائق نے ابونصر کی نعش کو نہلا کفنا کر معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اخشید کے پاس مصر بھیج دیا۔ اخشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رائق نے اس طور سے مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اس نے لے لیا۔ ماوراء اس کے شام تک کے بلاد پر ابن رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار سالانہ دینے کا اقرار کیا۔

بیرونی مہمات دمستق کا ملطیہ کا محاصرہ: ۳۲۲ھ میں دمستق والی روم نے پچاس ہزار فوج سے سمیساط کی جانب قدم بڑھایا اور ملطیہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر الامر امان کے ساتھ مفتوح کر لیا اکثر اہل ملطیہ اپنے مال و اسباب اور اہل عیال کی محبت سے نصرانی ہو گئے اور قلیل تعداد بہمراہی بطریق بلاد اسلامیہ بھیج دیئے گئے اس کے بعد دمستق نے سمیساط کو مفتوح کیا اور اس کے مضافات کو تاخت و تاراج کر کے اکثر بلاد ساحلیہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ورقا شیبانی کا جنوہ اور سردانیہ پر قبضہ: ۳۲۳ھ میں قائم علوی نے افریقیہ سے ایک بیڑہ جنگی جہازات کا بلاد کفار کی طرف روانہ کیا۔ جو شہر جنوہ فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا صحیح و سلامت واپس آ گیا ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں ابین رومیوں اور مسلمانوں کے مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا باہم تبادلہ کیا چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقا شیبانی اس مہم کا سرگروہ تھا۔

قاہر اور راضی کے عہد کے عمال: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس وقت علم خلافت کے قبضہ میں سوائے صوبجات اہواز' بصرہ' واسط اور جزیرہ کے اور کوئی ملک باقی نہیں رہ گیا تھا اور بنی بویہ فارس اور اصفہان پر' وشمکیر بلاد جبل پر' ابن بریدی بصرہ پر' ابن رائق واسط پر قابض و متصرف ہو رہا تھا آپ یہ بھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان' ہمدان' قم' قاشان' کرخ' رے اور قزوین میں وشمکیر سے الجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز اور کرمان پر غالب اور متصرف ہو گیا تھا ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

۳۲۱ھ میں تکین خاصگی والی مصر نے وفات پائی خلیفہ قاہر نے بجائے اس کے اس کے بیٹے محمد کو مامور کیا لشکر مصر نے بغاوت کی محمد نے بزور تیغ اس کو زیر کیا۔ اسی سنہ میں بنی تغلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا

---

[1] دمستق نے بعد فتح یابی دو خیمے نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی پھریرہ لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ صلیبی خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا۔ ''جو شخص نصرانیت قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آئے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال اسباب دے دیا جائے گا''۔ دوسرے خیمہ کے دروازہ پر یہ کتبہ تھا ''جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں جائے اس کو ذاتی امان دی جائے گی اور جہاں جانا چاہے گا پہنچا دیا جائے گا''۔ اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہو گئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۲۔

ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان معہ ابوالاعز بن سعید بن حمدان کے مصالحت کرانے کو گیا۔ باتوں باتوں میں بلڑ مچ گیا جس میں ابوالاعز کو ایک تغلبی نے مار ڈالا ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک ان کا تعاقب کرتا گیا۔ حدیثہ میں یانس غلام مونس والی موصل مل گیا۔ بنی تغلب اور بنی اسد اس کے ساتھ ہو گئے اور دیار ربیعہ کی طرف مراجعت کر دی۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابوجعفر اور ابوالفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن طغج کو علاوہ ملک شام کے جو اس کے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری مرحمت فرمائی صوبہ مصر پر احمد بن کیغلغ مامور تھا اسی سنہ میں اسے معزول کیا گیا۔

خلیفہ راضی کی وفات: خلیفہ راضی[1] باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی اس نے چند مہینے کم سات برس خلافت کی۔ اس کے مرنے پر بجکم نے اپنے مصاحبوں اور منشیوں کو مجتمع کیا لیکن عجمی الاصل ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے ممبر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے ممبر پر خطبہ دیا ہے لیکن وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں جن کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے داستان و قصہ گویوں کو مقرر کیا اور ہم نشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا اس کی دولت و حکومت آخری دولت و حکومت ہے جس کے تعلقات جائزے انعامات جاگیرات مطابخ خدم و حشم اور حجاب خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔

---

[1] وقت وفات خلیفہ راضی بتیس برس اور چند مہینے کا تھا بعارضہ استسقاء وفات پائی ادیب شاعر خوش مزاج اور سخی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۱۔

باب : ۲۵

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ

۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

بیعتِ خلافت: بحکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا۔ اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ خلیفہ راضی کی وفات کے بعد اراکین دولت تقرر خلیفہ میں بحکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثناء میں اس کا خط ابو عبداللہ کوفی کی معرفت وارد ہوا۔ لکھا ہوا تھا کہ وزراء، امراء لشکر، قضاۃ، علویین، عباسیین اور روساشہر وزیر السلطنت ابو القاسم سلیمان بن حسن کے پاس مجتمع ہو کر کوفی کے مشورہ سے جس کے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت سے پسند کریں اس کو مسند خلافت پر متمکن کرلیں۔ اس تحریر کے مطابق اراکین دولت، امراء لشکر اور روساشہر نے مجتمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے بالاتفاق منتخب کیا۔ اگلے دن جو کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا۔ محتشم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے مسند خلافت پر جلوہ افروز کیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد "المتقی للہ" کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابو القاسم سلیمان بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا برائے نام قائم و بحال رہا لیکن درحقیقت زمام امور سیاست وانتظام کوفی (بحکم کے سیکرٹری) کے ہاتھ میں رہتی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت مرحمت ہوا۔

بحکم کا خاتمہ: ابو عبداللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ کر آنے کے بعد ایک لشکر ندار کی جانب روانہ کیا۔ بحکم نے بھی اس کے مقابلہ پر بسرافسری توزون فوجیں بھیجیں۔ دونوں فریق گتھ گئے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا اور بحکم کو واسط سے اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ بحکم نے نصف رجب کو واسط سے ندار کی جانب کوچ کیا۔ بعد ازاں توزون کو فتح نصیب ہوئی اثناء راہ میں توزون کا خط جس میں فتح کی اطلاع تھی۔ بحکم کو ملا۔ پڑھ کر خوش ہو گیا۔ سیر وشکار کرتا ہوا نہر جور تک چلا گیا۔ کسی نے یہ خبر کر دی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جس کے پاس بے حد مال واسباب ہے۔ بحکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں معدودے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو شکست ہوئی۔ بحکم نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ اتنے میں ایک نوعمر نوجوان نے پیچھے سے بحکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر آرہا اور فوراً[1] دم توڑ

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳۔

دیا۔ (یہ واقعہ ماہ رجب کی چھبیسویں تاریخ کا ہے)

ابن بریدی کا عروج: بحکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ دیلمی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا قصد مصمم کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آ گئی۔ توانائی وقوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ سب کی تنخواہیں دو چند کر دیں۔ انعامات دیئے۔ باقی رہا ترکوں کا لشکر وہ واسط چلا گیا اور بکتینک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنا لیا۔ بکتینک نے معہ ان لوگوں کے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور بحکم کے مکان کے مال واسباب کی فہرست مرتب کر کے خلافت مآب کے حضور میں پیش کر دی۔ خلافت مآب نے ضبط کر کے داخل خزانہ عامرہ کر لیا۔ ضبط شدہ مال کی قیمت گیارہ لاکھ دینار تھی۔ دو برس آٹھ مہینے امارت کی۔

بریدی کی امارت: بحکم کے قتل کے بعد دیلمی فوج نے پلشوار بن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابن سلار والیٔ طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذربائیجان پر قابض ومتصرف ہوئے اور اتراک اس سے برسر پیکار آئے۔ جب وہ اثناء جنگ میں ترکوں کے ہاتھوں مارا گیا تو دیلم نے بجائے اس کے کورتکین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکتینک (یہ بحکم کا مولائی تھا) کو اپنا امیر بنایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ دیلمی فوج ابوعبداللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر عود ہو گئی۔ لشکر مرتب وآراستہ کر کے بصرہ سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیج دیئے تاکہ ابن بریدی واپس جائے۔ اس کے بعد ترکوں کو بریدیوں سے جنگ کرنے کو بحکم کے مال سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامہ طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بدولت نے ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ کو بغداد سے نہر دیالی کی جانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسط سے بغداد کو روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب ہوا کہ ان میں سے کچھ تو امان حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی ماندہ موصل چلے گئے ان میں توزون اور یحج تھا۔ سلامہ طولونی اور ابوعبداللہ طولونی روپوش ہو گیا۔ مقابلہ میں ایک شخص بھی نہ رہا۔ ابوعبداللہ بریدی بلا مزاحمت ومخاصمت احدے اوائل رمضان المبارک سنہ مذکور میں داخل بغداد ہو گیا اور شفیع کے مکان میں اترا۔

وزیر ابوالحسین کی معزولی: وزیر السلطنت ابوالحسین بن میمون' قضاۃ' ارا کین دولت اور روسا شہر ملنے کو آئے۔ خلافت مآب نے تہنیت کا خط لکھا کھانا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کرتے رہے کچھ عرصہ بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابوالحسین کو اس کی وزارت کے دو مہینے بعد گرفتار کر کے بصرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے مصارف فوج کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلا بھیجا کہ اگر یہ رقم نہ دی جائے گی تو خلافت مآب کا انجام کار بھی وہی ہوگا جو خلفاء معتز' مستعین اور مہتدی کا ہوا ہے۔ خلیفہ متقی نے چار و ناچار پانچ لاکھ دینار بھیج دیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا رہا ملاقات نہ کی۔

ابن بریدی کا فرار: جس وقت ابن بریدی کے پاس رقم مذکورہ مرسلہ خلیفہ متقی پہنچی لشکریوں نے طلبی تنخواہ کا شور وغل مچایا دیلمی فوج ہلڑ مچاتی ہوئی ابوالحسین برادر ابن بریدی کے مکان پر پہنچی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آ کر شریک ہو گئی اور

طوفان بے تمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر پل کو تڑوا دیا۔ عوام الناس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے۔ گھبرا کر مع اپنے بیٹے ابوالقاسم اور چند ہمراہیوں کے واسط کی طرف بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ آخری ماہ رمضان المبارک ۳۲۹ھ کا ہے جب کہ بغداد میں اس کے آنے کو چوبیس یوم گزر چکے تھے۔

کورتکین کی امارت: ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست وانتظام پر مستولی ہو گیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی' خلافت مآب نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو طلب کر کے نظم ونسق امور سلطنت کے اختیارات دیئے مگر وزارت کے لقب سے ملقب نہ کیا۔ قلمدان وزارت ابواسحاق محمد بن احمد الکافی قرار یطی کو سپرد فرمایا۔ بدر خرشنی کو عہدہ حجابت دیا۔ اس کے بعد پانچویں شوال سنہ مذکور کو کورتکین نے بکبنیک کے ترکی سپہ سالار اتراک کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ ترکی اور دیلمیوں میں چھڑ گئی فریقین کا گروہ کثیر کام آ گیا۔ کورتکین تنہا امور سیاسی کی نگرانی کرنے لگا۔ تبدیلی وزارت کو ڈیڑھ ماہ گزر چکے تھے کہ نیا وزیر ابو اسحاق بھی کورتکین کے پنجہ غضب کا شکار ہو گیا۔ بجائے اس کے ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی عہدہ وزارت سے سرفراز ہوا۔

ابن رائق کی امارت: ہم اُوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتراک تجکم سے ایک گروہ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام جا پہنچا۔ سپہ سالاران اتراک سے توزون' بحج' کورتکین اور صیقوان اس گروہ میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو واپسی عراق کا لالچ دلایا۔ اس اثناء میں خلیفہ متقی کے خطوط مشعر طلبی ابن رائق کے نام آئے چنانچہ آخری ماہ رمضان ۳۲۹ھ کو صوبہ شام میں ابوالحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا۔ ناصر الدولہ بن حمدان آنکھیں بچا کر دائیں بائیں ہٹ گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی۔ ابن رائق نے بغداد کا راستہ لیا۔ اتفاق سے ابوعبداللہ بن بریدی کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط بھیج دیا۔ ان لوگوں نے واسط سے دیلم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

کورتکین کی گرفتاری: جس وقت ابن رائق قریب بغداد پہنچا۔ کورتکین لشکر آراستہ کر کے بقصد جنگ عکبرا تک آیا۔ مدتوں ابن رائق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ کو ابن رائق نے معہ اپنے لشکر کے کوچ کیا۔ صبح ہوتے ہوتے شہر کے غربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی' خلافت مآب ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کے سیر وتماشے کے لئے تشریف لے گئے دوسرے دن قریب شام کورتکین بھی بغداد آ پہنچا۔ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے کو نکلا۔ مگر کورتکین کے بغداد آ جانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی طرف واپس جانے کا قصد کیا پھر یہ خیال کر کے کہ بلا جدال وقتال شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو دجلہ عبور کر کے کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور دوسرے حصہ کو اپنی کمان میں لئے ہوئے مقابلہ پر آیا۔ بازاریوں اور عوام الناس کا بھی ایک گروہ اس کے ساتھ تھا وہ بھی گاہ گاہ تیروں کا مینہ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے۔ شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اس اثناء میں ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا۔ کورتکین کے لشکر پر عقب سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امان کی درخواست کی۔ ابن رائق نے ان سب کو معہ ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ کورتکین جان کے خوف

سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ”امیر الامراء“ کا خطاب مرحمت کیا۔ وزیر ابو جعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کیا گیا اور بجائے اس کے احمد کوفی مامور ہوا بعد ازاں ابن رائق کو کورتکین کا سراغ لگ گیا جسے گرفتار کرا کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔

ابن رائق کی ابن بریدی سے مصالحت کی کوشش: ابن رائق بوجہ امارت امراء بغداد میں مستقل طور سے رہنے لگا۔ ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دس محرم ۳۲۳ھ کو بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ بنو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ آئے۔ ابو عبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑھ کر مصالحت کرا دی۔ چنانچہ بنو بریدی واپس آئے۔ دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جس میں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر عشرہ اخیرہ ماہ مذکور میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی' ابن رائق نے صلح' صفائی کے لئے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی اور اس کی طرف سے عہدۂ وزارت پر ابو عبداللہ شیرزاد کو بطور نائب مقرر کیا۔ اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آرہا ہے۔

خلیفہ متقی کا موصل کی جانب فرار: اسی بناء پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کرا کر دار الخلافت کی قلعہ بندی شروع کر دی' موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جا بجا جمع کرائے۔ لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ اس سے امن عامہ خلائق کو سخت صدمہ پہنچا۔ پندرہ جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے۔ ابوالحسین (برادر ابن بریدی) سے دریا اور خشکی میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ بالآخر ابوالحسین نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے دار الخلافت میں داخل ہو گیا خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رائق کے موصل کی طرف بھاگ گیا جبکہ اس کی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قراطیطی روپوش ہو گیا۔

کورتکین کی رہائی: ابوالحسین نے فتح یاب ہونے کے بعد محلسرائے خلافت کو لوٹ لیا گیا۔ امن و امان مفقود ہو گیا۔ کورتکین کو قید سے نکال کر واسط بھیج دیا اور بیچارہ قاہر باللہ سے کوئی متعرض بھی نہ ہوا۔ دار الخلافت میں ابوالحسین نے قیام کیا۔ توزون کو غربی شہر کی کوتوالی دی اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو توزون کے ساتھ تھے۔ ان کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس واسط بھیج دیا۔

بغداد کی تباہی: اس کے ہمراہیوں نے بعد قبضہ و دخل ہونے بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ دن دہاڑے دکانیں لوٹ لی گئیں' رؤسا امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک کر[1] گیہوں جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا۔ اس سے گرانی کی گرم بازاری اس حد تک پہنچی کہ ایک کر گیہوں تین سو دینار

---

[1] کر ایک پیمانہ عراقی ہے جو ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکا کیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع بوزن رائج دو سیر کا۔ اس حساب سے ایک کر ۳۶ من کا ہوا۔ مترجم۔

میں فروخت ہونے لگا۔ انہیں دنوں کوفہ سے رسد آ گئی اور عامل بغداد نے اسے دبا لیا اور یہ ظاہر کیا "عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے"۔ اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا عوام الناس میں بھی چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروہ کام آ گیا۔ لشکریوں کے شور وشغب سے عمال روپوش ہو گئے انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا قتل وغارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ کھیتوں کے کاٹنے کی نوبت نہ آئی۔ لوٹنے والے معہ خوشوں کے لوٹ لے گئے۔ غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا گیا ہو۔

ابن رائق کا خاتمہ: جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا قصد کیا تو خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ ابن حمدان سے امداد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلافت مآب کی کمک پر روانہ کیا اتفاق یہ کہ سیف الدولہ مقام تکریت میں خلافت مآب سے اس وقت دوچار ہوا جب کہ متقی الیہ بغداد سے ناکامی کے ساتھ آ رہے تھے مجبوراً سیف الدولہ بھی خلافت مآب کے ہمراہ موصل واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر شہر چھوڑ دیا۔ فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی۔ آخر کار ابن رائق نے تجدید عہد کی قسم کھائی مراسم اتحاد قائم رکھنے کا اقرار کیا۔ تب ناصر الدولہ نے مراجعت کی اور دجلہ کے شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابومنصور بن خلیفہ متقی اور ابن رائق دریائے دجلہ عبور کر کے ملنے گئے۔ ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کی۔ جس وقت ابومنصور سوار ہو کر واپس ہوا۔ ناصر الدولہ نے ابن رائق سے مخاطب ہو کر کہا "آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے"۔ ابن رائق نے معذرت کی ناصر الدولہ مصر ہوا۔ ابن رائق کو اصرار سے بدظنی پیدا ہوئی۔ سوار ہونے کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رائق ہاتھ چھڑا کر جوں ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا ابن رائق گر پڑا ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا۔ ایک سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

ناصر الدولہ کی امارت: ابن رائق کے مارے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت میں دست بوسی کو حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا اور "ناصر الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ غرہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے اس کے بھائی ابوالحسین کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے "سیف الدولہ" کا لقب عنایت کیا۔ اخشید نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر مصر سے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزداد حکومت کر رہا تھا اس نے اخشید کے پہنچتے ہی امان کی درخواست کی۔ اخشید نے امان دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے دمشق پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد بعد ولایت دمشق سے کوتوالی مصر پر تبدیل کر لیا۔

خلیفہ متقی کی مراجعت: ابوالحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ظلم وجفاکاری کو اپنا وطیرہ بنا لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہوئی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جس کے جہاں سینگ سمائے بھاگ نکلا۔ بجکم خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا۔ توزون، انوش تکین اور ترکوں نے ابوالحسین پر حملہ کرنے کا باہم عہد وپیمان کیا۔ اسی بناء پر توزون نے دیلم کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا انوش تکین نے خلاف معاہدہ ترکوں کو یکجا کر کے توزون کی مخالفت کی توزون اس سے

مطلع ہو کر موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آ جانے سے بہت تقویت ہوئی بغداد کی جانب مراجعت کرنے کی تیاری کر دی۔ ابو الحسن علی بن طیاب کو دیار مضر یعنی الرہا و حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا۔ ابو الحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان بلاد کا والی تھا مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابو الحسین احمد مارا گیا۔ ابو الحسین علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ حاصل کر لیا اور پھر خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچے۔

ابن بریدی کا فرار: ابو الحسین ابن بریدی یہ خبر پا کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس یوم کے بعد واسط کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس میں بدامنی پھیل گئی اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ معہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ماہ شوال سنہ مذکور میں داخل بغداد ہوا۔ ابو اسحاق قراریطی عہدۂ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی مرحمت ہوئی اس کے بعد پھر ابو الحسین ابن بریدی نے لشکر مرتب کر کے بغداد کا قصد کیا۔ بنی حمدان بھی مقابلہ کو نکلے۔ رفتہ رفتہ مدائن پہنچے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابن عم ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدتوں سیف الدولہ اور ابو الحسین ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تا آنکہ سیف الدولہ کو شکست ہوئی۔ ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کر کمک پر پہنچ گیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سیف الدولہ نے دوبارہ صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد ابو الحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب نہ کیا۔ کامیابی کے بعد ناصر الدولہ نے مراجعت کی نصف ذی الحجہ سنہ مذکور کو بغداد پہنچا۔ بعد ازاں سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی۔ بنو بریدی یہ خبر پا کر بصرہ بھاگ گئے اور سیف الدولہ نے قبضہ کر کے قیام کر دیا۔

دیسم والی آذربائیجان: آذربائیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضہ و تصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ہمراہیوں میں سے تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کے مصاحبین میں سے تھا ہارون کے مارے جانے کے بعد وہ آذربائیجان چلا گیا اور اکراد کے کسی رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے بطن سے یہ دیسم پیدا ہوا۔ جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس نے اس کی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذربائیجان کا مستقل مالک بن گیا۔ اس کے بعد سبکری نے جو بلاد جبل میں وشمگیر کا نائب تھا۔ ۳۲۶ھ میں بلا اجازت وشمگیر آذربائیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا دیسم نے وشمگیر کے پاس جا کر پناہ لی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی۔ وشمگیر نے دیلمی فوج سے اس کو مدد دی چنانچہ دیسم دیلمی فوج لئے ہوئے آذربائیجان آیا اور سبکری کو زیر کر کے نکال دیا۔

کردوں کی امارت کا خاتمہ: صوبہ آذربائیجان جو اس سے پیشتر اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا۔ سبکری کی فوج میں اکثر اکراد تھے۔ ان لوگوں نے زمانہ غلبہ سبکری میں بعض قلعات آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ دیسم نے سرداران دیلم کو ملا کر کردوں کو دبانا شروع کیا اور انہیں کے زور بازو سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا۔ انہیں میں صعلوک بن محمد بن مسافر و علی بن فضل وغیرہ تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں صوبہ آذربائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک مٹ گیا ایک گروہ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔ ابو القاسم علی بن جعفر دیسم کا وزیر تھا اس کو اپنے ذی نعمت سے کچھ

خطرہ پیدا ہوا طرم بھاگ گیا۔ ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر موجود تھا۔ یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقع پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں لڑکے دہشودان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے دو چار قلعات پر قبضہ کر لیا تھا۔ طرۃ ان پر یہ ہو گیا تھا کہ دہشودان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کے مال واسباب اور خزائن بھی لے لئے تھے اور اس کو تن تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا۔ علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذربائیجان پر قبضہ کر لینے کا لالچ دیا۔ مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی نحل کے پیوند تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے اور باطنیہ و دیلم دونوں شیعہ ہیں۔

آذربائیجان پر مرزبان دیلم کا قبضہ: علی بن جعفر نے آذربائیجان پر حملہ کرنے سے قبل دیسم کے ہمراہیوں اور مصاحبوں سے خط وکتابت شروع کی اور ان لوگوں کو بہت سا روپیہ دے کر یا دینے کا وعدہ کر کے دیسم سے برانگیختہ کر کے اپنی جانب پھیر لیا۔ علی الخصوص دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنا لیا۔ گو اس وقت بظاہر دیسم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذربائیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ فوجیں مرتب کر کے آذربائیجان کی جانب بڑھا صف آرائی کی نوبت آئی۔ جونہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دیلم جیسا کہ اقرار و وعدہ ہوا تھا۔ بھاگ کر مرزبان کے پاس چلا آیا اور امان حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گیا۔ اس کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک گروہ کثیر چلا آیا۔ دیسم نے معدودے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیہ میں جا کر دم لیا۔ حاجیق بن دیرانی والی آرمینیہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ ان دونوں میں دیرینہ مراسم تھے۔

مرزبان اور علی بن جعفر میں کشیدگی: اس واقعہ سے دیسم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا در اُسے کردوں کی علیحدگی اور دُوری پر سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے۔ آہستہ آہستہ پھر صلح وصفائی کرنے لگا۔ آذربائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے دنوں کے بعد علی بن جعفر (دیسم کا سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ہمراہیوں کو ملا کر در پردہ اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور اُدھر مرزبان کو دم پٹی دے کر اس کے مال واسباب کو ضبط کرا لیا اسی اثناء میں دیلم کو بھی اس نے اُبھار دیا انہوں نے مرزبان کی فوج کے حصہ کثیر کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا۔ اس سے مرزبان کے ہمراہی مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور دیسم کی اطاعت پر تل گئے۔ جب یہ تدابیریں پوری ہو گئیں تو دیسم کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔

مرزبان اور دیسم میں مصالحت: دیسم نے تبریز پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ مرزبان کے ہمراہیوں میں سے اکثر لوگ بوقت مقابلہ دیسم کے پاس بھاگ آئے مگر پھر بھی مرزبان کی عاقلانہ کارروائی اور واقفیت جنگ نے دیسم کو نیچا دکھایا۔ میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آ رہا۔ مرزبان نے محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرہ کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر سے صلح وصفائی کی کوشش کرنے لگا۔ بالآخر علی بن جعفر اور دیسم میں مصالحت ہو گئی۔ دیسم نے تبریز چھوڑ کر اردبیل کا راستہ لیا' مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پر پہنچ کر اس کو اپنے حصار میں لے لیا تا آنکہ دیسم نے طول محاصرہ سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی مرزبان نے منظور کر کے بہ صلح وامان اردبیل پر قبضہ حاصل کیا اور دیسم کو جو کچھ مال وزر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو

پورا کیا۔ اس کے بعد دیسم نے یہ التجا کی کہ مجھ کو مع میرے اہل و عیال کے قلعہ طرم میں بھیج دیجئے۔ چنانچہ مرزبان نے اس درخواست کے مطابق دیسم کو معہ اس کے اہل و عیال کے طرم روانہ کر دیا۔

سیف الدولہ کا زوال: جس وقت بنو بریدی واسط سے بصرہ کی جانب بھاگ آئے اور سیف الدولہ واسط میں خیمہ زن ہوا اسی وقت سے بصرہ پر اس کے دانت لگے ہوئے تھے۔ اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ کو چھین لینا چاہئے مگر قلت مال اور فوج کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد طلب کی۔ اس نے ابو عبداللہ کوفی کی معرفت درستی فوج و سامان جنگ کے لئے روپیہ روانہ کیا۔ توزون اور حجج اس رائے کے مخالف تھے۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے روپوں کو مصلحتاً کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو مال گزاری وصول کرنے کے لئے جامدہ کی جانب روانہ کر دیا اور حجج کو مدار کی طرف۔

اس واقعہ سے پیشتر سیف الدولہ شام و مصر پر حملہ کرنے کی بابت ترکوں سے خط و کتابت کر رہا تھا ہر طرح کی اُمیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس امر پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد خلاف اُمید ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر ہی حملہ کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایک گروہ کو مار ڈالا۔ بے چارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی جانب بھاگ نکلا۔ باقی رہا ناصر الدولہ جب ابو عبداللہ کوفی واسط سے واپس ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتلائے تو اس نے روانگی موصل کی تیاری شروع کی خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے کی ممانعت کی۔ پاس ادب سے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا مگر خلافت مآب کی واپسی کے بعد سامان سفر درست کر کے اپنی وزارت کے تیرہویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ دیلم اور ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ ابو اسحاق قراریطی نے زمام انتظام و حکومت سنبھالی حالانکہ اس کو وزارت کا عہدہ نہیں دیا گیا تھا۔ ابو العباس اصفہانی اپنی وزارت کے اکیاون روز بعد معزول کیا گیا۔

توزون اور حجج کے مابین کشمکش: واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد مابین توزون اور حجج دوبارہ امارت پر مناقشہ پیدا ہوا۔ آخر الامر یہ قرار پایا کہ توزون کو امارت دی جائے اور حجج کمانڈر انچیف افواج مقرر ہو۔ اس کے بعد ابن بریدی پر واسط کے لینے کی طمع غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا۔ توزون سے خط و کتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے قبل حجج امیر جیوش بریدی کی مدافعت کو روانہ ہو چکا تھا اثناء راہ میں ابن بریدی کے ایلچی ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لے کر گئے تھے۔ دیر تک حجج ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس کے جاسوسوں نے توزون سے یہ خبر دیا کہ حجج تو ابن بریدی سے ملا چاہتا ہے۔ توزون یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ راتوں رات سفر کر کے حجج کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے پا بزنجیر زیر حراست تمام واسط لایا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔

سیف الدولہ کا بغداد سے فرار: رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی۔ یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔ فوراً بغداد کی جانب مراجعت کر دی نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون کی مدافعت کی غرض سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے۔ سیف الدولہ نے اپنے

لشکریوں میں ان کو تقسیم کر دیا۔ سیف الدولہ کی آمد کی خبر پا کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اس اثناء میں ان واقعات کی توزون کو بھی خبر لگ گئی۔ واسط میں بجائے اپنے کیغلغ کو بطور نائب کے مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سیف نے یہ خبر پا کر اس لشکر بغداد کے ساتھ جو اس سے آ ملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ حسن بن ہارون بھی تھا۔ اس کے بعد بنو حمدان کے قدم پھر بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت: بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا ''امیر الامراء'' کا خطاب مرحمت فرمایا اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا۔ اس سے پہلے یہ خدمت کوفی کے سپرد تھی۔

ابن بریدی کا واسط پر قبضہ: واسط سے توزون کے چلے آنے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا توزون نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر کم ذیقعدہ سنہ مذکور کو بہ قصد جنگ ابن بریدی بغداد سے کوچ کیا اس سے پیشتر یوسف بن وجیہ والی عمان نے چند جنگی کشتیاں مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی گئی تھی۔ عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر قریب ہلاکت پہنچ چکا تھا مگر کسی ملاح کی کارروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی۔ محرم ۳۳۲ھ میں یوسف شکست کھا کر مضطربانہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس چلا آیا توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔

توزون کے خلاف سازش: محمد بن ینال ترجمان توزون کے نامی سپہ سالاروں میں سے تھا اور یہی بغداد میں زمانہ عدم موجودگی توزون میں اس کی قائم مقامی کر رہا تھا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ ابو جعفر بن شیرزاد توزون سے آ کر مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسن بن مقلہ توزون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں صلاح و مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کو یہ فقرہ دیا کہ ابن بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ بجکم سے ملے ہیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد توزون کے پاس اس غرض سے آیا ہوا ہے کہ دشمنانِ خلافت کو معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے۔ خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر حواس باختہ ہو گیا اور ابن حمدان کے پاس جانے کا قصد کیا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت نے ابن حمدان کو لکھ بھیجا کہ تھوڑی سی فوج خلافت مآب کی محافظت کے لئے بھیج دو۔

ابو جعفر بن شیرزاد کی بغداد میں آمد: جس وقت حسن بن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی جانب سے برانگیختہ کرنے میں کامیابی ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچ محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کی جمعیت سے بغداد میں داخل ہوا اور خلافت مآب کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پیشتر ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل کے ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا چنانچہ اس کے چچا ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیج دی۔ جس وقت یہ فوج وارد بغداد ہوئی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلافت مآب نے اپنے حرم اور لڑکوں کے ہمراہ تکریت کی جانب کوچ کر دیا۔ علاوہ ان کے وزراء اور اعیان حکومت بھی خلافت مآب کے ہمراہ تھے مثلاً سلامت طولونی ابو زکریا یحییٰ بن سعید موسیٰ ابو محمد

مازوائی' ابو اسحاق قراریطی' ابوعبداللہ موسوی' ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابونصر محمد بن ینال ترجمان۔

متقی کی موصل کی جانب روانگی: خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد خفیہ مقام سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم وسفا کی کا بازار گرم کر دیا۔ لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ بھیجا۔ توزون نے واسط کی زمام حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف حضور حاصل کر لیا تھا اور خلافت مآب نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر ہوا۔

توزون کا موصل پر قبضہ: توزون کو اس کی خبر لگی تو لشکر آراستہ کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر آیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان توزون کے ہاتھ رہا۔ سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا توزون نے اس کا اور اس کے بھائی کا لشکر گاہ لوٹ لیا اور بقصد تعاقب موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے معہ خلیفہ متقی موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کیا توزون نے اس سے مطلع ہو کر موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اس روزانہ تگ ودو سے گھبرا گیا تھا۔ نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقہ چلا آیا توزون کو خط لکھ بھیجا کہ میری کشیدگی اور نفرت کا سبب یہ ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا خیر اب رضا مندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ توزون نے اس تحریک کے مطابق ناصر الدولہ سے جس قدر بلاد اس کے قبضہ وتصرف میں تھے ان کی بابت تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد توزون تو بغداد واپس آیا۔ خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں قیام پذیر رہے۔

آل بویہ کا واسط پر قبضہ: معز الدولہ بن بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کر لینے کا لالچ دلاتا تھا ساتھ ہی اس کے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا چنانچہ جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھایا۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ واقرار کے وعدہ خلافی کی اس اثناء میں توزون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معز الدولہ کے واسط کی طرف بڑھنے کی خبر پا کر نصف ذیقعدہ ۳۳۲ھ کو بقصد جنگ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ سترھویں ذیقعدہ کو مقام قباب حمید میں معز الدولہ اور توزون کے مابین لڑائی شروع ہوئی تقریباً دس یوم تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور کنارہ نہر پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور سے منع کرنے لگا۔ معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف بہ قصد قبضہ نہر دیالی بڑھا تو توزون کو اس امر کا احساس ہو گیا۔ چند دستے فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک پایاب مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا دفعتہً حملہ کر دیا۔ معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سروسامانی کے ساتھ مع اپنے وزیر صیمری کے بھاگ کھڑا ہوا۔ چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے حصہ کثیر نے توزون سے امان حاصل کر لی۔ معز الدولہ اور صیمری نے سوس میں جا کر دم لیا۔ کچھ عرصہ بعد فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر

لیا۔ ہوا خواہان ابن بریدی بصرہ چلے آئے۔

ابو یوسف بن بریدی کا قتل: ابو عبداللہ بن بریدی کا سارا مال وخزانہ انہیں لڑائیوں میں جن کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں صرف ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کر کام چلاتا تھا لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ مال وار کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال وزر دیئے کے وقت ابو عبداللہ کو سخت الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابو عبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے ادھر ابو یوسف سے یہ کہہ دیا کہ ابو عبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی دل ہی دل میں اس درجہ رنج وملال بڑھ گیا کہ ابو عبداللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک روز اثناء راہ میں ابو یوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور وغل مچایا نعش دکھا دی گئی تو خاموش ہو کر منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ابو عبداللہ بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا اور جو کچھ مال واسباب اور جواہر نفیسہ پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان جواہر کو خود ابن بریدی نے زمانہ تہی دستی میں پچاس لاکھ درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ یہ جواہرات دراصل بجکم کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جب کہ ابن بریدی نے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دیئے تھے اور بجکم دارالخلافت کے توشہ خانہ اُن کو اڑا لایا تھا جس وقت یہ جواہر ابو یوسف کے روبرو فروخت کی غرض سے پیش ہوئے تھے اُس وقت اس نے ابو عبداللہ بن بریدی کو بہت سخت وسست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی امر دونوں بھائیوں میں عداوت ودشمنی کا باعث ہوا۔

ابو عبداللہ بن بریدی کا انتقال: اس کے بعد ابو عبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مر گیا بجائے اس کے بصرہ میں ابو الحسن حکومت کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا لشکریوں نے بغاوت کر دی اور قتل کی غرض سے شور وغل مچاتے دوڑ پڑے ابو الحسن بھاگ کر ہجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا ابن بریدی کے لشکریوں نے ابو القاسم برادرزادہ ابو عبداللہ بن بریدی کو اپنا امیر بنا لیا۔ کچھ عرصہ بعد ابو الحسن نے ابو طاہر قرامطی سے امداد کی درخواست کی ابو طاہر نے اپنے بھائیوں کو مدد فوج کے ابو الحسن کے ساتھ بصرہ کے حصار اور فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چونکہ ابو القاسم نے بصرہ کی حکومت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا۔ ابو الحسن اور قرامطہ کی کچھ پیش نہ گئی مدتوں محاصرہ کیے رہے بالآخر مابین ابو القاسم اور اس کے چچا ابو الحسن کے مصالحت ہو گئی۔ قرامطہ نے ہجر کی طرف مراجعت کی اور ابو الحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد چلا گیا۔

ابو القاسم والی بصرہ کے خلاف سازش: ان واقعات کے بعد یانس (ابو عبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست و حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی۔ دیلمی سپہ سالار سے ابو القاسم پر حملہ کرنے اور حکومت وریاست پر خود متمکن ہو جانے کے متعلق سازش کر لی۔ چنانچہ ایک روز اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس مجتمع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ابو القاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سمائی یانس اس کو تاڑ گیا۔ بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا۔ دیلمی فوج بھی اس کے اس طرح بھاگنے سے منتشر ہو گئی۔ سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابو القاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کرا کے شہر بدر کر دیا اور کچھ عرصہ بعد یانس کو بھی گرفتار کرا کے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیے اور مار ڈالا۔

ابوالحسن بن بریدی کا انجام: ابوالحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچ کر توزون سے امان حاصل کی اور بمقابلہ اپنے برادر زادہ ابوالقاسم کی امداد کا خواستگار ہوا۔ اس اثناء میں بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال و اسباب و اخراج توزون کے پاس آ پہنچا۔ توزون نے اس کو اس کے صوبہ پر بحال رکھا۔ ابوالحسن کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ بصرہ کے خیال کو دور کر کے ابن شیرزاد کی گرفتاری کے متعلق توزون سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق وقت سے معاملہ برعکس ہوگیا۔ توزون نے الٹا اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابوعبداللہ بن موسیٰ ہاشمی نے یہ سن کر ان فتاویٰ کو پیش کر دیا جو اس نے زمانہ ناصر الدولہ بن ابوالحسن کے جواز قتل کے سلسلے میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے چنانچہ توزون نے مجلس اپنے خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے ان فتاویٰ کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھا دیا بعد ازاں جلا کر راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور ان کے مکان کے لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذی الحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

رومیوں کے بلاد اسلامیہ پر حملے: ۳۳۰ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور قریب حلب تک بڑھ آئے اکثر بلاد اسلامیہ کو لوٹ لیا۔ پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ اسی سنہ میں ثملی طرسوس کی جانب سے بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالا مال ہوگئے۔ کئی بطریق گرفتار کر لایا۔

قیدیوں کا تبادلہ: ۳۳۱ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس ان مندیل کے لینے کو اپنا قاصد بھیجا جس میں بوقت بیعت الرہا بزعم نصاریٰ مسیح نے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس میں ان کی صورت مرتسم ہوگئی تھی اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک گروہ کثیر کو رہا کرنے کا اقرار کیا۔ فقہاء اور قضاۃ نے مندیل کے دینے کے متعلق باہم اختلاف کیا۔ بعض نے یہ رائے دی کہ مندیل کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ مندیل بدستور دار الخلافت میں رہے اور بالفعل مسلمانوں کو نصاریٰ کی قید میں رہنے دیجئے اور بعض نے اس کی مخالفت کی۔ انہیں میں علی بن عیسیٰ تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس مندیل کے دے دینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ اس مندیل کی حفاظت سے بہتر یہ ہے کہ نصرانیوں کے پنجہ غضب سے مسلمان رہا کرا لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق مندیل کو بادشاہ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ فرمایا۔

روسیوں اور مسلمانوں میں چھیڑ چھاڑ: ۳۳۲ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براہ دریا اطراف آذربائیجان آیا اور کر کی راہ سے بردعہ میں داخل ہوا۔ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضا کار کو آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے عساکر اسلامیہ کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوگیا چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب و آراستہ ہو کر آ پہنچیں۔ روسیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ شہر کے عوام الناس ان معرکہ کارزار کو گرم دیکھ کر پتھر برسانے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیا۔ اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے۔ ان کو روسیوں نے قتل و غارت سے پامال کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔

مرزبان کا روسیوں پر جوابی حملہ: روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آگئی قرب و جوار کے مسلمانوں کو مجتمع کر کے تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ روسی مقابلہ پر آئے مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک روز مرزبان نے چند دستہ فوج کمین گاہ میں بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا۔ روسی جوش کامیابی میں

بڑھتے آئے جس وقت کمین گاہ سے رومیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی ان فوج نے کمین گاہ میں سے نکل کر حملہ کر دیا۔ اس ناگہانی حملہ سے رومی گھبرا گئے۔ ان کا سردار مع ایک گروہ کے مارا گیا۔ باقی فوج نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رومی نہایت استقلال سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

اثنائے محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زادہ عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو بردعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لے کر ابو عبداللہ سے لڑنے کو آذربائیجان کی طرف روانہ کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر ابو عبداللہ کو واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے حسب استدعا ناصر الدولہ بغداد لوٹ گیا۔

رومیوں کا فرار: مرزبان کی وہ فوج جو رومیوں کا بردعہ میں محاصرہ کیے تھی۔ توزون کی وفات کے بعد بھی محاصرہ کیے رہی۔ بالآخر رومی طول حصار سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکے لے گئے اور اسی سنہ میں بادشاہ روم نے راس عین پر قبضہ کر لیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی یہ خبر پا کر لڑنے کو آئے۔ باہم لڑائیاں ہوئیں رومی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

عمال اور اہم واقعات: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلافت مآب کے قبضہ و تصرف میں بجز صوبہ اہواز، بصرہ، واسط جزیرہ اور موصل کے کوئی دوسرا صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان قابض تھے۔ معز الدولہ اہواز پر متصرف تھا۔ کچھ عرصہ بعد واسط کو بھی دبا لیا اور بصرہ ابو عبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کے ساتھ بجکم مستولی تھا۔ اس کے بعد ابن بریدی پھر حمدان پھر توزون یکے بعد دیگرے متغلب و مستولی ہوتے چلے آئے۔ نظم و نسق حل و عقد غرض کل زمام حکومت انہیں کے قبضہ میں تھی۔ وزیر السلطنت نام کا وزیر تھا در حقیقت ان لوگوں کا ایک عامل ان کے ہاتھ کا ٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ کل احکام انہی لوگوں کے جاری و نافذ تھے۔ سب سے آخر میں جس نے امور سلطنت کو سنبھالا وہ ابو عبداللہ کوفی (توزون کا سیکرٹری) ہے اور اس سے پیشتر وہ ابن رائق کا سیکرٹری تھا۔ بدر بن جری عہدہ حجابت کو انجام دے رہا تھا۔ مگر ۳۳۰ھ میں معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے سلامتہ طولونی مامور ہوا اور بدر کو فرات کی گورنری دی گئی۔ اخشید سے اس نے جا کر شکایت کی۔ پناہ گزین ہونے کی درخواست دی۔ اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کی۔ اطراف و جوانب کے قابضین و متصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی ہے اس زمانہ میں کوتوال بغداد ابو العباس دیلمی تھا۔

متقی کی معزولی: خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آخر سنہ مذکور تک علی الاتصال بنی حمدان کے پاس رہا۔ اس کے بعد بوجہ طول قیام دلوں سے صفائی جاتی رہی حسن بن ہارون اور عبداللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے توزون کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اخشید آ پہنچا۔ جس وقت حلب میں وارد ہوا ابو عبداللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچازاد بھائی تھے۔) حلب کا والی تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا۔ اخشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور وہ ایک روز قیام کر کے حلب سے رقہ کی

جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں داخل ہو کر خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا اور تحائف پیش کیے۔ وزیر السلطنت ابوالحسین بن مقلہ اور کل حاشیہ نشینان دربار خلافت کو بھی تحفے دیے اور اس امر کی کوشش کی کہ خلافت مآب مصر چل کر قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دارالخلافت بنائیں۔ مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا تب اخشید نے توزون کی بے عنوانیوں سے ڈرایا۔ خلیفہ متقی نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے منافع اور کل بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے کی طمع دلائی۔ پھر بھی کچھ سماعت نہ ہوئی۔

اس اثناء میں توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے ہوا خواہوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر فقہا' قضاۃ' امراء شہر اور نامی نامی عباسیوں اور علویوں کی شہادتیں تھیں' علاوہ اس کے ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ تھے' خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت اخشید کو چھوڑ کر فرات کے راستہ آخری محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیہ میں شرف حضوری حاصل کیا اور زمین بوسی کر کے بولا ''الحمد للہ خلافت مآب نے میرے قول و قرار کو سچا باور کیا میں آپ کی خدمت گزاری کو اس طرح حاضر ہوں جیسے کہ اس سے پہلے تھا''۔

خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا۔

توزون نے خفیہ طور سے خلیفہ متقی اور اس کے کل ہمراہیوں کو حراست میں لے لیا۔ ظاہر داری کے خیال سے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جب اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گزر چکے تھے۔ اس کی آنکھوں پر گرم سلائیاں پھروا دیں۔ آنکھیں جاتی رہیں۔

باب : ۲۶

عبداللہ بن مکتفی مستکفی باللہ ۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ

فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

بیعت خلافت : اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربار خلافت میں لایا گیا۔ حسب مدارج اراکین دولت نے بیعت کی ''المستکفی باللہ'' کا لقب دیا گیا۔ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد ہوا۔

ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی روپوشی : خلیفہ مستکفی نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا گیا۔ نام کی وزارت اس کی تھی جیسا کہ وزراء سابق کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور درحقیقت کل امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سیکرٹری) کو تھا۔ اس کے بعد خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول ومجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو دعوے دار خلافت تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا ہے) کی جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ تا زمانہ خلافت مستکفی روپوش ہی رہا۔ خلیفہ مستکفی جب اس کی جستجو میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔

ابن شیرزاد کی امارت : ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی اس کے تمام زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سیکرٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیج دیا تھا جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد تک پہنچی تو ابن شیرزاد نے ناصر الدین بن حمدان کو امارت کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور وغل مچایا اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور جبراً ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنایا۔ چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے غرہ صفر سنہ مذکور کو باب حرب پر پہنچا۔ دارالخلافت کی تمام فوجوں نے مجتمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے بطیب خاطر فقہاء قضاۃ اور اراکین دولت کے روبرو حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے خلافت مآب کی دست بوسی کی خلافت مآب نے ''امیر الامراء'' کا خطاب مرحمت فرمایا۔

ابن شیرزاد کی نااہلی: ابن شیرزاد کو اس منصب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی مصارف اس قدر بڑھا دیئے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تہی دستی کی نوبت پہنچ گئی۔ ابوعبداللہ بن موسیٰ ہاشمی کو ناصرالدولہ بن حمدان کے پاس روپے لینے کو موصل بھیجا اور ''امیرالامراء'' کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصرالدولہ نے پانچ لاکھ درہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا۔ ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہوا۔ مجبور ہو کر ملازمین رؤسا اور تجارت پیشہ اصحاب پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹیکس لگایا۔ شیرازۂ انتظام درہم برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہو گئی۔ دن دہاڑے چوریاں ہونے لگیں۔ سوداگروں کی دکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں مجبوراً لوگوں نے بغداد سے جلاوطنی اختیار کی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ ینال کوشہ کو واسط پر اور تکریت پر فتح سکری کو مامور کیا۔ چنانچہ فتح سکری بغداد سے روانہ ہو کر سیدھا ناصرالدولہ بن حمدان کے پاس موصل گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصرالدولہ نے اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر متعین کیا۔

معزالدولہ کا عروج: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عہد خلافت خلیفہ متوکل سے گورنران ممالک محروسہ چاروں طرف سے ملکوں کو دبا چلے تھے اور دولت عباسیہ کی حکومت کے ستون یوماً فیوماً بلکہ لحظہ بہ لحظہ مضمحل و کمزور ہوتے جاتے تھے۔ ارکین دولت یکے بعد دیگرے بلاد اسلامیہ پر مستولی ہو کر مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دارالخلافت بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بجائے خود علیحدہ علیحدہ حکمران بن بیٹھے تھے جو ہر ایک بالانفراد بااقتضاء حکومت ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔ ان لوگوں میں سے جو مستقر خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنی بویہ ہے جو اصفہان و فارس پر قابض تھا اور معزالدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز ممبر ہے وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا اور واسط پر بھی اس نے قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرۂ حکومت میں لے لیا تھا۔ خلفاء عباسیہ کے قبضۂ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ بلاد جو مابین دجلہ و فرات کے ہیں باقی رہ گئے تھے۔ اس طرح امراء دولت ان پر مستولی ہوئے جاتے تھے اور جو شخص ان کی حکومت و سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ ''امیرالامراء'' کے لقب سے موسوم ہوتا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تا آنکہ خلیفہ متقی کا دور آ گیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے اس نے ینال کوشہ کو واسط پر مامور کیا جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں۔

معزالدولہ کو سلطان کا خطاب: ینال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معزالدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسط پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے معزالدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ معزالدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصرالدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا۔ خلیفہ مستکفی روپوش ہو رہا معزالدولہ کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے بغداد میں داخل ہوا اس کے بعد اس کا سیکرٹری ابومحمد حسن بن محمد مہلبی بھی آ پہنچا خلیفہ مستکفی کو ڈھونڈ کر دارالخلافت میں لایا۔ معز الدین ابن بویہ اور اس کے بھائیوں عمادالدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی جانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبجات پر مامور فرما کر انہیں القاب سے ملقب کیا اور انہیں القاب کا سکہ رائج کرایا۔ اس کے بعد معزالدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا۔ خلافت مآب نے بغداد کو بھی معزالدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ معزالدولہ سلطان کے لقب سے مخصوص اور ملقب ہوا۔

بہ نظر حالات مندکرہ بالا دولت عباسیہ کے حالات جس کا ذکر کرنا اہم سمجھنا چاہئے اب باقی نہیں رہے اگر چہ مخصوص مخصوص واقعات خلافت مآب کی ذات سے بھی متعلق ہوئے مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں پس اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت مقتفی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کئے جائیں گے اس وجہ سے کہ یہ خلفاء تصرف وحکمرانی سے معطل و بے کار ہو گئے تھے باستثناء معدودے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب و مستولی ہوئے ہیں بیان کریں گے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم بالانفراد احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ کما شرطناہ:

مستکفی تا عہدِ مقتفی میں آلِ بویہ اور ملوک سلجوقیہ

معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر مستولی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت پر اوقات بسری کرنے لگا۔ قبل اس کے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سیکرٹری ابو عبداللہ بن ابو سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبدالرحمٰن شیرازی کو بطور رنج کے عہدۂ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابو احمد قبل خلافت مستکفی ناصر الدولہ کا سیکرٹری تھا جب مستکفی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمد یہ خبر پا کر موصل سے بغداد چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا۔ اسی سنہ میں وزیر السلطنت ابو الفرج اپنی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معز الدولہ نے ابو القاسم والی بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

<u>خلیفہ مستکفی کی معزولی</u>: معز الدولہ کے غالب آنے کے بعد دار الخلافت بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور بجائے تمہارے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے معز الدولہ کو یہ خبر سنتے ہی کشیدگی پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی اثناء میں والی خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا اس کے ساتھ ان کی قوم کے ہوا خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے۔ خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں ہاتھ بڑھایا۔ دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر مسند خلافت سے کھینچ لیا۔ معز الدولہ سوار ہو کر اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو کشاں کشاں معز الدولہ کے مکان پر لا کر چھوڑ گئے۔ اس واقعہ سے شور و غل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس جاتے رہے۔ دار الخلافت لوٹ لیا گیا۔ بازاروں میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہوگئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سیکرٹری) بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے جب کہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گزر چکے تھے۔

<u>خلیفہ مطیع اللہ کی بیعت</u>: اس کے بعد ابو القاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ قبل خلافت یہ بھی مستکفی کی طرح دعوے دار خلافت تھا اس وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو تلاش کرایا اس وقت یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب معز الدولہ وارد بغداد ہوا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آ کر چھپ گیا۔ تا آنکہ خلیفہ مستکفی اس

حالت کو پہنچا۔ تب معز الدولہ نے اس کی بیعت کی اور "مطیع اللہ" کا لقب دیا۔ بعد ازاں معزول خلیفہ مستکفی دربار عام میں پیش ہوا اس نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

خلافت کی حرمت و توقیر کا خاتمہ: اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر ہی خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ و اختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہ گیا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کسی قدر حرمت اور توقیر باقی تھی جس کا پاس و لحاظ اراکین دولت برابر کرتے آتے تھے معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سر پر زوال کی گھٹا چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی جاتی رہی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی صرف جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو اپنی وزارت کا عہدہ عطا کرتا۔

خلافت کی منتقلی کا منصوبہ: اس تغلب و تصرف کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ معز الدولہ دیلم کی قوم میں سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانہ سے علویہ کے جانب وار اور مذہباً متشیع تھے۔ عباسیوں کی ہوا خواہی کا خیال ان کو مطلق نہ تھا۔ معتبر روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت منتقل کرنے کا قصد کیا تھا۔ کسی مشیر نے رائے دی "یہ امر خلاف مصلحت ہے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ جس کی نسبت تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلافت ہے ورنہ ایسا وقت بھی آ جائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ نہ کر سکو گے تمہارے قبضہ سے امر و نہی کا اختیار بھی سلب کر لے گا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر متمکن رہنے دو سیاہ و سفید کرنے کے مختار تم ہو"۔ معز الدولہ نے اس رائے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا مگر کل اختیارات سلب کر لئے اپنی طرف سے عمال مقرر کئے۔

خلیفہ کی حیثیت: دیلمیوں کا دور دورہ ہو گیا۔ سارا عراق ان کے قبضہ میں آ گیا۔ خلیفہ کے قبضہ میں اسی قدر اراضی رہی جو معز الدولہ کی طرف سے بطور جاگیر رفع ضرورت کے لئے ملی تھی۔ البتہ اس قدر ضرورت تھا کہ تخت منبر سکہ فرامین پر مہر کرنا وفود کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات کا دینا خلافت مآب کی ذات خاص کے لئے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسی کے ذریعہ سے جو مدبر امور سلطنت اور مستولی و متغلب خلافت مآب پر ہوتا۔

سلطان کا لقب: بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھتا "سلطان" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی شخص خواہ کیسا ہی اقتدار رکھتا ہو شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ و جلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت منصب لفظاً اور منسوب معناً خاندان عباسیہ میں تھی۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ الامور لا اله غیره۔

آل بویہ کا جبر و تشدد: معز الدولہ کے مستولی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تنخواہ اور روزینے طلب کئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معز الدولہ نے بروقت استیلاء بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کیلئے کافی نہ ہوتا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگائے۔ لوگوں کا مال بلا وجہ ضبط کرنے

لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور امراہیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے بلا استحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ شیرازۂ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ متعلقین کی کچھ پیش نہ جاتی۔ دفاتر بے کار شہر دیہات اور قصبات ویران ہو چلے سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو اور گاؤں کے طالب ہوتے۔ گرانی لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم و جور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھرمار تھی کہ توبہ ہی بھلی۔ پلوں پر ٹیکس پانی کے چشموں پر ٹیکس ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس باغات پر ٹیکس بازاروں پر ٹیکس باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ جبر و ستم سے دو دو بار مال گزاری وصول کی جاتی۔

غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی کچھ عرصہ بعد معز الدولہ کو ہوش آیا۔ انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول و تحصیل کرتے۔ مالیہ کی وصول میں انہیں کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی انتظامی افسر کو کسی امر کی حقیقت معلوم ہوتی رفتہ رفتہ دولت بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی باوجود کثرت ٹیکس اور جرمانوں کے معز الدولہ پر فراہمی مال اور خزانہ کا پر رکھنا دوبھر ہو گیا جو وقت ضرورت کام آ سکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو انعامات کثیرہ دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں۔ وظائف بڑھائے اس سے اس کی قوم میں غیریت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی امر منافرت اور کشیدگی کا موجب ہو جیسا کہ انسانی فطرت میں شامل ہے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ: خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کی استیلاء کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں۔ اسے بے حد شاق گزرا اور لشکر آراستہ کر کے موصل سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ماہ شعبان ۳۳۴ھ کو سامرا پہنچا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر ینال کوشہ اور ایک اور سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام عکبرا میں پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بن سی ہو گئی۔ سپہ سالار نے ینال کو قتل کر ڈالا اور معہ ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے۔ ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبجات میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے معہ خلیفہ مطیع کے کوچ کر کے غربی جانب بغداد میں آ اترا ناصر الدولہ شرقی جانب میں تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔

ناصر الدولہ کی شکست: ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو دیہاتوں میں معز الدولہ کے رسد و غلہ کے بند کرنے کو پھیلا دیا۔ جس سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں گرانی ہو گئی۔ سب کے سب بھوکوں مرنے لگے۔ ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لیکن دین میں اس کا سکہ لینے کی ممانعت کر دی۔ خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی رائج کرایا۔ کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شب خون مارا کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بغداد چھوڑ کر اہواز چلے جانے کا قصد کیا۔ چلتے چلاتے یہ چال چلا اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہو گئی کہ ایک روز شب کو باظہار کوچ اپنے وزیر ابو جعفر صیمری کو فوج کے حصہ کثیر کے ساتھ عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بجائے اس کے بقیہ لشکر کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا۔ ینال کوشہ روک تھام کو مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔ اس اثناء میں معز الدولہ نے بھی حملہ کر دیا اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قتل و غارت

کا بازار گرم ہو گیا۔ بغداد میں بھی غارت گری شروع ہو گئی ہزار ہا آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد معز الدولہ نے امن و امان کی منادی کرا دی۔ چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع محلسرائے خلافت میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور بلا مشورہ و رائے امرائے توزونیہ معز الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امراء توزونیہ کو اس کی خبر لگ گئی بگڑ گئے اور ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر معہ ابن شیرزاد کے شب کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا۔ اس کے بعد اس کے اور معز الدولہ کے مابین مصالحت ہو گئی جیسا کہ اس نے استدعا کی تھی۔

جنگ حدیثہ: ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد متفق ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنا لیا اور ناصر الدولہ کے سیکرٹری، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک ان کے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین میں سنجار، سنجار سے حدیثہ، حدیثہ سے سن آئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ مقابلہ سے پہلے معز الدولہ کا لشکر ان کے وزیر ابوجعفر صیمری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ نے معہ ابوجعفر صیمری موصل میں آ کر قیام کر دیا اور ابوجعفر صیمری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معز الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: اسی سنہ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں معز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ معز الدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی نامی سردار شامل تھے۔ واسط کی طرف بھیجا۔ ابوالقاسم نے یہ خبر پا کر بصرہ سے براہ دریا فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ نامی نامی افسر گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معز الدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کی جانب ابوالقاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ نے معز الدولہ سے بلا حصول اجازت اس راہ سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معز الدولہ نے تہدید کا خط لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابوالقاسم کی فوج امان حاصل کر کے معز الدولہ سے آملی۔ ابوالقاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا چند روز قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابوجعفر صیمری کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے کو اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مطیع بھی بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کے مابین معاہدہ: بغداد میں پہنچ کر معز الدولہ نے موصل کا قصد کیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر خراج بھیج دیا۔ معز الدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ روانگی موصل ملتوی کر دی۔ پھر ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ نے بد عہدی کی۔ جس قدر جلد ممکن ہوا معز الدولہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور باشندگان موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا۔ اس اثناء میں رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے خبر بھیجی کہ لشکر خراسان جرجان اور رے پر چڑھا آتا ہے جس قدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی آخر کار یہ قرار پایا

کہ موصل، جزیرہ اور جس قدر بلاد دمشق وحلب وغیرہ بلاد شامیہ پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے ان پر بشرط ادائے خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ناصر الدولہ کا قبضہ رہے اور جامع مسجد کے ممبروں پر عماد الدولہ، رکن الدولہ اور معز الدولہ بنی بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین کے وکلاء نے دستخط سے اس کو مرتب کر کے مصالحت کا اعلان کر دیا۔ معز الدولہ بغداد اور ناصر الدولہ موصل واپس آیا۔

عمران بن شاہین کے ابتدائی حالات: عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا۔ ادھر ادھر محاصل جمع کر کے حکام کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا۔ ایک جنگل میں جہاں پر متعدد چشمے تھے قیام پذیر ہوا۔ مچھلی اور پرندوں کے شکار پر اوقات بسری کرتا۔ کچھ عرصہ بعد رہزنی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد لشکریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس مجتمع ہو گئی جس سے اس کی قوت بڑھ گئی مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کر ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے امان کا خواستگار ہوا۔ ابوالقاسم نے اس کو امان دے کر جامدہ اور اطراف بطائح کا محافظ ونگران مقرر کیا اسی وقت سے عمران نے آلات حرب اور آراستگی فوج کی طرف زیادہ توجہ کی۔ بطیحہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور رفتہ رفتہ اس کے گرد ونواح پر قابض و متصرف ہو گیا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پا کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابوجعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی۔ عمران اور ابوجعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئی بالآخر عمران کے اہل وعیال گرفتار کر لئے اور عمران بھاگ گیا۔ اتفاق سے اسی عرصہ میں عماد الدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا سارا انتظام درہم برہم ہو گیا لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معز الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ سب کام ٹھیک کرنے کے لئے تم فوراً شیراز چلے جاؤ۔ ابوجعفر اس کے حکم کے مطابق بطیحہ کو اسی حالت پر چھوڑ کر شیراز کی طرف روانہ ہوا اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیحہ واپس آیا پھر اس کے ہوا خواہوں اور دوستوں کو جمگھٹا ہو گیا۔ گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔

عمران اور مہلبی میں جنگ: معز الدولہ کو اس کی خبر لگی اپنے نامی سپہ سالاروں میں سے روز بہان نامی سپہ سالار کو نبرد آزما فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مدتوں بطیحہ کے تنگ راستوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک روز عمران اور روز بہان میں کھلے میدان میں لڑائی ہوئی۔ عمران نے روز بہان کو اس معرکہ میں نیچا دکھا دیا۔ روز بہان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران کے ہمراہیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اثناء راہ میں شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے عمران کی جرأت بڑھ گئی اور وہ دن دہاڑے رہزنی کرنے لگا۔ بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہیں لڑائیوں کے اثناء میں ابوجعفر نے وفات پائی اور اس کے بجائے مہلبی مامور ہوا۔ معز الدولہ نے مہلبی کو جب کہ یہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کو لکھ بھیجا۔ آلات حرب، مال وزر، اسباب جنگ اور جنگ آزمودہ فوج سے مدد دی اور مصارف لشکر کشی میں اختیار کامل دیا۔ چنانچہ مہلبی نے بطیحہ پر فوج کشی کی اور روزانہ حملہ سے عمران کو تنگ کرنے لگا تا آنکہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راہ کے قریب پہنچا۔ روز بہان نے اس خیال سے کہ مہلبی کے سر کامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے یہ رائے دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو تمام فوج کو یکجا کر کے اس تنگ راہ پر قبضہ کر لو۔ مہلبی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ ناتمام رہا۔

ابن شاہین اور معز الدولہ میں مصالحت: روز بہان نے جلا کے معز الدولہ کو مہلبی کی شکایت لکھ بھیجی کہ یہ قصداً

لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس غرض سے کہ کل روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر ڈالے۔ معز الدولہ نے بے سمجھے بوجھے مہلبی کے نام عتاب آمیز خط لکھ بھیجا اور جنگ میں عجلت کرنے کی تاکید کی۔ مہلبی نے بموجب اس حکم کے عمران پر مجموعی قوت سے حملہ کیا بلا خیال کمین و یسار قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلبی پر عقب سے حملہ کیا اور سامنے سے اس فوج نے بھی رک کر یلغار کی جو لڑتی ہوئی پیچھے ہٹتی جاتی تھی۔ مہلبی کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہیوں کی تعداد کثیر گرفتار اور قتل کی گئی۔ نامی نامی افسر قید کر لئے گئے۔ مہلبی نے یہ رنگ دیکھ کر خود کو دریا میں ڈال دیا اور تیر کر نکل گیا۔ مجبور ہو کر معز الدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطائح کی سند حکومت دے کر مصالحت کر لی۔ عمران نے بھی معز الدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا۔ اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہوگئی۔

مہلبی کی وزارت: ابو جعفر محمد بن احمد صیمری' معز الدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا۔ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلبی اس کی قائم مقامی کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی چونکہ معز الدولہ پر مہلبی کی کفایت شعاری' دیانت داری اور انتظام و سیاست روز روشن کی طرح ہویدا ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے معز الدولہ نے ابو جعفر کی وفات کے بعد اس کو عہدہ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں مستقل کر دیا۔ اس کی وزارت خلق اللہ کے حق میں رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تھی جور و ستم کا استیصال کر دیا۔ علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے رفع کر دیا۔ اہل علم و فضل کی قدر افزائی ہونے لگی۔ دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے کو آنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ۳۴۱ھ میں معز الدولہ نے کسی امر پر ناراض ہو کر اپنے مکان میں قید کر لیا مگر عہدہ وزارت سے معزول نہ کیا۔

مہلبی کا بصرہ پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معز الدولہ کا بصرہ کی طرف براہ خشکی اور ان کے ملک سے ہو کر جانا ناگوار گزرا تھا اور اس بارے میں جو کچھ ان دونوں میں معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں چنانچہ جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر لگی کہ قرامطہ بمقابلہ معز الدولہ لشکر آرائی میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ فقط تحریر پر نہ اکتفا کر کے ایک فوج بھی بھیج دی اور خود براہ دریا ۳۴۱ھ میں بصرہ پر یلغار کر دی۔ وزیر مہلبی اس وقت اہواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا۔ یہ خبر پا کر بصرہ کے بچانے کو دوڑا اور یوسف کے پہنچنے سے پہلے بصرہ میں داخل ہو گیا۔ چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب آیا تو گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان مہلبی کے ہاتھ رہا۔ یوسف شکست کھا کر بھاگا۔ مہلبی نے اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں۔

ناصر الدولہ کی بدعہدی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے تین لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۷ھ کا دور آیا ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں موصل پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اس مہم میں اس کے ساتھ اس کا وزیر مہلبی بھی تھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معہ اپنے سیکرٹری اہل و عیال اور کل اراکین دولت کے جن کو امور سیاست میں دخل تھا۔ موصل سے نصیبین اور وہاں سے موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو قلعہ کواشی وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد و غلہ موصل پہنچانے سے منع کر دیا اس سے معز الدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معز الدولہ نے سبکتگین حاجب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کر کے

نصیبین کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجار میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجار کی جانب روانہ کر دی۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں جنگ و مصالحت: ناصر الدولہ کی اولاد کو اس کی خبر نہ تھی۔ حالت غفلت میں معز الدولہ کی فوج نے شب خون مارا ناصر الدولہ کی فوج بے سروسامانی سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معز الدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب کے فراہم کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس امر کا احساس کر کے معہ اپنی فوج کے لوٹ پڑی اور معز الدولہ کی فوج کو خوب پامال کیا اور اکثر حصہ فوج کا کام آ گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لی گئی معز الدولہ چھلا کر نصیبین کی طرف بڑھا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کر میافارقین میں جا کر قیام کیا۔ مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے روزانہ تگ و دو اور خطرہ جنگ سے گھبرا کر معز الدولہ کی خدمت میں امان کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معز الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معز الدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار انتیس لاکھ درہم اور ان قیدیوں کی رہائی پر جو سنجار میں تھے۔ مصالحت ہو گئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۴۸ھ میں معز الدولہ نے عراق کی جانب مراجعت کی۔

معز الدولہ کے محل کی تعمیر: ۳۴۵ھ میں معز الدولہ علیل ہوا علالت اس درجہ طول پکڑ گئی کہ وصیت کر دی مگر اس کے بعد ہی صحت ہو گئی اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے بقصد اہواز کلواذا چلا گیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور احباب نے اس کی ترک اقامت بغداد پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کی رائے دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک لاکھ دینار کے صرف سے بالائے بغداد میں مکان بنوایا۔ صرف کثیر ہونے کی وجہ سے لوگوں سے جبراً روپیہ وصول کیا۔

جامع بغداد پر شیعی کتبہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس امر نے بنی بویہ کو خاندان عباسیہ سے منصب خلافت و امارت کے منتقل کرنے کو روکا ہے اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک روز صبح کو یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی لعن اللہ معاویۃ بن سفیان و عن غصب فاطمۃ فدکاً و من منع عن دفن الحسن عند جدہ و من نفی ابا ذر و من اخرج العباس عن الشوریٰ[1]۔ معز الدولہ کی طرف اس عبارت کی کتابت کی نسبت کی جاتی ہے۔ اگلی رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے اس رائے کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ مٹی ہوئی عبارت کے بجائے فقط معاویہ اور ظالمین آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن طعن لکھا جائے۔

عید غدیر اور تعزیہ داری کی ابتداء: اسی سنہ کے اٹھارہویں ذی الحجہ کو معز الدولہ نے عید غدیر[2] کی بناء ڈالی لوگوں کو بغرض اظہار زینت شہر کو چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور سنہ آئندہ میں یوم عاشورہ (یعنی دس محرم کو) بغرض

---

[1] معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اس پر ہو جس نے فاطمہ سے فدک چھین لیا ہے اور اس پر ہو جس نے حسن کو ان کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اس پر ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

[2] اسی عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں۔ اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں۔ تحفہ مطبوعہ شمر ہند لکھنو صفحہ ۳۰۶۔

اظہار غم شہادت حسین یہ حکم عام صادر کیا کہ کل دکانیں بند کر دی جائیں کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کی جائے۔ باشندگان شہر و دیہات ماتمی لباس پہنیں' علانیہ نوحہ اور بین کریں۔ عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کیے ہوئے نکلیں اس طرح پر کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو۔ شیعوں نے اس حکم کی بخوشی خاطر تعمیل کی اہل سنت دم تک نہ مار سکے کیونکہ زمام حکومت شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکوم تھا ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ اہل سنت برداشت نہ کر سکے۔ مابین ان کے اور شیعہ کے فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے بطائح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کیا اور واسط میں پہنچ کر ابوالفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطائح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسط سے ابلہ کو روانہ ہوا ابلہ میں کچھ عرصہ قیام کر کے ایک عظیم الشان لشکر عمان کی جانب بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ نافع والی عمان بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عمان اور اہل شہر نے متفق ہو کر ایک شخص جو انہیں میں سے تھا منصب امارت پر مامور کیا کسی شخص نے اس کو مار ڈالا تب دوسرے شخص عبدالرحمٰن بن احمد بن مروان نامی کو جو قاضی عمان کے قرابت داروں میں سے تھا۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا عہدۂ کتابت عطا کیا۔ ایک روز عبدالرحمٰن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کو انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سوڈانی اور سفید جھنڈے والی فوجیں آپس میں بوقت تقسیم انعام اور عدم مساوات میں جھگڑ پڑیں۔ سوڈانیوں نے سفید پھریرے والی فوج کو دبا لیا۔ عزیز بر آں عبدالرحمٰن امیر عمان کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدۂ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچا۔ چنانچہ جب معز الدولہ سنہ مذکور میں وارد واسط ہوا تو نافع اسود سابق والی عمان نے حاضر ہو کر اپنی سرگزشت عرض کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نافع کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے واسط سے ابلہ آیا اور ایک سو جنگی کشتیاں فراہم کر کے بسرافسری ابوالفرج محمد بن عباس بن عبنا غس عمان پر براہ دریا فوج کشی کر دی تو ذیحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمان پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ ہزارہا اہل عمان معرکہ کارزار میں کام آ گئے۔ نواسی کشتیاں اہل عمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معز الدولہ نے واسط کی طرف مراجعت کی اور اپنی فوج کے اس حصہ سے جا ملا جو عمران کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ اس مقام پر پہنچ کر معز الدولہ علیل ہو گیا اور اسی اثناء میں عمران سے مصالحت بھی ہو گئی لہٰذا بغداد واپس آیا۔

وزیر مہلبی کی وفات: ماہ جمادی الاآخر ۳۵۲ھ میں وزیر مہلبی ایک عظیم لشکر کے ساتھ عمان کے سر کرنے کو روانہ ہوا اثنائے راہ میں علیل ہو گیا۔ مجبوری بغداد کی جانب مراجعت کی مگر بغداد پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں پیام اجل آ گیا اور اس دنیا سے سفر کر گیا۔ نعش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لائے اور دفن کر دیا۔ تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معز الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین' خدام اور جس نے ایک دن بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوالفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن عبنا غس امور سیاست و سلطنت کے نگران اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معز الدولہ کی وفات: جس وقت معز الدولہ عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا۔ علیل تھا۔ بغداد میں

پہنچ کر علالت نے ترقی کی۔ نشست و برخاست سے مجبور ہو گیا۔ اراکین دولت اور ہوا خواہان ملت وسلطنت کو جمع کر کے اپنے بیٹے عز الدولہ بختیار کو ولی عہد بنایا اور صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ بائیس برس حکومت کی۔

عز الدولہ کی حکومت کا آغاز: معز الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ معز الدولہ نے بوقت وفات عز الدولہ کو رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہیں کے مشورہ سے کل امور سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابوالفضل عباس اور ابوالفرج محمد کو ان کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی مگر عز الدولہ نے کرسی امارت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ان وصیتوں کی پرواہ نہ کی اور لہو و لعب میں معروف ہو گیا۔ گویوں' عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس وجہ سے ان لوگوں کو عز الدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ عز الدولہ نے نامی نامی سرداران دیلم کو بغداد سے اُن کی جاگیرات کی طرف نکال باہر کیا۔ اراکین دولت اور اکابرین ملت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ والوں کی گرم بازاری ہوئی انہوں نے متفق ہو کر عز الدولہ سے اپنے وظائف اور زور سے بڑھا لئے۔ ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی اور کامیاب ہو گئے اس اثناء میں ابوالفرج محمد بن عباس وارد بغداد ہوا۔

ابوالفرج کی بغداد میں آمد: ابوالفرج معز الدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی' الفرج نے اس خیال سے کہ ابوالفضل عباس عہدہ وزارت پر متمکن نہ ہو جائے اور عز الدولہ مجھ ہی کو عمان میں قیام کا حکم نہ دے دے' عمان کو عضد الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔ اتفاق یہ کہ ابوالفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے پیش نظر رکھا تھا وہی وقوع میں آ گیا۔

حبشی بن معز الدولہ کی سرکوبی: اس کے بعد ۳۵۶ھ میں حبشی بن معز الدولہ نے اپنے بھائی عز الدولہ کے مقابلہ پر علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ عز الدولہ نے اپنے وزیر ابوالفضل عباس کو حبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مامور اور روانہ کیا ابوالفضل باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہوں واسط میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ لکھ دیا کہ میں یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو بصرہ مصالحت کے ساتھ دیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمران رہو مگر اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر حبشی اس دم پٹی میں آ گیا اور دو لاکھ درہم خزانہ سے برآمد کر کے ابوالفضل کے پاس بھیج دیئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھ رہا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور سے مجھے ملا چاہتی ہے۔ ادھر ابوالفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت و تاریخ مقررہ پر ابلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا۔ دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا اس کے سارے لشکر پامال ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مقید کر کے رامہرمز بھیج دیا گیا اس مال و اسباب کے علاوہ جو اس واقعہ میں لوٹ لیا گیا دس ہزار مجلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کہہ سن کر رہائی دلا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عضد الدولہ نے اس کے گزارہ کے لئے جاگیر دی تا آنکہ ۳۶۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالفضل کی معزولی: ابوالفضل نے عز الدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جور و ستم کا دروازہ کھول دیا۔ محمد بن بقیہ

ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا عزالدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا جس وقت رعایا نے ابوالفضل کے ظلم وستم سے داویلا مچانا شروع کیا عزالدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابوالفضل کو معزول کر کے محمد بن بقیہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا جب تک اس کے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال وزر رہا اس وقت انتظام وسیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا کچھ عرصہ بعد جب یہ مال وزر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم وستم ہونے لگے۔ گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ قصبات اور شہر ویران نظر آتے تھے جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہوگئی ترکوں اور عزالدولہ میں چل گئی۔ ابن بقیہ نے سمجھا بجھا کر مصالحت کرا دی اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عزالدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اس کے ہمراہ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی۔ سبکتگین اور اس کے ہمراہیوں کو جان کے لالے پڑ گئے مگر عزالدولہ نے مال وزر دے کر ان کو راضی کر دیا۔

ابن بقیہ کی وزارت: ۳۵۶ھ[1] میں ابوتغلب نے اپنے باپ ناصر الدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور دارالخلافت بغداد کا قصد کیا اس اثناء میں اس کے بھائی حمدان وابراہیم عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد واعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عزالدولہ عمان اور بطیحہ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں مصروف تھا۔ اس لئے ان کی استدعا کی طرف متوجہ نہ ہوا تا آنکہ عزالدولہ نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس وقت وزیر ابوالفضل کو معزول کر کے ابن بقیہ کو وزارت کا معزز عہدہ دیا اور ابراہیم وحمدان کی کمک کو لشکر آراستہ کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابوتغلب معہ اپنے ہمراہیوں اور کاتبوں اور دفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عزالدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ سبکتگین نے بغداد کے باہر ابوتغلب سے لڑائی چھیڑ دی اسی اثناء میں اہل سنت وشیعہ کے مابین غربی بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابوتغلب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطیع' وزیر السلطنت اور عزالدولہ کے کل ہمراہیوں کو گرفتار کر لینا چاہیے۔ یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب یہ امر وقوع پذیر ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابوتغلب کو موصل۔

ابوتغلب اور ابن بقیہ کے مابین معاہدہ: لیکن سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عمل درآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابوتغلب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں آخرکار ان شرائط سے صلح ہوئی۔ (۱) ابوتغلب جیسا کہ اس سے پیشتر خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔ (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو باستثناء ماردین کے اور کل مال واسباب واپس دے۔ صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابوتغلب نے موصل کی جانب مراجعت کی اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا۔ ہنوز عزالدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابوتغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ اثنائے کلام میں ابوتغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور آئندہ مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے۔ عزالدولہ نے ابوتغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کیا اور اپنی بیٹی زوجہ ابوتغلب کو رخصت کرا کر بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عزالدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس وجہ سے کہ زمانہ قیام عزالدولہ میں اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر عبارت متروک ہے۔ مترجم۔

ابوتغلب کی سرکشی اور اطاعت : ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابوتغلب نے ایک گروہ کو اپنے ہمراہیوں میں سے جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی قتل کر ڈالا ہے اور ان کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ سن کر سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو بقصد موصل لوٹ پڑا اور یہ قصد کر لیا کہ ابوتغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابوتغلب نے اس سے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابواحمد موسوی والد شریف رضی تکمیل صلح کو ابوتغلب کے پاس آیا۔ ابوتغلب نے حلفیہ بیان کیا کہ میرے علم واقفیت میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے امان حاصل کی تھی نہیں مارے گئے۔ شریف ابواحمد نے اس بیان کو سچا باور کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابوتغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس آیا۔

عزالدولہ کا زوال : عزالدولہ کے پاس جہاں مال وزر کی کمی تھی وہاں فوجی مصارف کی بے حد زیادتی تھی آئے دن تنخواہ اور وظائف کے نہ ملنے پر شور وغل مچا رہتا تھا۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال وزر میں مصروف رہتا۔ چنانچہ اس غرض سے موصل گیا۔ جب کچھ کار برآری نہ ہوئی تو اہواز کا قصد کیا۔ سبکتگین اور اس کے ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ نہ دیا۔ اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور دیلمیوں کے مابین ان بن ہو گئی اور دوسرے نے متصادم ہو گئے بڑی خون ریزی ہوئی۔ ادھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی ادھر دیلم کے سرداروں نے روح عاو سپہ سالاران ترک کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا والی اہواز اور اس کا کاتب بھی گرفتار کر لیا گیا دار الامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے تمام شہر میں ان لوگوں کی خون ریزی کی منادی کرا دی گئی رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک پہنچی اس وقت یہ بغداد میں تھا۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ ترکوں کو مسلح کر کے عزالدولہ کے مکان کو جا کر گھیر لیا دو روز تک محاصرہ رہا۔ آگ لگا دی لوٹ لیا اور اس کے بھائی اور ماں کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کے ساتھ دینے کا قصد کیا۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ مجبوراً اسے خلافت میں واپس کر دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور ان پر قابض ہو گئے۔ اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی کرخ جلا دیا گیا اور اہلسنت کا پھر دور دورہ ہو گیا۔

باب : ۲۷

عبدالکریم بن مطیع الطائع للہ

۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

خلافت سے دستبرداری: خلیفہ مطیع عارضہ فالج میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل و حرکت سے معذور تھا مگر کسی پر اس امر کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا اتفاق سے اس واقعہ میں جو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس امر پر مجبور کیا کہ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمایئے چنانچہ اس تحریک کے مطابق ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انتیس برس گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی۔ اسے ''الطائع للہ'' کا لقب دیا گیا۔

بیرونی مہمات: جس زمانہ سے ناصر الدولہ بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبا لیا تھا اسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حمص پر قبضہ کر لیا تو صوائف کا انتظام و انصرام اسی کی طرف منتقل ہو آیا۔ چنانچہ صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں بلاد اسلامیہ پر خوب خوب حملے کیے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل و نصب عمال کی کیفیت یہ ہوئی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ سے تقرر و تبدیلی کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا اور حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں احاطہ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم جداگانہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

افتگین کی امارت: جس وقت اہواز میں بہ زمانہ قیام عز الدولہ ترکوں اور دیلمیوں میں شکر رنجی پیدا ہو گئی اور فریقین میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور سبکتگین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تو مجبوراً عز الدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا اور آزاد رویہ کو جو اس سے پہلے والی اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کو

واسط کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد جس جس کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اس سے سبکتگین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچا زاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواست گار ہوا ابو تغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کو آ ؤ اس کے معاوضہ میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج بہمراہی و بسر گروہی اپنے وزیر ابو الفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابو الفتح کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر جانے کو لکھ بھیجا مگر اس نے اس امید پر کہ عز الدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں بہانہ کر دیا۔

عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ و جدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دیلمیوں کے ساتھ ہو کر میدانِ جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابو تغلب اس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین کو معہ ایک فوج کے تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ چنانچہ جس وقت ترک بغداد سے بقصد جنگ عز الدولہ واسط کی طرف آئے ابو تغلب نے بغداد کا راستہ لیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی۔ دن دہاڑے بازار لٹ رہے تھے۔ خلق اللہ بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابو تغلب نے زمامِ انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لی اور چوروں بدمعاشوں اور غارت گروں کے پنجہ غضب سے اہل شہر کو بچا لیا ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اس کے باپ خلیفہ معزول مطیع کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ رفتہ رفتہ دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا ترکوں نے اپنے نامی سپہ سالار افتکین کو اپنا سردار بنا لیا جو معز الدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ پچاس یوم تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا۔ عز الدولہ کمال استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضد الدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

عضد الدولہ اور عز الدولہ کا بغداد کا محاصرہ: عضد الدولہ نے عز الدولہ کے متعدد خطوط مشعر طلبی امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم اور سامانِ جنگ و سفر درست کر کے باظہار امداد عز الدولہ فارس کی جانب کوچ کیا مقام اہواز میں ابو الفتح بن عمید عضد الدولہ کے باپ کا وزیر لشکر لئے ہوئے آملا۔ دونوں واسط کی جانب روانہ ہوئے۔ افتکین اس سے مطلع ہو کر واسط چھوڑ کر بغداد کو روانہ ہو گیا اور ابو تغلب بغداد سے موصل واپس آیا۔ عضد الدولہ نے واسط میں پہنچ کر ذرا دم لیا اور پھر سامانِ سفر و جنگ درست کر کے شرقی بغداد کی طرف کوچ کیا اور عز الدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عز الدولہ نے ضبہ بن محمد اسدی (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا) بنی شیبان اور ابو تغلب بن حمدان کو رسد و غلہ کے روکنے کو لکھ بھیجا اور یہ ہدایت بھی کر دی کہ وقتاً فوقتاً اطراف و جوانب بغداد کو تاخت و تاراج کرتے رہو اس سے بغداد میں گرانی ہو گئی اور شہر میں غارت گری شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔

بغداد میں ترکوں کا قتل عام: عوام الناس نے افتکین کا مکان لوٹ لیا۔ افتکین گھبرا گیا محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کو نکلا تو عضد الدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور ان کو شکست دے دی ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا جو زندہ گرفتار

کئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا باقی ماندہ نے تکریت میں جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاوّل ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ داخل بغداد ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کے متعلق خط و کتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آٹھ رجب سنہ مذکور کو خلیفہ طائع براہ دریا بغداد واپس آیا عضدالدولہ نے مکلسرائے خلافت میں خلیفہ طائع کو فروکش کیا اور ایک روز کشتی پر سوار ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کو دارالخلافت میں حاضر ہوا۔

عزالدولہ کی گرفتاری: اس کے بعد عضدالدولہ نے ادھر عزالدولہ کے لشکریوں کا اشارہ کر دیا کہ وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور وغل مچانے لگے۔ ادھر عزالدولہ کو یہ سکھایا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو بے التفاتی سے ان کی درخواستوں کو لو بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے عمارت و حکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہو گئے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرا دوں گا۔ عزالدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل ارا کین دولت سے بات تک نہ کی یونہی واپس گزر دیا۔ لشکریوں کے شور وغل کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تین روز تک یہی بحث و تکرار رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے چوتھے روز عضدالدولہ نے عزالدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر لیا لشکریوں پر اس کی چالاکی اور عاجزی کو ظاہر کر کے انعام و صلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔

عضدالدولہ کے خلاف بغاوتیں: مرزبان بن عضدالدولہ والی بصرہ تھا اس نے عضدالدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضدالدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عزالدولہ پر کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کر بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور اس صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے تا حیات صحت یاب نہ ہوا۔ اس سے قبل محمد بن بقیہ (عزالدولہ کا وزیر) عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبہ اہواز کی حکومت پر مامور تھا اس واقعہ سے اس نے بھی عضدالدولہ کا پیمان اطاعت اپنے دوش سے اتار کر رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی۔ سہل بن بشیر (وزیر افتکین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضدالدولہ سے منحرف و سرکش ہو گیا۔ غرض عزالدولہ کو گرفتار کرنا عضدالدولہ کے حق میں سم قاتل ہو گیا چاروں طرف بغاوت و مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عضدالدولہ نے اس جوش کو فرو کرنے کو فوجیں روانہ کیں محمد بن بقیہ نے لڑ کر ان کو پسپا کر دیا اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور نیز مرزبان والی بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے ہوا خواہ تھے لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

عضدالدولہ کی مصالحت کی درخواست: عضدالدولہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ اب قابو سے سلسلہ امداد منقطع ہو گیا ہے اور عزالدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضدالدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا ''عزالدولہ میں سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضہ و اقتدار سے نکل جاتی میں ابھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اور عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ آپ جس صوبہ پر مناسب سمجھئے مقرر و مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بہ نفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تو میں اس امر

پر بھی راضی ہوں۔ بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنا ہر کام آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ سفید و سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں گے تو میں یہ خیال خطرۂ آئندہ عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں اور ہمراہیوں کے قتل کر ڈالوں گا''۔

رکن الدولہ اس پیام کو سن کر شدت طیش سے کانپ اٹھا۔ ایلچی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ ایلچی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد پھر ایلچی کو بلوایا اور ہر پیام کا سختی کے ساتھ جواب دے کر عضدالدولہ کی طرف واپس کر دیا۔

عزالدولہ کی رہائی: اس کے بعد ہی ابوالفتح آ پہنچا۔ رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابوالفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی ابوالفتح نے حاضر ہو کر عضدالدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس امر کا وعدہ کیا کہ میں کہہ سن کر عضدالدولہ کو فارس واپس کر دوں گا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا ٹھنڈا پڑا اور ابوالفتح کو عضدالدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کیا۔ عضدالدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس کی روانگی کا قصد کیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے جلوہ افروز کیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کا بھائی ابحاق امیر الجیوش مقرر کیا جائے جو کچھ مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کر کہ تین یوم کے بعد میرے پاس چلے آنا۔ فارس کا راستہ لیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ کی شکر رنجی: ابوالفتح عضدالدولہ کی روانگی کے بعد عزالدولہ کے ساتھ عیش و عشرت کے مشاغل میں مصروف ہو گیا۔ عضدالدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تکمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہارے سپرد کیا جائے گا اور ابن بقیہ کو طلب کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار مرحمت کیا۔ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا خزانہ پر کر لیا جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا طالب ہوتا لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ وہ تنخواہ اور وظائف کی طلبی کا شور و غل مچاتے۔ عزالدولہ پر اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افتگین کا دمشق پر قبضہ: افتگین مدائن میں عضدالدولہ سے شکست کھا کر شام کی جانب بھاگا اور قریب حمص میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن موہوب عقیلی (جو معز الدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افتگین کی خبر پا کر گرفتار کرنے کے قصد سے بڑھا لیکن ابن ارادہ میں ظالم کو کامیابی نہ ہوئی۔ واپس آیا اور افتگین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ابان نامی ایک شخص خلیفہ معز الدین اللہ علوی کا خادم حاکم دمشق تھا عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا رعب سلطنت و حکومت دلوں سے اٹھ گیا تھا روسائے شہر افتگین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیز روافض کے اعتقادات سے ہماری گلوخلاصی کرائیے۔ افتگین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے داخل دمشق ہوا۔ ابان کو نکال کر دارالامارت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۳۶۴ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر شہر اور سواد شہر کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہوا جن عربوں نے

سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متفق ہو کر سر اٹھایا لیکن افتکین کی حسن تدبیر سے بہت جلد دب گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس مال و اسباب کافی مقدار سے جمع ہو گیا اور لشکر بھی درست و تیار اور فراہم ہو گیا خلیفہ معز الدین علوی اس کی ترقی کو سن سن کر محبتانہ اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ افتکین نے شکریہ و سپاس کا جواب تحریر کیا اس پر خلیفہ معز نے افتکین کو بلا بھیجا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی طرف سے امارت دمشق دینا چاہتا ہوں افتکین کو اس امر پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز نے بقصد افتکین لشکر فراہم کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ اتفاق سے اثناء راہ میں مر گیا یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخبارات دولت علویہ میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کا انتقال: فارس کی جانب عضد الدولہ کے واپس ہونے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کا ۳۶۶ھ میں انتقال ہو گیا وہ قبل وفات اپنے بیٹے عضد الدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اس کو اپنا ولی عہد بھی بنا لیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

عز الدولہ اور عضد الدولہ کی جنگ: رکن الدولہ کی وفات کے بعد عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے اکثر سپہ سالاران و امراء رکن الدولہ مثلاً فخر الدولہ اور حسنویہ کردی سے سازش شروع کر دی۔ ابو تغلب بن حمدان اور عمران بن شاہین سے عضد الدولہ کے مقابلے کے لئے امداد و اعانت کا خواستگار ہوا۔ ادھر عضد الدولہ کو ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے لشکر مرتب کر کے بقصد عراق کوچ کر دیا۔ ادھر عز الدولہ نے بھی حسنویہ و ابن حمدان کی زبانی وعدہ امداد کے بھروسہ پر یلغار کا حکم دے دیا مگر حسنویہ اور ابن حمدان نے ایفائے وعدہ نہ کیا اور عز الدولہ رفتہ رفتہ اہواز پہنچا۔ وہاں عضد الدولہ سے مڈبھیڑ ہو گئی ایک خون ریز جنگ کے بعد عز الدولہ کو شکست ہوئی عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ عز الدولہ نے بحال پریشان واسط کا راستہ لیا۔ عمران بن شاہین نے یہ خبر پا کر کچھ آلات حرب اور بہت سا مال و اسباب اور تحائف عز الدولہ کے پاس روانہ کئے عز الدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد واسط واپس آیا۔

عضد الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: عضد الدولہ نے عز الدولہ پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی طرف بھیج دی جس نے اس پر بھی بہ آسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو گروہ عظیم قابض تھے ایک مضر دوسرا ربیعہ۔ مضر کا میلان عضد الدولہ کی جانب تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے۔ عز الدولہ کی شکست سے ربیعہ کی رہی سہی وہ قوت بھی جاتی رہی۔ مضر نے عضد الدولہ سے بصرہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی چنانچہ اس نے مضر کی تحریک و تحریر کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی عز الدولہ اثناء قیام واسط میں مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا۔ بغداد اور بصرہ میں جس قدر زر اور جس پر اس کا دسترس تھا سب کو فراہم کر لیا اور روز یر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور عضد الدولہ سے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا۔ نامہ بروں اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عبدالرزاق اور بدر پسران حسنویہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر آ پہنچے عز الدولہ نے سلسلہ پیام مصالحت منقطع کر کے بغداد کا راستہ لیا اور عضد الدولہ نے واسط کا رخ کیا اور واسط میں کچھ عرصہ قیام کر کے بصرہ چلا آیا۔ بصرہ میں مابین مضر و ربیعہ ایک سو بیس برس سے رنجش کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آ رہا تھا عضد الدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرا دی۔

ابوالفتح بن عمید کی گرفتاری: انہیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور عضد الدولہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کر لیتا ہے اور ناک کٹوا کر آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیتا ہے اس الزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے سازش کر لی تھی اور کنارہ فرات پر عزالدولہ کے ساتھ مدتوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضد الدولہ سے اس کی خبر کر دی عضد الدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کا لکھ بھیجا عزالدولہ نے عضد الدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کر لیا اسی ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عزالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں عزالدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

ابن بقیہ کا انجام: اس کے بعد عضد الدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا۔ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر باد کہہ کر شام کا راستہ لیا عضد الدولہ بغداد میں داخل ہوا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک جدید رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پیشتر کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ اس ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کر ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی نے ذرا سی حرکت کی اور اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔

عزالدولہ کا خاتمہ: عزالدولہ کے ہمراہ بوقت روانگی شام حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (برادر ابوتغلب بن حمدان اول) بھی تھا عکبرا میں پہنچ کر حمدان نے عزالدولہ کی بہت خاطر داری کی اور سمجھا بجھا کر موصل کی طرف لے چلا حالانکہ عضد الدولہ نے عزالدولہ سے ابوتغلب کے ممالک مقبوضہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں وارد ہوا ابوتغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالہ کر دو تو میں خود تمہاری مدد کو آؤں گا اور تمہارے ساتھ ہو کر عضد الدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر متمکن کر دوں گا۔ عزالدولہ کو حکومت کی طمع دامن گیر ہوئی حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابوتغلب کے پاس بھیج دیا ابوتغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوتغلب نے بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ بہ ہمراہی عزالدولہ بغداد کی جانب کوچ کیا عضد الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان عضد الدولہ کے ہاتھ رہا ابوتغلب اور عزالدولہ کو شکست ہوئی دوران جنگ میں عزالدولہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے اور اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عزالدولہ گیارہ برس حکومت کر کے راہی عدم ہوا۔

عضد الدولہ کا موصل پر قبضہ: ابوتغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضد الدولہ نے موصل کا قصد کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا چونکہ عضد الدولہ رسد و غلہ کا کافی ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا اس لئے اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام پذیر ہو کر ابوتغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدد فوجیں روانہ کیں ابوتغلب نے گھبرا کر مصلحت کی درخواست کی۔ خراج دینے کا اقرار کیا مگر عضد الدولہ نے کچھ بھی سماعت نہ کی تب ابوتغلب مجبور ہو کر مع مرزبان بن عزالدولہ ابواسحاق و طاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے نصیبین کی جانب روانہ ہوا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے کو روانہ کی اس فوج کا سردار عضد الدولہ کا حاجب ابوعمر تھا۔ دوسری فوج بسر افسری

ابوالوفا طاہر بن محمد ابوتغلب کے تعاقب میں نصیبین کی طرف بھیجی۔

ابوتغلب کا فرار: ابوتغلب نے اس سے مطلع ہو کر نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر میافارقین کا راستہ لیا ابوالوفا نے تعاقب کیا اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے ابوالوفاء میافارقین میں داخل نہ ہو سکا ابوتغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے اردن روم چلا گیا اور وہاں سے حسینہ مضافات جزیرہ میں آ رہا۔ حسینہ کے قریب قلعہ کواشی تھا ایک روز ابوتغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال واسباب اس میں موجود تھا سب کو ضبط کر لیا ابوالوفاء روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابوتغلب کے تعاقب سے دست کش ہو کر میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ عضدالدولہ نے یہ خبر پا کر کہ ابوتغلب حسینہ میں پڑا ہوا ہے خود حملہ کر دیا۔ ابوتغلب ہاتھ تو نہ آیا مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے امان کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔ عضدالدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابوتغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور و روانہ کیا۔ ابوتغلب کو اس کی خبر لگ گئی وہ رومی کے پاس روم بھاگ گیا چونکہ وردرومی خاندانِ سلطنت و شاہی کا کوئی رکن نہ تھا اس نے جبراً وقہراً سلطنت دبالی تھی اس وجہ سے رومی اس سے بگڑے رہتے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابوتغلب سے عقد کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس اثناء میں عضدالدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر وردرومی کی رشتہ داری (رشتہ دامادی) کی وجہ سے ابوتغلب کی جنگ سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا شکست اٹھا کر واپس آیا۔ اس واقعہ کے بعد رومیوں نے مجتمع ہو کر ورد کے مقابلہ پر علم مخالفت بلند کیا اور فریقین میں لڑائی ٹھن گئی اتفاق یہ کہ ورد کو شکست ہوئی ابوتغلب اس کی امداد واعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی جانب واپس ہوا۔ آمد میں پہنچ کر دوبارہ ٹھہر رہا۔

عضدالدولہ کی وفات: تا آنکہ عضدالدولہ نے اس کے کل مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت وسلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ عضدالدولہ نے کامیابی کے بعد ابوالوفا کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی طرف مراجعت کی اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کے لئے منقطع ہو گئی ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضدالدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔

صمصام الدولہ کی حکومت کا آغاز: سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت نے مجتمع ہو کر اس کے بیٹے کالی جار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت وریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے ''صمصام الدولہ'' کے لقب سے ملقب کیا خلیفہ طائع بھی حکومت وریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت ادا کرنے کو صمصام الدولہ کے پاس گیا صمصام الدولہ نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دونوں بھائیوں ابوالحسین احمد اور ابوطاہر فیروز شاہ کو سند حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (انہیں لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر لگ گئی اس نے کرمان سے فارس تک آتش بغاوت مشتعل کر دی مگر اتفاق سے ابوالحسین اور ابوطاہر اس آتش بغاوت کے بھڑکنے سے پہلے کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔

ابوالحسین کا اہواز اور رامہرمز پر قبضہ: کچھ عرصہ یہ دونوں اہواز میں قیام پذیر رہے بعد ازاں اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرا کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ''تاج الدولہ'' کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی جھٹ پٹ ایک لشکر بسر کردگی علی بن دنقش (یہ عضدالدولہ کا حاجب تھا) تاج الدولہ کی سرکوبی

کو روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ سے سازش کر لی شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابو الاغز دبیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۳۷۴ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن دقش شکست کھا کر بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابو الحسین نے اہواز اور رامہرمز پر قبضہ کر لیا۔ حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی۔

صمصام الدولہ کی مخالفت: اس کے بعد سفار بن کردویہ جو سپہ سالاران دیلم میں سے ایک نامور سردار تھا۔ ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا کثیر حصہ مائل ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی ابو نصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پر متمکن کرنا چاہیے رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء لشکر سے خط وکتابت شروع کی اور اس ارادے سے ان لوگوں کو روکنا چاہا مگر بجائے اس کے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی اور بڑھ گئی۔ فولاد بن مابذہ رار جو اسفار کے متبعین میں سے تھا لڑائی پر اٹھ کھڑا ہوا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جنگ کا حکم دیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان صمصام الدولہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ رہا۔ ابو الفضل گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس اثناء میں اس کا وزیر ابن سعدان بھی آ گیا اور اسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا۔

شرف الدولہ کا اہواز اور بصرہ پر قبضہ: اسفار نے ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی دیلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے شرف الدولہ کی قوت دیلمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی فوراً اہواز کا ارادہ کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابو الحسین کے قبضہ سے نکال لیا بعد ازاں بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابو طاہر کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام الدولہ نے مصالحت کا نامہ و پیام شروع کیا بالآخر اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے خلیفہ طائع کی جانب سے رسماً خلعت اور القاب بھیجا گیا۔

صمصام الدولہ کا زوال: شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابو طاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رخ کیا اور اس پر بھی بآسانی تمام قابض ومتصرف ہو گیا صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابو نصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے عذر خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا۔ شرف الدولہ نے کچھ التفات نہ کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی۔ مصاحبین سے اطاعت شرف الدولہ کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے عواقب امور سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آپ عکبرا چلے جائیے اور عکبرا سے موصل اور بلاد جبل میں جا کر قیام کیجیے تا آنکہ ترکوں اور دیلمیوں میں باہمی فساد سے بخواجب اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس سے آپ بآسانی بغداد واپس آ سکیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس سلسلہ میں خط وکتابت کیجیے۔ بلکہ براہ اصفہان ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور غالباً باہم مصالحت ہو جائے گی۔

شرف الدولہ کا بغداد پر قبضہ: صمصام الدولہ نے رایوں میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت واحترام سے ملاقات کی مگر کچھ عرصہ بعد اس کی امارت کے چوتھے برس اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی جانب کوچ کیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی مقید اس کے

ہمراہ تھا۔ بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا۔ جونہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی دوسرا فریق مخالف ہو گیا دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ اکثر و بیشتر مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طائع ملنے کو آیا فتح یابی پر مبارکباد دی۔ اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین میں مصالحت کرا دی اور قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کے سپرد ہوا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا فارس پہنچ کر صمصام الدولہ کو رہا کر دیا گیا۔

باد بنی مرذان کی حکومت کا آغاز: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دارالحکومت تھا نکال لیا۔ اس کے بعد ۳۶۸ھ میں میا فارقین آمد دیار بکر اور دیار مضر پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ ابوالوفا نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان بلاد میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان بلاد سے جاتی رہی۔ دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اکراد حمیدیہ کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابوعبداللہ حسین بن دوشتک ملقب بہ باد تھا۔ اس اطراف میں اس کے کثیر الغزاوی ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کے دلوں پر اس کی صولت و جبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو اکراد حمیدیہ میں سے تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابو شجاع تھی اور حسین اس کا بھائی تھا اور ابتداً اس نے بلاد ارمینیہ میں اور حیش پر حکمرانی کی۔ رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کر گئی۔

باد کی فتوحات: جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا۔ باد حاضر آیا عضد الدولہ نے اس کی گرفتاری کی فکر کی تو باد تاڑ گیا اور آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ عضد الدولہ نے تلاش کرایا مگر ہاتھ نہ آیا۔ تو خاموش ہو رہا۔ تا آنکہ عضد الدولہ نے وفات پائی۔ اس وقت باد نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ اب وہ میا فارقین اور دیار بکر کے اکثر بلاد پر قابض و متصرف ہو گیا بعد ازاں نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ ارمینیہ سے دیار بکر پر آ کر قابض ہوا تھا بعد ازاں میا فارقین کو لیا۔ صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کو بسر افسری ابوسعید بہرام بن اردشیر ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کر لیا۔ پھر دوسری فوج بسر گروہی ابوالقاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کواشی میں صف آرائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد سے شکست کھانی پڑی بعض قتل اور بعض قید کر لئے گئے کچھ عرصہ بعد قیدیوں کو بھی باد نے قتل کر دیا۔

موصل پر قبضہ: سعید بحال پریشان موصل کی جانب بھاگا تو باد نے تعاقب کیا اہل موصل میں دیلم کی کج ادائی بد اطواری کی وجہ سے شورش و بغاوت پھوٹ نکلی سعید کو جان کے لالے پڑ گئے مجبوراً موصل سے بھی بھاگ کھڑا ہوا باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بغداد جانا چاہئے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو دیلم کے پنجۂ غضب سے نکال لینا چاہئے چنانچہ اس آرزوئے خام کو حاصل کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔

حلب پر فوج کشی: ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا دیلمیوں نے اس کو شکست دے کر موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔

باد موصل کو خیر باد کہہ کر دیار بکر چلا آیا اور فراہمی لشکر میں مصروف ہوا اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطر خواہ گوشمالی کر دو تو میں تم کو دیار بکر دے دوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج تیار و مرتب کر کے بھیج دی لیکن باد سے مقابلہ نہ کر سکے باد کے حوصلے بڑھ گئے حلب پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی حکمت عملی اور حیلہ ومکر کی تلاش ہوئی ایک شخص کو باد کی خواب گاہ میں بھیج دیا۔ اس نے کوئی دوا ایسی سنگھا دی جس سے باد علیل ہو گیا اور مرتے مرتے بچا مجبوراً باد نے سعد دزیاد امراء موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے مصلحت کے پیش نظر اس امر پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دے دیا جائے۔ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں دیلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلہ پر آیا اور اس کو شکست دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہو گیا اور باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی طرح دامن گیر ہوئی۔

ابو نصر کا موصل کی امارت پر تقرر: اس اثناء میں شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابو نصر خواشاذہ کو متعین کیا۔ ابو نصر نے موصل پر پہنچ کر فراہمی لشکر اور خزانہ کو معمور کرنے کی کوشش کی۔ نو وارد شخص تھا دیر ہوئی تب اس نے دلاوران عرب کو بنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کر کے ان کو جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو مامور کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبدین پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کو بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگا اور مارڈالا گیا۔ ابو نصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ اس کے بعد ابو ابراہیم اور ابو عبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل ہو کر آئے ۳۸۱ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی ایک فوج بسرافسری ابو جعفر حجاج بن ہرمز موصل پر بھیج دی ابوالرداد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خون ریزی ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑتے رہے۔ ابو جعفر نے اس مہم کے سر کرنے کو بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد کو اوائل ۳۸۲ھ میں ابو جعفر کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابو جعفر کو وزیر کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا۔ کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ جھٹ ابوالرداد سے مصالحت کر لی اور لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے بحکم چاہ کندہ را چاہ درپیش ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔

بہاء الدولہ کا زمانہ حکومت: ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد مدت دراز کی علالت اٹھا کر بعارضہ استسقاء مر گیا۔ دوران علالت میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابو علی کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانہ بیماری میں اس سے ارکین دولت نے دریافت کیا ''آپ کے بعد ریاست وامارت کا کون مالک ہوگا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا؟'' جواب دیا ''جو لائق ہوگا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائے میں کسی کو اپنا ولی عہد نہ بناؤں گا''۔ مگر حالت حیات ہی میں امور سیاست وامارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں

لی۔خلیفہ طائع تعزیت کو آیا کرسی امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

بنی حمدان کا موصل پر قبضہ: بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو عہدۂ وزارت پر بحال وقائم رکھا۔ ابوطاہر ابراہیم اور ابوعبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی۔ بہاء الدولہ نے سند حکومت وامارت مرحمت کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابونصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر لگ گئی وہ دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے لڑتے بھڑتے ابوطاہر اور ابوعبداللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کر پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر تہ تیغ کیا۔ باقی ماندگان نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا۔ یہ تو بغداد چلے آئے اور ابوطاہر وابوعبداللہ (بنی حمدان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ترکوں اور دیلمیوں میں چھیڑ چھاڑ: ابوعلی بن شرف الدولہ کو بوقت مراجعت فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی مال واسباب اور اہل وعیال کو براہ دریا ارجان روانہ کر دیا اور خود فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابوطاہر سے ڈ بھیڑ ہوئی جس کو محافظین جیل نے رہا کر دیا تھا ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا تھوڑے دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا۔ ابوعلی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا آیا۔ ان لوگوں کا بھی ایک گروہ اکٹھا ہو گیا جو صمصام الدولہ اور دیلم سے مدتوں معرکہ آراء رہا بعد ازاں فساء چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دیلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فساء سے ارجان چلا آیا اور ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ در پردہ ترکوں کی فوج اس کی جانب مائل ہو گئی اور ابوعلی کو کہہ سن کر بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابوعلی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ عزت واحترام سے پیش آیا لیکن کچھ عرصہ بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہو گئی پانچ روز تک خون ریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے باہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے ایلچی کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتح یابی ہوئی۔ اس فتح یابی سے ترکوں کی شان وشوکت اور رعب وداب بڑھ گیا اور دیلم میں ضعف کے آثار پیدا ہو گئے۔ بعض سرداران دیلم گرفتار کر لیے گئے باقی ماندہ بھاگ گئے۔

قادر کا بغداد سے فرار: اسحاق بن مقتدر بوقت وفات ایک بیٹا ابوالعباس احمد جو آئندہ ''القادر باللہ'' کے لقب سے یاد کیا جائے گا چھوڑ گیا تھا اس سے اور اس کی بہن کی ایک مالی معاملہ میں ان بن ہو گئی اتفاق یہ کہ انہیں دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک علالت میں مبتلا ہو گیا شفایابی کے بعد قادر کی بہن نے خلافت مآب سے اپنے بھائی کی شکایت کر دی کہ آپ کے زمانہ علالت میں یہ طالب خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابوالحسین بن حاجب کو معہ چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ ابوالحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور وغل مچانا شروع کیا۔ قادر کو موقع مل گیا۔ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ کا راستہ لیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت واکرام سے ٹھہرایا اور نیازمندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو مسند خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بلاد فارس پر صمصام الدولہ کا قبضہ: جس وقت صمصام الدولہ نے بلاد فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے ابو علی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں بقصد بلاد فارس ابونصر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا خوزستان پہنچ کر اسکے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر پہنچی۔ عزاداری کر بیٹھا۔ اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا اور قبضہ حاصل کر کے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کر لیا علاوہ بریں دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ آئے۔ بہاء الدولہ کے اس فعل سے لشکر ارجان نے شور و غل مچایا اور بغاوت کرنے پر آمادہ ہوئے مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ کل نقد و جنس ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور دو ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نوبند جان کی طرف بڑھایا اور ابو العلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نوبند جان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ ابو العلاء اطراف فارس میں استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے مابین مصالحت: صمصام الدولہ نے ایک دوسرا لشکر ابو العلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا کمان افسر فولاد بن مابدان تھا۔ اس نے ابو العلاء کو شکست فاش دی۔ ابو العلاء ارجان بھاگ آیا اور صمصام الدولہ فتح کی خوشخبری سن کر شیراز سے فولاد کے پاس آیا۔ فریقین میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر یہ طے پایا کہ (۱) بلاد فارس وارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں (۲) خوزستان اور علاوہ اس کے ملک عراق پر بہاء الدولہ متصرف و قابض ہو اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا وکلاء فریقین نے صلح نامہ مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کے حوالے کی۔

بغداد میں بدامنی کا دور دورہ: مصالحت ہوتے ہی بہاء الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اس وقت بغداد میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے مابین جھگڑا ہو رہا تھا اور لوٹ مار اور قتل و غارت کی گرم بازاری تھی بہاء الدولہ نے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ قبل روانگی خوزستان وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابونصر سابور بن اردشیر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن زمام حکومت و انتظام ابو الحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ طائع کی اہانت اور معزولی: تھوڑے دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ اپنے وزیر ابونصر کو گرفتار کر لیا اس پر بھی لشکریوں کا شورش کم نہ ہوئی تب خلیفہ طائع کے مال و زر پر دانت لگایا گرفتار و معزول کرنے کی فکر کرنے لگا۔ ابو الحسین بن معلم جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس رائے کی تائید کی۔ بہاء الدولہ لشکر آراستہ کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ مسند خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت جوق در جوق آ رہے تھے اور خلافت مآب کی دست بوسی کرتے جاتے تھے اس اثناء میں ایک دیلمی سردار حاضر ہو کر دست بوسی کو بڑھا جوں ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت لٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کشاں کشاں بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچایا گیا اور مجبوراً ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جب کہ اس کی خلافت کو سات برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کیا۔

باب: ۲۸

احمد بن اسحاق قادر باللہ

۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر کی بغداد میں آمد اور بیعت: بہاء الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ سے قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بطیحہ سے بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ نے یہ خبر پا کر بطیحہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو بہاء الدولہ معہ ارکین دولت اور رؤسا دولت اور رؤسا شہر کے استقبال کو گیا ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت واحترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو محلسرائے خلافت میں لا کر ٹھہرایا اگلی صبح کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اور بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے۔ چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس کا قیام رہا۔

طائع کی وفات: خلیفہ طائع کو معزولی کے بعد قصر خلافت کے ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور ہوئے اور جس طرح یہ اپنے زمانہ خلافت میں رہتا تھا اسی صورت سے اس کے کل کاروبار کو جاری و ساری رکھا تا آنکہ ۳۹۳ھ میں وہ انتقال کر گیا نماز جنازہ پڑھ کے دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی شکست: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مابین صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے اس امر پر مصالحت ہو گئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے خوزستان اور اس کے علاوہ اور ممالک عراق کو بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے بہانہ کر کے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں بتدریج وبدفعات تمہارے پاس فوجیں بھیجا جاؤں گا جب خاطر خواہ مجتمع ہو جائے تو بحالت غفلت دفعۃً فارس پر حملہ کر دینا اتفاق یہ کہ بہاء الدولہ کی فوجوں کے مجتمع ہونے سے پیشتر کسی ذریعہ سے صمصام الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی سخت خونریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوئی گرفتار کر کے صمصام الدولہ کے پاس بھیجا گیا صمصام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رہا کر دیا۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا۔ اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو فراہمی مال کی غرض سے واسط روانہ کیا ابو نصر کو موقع مل گیا

مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس بھاگ گیا۔ دیلم نے شور وغل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دارالوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلمدان وزارت ابوالقاسم بن احمد کے سپرد کیا۔

بہاء الدولہ کا سوس پر قبضہ: ابوالقاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہوا کام چھوڑ کر بھاگ گیا تب بہاء الدولہ نے ابونصر کو بلا کر دوبارہ عہدۂ وزارت پر مامور کیا اس نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے دیلم کے جوش کو فرو کر دیا اور باہم مصالحت ہوگئی اس کے بعد ۳۸۴ھ میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر عظیم بسر گروہی طغان ترکی اہواز کی جانب روانہ کیا جو رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ صمصام الدولہ کے عمال یہ خبر پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اس کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ہمراہی زیادہ تر دیلم اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلے کے بھی تھے صمصام الدولہ کو اس کی شکست سے بے حد ندامت ہوئی اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھایا اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے شب خون مارنے کو رات ہی میں تستر سے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں مڈ بھیڑ ہوگئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ تمام رات قتل وخونریزی ہوتی رہی دیلم کی فوج کا حصہ کثیر کام آ گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ واسط سے اہواز آیا۔ طغان کو مالی اور فوجی مدد دے کر پھر واپس ہوا اور صمصام الدولہ فارس جا پہنچا۔ جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا باقی ماندہ چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سندھ کی خدمت میں پہنچ کر اس کے ملک میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے ملنے گیا اور چن چن کر سب کو مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ان واقعات کے بعد صمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے بسر گروہی علاء بن حسین اہواز پر یلغار کر دی۔ افتکین رامہرمز میں ابوکالیجار مرزبان بن شفیبون کی بجائے حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ یہ خبر پا کر صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے اس کی روک تھام کو خوزستان کی جانب بڑھا افتکین اور ابن مکرم کو معہ ان کی فوجوں کے اپنی کمک پر بلا بھیجا جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آ ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جس قدر اس کے ہمراہی ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بہاء الدولہ نے بصرہ کا رُخ کیا اور ابن مکرم کیمپ مکرم کی جانب لوٹا۔ علاء اور دیلم ان کے تعاقب میں تھے تا آنکہ ابن مکرم تستر سے آگے نکل آیا اور دیلم نے قریب ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر تستر سے رامہرمز چلا آیا اور صمصام الدولہ کی فوج تستر سے ارجان چلی آئی۔ چھ ماہ تک فریقین لڑتے رہے آخری فیصلہ جنگ کا نہ ہوا۔ آخر کار تھک کر دیلم نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور ترکوں نے واسط کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کر دی اور ابن مکرم نے کیمپ مکرم میں جا کر قیام کیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر دیلم جو اس کے ہمراہ تھے امان حاصل کر کے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج مقیم بصرہ سے مقابلہ ہوا۔ اہل شہر نے شکرستان سے سازش کر لی ان لوگوں کا پیشوا ابوالحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہوگئی۔ اہل شہر کشتیوں پر سوار ہو کر آئے اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔ بہاء الدولہ معہ اپنی رکاب کے فوج کے بصرہ کو خیر باد کہہ کر نکل

آیا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔ چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر بسر افسری اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ شکرستان کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد شکرستان نے لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور یہ قرار پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا مطیع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے لڑکے کو بطور ضامن کے مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے۔ فریقین نے بموجب شرائط مذکورہ مصالحت کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابوعلی کی بغاوت: ان واقعات کے بعد علاء بن حسن (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کمپ مکرم میں مر گیا بجائے اس کے ابوعلی اسماعیل بن استاذ ہرمز مامور کیا گیا۔ رخصت ہو کر جندیسا پور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے ابوعلی کو جندیسا پور میں داخل نہ ہونے دیا اور ادھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی مجبوراً ابوعلی واسط واپس آیا بعد ازاں ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی اثناء میں ابوعلی نے صمصام الدولہ سے منحرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۳۸۱ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابوعلی کی بہت عزت افزائی کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ابو علی بھی جان و دل سے تدابیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوا کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ نے ابوعلی کو ابن مکرم کے زیر کرنے کو کمپ مکرم پر روانہ کیا مگر ابوعلی نے کمپ مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک بہانہ کر کے باغی ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہیں لڑائیوں کے صدمات سے اس کی روح تحلیل ہو جاتی کہ اس اثناء میں صمصام الدولہ کی وفات کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے تن مردہ میں جان پڑ گئی۔

صمصام الدولہ کا خاتمہ: صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ فارس پر مستولی تھا اور ابوالقاسم و ابونصر پسران عضد الدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو محافظین جیل نے رہا کر دیا۔ رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی انہیں دنوں دیلم کا ایک گروہ صمصام الدولہ سے اس امر پر کہ اس نے اس کا نام دیوان سے خارج کر دیا۔ ناراض ہو کر ان لوگوں سے آملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے کل ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے ارجان کا رخ کیا صمصام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کو کوچ کر دیا۔ اس وقت ابوعلی فساء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا۔ انہوں نے ابوعلی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد رہائی مل گئی صمصام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں بانتظار امداد پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابوالقاسم و ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ بعض مصاحبین نے ابوعلی یا کردوں کے پاس چلے جانے کی رائے دی اس عرصہ میں کردوں کا ایک گروہ آ گیا معہ اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بے چارہ صمصام الدولہ بحال پریشان رودمان کی طرف روانہ ہوا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا۔ ابونصر یہ خبر پا کر شیراز کی جانب آیا والی رودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جب کہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے

تھے مار ڈالا۔

بہاء الدولہ کا فارس پر قبضہ: صمصام الدولہ کے قتل ہونے پر ابوالقاسم وابونصر پسران عزالدولہ نے بلاد فارس پر بہ آسانی قبضہ کرلیا۔ ابوعلی کو اہواز میں دیلم سے بیعت اطاعت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چونکہ اس سے پیشتر ابوعلی نے ابوالقاسم وابونصر پسران عزالدولہ کے دو بھائیوں کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ابوعلی کو ابوالقاسم وابونصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دیلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دیتا' بہاء الدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ وحلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے جو اس کے ہمراہ تھے آئندہ فسادات سے بچنے کی ضمانت چاہی اور نیز بہاء الدولہ کو پسران عزالدولہ سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر اکسایا۔ دیلم نے بہاء الدولہ کے آگے گردن اطاعت میں جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا بطور وفد بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک سے دوسرے کو تبادلہ خیالات وطمانیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ دیلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ سے مطلع کیا ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا۔

چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کیا پہلے تو اہل سوس مقابلہ پر آئے لڑے لیکن دیلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے خطا معاف کرا کے ان سے آملے اور ان کے ساتھ ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز وارجان کی جانب بڑھے' غرض رفتہ رفتہ کل بلاد خوزستان پر قبضہ کرلیا۔ ان معرکوں کے اثناء میں ابوعلی شیراز گیا ہوا تھا اور اہل شیراز کے ساتھ جدال وقتال میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم وابونصر پسران عزالدولہ کے ہمراہیوں نے اس سے سازش کرلی اور غفلت کی حالت میں براہ سرنگ شیراز میں گھس گیا پھر کیا تھا۔ ابوالقاسم وابونصر کا لشکر منتشر وغیر مرتب ہوگیا۔ ابوعلی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابونصر بلاد دیلم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ بعد بطیحہ چلا گیا ابوعلی نے فتح کا اطلاع نامہ بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر پھولا نہ سمایا۔ اسی وقت روانہ ہو کر ابوعلی کے پاس آ گیا۔ شیراز سے کچھ معترض نہ ہوا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اہل رودمان کو اس طرح تہ تیغ کیا کہ ان کا نشان تک نہ رہ گیا بعد ازاں ایک لشکر بسر افسری ابوالفتح جعفر بن استاد ہرمز کی طرف کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزور تیغ قبضہ کرلیا۔

ابونصر کا خاتمہ: ابونصر نے بلاد دیلم میں پہنچ کر ان دیلمیوں سے فارس حوالہ کر دینے کے متعلق خط وکتابت شروع کی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس امر پر راضی ہوگئے تو ابونصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کیا۔ ترک دیلم اور ترکوں کا ایک گروہ ابونصر کے پاس آ کر مجتمع ہوگیا اب اس نے کرمان کا قصد کیا۔ اس وقت کرمان میں ابوالفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ ابونصر سے شکست کھا کر سرجان بھاگ گیا ابونصر نے جیرفت کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابونصر کے کل ہمراہیوں نے امان حاصل کر کے بلا جدال وقتال جیرفت کو موفق کے حوالہ کر دیا۔

موفق کا قتل: موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے کے بعد چند نامی سرداروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں کوچ کیا مقام

دارین میں مڈبھیڑ ہوئی ابونصر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا اثناء جنگ میں اس کے کسی ہمراہی نے موقع پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور سر اتار کر موفق کے پاس لے گیا موفق نے ابونصر کے قتل کے بعد کل بلاد کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء داخل کیا۔ بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا۔ موفق اس پر مصر ہوا۔ بہاء الدولہ نے جھلا کر اس کو گرفتار کر لیا اور موفق کے اہل وعیال کی گرفتاری کا فرمان اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابومحمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

وزارت میں تبدیلیاں: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بہاء الدولہ نے قبل روانگی خوزستان اپنے وزیر ابومنصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابونصر بن سابور بل اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۰ھ میں ابوالحسن بن معلم اس کی حکومت و دولت کا انتظام کر رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن کل امور سیاست پر متصرف و مستولی ہو گیا۔ روساشہر امراء مملکت بھی اس کی جانب مائل ہو گئے پھر کیا تھا آنکھیں بلند ہو گئیں ظلم وستم کی بناڈال دی اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابونصر خوشاذہ اور ابو عبداللہ بن طاہر کی شکایت کر دی چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس پر فوج نے بغاوت کر دی اور اسی بناء پر ابوالحسن کو طلب کیا بہاء الدولہ نے سمجھایا بجھایا لیکن وہ اپنے ارادے سے نہ پھرے تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اس کو مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے اس سے قبل بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابونصر کو مقام اہواز میں گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کے سپرد کیا۔

۳۸۲ھ میں اس جرم کی پاداش میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے سازش کر لی تھی۔ گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت مرحمت کیا کچھ عرصہ بعد یہ بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابونصر بن سابور و ابومنصور بن صالحان دونوں پھر قلمدان وزارت کے مالک ہوئے ۳۸۳ھ میں فوج نے ابونصر کی مخالفت کی اور اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابومنصور نے گھبرا کر استعفاء داخل کیا تب دوبارہ ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا مگر وہ عہدۂ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بجائے اس کے ابونصر دوبارہ قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کی شورش کم ہو گئی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اُسے گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کے فاضل عہدۂ وزارت پر مامور ہوا ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنی پڑی۔ ابونصر بھی سابور بن اردشیر سہ بار عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا۔ بہاء الدولہ کے مال وخزانہ کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا۔ اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ بن سرخس کو متعین کیا۔

ابوعلی حسن کا عراق کی گورنری پر تقرر: جس زمانہ سے بہاء الدولہ نے فارس پر استیلاء حاصل کیا تھا وہیں قیام پذیر رہا خوزستان اور عراق پر ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو مامور کیا۔ ابوجعفر بغداد میں آ کر مقیم ہوا۔ خلافت مآب نے ”عمید الدولہ“ کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی اور ہر کس وناکس سے جبر وستم سے پیش آنے لگا اہل کرخ و اہل سنت وجماعت کے مابین جھگڑا ہو گیا اوباشوں اور جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی۔ تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا اور بجائے اس کے ابوعلی حسن بن استاذ ہرمز کو مامور کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے یہ حسن

اخلاق پیش آنے لگا۔ فتنہ وفساد فرد ہوگیا۔ بہت سا مال واسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد بجائے ۳۹۱ھ میں ابونصر بن سابور نامور ہوا تو ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابونصر بھاگ گیا۔ اہل سنت و جماعت اور اہل کرخ و ترکوں کے مابین پھر کشیدگی پیدا ہوگئی۔ اہل سنت و جماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ کشیدگی ایک حد تک پہنچ کر رک گئی اور مصالحت کے نامہ و پیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہوگئی۔

بنی مسیّب کی حکومت کا آغاز: ۳۸۰ھ میں دولت بنی مروان کے قتل کے بعد ان کے ماموں باد کی دیار بکر میں بنا پڑی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی دولت بنی مسیّب کی ابتداء ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ۳۸۴ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام ونشان جاتا رہا اور دولت بنی سبکتگین کا وہیں سے آغاز ہوا ۳۸۸ھ میں دولت بنی حسنویہ اکراد کی خراسان میں بنا پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت جاتی رہی اور بنو سبکتگین اور بادشاہ قان نے ممالک ترک کو باہم تقسیم کر لیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا جیسا کہ ہم ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو جداگانہ بیان کریں گے۔

بنی مزید کا ظہور: ۳۸۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں ابوالحسن شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کر سکیں کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیام بھیجا اور گردن اطاعت میں جھکا دی۔ مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہوگیا اور قیرواش بن مقلد والی موصل اور اس کی قوم بنی عقیب کے ساتھ ہو کر مدائن پر حملہ کر دیا۔ ابوجعفر حجاج سپہ سالار افواج بغداد نے ان کی مدافعت پر فوجیں مامور کیں چنانچہ قیرواش معہ اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا ابوجعفر نے حجاج خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آ گئے تو بنی عقیب اور بنی اسد سے جنگ کرنے کو نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان پر چڑھائی کی اور ایک سخت خونریزی کے بعد انکو شکست دے دی اور انکے مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی بغداد کو روانگی: ابوجعفر کی عدم موجودگی کے زمانہ میں بغداد میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کی ایسی گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابوعلی بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اور ''عمید الجیوش'' کا لقب دیا اس سے فساد فرو ہوگیا اور امن وامان کا پھر دور آیا اور جب ابوجعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا۔ ابوعلی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا دیلم ترک اور خفاجہ کو مجتمع کر کے ابوجعفر پر حملہ کر دیا یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی۔ اس معرکہ میں ابوجعفر کو شکست ہوئی۔ ابوعلی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا ابوجعفر نے میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب مراجعت کی ابوعلی یہ خبر پا کر بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ وفساد کی بنا پڑتی ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیب بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا ہے تا آنکہ بہاء الدولہ نے ابوعلی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ وفساد فرو کرنے کو بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت و حکومت کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ: ۳۹۷ھ میں ابوجعفر ایک عظیم لشکر مجتمع و مرتب کر کے بغداد کے محاصرہ کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسنویہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ سبب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے طریق خراسان پر ابوالفضل بن عنان کو مامور

کیا تھا اور یہ بدر بن حسنویہ کا جانی دشمن تھا اس کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالفضل کوئی فساد نہ اٹھائے اس خیال کا گزرنا تھا کہ ابو جعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھارا اور امراء اکراد کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر نامور کیا۔ ان میں ہندی بن سعد، ابو عیسیٰ شاذی بن محمد اور رزام بن سعد تھا۔ ابوالحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہیں لوگوں میں آ ملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی انہوں نے پہنچتے ہی بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ جاری رہا۔ زمانہ حصار میں عمید الجیوش سے ابن واصل کی بطیحہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی۔ محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید نے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ابو جعفر نے حلوان کی جانب مگر کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ کی تحریک و تحریر کے مطابق ابو جعفر نے تستر میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔

بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ: ابو الغنایم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابو الغنایم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ اس پر بنی دبیس بگڑ گئے ابو الغنایم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالحسن کو شکست ہوئی اور ابو الغنایم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں علوی حکومت: اوائل پانچویں صدی میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے کل صوبجات موصل، انبار، مداین اور کوفہ میں ''حاکم باللہ'' علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کے پاس قاضی ابو بکر باقلانی کی زبانی پیام کہلا بھیجا۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابو بکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کو دس ہزار دینار بھیج دیئے۔ عمید الجیوش نے لشکر آراستہ کر کے موصل کا راستہ لیا۔ قرواش نے یہ خبر پا کر سر اطاعت خم کیا۔ معافی چاہی اور علویوں کا قطبہ موقوف کر دیا۔ یہی امر علویہ مصر کی نسبت سے محضر لکھے جانے اور اس پر طعن کرنے کا داعی ہوا۔ جس میں امراء دولت میں سے رضی، مرتضیٰ، ابن بطحادی، ابن ارزق، زکی، ابو الحلی عمر بن محمد اور علماء قضاۃ میں سے ابن اکفانی، ابن جزری، ابو العباس، ابی داؤد، ابو حامد اسفرائینی، کستیلی، قدروی، ضمیری، ابو عبداللہ بیضاوی، ابو الفضل نسوی اور ابو عبداللہ نعمان فقیہہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ بعد ازاں دوسرا محضر ۴۴۴ھ مقام بغداد میں تحریر کیا گیا اس میں اس قدر اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً محسوس میں دیصانیہ سے اور یہود میں بنی قداح سے منسوب کر دیئے گئے۔ علویہ عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام بلاد امصار اسلامیہ میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت: عمید الجیوش ابو علی، ابو جعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کے حاجبوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابو علی کو صمصام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا صمصام الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں جرائم پیشہ اور بد معاشوں کی گرم بازاری ہوئی اس وقت بہاء الدولہ نے ابو علی کو آتش فتنہ و فساد فرو کرنے کی غرض سے بغداد بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے مفسدین کا قلع و قمع کیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں

صدی کے اوائل میں مرگیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اس کے عراق میں فخر الملک ابوغالب کو مامور کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام کیا بدنظمیاں رفع کر دیں اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عنان والی طریق خراسان نے اپنی حکومت کے بیسویں برس مقام حلوان میں وفات پائی۔ یہ دولت وحکومت کا ایک خیر خواہ شخص تھا کثیر مال وزر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالشوک کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور بیٹھتے ہی دولت وحکومت سے باغی ہوگیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کو ایک فوج بھیج دی۔ ابوالشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگا۔ فوج نے تعاقب کیا۔ ابوالشوک نے مجبوراً صلح کا پیام دیا اور اطاعت قبول کرلی۔

ابن سہلان کی وزارت: فخر الملک ابوغالب بنی بویہ کے نامور اور سربرآوردہ وزراء میں سے تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بغداد میں رہا۔ بعد ازاں کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۴۰۷ھ میں گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا اور بجائے اس کے ابومحمد حسن بن سہلان مامور ہوا۔ اسے ''عمید الجیوش'' کا لقب دیا گیا۔ ۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا قصد کیا؛ ورتن تہا طراد بن وثیر اسندی کے ہمراہ مہارش ومضر پسران وثیر کی جستجو میں روانہ ہوا۔ مہارش ومضر زمانہ وزارت فخر الملک سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے' ابن سہلان کا یہ ارادہ ہوا کہ جزیرہ بنی اسد ان سے چھین کر طراد کو دے دیا جائے اور اسی غرض کے لیے وہ براہ مذار روانہ ہوا۔ حسن بن دبیس بھی یہ خبر پا کر ابن سہلان کے لشکر میں آ کر شامل ہوگیا' مہارش ومضر کو اس کی اطلاع نہ تھی' غفلت کی حالت میں ان پر حملہ کیا گیا اور خاطر خواہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارش ومضر نے امان کی درخواست کی۔ امان دی گئی مگر حکومت وریاست میں طراد اس کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان نے بغداد کی جانب مراجعت کی سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا ناراضگی اور تہدید کا خط لکھا۔ اس اثناء میں ابن سہلان واسط پہنچا اس وقت اہل واسط میں باہم کشیدگی ہو رہی تھی۔ ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان میں مصالحت کرادی۔ پھر یہ خبر لگی کہ بغداد میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک رہی ہے فوراً کوچ کر دیا۔ بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرادی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چکے تھے۔ ضعف پیدا ہوگیا تھا مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط چلے آئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارش کے مابین جنگ: سلطان الدولہ نے اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد زمام حکومت سنبھالی اور اپنے بھائی ابوالفوارش کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا جس وقت ابوالفوارش وارد کرمان ہوا دیلم نے مجتمع ہو کر ابوالفوارش کو یہ رائے دی کہ آپ حکومت وریاست کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابوالفوارش نے ان کی پشت گری سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے بقصد جنگ سلطان الدولہ لشکر آراستہ کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی مرتب ومسلح ہو کر مقابلہ کیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گئے۔ میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوالفوارش شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس ہوا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابوالفوارش کرمان کو بھی خیر باد کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ فریادی صورت بنائے ہوئے بطلب کمک وامداد محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچا محمود نے اس کی بے حد خاطر ومدارت کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کیا جس کا سردار ابوسعید طائی تھا۔ ابوالفوارش نے کرمان میں پہنچ کر قبضہ کرلیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور بلاجدال وقتال اس پر بھی قابض ہوگیا۔

سلطان الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر بقصد جنگ ابوالفوارش لوٹ پڑا۔ دونوں بھائی پھر متصادم ہو گئے۔ آخر

کار ابوالفوارس کو شکست ہوئی اور بلاد فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابوالفوارس کے تعاقب میں تھا، کرمان کو بھی ابوالفوارس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارس بے سروسامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ والیٔ ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود سبکتگین کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار نے ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد شمس الدولہ سے جدا ہو کر مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس جا پہنچا۔ مہذب الدولہ خاطر و مدارت سے پیش آیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال و زر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی استدعا کی۔ ابوالفوارس نے منظور نہ کیا اور اس کے اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت کے سلسلے میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابوالفوارس کی خطا معاف کر دی اور یہ گورنری کرمان پر واپس کی گئی اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فانجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے بجائے اس کے ابوغالب حسین بن منصور کو مامور کیا۔

ترکوں کا خروج: ۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس کو درہ کوہ سے جو چین و ماوراء النہر کے مابین ہے خروج کیا جن کے ہمراہی تین سو خیموں سے زائد تھے یہ خیمے جانوروں کی کھالوں سے بنائے گئے تھے زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے ان کے خروج کا باعث یہ ہوا تھا کہ طغان خان والی ترکستان ایک سخت علالت میں مبتلا ہو گیا تھا ترکوں نے ان کی علالت سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ آراستہ ہو کر بقصد قبضہ ترکستان نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان کو صحت ہو گئی اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے فوجیں اور رضا کاروں کو جمع کر کے ایک لاکھ کی جمعیت کے ساتھ ترکوں کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو نکل پڑا۔ ترکوں کو ان کی خبر لگ گئی بھاگ کھڑے ہوئے طغان خان تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو بوجہ بعد مسافت ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا مگر طغان خان نے ترکوں کے قریب پہنچ کر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیا۔ دو لاکھ ترک مارے گئے۔ ایک لاکھ قید ہوئے۔ مویشیاں بار برداری کے جانور گھوڑے اور سونے چاندی کے ظروف چینی ساخت کے ایسے کہ جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی ہاتھ آئے۔

سلطان الدولہ کا زوال: ۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو بجائے اس کے مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کے گرفتار کر لینے کی رائے دی مگر سلطان الدولہ اس رائے پر عمل نہ کر سکا اور واسط چلے جانے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جایئے چنانچہ سلطان الدولہ نے شرف الدولہ کو عراق میں بطور اپنے نائب کے مقرر کر کے اہواز کا راستہ لیا۔ تستر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ اقرار کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدہ وزارت نہیں دوں گا اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوئی مزید برآں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کے نکالنے پر مامور کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم لشکر مرتب و مجتمع کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسط کے ترک تھے اور ابوالاعز دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ہم آہنگ تھا مقام واسط میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا۔ ابن سہلان شکست کھا کر واسط میں جا چھپا اور قلعہ بندی کر لی مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا تا آنکہ ابن سہلان نے شدت حصار سے تنگ آ کر مصالحت کا پیام دیا اور واسط کو اس کے سپرد کر کے نکل کھڑا ہوا۔

مشرف الدولہ کی حکومت کا آغاز: چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کرلیا۔ واسط میں جس قدر دیلم تھے انہوں نے بھی حاضر ہوکر سر اطاعت خم کر دیا۔ ابوطاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والی بصرہ یہ خبر پا کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و مشورہ کر کے اس امر پر متفق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہوکر مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھایا جائے اس کے بعد ہی ابن سہلان گرفتار کرلیا گیا۔ آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں۔ سلطان الدولہ گھبرا کر ارجان چلا گیا پھر ارجان سے اہواز کی طرف واپس ہوا۔ ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی مزاج کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آ گئے۔ سلطان الدولہ نے لڑائی سے گریز کیا مگر ترکوں کو کہاں صبر آ تا تھا۔ ادھر ادھر پھیل گئے اور رہزنی کرنے لگے۔

سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ میں مصالحت: ۴۱۲ھ میں مشرف الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ دیلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے کی استدعا کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور بہ حفاظت تمام خوزستان پہنچا دینے کی غرض سے اپنے وزیر ابو غالب کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ دیلم اہواز پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا اور مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابو غالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔ ابو غالب کے ہمراہ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ دیلم کی مدافعت نہ کر سکا۔ طراد بن دبیس کے پاس جزیرہ چلا گیا سلطان الدولہ کو یہ خبر سن کر بے حد خوشی ہوئی اسی وقت اپنے بیٹے ابو کالیجار کو اہواز کی طرف روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد بذریعہ ابو بن ابی مکرم و موید الملک رخجی مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ ہوا۔

ابوالقاسم حسین بن علی کی وزارت: مشرف الدولہ نے ابو غالب کے قتل کے بعد مصالحت ہونے سے پیشتر ابوالحسین بن حسن رخجی کو عہدہ وزارت مرحمت کر کے موید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کیے تھے بعد ازاں ۴۱۴ھ میں جب کہ موید الملک کی وزارت کو دو برس گزر چکے تھے اثیر خادم کی چغلی کی وجہ سے گرفتار کرلیا گیا اور اس کے بجائے مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبین میں سے تھا اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا اور ''حاکم باللہ'' والی مصر کی ملازمت کرلی تھی کچھ عرصہ بعد ''حاکم باللہ'' نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا لڑکا ابوالقاسم شام چلا آیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے ''حاکم باللہ'' کی اطاعت سے منحرف ہو جانے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کر لینے کی ترغیب دی اور کہہ سن کر آمادہ کیا۔ چنانچہ ابوالفتوح کو رملہ میں طلب کر کے اس کی حکومت کی بیعت کی اور ''امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا بعد ازاں ابوالفتوح مکہ لوٹ آیا اور ابوالقاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملاقات کی۔ خلیفہ قادر نے ابوالقاسم سے مشتبہ ہوکر علیحدہ کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے عراق سے نکل کر قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے اس کی بابت لکھائی پڑھی ہوئی مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آیا۔ طرح طرح کے حوادث کا تصادم ہوا تا آنکہ بعد موید الملک رخجی کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا خبیث مزاج' حیلہ ساز اور حد درجہ کا حاسد تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۴۱۴ھ میں وارد بغداد ہوا اور خلیفہ قادر سے ملاقات کی اس سے پیشتر نئی

بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر ابوالقاسم کا فرار: اثیر عنبر خادم اور وزیر ابوالقاسم مغربی مشرف الدولہ کے عہد حکومت میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا ترکوں کو اس کا مستولی ہونا ناگوار گزرا۔ اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کو اس امر کا احساس ہوگیا۔ جان کے خوف سے بغداد سے کسی محفوظ مقام پر چلے جانے کی مشرف الدولہ سے اجازت طلب کی۔ مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے ترکوں سے کشیدہ خاطر ہو کر اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کے ہمراہ بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سندیہ پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ مشرف الدولہ کے اس فعل سے ترکوں کو بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی وزیر ابوالقاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور مصارف کی تعداد چھ لاکھ۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ کا تاوان برداشت کرلوں گا اور مشرف الدولہ کو واپس بغداد لاؤں گا ترکوں نے اس پیام کو براہ دغا منظور کرلیا۔ وزیر ابوالقاسم تاڑ گیا کہ اس میں کچھ فریب ہے چنانچہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے بھاگ گیا۔

کوفہ میں فتنہ وفساد: اس کے بعد علویہ اور عباسیہ کے مابین مقام کوفہ میں جھگڑا ہو گیا سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابوالقاسم اور بعض علویہ کے مابین مراسم اتحاد اور نیز سسرالی رشتہ داری بھی اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا عباسیوں نے دارالخلافت میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر کے لحاظ سے کچھ التفات نہ کیا۔ بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی۔ خفاجہ دو گروہ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر دونوں فریق کی مدد کو آئے اور باہم جدال وقتال شروع ہو گیا بالآخر علویہ نے عباسیہ کو نیچا دکھایا عباسیہ بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی کوفہ کے فساد میں شریک تھا۔ خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابوالحسین علی بن ابی طالب ابن عمر کو نقابت کوفہ سے معزول کر کے مختار سردار عباسیہ کو مامور کرو اور عباسیوں کو سمجھا بجھا کر کوفہ لوٹا دو۔ وزیر ابوالقاسم کو یہ خبر لگی یہ اس وقت قرواش کے پاس سر من رائے میں مقیم تھا۔ خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا۔ خلیفہ قادر نے اس سے مطلع ہو کر قرواش کے نام وزیر ابوالقاسم کے نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قرواش نے اس حکم کی تعمیل میں وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا وزیر ابوالقاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ کی حکومت کا آغاز: ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ ابو علی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی اور اس کی بجائے عراق میں اس کا بھائی ابو طاہر جلال الدولہ والی بصرہ متمکن ہوا۔ بغداد میں اس کے نام خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے بلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسط چلا گیا کچھ عرصہ قیام کر کے پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔ اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس والی کرمان سے مصروف جدال وقتال تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوسعید بن ماکولا بھی تھا۔ عساکر بغداد نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا۔ جلال الدولہ نے ساعت نہ کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار نہایت بری طرح

سے بغداد جانے سے روکا گیا عساکر بغداد نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ مجبوراً بصرہ کی جانب مراجعت کی۔ اہل بغداد نے ابوکالیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چونکہ ابوکالیجار اپنے چچا ابوالفوارش کی مہم پر جارہا تھا اس لئے بغداد نہ آسکا۔ کرمان میں اس کے چچا کو شکست ہوئی اس نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور اس کا چچا بلند پہاڑیوں پر چڑھ گیا مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجے نے اس پر مصالحت کر لی کہ کرمان پر ابوالفوارش حکمرانی کرے اور بلاد فارس پر ابوکالیجار کا قبضہ رہے۔

جلال الدین کی بغداد میں آمد: جس وقت ترکوں کو اس امر کا احساس ہو گیا کہ ممالک محروسہ ویران اور خراب ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ عوام الناس آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور نیز عرب اور اکراد دارالخلافت بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں اور ہر شخص کے دندان حرص بغداد پر لگے ہوئے ہیں اس وقت ان کو اپنے کئے پر پشیمانی اور جلال الدولہ کے واپس کر دینے میں ندامت ہوئی۔ مجتمع ہو کر خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دیجئے ورنہ حکومت و ریاست کا خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ خلافت مآب نے قاضی ابوجعفر سمنانی کو اقرار نامہ اور حلف نامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۱۸ھ میں وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دارالحکومت میں قیام کیا پھر اوقات صلوٰۃ خمسہ (نماز پنجگانہ) میں طبل بجانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے ممانعت کی جلال الدولہ نے طبل کا بجوانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ۔ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب نے طبل بجوانے کی اجازت دی۔ جلال الدولہ نے بدستور اوقات نماز پنجگانہ میں طبل بجنے کا حکم دے دیا اور مؤید الملک ابوعلی رخجی کو اثیر عنبر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور اسے واپس لانے کو روانہ کیا۔ وہ ان دنوں قرواش کے یہاں مقیم تھا۔

ترکوں کی بغاوت: ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابوعلی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے جب وزیر ابوعلی ادا نہ کر سکا تو اس کے مکانات اور نیز کل عمال حشیوں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات لوٹ لئے۔ خلافت مآب نے نامہ و پیام کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کے مابین مصالحت کرا دی اور شور و شغب فرو ہو گیا۔

ابوکالیجار کا بصرہ و کرمان پر قبضہ: ابوکالیجار بن سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر جلال الدولہ بصرہ سے بغداد چلا گیا ہے۔ لشکر مرتب کر کے بصرہ کا قصد کیا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کیا چنانچہ کرمان پر بھی والی کرمان کی وفات کے بعد قوام الدولہ بن ابوالفوارش قابض و متصرف ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر ان کا تذکرہ جداگانہ لکھنے والے ہیں تحریر کریں گے چنانچہ اسی مقام پر ان کی اور نیز کل بنی بویہ بنی وشمگیر اور بنی مرزبان وغیرہ دیلمیوں کی حکومت و دولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

ابوکالیجار کا واسط پر قبضہ: نورالدولہ دبیس بن علی بن مزید والی حلہ (حلہ کی اس وقت تک بنا نہیں پڑی تھی) دبیل نے اپنے کل صوبہ جات میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس وجہ سے کہ ابوحسان مقلد بن الاغر حسن بن مزید نے بوجہ

عداوت نورالدولہ امراء بن خفاجہ سے سازش کر کے عساکر بغداد کو نورالدولہ کے ساتھ جنگ پر ابھارا تھا۔ نورالدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ ابو کالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسط پر چڑھائی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ ان دنوں واسط میں الملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ الملک العزیز نے یہ خبر پا کر واسط چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کیا۔ نورالدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے الملک العزیز کے اکثر ہمراہی متفرق و جدا ہو گئے اور فوج کا حصہ کثیر روزانہ کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اس اثناء میں ابو کالیجار نے واسط پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

جلال الدولہ کی اہواز کی جانب روانگی: اس کے بعد بطیحہ میں بھی کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا قرواش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے کحیل کی طرف کوچ کیا اور اس مقام پر پہنچ کر مر گیا اس کے مرنے سے قرواش کی کمر ٹوٹ گئی اور بیٹھ رہا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو عساکر بغداد کو مجتمع و مرتب کیا۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامان جنگ و سفر درست و مہیا کر کے بقصد واسط پہنچ کر ایک مدت تک بلا جدال و قتال شہر کے باہر پڑاؤ کیے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی مر گئے۔ رسد و مال کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ابو کالیجار نے اس سے مطلع ہو کر بغداد جانے کا قصد کیا۔ اس عرصہ میں ابوالشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا کہ چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بقصد عراق بڑھا آتا ہے لہٰذا تم دونوں آدمی باہم مصالحت کر کے اس کی مدافعت پر مجتمع و متفرق ہو جاؤ۔

ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس امید پر جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر لوٹ جائے گا غافل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا ہنگامہ گرم کر دیا دو لاکھ دینار دارالامارت سے لیے۔ عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہ و بالا کر دیا۔ ابو کالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد روانہ کیا گیا۔ اثناء راہ میں ابو کالیجار کی ماں مر گئی۔ ابو کالیجار یہ خبر پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کو بڑھا۔ نورالدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا خفاجہ میرے ہمراہیوں پر حملہ آور ہوں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ میں جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے روز ابو کالیجار کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نورالدولہ کی شکست: نورالدولہ ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا آیا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اسی کی قوم کے چند سر برآوردہ افراد نے مجتمع ہو کر اس کے خلاف ایک گروہ قائم کر لیا تھا نورالدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا۔ بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو جوسق بھیج دیا۔ بعد ازاں مقلد بن ابوالاعز اور جلال الدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا اس واقعہ میں نورالدولہ کو شکست ہوئی اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ وہ بھاگ کر ابوسنان غریب بن مکین کے پاس پہنچا۔ ابوسنان نے لکھا پڑھی کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی اور دس ہزار دینار سالانہ کی شرط پر نورالدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر متمکن کرا دیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ہوئی جھٹ پٹ خفاجہ کو مجتمع کر کے نورالدولہ پر فوج کشی کر دی۔ مطیر آباد نیل اور سور کو تاخت و تاراج کیا۔ اکثر حصہ میں آگ لگا دی جو جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد دجلہ عبور کر کے ابوالشوک کے

پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی۔

جلال الدولہ کا مدار پر ناکام حملہ: ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج کو مدار پر قبضہ کر لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مدار ابو کالیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا اس کے بعد ابو کالیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی نامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابو کالیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابو کالیجار کا لشکر اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ نے واسط میں جا کر جان بچائی اور مدار پر بدستور سابق ابو کالیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

وزیر ابو علی کی گرفتاری: جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور بطائح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا۔ ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن بختیار بن ابو کالیجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابو علی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کا سردار ابو عبداللہ شرابی والی بطیحہ تھا۔ ابو علی اور ابو منصور سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابتداً ابو منصور شکست کھا کر بھاگا۔ ابو علی نے تعاقب کیا۔ اس کے بعد جس وقت ابو علی کی جنگی کشتیاں ابو منصور کے قریب پہنچیں ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابو علی کو شکست کھانی پڑی اسی اثناء میں ابو علی گرفتار ہو گیا ابو منصور نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و احترام سے ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ابو علی کالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ابو علی ہی کے غلاموں نے ابو علی کا کام تمام کر دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ ان کی ایک مذموم حرکت سے مطلع ہو گیا تھا۔ ابو علی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بناڈالی تھی اور کئی محصول قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: وزیر ابو علی کی گرفتاری و شکست کے بعد جلال الدولہ نے فوج بصرہ کو جوابق کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ ابو کالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ نے ابو منصور کے پاس ابلہ میں جا کر دم لیا اور فتح مند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ابو منصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی نیچا دکھادیا تب ابو منصور خود لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر اتفاق یہ کہ اس کو بھی شکست ہوئی اور اس کے بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی مار ڈالا گیا۔ اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے اور گورنر بصرہ سے ابلہ پر فوج کشی کرنے کی تحریک کی اور مال و اسباب اور رسد و غلہ طلب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والی بطیحہ نے مع اپنی فوج کے اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔ باقی ماندہ ترکوں نے ابو الفرج ذی السعادت وزیر ابو کالیجار کے پاس جا کر امان حاصل کر لی۔

ابو القاسم کی ابو کالیجار سے بغاوت اور اطاعت: ابو الفرج نے ان ترکوں کے ٹل جانے سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد عز الدولہ والی بصرہ نے وفات پائی اور بجائے اس کے

اس کا داماد ابوالقاسم زیر حمایت ابو کالیجار حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالقاسم اور ابو کالیجار میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوالقاسم نے ابو کالیجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے الملک العزیز کو واسط سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ الملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے۔ بصرہ پر آیا اور ابو کالیجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کر قابض و متصرف ہو گیا۔ ۴۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام وسیاست میں اس کو کسی قسم کا دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد دیلم نے الملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف الملک العزیز کو ابھارا۔ الملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر الملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلنا پڑا۔ بمجبوری پھر واسط کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابو کالیجار کی اطاعت قبول کر لی۔

باب : ۲۹

عبداللہ بن قادر قائم بامر اللہ

۴۲۲ھ تا ۴۶۷ھ

بیعت: خلیفہ قادر باللہ نے اپنی حکومت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۴۲۲ھ میں انتقال کیا اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کی رونق دیلمیوں اور ترکوں کے تغلب و تصرف سے جاتی رہی تھی۔ نام ہی نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کا اپنی حسن تدبیر کی آبپاشی سے پھر اعادہ کر لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب اور اس کی محبت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ سنہ گزشتہ میں بحالت علالت مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ چنانچہ جب ۴۲۲ھ میں مرحوم خلیفہ کا انتقال ہو گیا تو ارکین دولت و امراء مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ابو جعفر نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر ''القائم بامر اللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابو القاسم مرتضیٰ تھا۔

ابو کالیجار کی اطاعت: خلیفہ قائم نے تکمیل بیعت کے بعد قاضی ابو الحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں خلافت مآب کا نام داخل کرنے کی غرض سے ابو کالیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے علم خلافت کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ تحائف اور نذرانے روانہ کیے۔

جلال الدولہ کی گوشہ نشینی: خلیفہ قائم کی خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہل سنت و شیعہ کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ، قتل اور آتش زدگی کی گرم بازاری ہو گئی بازار اور محلے لوٹ لیے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی۔ ٹیکس اور محصول وصول کرنے والے مار ڈالے گئے۔ لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا اور اس امر کی خلافت مآب سے اجازت طلب کی خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو مال و زر دے کر راضی کر لیا۔ جب ان کی شورش فرو ہو گئی تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہو گیا اس کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس اور محافظ کے اصطبل سے مطلق العنان کر کے نکال دیا۔ اس کے دو سبب تھے اول یہ کہ چارہ کی کمی تھی۔ دوسرے یہ کہ جلال الدولہ سے ترک گھوڑے طلب کرنے لگے تھے۔ ان گھوڑوں کی تعداد پندرہ تھی۔ جلال

الدولہ کے خانہ نشین ہو جانے سے امن وامان کا دروازہ بند ہو گیا۔ حاشیہ نشینان خلافت اور ارکین مملکت بھی آنکھیں بچا بچا کر ادھر اُدھر چھپ رہے۔ وقتاً فوقتاً فتنہ وفساد بڑھتا گیا یہاں تک کہ سنہ مذکور تمام ہو گیا۔

جلال الدولہ کی دوبارہ امارت: ۴۲۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہو کر بغاوت کر دی اور مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے مکان پر چڑھ آئے اور اس کے اور نیز جلال الدولہ کے ارا کین دولت کے مکانات کو لوٹ لیا پھر وزیر ابواسحاق سہیلی کو ڈھونڈنے لگے۔ وزیر ابواسحاق یہ خبر پا کر غریب بن مکین کے پاس بھاگ گیا اور جلال الدولہ بغداد سے نکل کر عکبرا چلا آیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت اہواز میں تھا) اور طلبی کا خط روانہ کیا ابو کالیجار نے اپنے بعض مصاحبین سے مشورہ سے بغداد نہ آنے کی معذرت کی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جا کر عذر خواہی کی اور تینتالیس دن کے بعد اس کو بغداد میں لا کر دوبارہ امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔

ابوالقاسم کی وزارت: جلال الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر ابوالقاسم بن ماکولا کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو معزول کر کے عمید الملک ابوسعید عبدالرحیم کو متعین فرمایا چند دنوں تک اس نے وزارت کی۔ بعد ازاں اس نے جلال الدولہ کے اشارہ سے ابو معمر بن حسین بساسی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لا کر چھوڑ دیا۔ اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا روک ٹوک کی۔ عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کر کے خوب حرمت کی کپڑے پھاڑ ڈالے اور برہنہ پا مکان سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر عمید الملک کے مکان پر آیا فتنہ وفساد فرو ہو گیا جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لے کر اس رہا کر دیا عمید الملک کی جان بچی وہ کسی گوشہ میں جا کر چھپ گیا۔

ترکوں کی شورش: اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شوروغل مچایا اور علم بغاوت وسرکشی بلند کیا۔ سبب یہ پیدا ہوا کہ جلال الدولہ نے بغیر علم واطلاع ترکوں کے ابوالقاسم کو دوبارہ عہدۂ وزارت دے دیا تھا اور اس کو ترکوں سے کشیدگی تھی اور ان کے مال واسباب پر بیدانت لگائے ہوئے تھا اس وجہ سے ترکوں نے مجتمع ہو کر جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بہ باریک بینی ودوگوش اس کو مکان کی ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس کا ایک گروہ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد پر آیا اور رہا کر کے اُس کو اُس کے مکان پر لے جا کر ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدولہ مع اپنے اہل وعیال اور وزیر ابوالقاسم کے کرخ چلا گیا۔

جلال الدولہ کی مراجعت: جلال الدولہ کے چلے جانے پر لشکریوں میں امارت کے بارے میں اختلاف ہوا۔ بحث وتکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ آپ اپنے لڑکوں میں سے کسی کو امارت کے لیے منتخب کیجئے اور آپ واسط چلے جائیے۔ ہنوز نامہ وپیام اس کے متعلق ہو رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے حصہ کثیر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اُن کی جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اس کو بغداد واپس لے جا کر پھر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی تھی اور دن دہاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدولہ نے ۴۲۵ھ میں بساسیری کو معہ ایک جماعت کے بغداد کے غربی جانب پر مامور کیا۔

طوائف الملوکی: ان واقعات کے بعد خلافت وسلطنت کے قوائے حکمرانی اس درجہ مضمحل اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کر کے قریہ یحییٰ کی طرف خروج کر دیا وہاں کردوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ کردوں نے لشکریوں کو نیچا دکھا کر ان کے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام قائم کر کے کہ عمال خلافت نے کردوں کی مدافعت نہیں کی اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے مطلع کیا تھا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ آئی تو وہ کردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت رفع کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر اس نے قضاۃ، شہود اور فقہاء کو مراتب ودینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ ادھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل جل کر بظاہر اپنے کو گرفتار کرا لیا اور دیوان خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا۔ اوباشوں، بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ اطراف وجوانب بلاد میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگا۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انہیں لوگوں کا عمل ودخل تھا عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابوسعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کر ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابوالقاسم کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ بغاوت کا زمانہ تھا۔ آمدنی ندارد مزید برآں خرچ کی بھرمار تھی گھبرا کر بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ایوان وزارت میں برہنہ سر ایک پھٹا قمیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے مہینہ کا ہے۔ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابوسعید عبدالرحیم کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔

فوجی بغاوت: ۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین روز کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پتھر اور اینٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو آ لگے وہ گھبرا کر مرتضیٰ کے مکان پر کرخ چلا گیا اور جب وہاں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین بن مکن کے پاس تکریت میں جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کے گھربار کو لوٹ لیا دروازے توڑ ڈالے کواڑ نکال لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ وپیام بھیج کر بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابوسعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا۔ یہ اس کی چھٹی وزارت تھی۔

اسی سنہ میں خلیفہ قائم نے معزیہ دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرافوں کے معاملات بیع وشراء میں اس کے ساتھ تعامل کرنے کو منع کر دیا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت: ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابوکالیجار کی مصالحت کے بارے میں نامہ وپیام شروع ہوا تا آنکہ قاضی ابوالحسن ماوردی اور عبداللہ مردوی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں مصالحت ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح واتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب: ۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں ''ملک الملوک'' کے خطاب ملنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطاب کا جواز دریافت کیا۔ قاضی ابوالطیب طبری، قاضی ابوعبداللہ صیمری، قاضی ابن بیضاوی اور ابوالقاسم کرخی نے تو جواز کا فتویٰ دیا اور قاضی ابوالحسن ماوردی عدم جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث ومباحث ہوتا رہا بالآخر خلیفہ قائم نے مجوزین خطاب کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو ''ملک الملوک'' کا خطاب دیا۔

جلال الدولہ کا قاضی ابوالحسن سے حسن سلوک: قاضی ابوالحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی وہ دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن "ملک الملوک" کے عدم جواز کا فتویٰ دینے سے خانہ نشین ہو گیا ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عیدالاضحیہ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابوالحسن خائف ہراساں حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کے پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بلاحصول اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور تمام حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین جلسہ محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلائے گئے تھے۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ: ۴۳۱ھ میں ابوکالیجار نے اپنی فوجیں بسر افسری عادل ابومنصور بن مافنہ کے بصرہ پر بھیجیں اور اس وقت بصرہ ظہیرہ ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا جو عزالدولہ کے بعد والی بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیرہ ابوالقاسم نے ابوکالیجار سے بغاوت کی تھی اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی اور ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا مال و دولت کی کثرت ہو گئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان کے املاک کو غصباً دبا لیا۔ ابوالحسن نے ابوکالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی استدعا کی۔ اس بناء پر ابوکالیجار نے اپنی فوجیں بسر گروہی عادل ابومنصور بصرہ کی جانب روانہ کیں جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔ جس وقت ابوکالیجار کی فوجیں سرزمین مصر پر آ اتریں والی عمان کا بھی لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ بات ہی بات میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا ظہیر ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا اور مال و اسباب لٹ گیا دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کیے گئے۔ کامیابی کے بعد ابوکالیجار بصرہ میں آیا کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ بعد ازاں اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ عنایت کر کے معہ ظہیر ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوالفرج بن فسانجش بھی تھا۔

ترکوں کی شورش: ۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اٹھایا اور جلال الدولہ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آ کر خیمہ زن ہوئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا قصد کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرداش والی موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرداش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی اثناء میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہو گیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہو گئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا مخالفت کے زمانہ میں ترکوں نے خوب خوب دھینگا دھینگی کی تھی۔ اس کثرت سے غارتگری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے۔

سلجوقیوں کا ظہور: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ معمورۂ عالم کے ربع شرقی شمال میں ترکوں کی قوم مابین چین و ترکستان، خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کیا۔ اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت و دولت کی

بنا پڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

سلجوقیوں کے ابتدائی حالات: مابین ترکستان اور بلاد چین کے درۂ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا وہ بہت بڑا درہ تھا۔ جو آبادی سے متعدد بہ فاصلہ پر واقع تھا ان کی تعداد سوائے خالق اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درہ میں رہتا تھا اتفاق یہ کہ ان کی ضروریات زندگی بھی وہیں مہیا تھیں۔ ان کی عام غذا گوشت جانوران صحرائی' طیور دودھ تھی اور کبھی کبھی غلہ بھی مل جاتا تھا۔ سواریوں کے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور سے اس درہ میں چراگاہ بھی تھی بھیڑ اور بکریوں کی اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ شامت اعمال یا اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہو جاتا اس کو لوٹ لینے میں بھی ان کو دریغ نہ ہوتا غرض چاروں طرف سے اس درہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور ان کی بسر اوقات کی یہی صورت تھی ان گروہوں میں سے غز' خلج اور تتر (تاتار) بھی ہیں ان سب کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری: چنانچہ جب دولت ملوک ترکستان کا شجر حد کمال پر پہنچ کر اضمحلال اور تنزلی کی جانب مائل ہوئی جیسا کہ ہر دولت وسلطنت کے لئے یہ امر طبعاً لازم ہے تو ان بادیہ نشین ترکوں نے درہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا اس سے ان کی قوت بہت بڑھی۔ جلب منفعت کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے اس وجہ سے کہ لوٹ مار اور رہزنی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوک دار تیروں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے بادیہ نشینوں کی طرح کسب معاش ورزق کرنے لگے اور بخارا کے قریب بیس فرسنگ کے فاصلہ پر ایک راہ گزر عام پر آ کر قیام پذیر ہوئے اس اثناء میں بنی سامان اور اہل ترکستان کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنی سامان کے سپہ سالاروں میں سے محمود بن سبکتگین اس دولت وحکومت پر مستولی اور قابض ہوا ایک روز محمود کا بخارا سے اس سمت پر گزر ہوا ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر معہ اپنی فوج کے اس کے گروہ کی طرف گیا اور ان کو پامال کرنا شروع کیا وہ متفرق ومنتشر ہو کر اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے تعاقب کیا گھبرا کر اصفہان میں جا کر دم لیا۔ علاء الدولہ بن کالویہ والیٔ اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دغابازی کا قصد کیا ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ لڑ پڑے مگر ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ شکست کھا کر آذربائیجان چلے آئے اور والیٔ آذربائیجان وہشودان (یہ بنی مرزبان سے ہے) سے بھی لڑے۔

ترکوں کی سرکوبی: جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذربائیجان کی جانب روانگی کا قصد کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے ان لوگوں نے گردونواح کے قصبات' دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر دست درازی شروع کر دی۔ آئے دن قافلوں کو لوٹ لینے لگے۔ والیٔ طوس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے ان کی گوشمالی کو آیا اس عرصہ میں محمود بن سبکتگین بھی آ پہنچا اور رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرتا گیا۔ بوقت واپسی ترکوں کے اس گروہ نے امان کی درخواست کی۔ محمود بن سبکتگین نے امان دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور یغمر نامی ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنایا اور اس کے بیٹے کو رے میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی فتوحات: ان واقعات کے بعد محمود نے وفات پائی اور مسعود بن محمود بجائے اپنے باپ کے مسند حکومت پر متمکن ہوا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کر دی۔ مسعود نے ایک فوج ان کے ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی۔ ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرقا، کول، بیغر اور یاصعکی تھے جو تاخت و تاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کر کے بجستان کی طرف بڑھے۔ بعد ازاں مضافات رے کو غارت کیا۔ والی طبرستان اور رے متفق ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آئے اور اس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے لڑے۔ باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر رے کا قصد کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔ والی رے بھاگ کر کسی قلعہ میں جا چھپا۔ یہ واقعہ ۴۲۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے رے پر قبضہ کر لیا تھا تالیف قلوب کر کے ابن سبکتگین کی مدافعت کرنی چاہی۔ ابتداً ترکوں نے علاء الدولہ کی اس استدعا کو منظور کر لیا لیکن بعد کو بدعہدی کی۔

ترکوں میں اختلاف: ترکوں کا وہ گروہ جنہوں نے آذربائیجان کی طرف مراجعت کی تھی اس کا سردار بوقا، کوکباش، منصور اور دانا تھا۔ وہشوذان والی آذربائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا لیکن اس کو اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل مراغہ کو ان کی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ بہت بری طرح سے پامال ہوئے اکراد ہذبانیہ کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور وہ دو گروہوں میں منقسم ہوئے۔ ایک گروہ بوقا کے ہمراہ ان ترکوں کے پاس چلا آیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ بہمراہی منصور اور کوکباش ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

کرخ اور ہمدان پر ترکوں کا قبضہ: ان دنوں ہمدان میں ابو کالیجار بن علاء الدولہ بن کالویہ حکمرانی کر رہا تھا۔ بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابو کالیجار کا محاصرہ کر لیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی اس محاصرہ اور جنگ میں ختی خسرو بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹائے ہوئے تھا بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر ابو کالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کیا۔ بعد ازاں کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اس طرح پیش آیا۔ پھر قزدین کو جا کر گھیر لیا۔ اہل قزدین نے اطاعت قبول کر لی اور سات ہزار دینار نذر کیے۔ فتح قزدین کے بعد انہیں ترکوں میں سے ایک گروہ بلاد ارمن چلا گیا اور عام خونریزی اور غارت گری کرتا ہوا ارمینیہ کی جانب لوٹا پھر ارمینیہ سے رے کی طرف مراجعت کی اور رے سے قلعہ ہمدان کا قصد کیا چونکہ ابو کالیجار ان کا لوہا مان چکا تھا بلا جدال و قتال قلعہ ہمدان کو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے اس پر بھی قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔

ترکوں کی مصالحت اور بدعہدی: ان سب واقعات میں ختی خسرو مذکور ان کے ہمراہ تھا قلعہ ہمدان کے سر ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود ہو گئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ ان غارت گر ترکوں نے استرآباد تک بڑھ کر تاخت و تاراج کیا ابو الفتح بن ابی الشوک والی دینور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان کو فاش شکست دے کر ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے مصالحت کا پیام دیا ابو الفتح نے ان کی درخواست کے مطابق قیدیان ترک کو رہا کر دیا اور باہم صلح ہو گئی اور اس کے بعد ترکوں نے ابو کالیجار سے میل جول پیدا کیا اور

اس کو یہ دم پٹی دی کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابو کالیجار اس فقرے میں آ گیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔

ترکوں کی پسپائی: اس اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی ترکوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آب دار نے ان کی گرمی مزاج کو فوراً ہی فرو کر دیا۔ وہشوذان والی آذربائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذربائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کردوں (یعنی ہمراہیان وہشوذان) نے ترکوں کو دبا لیا بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کول ان ترکوں کا سرگروہ مر گیا جو رے میں مقیم تھے۔

ترکوں کا رے پر حملہ: جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا ان سے بھی چند لوگ اپنے وطن اولی اور مسکن قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرلبک بن میکائیل بن سلجوق اس گروہ باقی ماندہ کا امیر تھا اس کے بھائی داؤد بیغو' ینال اور جعفری بھی اس کے ہمراہ یہیں رہے ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے جرگہ سے باعتبار قوت اور بہ لحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے لحاظ سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ ینال (برادر طغرلبک) ایک مختصری فوج لے کر رے کی طرف بڑھا اہل رے نے مقابلہ کیا اور باہم متصادم ہو گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی بھاگ کر آذربائیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے آئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن غزعلی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جس سے اس کے ہمراہی منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ مزید برآں قرواش والی موصل نے بھی اپنی فوجیں اس کی سرکوبی پر بھیج دیں پھر کیا تھا۔

دیار بکر میں قتل و غارت: ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی وہ سرگرداں و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے جوں توں کر کے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے خوب جی کھول کر اس کا تاخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا مگر اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔

موصل پر قبضہ: امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی۔ والی موصل نے بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار شدت جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سند چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ والی موصل نے سند پہنچ کر جلال الدولہ دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام برافروختگی پیدا ہوئی۔ سب نے متفق ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکتاش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر پا کر رجب ۴۳۵ھ میں موصل کی جانب پھر مراجعت کی اور بزور تیغ داخل ہو کر قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بک کا نام لیتے تھے۔

ترکوں کی غارت گری کے خلاف طغرل بک سے احتجاج: جلال الدولہ نے طغرلبک کو ان واقعات سے مطلع

کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی، طغرل بک نے جواباً تحریر کیا کہ بے شک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے ہمارے علم حکومت وسرداری کے آگے سر اطاعت جھکائے ہوئے تھے تا آنکہ ہمارے اور محمود بن سبکتگین کے مابین مناقشہ پیدا ہوا۔ جیسا کہ آپ پر روشن ہے چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطراف خراسان میں گئے مگر خراسان میں پہنچ کر یہ لوگ خود ذاطاعت اور قبضۂ اقتدار حکومت سے متجاوز ہو گئے۔ اب میرے اختیار سے یہ باہر ہیں ان کی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری امر ہے۔ یہ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ نے چھیڑ چھاڑ کرنے کی بتاکید ممانعت کردی۔

ترکوں کی پسپائی: جلال الدولہ تو اس خط کو دیکھ کر والی موصل کی امداد و اعانت سے دست کش ہو گیا۔ دبیس بن مزید اور امراء عرب سے بنو عقیل بغرض امداد و کمک قرواش والی موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ انہوں نے ان ترکوں کو جو دیار بکر میں تھے بلا بھیجا اور مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ عرب کو شکست ہوئی مگر یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی سے بدل گئی عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا سخت اور قوی تھا کہ ترکوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگے عرب نے شمشیر آب دار نیام سے کھینچ لی اور نہایت سختی اور مستعدی سے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش والی موصل شکست خوردہ گروہ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آیا اور شکست خوردہ گروہ دیار بکر اور دیار بکر سے بلاد ارمن اور روم چلا گیا اور انہیں مقامات پر ان لوگوں نے اپنے بطلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔

طغرل بک اور سلطان مسعود کی جنگ: طغرل بک اور اس کے بھائیوں نے خوزستان میں پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کیا۔ بنی سبکتگین کی فوج سے مدتوں لڑتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ سباشی حاجب (سپہ سالار افواج) سلطان مسعود بن محمود بن سبکتگین کو شکست ہوئی وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچا اور جب طغرل بک نے ہرات کا قصد کیا تو سباشی غزنہ بھاگ آیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہوا۔ اس نے فوجیں آراستہ کر کے طغرل بک پر حملہ کر دیا۔ طغرل بک کو اس واقعہ میں نیچا دیکھنا پڑا۔ وہ میدان جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کی جستجو اور تعاقب کرتا رہا۔ ایک روز طغرل بک موقع پا کر سلطان مسعود کے لشکر پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ سلطان مسعود کے لشکر کو شکست کھانی پڑی۔ طغرل بک کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود سے کچھ بن نہ آئی۔ طغرل بک اس اتفاقی کامیابی سے شاداں و فرحاں نیشاپور کی جانب روانہ ہوا اور ۴۳۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

جلال الدولہ کی سلجوقیوں سے مصالحت: اب اس وقت آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموش ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری جاتی رہی اطراف و جوانب کے عمال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بک کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام داخل کیا گیا۔ نیشاپور میں انتظامات میں جو خلل واقع ہو گیا تھا اس کو رفع کیا اوباشوں اور جرائم پیشہ کو قرار واقعی سزا دی۔ اسی زمانہ سے سلجوقیہ کا اکثر بلاد پر قبضہ و تصرف شروع ہو گیا۔ بیغو نے ہرات کو دبا لیا داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا' بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا'

اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سلجوقیہ کی حکومت کو کل بلاد میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا اس کے بعد طغرل بک نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضۂ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا طغرل بک نے اپنی طرف سے طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مرداویج کو جو اسی کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان میں نامور کیا خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی فرو کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن ماوردی کو طغرل بک کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی زمام تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

جلال الدولہ اور قرواش میں جنگ اور مصالحت: قرواش والی موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن تغلب والی تکریت کے محاصرہ کو روانہ کیا تھا خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت لکھ بھیجی جلال الدولہ نے قرواش کو ممانعت اور خمیس سے متعرض نہ ہونے کا خط تحریر کیا قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرہ پر گیا۔ طرہ اس پر یہ کہ ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس سے جلال الدولہ کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اس وقت ابوالحرث ارسلان بساسیری کو ماہ صفر ۴۳۲ھ میں قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم تھا گرفتار کر لینے کے لئے روانہ کیا اثناء راہ میں عربوں سے اتفاقاً چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل و مرام واپس ہوا اور ان لوگوں نے صرصر بغداد کے مابین قیام کر کے رہزنی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا لشکر آراستہ کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا۔ قرواش کو اس کی خبر نہ تھی محاصرہ میں آ گیا بعد ازاں بنو عقیل نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرواش کے مابین مصالحت کرا دی۔

جلال الدولہ کا انتقال: آمدنی میں کمی اور خراج ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور بحکمت یا بجبر اس کو بھی لے لیا۔ یہ خاص خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت و ریاست کے سترہویں برس مر گیا۔ اس کے مرنے پر اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور سپہ سالاران افواج شاہی نے مجتمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی اور اس کے بڑے بیٹے الملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسط میں اطاعت کے بارے میں خط و کتابت شروع کی اور اس کو بلا بھیجا۔ اس نے حسب دستور قدیم حق البیعت طلب کیا۔ تعین مقدار یا عدم موجودگی زر کی وجہ سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری ہوا۔

ابو کالیجار کی امارت: ابو کالیجار کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے سرداران لشکر اور افواج شاہی کے پاس زر کثیر حق البیعت بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کی تحریک کی۔ سرداران لشکر اور لشکریوں نے الملک العزیز کو چھوڑ دیا اور ابو کالیجار کی طرف مائل ہو گئے اسی اثناء میں الملک العزیز بھی واسط سے آ گیا وہ جس وقت نعمانیہ میں وارد ہوا لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ چاروناچار پھر واسط کی جانب مراجعت کی۔ بغاوت فرو ہو گئی اور جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

الملک العزیز کا انجام: الملک العزیز نے نعمانیہ سے واسط جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات کی مگر کچھ کار برآری کی صورت نظر نہ آئی۔ تب قرواش بن مقلد والی موصل کے پاس گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں جا پہنچا۔ ابوالشوک نے اس سے کج ادائی کی اور دغابازی کا ارادہ کیا۔ الملک العزیز کو اس کا احساس ہو گیا۔ بحال پریشان نیال بردار طغرل بک کے پاس چلا گیا اور مدتوں ان کے پاس مقیم رہا۔ کچھ عرصہ بعد چند لوگوں کے ساتھ خفیہ طور سے بغداد آیا۔ ابو کالیجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو گئی۔ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ بعض ہمراہیان الملک العزیز مارے گئے۔ مگر الملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں جاں بحق تسلیم کی۔

ابو کالیجار کی بغداد میں آمد: اب ابو کالیجار کا حال سنئے۔ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں اس کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا۔ ابو کالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سے مال و اسباب کے تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کئے۔ لشکریوں اور سرداران لشکر کو بے حد انعامات اور صلے دیئے خلافت مآب نے ''محی الدین'' کا لقب عنایت کیا۔ ابوالشوک دبیس اور نصیر الدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبجات کے جوامع میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو کالیجار کو ان واقعات کی برابر اطلاع ہوتی جاتی تھی۔ جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا یقین کامل ہو گیا تو ساماں جلوس مرتب و تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجس بھی اس کے ہمراہ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کرنے کا عزم کیا۔ لیکن ابو کالیجار نے عذر کیا۔ خلافت مآب نے اس کے سرداران لشکر بساسیری فساوری اور ہمام ابواللقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابو کالیجار اور طغرل بک میں مصالحت: ابو کالیجار نے بغداد میں داخل ہو کر احتیاطاً حمید الدولہ ابو سعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ حمید الدولہ تکریت کو روانہ ہو گیا۔ ابو منصور[1] بن علاء الدولہ بن کالویہ والی اصفہان نے پھر اس کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بک سے منحرف ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو منصور اور ابو کالیجار میں بعد جنگ و حصار کے مصالحت ٹھہر گئی تھی۔ ابو منصور نے بہ خیال خوف آئندہ خراج دینا منظور کیا تھا اور یہی امر باعث مصالحت ہوا۔ اس کے بعد ابو کالیجار نے سلطان طغرل بک سے مصالحت کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر کے مصالحت کر لی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا انتقال: چونکہ بہرام بن لشکرستان (سرداران دیلم میں سے تھا) والی کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک بہانہ کرتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے ۴۴۰ھ میں ابو کالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوج کشی کی اور خود اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ والی کرمان قلعہ بردشیر میں تھا۔ ابو کالیجار نے بحکمت عملی بردشیر پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] بات یہ تھی کہ ابو منصور نے کسی امید پر طغرل بک کی اطاعت قبول کی تھی اور ابو کالیجار سے نقض عہد کیا تھا۔ لیکن جب طغرل بک نے اس کی امید بر نہ آنے دی اور طغرل بک نے خراسان کی جانب مراجعت کی تو ابو منصور کو ابو کالیجار سے خوف پیدا ہوا۔ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی اور اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ ابو کالیجار نے اس کی یہ درخواست منظور کر لی بہ ادائے خراج سالانہ باہم مصالحت ہو گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۹)

اسی اثناء میں کسی فوجی افسر نے کسی کشیدگی کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کر دیا اور اہل کرمان ابو کالیجار کی طرف مائل ہوتے نظر آئے۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے نہایت سرعت سے کرمان کا سفر کیا۔ مگر اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان میں) پہنچ کر ۴۴۰ھ میں جبکہ اس کی حکومت کو چار برس تین ماہ گزر چکے تھے مر گیا۔ جونہی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اس کا بیٹا ابو منصور فلاستون وزیر کے خیمہ میں بھاگ آیا ترکوں نے اس پر بھی دست درازی کا قصد کیا۔ دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر روک دیا۔ اس کے بعد ابو منصور نے شیراز کی جانب معاودت کی اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ وزیر کو کسی خاص امر کے باعث ابو منصور سے سوءِ مزاجی پیدا ہوئی۔ علیحدہ ہو کر قلعہ خرمہ میں چلا آیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے مقیم ہو گیا۔

الملک الرحیم کی امارت: چند دنوں کے بعد بغداد میں ابو کالیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا لڑکا الملک الرحیم ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ سرداران لشکر اور اراکین دولت نے اس کی امارت وریاست کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت طلب کی۔ ''الملک الرحیم'' کا لقب مرحمت ہونے کی درخواست دی۔ خلافت مآب نے بوجہ مانع شرعی ''الملک الرحیم'' کا لقب دینا منظور نہ فرمایا اور باقی التماسات منظور فرمالئے۔ عراق خوزستان اور بصرہ میں الملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ میں اس کا بھائی ابو علی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے دوسرے بھائی ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ الملک الرحیم نے ایک لشکر بسرافسری اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسرو شاہ شیراز کی طرف روانہ کیا جس نے شیراز پر قبضہ کر کے ابو منصور کو گرفتار کر لیا۔

اسی سنہ میں ابو کالیجار کی وفات کے بعد الملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی ہوائے حکومت سمائی ایک مختصری فوج مرتب کر کے قرداش سے جدا ہو کر بصرہ کا رخ کیا۔ ابو علی بن کالیجار نے نہایت خوبی سے اس کی مدافعت کی خایب و خاسر ہو کر واپس آیا اور اسی سنہ میں ''الملک الرحیم'' نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کے علم حکومت کے آگے بھی سر اطاعت خم کر دیا۔ اسی زمانہ میں اہل سنت وجماعت اور شیعہ کے مابین بغداد میں جھگڑا ہوا اور مدتوں بناء فتنہ وفساد قائم رہی۔

ابو منصور کا اہواز پر قبضہ: ۴۴۱ھ میں الملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ ترکان شیراز اور بغداد سے کسی بات میں چل گئی اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ ترکان بغداد نے ناراض ہو کر عراق کی طرف مراجعت کی چونکہ الملک الرحیم کو ترکان شیراز پر پورا بھروسہ نہ تھا باقی رہے دیلم پس وہ اس کے بھائی ابو منصور کی طرف مائل تھے جو اصطخر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں پہنچ کر قیام کر دیا۔ ارجان میں ابو سعد اور ابو طالب (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) کو نامور کیا۔ ابو منصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ الملک الرحیم یہ خبر پا کر بقصد مقابلہ اہواز سے رامہرمز کی طرف بڑھا۔ دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ الملک الرحیم شکست کھا کر بصرہ کی طرف بھاگا اور پھر بصرہ سے واسط چلا آیا۔ ابو منصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑایا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ کئے رہی۔ اتنے میں ۴۴۱ھ کا دور تمام ہو گیا۔

الملک الرحیم کا اہواز' تستر اور رامہر مز پر قبضہ: ۴۴۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی بعض حصہ بلا اجازت ابو منصور فارس چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصہ الملک الرحیم سے آملا الملک الرحیم بغاوت لشکر فارس کی خبرسن کر بے حد خوش ہوا۔ ادھر لشکر بغداد کو طلبی کا خط روانہ کیا ادھر اپنے رکاب کی فوج کو مرتب کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور وہاں پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور بانتظار آمد لشکر بغداد اہواز میں ٹھہر ارہا۔ تا آنکہ لشکر بغداد بھی آ گیا۔ تب الملک الرحیم نے کیمپ مکرم کا رخ کیا اور ۴۴۲ھ کے تمام ہونے تک اس پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۴۳ھ میں کیمپ مکرم سے قنطرہ داراتی کی طرف بڑھا اور اس کے ہمراہ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہ بھی تھے اور امیر ابو منصور' ہزار شب بن تنکیر اور منصور بن حسین اسدی نے معتد دیلم اور اکراد کے ارجان سے تستر کا قصد کیا مگر ان کے پہنچنے سے پہلے الملک الرحیم تستر پہنچ گیا تھا اور ابو منصور کو شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد الملک الرحیم نے ایک فوج رامہر مز کی جانب روانہ کی۔ اس وقت تک رامہر مز میں امیر منصور کا قبضہ و دخل تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے۔ محاصرہ اور خفیف جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی ۴۴۳ھ میں فتح ہو گیا۔

الملک الرحیم کی پسپائی: اس خداداد کامیابی کے بعد الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ بلاد فارس کی طرف روانہ کیا۔ اس وجہ سے کہ اس کا بھائی ابو نصر خسرو جو اصطخر میں مقیم تھا۔ اس نے ہزار شب (امیر ابو منصور کا مشیر اور سپہ سالار) کے تغلب سے بیزار ہو کر الملک الرحیم اپنے بھائی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عریضہ بھی بھیج دیا اس بناء پر الملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد کو بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ ابو نصر نے ابو سعد کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلا دیا' امیر ابو منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ہزار شب اور منصور بن حسین اسدی کو مجتمع کر کے بقصد مقابلہ الملک الرحیم اہواز کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک سے بھی باظہار اطاعت و فرمانبرداری امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک فوج ان کی کمک پر بھیج دی' یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرل بک نے اصفہان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت و دولت کی چاروں طرف دھوم مچی ہوئی تھی طرہ اس پر یہ ہوا تھا کہ الملک الرحیم کے ہمراہی بھی متفرق ہو کر منتشر ہو گئے تھے بساسیری اور دبیس بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور اکراد کی فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ کچھ تھوڑی سی فوج اہوازی دیلم اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی مجبوراً مصلحت کے پیش نظر یہ رائے قائم کی کہ کیمپ مکرم سے اہواز میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو جانا چاہئے اور بانتظار لشکر بغداد وہیں ٹھہرا رہنا مناسب ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی ابو سعد کو فارس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں اس سے یہ غرض تھی کہ امیر ابو منصور اور ہزار شب وغیرہ کی توجہ و عنایت بوجہ حملہ ابو سعد فارس کی جانب منعطف ہو جائے گی لیکن الملک الرحیم کا یہ خیال خام نکلا۔ ان لوگوں نے ابو سعد کا مطلق خیال نہ کیا سیدھے اہواز چلے آئے اور الملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ الملک الرحیم شکست اٹھا کر بھاگ آیا۔ امیر ابو منصور کے لشکریوں نے اہواز کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ میں کمال الملک ابو المعالی عبدالرحیم وزیر گم ہو گیا۔ جس کا بعد میں کوئی پتہ نہیں چلا۔

الملک الرحیم کی اہواز میں آمد: امیر ابو منصور اس خداداد کامیابی کے بعد ابو سعد کی روک تھام کو شیراز کی جانب روانہ ہوا قریب شیراز پہنچ کر فریقین نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ہر مقابلہ میں ابو سعد نے ابو منصور کو شکست

فاش کر دی۔ اس سے ابو منصور کے ہمراہی ہمت ہار گئے اکثر نے امان کی درخواست کی ابو منصور مجبور ہو کر فارس کے کسی قلعہ میں جا چھپا اور اہواز میں الملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کیا اور الملک الرحیم کو اہواز بلا بھیجا۔

شیعہ سنی فسادات: زمانہ عدم موجودگی الملک الرحیم میں شیعہ واہل سنت و جماعت کے مابین بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ فریقین کی سینکڑوں جانیں تلف ہو گئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال و تفتیش مقدمہ کی غرض سے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہوا اور فتنہ و فساد بڑھتا ہی گیا اہل بیت کے مشاہد عظماء جلا دیئے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر لگی۔ خلیفہ قائم کو افسوسناک توہین آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا مگر پھر خلیفہ قائم کی خط و کتابت سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بک کا خراسان، اصفہان اور فارس پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے ۴۳۴ھ میں اصفہان کو بھی ابن کاکویہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۳۳ھ میں قبضہ حاصل کر لیا اور جس قدر دیلم وہاں تھے ان کو پامال اور زیر و زبر کر کے شہر فسا میں قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور طغرل بک: خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بک کے پاس خلعت اور القاب روانہ کیا اور اس کو ان بلاد کی سند حکومت عطا کی جس پر اس نے غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بک نے دس ہزار دینار نقد جواہرات قیمتی قیمتی پارچہ جات اور چند مشک کے نافے خلافت مآب کی حضور میں تحفۃً روانہ کیے اس کے علاوہ ارکین دولت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے اسی اثناء میں ۴۴۳ھ کا دور آ گیا عید کی تقریب میں سلطان طغرل بک نے بغداد میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلافت مآب نے دربار عام کیا اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۴۲ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابو سعد (الملک الرحیم کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔ ترکوں سے معرکہ آراء ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ۴۴۴ھ میں الملک الرحیم نے اپنی فوجیں بسر گروہی بساسیری بصرہ کی طرف روانہ کیں چنانچہ بساسیری نے بصرہ پر پہنچ کر اس کے بھائی ابو علی کا محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابو علی کو شکست ہوئی اور الملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اور انہار پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد الملک الرحیم بھی براہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امان کی درخواست دی۔ الملک الرحیم نے ان کو امان دے دی اور بصرہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ بعد قبضہ بصرہ دیلم کے سفر اور خوزستان سے آئے اور انہوں نے ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

اس جھگڑے کی بنیاد ماہ صفر ۴۴۳ھ میں پڑی تھی۔ ابتدا اس کی یوں ہوئی تھی کہ شیعان کرخ نے چند بلند برج بنائے تھے اور ان پر سنہری حرفوں سے "محمد و علی خیر البشر" تحریر کیا تھا اہل سنت و جماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴ جلد ۹)

ابوعلی سے طغرل بک کا حسن سلوک: ابوعلی شکست کھا کر شط عثمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ الملک الرحیم نے تعاقب کیا ابوعلی یہ خبر پا کر عیادان بھاگ گیا الملک الرحیم نے عیادان کا قصد کیا ابوعلی عیادان سے نکل کر ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ارجان سے سلطان طغرل بک کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان طغرل بک نے اس کی بڑی عزت کی اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا عقد کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کو صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ مرحمت کیا۔

الملک الرحیم کا تشتر پر قبضہ: الملک الرحیم نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر کے اپنے وزیر بساسیری کو بصرہ کی سند حکومت عطا کی اور اہواز کا راستہ لیا منصور بن حسین ہزار شب کے پاس ارجان وتشتر کے حوالہ کر دینے کا پیام بھیجا ان دونوں نے مصالحت کے ساتھ تشتر کو الملک الرحیم کے حوالہ کر دیا۔ ارجان کی عنان حکومت فولاد بن خسرو دیلمی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مگر ۴۴۵ھ میں الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

سعدی کی سرکشی اور اطاعت: سعد بن ابی الشوک نے اطراف رے میں سلطان طغرل بک کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو حاضر دربار بھی ہوا تھا اسے سلطان طغرل بک نے ۴۴۴ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا۔ بنی عقیل نے سعدی سے خط وکتابت شروع کی۔ قریش بن بدران مہلہل برادر ابی الشوک کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے امداد واعانت کے خواستگار ہوئے۔ سعدی نے امداد کا وعدہ کیا مہلہل کو یہ خبر لگ گئی تو طیش میں آ کر بنی عقیل پر مقام عکبرا میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس گئے یہ اس وقت سامرا میں تھا۔ مہلہل کے جور وستم کا شکوہ پیش کیا۔ سعدی کی رگ حمیت جوش میں آ گئی کر ہمت باندھ کر مہلہل کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں بیچا اور بھتیجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار مہلہل کو شکست ہوئی۔ اثنائے دار وگیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی جانب کوچ کیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فسادات: سعدی کی اس کامیابی سے الملک الرحیم کے کان کھڑے ہوئے حلوان کی جانب لشکر کی روانگی کا سامان کرنے لگا اور دبیس بن مزید کو اس مہم پر جانے کے لئے بلا بھیجا۔ اس عرصہ میں ۴۴۵ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں مابین شیعہ واہل سنت وجماعت پھر کشیدگی شروع ہو گئی اطراف وجوانب کے اتراک یورش کر کے بغداد میں گھس آئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ غارت گری رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سپہ سالاران لشکر آتش فساد کے فرو کرنے پر کمربستہ ہوئے اتفاق سے ایک علوی نژاد شخص اہل کرخ کا مارڈالا گیا عورتوں نے شور وغل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی۔ وہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا اس کے بعد خلیفہ قائم نے نامہ وپیام کر کے اس ہنگامہ کو فرو کیا۔

مہلہل کے گرفتار ہو جانے پر اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بک کے پاس چلا گیا۔ سلطان طغرل بک کے پاس سعدی کا لڑکا بطور ضامن کے تھا۔ سلطان طغرل بک نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا فدیہ لینا منظور ہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس روانہ کر دیا ہے۔

سعدی کی شکست اور فرار: سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کر دیا اور اسی بناء پر سلطان طغرل بک سے باغی ہو گیا اور حلوان سے ہمدان کی جانب بڑھا۔ اہل ہمدان سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روک دیا۔ الملک الرحیم کو موقع مل گیا اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی اسی عرصہ میں سلطان طغرل بک کا لشکر سعدی کی سرکوبی کو آ پہنچا۔ سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا۔ مگر سلطان طغرل بک کے لشکر نے اس کو شکست دے دی اور وہ بھاگ کر اسی مقام پر ایک قلعہ میں جا چھپا بدر بن مہلہل اس کے تعاقب میں شہرزور تک چلا گیا۔

ترکوں اور کردوں کو اس باہمی نزاع سے لوٹ مار کا موقع مل گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر رہزنی شروع کر دی طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بساسیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بوازیج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا۔ ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بساسیری نے خاطر خواہ گوشمالی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ کافی لوگ زاب کو تیر کر نکل گئے۔ بساسیری کے ہمراہیوں نے بھی عبور کرنے کا قصد کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے۔ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت: ۴۴۶ھ میں ترکوں نے الملک الرحیم کے وزیر کی مخالفت میں علم بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہیں اور روزینے بند تھے دیوان میں حاضر ہو کر ترکوں نے تنخواہ نہ ملنے کی شکایت پیش کی۔ کچھ سماعت نہ ہوئی۔ چیں بجبیں پُر غضب واپس آئے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی دارالخلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلافت مآب کو واقعات مذکرہ بالا کی کچھ اطلاع نہ تھی پریشان تھے کہ ترکوں نے محلسرائے خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے۔ اتنے میں بساسیری نے شرف حضوری حاصل کی اور کل واقعات من و عن عرض کیے ترکوں نے وزیر کی ہر چند جستجو کی۔ کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر یہ شیوہ اختیار کیا کہ شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان لوگوں کے مکانات کو لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے سربرآوردہ لوگوں نے مجتمع ہو کر اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کرنے کی کوشش کی۔

بغداد میں طوائف الملوکی: خلافت مآب تک یہ خبر پہنچی انہوں نے ترکوں کو غارت گری سے باز رہنے کی ممانعت کی۔ مگر ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ناچار بغداد سے چلے جانے کا قصد کیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزینے دے دیئے مگر وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے اور بدستور ہنگامہ بغاوت گرم رکھا۔ کردوں اور عربوں کی بھی بن آئی۔ اطراف و جوانب شہر میں لوٹ مار شروع کر دی۔ شہر، قصبے، گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ باشندے مکانات خالی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اسی طوفان بے تمیزی میں قریش بن بدران کے ہمراہیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن مسیب کے گھربار کو لوٹ لیا اسی ہنگام لوٹ مار میں بساسیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے لوٹ لیے گئے حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے جاتا رہا اور شیرازہ سیاست منتشر ہو گیا۔

طغرل بک کی فتوحات: ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے صوبہ آذربائیجان کا قصد کیا والی تبریز ابو منصور وہشوذان بن محمد رواد نے سر اطاعت خم کر دیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک نے والی جبرہ امیر ابوالاسوار کی جانب قدم بڑھایا اس نے بھی حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی اس اطراف کے کل والیان ملک نے طغرل بک کے دربار میں

حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بک نے ان کے ضامنوں کو لے کر ارمینیہ کی طرف کوچ کیا۔ ملاز کرد پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل ملاز کرد نے اطاعت قبول نہ کی۔ برابر لڑتے رہے جس کی وجہ سے سلطان طغرل بک نے جھلا کر ان کے قرب و جوار کے کل شہروں کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ انہیں واقعات کے اثناء میں نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے سلطان طغرل بک نے ان کو منظور و قبول کر لیا اور لشکر آراستہ کر کے بلاد روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کر دی اور تاخت و تاراج کرتا ہوا اُردن روم تک چلا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ مصلحتاً لڑائی موقوف کر کے آذر بائیجان کی طرف مراجعت کی کچھ عرصہ آذر بائیجان میں قیام کر کے رے چلا گیا۔ قریش بن بدران والی موصل نے اپنے کل صوبہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا انہیں واقعات پر سنہ مذکور تمام ہو کر ۴۴۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک انبار پر فوج کشی کرتا ہے اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیتا ہے۔ بساسیری کا مال و اسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ جاتا ہے۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ بساسیری یہ خبر پا کر لشکر آراستہ کر کے انبار پر چڑھ آتا ہے اور سلطان طغرل بک کے قبضہ سے اس کو واپس لے لیتا ہے۔

بساسیری اور رئیس الرؤساء میں کشیدگی: ابوالغنائم و ابوسعد پسران محلبان' قریش بن بدران کے مصاحبوں میں سے تھا قریش نے ان کو بساسیری سے چھپا کر ان واقعات کی اطلاع کرنے کو جو بساسیری نے انبار میں حرز و تھے بے تھے خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بساسیری کو اس کی خبر لگ گئی۔ خلافت مآب اور رئیس الرؤساء سے بگڑ گیا۔ ان کی اور ان کے حواشی کی تنخواہیں بند کر دیں۔ مزید برآں بنی محلبان کے مکانات کے مسمار کر دینے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے رُک رہا۔ سامان سفر درست کر کے انبار کی طرف کوچ کر دیا ان دنوں انبار میں ابوالقاسم بن محلبان تھا۔ دبیس بن مزید یہ خبر پا کر اس کی کمک پر آ گیا۔ بساسیری کی قوت دبیس کے آ جانے سے بڑھ گئی۔ کمال مردانگی سے بزور تیغ انبار کو فتح کر کے لوٹ لیا اور پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے علاوہ ایک سو بنی خفاجہ بھی قید کئے گئے۔ ابوالغنائم بھی قید ہو گیا تھا۔ پا بہ زنجیر ایک اونٹ پر سوار کئے ہوئے بغداد واپس آیا۔ دبیس نے ابوالغنائم کو قتل نہ کرنے کی سفارش کی جس سے اس کی جان بچ گئی مگر اور قیدی مار ڈالے گئے۔ بساسیری نے دارالخلافت میں تاج کے مقابلہ میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور اپنے مکان کی جانب لوٹ آیا۔

دسکرہ میں ترکوں کی غارت گری: ماہ شوال ۴۴۶ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی حلوان جو امراء غزیہ سلجوقیہ سے تھا دسکرہ کی جانب آیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں تک سے جرمانے اور تاوان وصول کئے دسکرہ کی لوٹ سے فارغ ہو کر روشن قباد اور قلعہ بردان کی طرف بڑھا۔ دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ و تصرف میں تھے اور یہاں پر اس کے مال و اسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ والی قلعہ نے قلعہ بندی کر لی۔ برابر مقابلہ کرتا رہا۔ ابراہیم سے اور کچھ تو بن نہ آئی اس کے قرب و جوار میں جس قدر گاؤں تھے ان کو تاخت و تاراج کر دیا۔ ان واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر طمع کے پردے پڑ گئے۔ غارت گری کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ دیلمیوں کے قویٰ مضمحل ہو گئے۔ ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اسی اثناء میں سلطان طغرل بک نے ابو علی بن کالیجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابو علی سب سے پہلے اہواز پر مستولی اور متصرف ہوا ترکوں نے جو اس کے ہمراہ تھے لوگوں کے مال و اسباب کو جی کھول کر لوٹا۔ اس

سے باشندگان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا مقابلہ کرنا پڑا۔

الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ: ۴۴۲ھ میں دیلم کا نامی سپہ سالار فولا زوالی قلعہ اصطخر نے شیراز پر فوج کشی کی اور امیر ابو منصور فولاستون بن ابو کالیجار کو نکال کر قبضہ کر لیا سلطان طغرل بک کا خطبہ موقوف ہو کر الملک الرحیم اور اس کے بھائی ابو سعد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ فولا ذکی خوش قسمتی سے الملک الرحیم اور ابو سعد نے اس میں کچھ فریب خیال کر کے وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ بلکہ ابو سعد نے ایک لشکر مجتمع و مرتب کر کے معہ اپنے بھائی ابو منصور کے شیراز پر چڑھائی کر دی اور شیراز پہنچ کر محاصرہ کر لیا طول اور شدت حصار سے تنگ آ کر فولا د قلعہ اصطخر بھاگ گیا ابو سعد اور ابو منصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی الملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بساسیری کا اخراج: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بساسیری اور رئیس الرؤسا میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ ۴۴۲ھ کے دور کا شروع ہوتا تھا کہ یہ شکر رنجی فتنہ وفساد کی حد تک پہنچ گئی شرقی بغداد میں عوام الناس نے بلوہ مچا دیا۔ اہل سنت و جماعت نے باظہار امر بالمعروف ونہی عن المنکر دیوان کو جا کر گھیر لیا تا آنکہ ان کو اس امر کی اجازت دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت و جماعت نے چند کشتیاں پکڑ لیں جو بساسیری کے پاس واسط جا رہی تھیں تلاشی کے وقت شراب کے پیپے برآمد ہوئے اہل سنت و جماعت ان کو لئے ہوئے دیوان والوں کے پاس آئے جو بساسیری کی موافقت پر ان کو مجبور کر رہے تھے اور ان سے ان پیپوں کو توڑنے کی اجازت طلب کی اور اجازت حاصل کر کے توڑ ڈالا۔ بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُسے سخت صدمہ پہنچا فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ فعل رئیس الرؤسا کا ہے پھر فقہاء حنفیہ سے اس امر کا استفسار کیا کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہاء حنفیہ میں سے بعض نے جائز اور کسی نے ناجائز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الرؤسا نے بھی ان واقعات سے آگاہ ہو کر ترکان بغداد کو ابھار دیا جو بساسیری کی علانیہ برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے اور رفتہ رفتہ جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گئے۔ اسنے میں ماہ رمضان آ گیا۔ دارالخلافت سے اجازت حاصل کر کے بساسیری کے مکان پر چڑھ گئے اور لوٹ لیا۔ اس کے بعد جلا دیا اور اس کے اہل وعیال اور متعلقین کو گرفتار کر لیا۔ اب رئیس الرؤسا بھی علی الاعلان بساسیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر والی مصر نے اس کی تحریک کی ہے اس کے بعد خلیفہ قائم نے الملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ الملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بساسیری کو نکال دیا۔

ترکوں کی شورش: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک جہاد روم سے واپسی پر رے کی طرف جھک پڑا تھا پھر رے سے ہمدان کی جانب مراجعت کی اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے حلوان روانہ ہوا اسی زمانہ میں بغداد اور اطراف بغداد میں اوباشوں اور بازاریوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ شرفاء اور رؤساء شہر بغداد بھاگ گئے تھے اور ترکوں نے شہر چھوڑ کر شہر کے باہر اپنے خیمے نصب کر لئے تھے اور الملک الرحیم واسط سے بساسیری کو علیحدہ کر کے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد کو روانہ ہوا مگر واسط سے نکل کر دبیس بن مزید سے بوجہ رشتہ داری ملنے گیا۔ سلطان طغرل بک نے ایک عرض داشت باظہار اطاعت وفرمانبرداری خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی اور ایک ترکوں کے نام بھیجا جس میں ان کو خلافت مآب کی اطاعت اور ان کے روبرو حاضری کی ہدایت کی تھی۔ ترکوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بساسیری کو واپس بلانے کی استدعا کی جو ان کا نامی سردار تھا۔ اسی اثناء میں الملک

الرحیم بغداد پہنچ گیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کو سلطان طغرل بک سے مراسم قائم رکھنے کی رائے دی۔ خلیفہ قائم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ کل فوجیں بیرون بغداد نے حرم سرائے خلافت میں آ کر خیمے نصب کریں اور سلطان طغرل بک کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیام بھیجیں۔

طغرل بک کی بغداد میں آمد: کل فوج نے خلافت مآب کے اس حکم کو بسر و چشم تسلیم کیا اور سلطان طغرل بک کی خدمت میں اس امر کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا۔ ادھر سلطان طغرل بک نے یہ پیام سن کر مسرت ظاہر کی اور انعام دینے کا وعدہ کیا ادھر خلیفہ قائم نے خطیبوں کو منابر جامع بغداد پر سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خطیبوں نے آخر ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں ان کے نام کا خطبہ بغداد کی تمام جامع مسجدوں میں پڑھا۔ بعد ازاں سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی رؤسا امراء ارا کین دولت فقہاء قضاۃ اور سرداران دیلم جلوس کے ساتھ بغداد سے اس کے استقبال کو نکلے۔ سلطان طغرل بک نے بھی یہ سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا۔ رئیس الرؤساء نے سلطان طغرل بک سے مل کر خلافت مآب کا پیام زبانی ادا کیا اور اس کی اور الملک الرحیم اور لشکریوں کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بک نے بغداد میں داخل ہو کر باب شماسیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ کے تمام ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں۔ قریش بن بدران والی موصل بھی انہیں دنوں سلطان طغرل بک سے ملنے کے لئے بغداد آ گیا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بک کا مطیع اور فرمانبردار ہو گیا تھا۔

آل بویہ کی حکومت کا خاتمہ: جس وقت سلطان طغرل بک بغداد میں وارد ہوا اس کے لشکری تمام شہر میں اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لئے منتشر ہو گئے۔ اتفاقاً ترکوں سے اور ایک بازاری شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ بازاریوں نے مجتمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے۔ شور و غل کی آواز بڑھی اور تمام باشندگان شہر کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ پیدا ہوا کہ الملک الرحیم نے سلطان طغرل بک سے لڑائی چھیڑ دی۔ چاروں طرف سے کل اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا اور ان کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بک کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویہ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بلا بھیجا اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بک کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ سرداران دیلم اور الملک الرحیم کے مصاحبین اس طوفان بے تمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے محل سرائے خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بک کے سپہ سالاران لشکر عوام الناس کی بغاوت فرو کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ ہزار ہا زخمی ہوئے۔ رئیس الرؤساء اور اس کے مصاحبوں کے مکانات رصافہ خلفاء کے مقابر اور بہتوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک ہو کا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بک نے خلیفہ قائم کے پاس عتاب آمیز خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور الملک الرحیم کی ہیں اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائیں گے۔ ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا یقین کامل ہو جائے گا۔ سب سے پہلے سلطان طغرل بک کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ وہ جس وقت خیموں کے قریب پہنچا۔ ترکوں نے اس کو اور اس کے ترجمانوں کو لوٹ لیا۔ مگر جونہی

الملک الرحیم کی صورت دکھائی دی۔ فوراً اس کو مع ان کے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور بحفاظت تمام قلعہ شیروان میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے برس کا ہے۔

الملک الرحیم کی اسیری و رہائی: اسی بلوائے عام میں ترکوں نے قریش بن بدران والی موصل اور اس کے ہمراہیان عرب کو بھی لوٹ لیا تھا اس سے بحال پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر قریش کو بلا بھیجا۔ خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ الملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا۔ تم نے میری ذمہ داری کا پاس نہیں کیا اور اس کو مع اس کے ہمراہیوں کے قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا۔ مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی۔ سلطان طغرل بک نے الملک الرحیم کے بعض ہمراہیوں کو رہا کر دیا مگر سب کی جاگیریں ضبط کر لیں اس وجہ سے الملک الرحیم کے اکثر ہمراہی بساسیری کے پاس چلے گئے جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بک نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کے نکالنے کا پیام بھیجا۔ دبیس نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری بحال پریشان رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد کی تباہی: چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بک کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بک نے بغداد میں قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ان کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے اور جانب مغرب میں تکریت سے نیل تک لوٹ لیا اور جانب شرقی سے نہروانات کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ دیہات، قصبات اور شہر کے شہر اجڑ گئے۔ رعایا اور باشندگان شہر پریشان و تباہ حال ہو کر ادھر ادھر جلا وطن ہو گئے۔

اس عام غارت گری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کو بہ ادائے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ اہواز اور بصرہ کی سند حکومت عطا کی۔ ارجان کو اس کی جاگیر میں دے دیا اور یہ اجازت بھی دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابوعلی بن ابوکالیجار کو قرمیسین اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا۔ دارالمملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال سنہ مذکور میں وہیں جا کر قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قائم اور ارسلان خاتون کا عقد: اسی سنہ میں ذخیرۃ الدین ابوالعباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی اس کے بعد سنہ آئندہ میں سلطان طغرل بک نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ دامادی قائم کیا۔ جلسہ عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بک ابوعلی بن ابوکالیجار ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی اور ابن ابی الشوک وغیرہ رؤسا ترک افواج سلطان طغرل بک بھی شریک تھے۔ رئیس الرؤساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے بنفسہ قبول کیا نقیب النقباء ابوعلی ابی تمام نقیب علویین عدنان بن رضی اور قاضی ابوالحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک جلسہ تھے۔

ابو الغنائم کی بغاوت: رئیس الرؤساء نے ابو الغنائم بن محلبان کی حکومت واسط کے بارے میں سفارش کی تھی جس کی وجہ سے ابو الغنائم کو بلا تنگ و دو سند حکومت واسط مل گئی۔ ابو الغنائم نے واسط پہنچ کر رؤسا امراء واسط سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی اور ایک لشکر بھی مرتب کر لیا۔ اہل بطیحہ سے سفارش کر لی جب ہر طرح سے اپنی مضبوطی کر لی تو واسط کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں اور شہر پناہ بنوایا اور مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ چند کشتیاں گرفتار کر لیں جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لئے جا رہی تھیں۔ دار الخلافت میں اس کی خبر لگی عمید العراق ابو نصر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ واسط کے باہر ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی میدان ابو نصر کے ہاتھ رہا۔ ابو الغنائم بھاگ کھڑا ہوا۔ بہت سے اس کے ہمراہی بھی گرفتار کر لیے گئے۔ ابو نصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ عوام الناس نے تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے۔ بالآخر وہ بھی بھاگ نکلے اور شہر کو ابو نصر کے حوالہ کر دیا۔ ابو الغنائم معہ اپنے وزیر ابن فسانجس کے واسط کو خیر باد کہہ کر چل کھڑا ہوا۔ مگر جوں ہی ابو نصر واسط میں منصور بن حسین کو مامور کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا۔ ابن فسانجس وزیر واسط لوٹ آیا اور جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو تہ تیغ کیا اور دوبارہ مستنصر علوی والی مصر کا خطبہ جامع مسجد واسط میں پڑھا۔ منصور بن حسین جان بچانے کی غرض سے مذار بھاگ گیا۔ دار الخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی گئی۔ امداد طلب کی۔ ابو نصر اور رئیس الرؤساء نے واسط کے محاصرہ کا حکم دیا۔ منصور نے اس حکم کے مطابق واسط پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابن فسانجس وزیر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار شدت حصار اور طول جنگ سے تنگ آ کر ابن فسانجس گھبرا گیا اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امان کی درخواست کی۔ ابن فسانجس جنگ کا نقشہ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا۔ منصور کے لشکریوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے۔ ماہ صفر ۴۴۹ھ میں پابہ زنجیر بغداد لائے اور تشہیر کرا کے قتل کر ڈالا۔

بساسیری اور قطلمش میں جنگ: آخری شوال ۴۴۸ھ میں قطلمش (یہ سلطان طغرل بک کے چچا کا بیٹا اور بنی قلج ارسلان ملوک بلاد روم کا جد ہے) بہ ہمراہی قریش بن بدران والی موصل بساسیری اور دبیس بن مزید سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ قریب سنجار معرکہ آرائی کی نوبت آئی اتفاق یہ کہ قطلمش اور قریش کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ قریش بن بدران زخمی ہوا اور گرفتار ہو کر دبیس بن مزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ دبیس نے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سب کو لئے ہوئے موصل گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مستنصر علوی نے ان کو اور نیز جابر بن ناشب ابو الحسن بن عبد الرحیم ابو الفتح بن ورام نصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان پہنچا۔[1]

طغرل بک کی فوج کا بغداد سے انخلاء: بغداد میں سلطان طغرل بک کے طول قیام سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچنے لگیں لشکر کی کثرت تھی ہر چیز گراں ہو گئی۔ علاوہ ازیں فوجی سپاہی جا بجا دست درازی بھی کر بیٹھتے تھے خلیفہ قائم نے نصیحت نامہ تحریر کیا اور باشندگان بغداد کی حالت لکھ بھیجی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرل بک نے معذرت کی کہ بوجہ کثرت فوج معذور ہوں اس کے بعد اسی شب کو سلطان طغرل بک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو اس عذر گناہ بدتر از گناہ اور جابرانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلافت مآب کی خدمت

[1] یہ واقعہ ۴۴۹ھ کا ہے۔ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱۔

میں یہ کہلا بھیجا کہ جیسا کہ خادمانِ خلافت نے ارشاد فرمایا ہے بسروچشم میں اس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے مکانات سے نکال کر بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرایا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔

طغرل بک کا تکریت پر قبضہ: اسی اثناء میں قطلمش اور بساسیری کی لڑائی اور قریش والی موصل کے علویوں کی طرف مائل ہو جانے کی خبر گوش گزار ہوئی۔ فوراً تیاری کا حکم دے دیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے بقصد موصل کوچ کیا اور اوانا اور عکبرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تا کہ والی تکریت نصر بن عیسیٰ نے علم خلافت عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ سلطان طغرل بک اس سے کچھ مال و اسباب بطور تاوانِ جنگ وصول کر کے بوازیج کی جانب فراہمی لشکر کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر والی تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بنت غریب بن مقن اس خوف سے کہ مبادا اس کا بھائی ابو العشام تکریت پر قبضہ کر لے تکریت کو ابو الغنائم کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی۔ دبیس بن مزید کے ہاں قیام پذیر ہوئی۔ ابو الغنائم نے رئیس الرؤسا سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور تکریت کو سلطان طغرل بک کے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔

طغرل بک کی موصل پر فوج کشی: سلطان طغرل بک ۴۴۹ھ تک بوازیج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یاقوتی لشکر لے کر آ گیا تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا۔ روانگی کے وقت ہزار شب بن تنکیر کردی کو شہر بلد جاگیر میں دیا۔ لشکریوں نے بلد کے لوٹنے کا قصد کیا۔ سلطان طغرل بک نے ممانعت کی بعد ازاں اہل بلد کو موصل چلے جانے کی اجازت دے دی اور خود نصیبین کی طرف متوجہ ہوا۔ ہزار شب نے ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے باغیان عرب کی قیام گاہ کے قریب پہنچ کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور دوسرے حصے کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ تھوڑی دیر لڑ کر پیچھے ہٹا۔ باغیان عرب آگے بڑھے ہزار شب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا آتا تھا اور باغیان عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے آتے تھے جوں ہی باغیان عرب کمین گاہ سے متجاوز ہوئے۔ ہزار شب کی فوج نے جو کمین گاہ میں چھپی بیٹھی تھی حملہ کر دیا۔ باغیان عرب کے حواس جاتے رہے۔ شکست کھا کر بھاگے ترکان سلجوقیہ نے قتل و قید کا ہنگامہ گرم کر دیا اور گروہ کثیر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں بنی نمیر اصحاب حران و رقہ بھی تھے۔ ہزار شب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بک کے حضور میں پیش کیا۔ سلطان طغرل بک نے سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

دبیس اور قریش کی اطاعت: اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ فرو ہو گئی۔ ہزار شب کے پاس سلطان طغرل بک کو راضی کرنے کا پیام بھیجا۔ ہزار شب کے کہنے سننے سے سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطا معاف کر دی۔ باقی رہا بساسیری اس کے متعلق یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلافت مآب سے ہے اس وجہ سے ہم تمہیں معاف کر سکتے خلافت مآب جو چاہیں کریں ہم ان کے حکم کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ اسی بناء پر بساسیری نے رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں عقیل بن مقلد اور ایک گروہ بنی عقیل نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرل بک نے ابو الفتح بن درام کو بساسیری کے پاس اس کے خیالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابو الفتح نے واپس ہو کر بیان کیا کہ بساسیری آپ کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار شب کو امان نامہ دے کر اس کے پاس روانہ کیجئے چنانچہ سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو امان نامہ دے کر بساسیری اور قطل کے پاس روانہ کیا۔ ہزار شب نے ان دونوں کو

سلطان طغرل بک کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت کچھ اُبھارا اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا کہ انہوں نے ہزار شب کی ایک بھی نہ سنی۔

قریش کی مسندِ حکومت: اس کے بعد قریش نے ابوالسرا دبیۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بک کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں سے بعزت و احترام ملاقات کی۔ اور ان دونوں کو ان کے صوبجات کی سندِ حکومت تحریر کر کے عنایت فرمائی۔ قریش کے زیرِ حکومت نہر الملک بادر دیا' انبار' ہیت' دجیل' نہر بیطر' عکبرا' دانا' تکریت' موصل اور نصیبین تھا۔

جزیرہ کا محاصرہ: باغیانِ عرب سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے دیار بکر کا رُخ کیا اور جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ والیٔ جزیرہ نے خطا معاف کرانے کی درخواست کی۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ اثناء محاصرہ میں ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) ملنے کو آیا۔ امراء و رؤساء شہر نے حاضر ہو کر نذریں گذرائیں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بک نے ہزار شب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے بعد مراجعت سلطان پھر ہاتھ پاؤں نکالے تھے) اور عواقب سرکشی و بغاوت سے ڈرایا۔ دبیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا اور قریش بساسیری کے پاس رحبہ میں ٹھہر رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

طغرل بک کا سنجار پر قبضہ: اسی اثناء میں قطلمش (یہ سلطان طغرل بک کا چچازاد بھائی تھا) نے اہل سنجار کی سالِ گذشتہ کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت قریش اور دبیس سے شکست کھا کر واپس آ رہا تھا۔ مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ سلطان طغرل بک نے ایک لشکر سنجار پر بھیج دیا جس نے طویل محاصرہ کے بعد بزورِ تیغ سنجار کو مفتوح کر لیا۔ کئی روز قتل و خون ریزی کا بازار گرم رہا۔ علی بن وصی امیر سنجار بھی مارا گیا۔ باقی ماندگان کی بابت ابراہیم نے سفارش کی' سلطان طغرل بک نے ان لوگوں کی خطا معاف کی سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل و مضافات موصل کی عنانِ حکومت ابراہیم کو دی۔

طغرل بک کی بغداد کو مراجعت: اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دور آ گیا سلطان طغرل بک نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ رئیس الرؤسا خلافت مآب کی جانب سے استقبال کو آیا اور خلافت مآب کا سلام پہنچایا۔ طلائی جام مرصع بجواہر پیش کیا۔ خلعت دی۔ سلطان طغرل بک نے شکر گزاری کے ساتھ خلعت کو زیبِ تن کیا اور شاداں و فرحاں بغداد میں داخل ہو کر دربارِ خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے حاضری کی اجازت دی اور اسی غرض سے دربارِ عام منعقد کیا۔ سلطان طغرل بک معہ اپنے سرداران لشکر اور مصاحبوں کے کشتیوں پر سوار ہو کر آیا جونہی خشکی پر قدم رکھا خلافت مآب کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ سوار ہو کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے سات زراع بلند تھا۔ رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلافت مآب کے اشارہ پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

طغرل بک کی توقیر: رئیس الرؤساء نے خلافت مآب کی جانب سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا: "امیر المؤمنین خلیفہ المسلمین تمہاری کوششوں کے بے حد شکر گزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المؤمنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المؤمنین تم کو کل بلاد کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ جس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے بظاہر و باطن ڈرتے رہو۔ امیر المؤمنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کے پھیلانے، ظلم و جور کے رد کرنے اور عیوب کی اصلاح کی بجان و دل کوشاں رہو"۔ سلطان طغرل بک نے زمین بوسی کی خلیفہ قائم نے اشارہ کیا۔ خلعت فاخرہ عطا ہوئی اور "الملک المشرق والمغرب" کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بک نے بڑھ کر خلافت مآب کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور بہ نظر افتخار سر پر رکھ لیا۔ رئیس الرؤساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بک کے حوالہ کی۔ دربار برخاست ہوا۔ سلطان طغرل بک اپنی قیام گاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام معہ گھوڑے اور سائیسوں اور عمدہ عمدہ پارچہ جات کے بطور نذر خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابراہیم کی سرکشی و اطاعت: ابراہیم نے بلاد جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا اور آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا اس کے بعد ابراہیم سے اور سلطان طغرل بک سے ان بن ہو گئی اس بناء پر کہ سلطان طغرل بک نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعات کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوش مردانگی میں آ کر انکار کر دیا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے عساکر سلطانی سے جا بھڑا مگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی۔ شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ سرماج میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سلطان طغرل بک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مجبوری ابراہیم نے خطا معاف کرنے کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بک نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔ سلطان طغرل بک قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمہارا جی چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سند حکومت تم کو دے دوں تم وہاں چلے جاؤ ابراہیم نے شرط اول کو اختیار کیا۔

قریش کی سرکشی و معزولی: ان واقعات کے بعد ۴۴۸ھ میں سلطان طغرل بک نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ بساسیری نے قریش بن بدران والی موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت پناہی سے بغاوت و سرکشی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان کی سرکوبی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لئے ہوئے آملا۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے موصل کو قریش کے قبضہ سے نکال کر ابراہیم کے سپرد کر دیا۔ علاوہ اس کے سنجار رحبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کی اور ۴۴۹ھ میں واپس آیا۔

معرکہ موصل: بعد ازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے۔ اس سے سلطان طغرل بک کو خطرہ پیدا ہوا' واپسی کا خط لکھ بھیجا خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ

ابراہیم نے کندری کے ہمراہ بغداد کی طرف مراجعت کی۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی اور بساسیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے سلطان طغرل بک ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسی مقام سے اس کا بھائی ابراہیم سے علیحدہ ہو کر ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ علوی والی مصر اور بساسیری نے اس سے خط و کتابت کر کے اپنی طرف مائل کر لیا اور حکومت و سلطنت کی طمع دلائی تھی۔ سلطان طغرل بک کو اس خطرہ کا خیال پیدا ہوا۔ نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندری کے ہمراہ بغداد واپس کر دیا۔

قلعہ ہمدان کا محاصرہ: تھوڑے دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ہمدان پر پہنچا۔ اس عرصہ میں ترکان بغداد کی فوج بھی آ گئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔ ان کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک گروہ کثیر مجتمع ہو گیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بک سے مصالحت نہ کرنے اور ان کو عراق نہ لے جانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہیں دنوں محمود احمد پسران ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غز کی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرل بک کے ہمراہ مختصر سی فوج تھی اس لئے محاصرہ سے دست کش ہو کر رے چلا آیا اور اپنے برادرزادہ ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) پس ارسلان نے کثیر التعداد لشکر فراہم کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یاقوت اور قاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر بدقسمتی سے شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں ابراہیم مع اپنے برادرزادگان محمد و احمد کے گرفتار ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد سلطان طغرل بک کے روبرو پیش کیا گیا۔ سلطان طغرل بک نے سب کو قتل کر ڈالا اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب مراجعت کی۔

بساسیری اور قریش کا بغداد پر حملہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان طغرل بک اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا ہے اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا ہے اور بساسیری و قریش بن بدران یہ خبر پا کر کہ سلطان طغرل بک آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ جوں ہی سلطان طغرل بک نے ہمدان کا رخ کیا بساسیری و قریش نے موقع پا کر بغداد کا راستہ لیا اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عہدہ حجابت دینے کے لئے بغداد بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس ایک سو سواروں کی جمعیت سے بغداد آ گیا۔ شرقی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خلیفہ قائم سے یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہمراہ بغداد سے نکل چلئے اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا دشمنان خلافت مآب کی مدافعت کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کی اتنے میں بساسیری آٹھ ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ آور غلاموں کی جمعیت کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابوالحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ حسین بن بدران ایک سو سواروں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے لشکر بغداد اور باشندگان شہر عمید العراق کے پاس مجتمع ہوئے اور مسلح ہو کر بساسیری کے مقابلہ پر آئے مگر بلا جدال و قتال واپس چلے گئے۔

بساسیری کا بغداد پر قبضہ: بساسیری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع منصور میں مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں جامع رصافہ میں پڑھا۔ اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کہنے کا حکم دیا اور مقام زاہر میں معہ اپنے لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری کا میلان مذہب شیعہ کی جانب تھا اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھرتے تھے اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے ان کے ہم آہنگ تھے۔ کندری بانتظار سلطان طغرل بک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا تھا اور رئیس الرؤساء ہر لحظہ آمادۂ جنگ تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو کچھ دخل نہ تھا۔ ایک روز اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الرؤسا مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں شکست کھائی۔ ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو محل سرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم افتاں و خیزاں محلسرائے خلافت کے گوشوں میں جا چھپے خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت کی مدافعت کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہن کر لڑنے کو نکلا اس وقت فتح مند گروہ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا اور کندری نے قریش سے امان حاصل کر لی تھی' مجبوراً خلیفہ قائم محلسرائے خلافت میں واپس آیا اور محلسرائے خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور بذریعہ رئیس الرؤساء امان کی درخواست کی نیز رئیس الرؤسا بھی امان کا خواستگار ہوا۔ قریش نے دونوں کو امان دی۔

خلیفہ قائم کی گرفتاری: رئیس الرؤسا اور خلیفہ قائم محل سرائے خلافت سے نکل کر قریش کے ساتھ ہو لئے بساسیری کو قریش کی یہ بدعہدی ناگوار گزری۔ بول اٹھا "اے قریش تو نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی"۔ قریش نے جواب دیا "یہ بدعہدی نہیں ہے ہم میں اور تم میں یہی عہد ہوا تھا کہ جس پر ہم لوگ قابض ہوں گے بالشارکت قابض ہوں گے یہ رئیس الرؤسا تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے"۔ چنانچہ جس وقت رئیس الرؤساء بساسیری کے روبرو پیش ہوا بساسیری کمال تندخوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤسا نے خطا معاف کرنے کی استدعا کی۔ بساسیری نے انکار کر دیا۔ باقی رہا خلیفہ قائم۔ اس کو قریش نے اسی صورت سے جیسا کہ وہ تھا اپنے لشکر گاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت برادر سلطان طغرل بک کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گزاری کا حکم دیا۔ دار الخلافت اور حرم سرائے خلافت کئی دن سے لٹتا رہا۔

رئیس الرؤسا کا خاتمہ: بعد ازاں قریش نے خلیفہ قریش کو اپنے برادر عم زاد مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیثہ خان میں لا کر ٹھہرایا اور بساسیری بغداد ہی میں مقیم رہا۔ مصری امراء کے ساتھ نماز عید الاضحیٰ پڑھی اور رؤساء شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ فقراء اور قضاۃ کو وظائف اور تنخواہیں دیں۔ تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا اسے لونڈیاں خدمت کرنے کو دیں اور مصارف روزانہ کے لئے اس کی تنخواہ مقرر کر دی۔ ہنگامہ فرو ہونے پر قریش نے محمود بن احزم کو کوفہ اور فرات کی گورنری عطا کی اور بساسیری نے رئیس الرؤساء کو آخری ذی الحجہ ۴۵۰ھ کو جیل سے نکال کر حدتجی کے قریب اس کی وزارت کے پانچویں برس صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا ہے کہ رئیس الرؤساء کی شہادت ۴۵۱ھ میں ہوئی۔

بساسیری کا والیٔ مصر کے نام خط: دار الخلافت بغداد کی غارت گری سے فارغ ہو کر بساسیری نے مستنصر علوی والیٔ

مصر کی خدمت میں فتح کا اطلاع نامہ روانہ کیا۔ عراق میں دولت علویہ کے جانشین کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع کی۔ اتفاق سے ان دنوں ابوالفرج برادر زادہ ابوالقاسم مغربی مصر میں وزارت کر رہا تھا۔ اس نے بساسیری کے اس فعل کی بے حد مذمت کی اور والی مصر کو اس کے عواقب امور سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مدت تک بساسیری کی عرض داشت کا جواب نہ دیا گیا تو بساسیری کے خلاف اُمید جواب ملا۔

بساسیری کا واسط اور بصرہ پر قبضہ: اس کے بعد بساسیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کی طرف بڑھا۔ ہزارشب بن تنکیر والی اہواز نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ چنانچہ ایک مقدار مقررہ خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہوگئی۔ مصالحت کے بعد بساسیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اُس سے علیحدہ ہزارشب کے پاس چلا آیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی۔ جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

بساسیری کا فرار: ان واقعات کے بعد بساسیری تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان طغرل بک کو بمقابلہ ابراہیم (برادر زادہ سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہوگئی۔ ابھی اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بک نے قریش اور بساسیری کے پاس یہ پیام بھیجا "تم لوگ فوراً خلافت مآب کو دارالخلافت میں واپس بھیج دو اور خطبہ و سکہ ان کے نام کا بدستور جاری کر دو۔ میں فقط اسی امر پر قانع ہو جاؤں گا۔ ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کرو"۔ بساسیری نے انکاری جواب دیا اس بناء پر سلطان طغرل بک نے لشکر آراستہ کر کے عراق کی جانب کوچ کیا جس وقت سلطان مقدمۃ الجیش قصر شیریں میں وارد ہوا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی اہل کرخ معہ اپنے اہل و عیال کے براہ خشکی و دریا بھاگ گئے۔ بنو شیبان کی بن آ گئی غارت گری شروع کر دی۔ بساسیری بھی معہ اہل و عیال چھٹی ذیقعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد داخل ہونے کے کامل ایک برس بعد بغداد سے کوچ کیا۔ بدنظمی غارت گری اور آتش زنی کی گرم بازاری ہوگئی۔

خلیفہ قائم کی بحالی: اس اثناء میں سلطان طغرل بک بغداد پہنچ گیا۔ اثناء راہ سے امام ابوبکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیج دیا تھا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بک کی بھتیجی) کے ساتھ کئے تھے اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو نامور کیا تھا۔ لیکن امام ابوبکر کے پہنچنے سے پیشتر قریش نے خلیفہ قائم کو معہ اس کی بیوی کے مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خلافت مآب کو لے کر تم کسی بیابان میں چلے جاؤ۔ تا کہ سلطان طغرل بک یہ خبر پا کر قصد عراق سے باز رہے اور اس ذریعہ سے ہم جو چاہیں گے۔ سلطان سے بزور و تحکم کرالیں گے۔ مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کہ بساسیری نے بدعہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلافت مآب سے کچھ ایسا قول و اقرار کیا ہے کہ جس کا توڑنا میرے امکان سے باہر ہے۔ یہ پیام بھیجنے کے بعد مہارش معہ خلافت کے عراق کی جانب روانہ ہوا اور بدر بن مہلہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا۔ ابن فواک کو اس کی خبر لگی تو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا۔ خلافت مآب سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بک کی طرف سے نذرانے اور تحفے پیش کئے۔ اتنے میں سلطان طغرل بک تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو معہ امراء دولت' ارا کین سلطنت' حجاب' خیمے' پردے اور گھوڑے کے خلیفہ قائم کو لانے کے لئے روانہ کیا۔ بدر کے

شہر بیں ان لوگوں کو خلافت مآب کی ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت مآب کو ان سے ملنے سے بے حد مسرت ہوئی چوبیس ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو معہ ان لوگوں کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سلطان طغرل بک روانگی کی خبر سے مطلع ہو کر استقبال کو آیا ہوا تھا نہروان میں ملاقات ہوئی۔ دست بوسی کی۔ سلامتی کی مبارکباد دی اور اتنے دنوں خلافت مآب کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کے سلسلے میں معذرت کی کہ ''میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا ابراہیم والی ہمدان نے علم عباسیہ کے مقابلہ میں بغاوت کر دی تھی میں اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا۔ ہمارے خلافت مآب کے اقبال اور خداوند ذوالجلال و الاکرام کے افضل سے ابراہیم باغی و سرکش پر اس خام کو فتح یابی حاصل ہوئی اور اس کو میں نے بجرم بغاوت مار ڈالا اور داؤد کے لڑکوں کو داؤد کی جگہ پر قائم کیا۔ اب میرا قصد بساسیری کے تعاقب میں شام جانے کا ہے اور خلافت مآب اجازت دیں تو والی مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے''۔ خلیفہ قائم نے خوش ہو کر اپنے ہاتھ سے سلطان طغرل بک کے گلے میں تلوار حمائل کی اور ارشاد فرمایا ''سوائے اس کے امیر المومنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے''۔ سلطان طغرل بک نے خیمہ کا پردہ اٹھا دیا امراء دولت نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور واپس آئے اس کے بعد سلطان طغرل بک نے معہ خلافت مآب کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں امراء دولت اور رؤساء شہر میں سے کوئی باقی نہ تھا۔ جو خلافت مآب کے استقبال کو آتا۔ سلطان طغرل بک نے آگے بڑھ کر باب نوبی پر قیام کیا جہاں کہ خلافت مآب کا حاجب رہتا تھا اور جب خلیفہ قائم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرل بک نے اٹھ کر خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ساتھ ساتھ محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا جب خلیفہ قائم محلسرائے خلافت میں چلا گیا تو سلطان طغرل بک اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اور امور سلطنت کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ یہ واقعہ ۲۵ ذیقعدہ ۴۵۱ھ کا ہے۔

<u>بساسیری کا قتل</u>: خلافت مآب کی واپسی بغداد کے بعد سلطان طغرل بک نے خمارتکین کو دو ہزار سواروں کی جمعیت سے کوفہ کی جانب روانہ کیا۔ سرایا بن منیع کو معہ بنی خفاجہ کے ان کی کمک کا حکم دیا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ دبیس قریش اور بساسیری کو اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ وہ بے فکری کے ساتھ غارت گری میں مصروف تھے' کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کی راہ سے نمودار ہوا نہ مقابلے کی طاقت نہ تھی بطیحہ کی جانب بھاگے۔ دبیس نے عرب کو واپس کر لینے کی کوشش کی۔ کامیاب نہ ہوا۔ آپ بھی اُن کے ساتھ ہو لیا۔ باقی رہے بساسیری اور قریش' وہ سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے۔ ایک گروہ ان دونوں کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن ورام' منصور بن بدران' حماد بن دبیس قید کر لئے گئے۔ بساسیری کو ایک تیر لگا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ کمشتکین نامی ایک سوار نے بڑھ کر سر قلم کر دیا اور وزیر کندری کے روبرو پیش کیا۔ کندری نے سلطان طغرل بک کے پاس بروانہ کر دیا۔ سلطانی لشکر نے باغیوں کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا جس کو پایا گرفتار کیا۔ سلطان طغرل بک نے فتح یابی کی اطلاع کے ساتھ بساسیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ خلافت مآب کے حکم سے پندرہ ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو بساسیری کا سر محلسرائے خلافت کے دروازہ پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا دبیس بھاگ کر بطیحہ پہنچا۔ اس کے ہمراہ زعیم الملک ابوالحسن عبدالرحیم بھی تھا۔

بساسیری بہاء الدولہ بن عضدالدولہ کا خادم تھا' اس کا نام ارسلان اور کنیت ابوالحرث تھی۔ بساسیری

حاشیہ اگلے صفحہ پر

کے حرف اول کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فساء شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے۔ ابوعلی فارسی صاحب ایضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بساسیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کو بساسیری کہنے لگے۔

سلطان طغرل بک کی واسط کو روانگی: دارالخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بک نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار شب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر پا کر سلطان طغرل بک سے ملنے کو واسط میں حاضر ہوا۔ عرض معروض کر کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی عفو تقصیر کرائی اور تلافی کی غرض سے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کا قصور معاف کر دیا۔ بعد ازاں ابوعلی بن فضلان کو واسط پر بشرط ادائے خراج دو لاکھ سالانہ اور ابوسعد سابور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا اور بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل ہوا۔ چند روز بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا۔ بوقت روانگی امیر برسق کو بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ ابوالفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا ٹھیکہ چار لاکھ دینار پر تین برس کے لئے دیا۔ محمود احرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ وفرات کی حکومت پر واپس کیا۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے سلطان طغرل بک کے مصاحبوں کو چار ہزار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزراء کی تبدیلیاں: خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے پر ابوتراب اثیری کو امیر البحر مقرر کیا۔ کشتیوں کی فراہمی کی خدمت سپرد کی اور ''حاجب الحجاب'' کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلافت مآب کی خدمت کی انجام دی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابومنصور یوسف نے ابوالفتح بن احمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور عرض کیا کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابوالفتح بطور نذرانہ کے ایک معتدبہ رقم سالانہ پیش کیا کرے گا۔ خلافت مآب نے شیخ ابومنصور کی سفارش منظور فرمائی چنانچہ ۱۵ ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابوالفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا خلافت مآب نے خلعت دیا اور قلمدان وزارت عطا فرمایا۔ ابوالفتح اس سے پیشتر ابوکالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا۔ القصہ سال تمام ہوگیا اور رقم معینہ ادا نہ کر سکا۔ اس پر خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا۔ اہواز لوٹ آیا۔ اس کے بعد ہی ابونصر بن جہیر وزیر نصیر الدولہ بن مروان بہ اُمید وزارت بغداد آیا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست کی اور خلافت مآب سے لڑ جھگڑ کے عہدۂ وزارت حاصل کر لیا۔ خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کی خلیفہ سے رشتہ کی درخواست: ۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بک نے ابوسعد قاضی رَے کے واسطے سے خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اس سے انکار کیا۔ بعد ازاں ابومحمد تمیمی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ سلطان طغرل بک امیر المومنین کو اس رشتہ سے معذور سمجھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط سے

---

۱. حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابوالفداء لکھا ہوا ہے۔ بسا کو عربی زبان میں فسا کو کہتے ہیں۔ بفتح باء موحدہ وسین مہملہ بعدہ الف۔ یہ ایک شہر ہے مضافات دارالجبرو سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا۔ اہل عرب اس کو اس طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بساسیری بولتے ہیں۔ عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بساسیری کہنے لگے۔ بساسیری وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

مع اس کے مضافات کے دست بردار ہو جائیں جس وقت تمیمی نے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کا یہ پیام پہنچایا۔ عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا'' الحمدللہ خلافت مآب نے سلطان کی درخواست منظور فرمالی۔ سلطان کو چاہئے کہ ان شرائط کو منظور کرلیں اور خلافت مآب کو یہ مناسب ہے کہ بعوض رشتہ داری کے مال و زر طلب نہ فرمائیں''۔ تمیمی سے اس کا کچھ جواب نہ بن آیا' خاموش ہو رہا۔ عمید الملک نے اس بات سے سلطان طغرل بک کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا بعد ازاں سلطان نے عمید الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ہمراہ مع امرائے رے جس میں فرامرز بن کاکو یہ بھی تھا دس لاکھ دینار' بے شمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔

خلیفہ کا رشتہ قبول کرنے سے انکار: عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ ہمراہ لایا تھا پیش کیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بک کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا'' اگر سلطان طغرل بک اپنے اس خیال سے باز نہ آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا''۔ عمید الملک نے عرض کی'' خلافت مآب نے پہلے ہی سے انکار کر دیا ہوتا اور جب منظوری کو مشروط کیا اور وہ شرطیں پوری کر دی گئیں تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں''۔ خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا۔ اگلے دن عمید الملک اور اس کے ہمراہیوں کو نہروان کی طرف نکلوا دیا۔ قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر لگی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منت کر کے روکا۔ بعد اس کے خلافت مآب کی خدمت میں آئے نشیب و فراز سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام خمارتکین (یہ سلطان طغرل بک کا مصاحب تھا) متضمن شکایت عمید الملک روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بک کی طرف سے مدارت اور نرمی کا جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلافت مآب کو بزور اس رشتہ پر برابر تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور خلافت مآب پیچھے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتے تھے۔

منگنی کا اعلان: انجام کار عمید الملک نا امید ہو کر ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بک کے پاس چلا آیا کل واقعات از ابتداء تا انتہا عرض کئے اور یہ بھی کہا کہ خمارتکین اگر دخل در معقولات نہ کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا تھا سلطان طغرل بک کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خمارتکین بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ نیال کے لڑکوں نے سلطان کی اجازت سے خمارتکین کا تعاقب کیا اور اپنے باپ کے عوض میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کے بجائے سارتکین مامور ہوا۔ عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بک نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب آلود خط لکھا اور اپنی بھتیجی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو طلب کیا۔ خلافت مآب نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچتا جاتا ہے۔ سلطان طغرل بک کی منگنی اپنی لڑکی سے منظور کر لی۔

سلطان طغرل بک کا سیدہ بنت خلیفہ قائم سے نکاح: وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بک کے ساتھ شہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کیا اور ابو الغنائم بن محلبان کی معرفت بلاد اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے۔ چنانچہ ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز خلافت مآب کی بیٹی سے سلطان طغرل بک کا عقد ہو گیا۔ عقد ہونے کے بعد سلطان طغرل بک نے خلافت مآب ولی عہد اور خلافت مآب کی بیٹی کے لئے (جس سے عقد ہوا تھا) مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور جس قدر عراق میں اس کی

متوفیہ بیوی کی جاگیریں تھیں سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے ارمینیہ سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ امراء دولت سلجوقیہ سے ابوعلی بن کالیجار سرخاب بن بدر ہزار شب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکو یہ وغیرہ اس کے ہمراہ رکاب تھے۔ وزیر ابن جہیر خلافت مآب کی طرف سے استقبال کو آیا۔ سلطان طغرل بک نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور غربی بغداد میں مع اپنے لشکر کے قیام کیا۔ کثرت لشکر سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک کلسرائے خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلافت مآب نے اپنی لڑکی اور نیز سلطان کے ارکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کو ایک محل علیحدہ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ شاہزادی تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا' جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بک نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی بہت سا مال اور بے شمار جواہرات پیش کیے۔ چند روز تک اسی دستور سے سلطان طغرل بک آتا جاتا رہا۔ امراء دولت عباسیہ اور خلافت مآب کے مصاحبوں کو انعامات دیئے۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابوسعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جس قدر ٹیکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی سعد ٹھیکہ دار بصرہ گرفتار کر لیا گیا۔ واسط کا ٹھیکہ دو لاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بک کی وفات: سلطان طغرل بک نے چند روز بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رے میں داخل ہوا۔ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ ۸ رمضان سنہ مذکور یوم جمعہ کو وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش والی موصل' دبیس بن مزید' ہزار شب والی اہواز' بنی ورام اور بدر بن مہلہل وغیرہ بغداد میں آ گئے ابوسعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پا کر بغداد سے خروج کر کے اطراف و جوانب بغداد کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید' بنو خفاجہ' بنو ورام' اور اکراد اس سے جنگ کرنے کو بڑھے۔ مسلم بن قریش کا مزاج درست ہو گیا۔ بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح بن ورام سردار اکراد جاوانیہ کا انتقال ہو گیا۔ عربوں نے تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ لڑنے پر پھر تل گئے بازاریوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی جس سے نظام حکومت مدتوں درہم و برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان: سلطان طغرل بک کے انتقال کے بعد ارکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری کو سریر حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد بن جعفر بک' سلطان طغرل بک کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے اس کی بیوی (یعنی مادر سلیمان سے) عقد کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان' سلطان طغرل بک کا ربیب[1] بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنایا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی۔ باغیسان اور اردوم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بک کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا۔ اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔

---

[1] ربیب اس کو کہتے ہیں جس کی ماں سے اس کے پیدا ہونے کے بعد نکاح کیا جائے۔ (مترجم)

بات کی بات میں لوگوں کا رجحان اس کی جانب ہو گیا۔

عمید الملک کندری کی سرکشی: عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اس خیال سے کہ مبادا کسی قسم کا اختلال میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے۔ رے میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگی۔ لشکر مرتب کر کے خراسان سے رے پر چڑھائی کر دی۔ اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر پا کر ملنے کو آئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کا شرف حضوری حاصل کیا اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے لیکن اس سے کچھ کار برآری نہ ہوئی اور نہ اس کی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی سوء ظنی کم ہوئی۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے فتنہ و فساد کے خوف سے ۴۵۶ھ میں اس کو گرفتار کر کے مرو روز کے جیل میں ڈال دیا اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا۔

عمید الملک نیشاپوری کے ابتدائی حالات: عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح اور بلیغ اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔ جس وقت سلطان طغرل بک نیشاپور میں وارد ہوا ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق پدر ابو سہل نے عمید الملک کو پیش کر دیا۔ چونکہ اس میں خداداد قابلیت موجود تھی۔ سلطان طغرل بک نے اس کو اپنا سیکرٹری بنا لیا یہ پیدائشی مخنث تھا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو گیا تھا۔ سلطان نے اس پر چڑھائی کر دی۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی اور فتح یابی کے بعد اس کو مخنث بنا کر بدستور عہدۂ کتابت پر مامور کیا۔ بعض مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اڑا دی تھی کہ سلطان طغرل بک کی منسوبہ سے عقد کر لیا ہے۔ اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو خصی کر ڈالا۔ تا کہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے۔ یہ شافعیہ اشعریہ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا۔ سلطان سے منابر خراسان پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ بعد چندے اشعریہ پر بھی لعنت کرنے لگا۔ اس سے ائمہ اہل سنت و جماعت کو بے حد صدمہ و ملال ہوا۔

نظام الملک طوسی کا امام الحرمین سے سلوک: چنانچہ ابو القاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے آئے۔ چار برس تک حجاز میں قیام کیا۔ اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ پس جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دور حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی ہوا تو امام الحرمین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بنت خلیفہ قائم کو جس کے ساتھ سلطان طغرل بک نے عقد کیا تھا بغداد واپس کیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتیکین سلیمانی کو ہمراہ کر دیا۔ تا کہ شہزادی کو دوران سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر اتیکین کو بغداد کی کوتوالی عنایت کی۔ اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابو سہل محمد بن ہبۃ اللہ معروف بہ ابن موفق بھی تھا۔ دار الخلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت حاصل کرنے کو خلافت مآب کی خدمت میں جا رہا تھا۔ اثناء راہ میں انتقال کر گیا نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ میں سے تھا۔ الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اب عمید ابو الفتح مظفر بن حسین کو روانہ کیا وہ بھی راستہ ہی میں مر گیا۔

نظام الملک طوسی کی بغداد کو روانگی: تب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔ عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کو آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملاقات کی غرض سے ۷ جمادی الاولیٰ ۴۵۶ھ کو دربار عام کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نمائندے نظام الملک سے ہاتھ ملایا۔ اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ روسا شہر و اراکین دولت کے روبرو خلعتیں اور ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔ اور منابر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست ''الولد المؤید'' کے خطاب سے متعلق منظور کی جاتی ہے گشتی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کیے گئے۔ بیعت خلافت لینے کو تقیب طراد زینبی سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا۔ مقام تخوان مضافات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی۔ سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ بعد ازاں بیعت خلافت کی۔ اس اثناء میں امراء سلجوقیہ سے والی ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا۔ چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے ہرات پر دھاوا کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح حاصل کی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی دولت حکومت کے ضمن میں ہم علیحدہ لکھنے والے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت: قطلمش خاندان سلاطین سلجوقیہ کا ایک نامور ممبر تھا سلطان طغرل بک سے نسبا بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا۔ قونیہ قیصریہ اقصرا اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بک نے ابتداً جب کہ بغداد پر ۴۴۹ھ میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بساسیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا انتقال کے بعد سلطان طغرل بک نے لشکر مرتب کر کے رے کا قصد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر لگ گئی فوج کو تیاری جنگ کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر عساکر سلطانی کے پہنچنے سے پہلے قطلمش رے پہنچ گیا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قطلمش کے پاس روانہ کیا کہ قتل و غارت روک دی جائے قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے رے کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ قطلمش کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو گئی۔ سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزار ہا قتل اور قید کیے گئے۔ اسی دار و گیر میں قطلمش بھی مارا گیا۔ قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی فرو ہو گئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت صدمہ و ملال ہوا۔ نماز جنازہ پڑھا کر دفن کرا دیا۔

سلطان الپ ارسلان کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد سلطان نے بقصد جہاد بلاد روم کا ارادہ کیا۔ آذربائیجان کی طرف سے گزرا۔ امیر طغرتکین مع اپنے اعزہ اور اقارب کے ملنے کو آیا۔ امیر طغرتکین کو بلاد رومیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لیا اور نجران پہنچا۔ نہر ارس کے عبور کرنے کو کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس قلعات آذربائیجان کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور خود بلاد کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ متعدد قلعات کو یکے بعد دیگرے مفتوح کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ الغرض فتح یابی حاصل کرنے کے بعد مژدہ فتح بغداد روانہ کیا اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی سلطان الپ ارسلان نے اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اصفہان میں چند روز قیام کر کے کرمان کا رخ کیا۔ قاروت بن داؤد جعفر بک

(یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کیا۔ بعدہ سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا اسی اثناء میں سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے اپنا عقد کر لیا اور دوسرے بیٹے کا والی غزنہ کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملک شاہ کی ولی عہدی: ۴۵۸ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ امراء مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت کی حسب مدارج سب کو خلعتیں دیں اور اپنے ممالک محروسہ میں ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بعد ازاں بلاد مختلفہ میں متعدد اشخاص کو جاگیریں دیں چنانچہ بلخ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو خوارزم ارسلان ارغو کو مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو صغانیان و طخارستان اپنے دوسرے بھائی الیاس کو مازندران امیر اینانج بیغو کو اور بغشور مع اُس کے مضافات کے مسعود بن ارتاش کو عنایت کیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد: وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنا ڈالی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ ۴۵۹ھ میں بن کر تیار ہوئی شیخ ابو اسحاق[1] شیرازی درس کے لیے منتخب کیے گئے۔ ایک جم غفیر طلبا کا درس لینے کو حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین مغصوبہ پر بنایا گیا ہے اس وجہ سے وہ درس دینے نہ آئے دو پہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے بعد دو پہر شیخ ابو منصور نے فرمایا "شائقین اور طلباء بغیر درس لیے نہ جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل شیخ کا ہونا ضروریات سے ہے۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ابو نصر[2] بن صباغ جو اس وقت حاضر جلسہ ہیں درس دیں"۔ حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے ابو نصر مسند درس پر جلوہ افروز ہوئے۔ بیس دن تک درس دیتے رہے تا آنکہ شیخ ابو اسحاق کا شک رفع ہو گیا اور پڑھانے کے لئے مدرسہ نظامیہ میں تشریف لائے۔

خلیفہ کے وزراء: فخر الدولہ بن جہیر خلیفہ قائم کا وزیر اعظم تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ چند روز بعد ۴۶۰ھ میں خلافت مآب نے اس کو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کر نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس فلوجہ چلا گیا۔ خلافت مآب نے بجائے اس کے ابو یعلیٰ وزیر ابو شجاع کو عہدۂ وزارت پر مامور کرنے کے لیے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابو یعلیٰ ان دنوں ہزار شب بن تنکیر والی اہواز کے ہاں عہدۂ کتابت پر تھا۔ ابو یعلیٰ خلافت مآب کا فرمان پا کر اہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں مر گیا۔ نور الدولہ نے معز الدولہ کے لئے دربار خلافت میں سفارش کی خلافت مآب نے منظور فرما لیا اور معز الدولہ کو طلب فرما کر ماہ صفر ۴۶۱ھ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔

---

[1] شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ میں بمقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے اور شب یک شنبہ ۲۱ جمادی الآخر ۴۷۶ھ بمقام بغداد میں وفات پائی۔ باب ابرز میں مدفون ہوئے علم زہد و ورع و تقویٰ میں اپنے معاصرین سے بڑھے ہوئے تھے اس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہی کے شاگرد تھے۔ محب الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی سے تحریر کیا ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے از اں جملہ مہذب فی المذہب تنبیہ فقہ میں لمع اور اس کی شرح اصول فقہ میں تبصرہ معونۃ اور تلخیص جدل میں ہے۔ ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۹۔

[2] عبد السید بن محمد بن عبد الواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صباغ فقیہ شافعی ۴۰۰ھ بمقام بغداد میں پیدا ہوئے آخری عمر میں بصارت جاتی رہی تھی ۱۳ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ بمقام بغداد وفات پائی۔ فقہ میں کتاب الشامل انہی کی تصنیفات سے ہے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے وقت افتتاح مدرسہ یہی مدرسی پر مامور ہوئے تھے اور بعد انتقال شیخ ابو اسحاق بھی یہی منتخب کیے گئے۔ تذکرۃ العالم الطریق العالم والعدۃ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہے۔ ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۳۰۳۔

مکہ معظمہ میں عباسی خطبہ کا اجراء: ۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم والی مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی والی مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ فقرہ ''حی علیٰ خیر العمل'' کو اذان سے نکال دیا اور اپنے بیٹے کو بطور نمائندہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خبر فرحت اثر کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ تیس ہزار دینار اور ایک گراں بہا خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ مقرر فرمائے۔

ابن قریش اور ابن مزید کی اطاعت: اسی سنہ میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی اور حکومت کے مخالف ہو گئے تھے بات یہ تھی کہ ہزار شب بن تنکیر بن عیاض نے سلطان کو بھڑکا کر ان دونوں کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لئے ابھارا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی خبر لگی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت میں ہزار شب خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دبیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر مع شرف الدولہ بن قریش والی موصل سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بہ عزت واحترام پیش آیا اور دونوں نے بھی سر اطاعت جھکا دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا حلب پر قبضہ: محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض و متصرف ہو گیا تھا اس سے پیشتر خلیفہ علوی والی مصر کا تصرف واثر اس شہر میں جاری وساری تھا۔ محمود ایک چلتا پرزہ شخص تھا۔ سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کر ایک روز اہل شہر کو جمع کیا اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں منابر حلب پر خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی گئی۔ خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیجی۔ بعد ازاں سلطان الپ ارسلان نے حلب کا قصد کیا۔ موکب ہمایوں کا دیار بکر ہو کر گزر ہوا۔ نصر بن مروان والی دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہار اطاعت کے طور پر ایک لاکھ دینار پیش کئے سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچا۔ اہل آمد نے سرکشی کی الرہا والے بھی انہی کے قدم بقدم چلے لیکن سلطان نے کچھ پرواہ نہ کی سیدھا حلب پر جا اترا۔ محمود والی حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور خود عدم حاضری کی معافی چاہی۔ سلطان نے حاضری پر اصرار کیا۔ بات بڑھی۔ محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے گھبرا کر والئ حلب مع اپنے ماں منیعہ بنت رباب نمیری دربار سلطانی میں شب کے وقت حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت فرمایا اور بدستور حکومت حلب پر اس کو قائم رکھا اس کے بعد یہ سلطان ہی کا مطیع رہا۔

ارمانوس والی قسطنطنیہ کا بلاد اسلامیہ پر حملہ: ارمانوس بادشاہ روم والی قسطنطنیہ نے ۴۶۲ھ میں ایک لشکر عظیم کے ساتھ بلاد اسلامیہ شامیہ پر چڑھائی کر دی منبج کو لوٹ لیا۔ اہل منبج کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو جمع کر کے منبج کے چھڑانے کو آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور ارمانوس منبج پر قابض رہا۔ چند دنوں کے بعد رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی مجبوری اپنے بلاد کی جانب مراجعت کی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنچ، روسی، رومی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر دھاوا کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملازکرد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال

دیا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوئی مضافات آذربائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا اس خبر کو سن کر سخت غضبناک ہوا۔ لیکن بوجہ بعد مسافت زیادہ فوج فراہم نہ کر سکا۔ موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ بہ نظر دور بینی اہل وعیال اور مال واسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور بہ نفس نفیس پندرہ ہزار کی جمعیت سے ارمانوس کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ قریب خلاط سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ سخت لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کر بھاگی بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ کی ٹھہری۔

ارمانوس کی گرفتاری ورہائی سلطان الپ ارسلان نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ ارمانوس نے انکار کر دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا لیکن پھر اپنے حواس کو جمع کر کے بارگاہ عزوجل میں بعجز والحاح مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کی۔ تمام رات گریہ وزاری اور دعا میں گزاری۔ صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ ادھر فوج صف آرائی میں مصروف ہوئی نہ ادھر سلطان سجدہ میں رورو کے فتح مندی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار فوج نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی۔ سلطان نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لو لگائے میدان جنگ کا راستہ لیا اس وقت عساکر اسلامیہ کا عجب پر رعب منظر تھا۔ سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید وبیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج ومصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ بات کی بات میں کشتوں کے پشتے لگ گئے جس طرف نظر اٹھتی تھی عیسائی مقتولوں کی لاشیں نظر آتی تھیں۔ ارمانوس گرفتار ہو گیا اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا۔

صلح نامے کی شرائط جس وقت سلطان کے روبرو پیش ہوا۔ سلطان نے تین دھولیں اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گرمی فرو ہوئی میں نے تجھے مصالحت کا پیام دیا تھا تو نے انکار کیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زرفدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جس قدر اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو چھوڑ دے اور آئندہ سے رومی لشکر سلطان کی ریزرو فوج تصور کی جاوے جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے طلب فرمائے فوراً بے تامل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر پچاس برس کے لئے یہ عہد قرار پایا۔ سلطان نے دس ہزار نقد اور ایک خلعت مرحمت فرما کر ارمانوس کو رخصت کیا۔

رومیوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست وگرفتاری کی خبر پہنچی۔ پریشان ہو گئے میخائیل کو موقع مل گیا۔ مملکت رومیہ پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو اس کی خبر ہوئی۔ جو کچھ اس کے پاس مال واسباب تھا سب یکجا کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال واسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند روز بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتیکین کی عہدہ کوتوالی سے معزولی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے شروع زمانہ

حکومت میں اتکین سلیمانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کی کوتوالی پر مامور کیا تھا چنانچہ اتکین ایک مدت تک اسی عہدہ پر رہا بعدازاں اتکین اپنے بیٹے کو بجائے اپنے مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ اتکین کے بیٹے نے ظلم و جفا کی اختیار کی خادمان محلسرائے خلافت میں سے ایک شخص کو مار ڈالا۔ اہل دیوان نے مقتول کا خون آلودہ قمیص سلطان کے پاس بھیج دیا اور معزولی کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو اتکین کی رعایت منظور تھی۔ سفارشی عریضہ لکھ کر ۴۶۴ھ میں اتکین کو بغداد روانہ کیا۔ اتکین بغداد پہنچ کر دربار خلافت میں حاضر ہوا معافی کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے کچھ سماعت نہ کی۔ نظام الملک نے اتکین کو تکریت کی طرف روانہ کر دیا اور وہیں اس کو جاگیر بھی عنایت کی۔ دیوان خلافت سے والی تکریت کو لکھا گیا کہ اتکین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ خلافت مآب کے اصرار سے سعد الدولہ گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی عنایت ہوئی اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی کی دربار عام منعقد فرمایا۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کا انتقال: ۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا قصد کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا والی شمس الملک تکین تھا۔ دریائے جیحون کو عبور کرنے کے لیے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پل تیار ہوا اور سلطان نے اس سے عبور کیا اس وقت سلطان کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی کو حاضر کیا گیا۔ دوران گفتگو کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ یوسف نے سخت کلامی کی۔ سلطان نے ارشاد فرمایا "چھوڑ دو میں اس کو نشانہ اجل بناتا ہوں"۔ خادمان سلطانی نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا۔ نشانہ خطا کر گیا۔ یوسف تخت سلطنت کی طرف دوڑا۔ سلطان طیش میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا یوسف نے پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماری۔ سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا اور ترکوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ سلطان زخمی ہو کر شاہی خرگاہ میں لایا گیا اور اسی زخم کے صدمہ سے ۱۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو ساڑھے نو برس حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

سلطان الپ ارسلان کی سیرت اور کردار: سلطان الپ ارسلان سخی، عادل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار، رقیق القلب اور بے حد صدقات دینے والا تھا۔ اس کا دائرہ حکومت اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے۔ اس نے بوقت وفات حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے مرنے پر ملک شاہ مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکین دولت و امراء حکومت سے ملک شاہ کی امارت کی بیعت لی اور دارالخلافت بغداد میں اطلاعی عرض داشت بھیجی۔ خطبوں میں بجائے سلطان الپ ارسلان، ملک شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی خلافت مآب نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔

سلطان الپ ارسلان کی وصیت: سلطان الپ ارسلان نے بوقت وفات ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاردت بک بن داؤد بک کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنا علاوہ بریں کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی۔ داؤد ان دنوں کرمان ہی میں تھا۔ ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی تھی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے باپ داؤد کا متروکہ ہے دے دینا۔ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ اقرار لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں سد

راہ ہوا اس سے بے تامل جنگ کرنا۔

سلطان ملک شاہ کی حکومت کا آغاز: ملک شاہ مسند حکومت پر متمکن ہو کر بلاد ماوراء النہر سے رخصت ہوا۔ مرحوم سلطان ارسلان کے تعمیر کردہ پل کو تین دن میں عبور کیا۔ لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ یہاں قیام کیا۔ یہیں سے اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کی بابت تحریریں بھیجیں۔ جنہیں لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ کی جانب روانہ ہوا۔

نظام الملک طوسی کا عروج: ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا' شہر طوس کو جو اس کا مولد و منشا تھا اسے جاگیر میں دیا اور متعدد خطابات دیئے از انجملہ ''اتابک'' تھا اس کے معنی ہیں ''امیر الوالد'' نظام الملک امور سلطنت کو نہایت ہوشیاری اور سلامت روی سے انجام دینے لگا۔ عدل و انصاف سے ممالک محروسہ کو معمور کیا ۴۶۶ھ میں گوہر آئین عہدہ کوتوالی سے ممتاز ہو کر دارالخلافت بغداد میں بغرض حصول عہد سلطنت ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے پیچھے ولی عہد خلافت ''المقتدی بامر اللہ'' کھڑا تھا۔ خلافت مآب نے سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ اور لواء حکومت عطا کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات: ۱۵ شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قائم نے فصد کرائی اور سو گیا۔ اتفاق یہ کہ رگ نشتر زدہ سے پھر خون جاری ہو گیا۔ جو کسی طرح بند نہ ہوا اور اسی تکلیف میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ جس وقت خلیفہ کو اپنی موت کا یقین ہوا اپنے پوتے ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرہ الدین محمد بن خلیفہ قائم کو طلب فرمایا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر' نقیب النقباء اور قضاۃ بھی بلائے گئے علاوہ ان کے اور ارکین دولت بھی موجود تھے۔ دستور کے مطابق ابوالقاسم عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔ اس کے دوسرے دن خلیفہ قائم نے وفات پائی۔ پینتالیس برس خلافت کی' خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا مرحوم کی حسب ہدایت اپنی خلافت میں بیعت لی۔ وقت بیعت خلافت موید الملک بن نظام الملک وزیر فخر الدولہ بن جہیر' عمید الدولہ ابو اسحاق شیرازی' ابو نصر صباغ' نقیب النقباء طراد' نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی وغیرہ علماء و ارکین دولت شریک اور موجود تھے۔ بیعت سے فارغ ہو کر سب نے نماز عصر ادا کی۔

باب : ۳۰

عبداللہ بن محمد مقتدی بامر اللہ

۴۶۷ھ تا ۴۸۷ھ

خلیفہ قائم کی نسل میں اولاد ذکور سے سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد اپنے باپ خلیفہ قائم کی زمانہ زندگی میں انتقال کر چکا تھا۔ چونکہ خلیفہ قائم کا سوائے ذخیرۃ الدین کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج وصدمہ کو مسرت وخوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کے محل میں ارغون نامی کنیزک سے اس حادثہ جاں کاہ کے چھٹے مہینے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ محمد نام رکھا۔ جس وقت بساسیری کا منحوس دور شروع ہوا محمد ابوالغنائم بن محلبان کے ساتھ حران چلا گیا اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی اور پھر جب خلیفہ قائم دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔ محمد بھی حران سے آ گیا۔ پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو ولی عہد مقرر کر کے بعد تکمیل بیعت ''المقتدی بامر اللہ'' کا لقب دیا۔

خلیفہ قائم کی وصیت کی تعمیل: خلیفہ مقتدی نے مسند خلافت پر جلوہ افروز ہو کر اپنے دادا خلیفہ قائم کی وصیت کے بموجب فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کو روانہ کیا تحائف اور نذرانے بے شمار بھیجے۔ ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے شحنہ ہو کر دار الخلافت میں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ عمید ابونصر مضافات بغداد کی نگرانی کو آیا۔ ۴۷۰ھ میں مؤید الملک بن نظام الملک بغرض قیام دار بغداد ہوا اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

وزراء کی تبدیلیاں: ۴۶۹ھ میں ابونصر بن استاد ابوالقاسم قشیری حج کرنے کو گیا تھا واپسی کے بعد دار الخلافت بغداد میں قیام کیا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں وعظ بیان کیا چونکہ ابونصر مذہب اشعری کا پابند تھا۔ حنابلہ نے رد وقدح شروع کی۔ جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی۔ رفتہ رفتہ بحث مباحثہ نے تکرار اور مجادلہ کی صورت اختیار کر لی۔ پھر کیا تھا فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ مدرسہ نظامیہ کے قریب غارت گری شروع ہو گئی۔ مؤید الملک نے عمید اور شحنہ بغداد کو طلب کیا۔ جو فوراً لشکر لیے ہوئے حاضر ہوئے۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے ہوا خواہوں نے اس فتنہ وفساد کو وزیر فخر

الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔ نظام الملک کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد ملال ہوا۔ گوہر آئین کو کوتوالی بغداد سے واپس بلا کر خلیفہ مقتدی کی خدمت میں عرض داشت دے کر روانہ کیا جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی۔ معزولی کی درخواست کی تھی اور گوہر آئین کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو مع اس کے مشیروں اور ہواخواہوں کے گرفتار کر لینا۔ اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس اثناء میں گوہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ و پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کے مطابق فخر الدولہ کو معزول کر کے ابوشجاع کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا بعد چندے عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط دے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے ابو شجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت کیا اور اس کے نائب فخر الدولہ کو حاضری دربار کی اجازت دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۲ھ کا ہے۔

ابن آتق کا دمشق کا محاصرہ: اتسز (بہمزہ وسین وزا) ابن آتق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء سے تھا۔ اس نے ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام پر) چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور کمال مردانگی سے اس کو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ علاوہ بیت المقدس کے اور شہروں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے قابض و متصرف ہو گیا۔ صرف عسقلان اس کے دست برد سے محفوظ رہا۔ بعد ازاں دمشق کا محاصرہ کیا۔ کامیابی نہ ہوئی بالآخر محاصرہ سے دست کش ہو کر واپس آیا مگر ہر سال دمشق پر فوج کشی کرتا رہا۔ ۴۶۷ھ میں بہت بڑی تیاری سے پھر دمشق پر فوج کشی کی ان دنوں معلی بن حیدرہ خلیفہ مستنصر علوی عبیدی والی مصر کی جانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل حصار و جنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا۔ اثنائے جنگ میں اہل دمشق بوجہ کج خلقی معلی سے باغی ہو گئے۔ معلی دمشق کو خیر باد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند روز بعد صور سے مصر چلا گیا۔ والی مصر نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

دمشق پر قبضہ: معلی کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متفق ہو کر انتصار بن یحییٰ مصموری کو اپنا امیر بنایا اور ''زین الدولہ'' کا لقب دیا۔ چونکہ اتسز طول جنگ اور رسد و غلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد اہل دمشق میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اتسز کو اس کی خبر لگی لوٹ پڑا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اتسز نے انتصار کو بجائے دمشق کے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی۔ اتسز نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعدہ ۴۶۸ھ میں پڑھا اور رفتہ رفتہ اکثر بلاد شام پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اذان میں ''حی علی خیر العمل'' کہنے کی ممانعت کر دی۔ فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کی طرف قدم بڑھایا اور کمال مردانگی و ہوشیاری سے مصر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ابتداً عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسز کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد ہی خدا معلوم کیا اتفاق پیش آیا کہ اتسز نے بلا جدال وقتال محاصرہ اٹھا کر دمشق کی راہ لی۔

معرکہ قدس: اتسز کے زمانہ غیر حاضری میں اکثر اہالی بلاد شامیہ باغی و سرکش ہو گئے تھے اور اس کے مال و اسباب کو لوٹنا چاہتے تھے لیکن اہل دمشق کی مخالفت سے باز رہے۔ اتسز نے دمشق میں پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت

کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتسز کے عمال اور ملازموں پر دفعتاً ٹوٹ پڑے ہیں۔ یہ لوگ خوف جان سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہوئے ہیں۔ اہل قدس نے محراب داؤد میں جا کر محاصرہ کر لیا ہے۔ اتسز اس خبر کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار اتسز نے بزور تیغ ان کو مفتوح کیا اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کیا سوائے ان لوگوں کے جو محراب میں جا چھپے تھے کوئی جانبر نہ ہوا نہ کسی کو پناہ ملی۔

اتسز بن آبق خوارزمی کا قتل: ۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو بلاد شامیہ پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ قرار پائی کہ جن شہروں کو تم مفتوح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور ہوں گے۔ چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی طرف روانہ ہوا اور حلب پر پہنچ کر نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ تتش کے ہمراہ ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر تھا۔ اسی زمانہ میں والی مصر نے ایک فوج بسر افسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ محاصرہ دمشق کو روانہ کی تھی۔ اس فوج نے دمشق پر پہنچ کر ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا تھا اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کیے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو محاصرہ حلب پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کیا۔ مصری لشکر نے یہ خبر پا کر دمشق کے محاصرہ سے دست کش ہو کر کوچ کر دیا۔ اس عرصہ میں تتش آ پہنچا۔ اتسز ملنے کی غرض سے شہر کے باہر آیا۔ تتش نے اتسز کو غفلت اور بے پروائی پر نفرین کی۔ اتسز عذر کرنے لگا۔ تتش کو غصہ آ گیا۔ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور شہر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے۔ حافظ ابوالقاسم بن عساکر روایت کرتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز نام اقسیس تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابواسحاق کی سفارت: خلافت مآب کی کمزوری طبع کی وجہ سے عمید العراق ابوالفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت کے حقوق نظر انداز بلکہ خلافت مآب کا پاس ولحاظ بھی ترک کر دیا تھا۔ خلافت مآب نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کو روانہ کیا۔ شیخ ابواسحاق کے ہمراہ علماء شافعیہ کا ایک گروہ تھا۔ از انجملہ ابوبکر شاشی تھے۔ جن جن شہروں سے شیخ کا گزر ہوتا اہل شہر تبرکاً وتیمناً شیخ کی دست بوسی کرتے رکاب پکڑتے ہوئے میلوں ساتھ چلتے۔ تعریف وتوصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا عرض ومعروض کرتے۔ رفتہ رفتہ شیخ مسافت طے کرنے کے بعد سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان اور وزیر السلطنت ادب واحترام سے پیش آئے۔ امام الحرمین اور شیخ سے وزارت مآب کے حضور میں مناظرہ ہوا۔ جس کو مورخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ شیخ ابواسحاق کی واپسی کے بعد لوگ عمید العراق کی اہانت کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کے ظلم وستم کے ہاتھ کوتاہ ہو گئے۔

عمید الدولہ کی معزولی: ماہ صفر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدہ وزارت سے معزول فرمایا۔ اتفاق یہ کہ جس روز عمید الدولہ معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط بنی جہیر کی طلبی کے لئے صادر ہوئے۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ مع اپنے

اہل وعیال کے سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو بجائے ابن مروان کے دیار بکر کی حکومت عنایت کی۔ علم وطبل بھی دیا۔ باقاعدہ فوج کو اس کے ہمرکاب روانہ کیا۔ خطبہ میں اس کا نام داخل کیا گیا اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرنے کی اجازت دی۔ غرض ۶ ۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزاز سے دیار بکر کی جانب کوچ کیا۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۷۷ھ میں ایک دوسری فوج بافسری امیر ارتق بن اکسب جو ماردین کے سربرآوردہ سپہ سالاروں سے تھا۔ فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کی۔ ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گردونواح کے امراء سے سازش کر لی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق کے رکاب میں ترکمانوں کا گروہ کثیر تھا۔

آمد کا محاصرہ: شرف الدولہ ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں سے تھا' فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی شرف الدولہ شکست کھا کر بھاگا۔ ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے آمد کی طرف بڑھے۔ مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہنچنے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی۔ فخر الدولہ اور امیر ارتق نے آمد کے قریب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس ایک معتد بہ رقم بھیج کر یہ پیام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دے دیجئے۔ امیر ارتق نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ اا ربیع الاول ۷۷ھ کو آمد سے نکل کر میافارقین کو روانہ ہو گیا۔ فخر الدولہ نے میافارقین کی جانب مراجعت کی۔ بہاء الدولہ منصور بن مزید والی حلہ وشیل اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ اس کے ہمراہ تھے ہنوز میافارقین نہ پہنچنے پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی۔ بہاء الدولہ مع سیف الدولہ کے عراق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے خلاط کا راستہ لیا۔

شرف الدلہ کو معافی اور سندِ امارت: سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی ہزیمت اور آمد میں محصور ہونے کی خبر پا کر عمید الدولہ ابن فخر الدولہ بن جہیر کو خلعت عنایت فرما کر ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا۔ امرائے ترکمان کو اس کی اطاعت اور بروقت ضرورت امداد کرنے کے لئے فرامین بھیجے۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کا ہمرکاب تھا۔ تھوڑے دنوں بعد یہ مہم موصل کے قریب پہنچی۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی۔ بغاوت وسرکشی کے خراب نتائج سے ڈرایا۔ اہل موصل نے شاہی علم کے آگے سر اطاعت خم کر دیا۔ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عمید الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے یہ خبر وہ جان فزا سن کر بہ نفس نفیس' معدودے چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضات کو سر کرنے میں مصروف ومشغول رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ محاصرہ آمد سے نکل آیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پا کر مؤید الدولہ بن نظام الملک سے خط وکتابت شروع کی یہ ان دنوں رحبہ میں مقیم تھا۔ تحائف اور نذرانے بھیجے اور درخواست کی کہ سلطان ملک شاہ سے میری سفارش کریں۔ مؤید الدولہ کو شرف الدولہ کے حال زار پر رحم آ گیا۔ اپنے دربار سلطانی میں حاضر کیا اور سفارش کی۔ شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی۔ اپنی جسارت کی معافی چاہی۔ تحائف اور نذرانے پیش کئے سلطان ملک شاہ نے اس کی تقصیر معاف فرما کر اپنی طرف سے سند حکومت دے دی اور خراسان کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

ابو القاسم کا دیار بکر پر قبضہ: اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا تا آنکہ ۸۷۴ھ میں زعیم الرؤسا ابو القاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا۔ زعیم الرؤساء نے دیار بکر پر پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اہل شہر کے لئے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے اس اثناء میں دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الرؤساء سے سازش کر کے دروازہ شہر پناہ کھول دیا اور زعیم الرؤساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لیے کیونکہ ان عیسائیوں نے زمانہ حکمرانی ابن مروان جن اہل شہر پر بے حد و بے انتہا ظلم و ستم کئے تھے اور یہی لوگ اعلیٰ عہدوں پر سرفراز و ممتاز تھے۔ انہی دنوں فخر الدولہ میافارقین پر محاصرہ ڈالے پڑا تھا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لئے ہوئے فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا۔ اس خبر کے سننے سے محصوروں کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ مزید آفت یہ آئی کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف کی ٹوٹ گئی۔ اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر پناہ چاہی۔ آواز کا بلند ہونا تھا کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کر شہر میں گھس پڑا اور ابن مروان کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا (زعیم الرؤساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ) سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ ۸۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کی شرف ملازمت حاصل کی۔

جزیرہ کی مہم: مہم میافارقین سے فارغ ہو کر فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کو روانہ کی۔ جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات سے تھا۔ فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ جنگ شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک گروہ اہل شہر کا والیٔ جزیرہ سے باغی ہو گیا۔ والیٔ جزیرہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا شہر میں گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ انہی واقعات پر ۸۷۸ھ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو جاتی ہے فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگتا ہے۔

فخر الدولہ کا انتقال: چند روز بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیتا ہے فخر الدولہ موصل چلا جاتا ہے اور وہیں ۴۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔ فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا۔ ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا۔ پھر تحائف اور نذرانے لے کر بادشاہ روم کے پاس گیا۔ وہاں سے واپسی پر حلب آیا۔ معز الدولہ ابی ثمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت حاصل کیا۔ چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا۔ ابن مروان اور اس کے باپ کے یہاں بھی عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ تھوڑے دنوں وزارت کر کے بغداد کا سفر کیا۔ خلافت مآب نے بھی قلمدان وزارت سے سرفراز فرمایا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کے وزراء: خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا ابو الفتح مظفر بن رئیس الرؤساء کو اس عہدہ پر مقرر فرمایا۔ پھر اس کو معزول کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا جو ۴۸۴ھ تک عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا۔ اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سمحاء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) کو ہرآئینہ شحنہ بغداد کے ساتھ سلطان الملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے کو اصفہان چلا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے اس سے مطلع ہو کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کی بابت جاری کر دیا۔ بعضوں نے اسلام

قبول کرلیا اور بعض بھاگ گئے منجملہ اُن لوگوں کے جو اسلام لائے تھے۔ ابو سعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اوراس کے اعزہ تھے۔

عمید الدولہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر: جس وقت ابو سعد اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے وزیر ابو شجاع کی شکایت کی سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ معزولی وزیر ابو شجاع سے متعلق روانہ کیا۔ خلافت مآب نے وزیر ابو شجاع کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور اس کے بجائے ابو سعد بن علاء بن حسن کاتب کو عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلافت مآب کا فرمان عالی شان پاتے ہی عمید الدولہ کو دارالخلافت میں بھیج دیا۔ خلافت مآب نے ۴۸۴ھ میں قلمدان وزارت پھر عمید الدولہ کے سپرد کر دیا۔ نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدہ وزارت کی مبارکباد دینے آیا۔ معزول وزیر ابو شجاع نے ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس والی حلب نے جامع حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا اس کے بعد محمود بن صالح نے دولت عباسیہ سے منحرف ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی زیادہ زمانہ منقضی نہ ہونے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑی۔ رؤساء شہر اور عمائدین ملت کے مشورہ سے امور سلطنت سرانجام پانے لگے۔ ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش والی موصل تھا اور ابن حتیتی ان سردار ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے بلاد روم میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی۔ ۴۷۷ھ میں انطاکیہ[1] پر قبضہ کیا۔ دو چار اس سے اور شرف الدولہ والی حلب سے اُن بن[2] ہو گئی۔ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گیا۔ انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۸ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی۔ اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کی غرض سے مہلت طلب کی کیونکہ یہ لوگ اس کے زیر حمایت تھے اور اسی کے علم حکومت کے آگے گردن جھکائے ہوئے تھے چنانچہ اہل حلب نے تتش برادر سلطان ملک شاہ کو دمشق میں یہ پیام بھیجا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ تتش اس مژدہ جاں بخش کو سن کر حلب کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا۔

چونکہ امیر ارتق نے جب کہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا بوقت محاصرہ آمد زر نقد لے کر شرف الدولہ کو

---

[1] انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا۔ فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا حد درجہ کا ظالم اور کینہ پرور تھا۔ اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے سلیمان کو قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دریا عبور کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۷ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

[2] ان بن ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ فردوس والی انطاکیہ شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا۔ جب قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب دستور طلب کیا۔ قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں بحمد للہ مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہ دوں گا۔ اس پر شرف الدولہ نے انطاکیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ قطلمش بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا لڑائی چھڑ گئی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷۔

نکل جانے کی اجازت دے دی تھی اس وجہ سے امیر ارتق بخوف سلطان ملک شاہ تتش کے پاس چلا آیا تھا اور تتش نے اس کو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی۔ پس جس وقت تتش نے حلب کی جانب قدم بڑھایا اور قلعہ حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کر لیا لیکن تتش کی طلبی سے پہلے ابن حشیشی اور اکثر رؤسا حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کو بلا بھیجا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الآخر ۹ ۷۴ ھ میں حلب کی جانب کوچ کیا۔ موصل ہوتا ہوا حران آیا۔ والی حران نے مصالحت کے ساتھ شہر سپرد کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے حران محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر میں دے دیا بعد ازاں الرہا کا رخ کیا۔ یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا بعد محاصرہ اور جنگ کے اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر کی طرف بڑھا ایک شبانہ روز محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر بنی قشیر کو جو والی قلعہ تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا' منبج پہنچا اور اس پر بھی بزور تیغ اپنی کامیابی کا سکہ بٹھاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب جا اترا۔ تتش نے یہ خبر پا کر حلب کو خیر باد کہا اور دمشق کا راستہ لیا اور اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ کے پہنچتے ہی سالم بن مالک والی قلعہ حلب نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان ملک شاہ مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور سالم کی درخواست کے مطابق اسے قلعہ حلب قلعہ جابر کی حکومت عنایت کی اس زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں برابر رہا۔ تا آنکہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔

والی شیرز کی اطاعت: حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور والی شیرز نے بھی سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی' لاذقیہ کفرطاب اور فامیہ کو مصالحت کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیرز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا اور ہفتہ عشرہ آرام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ زمانہ قیام حلب میں اہل حلب نے ابن حشیشی کی سفارش کی تھی۔ سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں بحالت افلاس و فقر مر گیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد میں آمد: ماہ ذی الحجہ ۹ ۷۴ ھ سلطان ملک شاہ بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کیے اگلے دن خلافت مآب نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ خلعت دینے کو دربار عام منعقد کیا گیا۔ مسند خلافت پر خلافت مآب رونق افروز تھے۔ وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا کے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلافت مآب کے حضور میں پیش کرتا اور ان کے اسماء اور انساب اور مراتب بیان کرتا جاتا بعد ازاں خلافت مآب نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کا اختیار عنایت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور دربار سے واپس ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھنے کو گیا۔ کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت کی اور کچھ حدیثیں لکھیں ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا۔ بعد ازاں ماہ صفر ۴۸۰ ھ میں اصفہان کی جانب کوچ کیا پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۴ ھ میں وارد بغداد ہوا اور دار الحکومت میں قیام کیا۔ تاج الدولہ تتش قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب اور دوسرے حکمرانان ممالک محروسہ حاضر ہوئے۔ ۴۸۵ ھ میں ان دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی شان دار مجلس نہ دیکھی تھی۔ امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لیے مکانات

بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

بغداد میں فتنہ وفساد: دارالخلافت بغداد کیا بہ لحاظ آبادی اور کیا بہ نظر عمارات اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ جہاں تک ہماری محدود واقفیت شہادت دیتی ہے ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر نہ پہنچا ہوگا مگر بحکم ہر کمالے را زوالے دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضمحل ہو جانے سے بغداد فتنہ وفساد کا مخزن اور معدن بن گیا تھا۔ فتنہ پردازوں، چوروں اور بدمعاشوں کی وہ کثرت ہوگئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشمالی سے عاجز آ گئے تھے۔ بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ وجدال کرنے کو تیار ہو کر جاتا اور ناکام واپس آتا تھا اور گاہے گاہے باشندگان بغداد کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل جاتا تھا۔ کبھی اہل سنت وجماعت اور شیعہ بوجہ اختلاف مذہب وعقائد جھگڑ جاتے تھے۔ کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد برپا ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی باری تعالیٰ کی ذات وصفات میں صراحۃً تشبیہ دیتے تھے ان کے نزدیک امام احمد بن حنبل کی یہی رائے ہے حالانکہ امام صاحب اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے تھے۔ نوبت جدال وقتال تک پہنچ جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ یہ فتنہ تمام شہر پر چھا گیا اب اس کا انسداد غیر ممکن تھا۔ فسادات بکرات مرات ہوتے رہتے۔ خلفاء عباسیہ تو بے کار ہی ہو گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کے بجھانے پر قادر نہ ہو سکے اس وجہ سے کہ بنی بویہ فارس میں رہتے تھے اور ملوک سلجوقیہ اصفہان میں۔ چونکہ دارالخلافت بغداد کی ان دونوں مقامات سے معتدبہ دوری تھی۔ ان کی شوکت وہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہ پڑتا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد میں جو شحنہ عہدہ کوتوالی پر رہتا تھا وہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکتا تھا۔ وہی فتنہ وفساد اس کے روکنے سے رک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہ پہنچا تھا اور امراء بنی بویہ وملوک سلجوقیہ کو بھی بذاتہٖ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی جانب کوئی توجہ خاص اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیشہ ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان امور کے انجام دینے میں مشغول ومصروف رہے جو اس سے زیادہ مہتم بالشان تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع قمع نہ ہو سکا۔ آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا قائم رہتا آنکہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ آبادی ویرانی سے بدل گئی۔ خوشی اور چہل پہل کا نام ونشان باقی تک نہ رہا۔ صرف نقش ونگار صفحہ قرطاس پر باقی رہ گئے جس کو زمانہ نہ مٹا سکا۔

نظام الملک طوسی کی وزارت: نظام الملک ابو علی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا لڑکا تھا۔ طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پا کر سن شعور کو پہنچا، عربیت، فقہ کی تعلیم پائی احادیث کثیرہ کی سماعت کی۔ ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی، کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیاروں میں شمار کیا جانے لگا۔ اتفاق یہ کہ جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ جو کچھ سال بھر میں نظام الملک پیدا کرتا سب چھین لیتا تھا۔ ایک مدت تک نظام الملک صبر واستقلال کا پتھر اپنے سینے پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر تاب کے۔ ملازمت چھوڑ کر جعفری بک داؤد کے پاس بھاگ گیا۔ آقائے سابق نے طلبی کا خط بھیجا جعفری بک نے روک لیا۔ ابو علی بن شاذان کی پیشی میں کام کرنے لگا۔ جو جعفری بک داؤد والد سلطان الپ ارسلان وبرادر سلطان طغرل بک کی طرف سے صوبہ بلخ کا والی تھا۔ چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور الجھے ہوئے پولیٹکل معاملات کے سلجھانے کی عام شہرت ہوگئی تھی اور نیز ابو علی نے بوقت وفات سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس وجہ سے وفات کے بعد ابو علی سلطان

الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا اور کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا کامل اختیار دے دیا۔ چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت سے ممتاز و سرفراز رہا اور جس مراتب علیہ پر یہ پہنچا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کی اولاد عہدہ ہائے جلیلہ سے ممتاز تھی سلطان کو اس کا اس درجہ پاس و لحاظ تھا کہ اس کے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا والی تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر سے جس کو سلطان نے شحنۂ مرو مقرر کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی۔ عثمان جمال نے بوجہ نو عمری جوش میں آ کر اس امیر کو گرفتار کرا کے سزا دے دی۔ امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ سلطان کو سخت ملال ہوا مگر نظام الملک کے لحاظ سے عثمان جمال سے کچھ جواب طلب نہ کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے کو بھیج دیا۔ نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا۔ سلطان اور نظام الملک میں باہم ایک مدت تک اس معاملے سے متعلق خط و کتابت ہوتی رہی غمازوں نے غمازیاں بھی خوب کیں۔

نظام الملک طوسی کا قتل: چند دنوں بعد خود بخود یہ قصہ رفع دفع ہو گیا اس اثناء میں ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا۔ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے۔ نظام الملک بعد افطار صوم شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی طرف آ رہا تھا ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) مستغیث کی صورت بنائے ہوئے ملا۔ نظام الملک نے عرضی لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیٹ میں چھری بھونک دی۔ نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا۔ لڑکا بھاگا، لشکریوں نے دوڑ کر گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا۔ اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے گونہ اطمینان اور سکون ہوا۔ تیس برس وزارت کی۔ اس وزارت کے علاوہ جو اس نے ملک شاہ کے باپ الپ ارسلان کے زمانہ امارت خراسان میں کی تھی[1]۔

سلطان ملک شاہ کی وفات: نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور چند مدت سفر کر کے آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی مفارقت ابدی پر یہ قصد کر لیا تھا کہ قلمدانِ وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اس وجہ سے سلطان ملک شاہ کے خیالات ان کی طرف سے اچھے ہو گئے تھے۔ نماز عید پڑھ کر سلطان نے اپنے محل سرا کی جانب معاودت کی۔ موت کا وقت آ گیا۔ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو انتقال کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپایا جو مال و اسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا سب کا سب بجلسرائے خلافت میں پہنچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف کوچ کر دیا۔ روانگی کے وقت در پردہ امراء و ارکین سلطنت کو بے شمار زر نقد دی گئی اور یہ ہدایت کر گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین

---

[1] خواجہ نظام الملک طوسی، ۲۱ ذیقعدہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا۔ ستر برس کی عمر پائی۔ اصفہان میں دفن کیا گیا۔

اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و نگین بنانا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے اس ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آئندہ موصل کا حکمران ہوگا) کو طلب کر کے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔ قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کر قلعہ سپرد کر دیا۔ محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ "محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے"۔ خلافت مآب نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمائی مگر اس شرط سے کہ امیر اتر کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء سے ہے) امور سلطنت و حکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد تقرری عمال اور محکمہ خراج رہے ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ تا آنکہ امام ابو حامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے۔ امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تشفی ہوگئی اور خلافت مآب کی شرائط کو منظور کر لیا۔ آخری شوال سنہ مذکور میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا "ناصر الدولہ والدین" کے لقب سے ملقب ہوا۔ حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری و رہائی: بوقت وفات سلطان ملک شاہ ترکمان خاتون نے اس کے واقعہ موت کے چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت سلطنت لینے کی جو کارروائی کی اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کے گرفتار کرنے کو اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ مبادا امیر ے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ پڑے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پس جس وقت سلطان ملک شاہ کی خبر موت مشہور ہوئی۔ خادمان نظامیہ نظام الملک کے سلاح خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس پڑے اور آلات حرب لے کر شہر کو گھیر لیا۔ برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی اور جامع اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کی بابت ترکمان خاتون اور محمود سے بے حد خائف تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ نظامیہ خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

برکیاروق کی یورش: اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر بخوف خدام نظامیہ بیٹھ رہا۔ جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی ترکمان خاتون نے عذر قبول کر لیا۔ برکیاروق نے مع خادمان نظامیہ اصفہان سے رے کا راستہ لیا۔ امیر ارغس (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی امیر) مع اپنی رکاب کی فوج کے برکیاروق سے آملا۔ ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے۔ دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آئیں۔ ہنوز معرکہ جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ آئے بعد ازاں معرکہ کارزار شروع ہوا۔ ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے فرار ہو کر اصفہان کی جانب بھاگی۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔

وزیر تاج الملک کا قتل: وزیر تاج الملک جنگ ترکمان خاتون اور برکیاروق میں موجود اور ترکمان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکمان خاتون کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کی جانب بھاگا۔ اثناء راہ سے گرفتار ہو کر برکیاروق کے روبرو پیش کیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کیے ہوئے تھا چونکہ برکیاروق اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اسے عہدۂ وزارت سے سرفراز کرنے کا قصد کیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دو لاکھ دینار اس کی طرف سے انہیں دیئے۔ وہ لوگ راضی ہو گئے عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر لگ گئی۔ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ سمجھایا کہ اس نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان غلاموں نے ایک روز تاج الملک کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے۔

عز الملک ابو عبداللہ کا عہدۂ وزارت پر تقرر: اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبداللہ حسین بن نظام الملک زمانہ محاصرہ اصفہان میں اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا یہ اس سے پیشتر خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کا شرف حضوری حاصل کرنے کو اصفہان آیا تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کا باپ شہید ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا تا آنکہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آیا برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد: برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر ۴۸۶ھ میں بغداد آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دی جامع بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا "رکن الدولہ" کا خطاب عنایت ہوا۔ وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت لے کر برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا۔ برکیاروق بغداد میں مقیم ہی تھا کہ خلیفہ مقتدی نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات: یوم شنبہ ۵ محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ نے دفعتہً وفات پائی۔ ہوا یہ کہ سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا بعد ازاں دستر خوان چنا گیا کھانا کھایا۔ جونہی ہاتھ دھویا غشی طاری ہو گئی مر گیا۔ وزیر عمید الدولہ نے تجہیز و تکفین کی۔ ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ دفن کر دیا گیا۔ انیس برس آٹھ مہینے خلافت کی۔ اگرچہ خلیفہ مقتدی عالی ہمت صاحب سطوت اور عظیم الشان تھا مگر پھر بھی اپنے امراء دولت اور ارکین خلافت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا اس کے زمانہ میں بغداد کی آبادی کو بے حد ترقی ہوئی۔ عالی شان عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ بغداد کی ترقی بوجہ عروج دولت بنی طغرل بک وقوع میں آئی۔

باب: ۳۱

احمد بن مقتدی مستظہر باللہ

۴۸۷ھ تا ۵۱۲ھ

بیعت خلافت: خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے ان کے بیٹے ابوالعباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر مسند خلافت پر متمکن کیا۔ اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی' ابوالعباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا۔ بعد ازاں وزیر عمید الدولہ بیعت لینے کی غرض سے برکیا روق کے پاس گیا۔ برکیا روق نے بطیب خاطر خلیفہ مستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کی' خلیفہ مقتدی کی موت کے تیسرے روز مجلس عزا منعقد ہوئی۔ سلطان برکیا روق مع اپنے وزیر عزالملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاءالملک کے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ ارباب مناصب سے طراد عباسی' معمر علوی اور علماء کبار سے قاضی القضاۃ ابوعبداللہ دامغانی' غزالی اور شاشی وغیرہ بھی ماتم پرسی کو آئے۔ تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس گئے۔

تتش بن الپ ارسلان کی فتوحات: اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ دمشق میں حکمرانی شروع کر دی تھی اور قبل وفات سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس ہو گیا تھا' واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر پائی فوراً بیت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کی غرض سے دمشق کی طرف کوچ کیا اور لشکر آراستہ کر کے حلب پر فوج کشی کر دی۔ قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب نے سر اطاعت خم کر دیا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔ باغیسان والی انطاکیہ اور بوزان والی الرہا و حران نے بھی لکھ بھیجا کہ بنظر مصلحت وقت' تا درستی احوالی اولاد سلطان ملک شاہ تتش کی اطاعت قبول کر لو۔ باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کے نام کا خطبہ اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کیا اور اس کے ہمرکاب رحبہ کے محاصرہ کو بڑھے' ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رحبہ مفتوح ہوا' تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے ممبر پر پڑھا گیا۔ بعد ازاں تتش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور تیغ اس کو بھی مفتوح اور تاخت و تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کیا۔ اور موصل پر قبضہ کرنے کے قصد سے کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر نے ملاقات کی۔ یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا۔ تتش نے براہ عزت افزائی عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کیا۔

موصل پر قبضہ: قریب موصل پہنچ کر ابراہیم بن قریش والی موصل کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کرلو۔ میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دارالخلافت بغداد جانے کا مجھے راستہ دو۔ ابراہیم نے اس کو منظور نہ کیا اور انکاری جواب دیا۔ تتش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی دس ہزار فوج تتش کی رکاب میں تھی اقسنقر میمنہ پر تھا۔ بوزان میسرہ پر۔ ابراہیم والی موصل تیس ہزار کی جمعیت سے میدان جنگ میں آیا ہوا تھا۔ ایک زبردست لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوئی۔ ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروہ گرفتار ہوگیا۔ تتش نے سب کو کمال بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور تسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کی۔ یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

بوزان اور آقسنقر کی برکیاروق کی اطاعت: موصل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی درخواست بھیجی۔ گوہر آئین شحنہ بغداد نے سفارش کی۔ جواب دیا گیا ''لشکر اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے''۔ قاصد بے نیل و مرام تتش کے پاس واپس آیا تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے آذربائیجان کا قصد کیا۔ ان واقعات کی خبر برکیاروق تک پہنچی۔ اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی تھی اور ہمدان اور رے پر متصرف ہو چکا تھا۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کی روک تھام کو اٹھ کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ آقسنقر نے بوزان سے کہا ''ہم نے تتش کی اطاعت محض اس وجہ سے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے لڑکوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ الحمد للہ کہ جس امر کے ہم خواستگار تھے وہ پردۂ غیب سے ظاہر ہوگیا۔ یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا لڑکا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا۔ اب ہم کسی طرح تتش کے ہمراہ نہیں رہ سکتے۔ کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟'' بوزان نے جواب دیا ''میں آپ کی رائے سے متفق ہوں''۔ آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگا لیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور مع اپنے ہمراہیوں کے تتش سے علیحدہ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا۔ ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت ٹوٹ گئی۔ شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا۔ اب برکیاروق کی حکومت مستحکم ہوگئی گوہر آئین نے حاضر ہو کر تتش کی درخواست کی سفارش کرنے کی کوشش کی۔ برکیاروق نے اس کی ایک نہ سنی معزول کر کے امیر نکیر دکو اس کی جگہ دارالخلافت بغداد کا شحنہ مقرر کیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کے بعد مسند خلافت پر خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

آقسنقر اور بوزان کا انجام: تتش نے آذربائیجان سے شام کی جانب مراجعت کرنے کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کی طرف بڑھا۔ برکیاروق نے امیر کربوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا۔ قریب حلب[1] دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ آقسنقر گرفتار کر لیا گیا اور کمال بے کسی[2] سے

---

[1] تتش اور آقسنقر سے مقام نہر سبعین قریب تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب لوگوں کے فاصلے پر ہے۔ جنگ بڑی زبردست اور خونریز ہوئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

[2] امیر قسیم الدولہ آقسنقر والی حلب شکست وگرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

مار ڈالا گیا۔ امیر بوزان اور کربوقا بھاگ کر حلب میں جا چھپے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کیا۔ تتش نے پہنچ کر حلب کو محاصرہ میں لے لیا چند دنوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر تتش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کربوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اور اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا امیر بوزان کی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں۔ مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی تتش نے جھلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ کر حران کے پاس بھیج دیا۔ اہل حران خوف سے تھرا گئے۔ بجبر و اکراہ سر اطاعت جھکا دیا۔ باقی رہا امیر کربوقا اس کو حمص کے جیل میں ڈال دیا۔ تا آنکہ رضوان نے اپنے باپ تتش کے مارے جانے کے بعد امیر کربوقا کو قید سے رہا کیا۔

تتش کی مزید فتوحات: تتش اس مہم سے فارغ ہو کر جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ حاصل کر کے دیار بکر، خلاط، ارمینیہ، آذربائیجان اور ہمدان کے یکے بعد دیگرے کسی کو بجنگ اور کسی کو بصلح و امان فتح کرتا گیا۔ انہی دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے کو جا رہا تھا مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا مڈبھیڑ ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مار کر اس کے کل مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا یہاں ایک دوسری مصیبت سر پر آ پڑی تتش کو اس کی خبر لگ گئی وہ فخر الدولہ کے قتل پر تل گیا۔ امیر باغیسان نے سفارش کی بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی امیر کی سفارش سے عہدۂ وزارت بھی مل گیا۔

برکیاروق کی شکست اور اصفہان کو مراجعت: ان پیہم کامیابیوں سے تتش کے حوصلے بڑھ گئے خطبہ میں نام داخل کیے جانے کی پھر ہوس سمائی چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخر الدولہ کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابق ترکمان کو ترکمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ بغداد کا شحنہ مقرر کر کے بھیجا لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ برکیاروق ان واقعات سے مطلع ہو کر تتش کے سلسلہ فتوحات کو روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا۔ دجلہ کو بالائی موصل سے عبور کیا از بل ہوتا ہوا نہر خابہ بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر اپنے چچا تتش کے لشکر گاہ کے قریب جا اترا۔ دونوں لشکروں میں صرف نو کوس کا فاصلہ تھا۔ اس کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی اور اس کے چچا تتش کی رکاب میں پچاس ہزار جنگ آور تھے۔ تتش نے برکیاروق کی آمد سے مطلع ہو کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیاروق پر شب خون مارنے کو بھیجا۔ برکیاروق شکست کھا کر اصفہان پہنچا اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا محمود کے امراء نے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے قصد سے اصفہان میں داخل کر لیا اس کے بعد ہی محمود نے بھی آخری شوال ۴۸۷ھ میں وفات پائی پھر برکیاروق اصفہان پر قابض و متصرف ہو گیا۔ مؤید الملک بن نظام الملک اس واقعہ سے مطلع ہو کر حاضر ہوا۔ برکیاروق نے ماہ ذی الحجہ ۴۸۷ھ میں مؤید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ مؤید الملک نے اپنی حکمت عملیوں اور عاملانہ تدابیر سے امراء مملکت کو برکیاروق کی طرف مائل کر لیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

تتش کا خاتمہ: برکیاروق کی شکست کے بعد تتش اور امراء مملکت میں شکر رنجی بلکہ خاصی مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ تتش ان لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہتا تھا اور وہ لوگ بانتظار صحت برکیاروق جو بعارضہ چیچک علیل ہو گیا تھا۔ بہ لطائف الحیل

امروز فردا کا وعدہ کر رہے تھے اس اثناء میں برکیاروق کو صحت حاصل ہوگئی اراکین دولت ان سے مل گئے اور تتش کو صاف جواب دے دیا۔ تتش نے جھلا کر ان لوگوں کی سرکوبی کے قصد سے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ امراء مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے برکیاروق کے پاس اصفہان میں آ موجود ہوئے۔ ہر طرف سے فوجیں چلی آ رہی تھیں بات کی بات میں تمیں ہزار فوج جمع ہوگئی۔ رے کے قریب چچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور تتش) کا مقابلہ ہوا۔ تتش ہزیمت کھا کر بھاگا۔ آقسنقر کے کسی مصاحب نے دارو گیر میں ان کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔ اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی۔ برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہو گیا اور دار الخلافت بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا[1]۔

محمد بن ملک شاہ کا عروج: برکیاروق نے خراسان میں اپنے بردار علاتی سنجر کو مامور کیا تھا پس مستقل طور سے ان کی حکومت خراسان میں مستحکم ہوگئی جیسا کہ اس کے حالات میں ہم ملوک سلجوقیہ کے حالات میں علیحدہ تحریر کریں گے بیان کرنے والے ہیں۔ اس مقام پر ہم ان کے حالات اس قدر احاطۂ تحریر میں لائیں گے جن کو خلافت مآب اور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس وجہ سے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت وحکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے جنہوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبا لیا تھا۔ سنجر بن مالک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور ماں ترکمان خاتون کے ہمراہ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا۔ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا آیا اور اس کے ساتھ ساتھ ۴۸۶ھ میں بغداد آیا برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر عنایت کی اور انتظام کرنے کی غرض سے قطلغ تکین کو محمد کے ہمراہ مامور کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے موقع پا کر قطلغ تکین کو مار ڈالا اس کے بعد موید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پیشتر امیر اترد کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر اترد کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے۔ سمجھا بجھا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت موید الملک کے حوالہ کیا۔ اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں مجد الملک بلارسانی کو کسی وجہ سے مار ڈالا۔ اس سے اکثر امرائے لشکر کو ناراضگی پیدا ہوئی اور برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق سے کچھ نہ بن پڑی رے کا راستہ لیا۔ رے میں پہنچتے ہی اس کا لشکر پھر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا رے پر قبضہ: عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا انہیں دنوں یہ خبر مسموع ہوئی کہ محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے آ رہا ہے۔ برکیاروق نے رے سے اصفہان کی جانب مراجعت کی اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد ہی محمد شروع ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پہنچ گیا اور موید الملک نے زبیدہ خاتون مادر برکیاروق کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہو گیا۔

[1] ہم نے امیر آقسنقر، سلطان ملک شاہ، برکیاروق اور تتش وغیرہ کے حالات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ حیات سلطان نور الدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے۔ جس کو زیادہ واقفیت حاصل کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکور کا مطالعہ کرے۔ مترجم۔

چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شحنہ بغداد کو برکیا روق سے کشیدگی ہوگئی تھی۔ سلطان محمد کی فتح یابی کا حال سن کر مع امیر کربوقا والی موصل چکرمش والی جزیرہ اور سرخاب بن بدر والی کنکورہ کے فتحیابی کی مبارکباد دینے کو آیا۔ مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ عزت واحترام سے پیش آیا حسب مدارج خلعتیں دیں۔ امیر کربوقا اور چکرمش سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہوئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کرایا۔ دربار خلافت سے سلطان محمد کو "غیاث الدنیا والدین" کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کی بغداد کو روانگی: گذشتہ سنہ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر ینال بن انوش تکین حسامی تھا اس کے ہمراہ امراء لشکر کا بھی ایک گروہ تھا ان سب نے خوزستان میں پہنچ کر عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا واسط میں صدقہ بن مزید والی حلہ نے حاضر ہو کر ملازمت کا اعزاز حاصل کیا۔ دو چار روز آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا ۱۵ صفر ۴۹۳ھ کو وارد بغداد ہوا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین ذرے مرج بھاگ گیا۔ اس کے ساتھ امیر ایلغازی بن ارتق بھی تھا۔ سلطان محمد اور اس کے وزیر مؤید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بغداد آنے کی ترغیب دی۔ سلطان محمد نے امیر کربوقا والی موصل اور چکرمش والی جزیرہ کو بغداد روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت اپنے ملک کا راستہ لیا۔

گوہر آئین کی اطاعت: گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کر باتفاق رائے امراء لشکر امیر کربوقا والی موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کی طرف گیا ان لوگوں نے پیادہ پا استقبال کیا زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابوالمعالی عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر خلیفہ کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب طلب کیا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور چارج میں تھا عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچائی۔ خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا اور برکیاروق استحکام واستقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

معرکہ نہر ابیض: چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے بغداد سے شہر زور کی جانب ارادہ کیا۔ ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اس کی رکاب میں تھا۔ والی ہمدان نے تحریک کی کہ آپ اس طرف تشریف لائیے اور جس قدر محمد کے امراء کی جاگیریں ہیں ان کو ضبط کر لیجئے۔ برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑا۔ نہر ابیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے میدان کارزار گرم ہوا۔ محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی۔ امیر سرخوشحنہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا۔ میسرہ میں مؤید الملک اور فوج نظامیہ تھی۔ برکیاروق کے ساتھ قلب میں اس کا وزیر ابوالمعالی تھا میمنہ میں گوہر آئین صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر میسرہ میں کربوقا وغیرہ برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا محمد کا میسرہ تاب مقاومت نہ لا سکا ہزیمت اٹھا کر بھاگا

گوہرآئین کی رکاب کی فوج نے ان کے کیمپ کو لوٹ لیا اور اس کے بعد محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر یلغار کیا امیر کربوقا نے میمنہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے میمنہ کے پرزور حملہ کو روک نہ سکا مجبوراً پیچھے ہٹا محمد نے میمنہ کی کمزوری محسوس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیج دی امیر کربوقا کو شکست فاش ہوئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔ برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے میں گوہرآئین اپنے منہزم لشکر کو فراہم کر کے میدان جنگ میں پھر واپس آیا اتفاق وقت سے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی گوہرآئین سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اُتار لیا سارا لشکر منتشر ہو گیا۔ وزیر ابوالمعالی گرفتار کر لیا گیا۔ مؤید الملک نے عزت و احترام کا برتاؤ کیا۔ اپنے خیمہ میں اُتارا اور خاتمہ جنگ کے بعد اس کو دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے بغداد میں پہنچ کر ۱۵ رجب ۴۹۳ھ کو بہ اجازت خلیفہ مستظہر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہرآئین کے ابتدائی حالات: گوہرآئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا خرید و فروخت یا اور جو مختلف ضرورتیں اس عورت کی ہوتی تھیں وہ سب گوہرآئین انجام دیا کرتا تھا۔ اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہرآئین کی ذات سے بہت آرام تھا وہاں گوہرآئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے بسر کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ گوہرآئین ملک ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اس قدر رسوخ پیدا کیا کہ ملک ابوکالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابونصر کے ہمراہ بغداد روانہ کیا۔ ایک مدت تک ابونصر کے ساتھ بغداد میں رہا یہاں تک کہ سلطان طغرل بک نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ طرک میں قید کر دیا اس کے ساتھ گوہرآئین بھی قلعہ مذکور میں قید کیا گیا پس جب ابونصر نے وفات پائی اور گوہرآئین کو رہائی ملی تو گوہرآئین سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور بغداد کا شحنہ مقرر کیا جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اس وقت گوہرآئین موجود تھا اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا بعد انتقال سلطان الپ ارسلان اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اسے اسی عہدہ پر قائم رکھا چنانچہ گوہرآئین بغداد روانہ ہوا۔ دربار خلافت میں اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی خلعت ملی۔ خطاب الامراء مملکت اور روساء دربار خلافت نے اس کی بے حد اطاعت کی اور جو عزت و احترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ جنگ مذکور میں مارا گیا۔

معرکہ نوشجان: برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے میں جا کر دم لیا۔ ہوش و حواس بجا ہونے تو اپنے ہوا خواہوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کیے چند دنوں بعد وہ لوگ ان سے آ ملے اور سب کے سب اسفرائین کی جانب روانہ ہوئے امیر داؤد حبشی بن تونطاق والئ خراسان و طبرستان کو دامغان سے بلا بھیجا۔ امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر روساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر بعد چندے ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا امیر داؤد حبشی نے معذرت کی کہ چونکہ سلطان سنجر نے لشکر بلخ کو لے کر مجھ پر چڑھائی کی ہے اس وجہ سے حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں امداد کی جائے برکیاروق کو اس خط کے پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا جوش میں آ کر اسی

وقت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امیر داؤد حبشی کی کمک کو روانہ ہو گیا امیر داؤد حبشی کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا۔ سنجر کے میمنہ پر امیر برغش میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ رستم شکست کھا کر بھاگا اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔

برکیاروق کی پسپائی: برکیاروق کی فوج اس کے لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی۔ بظاہر اس کو فتحیابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کا قلب لشکر بھاگ گیا تھا کہ اس اثناء میں برغش اور کوکر نے اپنی اپنی رکاب کی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا برکیاروق کی فوج غارت گری میں مصروف تھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ برکیاروق بھی جان بچانے کی غرض سے بھاگا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا۔ بعد خاتمہ جنگ برغش کے روبرو پیش کیا گیا برغش نے اس کو قتل کر ڈالا۔ باقی رہا برکیاروق وہ میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا' دامغان میں بھی حفاظت کا کافی انتظام نہ پایا تو براہ خشکی اصفہان روانہ ہوا کیونکہ اہل اصفہان نے اس کو طلبی کے خطوط بھیجے تھے مگر اتفاق وقت سے محمد اس کے پہنچنے سے پیشتر اصفہان میں داخل ہو چکا تھا۔ مجبوراً سیرم کو لوٹ آیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد میں ہوئی تھی گرفتار کر لیا گیا تھا اور مؤید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اس کو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کیا تھا چنانچہ ابوالمحاسن نے بغداد میں پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور نیز مؤید الملک کی ہدایت کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کیا اس واقعہ کی عمید الدولہ تک خبر پہنچ گئی۔ عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحاسن کے قتل پر مامور کر دیا۔ قریب یعقوبا ابوالمحاسن اس شخص سے دو چار ہو گیا جونہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحاسن پیچھے ہٹ گیا حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالمحاسن ایک گاؤں میں جا چھپا۔ حملہ آور کو اپنی عجلت پر پشیمانی ہوئی۔ بظاہر ابوالمحاسن سے اپنی جسارت کی معافی چاہی اور ملنے کی استدعا کی لیکن دماغ میں وہی خیال سمایا ہوا تھا کہ کب موقع ملے اور کب ابوالمحاسن کا کام تمام کروں ابوالمحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے طلب کر لیا جو اس کے ہمراہ بغداد آیا تھا اور اس سے پیشتر بغداد پہنچ گیا تھا۔ امیر ایلغازی کے آ جانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے ناامیدی ہو گئی۔ سارا قصہ از ابتدا تا انتہا ابوالمحاسن کو کہہ سنایا۔ صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آئے۔ ابوالمحاسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر عمید الملک کا پیام دوبارہ معزولی عمید الدولہ خلافت مآب تک پہنچایا خلافت مآب نے حکم دے دیا۔ چنانچہ ابوالمحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ پچیس ہزار دینار جرمانہ بھی کیا۔ اس وقت سے یہ برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہا تا آنکہ اسی حالت میں قید حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک عدم ہو گیا۔

محمد بن ملک شاہ کی شکست و فرار: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جنگ اول میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل نہ ہونے دیا تب یہ عسکر مکرم ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی والبکی پسران برسق بھی آ گئے چند روز قیام کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ ہمدان میں پہنچتے ہی امیر ایاز بھی آ ملا جو محمد کا قدیمی بہی خواہ اور اس کے سر برآوردہ امراء سے تھا اور کسی وجہ سے کشیدہ خاطر ہو گیا تھا اس کے رکاب میں پانچ ہزار

سوار تھے۔ ایاز نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ اُبھارا برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی تھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس اثناء میں سرخاب والی کیخسرو والی آوہ بھی امن حاصل کر کے برکیاروق سے آملا ان کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی یکم جمادی الآخر ۴۹۴ھ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ہنگامہ کارزار کا گرم ہوتا تھا کہ محمد کے امراء لشکر یکے بعد دیگرے امن قبول کر کے برکیاروق کے پاس چلے آئے بالآخر مجبور ہو کر محمد شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے وزیر مؤید الملک بارسلانی کو ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا۔ برکیاروق نے اس کو زجر و توبیخ کر کے اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ خاتمہ جنگ اور قتل مؤید الملک کے بعد وزیر ابوالمحاسن نے ایک شخص کو مؤید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ اس شخص نے بغداد میں پہنچ کر بغداد اور دیگر مقامات ممالک عجم سے جو کچھ مال و اسباب اور زر نقد مؤید الملک اور اس کے اعزہ و اقارب کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ اس اسباب کے جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (پندرہ تولہ ۴ ماشہ) وزن میں تھا۔

برکیاروق کی رے کو مراجعت: برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر رے کی جانب روانہ ہوا رے میں امیر کربوقا والی موصل اور نور الدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آملا رفتہ رفتہ ہر چہار طرف سے فوجیں آ کر جمع ہو گئیں۔ ایک لاکھ سواروں سے جمعیت بڑھ گئی۔ رہائش کی دقت ہونے لگی شہر قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی۔ برکیاروق نے فوجوں کو ادھر اُدھر پھیلا دیا۔ نور الدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ امیر کربوقا مودود بن اسماعیل بن یاقوتی سے جنگ کرنے کو آذربائیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال میں ماہ صیام گزارنے کو ہمدان کا راستہ لیا۔ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا۔

محمد بن ملک شاہ کا ہمدان اور حلوان پر قبضہ: محمد شکست اٹھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا۔ چندے جرجان میں مقیم رہا۔ سنجر سے مالی اور فوجی مدد طلب کی سنجر نے محمد کو ابتداً مالی مدد دی بعد ازاں خود ایک لشکر لئے ہوئے محمد کی کمک کو جرجان آ پہنچا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا اثناء راہ میں جو شہر قصبے اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تاخت و تاراج کرتا جاتا تھا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا فوج نظامیہ بھی آملی جمعیت بڑھ گئی ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو ادھر اُدھر منتشر کر دیا ہے اس کی رکاب میں اب تھوڑی سی فوج ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہ ہو گی محمد اور سنجر یہ سن کر نہایت تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر پہنچی۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ آخر ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور خوزستان کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تستر پہنچا۔ امراء بنی برسق کو بلا بھیجا چونکہ ان امراء نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس وجہ سے وہ لوگ نہ آئے جواب بھی نہ دیا۔ برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کا مستدعی ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ ایاز کی مرضی کے خلاف ہوا۔ محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا اس وجہ سے ایاز بھی ہمدان کو خیرباد کہہ کر برکیاروق کا سراغ لگاتا ہوا چل کھڑا ہوا تھا اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان میں وارد ہوئے۔ اور دو ایک

روز قیام کر کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہوئے محمد نے ایاز کے بعد ہمذان اور حلوان پر قبضہ کر کے مال واسباب اور زر نقد جو کچھ پایا ضبط کر لیا ایاز کے مال واسباب میں بعض ایسی چیزیں ملیں جو نوادرات زمانہ سے تھیں۔ ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمذان میں اس وقت موجود تھے جرمانے کیے۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد: برکیاروق ۱۵ ذیقعدہ ۴۹۴ھ کو بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلایا کاتب کو مع فوج کے برکیاروق کے استقبال کو بھیجا برکیاروق مسلسل سفر سے بیمار ہو گیا دربار خلافت میں حاضر نہ ہو سکا اتنے میں عید الاضحیٰ کا دن آ گیا۔ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے کو عیدگاہ نہ جا سکا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کے مکان پر ممبر بھیج دیا۔ شریف ابوالکرم نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا برکیاروق کا ہاتھ تنگ ہو رہا تھا۔ پریشان تھا۔ خلافت مآب سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے ردوکد کے بعد پچاس ہزار دینار عنایت کیے مگر اس مقدار قلیل سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا۔ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھایا طرح طرح کے جائز اور ناجائز تدبیریں زر و پیہ وصول کرنے کی نکالیں۔ اس سے اہل بغداد کو برکیاروق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اسی اثناء میں ابو محمد عبداللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا۔ برکیاروق نے اس کے بھی مال و زر کو جبراً لے لیا۔

ابو محمد عبداللہ: ابو محمد معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اس کی زمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ والی طرابلس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال و قائم رکھا تا آنکہ اس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ابو محمد عبداللہ مذکور اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چونکہ اس میں مادہ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور بہادروں کا سرگروہ ہو کر انہی لوگوں میں رہنے لگا ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کرنے کی تدبیریں کیں۔ ابو محمد نے متاثر ہو کر علم بغاوت بلند کیا اور برسر ممبر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابوالحسن مصری خلافت کا مطیع تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

محاصرہ جبلہ اور ابو محمد کی دستبرداری: اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔[1]

---

[1] ابوالحسن نے بغاوت کے بعد ابو محمد دقاق بن تتش کو زر نقد دے کر محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا۔ چنانچہ دقاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کیا۔ ابو محمد نے یہ خبر اڑا دی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ تھوڑے دنوں بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے۔ اس مرتبہ ابو محمد نے یہ مشہور کر دیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرہ سے چھڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے کو آ رہی ہیں۔ عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر چلی گئیں۔ جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہو گئی تو پھر بدستور محاصرہ کر لیا۔ بعض کہتے ہیں ابو محمد نے ان عیسائیوں کی طرف جو اس وقت جبلہ میں کوٹ پر تھے یہ مضمون لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کی طرف آؤ ہم تم کو شہر پر قبضہ دے دیں گے۔ عیسائی افسر ابن دیلم کو سن کر نہایت خوش ہوا فوراً تین سو سواروں کو اس برج کی طرف روانہ کیا۔ راستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا اور ابو محمد ان کو مارتا جاتا تھا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سروں کو عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیا۔ عیسائی فوجیں اس ماجرے کو دیکھ کر سہم گئیں اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گئیں چند دنوں کے بعد پھر محاصرہ کا شوق چرایا۔ اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کند اصطبل گرفتار کر لیا گیا۔ عیسائیوں نے کثیر التعداد زر نقد دے کر اسے رہا کرایا مگر پھر بھی محاصرہ کی ہوس دماغ سے نہ گئی۔ ابو محمد نے یہ خیال کر کے کہ عیسائی فوجیں چین سے نہ بیٹھنے دیں گی۔ طغتکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں۔ میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں۔ چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابو محمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دہم صفحہ ۱۲۹۔

بالآخر ابومحمد نے محاصرہ کی طوالت سے تنگ آ کر طغتکین اتابک والی دمشق کو کہلا بھیجا کہ میں عیسائیوں کے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے عاجز آ گیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا۔ عیسائی فوجیں یہ خبر پا کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں۔ ابومحمد نے تاج الملوک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔ ابوالحسن کو اس کی خبر لگی۔ طغتکین کو لکھ بھیجا ''تم ابومحمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار علاوہ اور اسباب و مال کے دینے کو تیار ہوں''۔ طغتکین نے انکاری جواب دیا اور ابومحمد کو بحفاظت تمام بغداد بھیج دیا۔ ابومحمد نے بغداد میں پہنچ کر وزیر ابوالمعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی۔ سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار طلب کئے ابومحمد نے عرض کی ''میرا مال انبار میں ہے''۔ برکیاروق نے وزیر السلطنت ابوالمعالی کو انبار بھیج کر ابومحمد کا کل مال واسباب اور زرِ نقد منگوا لیا اور اس میں سے ایک حبہ تک ابومحمد کو نہ دیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

صدقہ بن منصور کی بغاوت: علاوہ اس کے برکیاروق نے اور بہت سے ناجائز افعال اور حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا جس کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بعد ازاں برکیاروق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والی حلہ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیج دو۔ صدقہ اس رقم کے ادا کرنے سے قاصر ہوا۔ برکیاروق نے دھمکی دی۔ اس پر صدقہ کو بھی جوش آ گیا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق نے اس خبر سے آگاہ ہو کر امیر ایاز کے ذریعہ سے صدقہ کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف صاف جواب دیا کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں' میں تمہارے پاس ہرگز نہ آؤں گا صدقہ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کوفہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیاروق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

محمد بن ملک شاہ کا بغداد پر قبضہ: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے اواخر ذی الحجہ ۴۹۴ھ میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا اور برکیاروق حلوان ہوتا ہوا بغداد چلا آیا تھا اور اس پر قابض و متغلب ہو گیا تھا مگر چند دنوں کے بعد اہل بغداد کو اس کے ناجائز حرکات سے کشیدگی اور بیزاری پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ محمد تک اس کی خبر پہنچی دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت مقام حلوان میں پہنچا۔ ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے مع اپنی فوج اور خدم و حشم کے ملاقات کی۔ سلطان محمد کی جمعیت ایلغازی کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق بشدت مرض سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور سے اس کی زندگی کی امید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی غربی جانب چلے آئے تھے اس اثناء میں محمد بغداد آ پہنچا دجلہ کے دونوں کناروں پر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑی تھیں جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں۔ برکیاروق مع اپنے مصاحبوں اور لشکر کے بغداد کو حسرت آلودہ نگاہوں سے دیکھتا ہوا واسط چلا گیا اور محمد فرحان و شادان بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا۔ جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت تحریر تھی اور محمد کے آنے پر اظہار مسرت کیا تھا۔ مجلس شوریٰ اور جامع بغداد کے منبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی آتش بازی چھڑائی۔ صدقہ بن منصور والی حلب ملنے کو آیا۔ اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا۔ سنجر نے گوہر آئین کے

مکان میں سکونت اختیار کی۔ موید الملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابو منصور محمد بن حسین کو حوالہ کیا گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

محمد اور برکیاروق کی مصالحت: ۱۵ محرم ۴۹۵ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کے بھائی سنجر نے بغداد سے اپنی اپنی دارالحکومتوں کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ یہ سنجر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا۔ جوں ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ برکیاروق نے خلافت مآب کو الفاظ نا ملائم و قبیح سے یاد کیا ہے اور نیز اس کے عرف حاجب سے معترض ہوا ہے۔ خلافت مآب نے محمد کو جنگ برکیاروق کی غرض سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد نے پھر بغداد کی جانب معاودت کی۔ خلافت مآب کو برکیاروق کی طرف سے اس قدر رنج و غصہ تھا کہ بنفس نفیس میدان جنگ میں چلنے کو تیار ہوا۔ سلطان محمد نے گزارش کی کہ امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ جاں نثار برکیاروق کی سرکوبی کو کافی ہے۔ خلافت مآب نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور محمد نے ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو شحنہ بغداد مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کو واسط کی طرف کوچ کیا۔ برکیاروق جیسا کہ اوپر بیان کر آئے ہیں محمد کے آتے ہی بغداد سے واسط چلا آیا تھا جب کسی قدر اس کو مرض میں افاقہ محسوس ہوا تو مشرقی واسط میں آ کر قیام پذیر ہوا کیونکہ اہل واسط ان کے جور و ظلم سے تنگ آ کر بھاگے جا رہے تھے چند روز کے بعد شرقی واسط سے بلاد بنی برسق کی طرف کوچ کیا۔ ان لوگوں نے برکیاروق کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا اور اس کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے۔ محمد کو روزانہ برکیاروق کی نقل و حرکت کی اطلاع ملتی جاتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا۔ تا آنکہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دو روز تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی۔ مگر جنگ کی نوبت نہ آئی۔ سردی اور برف کی شدت نے فریقین کو جدال و قتال سے روک دیا۔ بعد ازاں امیر ایاز اور وزیر ابوالمحاسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کی طرف سے ایک مقام پر جمع ہوئے باہمی نزاع اور خانہ جنگی سے جس قدر نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس پر اظہار خیالات ہوتے رہے۔

صلح نامے کی شرائط: بالآخر مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت و سلطنت دی جائے۔ حیرہ، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل کی عنان حکومت محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہوگا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کے مخالفین کو اس کے ساتھ ہو کر پامال اور زیر کرے۔ غرض ان شرائط پر فریقین نے مصالحت کی۔ صلحنامہ کو وکلاء فریقین نے دستخطوں سے مرتب و مکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا۔ برکیاروق ساوہ کی جانب روانہ ہوا اور محمد نے قزوین کی طرف کوچ کیا۔

برکیاروق کے حامی امراء کا قتل: مصالحت کے بعد محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے در پردہ برکیاروق سے سازش کر لی تھی اور اس وجہ سے وہ میری مخالفت کرتے تھے۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کر دیا۔ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانے اُن امرا کو جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے اپنے مکان پر بلایا۔ محمد کو موقع مل گیا۔ بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ وہ اندھے ہو گئے اس

وجہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ پھر کھل گیا۔ اسی زمانہ میں امیر ینال بن انوش تکین نے برکیاروق سے جب کہ وہ فرقہ باطنیہ سے مصروف جدال وقتال تھا' علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ رے کو روانہ ہوا۔

برکیاروق کا محمد پر انتقامی حملہ: رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہنچی آگ بگولا ہو گیا فوراً لشکر آراستہ کر کے آٹھ شب میں مسافت طے کر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ نویں روز فریقین نے صف آرائی کی دونوں فریق کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کی جمعیت تھی۔ برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن کیخسرو دیلمی والی آوہ نے امیر ینال بن انوشتکین پر حملہ کیا' جو محمد کے میمنہ کا کمان افسر تھا۔ امیر ینال مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا امیر ینال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہوا اور دو چار دستے قزدین پہنچ گئے ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا۔ خیمے' اسباب' آلات جنگ اور غلہ ورسد وغیرہ لوٹ لیا گیا۔ امیر ایاز اور الکی بن برسق قم تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پہنچا' بے نیل مرام واپس آیا۔

برکیاروق کا اصفہان کا محاصرہ: اصفہان میں محمد کا ایک نائب رہتا تھا امیر ینال وغیرہ بھی شکست اٹھا کر یہیں چلے آئے تھے۔ محمد نے پہنچتے ہی شہر پناہ کی درستی کا حکم دیا (جس کو علاء الدین بویہ کا کویہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرل بک سے جنگ کرنے کو بنوایا تھا) خندقوں کو اس قدر عمیق کرایا کہ پانی پھوٹ نکلا۔ موقع موقع سے فصیلوں پر منجنیقیں نصب کرائیں غرض مضبوطی اور استحکام کا انتظام پورا پورا کیا اور ہر طرح سے اپنے کو برکیاروق کا مدمقابل بنا لیا برکیاروق کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی لشکر آراستہ کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں اصفہان پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس کی رکاب میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے ایک مدت تک حصار کئے رہا۔ آخر کار محصوروں کو رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی تا آنکہ لشکری بھوکوں مرنے لگے۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا۔ بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امرائے لشکر کے سپرد کیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو لئے ہوئے بروز عید الاضحیٰ سنہ مذکور شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہ امیر ینال بھی تھا۔ گھوڑے' دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا چند کوس چل کر قیام کر دیا۔

برکیاروق کی مراجعت: جاسوسوں نے برکیاروق کو اس اقدام سے مطلع کیا برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوج ہمراہ کیا امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جلد ہی محمد کو اپنے حلقہ میں کر لیا۔ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا ''اے ایاز میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی۔ تیری گردن میں میرے عہد وپیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ میری ایذا رسانی سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہو گا''۔ ایاز نے ان دردناک تقریروں کو سن کر محاصرہ اٹھا لیا۔ گھوڑے علم اور کچھ مال واسباب لے کر برکیاروق کے پاس واپس آیا۔ برکیاروق نے محاصرے میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کیا۔ خندقوں کو مٹی اور ریگ سے پاٹ دیا۔ سیڑھیاں لگا کر فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا۔ اہل شہر بھی باہم تعہد وپیمان کر کے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے جی توڑ کر لڑے اور محاصرہ کرنے والوں کو مار بھگایا۔ برکیاروق کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اہل شہر کی مردانگی سے اس درجہ متاثر وخائف ہوا کہ ۸ ذی الحجہ سنہ مذکور کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب مراجعت کی اور اپنے بیٹے ملک

شاہ کو مع ترشک صوابی کے ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے شہر قدیم موسوم بہ شہرستان کے محاصرہ پر چھوڑ دیا۔

وزیر ابوالمحاسن کا قتل: زمانہ محاصرہ اصفہان میں برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن عبدالجلیل بن محمد دہستانی مارا گیا۔ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر سلطان برکیاروق کی خدمت میں جا رہا تھا۔ ایک شخص نے لپک کر برچھے کا وار کیا چکرا کر گرا۔ خدام خیمہ میں اٹھا لائے دم توڑ دیا۔ وزیر ابوالمحاسن کریم النفس وسیع الصدور اور خلیق تھا لیکن اس کے زمانہ وزارت میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن فتنہ وفساد کی وجہ سے خراج میں کمی ہو گئی تھی۔ تاجروں سے قرض لے کر کام چلایا جاتا تھا اور پھر وہ بوجہ جدال وقتال ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ تجارت پیشہ اصحاب شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جو باقی رہ گئے تھے وہ داد وستد کے معاملہ پر مجبور کیے جاتے اور جبراً ان سے قرض لیا جاتا۔ آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے باقی مطالبات ڈوب گئے اس کا بھائی عمید مہذب ابومحمد بوقت مصالحت برکیاروق ومحمد اس کا نائب ہو کر بغداد گیا ہوا تھا اسے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے جو محمد کی طرف سے مامور تھا گرفتار کر لیا۔

ایلغازی بن ارتق کا بغداد سے فرار: ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے زمانہ جنگ اول میں شحنگی بغداد پر مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہ داری پر بھی اسی کا مامور تھا۔ ایک روز دجلہ عبور کر کے بغداد آ رہا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ایک سوار نے ایک ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا۔ عوام الناس بگڑ گئے۔ قاتل کو گرفتار کر کے دارالخلافت کے باب نوبہ پر لائے۔ اتفاقاً ایلغازی کا لڑکا مع ایک گروہ کے مل گیا۔ اس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا۔ ان لوگوں نے اس پر تیر باری کی۔ وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہنچا۔ ایلغازی کو غصہ آ گیا سوار ہو کر ملاحوں کے محلہ کی طرف گیا اور کھڑے ان کو لٹوا لیا۔ اوباشوں اور بدمعاشوں نے ایلغازی کے ہمراہیوں پر دست درازی شروع کی۔ ایلغازی کے ہمراہی ان کی سرکوبی کی جانب متوجہ ہوئے۔ وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگے۔ ہمراہیان ایلغازی نے تعاقب کیا جوں ہی یہ لوگ نصف دریا میں پہنچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا۔ خود تو تیر کر نکل آئے اور وہ سب ڈوب گئے۔ ایلغازی نے ترکمانوں کو بغداد کے غربی جانب کو لوٹنے کے لیے جمع کیا۔ خلیفہ مستظہر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قاضی القضاۃ اور الکیا الہراسی مدرس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس منع کرنے کو بھیجا۔ چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادہ سے رک رہا۔

پس جب سلطان محمد کو بمقابلہ برکیاروق شکست ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر نکل بھاگا اور برکیاروق نے رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کمشتکین قیصرانی کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دارالخلافت کی طرف روانہ کیا۔ ایلغازی نے یہ سن کر اپنے بھائی سقمان کو طلب کیا سے کمشتکین کی مدافعت کو بلا بھیجا چنانچہ سقمان تکریت ہوتا اور اس کو تاخت وتاراج کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا۔ اسی اثناء میں کمشتکین بھی ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے قریب آ اترا۔ ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کر رد ایک گاؤں کو لوٹا۔ کمشتکین کا ایک حصہ لشکر تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعد حداد کا غلام تھا۔ وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گزشتہ سال میں قتل کرا ڈالا تھا اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار ڈالا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۹)

آیا۔ ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے۔ کمشتکین اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوا۔ جامع بغداد سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ والی حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سیف الدولہ صدقہ نے انکاری جواب دیا اور سامان سفر درست کر کے جسد صرصر کی جانب کوچ کر دیا۔ بغداد میں خطبوں سے سلاطین کے نام نکال ڈالے گئے۔ صرف خلافت مآب کی دعا پر اکتفا کیا گیا۔

سیف الدولہ اور ایلغازی کا اتحاد: سیف الدولہ نے صرصر میں پہنچ کر ایلغازی اور سقمان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو آتا ہوں ایلغازی اور سقمان یہ سن کر لوٹ پڑے اور سب کے سب مل جل کر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے دیہاتوں کو لوٹنے لگے قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی۔ عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ہمراہ تھے طوفان اٹھا دیا۔ خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ دجیل کے دیہاتوں کو تاخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ عوام الناس توان سے برہم ہی تھا۔ جنگم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید جدال و قتال پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا خلافت مآب نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤساء ابن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس اس ہنگامہ کے روکنے کو روانہ کیا۔ سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرطیں پیش کیں کہ (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شحنہ ہے نکال دیا جائے (۲) جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا پھر خطبہ پڑھا جائے۔ خلافت مآب نے دونوں شرطوں کو منظور فرمایا۔

کمشتکین کی امان کی درخواست: چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکل کر واسط کا راستہ لیا اور سیف الدولہ نے حلہ کی جانب معاودت کی۔ ادھر جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ادھر کمشتکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر لگی فوراً اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسط پر جا اترے کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا۔ سیف الدولہ نے تعاقب کیا بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سیف الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا۔ اس کے بعد تمام امیروں نے اپنے بیٹوں کو اپنا نائب بنایا' ایلغازی نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور سیف الدولہ نے حلہ کی طرف چونکہ واقعات و حادثات مذکورہ بالا سے خلافت مآب کو سیف الدولہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے سیف الدولہ نے واسط سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کیا خلافت مآب نے اس کی معذرت قبول فرمائی اور خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا۔

ینال کی شکست اور بغداد کو روانگی: رے میں سلطان برکیاروق کا خطبہ پڑھا جاتا تھا جب سلطان محمد کو محاصرۂ اصفہان سے فرصت ملی تو ینال بن انوشتکین حسامی کو رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کرنے کو روانہ کیا ینال کے ہمراہ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا ان لوگوں نے رے میں پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ ینال کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور ینال سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ کو ینال مع اپنے بھائی مع علی کے

شکست کھا بھاگا۔ علی نے قزوین کا راستہ لیا اور نیال پہاڑی راستہ سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں اس کے اکثر ہمراہی پہاڑ کے کھڈوں میں گر کر مر گئے۔ بہزار دقت و خرابی بسیار سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہنچا۔ خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ دو چار روز بعد جب نیال کے ہوش و حواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دفع ہوئی تو اس نے ایلغازی اور سقمان پسران ارتق کو مشہد ابوحنیفہ میں جمع کیا اور سلطان محمد کی اطاعت کی قسم کھائی بعد ازاں سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان محمد کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے جبر و تشدد کا استیصال: نیال نے بغداد میں پہنچ کر ایلغازی کی بہن سے نکاح کیا۔ جو تاج الدولہ تتش کی زوجیت میں تھی اور حسب عادت قدیمہ لوگوں پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ اراکین دولت اور امراء لشکر سے جو ماننے تاوان وصول کرنے لگا اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ جو شخص ان لوگوں کو ذرا بھی مخل و مزاحم ہوتا اس کو زندگی دوبھر ہو جاتی۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کو بھیجا۔ نیال نے قسم کھائی کہ آئندہ میں ایسے افعال کا جس سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہو ارتکاب نہ کروں گا۔ مگر عہد پورا نہ کر سکا۔ بدستور اسی وطیرہ پر قائم رہا۔ خلافت مآب نے اس قسم کا پیام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا۔ اس نے بھی خلافت مآب کے حکم کی اطاعت کا اقرار کیا قسم کھائی لیکن اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم و ستم سے نہ رکے تب خلافت مآب نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم و ستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۶ھ میں وارد بغداد ہو کر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا۔ نیال و ایلغازی کو طلب کر کے نصیحت و فضیحت کی اور ان کو عراق سے کوچ کر جانے پر مجبور کیا۔ نیال نے مہلت مانگی سیف الدولہ نے اس کو مہلت دی اور حلہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد یکم ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کیے جو اہل بغداد کے ساتھ کر رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم ڈھانے لگا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ کو پھر اس کی شکایت لکھ بھیجی۔ سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شحنہ بغداد کے ہمراہ نیال کے پاس گئے۔ نیال ان لوگوں کے روبرو سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہونے کو آذربائیجان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اور ایلغازی مع اپنی فوج کے بغداد واپس آیا۔

نیال کا رے پر قبضہ: گنجہ اور بلاد اران پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر بافسری امیر عز علی رہا کرتا تھا۔ سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت سے محصور تھا۔ امیر عز علی مع اپنی فوج کے سلطان محمد کی کمک کو اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ ان کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی تھا۔ ۲۰ ذی الحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ رے پہنچے۔ برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ ان کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی۔ ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی ملازمت حاصل ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی پسران انوشتکین بھی تھے۔ چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ان لوگوں کو سلطان محمد نے نیال کو مع اس کے بھائی علی کے رے کی جانب روانہ کیا۔ سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس واقعہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کی حمایت کو آ گیا ہے سلطان محمد نے بلاد شروان کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ

اردبیل پہنچا۔ مودود بن اسماعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذربائیجان) نے سلطان محمد کو بلا بھیجا۔ سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا ہی تھا کہ ۱۵ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں مودود کا انتقال ہو گیا۔ پس اس کے کل لشکریوں اور امراء فوج نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ از انجملہ سقمان قطبی والی خلاط وارمینیہ محمد بن باغیسان (اس کا باپ والی انطاکیہ تھا) اور الپ ارسلان بن سبع احمر تھا۔

باب خوی کا معرکہ: سلطان برکیارق نے ان لوگوں کے اجتماع سے مطلع ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا۔ آذربائیجان کے باب خوی پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا۔ مغرب سے عشاء کے وقت تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخر میں سلطان برکیارق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کیا سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگا۔ امیر سقمان بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر علی والی ارزن روم نے اس سے ملاقات کی۔ بعد ازاں آنی کی جانب کوچ کیا۔ منوچہر برادر فضلون روادی اس شہر کا حاکم تھا پھر آنی سے تبریز چلا آیا۔ محمد بن مؤید الملک بن نظام الملک بھی اس جنگ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا۔ شکست کے بعد سلطان محمد نے دیار بکر میں جا کر دم لیا۔ چند روز دیار بکر میں قیام کر کے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

محمد بن مؤید الملک: محمد زمانہ حیات مؤید الملک میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا ہمسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسائیوں نے اس کے باپ مؤید الملک سے اس کے ظلم و جور کا شکوہ کیا۔ مؤید الملک نے گوہر آئین کو اس کے گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ محمد کو خبر لگ گئی دارالخلافت میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ بعد ازاں ۴۹۲ھ میں مجد الملک بارسلانی کے پاس چلا گیا۔ ان دنوں اس کا باپ مؤید الملک سلطان محمد کے پاس قبل دعوئ سلطنت و بادشاہی گنجہ میں تھا۔ مجد الملک بارسلانی کے مارے جانے کے بعد محمد اپنے باپ مؤید الملک کے پاس جا پہنچا اس وقت مؤید الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا جب اس کا باپ مؤید الملک مارا گیا تب بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہ چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ سلطان برکیارق شکست کے بعد سلطان محمد مابین مراغہ و تبریز ایک پہاڑ پر جا کر مقیم ہوا ایک برس تک وہاں قیام پذیر رہا۔

وزیر سدید الملک کی معزولی: خلیفہ مستظہر نے عمید الدولہ وزیر کی معزولی کے بعد سدید الملک ابو المعالی بن عبد الرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلمدانِ وزارت سپرد فرمایا۔ جب ۴۹۶ھ میں اسے گرفتار کر کے مع اس کے اہل و عیال کے دارالخلافت میں قید کر دیا۔ اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً آ گئے تھے جو اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی معزولی کا سبب یہ ہے کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا۔ اس کی ساری عمر سلاطین کی ملازمت میں بسر ہوئی تھی۔ اس قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی خوگر ہو رہا تھا اور مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور اور طریقہ نہ تھا۔

---

۱ مودود کا باپ اسماعیل سلطان برکیارق کا ماموں تھا۔ شروع زمانہ حکومت برکیارق میں اس نے برکیارق کی مخالفت کی برکیارق نے اس کو قتل کر دیا۔ مودود کو اس وجہ سے برکیارق سے مخالفت پیدا ہو گئی۔ علاوہ بریں اس کی بہن سلطان محمد سے بیاہی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلا بھیجا تھا۔ مترجم

ابوالقاسم بن جہیر کا عہدۂ وزارت پر تقرر: وزیر مذکور کی گرفتاری کے بعد خلافت مآب نے امین الدولہ ابوسعد بن موصلایا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کیا اور زعیم الرؤساء ابوالقاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب فرمایا۔ ارباب دولت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا۔ دربار خلافت نے خلعت وزارت مرحمت ہوئی۔ قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔ زعیم الرؤساء ابوالقاسم امین الدولہ ابوسعد مذکور کا ہمشیر زادہ تھا۔ چونکہ ابوالمحاسن وزیر سلطان برکیاروق ابوالقاسم کو سلطان محمد کی طرف داری سے متہم کرتا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر آمادہ کر رہا ہے اس وجہ سے گذشتہ سال میں بخوف سلطان برکیاروق بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا باقی رہا اس کا ماموں امین الدولہ ابوسعد اس نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی اور خانہ نشین ہو گیا۔

ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی: پانچویں صدی کے آخر میں زعیم الرؤساء پھر معزول کیا گیا۔ بخوف گرفتاری سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزیں ہوا۔ سیف الدولہ نے اس کو بحفاظت تمام حلہ بلوالیا۔ یہ واقعہ زعیم الرؤساء کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد وقوع میں آیا تھا۔ قاضی ابوالحسن دامغانی چند روز اس کی قائم مقامی کرتا رہا۔ بعد ازاں ابوالمعالی بن محمد بن مطلب ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوا۔ پھر ۵۰۲ھ میں باشارۂ سلطان محمد معزول کیا گیا مگر اس شرط پر کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا' رعایا کے ساتھ ظلم و ستم سے پیش نہ آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا عہدہ نہ دے گا۔ پھر عہدۂ وزارت پر باجازت سلطان مذکور بحال ہوا اور جب ۵۰۳ھ میں پھر معزول کیا گیا۔ اس کے بعد بجائے ابوالقاسم بن جہیر عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ ۵۰۹ھ تک وزارت کرتا رہا۔ بعدہ ربیع ابومنصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلمدان وزارت کا مستحق قرار پایا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت: کئی سال گزر گئے اور دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) میں جدال و قتال کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ خونریزی' قتل و غارت کی کثرت ہی ہوتی گئی' گاؤں قصبے اور شہر ویران و خراب ہو گئے۔ امراء و حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے پیشتر وہ حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے سلطان برکیاروق کا دار الحکومت رے تھا۔ رے' جبل' طبرستان' خوزستان' فارس' دیار بکر' جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان کو اپنا مستقر حکومت بنا رکھا تھا۔ آذربائیجان' بلاد ارانیہ' ارمینیہ' اصفہان اور باستثناء تکریت کل عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ بطائح کے صوبے میں بعض مقامات پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض مقامات پر سلطان محمد کا۔ بصرے میں دونوں سلطانوں (برکیاروق و محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان اس کی کیفیت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک سنجر بردار سلطان محمد کے قبضے میں تھا اور خطبوں میں سلطان محمد کے سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔ سلطان برکیاروق ان امور اور تیز امراء و حکام کے تحکم و قلت مال و خرابی ملک کا احساس کر کے مصالحت کی جانب مائل ہوا۔ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتکین کو اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔

صلح نامہ کی شرائط: ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیام مصالحت پہنچایا بعدہ مصالحت کے فوائد خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و پند کے پیرایہ میں بیان کیا۔ سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا۔

چنانچہ ان شرائط سے دونوں بھائیوں میں یہ مصالحت ہوگئی۔

۱) یہ کہ سلطان برکیاروق' سلطان محمد کے علم وطبل سے مزاحم ومعترض نہ ہو۔

۲) یہ کہ فریقین کے بلاد مقبوضہ میں دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔

۳) یہ کہ دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط وکتابت کی جائے۔ بغیر توسط وزیر کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکے گا۔

۴) یہ کہ کسی فریق کو مجاز نہ ہوگا کہ وہ کسی لشکری کو روک ٹوک کر لے جبکہ جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے۔

۵) یہ کہ نہر اسپید زود سے باب الابواب' دیار بکر' جزیرہ' موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ وتصرف رہے اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کے ماتحت سمجھا جائے۔

۶) یہ کہ علاوہ مذکورہ بالا شہر کے کل ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دیئے جائیں۔

محمد کی اصفہان سے دستبرداری: مصالحت ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کہلا بھیجا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آ کر۔ سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو بخوشی اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور حسب ہدایت اصفہان کو سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کی طرف چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل وعیال بھی تھے۔ سلطان برکیاروق نے نہایت عزت واحترام سے زر کثیر اور بہت سا سامان سفر مرحمت فرما کر اپنے بھائی کے اہل وعیال کو رخصت کیا اور حفاظت وخدمت کی غرض سے ایک فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

ایلغازی شحنۂ بغداد اور سیف الدولہ: اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرض داشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح کو تحریر کیا تھا ایلغازی شحنہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت دی۔ چنانچہ بغداد اور واسط کے منابر پر جمادی الاولیٰ ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ امیر سیف الدولہ صدقہ والی حلہ نے اس کی مخالفت کی اور خلافت مآب کو لکھ بھیجا کہ ایلغازی کو بغداد سے نکال باہر کرنے کو عنقریب آنے والا ہوں۔ امیر سیف الدولہ سلطان محمد کا ہوا خواہ تھا۔ ایلغازی نے یہ خبر پا کر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عقرقوبا میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لیے ہوئے آ پہنچا۔ تاج کے حضور میں پہنچ کر زمین بوسی کی اور غربی بغداد میں جا کر خیمہ زن ہوا۔ ایلغازی نے معذرت کی کہ ''میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اس وجہ سے کی ہے کہ سلطان محمد نے مصالحت کر لی ہے۔ حلوان جو میری جاگیر ہے باعتبار مصالحت سلطان برکیاروق کا بلاد مقبوضہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شحنہ ہوں سلطان مذکور ہی کے بلاد میں شامل ہوا ہے''۔ سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلہ واپس آیا۔ ماہ ذیقعدہ ۴۹۷ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیاروق' امیر ایاز اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور ساتھ ہی اس کے سند حکومت وسلطنت بھی بھیجی۔ سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا۔ سروں پر رکھا اور خلافت مآب کی اطاعت وفرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

برکیاروق کی وفات: سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کی۔ کئی مہینے مقیم رہا۔ ان اثناء میں علیل ہو گیا اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ مقام یزدجرد پہنچا تھا کہ مرض نے شدت اختیار کی۔ بدرجہ مجبوری قیام کیا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا۔ چالیس روز تک ٹھہرا رہا۔ جب اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا۔ اراکین سلطنت بھی حاضر ہوئے۔ دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا۔ اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا۔ اراکین دولت نے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لی گئی اور ان لوگوں کو روانگی بغداد کا حکم دیا اور خود بقصد واپسی اصفہان یزدجرد میں ٹھہرا رہا۔

امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق نے وفات پائی امیر ایاز اور ملک شاہ اس خبر کو سن کر لوٹ پڑے تجہیز و تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کے لئے بنائی گئی تھی دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد کو روانگی: تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے خیمے پھریرے چتر اور وہ تمام اسباب جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتے ہیں ملک شاہ کے لئے مہیا کئے امیر ایلغازی شحنہ بغداد مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم میں اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی ان کو اُبھار کر دارالخلافت بغداد لئے جا رہا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ چنانچہ ۱۵ ربیع الآخر سنہ مذکور کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے۔ پندرہ ہزار سوار رکاب میں تھے۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا۔ مقام دیالی میں ملاقات ہوئی مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی امیر طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمائی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے۔ خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات سونا اور چاندی نثار کیا۔

سلطان محمد اور والیٔ موصل چکرمش: چونکہ موصل منجملہ ان بلاد کے تھا جو سلطان محمد کو بروئے مصالحت ملے تھے۔ اس وجہ سے مصالحت کے بعد سلطان محمد نے موصل کی روانگی کا عزم بالجزم کیا (موصل اس وقت تک چکرمش کے قبضہ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ہمراہیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا۔ جب اس کے ہمراہی آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابوالحاسن کو محافظت اصفہان کے صلہ میں قلمدانِ وزارت سپرد فرمایا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا چکرمش کو اطلاع ہوئی۔ اس نے قلعہ بندی کا انتظام کیا شہر کی فصیلوں پر جا بجا منجنیقیں نصب کرائیں۔ جدید نہریں کھدوائیں۔ دشمن باندھے اور بیرونجات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں چلے آنے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سلطان محمد نے موصل پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آغاز جنگ سے پیشتر اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکرمش کے پاس بھیج دیا تھا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ملکیت اس کو حاصل ہوا تھا اور نیز وہ صلح نامہ بھی دکھلایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے۔ ساتھ ہی یہ وعدہ کیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تم کو تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا۔ چکرمش نے کہلا بھیجا ”سلطان برکیاروق کا فرمان میرے پاس آیا ہے جو اس مصالحت اور صلح نامے کے خلاف ہے“۔

سلطان محمد یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا محاصرہ میں سختی سے کام لینے لگا لڑائی چھڑ گئی ہزار جانیں جانبین کی تلف ہو گئیں ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج تمام دن لڑتی رہی اور اس قدر متواتر حملے کیے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر فصیل میں روزن کر دیا۔ لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات ہو گئی محاصرا اپنے مورچے میں واپس آ گئے۔ محصوروں نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کر لی اور قدر اندازوں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے ہی پھر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ سپاہیوں نے سرفروشانہ جنگ شروع کر دی ۹ جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دسویں ماہ مذکور کو سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر چکرمش کو پہنچی اس نے ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ رائے یہ قرار پائی کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ چکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیام بھیجا۔ ''آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجیے میں آپ کی اطاعت بخوشی و رغبت قبول کرتا ہوں''۔ سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل میں پہنچ کر چکرمش کو بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں لے آیا۔ سلطان محمد نے اٹھ کر معانقہ کیا اور پھر بلا تاخیر اسے موصل واپس کر دیا کیونکہ اہل شہر چکرمش کے چلے آنے سے بے حد پریشان اور گریاں و نالاں تھے۔ اگلے دن چکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو بیش بہا تحائف اور نذرانے روانہ کیے۔

سلطان محمد کی بغداد کو روانگی سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر ملی تو فوراً بغداد کی جانب کوچ کیا۔ سقمان قطبی[1] اور چکرمش والی موصل وغیرہ امراء دولت سلجوقیہ اس کے ہمراہ تھے اس سے پیشتر سیف الدولہ والی حلہ نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیادے اور اپنے بیٹوں اور دبیس کو سلطان محمد کے پاس اسے بغداد لانے کو بھیجا تھا۔ پس یہ دونوں بھی موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر لگی۔ لشکر آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور بغداد کے باہر آ کر خیمے نصب کرائے امراء اور ارکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی غلطی اور جنگ کے عواقب کو ظاہر کیا اور یہ طمع دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے گی تو وہ بڑا دریا دل ہے۔ تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز حیص بیص میں پڑ گیا۔ کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کسی وقت جنگ و جدال پر تل جاتا تھا اسی طرف اس کو طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جاتا تھا اور تاکہ بندی بھی کر رہا تھا تا آنکہ سلطان محمد جمادی الآخر ۴۹۸ھ کو بغداد پہنچ گیا۔ غربی بغداد میں مقیم ہوا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ شرقی جانب پڑھا جاتا تھا۔ جامع منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دعا پر اکتفا کیا اور اللھم اصلح سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

سلطان محمد اور امیر ایاز امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا ان میں سے بعضوں نے حلف لیا اور بعضوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلا ہی حلف ایفائے عہد و پاس وعدہ کے لیے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہو گئے۔ اسی وقت وزیر السلطنت ابوالمحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے کیمپ میں مصالحت کی گفتگو کرنے کو بھیجا پہلے ابوالمحاسن نے سلطان

[1] سقمان قطبی قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری بک کا نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کی اور اظہار مطلب کیا۔ محمد بن محمد ابوالمحاسن کو لئے ہوئے سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ ابوالمحاسن نے امیر ایاز کا پیام پہنچایا اور عہد حکومت سلطان برکیاروق میں جو ناز وا افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اس کی معذرت کی۔ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر ان کی کل درخواستیں منظور کر لیں۔

مخالف امراء کو امان: اگلے دن قاضی القضاۃ نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے۔ صفی نے عرض کیا ''چونکہ ایاز سے خلاف شان ملازمان شاہی ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخوف جان حاضر دربار نہیں ہوا۔ اینچی اور ملک شاہ (جو حضور کا برادر زادہ ہے) اور ان امراء کے لئے امان کا مستدعی ہے جو اس کے ہمراہ ہیں''۔ سلطان محمد نے جواب دیا ''ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق نہیں ہے باقی رہا ایاز اور اس کے امراء میں ان کو بھی امان دیتا ہوں لیکن اس رعایت سے ینال مستثنیٰ ہے''۔ صفی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ الہراس مدرس مدرسہ نظامیہ نے اٹھ کر بموجودگی حاضرین جلسہ سلطان محمد سے ان لوگوں کو امان دینے کی قسم لی۔ جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کی۔ اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی آ پہنچا۔ سلطان محمد نے بہ کشادہ پیشانی دونوں امیروں سے ملاقات کی اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ بعد فراغ دعوت تحائف اور نذرانے پیش کئے از انجملہ وہ ہیرا بھی تھا جو موید الملک بن نظام الملک کے متروکہ سے اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کا خاتمہ: امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے انہیں جنگی لباس پہنایا اور آلات حرب سے مسلح کیا تھا۔ اتفاقاً اس وقت ایک صوفی جبہ پوش شخص آ گیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور زرہ پہنی سے وہی جبہ پہنا دیا اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے۔ وہ شخص گھبرا کر بھاگا اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپا۔ سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا۔ دل میں خطرہ پیدا ہوا۔ امیر ایاز کے مکان سے فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلا بھیجا۔ اس کے ساتھ جکرمش بھی تھا۔ علاوہ ان کے اور امراء وارکین دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا ''قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے قصد سے فوج کشی کی ہے۔ تم لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لیے کس کو نامزد کریں''۔ حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کیا۔ امیر ایاز نے گزارش کی ''میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ بھی متعین کیا جائے''۔ سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا جونہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا۔ ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے سلطان محمد نے اس کی حفاظت کو اپنی فوج بھیجی۔ جس سے لشکریان ایاز منتشر ہو گئے۔ صفی وزیر ایاز بخوف جان چھپ رہا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر اسے وزیر ابوالمحاسن کے مکان سے گرفتار کر لائے۔ اسی سنہ کے ماہ رمضان میں صفی کو قتل کر دیا گیا۔

یہ واقعہ ۴۹۸ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۱)

ایاز کا وزیر صفی ہمدان کے خاندان ریاست وحکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ انتقال کے بعد ملک شاہ ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ آدمی شجاع ذی مروت اور لڑائیوں میں صاحب الرائے تھا۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گیا۔ عدل و انصاف سے کام لینے لگا۔ ٹیکس موقوف کر دیئے لشکریوں کو جبر وتعدی سے روک دیا اور ان کو بازاروں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

ترکمانوں کی سرکوبی: ۴۹۸ھ میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارت گری شروع کر دی فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا سلطان محمد نے بجائے بہرام بن ارتق کے ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد کو بلاد مذکورہ بالا پر متعین کیا پس اس نے مفسد ترکمانوں کی خاطر خواہ گوشمالی کی اور ان کو زیر وزبر کرکے قلعہ خانیجار کی طرف بڑھا جو رخاب بن بدر کے مقبوضات سے تھا چند دنوں تک محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی سنہ میں سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو عراق کا شحنہ مقرر کیا۔ آقسنقر برسقی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ہر موقع پر ہر مہم میں شریک رہا۔

سلطان محمد کی اصفہان کو مراجعت: اسی سنہ میں سلطان محمد نے امیر قایماز کو کوفہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ والی حلہ کو ہدایت کی کہ قایماز اس کے ہمراہیوں کو خفاجہ کے جور وتعدی سے محفوظ رکھے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں سلطان موصوف اصفہان واپس آیا رعایا کی رفاہ کی جانب توجہ فرمائی لشکریوں کے جور وستم اور جابرانہ حرکات کی روک تھام کی اور عدل وانصاف سے انکو خوشحال کیا۔

ایوان حکومت کی تعمیر: ۴۵۲ھ[1] میں سلطان محمد نے ابوالقاسم حسین بن عبدالواحد داروغہ اسلحہ خانہ شاہی اور ابوالفرج بن رئیس الرؤساء کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر بشرط ادائے ایک معینہ رقم کے رہا کر دیا۔ زر مذکور کے وصول کرنے پر مجاہدین بہروز کو مامور کیا اور نیز اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنا ڈالی۔ رعایا کے ساتھ نہایت عمدگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد میں آیا تو عمدہ کارگزاریوں کے صلہ میں اس کو کل عراق کی شحنگی عنایت کی اور اصفہان واپس آیا۔

سلطان محمد کی وفات: سنین ماضیہ کا دور واقعات بالا پر ختم ہو جاتا ہے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں اور خلافت بغداد کی وہی حالت رہتی ہے جو ایک مدت کے بیمار کی ہوتی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی نزاعات سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ تھوڑا عرصہ نہیں گزرنے پاتا کہ دفعتہً رات اور دن کے الٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ مرض میں ایک خطرناک حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس اثناء میں ماہ ذی الحجہ آ جاتا ہے اور ماہ مذکور کے آخر میں سلطان مذکور اپنی آئندہ تمناؤں کی حسرت دل میں لئے ملک عدم کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

---

[1] چھپائی کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ۴۵۲ھ میں سلطان محمد کی حکومت کا خیال بھی موجود نہ تھا۔ سلطان طغرل بک کا دور حکومت تھا۔ یہ واقعہ جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تحریر کیا ہے ۵۰۲ھ کا ہے۔ مترجم۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ مہینے بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولی عہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے (جب کہ اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی تھی) محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ مسند خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امراء دولت سلجوقیہ اور ارکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ تکمیل بیعت کے بعد ہی دربار خلافت میں اطلاعی عرض داشت بھیجی گئی اور بااجازت خلافت مآب منابر بغداد پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ ۱۵ ماہ محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسنقر برسقی سلطان محمد کی وفات سے پیشتر مقام رحبہ میں مقیم تھا۔ اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے سلطان محمد کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے بغداد آرہا تھا۔ بغداد کے قریب پہنچ کر سلطان محمد کی وفات سے مطلع ہوا۔ بہروز شحنہ بغداد نے آقسنقر کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ لیا۔ چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں بہروز شحنہ کی بے حد وقعت تھی اور یہ امراء وارکین دولت کی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک رہا تھا لوگوں نے لگا بجھا کر سلطان محمود کو بہروز شحنہ کی طرف سے برہم کر دیا اور اس کو معزول کر کے بجائے اس کے آقسنقر برسقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا سلطان محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ فرط مسرت سے پھولا نہ سمایا۔ فوراً بغداد کی طرف مراجعت کر دی مجاہدین بہروز شحنہ بغداد آقسنقر کی آمد کی خبر پا کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر کو معزول کر کے امیر منکبرس کو شحنہ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا۔ پس اس نے اپنی جانب سے امراء اتراک سے حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلافت مآب امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں۔ تا آنکہ سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے اس معاملہ کو میں صاف کر لوں۔ خلافت مآب نے آقسنقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اس بنا پر آقسنقر نے فوجیں مرتب کیں اور بقصد جنگ بغداد سے خروج کیا۔ حسین برسر مقابلہ آیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر حسین شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں اس کا بھائی مارا گیا اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات: ان واقعات کے بعد ۱۵ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن قائم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے خلافت کی۔

باب : ۳۲

فضل بن مستظہر مسترشد باللہ

۵۱۲ھ تا ۵۲۹ھ

بیعت خلافت: مستظہر کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ تیس برس ہوئے کہ اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبداللہ محمد ابو طالب عباس اور اس کے اعمام (چچاؤں) پسران مقتدی وغیرہ نے بیعت کی۔ بعد ازاں فقہاء قضاۃ ارکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابوالحسن دامغانی مامور ہوتا اور یہی ان دنوں قلمدان وزارت کا بھی مالک تھا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ قاضیوں میں سے سوائے قاضی ابوالحسن کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابو داؤد نے واثق کے لئے اور قاضی ابو علی اسماعیل بن اسحاق نے معتضد کے لئے بیعت لی تھی اور کوئی قاضی بیعت لینے کا متولی اور منصرم نہیں ہوا۔

ابو شجاع محمد کا عہدۂ وزارت پر تقرر: بعد چندے خلیفہ مسترشد نے قاضی ابوالحسن دامغانی کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے سلطان محمود کے وزیر ابو شجاع محمد بن ربیب ابو منصور کو مامور کیا۔ ۵۱۶ھ میں اس کو بھی معزول کر کے جلال الدولہ عمید الدولہ ابو علی بن صدقہ کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

امیر ابوالحسن کا فرار: جس وقت ارکین سلطنت کے خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے خلیفہ کا بھائی امیر ابوالحسن تین آدمیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلہ جا پہنچا۔ دبیس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ ”امیر ابوالحسن کو علی بن طراد زینبی نقیب کے ہمراہ دارالخلافت بغداد بھیج دو“۔ دبیس نے معذرت کی ”مجھے تعمیل ارشاد والا میں کچھ عذر نہ تھا۔ لیکن چونکہ امیر ابوالحسن میرے مہمان ہیں اس وجہ سے میں ان کو کسی ایسے امر پر مجبور نہیں کر سکتا جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو“۔ نقیب مذکور نے جب یہ دیکھا کہ خلافت مآب کے نامہ و پیام سے کام نہ چلا تو خود امیر ابوالحسن سے ملا اور اس کو خلافت مآب کی خدمت میں چلنے کی رائے دی امیر ابوالحسن نے

معذرت کی ''مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن بخوف جان میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دی جائے تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا''۔ نقیب مذکور نے دربار خلافت میں اس کی رپورٹ کی' خلافت مآب نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور فرمالی۔ لیکن برسقی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے ایسے پیش آ گئے کہ جس کی وجہ سے امیر ابوالحسن ۱۲ صفر ۵۱۳ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا' برسقی اور دبیس کے واقعات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری اور معافی: اس کے بعد امیر ابوالحسن بن مستظہر حلہ سے واسط کی طرف گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی اثناء میں خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابوجعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا (اس وقت ابوجعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین مشعر مضمون بالا روانہ کئے۔ دبیس کو لکھ بھیجا ''چونکہ امیر ابوالحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہٰذا جہاں تک جلد ممکن ہو انہیں میرے پاس بھیج دو''۔ چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کو واسط بھیجی امیر ابوالحسن کو خبر لگ گئی' بھاگ کھڑا ہوا فوج نے تعاقب کیا صبح ہوتے ہوتے امیر ابوالحسن کو جا کر گھیر لیا۔ سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کرد اور ترک بھاگ گئے۔ امیر ابوالحسن گرفتار کر لیا گیا۔ دبیس کے روبرو پیش ہوا۔ دبیس نے اس کو عزت و احترام دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی ان کی عزت کی۔ امان دی اور اپنے خاص محلسرا میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود کی بغداد کو روانگی: مسعود بن سلطان محمد مع جیوش بک (اتابک) بحکم اپنے پدر بزرگ موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود سلطان محمد کے بعد مسند آرائے حکومت ہو گیا اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ دبیس والی حلہ اس وقت مسترشد کا مطیع تھا اور آقسنقر برسقی کی طرف سے عراق کا شحنہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ آقسنقر برسقی نے ماہ جمادی الاولی ۵۱۲ھ میں بقصد حلہ خروج کیا۔ دبیس کو خبر لگی تو اس نے بھی فوجیں جمع کیں۔ عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اپنے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے۔ مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق پر چل کر قبضہ کر لیجئے' کوئی مانع نہ ہوگا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی فوجیں آراستہ کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ہمراہ اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار والی طرابلس' قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر (الملک العادل سلطان نور الدین زنگی کا دادا) والی سنجار ابوالہیجاء والی اربل اور کرباوی بن خراسان ترکمانی والی بوازیج تھا۔ سفر و قیام کرتے ہوئے جس وقت یہ لوگ عراق کے قریب پہنچے آقسنقر برسقی کو خوف پیدا ہوا۔ کیونکہ جیوش بک ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا مگر چار و ناچار لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو اس کی خبر لگی۔ گھبرا گئے امیر کرباوی کو مصالحت کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کو دبیس کے مقابلے پر آئے ہیں نہ کہ تم سے جنگ کرنے کو۔ آقسنقر برسقی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہوا۔ ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالسلطنت میں قیام کیا اور آقسنقر برسقی امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔

امیر منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت: امیر منکبرس نے یہ خبر پا کر دجلہ کو عبور کیا اور دبیس بن صدقہ سے سازش کر کے آقسنقر برسقی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ اس کے بعد ملک مسعود نے مع اپنے ہمراہیوں کے بقصد جنگ دبیس و منکبرس

مدائن کی جانب کوچ کیا لیکن یہ خبر پا کر دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ عظیم لشکر ہے ملک مسعود آ قسنقر برسقی اور جیوش بک وغیرہ لوٹ کھڑے ہوئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔ فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب بلاد کی غارت گری شروع کر دی۔ نہر ملک' نہر صرصر' نہر عیسیٰ اور بعض مقامات دجیل کے تاخت و تاراج کر ڈالے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آ قسنقر برسقی کے نام ناراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برسقی نے واقعات بالا کا انکار کر کے بغداد کی جانب معاودت کا قصد کیا اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک عظیم لشکر بہ افسری منصور برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک ربیب منکبرس' بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ آ قسنقر برسقی نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو بجائے اپنے امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا' عماد الدین زنگی بن آ قسنقر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بغداد پہنچا۔ اور منکبرس و دبیس کے لشکر کو آگے بڑھنے سے روک دیا بعد ازاں منکبرس اور ملک مسعود میں مصالحت ہو گئی۔

ملک مسعود اور امراء کا بغداد میں اجتماع: آ قسنقر برسقی یہ خبر پا کر ملک مسعود کے لشکر میں آیا۔ اپنا مال و اسباب لے کر بغداد کی جانب لوٹا اور بغداد میں پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ملک مسعود اور جیوش بک نے بھی بغداد میں داخل ہو کر دوسری جانب اپنے اپنے خیمے نصب کرائے۔ اسی اثناء میں دبیس اور منکبرس بھی پہنچ گئے انہوں نے ایک قطعہ زمین قیام کے لیے منتخب کیا۔ چونکہ آ قسنقر برسقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد میں محبوب تھا اس وجہ سے جونہی آ قسنقر برسقی بغداد میں داخل ہوا' ہوا خواہوں اور ہمراہیوں کا جمگھٹا ہو گیا ایک مدت تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے' ہر طرف چہل پہل رہی' دلوں کی صفائی ہوئی۔ غبار جاتا رہا۔ چند روز کے بعد منکبرس کو بغداد کی شحنگی عطا ہوئی۔ دبیس نے حلہ کی جانب مراجعت کی۔ منکبرس نے ظلم و تعدی کا آغاز کیا۔ اہل بغداد سے سختی سے پیش آنے لگا۔ اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے تا آنکہ رعایا میں برہمی پیدا ہو گئی۔ سلطان مسعود کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو اس نے منکبرس کو بلا بھیجا۔ پس وہ سلطان مسعود کی طرف روانہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات ملی۔

ملک طغرل اور سلطان محمود میں کشیدگی: ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۴ھ میں ساوہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے کثیر قلعجات مفتوح کر لیے جس سے ملک طغرل بک کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا پس جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کنتغری کو ملک طغرل کا اتابک مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح ممکن ہو میرے پاس بھیج دینا امیر کنتغری نے ملک طغرل کے پاس پہنچ کر سلطان محمود کا پیام ملک طغرل تک پہنچا دیا مگر در پردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے ملک طغرل نے ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی۔ امیر شرف الدین نوشیروان بن خالد کو تیس ہزار دینار اور گراں بہا تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے پاس چلے آؤ گے تو میں تم کو حسب خواہ حکومت عنایت کروں گا۔

امیر شرف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کنتغری نے یہ جواب دے دیا "ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں بجان و دل موجود ہیں۔ فوج بھی ہمارے ساتھ ہے۔ جس طرف سلطان کا قصد ہو ہم آگے بڑھنے کو

تیار ہیں' سلطان محمود اس جواب پر بقصد زنجان' ہمدان سے ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ پرچہ نویسوں نے کنتغدی کو سلطان محمود کی روانگی سے مطلع کیا پس کنتغدی مع ملک طغرل کے قلعہ سرجہان چلا گیا اور سلطان محمود نے زنجان پہنچ کر لشکر گاہ لوٹ لیا۔ ملک طغرل کے خزانے سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے۔ چند روز قیام کر کے رے کی جانب کوچ کیا اور کنتغدی مع ملک طغرل کے سرجہان سے گنجہ چلا آیا۔ یہ خبر پا کر ہوا خواہوں اور ہمراہیوں نے بھی گنجہ کا قصد کیا۔ چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت وشوکت بڑھ گئی اور دونوں بھائیوں کی منافرت اور کشیدگی میں اور اضافہ ہو گیا۔

والی خراسان ملک سنجر: ملک سنجر زمانہ حکومت سلطان محمد سے خراسان اور ماوراء النہر کی کرسی حکومت پر متمکن تھا پس جس وقت سلطان محمد نے وفات پائی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال سے بے حد صدمہ ہوا۔ کئی روز تک بازار اور شہر بند رکھا۔ خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن و آثار قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے واقعات کو ذکر کرنے کا حکم دیا۔ بعد ازاں یہ خبر اڑنے لگی کہ سلطان محمد کے بعد اس کا بیٹا محمود مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء وارکین دولت کا اس پر غلبہ ہے۔ ملک سنجر کو اس خبر کو سننے سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے اپنے کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعد انتقال سلطان محمد کے معز الدین کا لقب اختیار کیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود کی مصالحت کی کوشش: سلطان محمود نے یہ سن کر کہ میرا چچا سنجر بقصد عراق اور بلاد جبل آ رہا ہے شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغایرک بن الیزن کو تحائف ونذرانے دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا' آپ مازندران چھوڑ کر چلے جایئے اس کے معاوضہ میں دو لاکھ سالانہ ادا کیا کروں گا۔ سنجر نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور رے کا قصد کیا اور محمود کے سفیر کو یہ جواب دیا ''محمود ابھی صاحبزادہ ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے''۔ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر اتر وتھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ علی بن عمر کو (جو اس کا اور نیز اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کی جمعیت سے سنجر کی روک تھام کو روانہ کیا اور خود رے میں مقیم رہا۔

علی بن عمر کی دانشمندی: جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر اتر وتھا) سردار لشکر سے بہ نرمی وملاطفت کہلا بھیجا ''امیر اتر وتم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہو گی اس نے یہ سمجھ کر کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اور اس کی سلطنت کی حفاظت کرے گا۔ ہم نے لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا اور ہم اس وقت تک اس عہد و پیمان پر قائم رہیں مگر جب اس نے ہماری حکومت وسلطنت کے زوال پر کمر باندھی ہے تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہ کر سکیں گے تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دو چند سہ چند ہے باعتبار قوت ومردانگی اور تجربہ کاری کے بھی ہماری فوج تمہاری فوج سے بدرجہا زیادہ ہے''۔ امیر اتر واس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ بلا جدال وقتال جرجان سے لوٹ کھڑا ہوا۔ سلطان محمود کے لشکریوں نے کچھ دور تک مشایعت کی۔ بعد ازاں علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آیا' کل حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے لشکریوں کا شکریہ ادا کیا۔

ابو طالب سمیری کا عہدۂ وزارت پر تقرر: علی بن عمر نے بنظرِ مصلحت سلطان محمود کو رے میں قیام کرنے کی رائے دی۔ سلطان محمود نے منظور نہ کیا سامانِ سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہنچتے ہی امیر منکبرس شحنہ بغداد و عراق نے دس ہزار سواروں کی جمعیت سے آ پہنچا۔ امیر منصور بن صدقہ برادر دبیس اور امراء بلخیہ بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے آنے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ ان میں اس کا وزیر ربیب مر گیا اس کی جگہ پر ابو طالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

معرکہ ساوہ اور سلطان محمود کی شکست: سلطان محمود کے رے سے روانہ ہونے کے بعد ہی ملک سنجر بیس ہزار سے رے پر آ اترا۔ علاوہ اور سامانِ جنگ اس کے پاس اٹھارہ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ امراء کبار سے ابن امیر ابوالفضل والی سجستان خوارزم شاہ محمد امیر انز داود امیر قماج تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والی یزد بھی آ ملا۔ یہ سلطان محمود سنجر کی بہن کا داماد تھا۔ مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو اختصاص ذاتی حاصل تھا۔ بعد وفات سلطان محمد سلطان محمود نے اس کو طلب کیا کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوئی۔ سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالہ کر دیا (جو بعد میں فارس کا حکمران ہوا) اس اثناء میں علاء الدولہ ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود کا سب حال بتلایا۔ ان کے امرائیوں کے اختلافات اور باہمی نفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔ چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کی تیس ہزار فوج سلطان محمود کی رکاب میں تھی۔ امراء کبار سے علی بن عمر امیر حاجب امیر منکبرس اتابک غز علی اتالیق بن برسق سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نو سو مسلح جنگی آور تھے۔ مقام ساوہ پر جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا بھتیجا) کا مقابلہ ہوا۔ ابتداً ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کر بھاگا مگر ملک سنجر مع اپنے مصاحبوں کے ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہوا لڑتا رہا۔ ادھر سلطان محمود اپنی فوج کو لئے ہوئے بڑھا آتا تھا۔ جوں ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے یہ خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ غز علی اتابک گرفتار ہو گیا۔ ملک سنجر نے کامیابی کے بعد ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

ملک سنجر کا پیام مصالحت: اس واقعہ کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی۔ امیر دبیس بن صدقہ خلیفہ مسترشد سے سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی تحریک کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ ۲ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمود نے شکست اٹھا کر اصفہان جا کر دم لیا اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابو طالب سمیری امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہ تھے۔ رفتہ رفتہ محمود کا لشکر بھی ان کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے قوائے مضمحل میں توانائی اور ہمت پھر عود کر آئی ملک سنجر کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنی کی فوج سے خائف ہو کر سلطان محمود سے دوبارہ مصالحت کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ اس مصالحت کی محرک ملک سنجر کی ماں "سلطان محمود کی دادی تھی۔ گفتگوئے مصالحت شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد آ پہنچا۔ یہ ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب وہ بغداد سے واپس آیا تھا۔ اس اثناء میں سلطان محمود کے پاس وہ قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لے کر

گیا ہوا تھا۔

ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت: سلطان محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی جانب معاودت کر جائے تو مصالحت کی جائے گی۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہ کیا سامان سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کی طرف کوچ کیا۔ تھوڑی دور گیا ہوگا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیام لے کر آیا کہ مصالحت اس شرط سے کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے۔ ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا۔ فریقین نے آئندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی دادی کے مکان پر فروکش ہوا۔ بیش بہا نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام ممالک محروسہ خراسان غزنی اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیج دیئے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعا کے ساتھ لیا جائے۔ اسی مضمون کی عرضی دارالخلافت بغداد میں روانہ کی اور کل شہر جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا سلطان محمود کو لوٹا دیے۔ صرف رے پر اس خیال سے کہ مبادا سلطان محمود پھر سرکشی نہ کرے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

امیر منکبرس کو سزائے موت: ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شحنہ بغداد کو موت کی سزا دی۔ امیر منکبرس سلطان محمود کے ہمراہیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگ گیا تھا لیکن دبیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا' مجبوراً لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا' امان کی درخواست کی ملک سنجر نے امان دینے سے انکار کیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات اور خودسری سے ناراض تھا اور وہ اس کے خلاف مرضی جنگی بغداد پر چلا گیا تھا اس وجہ سے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم دے دیا۔

علی بن عمر کا خاتمہ: اسی ۵۱۴ھ میں ملک سنجر نے مجاہدین بہروز کو شحنگی عراق پر مامور فرمایا اس سے پہلے دبیس بن صدقہ کا نائب اس عہدے پر مامور تھا جو مجاہدین کی تقرری سے معزول کیا گیا۔ سلطان محمود کا حاجب ''علی بن عمر'' اسی سنہ میں مارا گیا' یہ اپنے کارنمایاں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا' سارا لشکر اس کا مطیع تھا' سرداروں اور امیر کو یہ شاق گذرا۔ علی بن عمر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بخوف جان قلعہ برجین کو بھاگ گیا۔ جو یزد جرد اور کرج کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب تھا۔ دو چار روز قیام کر کے خوزستان کا راستہ لیا۔ خوزستان پر اقبوری بن برسق قابض تھا۔ علی اس سے اپنے امان کا عہد و پیمان لے کر خوزستان کے حدود میں داخل ہوا' جس وقت تستر میں پہنچا اقبوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کو بھیج دی۔ علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ اقبوری کی فوج نے علی کو گرفتار کر لیا۔ اقبوری نے سلطان محمود سے علی کی بابت استفسار کیا۔ سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ اقبوری نے علی کا سر اُتار کر سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دبیس بن صدقہ کی ریشہ دوانیاں: جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے مصالحت کر لی تھی' اسی

زمانہ سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا مستقر حکومت قرار دیا تھا آقسنقر برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا ملک مسعود نے اس کو علاوہ رحبہ کے مراغہ جاگیر میں عنایت کیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو یہ مصالحت پسند نہ تھی اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ چھیڑ چلی جائے تو اسے عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آئے۔ اس مقصود کے حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بک اتا بک سے خط و کتابت شروع کی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا اکثر یہ لکھنے لگا "برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلہ میں بے حد روپیہ میں تم کو دوں گا"۔ کسی ذریعہ سے برسقی کو اس کی خبر لگ گئی تو وہ ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آ رہا۔ سلطان محمود نے اس کی اس درجہ عزت افزائی فرمائی کہ اسی کی رائے سے امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ دبیس کا مقصود جب اس سے حاصل نہ ہوا تو اس نے جیوش بک سے اس امر کی سلسلہ جنبانی شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کر دو میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کی باہمی نزاعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود و سلطان محمود کی مخالفت و خانہ جنگی سے مستفید ہوں۔

ملک مسعود کی شاہی کا اعلان: ابو المعید محمد بن اسماعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا اور یہی فرامین شاہی کی پیشانی پر شاہی طغرے لکھا کرتا تھا انہی دنوں اس کا باپ ابو اسماعیل حسین اصفہان سے بہ تلاش معاش ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا۔ ملک مسعود نے اپنے وزیر ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے اس کے بجائے ۵۱۳ھ میں ابو اسماعیل کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ یہ تقرری ہوتے پر ہوا تھی۔ دبیس جس امر کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔ دبیس اور ابو اسماعیل نے متفقہ ملک مسعود کی پیٹھ ٹھونکی۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی دبیس اور ابو اسماعیل کو تہدید آمیز خط لکھا۔ اپنی سطوت و جاہ سے ڈرایا۔ ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی اس کی پرواہ نہ کی علم بغاوت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

معرکہ استر آباد: سلطان محمود کا لشکر ان دنوں بلاد مختلفہ میں منتشر و متفرق تھا۔ ان لوگوں کو طمع دامنگیر ہوئی۔ موقع مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی۔ استر آباد میں ۱۵ ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا افسر برسقی تھا۔ اس معرکے میں برسقی نے بڑے بڑے کار نمایاں انجام دیئے کئی بار خطرناک حالتوں میں مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے نجات پائی۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شب ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ جس میں ملک مسعود کا وزیر استاد ابو اسماعیل طغرائی بھی تھا۔ سلطان محمود نے اس الزام میں کہ اس شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ ایک برس اس نے وزارت کی۔ ادیب' شاعر اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ علم الکیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت: ملک مسعود نے شکست کھانے کے بعد ایک پہاڑ پر جا کر پناہ لی جو میدان جنگ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امان کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ

دے کر ملک مسعود کو دربارِ شاہی میں حاضر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس اثناء میں اس کے بعض امراء بھی اس سے ملے ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل میں چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر سلطان محمود کے مقابلے میں پھر آیئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آ جائے گی۔ ملک مسعود نے عاقبت اندیشی سے اس مشورہ کے مطابق موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد برسقی پہنچا ملک مسعود کو نہ پایا۔ دریافت کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا' سینتالیس کوس سفر طے کر کے مسعود سے ملا۔ سلطان محمود کا امان نامہ دیا اور سمجھا بجھا کر واپس لایا۔ جونہی سلطان محمود کے لشکر قریب پہنچا۔ سلطان محمود نے مع اپنے لشکر کے استقبال کیا' گلے لگایا۔ پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بک کو امان: جیوش بک اتابک بھی شریکِ جنگ تھا بوقتِ شکست ملک مسعود سے بچھڑ گیا۔ بھاگ کر موصل پہنچا فوجیں فراہم کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مسموع ہوئی۔ موصل سے زاب کی طرف کوچ کیا۔ اس عرصہ میں سلطان محمود بھی ہمدان میں آ اترا۔ جیوش بک اتابک نے امان کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے امان دی اور بعزت و احترام پیش آیا۔

دبیس کی سرکشی: باقی رہا دبیس وہ اس وقت عراق میں تھا جس وقت اس کو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا' قتل و غارت گری شروع کر دی۔ شہر کے شہر ویران کر ڈالے خلیفہ مسترشد نے ممانعت کی دبیس نے کچھ توجہ نہ کی تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھ بھیجے۔ سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی۔ دبیس اس پر بھی باز نہ آیا بلکہ لشکر آراستہ کر کے اس بہانے کہ میں اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر دھاوا کر دیا اور دارالخلافت کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصب کرایا۔ خلافت مآب کو دھمکی دینا شروع کی' مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر دارالخلافت سے لوٹ کھڑا ہوا' اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا' دبیس نے براہ تملق و چاپلوسی سلطان محمود کو رام کرنے کی غرض سے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن جہیر کو تحائف و نذرانے دے کر شاہی دربار میں بھیجا مصالحت کا پیام دیا۔ سلطان محمود نے اس کی تنبیہ کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ماہ شوال ۵۱۶ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کو ایک ہزار کشتیاں اپنے ہمراہ لیں' دبیس کو اس کی خبر لگی گھبرا گیا امان کی درخواست کی معذرت کی عرض داشت بھیجی۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور فرما لی۔ چونکہ دبیس کو وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا۔ بعد حصول امن اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بطیحہ بھیج دیا اور بذات خاص ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہوا ایک متنفس بھی نظر نہ آیا۔ شب بھر قیام کر کے مراجعت کر دی۔

منصور برادر دبیس کی نظر بندی: دبیس نے چند روز بعد اپنے بھائی منصور کو اطراف و جوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعے سے سلطان محمود سے مصالحت کرنے کی خواہش ظاہر کی' مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس نے ۵۱۵ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کی طرف کوچ کیا اور با آسانی اس پر قابض و متصرف ہو گیا دربارِ خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا۔ آئندہ اطاعت اور فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ جس کو خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا اور نہ حکومت پناہ نے قبولیت کی نظر سے دیکھا بلکہ لشکر آراستہ و مرتب کر کے برافسری سعد

الدولہ بن تمش حلہ کی جانب روانہ کر دیا۔ جونہی یہ لشکر حلہ کے قریب پہنچا دبیس حلہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سعد الدولہ نے حلہ میں داخل ہو کر اپنی رکاب کی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ کو حلہ میں ٹھہرایا دوسرے حصہ کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا تا اس ناکہ بندی سے دبیس سخت چپقلش میں گرفتار ہو گیا۔ مجبور ہو کر پھر معافی کا خواستگار ہوا' اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا۔ رد و کد کے بعد اس کا بھائی منصور بطور ضمانت کے شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

آقسنقر برستی کی عزت افزائی: چونکہ آقسنقر برستی گذشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ہمرکاب تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بجھا کر نہ صرف شاہی اطاعت پر مائل اور آمادہ کیا تھا بلکہ شاہی دربار میں لا کر حاضر کر دیا اس وجہ سے سلطان محمود آقسنقر برستی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش بک (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے محمود کی خدمت میں آ گیا اور صوبہ موصل کی امارت خالی ہوئی۔ سلطان محمود نے آقسنقر برستی کو ۵۱۵ھ میں موصل کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے ان کے حالات علیحدہ بیان کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایلغازی بن ارتق کو جاگیر کا عطیہ: اس کے بعد امیر ایلغازی بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی سفارش کے لئے روانہ کیا۔ حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور نذرانے پیش کیے دبیس کی طرف سے ایک ہزار دینار یومیہ اور چند راس گھوڑے پیش کرنے کا اقرار کیا مگر اتفاق سے معاملہ طے نہ ہوا۔ بوقت مراجعت سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں عنایت کیا۔ میافارقین امیر سقمان والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ پس یہ اس شہر اس وقت سے اس کے اور اس کے بیٹوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ تا آنکہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے بہامرہ اور زنجان میں بسازش تحریک اپنے اتابک کنتغدی سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا قصد کیا تو ملک طغرل اور اتابک کنتغدی نے زنجان کو چھوڑ کر گنجہ کا راستہ لیا۔ گنجہ میں اس کے بچھڑے ہوئے ہمراہی بھی آ ملے۔ فوجیں بھی اکٹھی ہو گئیں جس سے ان کا شوق ملک پھر ترقی پذیر ہو گیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات کے آغاز کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا اس اثناء میں اس کا اتابک کنتغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں وفات پا گیا۔ آقسنقر احمد یلی والی مراغہ کو کنتغدی کی قائم مقامی کی طمع دامن گیر ہوئی۔ سلطان محمود سے اپنے صوبہ متبوضہ کی طرف جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس جا پہنچا دم پٹی دے کر ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لے چلا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے اردبیل پہنچے۔ والی اردبیل نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً تبریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہنچ کر یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو آذربائیجان مرحمت فرما کر مع ایک عظیم فوج کے روانہ کیا ہے اور جیوش بک مع اپنی رکاب کی فوج کے مراغہ تک پہنچ گیا ہے یہ

سنتے ہی فسخ عزیمت کر کے قیام کر دیا۔ والی زنجان سے دوبارہ اعانت وامداد وخط وکتابت کی والی زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ہمراہ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگر ان مواعید اور عہود کی خواب وخیال سے زیادہ وقعت نہ تھی جس قصد سے یہ سب متفق ہو کر روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا۔ بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی چنانچہ اوائل ۵۱۶ھ میں دونوں بھائیوں میں صفائی ہو گئی۔

جیوش بک کا خاتمہ: جیوش بک جو سلطان محمود کی طرف سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اس پر یہ گزری کہ اس سے اور اس کے امراء لشکر سے ان بن ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ منافرت وکشیدگی اس حد تک پہنچی کہ امراء لشکر نے سلطان محمود کو اس کی جانب سے بدظن کر دیا چنانچہ سلطان محمود نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں بہ مقام تبریز اس کی زندگی کا اپنی تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی آغوش میں سلا دیا۔ جیوش بک ترک النسل سلطان محمد کا غلام تھا۔ عادل' منکسر المزاج' عاقل اور سیاست وآئین ملک داری سے بخوبی واقف تھا جس وقت اس کو موصل وجزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں ان صوبہ میں کردوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا' راہ چلنا دشوار تھا۔ دن دہاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے۔ امن وامان کا کہیں نشان نہ تھا۔ اکثر قلعوں پر انہی کردوں کا قبضہ تھا۔ رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی۔ جیوش بک نے موصل کی کرسی حکومت پر متمکن ہوتے ہی کردوں پر فوج کشی کر دی۔ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا تھوڑے ہی دنوں بہت سے قلعے شہر ہکاریہ' شہر زوزان' شہر بسیہ اور شہر بختہ کے بزور تیغ مفتوح کر لئے کردوں پر اس کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔ مسافر امن وعافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ خلق اللہ کو آسائش ملی۔

معرکہ حلہ اور دبیس کی شکست: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لشکر بسر گردہی برسق کر کوئی ۵۱۶ھ میں دبیس کی سرکوبی کی غرض سے بھیجا گیا تھا پھر باہم مصالحت ہو جانے اور دبیس کا اپنے بھائی منصور کو بطور ضامن برسق کے پاس قید کرا دینے اور برسق کا مع منصور کے ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آنے کا حال بھی تحریر کر چکے تھے خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا۔ سلطان محمد کو لکھ بھیجا۔ دبیس سے کسی طرح مصالحت نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا۔ مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کو آقسنقر برسقی موصل سے طلب کر کے بغداد وعراق کا شحنہ مقرر کیا جائے۔ سلطان محمود نے اس تحریک کی بنا پر آقسنقر برسقی کو موصل سے طلب کر کے بغداد کا شحنہ مقرر کیا اور دبیس سے صف آرائی کا بھی حکم دیا اس مرتبہ سلطان کا قیام بغداد میں تین مہینے رہا۔ جونہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا دبیس اور کھل کھیلا۔ خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا کہ آقسنقر برسقی فوراً فوج لے کر حلہ کی جانب روانہ ہو اور دبیس سرکش کو حلہ سے نکال باہر کرے۔ آقسنقر برسقی اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے طلب کر کے حلہ کی جانب روانہ کیا۔ دبیس بھی یہ خبر پا کر مقابلے پر آیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے آخر کار لشکر موصل شکست کھا کر ماہ ربیع الآخر ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آیا۔ اس مہم میں نصر بن مہذب الدولہ احمد بن ابوالخیر والی بطیحہ اور اس کا چچا مظفر بن عماد بن ابوالخیر بھی شریک تھا۔ چونکہ دونوں میں پہلے سے عداوت تھی اس وجہ سے انہزام لشکر کے وقت مظفر نصر کو قتل کر کے بطیحہ جا پہنچا اور اس پر قابض ومتصرف ہو کر دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

خلیفہ مسترشد کی دبیس سے مشروط مصالحت: اس واقعہ کے بعد دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عرض داشت روانہ کی اور یہ لکھ بھیجا کہ "خلافت مآب کا میں اسی طرح مطیع ہوں جیسا کہ اس سے پیشتر

تھا۔ اگر اس تابعداری میں کچھ بھی انحراف وسرکشی کا مادہ ہوتا تو آقسنقر برسقی کا لشکر بغداد سے صحیح وسلامت واپس نہ جاتا۔ خلافت مآب اپنے صرف خاص کے بلاد پر قبضہ کرنے اور ان پر تصرف جاری ونافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ گرفتار وقید کر لیا جائے''۔ خلیفہ مسترشد نے اس شرط مصالحت کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا۔ اس کا برادرزادہ جلال الدین ابوالرضی موصل بھاگ گیا۔ ان واقعہ اور شکست کی خبر سلطان محمود تک پہنچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

دبیس کے خلاف مظفر کی اہل واسط سے سازش: انہی دنوں دبیس نے اپنے امراہیوں کو ان کی جاگیروں کی طرف جانے کا حکم دیا جو واسط میں تھیں ترکوں نے مزاحمت کی۔ اس بناء پر ادھر دبیس نے ایک فوج بہ افسری مہلہل بن العسکر ترکوں کی سرکوبی کو واسط کی جانب روانہ کی مظفر بن عماد والی بطیحہ کو مہلہل کی کمک کو لکھ بھیجا۔ ادھر اہل واسط کی کمک پر آقسنقر برسقی نے ان کے حسب درخواست ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا۔ مہلہل نے بلا انتظار مظفر اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل واسط نے پہلے ہی حملہ میں مہلہل کو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا۔ علاوہ اس کے ایک گروہ سرداران لشکر کا گرفتار ہو گیا۔ مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو گئی اس کے بعد بطیحہ سے مظفر قتل وغارت اور تاخت وتاراج کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا۔ مہلہل کی شکست کا حال سن کر الٹے پاؤں لوٹ کھڑا ہوا۔ اہل واسط کو اس کی آمد وواپسی کی خبر ملی تو انہوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیج دیا جو مہلہل کے اسباب سے برآمد ہوا تھا دبیس نے بد تخط خاص ان خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے کو لکھا تھا۔ مظفر کو اس خط کے دیکھنے سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا تو اس نے بھی اہل واسط سے سازش کر لی اور دبیس سے منحرف وباغی ہو گیا۔

دبیس کی بغاوت: دبیس کو جب یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادی ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں جس قدر خلافت مآب کے گاؤں اور املاک تھے سب کو لوٹ کر تاخت وتاراج کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامہ حشر برپا ہو گیا۔ امن وعافیت کا نام باقی نہ رہا۔ اہل واسط نے بھی مہلہل کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھایا اور بات کی بات میں دبیس کے ہوا خواہوں کو نعمانیہ سے نکال باہر کیا۔ خلافت مآب نے آقسنقر برسقی کو جنگ دبیس پر روانہ ہونے کا حکم دیا پس اس نے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ دبیس پر روانہ ہوا۔ جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو موصل کی گورنری کے علاوہ واسط کی گورنری کی سند حکومت بھی عطا کی۔ برسقی نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اپنی طرف سے واسط روانہ کیا۔

وزارت کی تبدیلی: ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں کہ دبیس نے اپنی شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کیا تھا چنانچہ خلافت مآب نے اس کو ماہ جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں گرفتار کر لیا بجائے اس کے شرف الدین علی بن طراد زینبی وزارت کا کام نیابۃً کرنے لگا۔ جلال الدین ابوالرضی برادرزادہ وزیر السلطنت جلال الدین بخوف گرفتاری وقتل موصل بھاگ گیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے نظام الدولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس کا بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک دربار سلطان

میں قلمدان وزارت کا مالک تھا۔ خلافت مآب نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدۂ وزارت عطا کیا نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا۔ پس یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین تھا۔ جب اس کو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے اب آئندہ یہ عہدہ مجھے نصیب نہ ہوگا۔ خلافت مآب سے سلیمان بن مبارش کے پاس حدیثہ عانہ جانے کی اجازت چاہی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیر باد کہہ کر حدیثہ عانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں رہزنوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور قید بھی کر لیا مگر چند روز بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی مل گئی بعدہ ۱۷۵ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے اسے قید حیات سے آزاد کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی ان کے بھائی نظام الدولہ ابونصر احمد کو اپنی وزارت سے معزول کر کے سابق وزیر جلال الدین کو عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا۔

دبیس کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کی روانگی: دبیس نے جنگ برسقی میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا بعد ازاں ۵۱۷ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برسقی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود نے جو اس کے بھائی منصور کی آنکھیں میں گرم سلائیاں پھروائیں اس کے انتقام میں بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس غیر مہذب تحریر دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا۔ اسی وقت آقسنقر برسقی کو دبیس کی سرکوبی پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ آقسنقر برسقی اسی سنہ کے ماہ رمضان میں دبیس سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے بھی سامان سفر جنگ درست کر کے دارالخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ فرمایا اور اطراف و جوانب ممالک محروسہ سے فوجیں طلب کیں۔ سلیمان بن مبارش والی حدیثہ مع بنی عقیل کے اور قیرواش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آ پہنچے دبیس نے یہ خبر پا کر نہر ملک کو جو خلیفہ کے صرف خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلافت مآب اس خبر کے سننے سے بہت ناراض اور برہم ہوئے اور دارالخلافت بغداد میں منادی کرائی ''کوئی لشکری بغداد میں ہرگز ٹھہرا نہ رہے۔ سامان سفر و جنگ درست کر کے میدان جنگ روانہ ہو جائے۔ علاوہ لشکریوں کے رعایا اور عوام الناس جس کا جی چاہے شاہی لشکر میں شریک ہو۔ سامان جنگ اور سفر خرچ خلافت پناہی عطا فرمائیں گے''۔ اہل بغداد منادی سن کر شاہی کیمپ میں جوق جوق آنے لگے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو آلات حرب اور سامان سفر دینا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ کل اہل بغداد شاہی کیمپ میں آ گئے۔

معرکہ مبارکہ: ۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور کو خلافت مآب نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس چوتھے دن بقصد جنگ دبیس دجلہ کو عبور کیا۔ سر پر سیاہ عمامہ تھا بدن پر سیاہ قبا دوش پر چادر اور ہاتھ میں چھڑی کمر بندھی ہوئی تھی جس پر عمدہ نفیس پٹی لگی ہوئی وزیر السلطنت نظام الدولہ نقیب النقباء نقیب الطالبین علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسماعیل وغیرہ جلو میں تھے۔ آقسنقر کو اس کی خبر لگی سنتے ہی خلافت مآب کے لشکر میں چلا آیا۔ خلافت مآب نے حدیثہ میں پہنچ کر قیام فرمایا۔ ارکین دولت اور امراء لشکر کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے جنگ دبیس کی بیعت لی۔ اگلے دن کوچ کر کے مبارکہ میں پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برسقی اپنی فوج کو بقصد جنگ مرتب کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔ دبیس بھی اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ اس کے لشکر کے آگے عورتیں اور مخنث (ہیجڑے) گا بجا رہے تھے اور خلافت مآب کی فوج میں حفاظ اور قاری قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے شاہی پھریروں کے ساتھ امیر کربادی بن خراسان ساقہ

بن سلیمان بن مہارش اور میمنہ میں برسقی، ابوبکر بن الیاس اور امراء جلبیہ مع اپنی اپنی فوجوں کے موجود تھے۔

دبیس کی شکست و فرار: پہلے دبیس کے لشکر سے عنتر بن ابوالعسکر نے میمنہ پر حملہ کیا ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں اکھڑ گئے اس کا بھتیجا مارا گیا ابوبکر ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عنتر نے دوسرا حملہ کر دیا قریب تھا کہ ابوبکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے یہ محسوس کر کے لشکر واسط کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا عنتر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ساری فوج جو اس کی رکاب میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ عنتر مع اپنے اسٹاف کے سرداروں کے گرفتار ہو گیا اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی صفوں کی ترتیب میں انتشار پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا خلافت مآب کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچ سو سپاہی تھے کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا۔ جس وقت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی با آواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا۔ دبیس کا لشکر تاب مقابلہ نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا فتح مند گروہ نے سپاہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا خاتمہ جنگ کے بعد قیدی دربار خلافت میں پیش کئے گئے۔ مرد تو خلافت مآب کے روبرو قتل کر ڈالے گئے۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنا لئے گئے اور یوم عاشورہ ۵۱۷ھ کو خلیفہ مسترشد مظفر و منصور بغداد واپس آیا۔[1]

دبیس کا بصرہ پر قبضہ: دبیس نے شکست کھا کر عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے بہ خیال ناراضگی مسترشد و سلطان محمود اعانت سے انکار کیا تب دبیس نے مشقر (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل مشقر سے امداد کا خواہاں ہوا۔ اہل مشقر دبیس کے بھرنے میں آ گئے امداد کا وعدہ کر لیا۔ دبیس نے اہل مشقر کو جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا امیر بصرہ کو اس کی خبر کچھ نہ تھی تاہم مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی۔ آقسنقر برسقی کو غفلت پر سخت و سست کہہ کر دبیس کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ دبیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی و حمایت پر مامور کیا۔ عماد الدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی۔ اس کے اطراف و جوانب سے سرکش اور باغی عربوں کو منتشر کر دیا۔

دبیس کا محاصرۂ حلب: دبیس نے جعبر میں پہنچ کر عیسائیوں سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ ہو کر حلب کے محاصرہ پر آیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی ۵۱۸ھ میں وہ محاصرۂ حلب سے دستکش ہو کر چلے گئے اور دبیس ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ ماشاء اللہ طبیعت تیز و طرار پائی تھی ملک طغرل کو قبضہ عراق کا لالچ دیا اور اپنی چرب زبانی سے اس کو اس پر آمادہ کر لیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

یرنقش کی تقرری: واقعات متذکرہ بالا کے بعد اتفاقات سے خلافت مآب کو آقسنقر برسقی کی طرف سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی سلطان محمود کو لکھ بھیجا "آقسنقر برسقی حکومت عراق سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیج دیا جائے مابدولت و اقبال اس کی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں"۔ سلطان محمود نے اس تحریک و تحریر کے مطابق برسقی کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے موصل کی روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کمسن بچہ کو اس کے ہمراہ کر دیا اور بغداد کی شحنگی پر یرنقش زکوی کو مامور فرمایا جس وقت یرنقش زکوی کا نائب دار الخلافت بغداد میں آیا۔ برسقی نے اس کو چارج دے کر مع

[1] یہ واقعات ۵۱۷ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲۶۵۔

شہزادہ کے موصل کا راستہ لیا اور عماد الدین زنگی والی بصرہ کو موصل بلا بھیجا مگر عماد الدین زنگی بجائے موصل آنے کے سلطان محمود کے پاس اصفہان جا پہنچا۔ سلطان محمود اس سے بڑے تپاک سے ملا اور بصرہ کو بطور جاگیر عنایت فرما کر پھر بصرہ کی جانب واپس فرمایا۔

دبیس کا عراق پر قبضہ کرنے کا منصوبہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دبیس بن صدقہ محاصرۂ حلب کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ پر ابھارنا چاہا اور جب ملک طغرل پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اٹھالیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو آراستہ کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دقوقا میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مجاہد بن بہروز نے تکریت سے خلافت مآب کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور عزیمت سے مطلع کیا۔ خلافت مآب نے ان دونوں سرکشوں اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے سفر و جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ یرنقش زکوی شحنہ بغداد کو یہ اشارہ ہوا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ پر مستعد رہنا اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج مزید جمع ہو گئی۔ ۵ صفر ۵۱۹ھ میں خلافت مآب نے دار الخلافت بغداد سے نکل کر صحرا شماسیہ میں قیام فرمایا۔

ملک طغرل کی غارت گری: ملک طغرل نے یہ سن کر راہ خراسان کی جانب قدم اٹھائے۔ ان کے لشکریوں نے غارت گری شروع کر دی۔ رباط جلولا میں پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اس کی طرف بڑھایا اور دسکرہ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا موکب ہمایوں بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں اتر پڑا۔ ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولا سے نکل کر ہارونیہ میں قیام کیا۔ ملک طغرل اور دبیس میں یہ رائے قرار پائی کہ پہلے دونوں متفق ہو کر جسر نہروان کو عبور کریں بعد ازاں دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی محافظت و نگرانی کرتا رہے اور ملک طغرل اپنی فوج کو دار الخلافت بغداد کی طرف بڑھائے مگر اتفاقیہ مواقع ایسے پیش آئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوئی ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوا۔ رسد غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچی۔ دبیس پل عبور کرنے کی غرض سے نہروان پر آیا۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کے کھانے تھے یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلافت مآب کی خدمت میں جا رہے تھے۔ دبیس نے ان کو لوٹ لیا۔ خلیفہ کے لشکر گاہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام لشکر میں ایک ہلچل مچ گئی لشکری مال و اسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگے۔

دبیس کا اظہار اطاعت: خلافت مآب نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کیا نہروان میں پہنچے تو دبیس اور اس کے ہمراہیوں کو سوتے ہوئے پایا شور و غل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلافت مآب علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں۔ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی چاپلوسی اور خوشامد سے اظہار عجز و اطاعت کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے مصالحت کرنے پر مائل ہو گیا۔ اس عرصہ میں وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا اس نے خلافت مآب کی اس رائے کو بدل دیا۔ اس کے بعد خلافت مآب کا موکب ہمایوں نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی روانگی کے چھبیسویں روز بغداد پہنچا اور دبیس نے ملک

طغرل کی جانب معاودت کی۔

ملک طغرل اور دبیس کی خراسان کو مراجعت: اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کی طرف کوچ کیا۔ ہمدان ہو کر گزرے۔ اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ عمال شاہی سے تاوان اور جرمانے وصول کئے سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ خراسان میں ملک سنجر کے پاس جا کر دم لیا۔ خلیفہ مسترشد اور برتقش شحنہ بغداد کی شکایات کے دفتر کھول لے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں کشیدگی: ۵۲۰ھ میں برتقش زکوی شحنہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے مابین چل گئی۔ خلیفہ مسترشد نے برتقش زکوی کو تہدید کا خط تحریر کیا۔ برتقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا تاماہ رجب سنہ مذکور میں بغداد کو خیر باد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں مرتب کر لی ہیں سامانِ جنگ بھی کافی طور سے فراہم کر لیا ہے۔ مالی قوت بھی ایک گونہ قابل اطمینان ہے اگر حکومت پناہ دار الخلافت بغداد کے قبضہ سے ذرا بھی تساہلی فرمائیں گے تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنے دشوار ہوگا اور پھر وہ آپ کے قبضۂ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سامانِ سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی کہلا بھیجا ”چونکہ دبیس کی بغاوت اور سرکشی کی وجہ سے ممالک محروسہ میں امن و عافیت معدوم ہو رہے ہیں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم عراق کو واپس جاؤ۔ جس قدر روپے کی ضرورت ہو ما بدولت اقبال دینے کو تیار ہیں“۔ اس پیام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی اور وہ خیالات جو برتقش نے محمود کے ذہن میں جما دیئے تھے مجسم ہو کر روبرو آ گئے۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔

خفیف اور عماد الدین میں معرکہ آرائی: خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کر بغداد کے غربی ساحل کو اس اعلان کے ساتھ عبور کیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر لگی اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف بڑھا اور خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں ٹھہرا رہا اپنے خادم خاص عفیف نامی کی افسری میں ایک لشکر واسط کی جانب سلطان محمود کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آق سنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض عفیف اور عماد الدین نے صف آرائی کی۔ خوب خوب لڑائیاں ہوئی آخر کار عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ کثیر اس کے لشکر کا مارا گیا۔ بہزار خرابی عفیف بھاگ کر خلافت مآب کی خدمت میں پہنچا۔ خلافت مآب نے کشتیاں جمع کرائیں اور محل سرائے خلافت کل دروازے باستثناء باب نوبی بند کرا دیئے اتنے میں سلطان محمود ۲۰ ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر اتر پڑا۔ لشکریوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے واپس جانے اور مصالحت کرنے کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے مصالحت اور معاودت سے انکار کیا بعد اس کے سلطانی لشکر کا ایک حصہ موقع پا کر یکم محرم ۵۲۱ھ میں

محلسرائے خلافت میں گھس پڑا اور تاج کو لوٹ لیا اس سے عوام الناس کو بے حد اشتعال پیدا ہوا سب جمع ہو کر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہنچے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی جنگ: خلیفہ مسترشد طیش میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا۔ وزیر السلطنت آگے آگے تھا' نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود مابدولت آواز بلند ''یالہاشم'' پکار رہے تھے۔ کشتیوں کا پل بنائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ بات کی بات میں بن کر تیار ہو گیا ایک ہی بار میں کل ہمراہیان خلیفہ عبور کر گئے اس وقت خلافت مآب کے مکان میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ آور روپوش تھے سلطانی لشکر بے خوف و ہراس غارت گری میں مصروف تھا۔ خلافت مآب کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے مع تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد کے شرقی ساحل کو عبور کیا۔ دمدمے خندقیں اور مورچوں کے بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ رات بھر بغداد کی حفاظت کا انتظام کامل کر لیا گیا۔ لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ ہر روز کنارہ دجلہ پر خون کا دریا بہایا جاتا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت: اس اثناء میں عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بصرہ سے آ پہنچا اور دریا اور خشکی کو گھیر لیا سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری کی' خلافت مآب نے اپنی کمزوری کو محسوس کر کے صلح کا پیام دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا۔ بعد ازاں بیمار ہو گیا۔ اطباء نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی' چنانچہ ماہ مذکور کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت خلافت مآب نے نذرانے' تحائف اور انعامات دیئے جس کو سلطان نے بسر و چشم قبول کیا اور خشکی عراق پر بعد غور و فکر عماد الدین زنگی کو متعین فرمایا۔

وزیر ابو القاسم کی معزولی: جب سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابو القاسم علی بن ناصر نشاباذی کو بالزام سازش خلیفہ مسترشد گرفتار کر کے شرف الدین انوشیروان بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ شرف الدین بوقت گرفتاری وزیر ابو القاسم بغداد میں تھا سلطان محمود کی طلبی پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدہ سے سرفراز کئے جانے پر امراء و روساء نے نذریں گذرانیں۔ خلافت مآب نے بھی چند تحفے دیئے چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی۔ اس کے بعد استعفاء دے کر بغداد لوٹ آیا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم اس زمانہ سے برابر مقید اور محبوس رہا تا آنکہ آئندہ سنہ میں سلطان سنجر رے آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کی وزارت پھر دلوائی۔

دبیس اور ملک سنجر: جس وقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ہمراہ تھا ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال سنجر کے دماغ میں جاگزین کر دیا اور عراق پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ ملک سنجر سامان سفر و جنگ درست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا۔ سلطان

محمود اس وقت ہمدان میں تھا ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے کہ آیا وہ میرا مطیع ہے یا نہیں بلا بھیجا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا چچا سے ملنے کو روانہ ہوا۔ جس وقت ملک سنجر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سنجر نے کل فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی بعزت ملک محمود سے ملا اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا۔ بعد ازاں ملک سنجر نے ۱۵ ذیقعدہ کو خراسان کی جانب کوچ کیا۔ روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا۔

دبیس اور سلطان محمود: ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے بھی ہمدان کی طرف مراجعت کی' دبیس اس کے ہمراہ تھا' ہمدان میں چند دنے قیام کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا' دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے عفو تقصیر کی سفارش کی۔ خلافت مآب نے اس شرط سے اس کی تقصیر معاف فرمائی کہ اس کو حلہ کی بجائے اور کسی صوبہ کی حکومت دی جائے' چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار صرف کر کے حکومت موصل کی سند حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عماد الدین زنگی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تحائف اور نذرانے لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا' ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے' سلطان محمود نے اس کو پھر حکومت موصل پر واپس کیا اور بہروز کو بغداد کی شحنگی عنایت کی' حلہ کی نگرانی بھی اسی کے متعلق کی گئی۔

دبیس کی سرکشی اور فرار: اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق وقت سے ہمدان میں پہنچ کر علیل ہو گیا۔ دبیس کو موقع مل گیا۔ عراق جا پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ اور مدافعت کی تیاری کی۔ دبیس نے اعراض کر کے حلہ کا راستہ لیا۔ بہروز نے یہ سن کر حلہ چھوڑ دیا۔ پس دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کزل اور امیر احمد یلی کو حلہ کی طرف روانہ کیا۔ جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اس کی آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ دبیس نے یہ خبر پا کر خلیفہ مسترشد کو اپنے موافق بنانے کی کوشش کی۔ عذر خواہی کی عرضی بھیجی۔ خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساتھ ہی دبیس اپنی تدبیر اور حکمت عملیوں سے غافل نہ تھا۔ فوجیں' اسباب جنگ اور زر و پیسہ فراہم کرتا جاتا تھا تا آنکہ اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس عرصہ میں احمد یلی ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور فوراً دبیس کے تعاقب میں روانہ ہوا بعد ازاں ماہ ذیقعدہ میں سلطان محمود بھی دارالخلافت بغداد پہنچا دبیس نے نذرانے اور تحائف پیش کر کے معافی تقصیر کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے عفو تقصیر سے انکار کیا۔ دبیس نے حلہ کو خیرباد کہہ کر بصرہ کا راستہ لیا اور جس قدر بصرہ میں خلافت مآب اور سلطنت کا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا سلطان محمود یہ خبر پا کر آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج متعین کی۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا چھپا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی: ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے اپنی حکومت کے تیرہویں برس وفات پائی۔ باتفاق رائے وزیر السلطنت ابوالقاسم نشابادی اور اتابک آقسنقر احمد یلی' سلطان محمود کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن کیا گیا۔ تمام بلاد جبل اور آذربائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جدید سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و

جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوئے مگر اکثر فرو بھی ہو گئے۔ وزیر السلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجر کے پاس رے چلا گیا[1] اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی جانب کوچ کیا اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

سلطان داؤد اور ملک مسعود کی جنگ و مصالحت: اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ داؤد کا چچا ملک مسعود جرجان سے تبریز چلا آیا ہے اور اس پر قبضہ کر لیا ہے اس خبر کا سننا تھا کہ فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور بہ عجلت ممکنہ تبریز پہنچ کر آخر ماہ محرم ۵۲۶ھ میں شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چچا اور بھتیجے میں لڑائی شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ داؤد نے تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب کوچ کیا اور ملک مسعود تبریز سے باہر آ کر فراہمی لشکر میں مصروف ہوا۔ تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا علم بلند کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مسترشد سے کہلا بھیجا "میرے نام کا خطبہ جامع مسجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے"۔ دربار خلافت سے جواب آیا "بالفعل سلطان سنجر والی خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا"۔ اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب ہے اور سزاوار ہے کسی دوسرے کو اس کا حق نہیں پہنچتا ہے اس یادداشت سے ایک خاصا موقع ہاتھ آ گیا اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی والیٔ موصل سے اعانت طلب کی۔ عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا اقرار کیا اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ معشوق تک پہنچا۔

ملک سلجوق کی بغداد میں آمد: اس عرصہ میں قراجا ساقی والیٔ فارس و خوزستان بہمراہی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد ایک عظیم لشکر لئے ہوئے بغداد پہنچ گیا اور دار الخلافت میں جا پڑا۔ خلافت مآب نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر پا کر مقابلہ کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر ملی۔ قراجا ساقی نے زنگی کی روک تھام کرنے کو ساحل غربی کو عبور کیا۔ زنگی اور قراجا ساقی میں لڑائی چھڑ گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب پدر سلطان صلاح الدین یوسف تھا اس زنگی کو عبور کرنے کو کشتیاں فراہم کر دیں۔ پس بنہ سواد یان زنگی نے جیوں تیوں دریا کو عبور کیا اور باطمینان تمام اپنا راستہ لیا۔

ملک مسعود اور خلیفہ کے مابین معاہدہ: اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ کو آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے تھے مگر یہ سن کر کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے۔ بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا اور خلافت مآب کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر بقصد قبضہ عراق رے آ گیا ہے اگر خلافت مآب اور سلجوق شاہ و قراجا ساقی مجھ سے مصالحت کر لیں اور میرے ہم آہنگ ہو جائیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہ کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلافت مآب کا قبضہ و تصرف جاری و نافذ رہے گا خلافت پناہی کے عمال

[1] ملک طغرل دبیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس محل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اس وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔ منہ

ونواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر زمام حکومت میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کی بابت یہ قرار دیا جائے کہ میرے بعد وہ وارث تاج وتخت ہوگا۔ خلافت مآب اور سلجوق شاہ نے اس دم بیچ میں آ کر شرائط مصالحت منظور کر لیں۔ چنانچہ تکمیل معاہدہ کی غرض سے ملک مسعود ماہ جمادی الاولی ۵۲۶ھ میں پھر بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور مصالحت ہوگئی۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود کی جنگ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان مسعود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد مسند حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ یہ امراس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گزرا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کو بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا دوسرا برادر زادہ ملک طغرل بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر رے پہنچا۔ دو چار روز قیام کر کے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے مع اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ملک سنجر کی روک تھام کو بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی حسب وعدہ اس مہم میں شریک ہونے کو سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دبیس کو حلہ عنایت فرما کر بغداد کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا دبیس نے اپنی جانب سے شحنگی بغداد پر عماد الدین زنگی کو مامور کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روانگی کے بعد آپ بھی روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں ان دونوں سرکش اور باغیوں کی مدافعت کی غرض سے دارالخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اور سلطان مسعود مع اپنے امراء اور لشکر کے ملک سنجر سے جنگ کرنے کو آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استر آباد میں ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بلا جدال و قتال چار منزل پیچھے ہٹ آیا۔ جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی خبر کر دی۔ اس وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تعاقب میں اٹھ کھڑا ہوا۔

دینور کا معرکہ: ۸ رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریفوں کا مقام دینور میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر قزل تھا۔ میسرہ پر برنقش بازدار اور یوسف جاروش۔ پہلا حملہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک سنجر کے قلب لشکر پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ حملہ آور گروہ جوش مردانگی میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراجا ساقی کو دونوں طرف سے گھیر لیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ قراجا ساقی زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا۔ ملک سنجر کے سپاہیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود اور اس کے ہمراہی اس غیر متوقع شکست سے پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اثنائے دارو گیر میں بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ قیدیان جنگ کی بعد خاتمہ جنگ ملک سنجر نے لوگوں کی زجر و توبیخ کی اور پھر قتل کا حکم دے دیا۔

ملک سنجر اور سلطان مسعود میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں عذر خواہی کی غرض سے حاضر ہوا ملک سنجر عزت وتوقیر سے پیش آیا گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمے میں ٹھہرایا اونچ نیچ سمجھائی۔ خود رائی اور مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت عطا فرما کر گنجہ کی جانب روانہ کیا۔ باقی رہا دوسرا برادر

زادہ ملک طغرل اس کو مسند حکومت پر متمکن کر کے وزارت کا قلمدان ابوالقاسم نیشاپادی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان کی جانب لوٹا۔ ۲۰ رمضان ۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

دبیس کی شکست اور فرار: خلافت مآب نے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دبیس اور زنگی کی مدافعت کی غرض سے بغداد کی طرف مراجعت کی تھی بغداد پہنچ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ سلطان محمود کو بمقابلہ ملک سنجر شکست ہو گئی۔ خلافت مآب نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل کو عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہوا' ۲۷ رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ برامکہ پر زنگی اور دبیس سے مڈبھیڑ ہوئی' خلافت مآب کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلافت مآب کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے رکاب کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ مطر نے یہ دیکھ کر حملہ آور گروہ پر پشت سے حملہ کیا۔ خلافت مآب بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے حملہ آور ہوئے دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ زنگی نے کمال استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے سے ایک لحظہ بھی خلافت مآب کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا۔ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔

دبیس اور اقبال کی جنگ: دبیس نے شکست اٹھا کر حلہ میں جا کر دم ڈالا۔ حلہ اور اس کے کل مضافات پر اقبال کا قبضہ و دخل تھا اقبال نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے دبیس کے سر پر پہنچا۔ دبیس مقابلہ پر آیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا۔ دبیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی بھاگ کر واسط پہنچا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکری بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ انہی واقعات پر ۵۲۶ھ ختم ہو جاتا ہے۔ برتقش بازدار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے دبیس کی سرکوبی کو آ جاتے ہیں دریا اور خشکی لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آتے ہیں لیکن شکست فاش اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔

ملک داؤد کی پسپائی: ملک طغرل کے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ملک سنجر نے بوجہ بغاوت وسرکشی احمد خان والی ماوراء النہر خراسان کی جانب معاودت کی ان دنوں ملک داؤد بلاد آذربائیجان اور گنجہ میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں اور جیش مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے میمنہ پر ابن برسق تھا۔ میسرہ پر کزل' مقدمۃ الجیش پر آقسنقر اور ملک داؤد کے میمنہ پر برتقش زکوئی۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک قریہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ برتقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی۔ ترکوں کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ تمام لشکر میں ہلڑ مچ گیا اتابک آقسنقر احمد یلی بخوف جان بھاگ گیا ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی حریف نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا برتقش زکوئی گرفتار کر لیا گیا ملک داؤد موقع پا کر نکل بھاگا ایک مدت تک ادھر ادھر مارا مارا پھر بعد ازاں مع اپنے آقا آقسنقر کے وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب نے شاہی محلسرا میں عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد کا آذربائیجان اور ہمدان پر قبضہ: سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو

بمقابلہ ملک طغرل شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریب بغداد پہنچا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دارالخلافت بغداد کے ممبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعدہ سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے باتفاق رائے خلافت مآب یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان پر فوج کشی کریں۔ دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی کل صوبہ پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مقام اردبیل میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کو بھی ان لوگوں نے جا گھیرا۔ بعض ان میں سے چھپ کر بھاگ گئے اور بعض قتل کر ڈالے گئے۔ بعد ازاں ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا۔ سلطان مسعود نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی اثناء میں آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر ڈالا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

معرکہ رے اور ملک طغرل کی شکست: ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد رے کا قصد کیا۔ رفتہ رفتہ قم پہنچا یہاں بھی اس کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصفہان کی جانب مراجعت کی۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجہ غضب سے بچائے۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر اصفہان کے محاصرے کو بڑھا۔ چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا اس وجہ سے اس نے اصفہان کو چھوڑ کر بلاد فارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان سے اعراض کر کے ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ ملک طغرل کے بعض امراء لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امان حاصل کر لی جو باقی رہ گئے ان میں سے ملک طغرل مشکوک ہو گیا۔ ان لوگوں نے پیچھا چھڑا کر افتاں و خیزاں ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں رے جا پہنچا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا۔ وہ بھی سراغ لگاتا ہوا رے آ پہنچا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ ملک طغرل کو شکست ہوئی ایک گروہ اس کے سرداران لشکر کا گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان مسعود نے مظفر و منصور ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

جس وقت ملک طغرل فارس سے رے آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں اس کا وزیر ابوالقاسم نشابادی بھی مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۲۷ھ کا ہے۔

خلیفہ مسترشد کا محاصرہ موصل اور مراجعت بغداد: جس وقت عمادالدین زنگی کو بمقابلہ خلیفہ مسترشد شکست ہوئی۔ جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں تو عمادالدین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور سلاطین سلجوقیہ ہمدان میں بوجہ مخالفت باہمی اور خانہ جنگی باہم مصروف جدال و قتال ہو گئے اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے آئے۔ ان لوگوں کے آ جانے سے خلیفہ مسترشد کے مضمحل و کمزور قوائے حکمرانی میں توانائی عود کر آئی۔ خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ کو جو اس وقت سربرآوردہ و افراد سے تھے عمادالدین زنگی کے پاس سمجھانے کو روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر افہام و تفہیم کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ بلکہ پند و موعظت میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا۔ زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے محاصرہ موصل کا قصد فرمایا۔

سلطان مسعود کو بھی اس کی تحریک کی۔ چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کی جمعیت سے کوچ کیا۔ جس وقت موصل کے قریب پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب نصیر الدین چقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین کی مدافعت کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجر کے پاس جا کر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہر ناکہ بندی کر لی کہ خلیفہ مسترشد کی امداد و رسد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے خلافت مآب کو بہت سے امور میں صدہا دقتیں اٹھانا پڑیں مگر پھر بھی تین ماہ کامل موصل کا محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی ہو تو محاصرہ اٹھا کر دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی کوچ و قیام کرتا ہوا اسی سنہ کے یوم عرفہ کو بغداد میں پہنچ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کے لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ گزارش کر دی تھی کہ سلطان مذکور عراق کا قصد کر رہا ہے اس وجہ سے خلافت مآب نے موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دارالخلافت کی جانب معاودت فرمائی تھی۔

سلطان مسعود اور طغرل کی جنگ: جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کی شکست کے بعد ہمدان کی طرف مراجعت کی۔ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذربائیجان میں باغی ہو گیا ہے۔ فوراً لشکر کو ازسر نو مرتب کر کے کوچ کر دیا اور آذربائیجان کے ایک قلعے پر پہنچ کر اسے اپنے محاصرے میں لے لیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی طرف قدم بڑھائے۔ رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہو گئیں بلاد جبل کے اکثر شہروں کو مفتوح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے۔ سلطان مسعود سے جنگ کرنے کی غرض سے قزوین پہنچا۔ سلطان مسعود بھی یہ خبر پا کر ملک طغرل کی سرکوبی کو آیا۔ چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصہ کو ملا لیا تھا اس وجہ سے بوقت مقابلہ سلطان مسعود کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس کے نتیجے میں سلطان مسعود کو آخری ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں اپنے باغی بھتیجے سے شکست اٹھانا پڑی۔

سلطان مسعود کی بغداد کو روانگی: سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلافت مآب دارالخلافت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلاحی مع اس کے بھائی سلجوق شاہ کے اصفہان میں تھا۔ اس ناگہانی شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد چلے آئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر محلسرائے شاہی میں قیام کیا۔ خلافت مآب نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہوا۔ اثناء راہ میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے ہمراہیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ خیمے بھی نہ تھے مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے ثابت نہ تھے۔ خلافت مآب نے خیمے مرحمت فرمائے مال و اسباب اور روپیہ دیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کو خلیفہ کی اعانت: غرض ۱۵ شوال ۵۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ہمدان میں ٹھہرا رہا۔ دارالخلافت بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش و حواس بجا ہوئے دربار خلافت میں خلافت مآب کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلافت مآب نے تسلی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا ''تم ناگہانی شکست سے برداشتہ خاطر نہ ہو کمر ہمت باندھ کر پھر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کو اٹھو تا بدولت واقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں''۔ سلطان مسعود نے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے

اٹھ کر خوش خوش اپنے دارالحکومت میں آیا۔

ملک طغرل کی وفات: امراء سلجوقیہ کا ایک گروہ جو بخوف فتنہ اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلافت مآب کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ و بہی خواہ ہو گیا۔ ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ سب کو ملا لیا۔ اتفاق یہ کہ ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروہ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو سب کی طرف سے شک پیدا ہو گیا۔ مگر صرف اسی شخص کو جس کے نام خط آیا تھا گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لٹوا لیا۔ جو باقی رہے اور امراء سلجوقیہ وہ سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے خلیفہ مسترشد نے ان کو بلا بھیجا۔ سلطان مسعود نے ممانعت و مزاحمت کی۔ اس سے باہم کسی قدر کشیدگی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے چلنے کی درخواست کی ہنوز کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی سلطان مسعود نے یہ سنتے ہی ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ فوجوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ رؤساء ملک و ملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری و اطاعت کے عہد کیے۔ غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ حاصل کر لیا اور قلمدان وزارت شرف الدین انوشیروان خالد کو مرحمت کیا۔ یہ مع اپنے اہل و عیال کے سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے پر امراء سلجوقیہ کے چند سر برآوردہ اشخاص کو سلطان مسعود سے منافرت و کشیدگی پیدا ہوئی۔ از انجملہ برتقش، کزل سنقر والی ہمدان اور عبدالرحمن بن طغرل بک وغیرہ تھے انہی لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا ان سب نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلافت مآب سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر برسق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت و فرمانبرداری کا باہم معاہدہ کیا چونکہ خلیفہ مسترشد کی طرف سے بدظنی تھی، اس لئے خلافت مآب نے سدید الدولہ بن انباری کو دبیس اور کل امراء کا امان نامہ مرحمت فرما کر ان لوگوں کے پاس روانہ کیا چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آیا اور امراء نے بغداد کا راستہ لیا خلافت مآب نے ان لوگوں سے بعزت و احترام ملاقات کی اس سبب سے مابین خلافت مآب اور سلطان مسعود منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔

خلیفہ مسترشد کی بغرض جنگ بغداد سے روانگی: رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچی کہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود ۲۰ رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج فرمایا۔ مقام شفیع میں پہنچ کر پڑاؤ کیا والی بصرہ سے امداد طلب کی اس نے بمقابلہ سلطان مسعود امداد دینے سے انکار کیا مگر اور امراء سلجوقیہ جو خلافت مآب کے ہمرکاب تھے وہ خلافت مآب کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو ابھارتے اور امداد کا وعدہ کر رہے تھے۔ خلافت کا مقدمۃ الجیش کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچا۔ اس کے بعد ماہ شعبان سنہ مذکور میں خود خلافت مآب نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے چھوڑ کر کوچ فرمایا۔ اس اثناء میں برسق بن برسق بھی آ ملا جس کی وجہ سے اس فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ امراء عرب خلافت مآب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے سلطان مسعود کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان لوگوں

کی تالیف قلوب کی اور اپنا ہم آہنگ بنالیا اور ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔

معرکہ دینور: خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگ آور سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آ گئے تا آنکہ خلافت مآب کی رکاب میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی۔ ملک داؤد بن محمود نے آذربائیجان سے کہلا بھیجا "آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کو دینور کا قصد فرمائیے" چنانچہ خلافت مآب نے بقصد جنگ سلطان مسعود دینور کی جانب کوچ کیا۔ برتقش برداز کور الدولہ سنقر' کزل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھا۔ جاولی برسقی' شراب سالار اور اعلبک میسرہ میں۔ اعلبک وہ شخص ہے جس کو خلیفہ مسترشد نے امرائے سلجوقیہ سے بہ الزام سازش سلطان مسعود گرفتار کیا تھا۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری: ۱۰ رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف معرکہ آرا ہوئے اثنائے جنگ میں خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑا' سلطان مسعود نے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور متواتر حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ سلطان مسعود تاڑ گیا فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ خلافت مآب کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی' خلیفہ مسترشد مع اشراف کے گرفتار کر لئے گئے جس میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زینبی' قاضی القضاۃ' خطیب' فقہاء اور شہود تھے خلیفہ مسترشد ایک خیمہ میں اتارا گیا باقی قلعہ سرخاب میں قید کر دیئے گئے۔ بعدہ سلطان مسعود نے میدان جنگ سے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ کی گرفتاری پر اہل بغداد کا ماتم اور خونریزی: اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بک آبے محمدی کو شحنہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ آخری ماہ رمضان سنہ مذکور کو وارد بغداد ہوا۔ خلیفہ مسترشد کے جس قدر املاک تھے سب کو ضبط کر لیا۔ محلسرائے خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے' عورتوں نے واویلا کیا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا۔ خطیب کو خطبہ نہ پڑھنے دیا۔ بازاروں میں کہرام مچ گیا۔ لوگ سروں پر خاک اڑاتے شور و غل مچاتے شحنہ بغداد کی فوج سے جا بھڑے۔ کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے والی اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے فتنہ و فساد کے امن و عافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔ اسی عرصہ میں ماہ شوال سنہ مذکور میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ملک داؤد ابن سلطان محمود نے مراغہ میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا اور مقید خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ انہیں سے باہم مصالحت کے نامہ و پیام شروع ہوئے۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان مسعود مع خلیفہ مسترشد کے مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے اور خلیفہ مسترشد کو ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے روانگی مراغہ کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد میں مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر باہم صلح[1] ہوئی:

[1] اس مقام پر اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔ مترجم۔

۱) خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔
۲) خلیفہ مسترشد کو بحیال جنگ اور فتنہ فوج رکھنے کا اختیار نہ ہوگا۔
۳) کسی غرض سے کسی وقت میں خلیفہ مسترشد دارالخلافت سے باہر نہ نکلے۔ صلح نامے لکھے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے دستخطوں سے مرتب کیا۔

خلیفہ کا قتل: خلیفہ مسترشد بقصد واپسی بغداد سامان سفر درست کرنے لگا۔ روائے خلافت روبرو لائی گئی اتنے میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے اس وجہ سے خلیفہ مسترشد کی روانگی میں تاخیر ہوئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کو سوار ہو گیا' خلیفہ مسترشد کا خیمہ' شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب ہوا۔ تقریباً بیس نفر یا اس سے کچھ زیادہ باطنی دفعتہ خلافت مآب کے خیمہ میں گھس پڑے اور ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ سر کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ۱۷ ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے ساڑھے سترہ سال خلافت کی' قاتل گرفتار کیے گئے اور قتل کر ڈالے گئے۔

باب ۲۳:

منصور مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا ۵۳۰ھ

محمد بن مستظہر الامر للہ ۵۳۰ھ تا ۵۵۵ھ

بیعت خلافت: اس کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر بہ ولیعہدی اپنے باپ کے مسند خلافت پر رونق افروز ہوا' بغداد میں بحاضری اراکین ملک وملت بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو ساحل غربی کو عبور کر کے تکریت کا راستہ لیا اور مجاہدین بہروز کے پاس جا کر قیام کیا۔

دبیس کا قتل: خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سرادقہ دروازہ پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ اس نے راہ چلتے میں اس کا سر اتار لیا۔ دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر' اس کے خدام' اس کے باپ صدقہ کے پاس حلہ میں جا کر جمع ہوئے قطلغ تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے امیکر بک شحنہ بغداد کو حلہ پر قبضہ کر لینے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ امیر بک نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حلہ کی جانب روانہ کیا۔ صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی۔ تا آنکہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اسی کے ہمراہ رہا۔

خلیفہ راشد اور یرنقش کی جنگ: مسند خلافت پر خلیفہ راشد کے متمکن ہونے کے بعد یرنقش زکوی سلطان مسعود کے پاس سے' راشد سے وہ زر نقد وصول کرنے کو بغداد آیا۔ جس کا اقرار اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جو چار لاکھ کی رقم تھی۔ خلیفہ راشد نے جواب دیا ''پدر بزرگوار ایک حبہ خزانہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ جو کچھ مال واسباب اور زر نقد تھا وہ سب کا سب لٹ گیا''۔ یرنقش یہ سن کر خاموش رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ ''یرنقش مخلسرائے خلافت پر دفعتہً قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ مہیا کر رہا ہے''۔ خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ موقع موقع سے دھس اور دمدمے بندھوائے بعد اس کے یرنقش مع امراء بلجیہ کے سوار ہو کر محلسرائے خلافت کے لوٹنے کو نکلا۔ عوام الناس اور خلافت مآب کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار خلافت مآب کے لشکر نے یرنقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا۔ یرنقش نے دار الخلافت سے نکل کر خراسان کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد اور سلطان مسعود میں کشیدگی: امیر بک شحنہ بغداد بھی خراسان کی جانب بھاگا۔ یرنقش نے بحال پریشان بند نجین میں جاکر دم لیا عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص و عام کو خاطر خواہ لوٹا۔ اس واقعہ سے ما بین سلطنت پناہ اور خلافت مآب منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔ ارا کین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے خلافت مآب کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ ملک داؤد بن سلطان محمود مع لشکر آذربائیجان بغداد کی جانب روانہ ہوا ماہ صفر ۵۳۰ھ میں وارد بغداد ہو کر محل سرائے سلطانی میں قیام کیا۔

جلال الدین ابو الرضا کا عہدہ وزارت پر تقرر: عماد الدین زنگی موصل سے' یرنقش بازدار والی قزوین' قزوین سے' بقش کبیر والی اصفہان اصفہان سے' صدقہ بن دبیس والی حلہ حلہ سے' اور ابن برسق اور احمد یلی وغیرہ بھی آ پہنچے ملک داؤد نے یرنقش بازدار کو بغداد کی شحنگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابو عبداللہ حسن بن جہیر استادوار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا۔ زنگی کی سفارش سے اقبال کو رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد وہ زنگی ہی کے پاس رہا۔ وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضا ابن صدقہ زنگی سے ملنے کو آیا اور چند روز اس کے پاس مقیم رہا۔ زنگی نے اس کی سفارش کر دی۔ خلافت مآب نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔ قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا اور امیر بک آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ زنگی یہ خبر پا کر واسط جا پہنچا اور دونوں میں مصالحت اور صفائی کرا کے بغداد واپس آیا۔

سلطان مسعود کا بغداد کا محاصرہ: ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے بقصد جنگ سلطان مسعود طریق خراسان کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا خلیفہ راشد بھی اپنی فوج آراستہ کر کے یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا مگر تیسرے ہی روز لوٹ آیا اور ملک داؤد اور کل امراء کو واپس بلا بھیجا چنانچہ ملک داؤد اور کل امراء و ارا کین دولت واپس آ گئے اور اس امر پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے' اتنے میں سلطان مسعود کا خط بایں مضمون صادر ہوا'' میں بدل و جان خلافت مآب کی اطاعت پر آمادہ ہوں مجھ سے معرکہ آرائی کی کیا ضرورت ہے''۔ خلافت مآب نے اس خط کو ارا کین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کیا۔ چار و ناچار خلافت مآب نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کیا' سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پا کر بغداد کا قصد کیا اور مسافت طے کر کے بغداد پہنچا اور شہر کا محاصرہ کر لیا' اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی۔ تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کا بغداد پر قبضہ: اس عرصہ میں طرنطائی والی واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے آ پہنچا۔ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب معاودت کی' بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا' دجلہ

کو ساحل غربی سے عبور کیا اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہل چل مچ گئی۔ سب نے بوریا بستر سنبھال اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی۔ زنگی اس وقت ساحل غربی پر سلطان مسعود کی فوج سے مصروف جدال وقتال تھا۔ خلیفہ راشد نے اس کے پاس جا کر کل حالات بتلائے۔ زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریف کے حوالہ کر کے مع خلافت مآب کے موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی: ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود مظفر و منصور بغداد میں داخل ہوا' امن و امان کی منادی کرا دی قضاۃ' فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا' جس میں بخط خاص لکھا تھا' "جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جدال وقتال ہوں تو اس وقت میں معزول سمجھا جاؤں گا میں خود اپنے آپ کو بار خلافت سے سبکدوش کرلوں گا"۔ قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلع خلافت اور معزولی پر فتوی دیا۔ ارکین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے پر موافقت ظاہر کی اور خلیفہ کے معایب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے۔ سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کیا جائے۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ میں بغداد اور کل بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ خلیفہ راشد نے ایک سال خلافت کی۔

مقتفی لامر اللہ کی خلافت: خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے ارکین دولت اور مشیران سلطنت کو انتخاب خلیفہ کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کیا۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا محضر لکھوایا' محضر میں ظلم غصب اور کل ان افعال کو تحریر کرایا۔ جو منافی شان امامت اور خلافت تھے اخیر محضر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں ایسی صفات ہوں وہ امامت و خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا۔ قاضی ابوطاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور قاضیوں نے بھی اس حکم کی تعمیل کی۔ قاضی القضاۃ ان دنوں دار الخلافت میں موجود نہ تھا۔ زنگی والی موصل کے پاس گیا ہوا تھا۔ سلطان مسعود دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور صاحب مخزن ابن عسقلانی ساتھ ساتھ تھے۔

بیعت خلافت: ابوعبداللہ بن مستظہر کو کلسراے شاہی سے طلب کر کے مسند خلافت پر متمکن کیا سلطان مسعود اور جدید خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کی۔ بعد ازاں ارکین دولت ارباب مناصب' فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی۔ ۱۲ ذی الحجہ ۵۳۰ھ کو یہ رسم انجام پائی۔ خلیفہ "مقتفی لامر اللہ" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا۔ معزول خلیفہ کی معزولی اور خلع خلافت کا گشتی فرمان تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا۔ قاضی القضاۃ ابوالقاسم علی بن حسین کو موصل سے طلب کر کے بدستور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ صاحب مخزن کو بھی اس کے سابق عہدہ پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ: خلیفہ مقتفی کی بیعت خلافت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک

حصہ کو ملک داؤد کی تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام مراغہ میں ملک داؤد سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو چار ہاتھ لڑ کر ملک داؤد بھاگ کھڑا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر فراہم ہو گیا جس کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تستر پر محاصرہ ڈالا۔ سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا۔ اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس واقعہ سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی۔ سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی مدد سے تستر بچانے کو روانہ ہوا۔ ملک داؤد نے کمال مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔

سلطان مسعود کا بغداد میں قیام: ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ مبادا معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد نہ کر بیٹھے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی زمانہ قیام میں سلطان مسعود نے زنگی کو مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی بابت تحریر کیا چنانچہ زنگی نے ماہ رجب ۵۳۱ھ میں خلیفہ راشد کا خطبہ موقوف کر کے جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل کو چھوڑ کر چل کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے امراء لشکر کو ان کے بلاد کی طرف مراجعت کرنے کا حکم دیا۔ صدقہ بن دبیس والی حلہ نے اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلہ کی جانب معاودت کی۔

بقش سلامی کا عہدہ شحنہ پر تقرر: اس اثناء میں ایک گروہ ان امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بقش سلامی برسق بن برسق والی تستر اور سنقر خمار تکین شحنہ ہمدان تھا۔ سلطان مسعود نے ان لوگوں سے بکمال خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ خوشنودی مزاج کا اظہار فرمایا اور بقش سلامی کو دارالخلافت بغداد کی شحنگی عنایت کی اور انجام کار اس نے رعایا کو اپنے ظلم وستم سے پریشان کرنا شروع کیا۔

امراء کا خلیفہ راشد کی اطاعت کا عہد: خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا۔ چونکہ بوزابہ والی خوزستان امیر عبدالرحمن طغرل بک والی خلخال اور ملک داؤد سلطان مسعود سے خائف اور اس کے مخالف تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر منکبرس والی فارس کے پاس جمع ہو کر متفق ومتحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس امر کا بھی عہد و پیمان کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کرنا چاہئے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا۔ خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست کو منظور فرمایا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد تک نہ پہنچ سکا اور اس کی خبر سلطان مسعود کو پہنچ گئی۔

امراء کی سرکوبی: سلطان مسعود نے لشکر آراستہ کر کے بغداد سے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں ان لوگوں کی طرف کوچ کیا۔ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی۔ امیر منکبرس والی فارس گرفتار کرلیا گیا سلطان مسعود نے اس کو اپنے روبرو قتل کرا دیا۔ سارا لشکر اس کا تتر بتر ہو گیا لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب پر روانہ کیا۔ بوزابہ اور عبدالرحمن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی محسوس کر کے دوبارہ لڑائی کی ٹھان لی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا۔ سلطان مسعود کے امراء لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا

از انجملہ صدقہ بن دبیس ابن قر اسنقر اتابک والی آذربائیجان اور عنتر بن ابو العسکر بھی تھا۔

جاثلین کے امراء کا قتل: اس جنگ میں میدان جنگ' بوزابہ اور عبدالرحمٰن کے ہاتھ رہا ملک مسعود کے لشکر کو شکست ہوئی۔ جس وقت بوزابہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے اُسی وقت اس نے ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کی طرف سے قید کیے گئے تھے تہ تیغ کر دیا۔ اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ دونوں فریق کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدان جنگ سے ہٹ گئیں۔ اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا قصد کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھائے اتنے میں خلیفہ راشد آ پہنچا۔ بوزابہ نے جو اس گروہ کا سردار تھا فارس پر قبضہ کرنے کی رائے دی چنانچہ ان لوگوں نے فارس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر ناکام حملہ: انہی واقعات کے اثناء میں سلجوق شاہ بن سلطان مسعود کو بغداد کے قبضہ کی طمع دامن گیر ہوئی۔ لشکر آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب بڑھا' بقش شحنہ بغداد اور مظفر خادم امیر حجاج ان کی مدافعت کی طرف متوجہ و مصروف ہوئے۔ بازاریوں اور اوباشوں کی بن آئی۔ بغداد میں قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہو گئی۔ شرفاء اور رؤساء شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تا آنکہ سلجوق شاہ نے بے نیل و مرام مراجعت کی۔ بقش سلامی نے بغداد میں واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل و قید کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل برادر عنتر بن ابوالعسکر کو اس کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل: خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں عراق کا قصد کیا۔ خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہنچے' سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لیے ہوئے ان کے استقبال کو نکلا یہ لوگ اس خبر کو سن کر متفرق و منتشر ہو گئے ملک داؤد فارس چلا گیا' خوارزم شاہ اپنے مستقر حکومت کی جانب لوٹا۔ خلیفہ راشد تن تنہا رہ گیا۔ مجبوراً اصفہان کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمرکاب تھے ۱۵ رمضان ۵۳۲ھ میں (جس وقت کہ راشد کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا) دفعتہ حملہ کر کے مار ڈالا۔ مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

غلاف خانہ کعبہ: انہیں واقعات پر ۵۳۲ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کا رنگ دگرگوں نظر آتا ہے فتنہ و فساد کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ غلاف کعبہ جو منجانب سلاطین' دارالخلافت بغداد سے جایا کرتا تھا اس سنہ میں نہیں جاتا ہے ایک سوداگر فارسی النسل جس کی آمد و رفت بہ سلسلہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی وہ اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری صرف کرتا ہے اوباشوں کی لوٹ مار اسی سنہ میں حد سے متجاوز ہو جاتی ہے یہاں تک کہ یہ لوگ جمع ہو کر دارالخلافت بغداد کو آ گھیرتے ہیں اور اس کا سردار اپنے نام کا سکہ اتبار تک چلا دیتا ہے۔ شحنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور گروہ کے

سردار کو قتل کر دیا جاتا ہے عوام الناس اور رعایا ان اوباشوں کے ظلم وستم اور تمام بے جا کارروائیوں کو بقش شحنہ بغداد کی طرف منسوب کر دیتی ہے اس عداوت سے کہ اس نے پہلے بھی ان لوگوں کو ستایا تھا۔

بقش شحنہ بغداد کا قتل: پس سلطان مسعود بقش شحنہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیتا ہے اور بعد چندے مجاہدین بہروز والی تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیتا ہے اور مجاہدین بقش کو قتل کر ڈالتا ہے اس اثناء میں ۵۳۳ھ کا دور آ جاتا ہے سلطان مسعود ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد بغداد ہوتا ہے سلطان مسعود موسم سرما ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں پر چلا جایا کرتا تھا اس مرتبہ جب دارالخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس معاف کر دیئے اور معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرا دیا۔ عوام الناس اور رعایا نے لشکر کا بھی ٹیکس معاف کر دیا۔ اس سے لوگوں نے اس کو دعا اور ثناء سے یاد کرنا شروع کیا۔

وزرائے خلافت کی تبدیلیاں: ۵۳۴ھ میں مابین خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی میں ان بن ہو گئی اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت خلافت مآب کے کاموں پر اکثر معترض ہو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت پر خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلافت مآب نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال نہ فرمایا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور بجائے اس کے قاضی القضاۃ زینبی کو جو برادر زادہ وزیر تھا مامور فرمایا بعد چندے اس کو معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ عنایت کیا۔ بعد ازاں ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں آیا۔ معزول وزیر کو اپنے دارالحکومت میں موجود پایا اپنے وزیر کو خلافت مآب کی خدمت میں وزیر السلطنت کی عفو تقصیر کرانے اور اس کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت دلوانے کو بھیجا۔ چنانچہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے مکان پر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

شحنگی بغداد پر مجاہدین بہروز کی تقرری: ۵۳۶ھ میں مجاہدین بہروز شحنہ بغداد معزول کیا گیا سلطان مسعود کے خدام میں سے امیر کزل جو حکومت بصرہ پر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا۔ اس تبدیلی سے اوباشوں نے بے حد فائدہ اٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں وارد ہوا تو اس نے اس نقصان کا خیال کر کے مجاہدین بہروز کو پھر شحنگی بغداد پر متعین کیا مگر اس مرتبہ مجاہدین کی شحنگی سے لوگوں کو نفع نہ پہنچا اس وجہ سے کہ اوباشوں نے ابن وزیر اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا ساز باز کر لی تھی جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہدین شحنہ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد کرنے پر سختہ تنبیہ کی۔ نائب نے عرض کی "حضور ہم خانہ زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے ساز باز کر لی ہے اس وجہ سے اس کا انسداد نہیں ہو سکتا" سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ تحقیق و تفتیش کے بعد صحت الزام میں ان دونوں کو صلیب پر چڑھاؤں گا چنانچہ اپنے سالے ابن قاروب کو گرفتار کر کے صلیب دے دی۔ ابن وزیر ہاتھ نہ آیا۔ بھاگ گیا۔ اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے۔ رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم وستم سے پناہ ملی۔

سلطان مسعود کے خلاف امراء کی بغاوت: ۵۳۱ھ میں بوزابہ والی فارس خوزستان مع اپنی فوج کے قاشان کی جانب روانہ ہوا' ملک محمد بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا ملک سلیمان شاہ بن سلیمان شاہ سلیمان محمد بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ ابوزابہ نے امیر عباس والی رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی اور سلطان مسعود کے اکثر بلاد مقبوضہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا۔ امیر مہلہل اور مطر خادم مع ایک گروہ غلامان بہروز کے آ پہنچا۔ اس مہم میں عبدالرحمٰن طغرل بک حاجب بھی شریک تھا۔ یہ شخص نہایت چالاک اور صاحب اقتدار تھا۔ سلطان مسعود سے جو چاہتا بزور کرا لیتا تھا اس کے باوجود عبدالرحمٰن کا میلان طبع ان دونوں بادشاہوں کی طرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا نامہ و پیام شروع ہوا۔ سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی۔ امیر عبدالرحمٰن دونوں فریق کی تنبیہ و تادیب کر رہا تھا۔ آخر کار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ امیر عبدالرحمٰن کو علاوہ ان شہروں کے جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور ارمینیہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوئی ابوالفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت دی گئی۔ یہ بوزابہ کا وزیر تھا۔

امیر عبدالرحمٰن کا قتل: ان لوگوں نے سلطان کو بہ حکمت عملی ایسا دبا لیا کہ وہ اپنے تفرقات اور احکام جاری و نافذ نہ کر سکتا۔ بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے بک ارسلان بن بلنکری معروف بہ خاص بک کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا۔ اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصا فائدہ اٹھایا۔ سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ مخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم نہ مارتا تھا۔ غرض جب عبدالرحمٰن والی خلخال اور بعض امرائے آذربائیجان کا تحکم استیلاء اس درجہ بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور زمام حکومت عبدالرحمٰن کے قبضہ اقتدار میں آ گئی تو سلطان مسعود نے خاص بک کو طلب فرما کر اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمٰن کے مار ڈالنے کا اشارہ کیا۔ خاص بک نے اگرچہ ان امراء سے سازش کر لی تھی جو صورتاً سلطان مسعود کے ہوا خواہ تھے اور معناً مخالف۔ مگر سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بک کا دل بھر آیا۔ رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا اور چند امیروں کو عبدالرحمٰن کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمٰن کے سر پر جب کہ وہ اپنی فوج میں تھا ایک گرز رسید کیا۔ عبدالرحمٰن چکرا کر زمین پر گرا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا خاتمہ: یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی۔ عباس والی رے اس کے ہمراہ تھا والی کا لشکر سلطانی لشکر سے بدرجہا زیادہ تھا۔ اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سلطان مسعود نے اس کو محسوس کیا اور عباس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا ایک روز موقع پا کر عباس کو اپنے مخلسرا میں بلا بھیجا۔ جس وقت اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر مسند سلطانی کی طرف بڑھا۔ سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے لپک کر سر اتار لیا۔ عباس سلطان مسعود کا غلام تھا۔ خلیق عادل رعایا پرور امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا اس فرقہ پر عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ھ میں اس کا قتل وقوع میں آیا۔

معرکہ مرج قراتکین اور امیر بوزابہ کا خاتمہ: عبدالرحمٰن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا۔ شدہ شدہ ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بوزابہ والی فارس تک پہنچی۔ اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ بعد چندے اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا۔ مقام مرج قراتکین میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر جی توڑ توڑ کر لڑے۔ اثناء جنگ میں بوزابہ مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آ لگا تھا۔ جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا۔ سلطان مسعود نے اس کا قتل کرایا۔ الغرض بوزابہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی کوئی ہمدان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں جا کر دم لیا۔

امیر خاص بک کا عروج: سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بک کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا چونکہ امیر خاص بک میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ تھوڑے دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا۔ تمام ممالک محروسہ میں اسی کے احکام جاری و ساری ہونے لگے۔

امراء میں بے چینی: اراکین دولت کو یہ ناگوار گزرا۔ امیر خاص بک کو حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا خاموش رہے پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جائے جو عباس، عبدالرحمٰن اور بوزابہ کے ساتھ برتا گیا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود کی ترک رفاقت کر کے عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ایلدکز مسعودی والی گنجہ و ارانیہ و قیصر، بقش کون والی صوبجات جبل، حاجب یعنی مسعودی، طرنطائی محمودی، شحنہ واسط اور ابن طغایرک وغیرہ نامی امیر بخوف جان نکل بھاگے، کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے۔ اہل بغداد اور عراق کو خطرہ پیدا ہوا۔ خلیفہ مقتفی شہر پناہ کی مرمت کرنے لگا اور ان لوگوں سے کہلا بھیجا ''آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں نہ آئیے''۔ ان لوگوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ چلتے چلتے ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچے۔ ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ بغداد کے مشرقی جانب یہ لوگ مقیم ہوئے۔ مسعود جلال شحنہ بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں پر اور بدحواسی چھا گئی۔

بغداد پر سلجوقی امراء کا حملہ: اسی اثناء میں علی بن وبیس والی حلہ آ گیا اور جانب غربی بغداد میں قیام کیا۔ خلیفہ مقتفی نے شہر کی محافظت کی غرض سے متعدد فوجیں مرتب کیں۔ بغداد کے عوام الناس اور امیروں میں لڑائی چھڑ گئی۔ کئی بار لڑائی ہوئی۔ کبھی امراء عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوتے عوام الناس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے بعد ازاں وہ دفعتہ لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت بے رحمی سے قتل اور پامال کرتے۔ اس قسم کے واقعات بہ کثرت وقوع میں آئے غارت گری اور قتل کے ہنگامہ برپا رہے۔ چند دنوں بعد کل امراء مجتمع ہو کر تاج کے مقابل گئے۔ زمین بوسی کی جسارت اور دلیر کا عذر کیا۔ خلافت مآب اور ان لوگوں سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ آخر کار ان لوگوں نے بغداد کو چھوڑ کر نہروان کا راستہ لیا۔ مسعود جلال شحنہ بغداد تکریت سے بغداد واپس آیا۔ دیہاتوں، قصبات اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق و منتشر ہو گئے۔

سلطان مسعود اور ملک سنجر کی ملاقات: باوجودیکہ تمام ملک میں ہلچل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلاد جبل ہی میں

مقیم رہا اس سے اور اس کے چچا ملک سنجر سے برابر ملاقات ہوتی رہی اور نیز اس کو خاص بک کے بڑھانے اور ارکین دولت کی علیحدگی پر نصیحت و فضیحت کر رہا تھا۔ اتنے میں ۵۴۴ھ کا دور آ گیا۔ ملک سنجر نے رے کی جانب کوچ کیا۔ سلطان مسعود یہ خبر پا کر اپنے چچا سے ملنے آیا۔ معذرت کی۔ عذرات معقول تھے ملک سنجر نے قبول کر لئے۔

بقش کی نہروان میں غارت گری: اس کے بعد رجب ۵۴۴ھ میں ارکین دولت کا ایک گروہ جس میں بقش کون طرنطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے عراق کی جانب واپس آیا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب سے ملک شاہ کے خطبہ کی بابت خط و کتابت کی مگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ فوجیں فراہم کر کے دارالخلافت کی قلعہ بندی کر لی۔ سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا۔ سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا لیکن اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آ سکا، رے میں ٹھہرا رہا۔ بقش کو جب یہ خبر لگی کہ خلافت مآب نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا تھا تو اس نے حی کھول کر لوٹ لیا۔ علی بن دبیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طرنطائی نعمانیہ بھاگ گیا۔ اس کے بعد نصف ماہ شوال ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دبیس کو رہا کر گیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کا عہدہ وزارت پر تقرر: ۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدانِ وزارت سپرد فرمایا چونکہ زمانہ محاصرۂ بغداد میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے کام لیا تھا اس وجہ سے اس کے صلہ میں خلافت مآب نے عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی: یکم ماہ رجب ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود نے اپنی حکومت کے اکیسویں سال اور اپنے بھائی کی منازعت کے چھبیسویں برس مقام ہمدان میں وفات پائی۔ امیر خاص بک بن بلنکری نے جو اس کے عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے برادر زاد ملک شاہ بن سلطان محمود کو مسند خلافت پر بٹھایا۔ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی۔ اس کے مرنے سے خاندانی سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی مفقود ہو گئی اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ اُبھرا جس کی طرف التفات کی جاتی۔ خلیق، کثیر المزاح، عادل اور نماز روزے کا پابند تھا۔

مسعود جلال کا حلہ پر قبضہ اور فرار: سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسر گردہی امیر سالار کرد حلہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کی۔ امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود جلال شحنہ بغداد یہ خبر پا کر حلہ چلا آیا۔ امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر شاہ وصفت کی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا۔ دو ہی چار روز بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈلوا دیا اور خود حلہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی ایک لشکر مرتب کر کے بہ افسری وزیر السلطنت عون الدولہ بن ہبیرہ مسعود جلال کی سرکوبی کو روانہ فرمایا۔ مسعود جلال نے بھی لشکر آراستہ کر کے دریائے فرات کو

عبور کیا اور کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور کسی باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہ دیا۔ مجبوراً تکریت کی طرف لوٹا اور وزیر السلطنت مظفر و منصور حلہ میں داخل ہوا۔

وزیر ابن ہبیرہ کا کوفہ اور واسط پر قبضہ: بعد ازاں وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسط کی جانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط کی جانب آئی۔ خلافت مآب کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ خلافت مآب یہ سن کر بہ نفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پر آ پہنچے اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا۔ دو چار روز قیام کر کے حلہ کی طرف کوچ فرمایا۔ بعدہ ۱۰ ذیقعدہ ۵۴۸ھ کو دار الخلافت بغداد واپس آئے۔

امیر خاص بک کا قتل: ان واقعات کے بعد امیر خاص بک جو سلطان ملک شاہ کو حکمت عملی دبائے ہوئے تھا اس طمع میں کہ خود مستقل حکمران ہو جائے سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو گیا۔ ملک محمد سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلا بھیجا اور دو تین صفر سنہ مذکور میں اس کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی۔ نفیس نفیس تحائف، قیمتی قیمتی نذرانے پیش کئے مگر دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح سے اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت وسلطنت کی بیعت لینا چاہئے بیعت و تخت نشینی کے دوسرے روز امیر خاص بک ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں۔ فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اتار لی۔ ابو غدی ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بک کے مصاحبوں سے تھا خاص بک کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بک نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ پس جب یہ مارا گیا تو شملہ نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر خوزستان میں جا کر دم لیا۔ امیر بک ایک ترکمان کا لڑکا تھا۔ تیز ذہین اور ہوشیار تھا۔ سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اس کو اس قدر عروج ہوا کہ کل ارکین دولت اس سے دب گئے۔

محاصرہ تکریت: ۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتفی نے ایک فوج بسر افسری پسر وزیر عون الدولہ اور امیر ترشک جو خلافت پناہی کا خاص مصاحب تھا، تکریت کے محاصرہ کو روانہ فرمائی اتفاق وقت سے مابین پسر وزیر اور ترشک ان بن ہو گئی امیر ترشک نے اس خوف سے کہ مبادا پسر وزیر مجھے گرفتار کر لے مسعود جلال شحنہ والی تکریت سے مل کر پسر وزیر اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے والی تکریت کے حوالہ کر دیا والی تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کا حصہ کثیر دریا میں ڈوب گیا ترشک اور شحنہ نے طریق خراسان کا قصد کیا۔ اثناء راہ میں جس قدر آبادیاں پڑیں ان کو تاخت و تاراج کرنے لگے خلافت مآب نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا۔ یہ دونوں باغی بھاگ کھڑے ہوئے خلافت مآب نے تکریت پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا چندروز محاصرہ کئے رہا۔ بعد ازاں دار الخلافت کی جانب مراجعت فرمائی اس کے بعد ۵۴۹ھ میں خلافت مآب نے پسر وزیر وغیرہ قیدیوں کی غرض سے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے قاصد کو بھی گرفتار کر لیا۔ تب خلافت مآب نے ان کی سرکوبی کو ایک فوج روانہ کی اہل تکریت نے مقابلہ کیا۔ خلافت مآب کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی لشکر مرتب فرما کر ماہ صفر سنہ مذکور میں بذات اس مہم پر تشریف لے گئے شہر

تکریت پر پہنچتے ہی قبضہ کرلیا رہ گیا قلعہ تکریت وہ فتح نہ ہوا۔ محاصرہ کرلیا چندروز محاصرہ کرکے آخری ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو بے نیل ومرام بغداد کی طرف مراجعت کی۔

قلعہ تکریت کا محاصرہ: بغداد پہنچ کر وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ محاصرہ تکریت پر روانہ کیا۔ قلعہ شکن منجنیقیں آلات حصار اور بے حد سامانِ جنگ مرحمت فرمایا۔ ۷ ربیع الثانی کو وزیر السلطنت نے قلعہ تکریت کا حصار کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کرکے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔ اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ مسعود جلال شحنہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لئے ہوئے تکریت میں آ گئے ہیں۔ انہیں لوگوں کے ساتھ بقش کون بھی ہے۔ انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضۂ عراق پر ابھارا تھا۔ اگرچہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا مگر یہ لشکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا۔ علاوہ اس کے ترکمانوں کا ایک گروہ کثیر اس لشکر میں آملا ہے۔

معرکۂ عقرِ بابل: خلیفہ مقتفی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا مسعود جلال شحنہ ایک چلتا پرزہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہ کرسکوں گا۔ ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا۔ خلافت مآب کے مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور نیز لشکر کو یہ دم پٹی دی کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اس کے ساتھ ہو کر مدعی خلافت سے لڑو جو در حقیقت سزاوار خلافت نہیں ہے۔ مقام عقر بابل میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر کار آخری رجب کو خلافت مآب کا میمنہ شکست کھا کر بغداد کی جانب بھاگا۔ فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی، کشتوں کے پشتے لگ گئے خلافت مآب کے لشکر کا حصہ کثیر اگرچہ بھاگ گیا تھا۔ مگر خلافت مآب نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کرتے اور اپنی بقیہ فوج کو لڑاتے رہے۔

اس استقلال اور ثابت قدمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عجمی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی۔ خلافت مآب کو فتح نصیب ہوئی۔ ترکمانوں کا کل مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ عورتیں لونڈی، لڑکے غلام بنا لئے گئے۔ بقش کون مع ارسلان بن طغرل کے قلعہ مہا کین بھاگ گیا اور خلافت مآب نے یکم شعبان سنہ مذکور کو دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

مسعود جلال اور ترشک کی سرکوبی: اس واقعہ کے بعد مسعود جلال شحنہ اور ترشک نے پھر فوجیں فراہم کیں اور بہ قصد غارت گری واسط کی طرف بڑھے خلافت مآب نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلال کی سرکوبی پر متعین فرمایا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور مظفر ومنصور بہت سا مال غنیمت لے کر دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر ''سلطان العراق'' کا لقب عنایت کیا۔

ارسلان بن طغرل: ارسلان بن طغرل جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ بقش کون کے ساتھ قلعہ مہا کین چلا گیا تھا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر بقش کو ارسلان کے حاضر کرنے کو لکھ بھیجا' اتفاق یہ کہ بقش کون نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں وفات پائی اور ارسلان بقش کے بیٹے اور حسن خازن دار کے قبضہ میں رہ گیا۔ یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے۔ پھر وہاں سے ابوالہیجاء شوہر مادر سلطان محمد کے پاس جا پہنچے۔ جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتفی نے ۵۵۰ھ میں دقوقا پر فوج کشی کی۔ چند روز تک اس پر محاصرہ کیے رہا بعد ازاں یہ خبر پا کر لشکر موصل اس کی مدافعت کو آ رہا ہے۔ دار الخلافت بغداد واپس آ گیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایدغدی تھا اور امیر خاص بک ترکمانی کے خاص مصاحبوں سے تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بک کو قتل کیا اسی روز بخوف جان خوزستان کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر کہ شملہ خوزستان کی جانب جا رہا ہے ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کی۔ شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد ان کو رہا کر کے خلافت مآب کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت و دلیری کی معافی چاہی۔ خلافت مآب نے اس کا عذر منظور فرما لیا۔ شملہ خوزستان کی طرف بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمد کے قبضہ سے نکال کے خود حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان سنجر کا زوال: سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا صلبی لڑکا تھا جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے قبضہ حاصل کیا جیسا ہم ان کے حالات کے ضمن میں تفصیل بیان کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مامور کیا اور محمد بن انوشتکین کو امیر داؤد حبشی بن یوساق کی جانب سے خوارزم پر متعین فرمایا۔ پھر جب سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کی بابت جھگڑا پڑا اور یہ فساد ایک مدت تک برابر جاری رہا اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی کیونکہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا آ رہا تا آنکہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں اختلاف پیدا ہوا۔ اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور معتمد علیہ تھا ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دار الخلافت بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو "سلطان العراق" کے لقب سے یاد کرتا۔ بعد ازاں ترکوں میں سے خطا کا گروہ ذرہائے کوہستان چین سے نکلا اور اس نے ماوراء النہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ[1] ملوک ترکستان سے ۵۲۲ھ میں چھین لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو بالتفصیل بیان کریں گے سلطان سنجر نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی۔ ترکان خطا نے شکست دے کر اس کے لشکر کے حصہ کثیر کو قتل کر ڈالا۔ اس سے اس کے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا۔

بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز: خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع مل گیا ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ بلاد ترکستان پر قابض ہوتے تو غز کو جو وہاں پر یادگار بقیہ سلجوقیہ تھے تنگ کر کے خراسان کی طرف نکال دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی شروع حکومت میں خراسان کو اپنا مستقر حکومت بنا لیا تھا اور اس پر قابض و متصرف ہوئے تھے اور ان کے بقیہ خلاف جو غز کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آ رہے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جما یا پھلے پھولے اور بڑھے۔ بعد ازاں جب ان کا شور و شر بڑھا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان پر

---

[1] سلاطین خانیہ افراسیاب ترکی نسل تھے اور مسلمان تھے ان کا مورث اعلیٰ شیبن قراخاقان دائرۂ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ ابن کامل اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۰۔

فوج کشی کی۔ ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا۔ کل بلاد خراسان پر قابض ومتصرف ہو گئے امراء وارا کین دولت منتشر ومتفرق ہو گئے جو جس شہر میں پہنچا اُس کو دابِ بیٹھا۔ ترکان خطا کو بھی زیروزبر کرنے لگے۔ سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے تمام ممالک کو لوٹتے پھرتے تھے۔ یہی ذریعہ ان کے لوٹ لینے اور تاخت وتاراج کرنے کا تھا۔ رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے تا آنکہ سلطان سنجر ان کی حراست سے ۵۵۱ھ میں نکل بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کی مدافعت کی تمنا لیے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے۔ بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد پر اور نیز اصفہان رَے اور صوبجات غزنہ پر بنی سبکتگین سے قبضہ حاصل کر لیا اور بجائے سلاطین سلجوقیہ کے حکمرانی کرنے لگے یہاں تک کہ چنگیز خان بادشاہ تاتار نے اوائل ساتویں صدی میں ان کے دولت وحکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ جہاں پر ان لوگوں کے حالات علیحدہ وجداگانہ تحریر کرنے والے ہیں احاطۂ تحریر میں لائیں گے۔

سلیمان شاہ اور خوارزم شاہ: سلیمان شاہ بن محمد برسوں سے اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور منابر خراسان پر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا پس جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا۔ بعد ازاں ترکان غز سے مغلوب ہوا بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا لیکن بعد چندے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا۔ سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا۔ شحنۂ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا۔ تب سلیمان شاہ نے قاشان کی جانب کوچ کیا۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر ایک فوج بھیج دی۔ جس نے غریب سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہ ہونے دیا۔ بدرجۂ مجبوری خوزستان کا رُخ کیا وہاں ملک شاہ نے روکا۔ غرض جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی اور تلواروں اور نیزوں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد: خلافت مآب سے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلافت مآب کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہوں گا' اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ حصول اجازت کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور ارا کین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ نے ماہ محرم ۵۵۱ھ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ قاضی القضاۃ' ارا کین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی نامی افراد موجود تھے۔ سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس امر کا اقرار کیا کہ آئندہ عراق سے معترض نہ ہوگا۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر خلعت دی۔ جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے باپ کے تھے اور لشکر بغداد سے تین سو سوار مرحمت فرمائے امیر قویدان والی حلہ کو طلب فرما کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا۔

سلیمان شاہ اور سلطان محمد میں جنگ: ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلافت مآب کا موکب ہمایوں حلوان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ بن سلطان محمود برادر سلیمان شاہ والی خوزستان کو خلافت

مآب نے طلب کر کے سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس امر کا عہد کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ وارث تخت وتاج ہوگا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے دونوں کو مال واسباب' زرنقد اور آلات حرب سے مدد دی۔ سب کے سب جمع ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے ایلدکز والی بلاد اران بھی انہی لوگوں میں آملا جس سے ان کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر لگی۔ گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی والی موصل اور اس کے نائب زین الدین کو خط لکھا اور امداد طلب کی ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کی چنانچہ سلطان محمد نے مع ان لوگوں کے سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کو خروج کیا۔ ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں صف آرائی کی۔ کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی۔ سارا لشکر متفرق ومنتشر ہو گیا۔ ایلدکز اپنے شہر بھاگ گیا۔ سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ اختیار کیا شہرزور ہو کر گزرا۔ زین الدین کوچک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی' امیر بزان نے جو زین الدین کی طرف سے شہرزور پر حکمرانی کر رہا تھا۔ آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے حملہ کر دیا سلیمان شاہ سے کچھ بن نہ آئی گرفتار ہو گیا۔ زین الدین نے موصل میں لا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ اور ایک عرض داشت کے ذریعہ سے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

محاصرۂ بغداد: سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے' خلافت مآب نے اس سے انکار کیا تھا طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان محمد کو یہ امر ناگوار گزرا لشکر آراستہ کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کیا ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں عراق پہنچا۔ قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی طرف سے لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا۔ بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ خواص اور عوام کے ہوش وحواس جاتے رہے خلافت مآب نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ فرمائی۔ خطلو برس والی واسط ایک لشکر لے کر آپہنچا۔ مہلہل نے حلہ پر قبضہ کر لیا وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی میں مصروف ہوا۔ موقع موقع سے دھس بندھوائے' نہریں کھدوائیں' مورچے قائم کئے' پلوں کو تڑوا دیا اور کل کشتیاں حکومت کے لئے جمع کر لیں' اہل بغداد غربی جانب سے وسط بغداد میں آ رہے۔ مال واسباب محل سرائے خلافت میں رکھوا دیا گیا۔ بعد ازاں خلیفہ مقتفی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے محاصرین کی مدافعت کو نکلا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا۔ سلطان محمد نے دجلہ کے ساحل شرقی پر ایک پل بندھوا کر عبور کیا اور اس جانب سے بھی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔

سلطان محمد کی مراجعت: اب بغداد میں دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ محصوروں پر عرصہ حیات تنگ ہو رہا تھا۔ رسد وغلہ کی کمی محسوس ہو چلی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ محاصروں نے ناکہ بندی کر لی تھی' باہر کی آمد ورفت بند ہو گئی تھی۔ لشکر موصل آنے کو تو میدان جنگ میں آ گیا تھا لیکن چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا' زین الدین کو خلافت مآب سے جنگ کرنے پر ملامت آمیز خط لکھ کر بھیجا تھا۔ جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا' اثنائے جنگ میں یہ خبر لگی کہ ملک شاہ اور ایلدکز والی بلاد اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمد یہ سنتے

ہی محاصرہ سے دست کش ہو کر آخری ماہ ربیع الاولی ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین نے موصل کی جانب معاودت کی۔

ملک شاہ اور ایلدکز کی پسپائی: سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا قصد کیا تھا ملک شاہ اور ایلدکز مع اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے رے چلے آئے تھے اینانج شحنہ رے نے مزاحمت کی' لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی۔ سلطان محمد نے یہ خبر پا کر امیر سقمان بن قایماز کو بسر افسری ایک فوج کے اینانج کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر سقمان ہنوز رے نہ پہنچنے پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکز رے سے لوٹ کھڑے ہوئے تھے اور بقصد محاصرہ بغداد جا رہے تھے اثناء راہ میں امیر سقمان سے مڈبھیڑ ہوگئی ایک خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہوئی' سلطان محمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ملک شاہ اور ایلدکز کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کیا حلوان میں پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ایلدکز تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے اور اینانج نے بعد روانگی وواپسی ملک شاہ و ایلدکز ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس خبر کی استماع سے سلطان محمد کے تن مردہ میں جان سی پڑ گئی اسی وقت ہمدان کی جانب معاودت کا حکم دے دیا۔ باقی رہ گئے ملک شاہ اور ایلدکز' ان کے رفقاء متفرق و منتشر ہو گئے۔ شملہ والی خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ ملک شاہ اور ایلدکز کے چھکے چھوٹ گئے۔ چار و ناچار اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

سنقر ہمدانی کی سرکشی و اطاعت: سنقر ہمدانی والی طف نے ان جھگڑوں اور نزاعات سے سواد بغداد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ایک خاصا لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا۔ خلیفہ مقتفی کو جب ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۱ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کی طرف بڑھا۔ طف کے قریب پہنچ کر امیر خطلو برس نے گزارش کی ''خلافت مآب یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کر لے گا'' خلیفہ مقتفی نے اس رائے کو پسند فرما کر امیر خطلو برس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلو برس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو علم خلافت کا مطیع بنا کر خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور کل حالات عرض کئے خلافت مآب نے خوش ہو کر امیر خطلوس برس اور امیر ارغش کو بلاد طف میں جاگیریں عنایت فرما کر دار الخلافت کی جانب مراجعت کی۔

سنقر کی بغاوت اور شکست: واپسی کے بعد خلافت مآب اور امیر ارغش نے بلاد طف کا قصد کیا سنقر امیر ارغش کو بلاد طف سے نکال باہر کر کے تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ امیر خطلو برس یہ خبر پا کر دار الخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سنقر مقابلہ پر آیا گھما گھمی کی لڑائی ہوئی میدان امیر خطلو برس کے ہاتھ رہا۔ سنقر کو شکست ہوئی۔ چار سو سواروں کی جمعیت سے قلعہ ماہکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قایماز عمیدی کے قبضہ و تصرف میں تھا اس کے بعد ۵۵۴ھ میں اپنی فوج کو آراستہ اور درست کر کے پھر بلاد طف کا قصد کیا۔ امیر ارغش نے مقابلہ کیا لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو شکست ہوئی کمال ابتری سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلافت مآب نے یہ خبر پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو آراستہ کر کے نعمانیہ کی جانب کوچ فرمایا اور بطور مقدمۃ الجیش ایک فوج بسر افسری ترشک سنقر کی

سرکوبی کو روانہ کی۔ سنقر نے یہ سن کر پہاڑوں کا راستہ لیا۔ ترشک نے اس کے پس ماندہ مال واسباب کو لوٹ کر قلعہ ماہکی پر محاصرہ کرلیا۔ چندے محاصرہ کر کے بندنیجین کی طرف مراجعت کی اور ایک عرض داشت اطلاعی دارالخلافت بغداد میں بھیج دی۔

سنقر کی اطاعت: سنقر بحال پریشان ملک شاہ کے پاس پہنچا ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی۔ سنقر نے پھر اپنے قلعہ اور شہر کا قصد کیا۔ ترشک نے بھی یہ سن کر خلافت مآب سے امداد طلب کی۔ خلافت مآب نے ایک فوج امدادی بھیج دی۔ سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کو ترشک کے پاس بھیجا ترشک نے اس کو قید کرلیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا۔ سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سارا لشکر پامال ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ سنقر نے زخمی ہو کر بلاد عجم میں جا کر دم لیا ایک مدت تک ٹھہرا رہا بعد ازاں اسی ۵۵۴ھ کے اخیر میں پوشیدہ طور سے بغداد آیا اور تاج کے نزدیک اپنے کو ڈال دیا۔ خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

شملہ کا فرار: ہاں ۵۵۳ھ میں شملہ اور قایماز سلطانی نے اطراف بادرایا میں لشکر آرائی کی تھی' لڑائی ٹھنی اور خونریزی تھی' قایماز کو اس جنگ میں شکست ہوئی اثنائے دار و گیر میں مارا گیا' خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ کے سر کرنے کو روانہ کی۔ شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلطان محمد کی وفات: سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد کی واپسی کے بعد سل کے مرض میں مبتلا ہوا۔ مرض نے اس قدر طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات آقسنقر احمدیلی کو طلب کر کے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے ارا کین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہ کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ' چنانچہ بعد وفات سلطان محمد آقسنقر اس کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی: انتقال کے بعد سلطان محمد کے ارا کین دولت میں اختلاف پڑا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کے چچا) کو تخت نشین کیا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنانے کا قصد رکھتا تھا اور کچھ لوگ ارسلان بن سلطان طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدکز کے ساتھ بلاد اران میں مقیم تھا۔ ارا کین دولت اسی حیص بیص میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ مع شملہ ترکمانی اور وکلائے والی فارس کے خوزستان سے اصفہان آ پہنچا ابن خجندی نے سر اطاعت جھکا دیا۔ رسد و غلہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیام بھیجا۔ لشکر ہمدان نے انکار کی جواب دیا بعد ازاں ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل کے پاس اوائل ۵۵۵ھ میں یہ پیام بھیجا کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ بدل و جان اس کی حکومت و سلطنت کے خواہاں ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط سے سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت و تاج کا ملک سلیمان شاہ جو اسکی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔ جوں ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا چاروں طرف سے فوجیں جوق جوق

آنے لگیں۔ زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ بلا اطلاع سلیمان شاہ موصل کی جانب مراجعت کر دی۔ زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا جس قصد سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے اسکی سلطنت و حکومت کی بیعت کی۔ دار الخلافت بغداد میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کا خاتمہ: اس اثناء میں ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی۔ دار الخلافت بغداد میں کہلا بھیجا ''سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق پہلے تھے پھر جاری کئے جائیں ورنہ میں پھر فوج کشی کر دوں گا''۔ وزیر عون الدین ہبیرہ نے حکمت عملی سے کام لیا۔ ایک لونڈی ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی: ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان کے ملک شاہ کے کل امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا شہد نے خوزستان کی جانب معاودت کی اور ان کل بلاد پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا تھوڑے دنوں بعد لہو ولعب میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ رنگ میں اپنی اوقات صرف کرنے لگا۔ دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا۔ امراء اور ارا کین دولت کی طرف ملتفت نہ ہوتا تھا۔ مسخروں' گویوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کردباز جو مشائخ سلجوقیہ سے تھا انجام دے رہا تھا یہ شخص نہایت دین دار صاحب عقل اور باتدبیر تھا۔ امراء اور ارا کین دولت اس سے اکثر سلیمان شاہ کی شکایت کیا کرتے تھے ایک روز یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحتاً کچھ عرض و معروض کرنے لگا۔ سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا۔ مسخروں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے شرف الدین کو ہنانا شروع کر دیا۔ شرف الدین ناراض ہو کر اٹھ کر چلا آیا۔

سلیمان شاہ کا قتل: سلیمان شاہ کو جب ہوش آیا تو شرف الدین سے عذر خواہی کی شرف الدین نے سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا مگر آنا جانا یک قلم بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہوا۔ ایناج والی رے کو اپنی کمک پر بلا بھیجا ایناج ان دنوں علیل تھا۔ معذرت کی کہ صحت کے بعد میں مع اپنی فوج کے حاضر ہوں گا۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے سخت ناراضگی اور بے حد کشیدگی بڑھ گئی۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے سلطان سلیمان شاہ کو مع اس کے حاشیہ نشینوں کے اپنے مکان پر مدعو کیا ارا کین دولت تو اس سے تنگ آ ہی رہے تھے۔ شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو مع اس کے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی کے ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا گیا۔ وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چند سے قید میں رکھا۔ بعد ازاں ایک شخص کو اشارہ کر دیا۔ اس نے گلا گھونٹ کر سلیمان شاہ کو مار ڈالا۔

ایلدکز اور ایناج کا اتحاد: ایناج والی رے کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے غارت گری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ شرف الدین نے اتابک اعظم ایلدکز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کو بیعت کرنے کی غرض سے

بلا بھیجا۔ چنانچہ ایلد کز میں ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمدان آ پہنچا۔ اینانج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا۔ ایلد کز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اس کی حکومت وسلطنت کی اہل ہمدان سے بیعت لی۔ ایلد کز اس کا اتابک مقرر کیا گیا اور بہلوان بن ایلد کز اس کا حاجب بنایا گیا۔ دربار خلافت میں اس واقعہ کی اطلاعی عرضداشت بھیجی گئی اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا جائے اور جیسا کہ سلطان مسعود کی عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے۔ خلافت مآب نے سفیر کو جواب نہ دیا اور دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا۔ باقی رہا اینانج والی رے اس نے ایلد کز سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد بہلوان بن ایلد کز سے کر کے ہمدان چلا آیا۔ ایلد کز سلطان مسعود کے خادموں سے تھا۔ اس کو اران اور بعض مقامات آذربائیجان کی حکومت دی گئی تھی وہ سلاطین سلجوقیہ کی کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا۔ اس نے مادر ارسلان شاہ یعنی زوجہ طغرل سے انتقال کے بعد ملک طغرل سے نکاح کر لیا تھا جس سے بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

معرکہ نہر البسرود: ایلد کز اور اینانج میں مصالحت ہو جانے کے بعد ایلد کز نے آقسنقر احمد یلی والی مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کو لکھ بھیجا۔ آقسنقر نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ ایک لڑکے کا نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی بھی دی۔ یہ لڑکا اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ۔ اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نوعمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی۔ اس بناء پر ایلد کز نے ایک فوج بسر افسری اپنے بیٹے بہلوان کے لئے روانہ کی۔ یہ فوج کوچ وقیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی آقسنقر نے یہ خبر پا کر ساہر مزوالی خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ ساہر مز نے ایک فوج بن آقسنقر کی کمک پر بھیج دی ابن آقسنقر اور بہلوان کا نہر البسرود پر مقابلہ ہوا۔ بہلوان نے شکست کھا کر ہمدان کی طرف مراجعت کی اور آقسنقر مظفر ومنصور مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن ملک شاہ کی رہائی: جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروہ مع اس کے بیٹے محمود کے پاس بلاد فارس کی طرف چلا گیا۔ زنگی بن وکلاء سلفری والی فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کے قلعہ اصطخر میں لے جا کر نظر بند کر دیا پس جب ایلد کز نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور والیان ملک سے سازش شروع کر دی۔ زنگی بن وکلاء کو یہ کہلا بھیجا ''ایلد کز پر میں فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے فتح یابی حاصل ہو گئی تو بہتر ہوگا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت وسلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھنا''۔ چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ نوبت اس کے دروازہ پر نوبت بجنے لگی۔ اینانج والی رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی۔ اینانج نے اقراری جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کی جمعیت سے زنگی کی طرف کوچ کیا۔

ایلد کز اور اینانج کی جنگ ومصالحت: آقسنقر احمد یلی نے بھی یہ خبر پا کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے۔ رفتہ رفتہ ایلد کز کو ان واقعات کی خبر لگی ایک لشکر عظیم مرتب اور مجتمع کر کے بقصد بلاد فارس اصفہان کی جانب روانہ ہوا اور زنگی

بن وکلاء والی فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت وفرمانبرداری اور حاضری کا پیام بھیجا زنگی نے رکھائی سے جواب دے دیا اور یہ کہلا بھیجا ''مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر پر جا رہا ہوں جو حال میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے''۔ خفیہ طور سے خلافت مآب اور وزارت پناہ سے امداد بھی طلب کی خلافت مآب اور وزارت پناہ نے امداد وکمک کا وعدہ کیا اور اُن امراء کو عتاب آمیز خطوط بھی تحریر کئے جو ایلد کز کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے۔ ایلد کز نے پہلے ایناج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ اتنے میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ زنگی نے سیرم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے۔ فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی سے مزاحمت کرنے اور مقابلہ کرنے کو روانہ کیا۔ زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی تب ایلد کز نے آذربائیجان کی فوج کو طلب کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کا بیٹا کزل ارسلان آذربائیجانی لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ زنگی نے بھی یہ سن کر ایناج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ مبادا شملہ والی خوزستان معرض زوال میں نہ آ جائے اس مہم میں شریک نہ ہو سکا۔ ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلد کز اور ایناج نے صف آرائی کی۔ متعدد معرکے ہوئے آخر کار ایناج شکست کھا کر بھاگا اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ایلد کز نے تعاقب کر کے ایناج کا محاصرہ کر لیا بعد ازاں ان دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ مصالحت کے بعد ایلد کز نے ہمدان کی جانب مراجعت کی۔

مستنجد: خلیفہ مستنجد خلفاء بنی عباس کا پہلا خلیفہ ہے جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت وخلافت مابین موصل، واسط، بصرہ اور حلوان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

خلیفہ مقتفی کی وفات: خلیفہ مقتفی لامر اللہ ابوعبداللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی۔ خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے بلا شرکت کسی سلطان کے عراق پر جب سے کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا تن تنہا حکمرانی کی۔ لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جس قدر بلاد گورنران صوبجات کے دست برد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی جس وقت اس کے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کے حرموں کو اپنے اپنے لڑکوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہو گئی۔ مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اس کے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو مسند خلافت پر متمکن کرانے کی تدبیر میں تھی بلکہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے مستنجد کے قتل کا قصد کر لیا تھا۔

مستنجد کے قتل کا منصوبہ: چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کے دیکھنے کے بہانہ سے مستنجد کو بلا بھیجا اور در پردہ یہ تدبیر کر رکھی کہ محلسرائے خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دے دیں اور وہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف ہو بیٹھا تھا کہ جونہی محلسرائے خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر ڈالا جائے۔ اتفاق یہ کہ اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی۔ اپنے باپ کے خواجہ سرا کو طلب کر کے اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ہمراہیوں اور فراشوں کو مسلح کر کے محلسرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ہی ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا۔ مستنجد کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ دوسری لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ لونڈیوں میں سے بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا۔ اتنے میں خلیفہ مقتفی نے وفات پائی۔

باب : ۳۴

یوسف بن مقتضی باللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

الحسن مستنجد باللہ مستضی بامر اللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

بیعت خلافت: مستنجد نے بیعت خلافت لینے کو دربار عام منعقد کیا اولاً خاندان خلافت کے افراد نے بیعت کی سب کے پہلے اس کے چچا ابو طالب نے بیعت کرنے کو ہاتھ بڑھایا بعد ازاں وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی۔ بعدہ ارا کین دولت اور علماء بیعت کرنے کی غرض سے پیش کیے گئے۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عون الدین کو بدستور سابق عہدۂ وزارت عطا ہوئی گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبہ پہ بحال رکھے گئے۔ تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کیا گیا۔ رئیس الرؤساء اور استاددار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہو کر ابو جعفر عبدالواحد ثقفی عہدۂ قضا پہ مامور کیا گیا۔

امیر ترشک کا خاتمہ: ۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے اطراف بندنیجین میں سر اٹھایا جن کی سرکوبی کو مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد لحف سے طلب فرمایا۔ امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معافی چاہی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کو بندنیجین جانے کو تیار ہے شاہی لشکر سے میری مدد کی جائے خلافت مآب کو ترشک کا یہ عذر نا گوار گزرا۔ کچھ فوجیں امراء کی افسری میں ترشک کی سرکوبی کو روانہ کیں پس ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اس کو مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافت بغداد میں بھیج دیا۔

قلعہ ماہکی کی حوالگی: ۵۵۷ھ میں خلافت مآب نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے ملوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ سنقر ہمدانی اس قلعہ کا والی تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا۔ سنقر کے جانے کے بعد قرب و جوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیے سنقر کا مملوک ان کی مدافعت نہ کر سکا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی پندرہ ہزار دینار دے کر قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا۔ سنقر کا مملوک بغداد میں آ کر قیام پذیر ہوا یہ قلعہ زمانہ خلافت مقتدر ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکوبی اور اطاعت: ۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں جمع ہوا اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا۔ ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر شحنہ (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) معترض ہوئے۔ خفاجہ نے اس بناء

پر غارت گری شروع کردی۔ ارغش اور قیصر نے فوجیں آراستہ کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا۔ رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے مصالحت کی درخواست کی ارغش اور قیصر نے انکاری جواب دیا۔ تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا' قیصر اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔ ارغش نے رحبہ میں جا کر پناہ لی۔ شحنہ رحبہ نے اس کو امن دیا اور بہ حفاظت دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ اس واقعہ میں اکثر حصہ لشکر شاہی کا شدت تشنگی سے میدان میں تباہ ہو گیا۔ باقی ماندہ کسی طرح جان بچا کر بغداد پہنچے۔ وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس حرکت ناشائستہ پر طیش آ گیا لشکر آراستہ کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ خفاجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے وزیر السلطنت نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچے اور معذرت نامہ لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا۔ مصالحت کی درخواست کی خلافت مآب نے منظور فرمالی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج چونکہ بنی اسد ساکنان حلہ نے اس سے پیشتر بے حد شورش مچا رکھی تھی علاوہ بریں زمانہ محاصرہ بغداد میں ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا۔ یہی باعث تھا کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی تھی۔ چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور فرمایا۔ یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے امیر یزدان فوجیں آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد سے حلہ کی طرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ابن معروف براہ دریا جنگی کشتیاں لئے ہوئے مع ایک عظیم لشکر کے آ پہنچا۔ ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا۔ خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گزرا۔ بذریعہ عتاب آمیز شقہ کے امیر یزدان کو شیعیت سے متہم کیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت کچھ ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آمیز شقہ کو پڑھ کر چونک پڑا۔ ابن معروف کو بلا کر خلافت مآب کا خط دکھلایا۔ دونوں نے باتفاق رائے لشکر آراستہ کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے چار ہزار بنی اسد مارے گئے' باقی ماندگان کی نسبت یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی یہ اعلان کیا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئے گا وہ بلا تفتیش کسی امر کے قتل کر ڈالا جائے گا چوبیس گھنٹہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ بقیۃ السیف بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک متنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہ گیا۔ حلہ اور کل بلاد بنی اسد ابن معروف کو دے دیئے گئے۔

واسط میں بغاوت: بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستنجد کا آزاد غلام تھا۔ ۵۵۹ھ میں خلافت مآب نے اس کو قتل کر کے بجائے اس کے کمشتکین کو مامور فرمایا۔ ابن سنکار برادر زادہ شملہ والی خوزستان نے اس کو مقتسمات سے شمار کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی ابن کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بے تمیزی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے وہ واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا۔ امیر خلو برس اس صوبہ کا جاگیردار تھا۔ اس نے فوجیں فراہم کر ابن سنکا سے مزاحمت کی' ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا' اثناء جنگ

میں ابن سنکا نے اُن امراء کو ملا لیا جو امیر خطلو برس کے ہمراہ تھے پس یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلو برس کو حریف کے مقابل لا کر خود دائیں بائیں ہو گئے امیر خطلوس کو ابن سنکا کے ہمراہیوں نے گرفتار کر لیا ابن کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے امیر مذکور کو ۵۶۱ھ میں قتل کرا دیا بعد ازاں ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا قصد کیا اور اس کے شرقی حصہ کو لوٹ لیا۔ کمشتکین نے ابن سنکا کی روک تھام کرنے کو خروج کیا۔ دونوں حریف میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط بخوف آبرو جان کانپ اٹھے مگر ان کی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش: ۵۶۲ھ میں شملہ والی خوزستان نے بقصد عراق کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہنچا خلافت مآب سے صوبجات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا۔ خلافت مآب نے اس کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیج دی اور بغاوت و سرکشی کے عواقب امور سے ڈرایا۔ شملہ نے معذرت کی کہ ''ایلدکز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان بلاد کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہے اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط اور حلہ کا مالک و حکمران ہے۔ مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تین شہروں کی حکومت پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں'' خلافت مآب کو شملہ کی جسارت ناگوار گزری حکم صادر فرمایا ''شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے علانیہ ممبروں پر اس پر لعن کی جائے اور اسی وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں فراہم و مرتب کر کے اس سرکش و باغی کو گوشمالی دیں''۔

شملہ کی مراجعت: اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے برادرزادہ ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر لگ گئی۔ حملہ کر کے ملیح کو اور تیز اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکاری جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ نے آغازِ سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب مراجعت کی۔

شرف الدین کا عہدۂ وزارت پر تقرر: جمادی الاول ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن ہبیرہ نے وفات پائی۔ خلیفہ مستنجد نے اس کے پس ماندگان خاندان کو گرفتار کر لیا چند نے وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا۔ بعد ازاں خلافت مآب نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید معروف ابن بلدی ناظر واسط کو قلمدان وزارت سپرد فرمایا چونکہ عضد الدین ابو الفرج بن دبیس رئیس الرؤساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ہمراہیوں کو معمولی معمولی فروگزاشتوں پر معقول چشم نمائی کی جائے اور عضد الدین کے کل اختیارات سلب کر لئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے نہر الملک کا حساب عہد خلافت مقتفی سے اس وقت تک کا طلب کیا۔ اسی قسم کی کارروائی اور عمال کے ساتھ جو بھی عضد الدین کے آوردہ اور ہوا خواہ تھے کی اس سے ارکین دولت کے کان کھڑے ہو گئے ہوشیاری اور دیانت داری سے

کام ہونے لگا۔ بد نظمی اور خود سری جاتی رہی۔

عضد الدین اور خلیفہ میں کشیدگی: خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابو الفرج ابن وہیں رئیس الرؤساء جو دارالخلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمام حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی قطب الدین قایماز مظفری اس معاملہ میں اس کا ہم سفیر اور ہم آہنگ تھا جس وقت خلافت مآب نے عہدہ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور وزیر السلطنت کو عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا اشارہ کیا اسی وقت سے مابین وزیر السلطنت اور عضد الدین میں عداوت اور مخالفت کی بنا پڑی بات بات پر وزیر السلطنت عضد الدین اور اس کے عمال سے الجھتا تھا۔ خلافت مآب بھی عضد الدین اور اس کے ہم صفیر قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت متہم کیا کرتے اور خلافت مآب کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا قتل: ۵۶۶ھ میں خلافت مآب بیمار پڑے۔ رفتہ رفتہ مرض میں شدت پیدا ہوئی عضد الدین اور قطب الدین خلافت مآب کی بیدار مغزی سے تنگ آ ہی رہے تھے شاہی طبیب سے سازش کر لی اس نے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلافت مآب کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جان بحق تسلیم ہوا۔ بعض مؤرخین عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ تحریر کرتے ہیں کہ خلافت مآب نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدولہ اور قطب الدین کے قید و قتل کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ پڑ گئی۔ عضد الدین نے قطب الدین یزدان اور اس کے بھائی تنامش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلافت مآب کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہئے چنانچہ یہ لوگ محلسرائے خلافت میں آئے اور جبراً خلافت مآب کو حمام میں لے جا کر باہر سے دروازہ بند کر لیا خلافت مآب چلا رہے تھے مگر کوئی سنتا نہ تھا۔ یہ واقعہ ۹ ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے دس سال خلافت کی ماہ ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا چھپن برس کی عمر پائی۔

خلیفہ مستضی بامر اللہ کی بیعت خلافت: جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ہنوز اس نے دم توڑا نہ تھا کہ وزیر السلطنت امراء لشکر اور کل فوجیں مسلح ہو کر محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آ گئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ عضد الدین نے اس خوف سے کہ مبادا وزیر السلطنت خلافت مآب کی موت کا یقین کر کے میرا خاتمہ کر دے بلند آواز سے پکارا "امیر المؤمنین کو غش آ گیا تھا اب بفضلہ اس نے نجات مل گئی ہے"۔ وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور لشکر محلسرائے خلافت میں گھس پڑیں دار الوزارت کی جانب معاودت کی امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر و متفرق ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پٹ محلسرائے خلافت کے دروازے بند کر لئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے فوراً خلافت کی بیعت کر لی "المستضی بامر اللہ" کا لقب دیا۔ ابو محمد کو مسند خلافت پر متمکن کرنے کے وقت اس سے یہ اقرار لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کو سپرد کیا جائے اس کا بیٹا کمال

الدین استادودار مقرر ہوا اور عساکر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قایماز کو دی جائے۔ جدید خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان کل درخواستوں کے منظور فرمالیا۔ بعدازاں خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لی گئی۔ اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی وفات واقع ہوئی۔ اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر شرف الدین کا قتل: خلیفہ مستضی مسند خلافت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا لوگوں کو انعامات دیئے جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دیئے وزیر السلطنت کو جدید خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر لگی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے اپنی غفلت اور واپسی پر نادم ہوا مگر اب یہ سب لاحاصل تھا بیعت کرنے کو بلایا گیا جس وقت حاضر ہوا' غلاموں نے عضد الدین کے اشارے سے سر قلم کر دیا اسی زمانہ میں خلیفہ مستضی نے قاضی ابن مزاحم کو گرفتار کر کے جیل خانہ میں ڈال دیا یہ شخص بڑا ظالم' خودسر اور غاصب تھا۔ خلیفہ مستضی نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کیے تھے ان کو ان کے حقوق دے دیئے ابوبکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیر الدین کا لقب مرحمت فرمایا۔

فاطمی خلافت کا خاتمہ: خلیفہ مستضی کے شروع زمانہ خلافت میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہوا خلفاء بنی عباس سے خلیفہ مستضی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں قبل یوم عاشورہ جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا۔ ان دنوں مصر میں خلفاء عبیدین کا سب سے پچھلا اور آٹھواں تاجدار عضد الدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ الدین اللہ عبدالمجید علوی کے اعقاب و نسل سے تھا اس کا وزیر اس درجہ متغلب و متصرف ہو گیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا زمام حکومت اس کے وزیر کے قبضہ اقتدار میں تھی اس وقت کرسی وزارت پر شاور جلوہ افروز تھا' جو چاہتا کر گزرتا ارا کین دولت' امراء مملکت اور سرداران لشکر اس کے مطیع تھے خلیفہ عاضد اس کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا ہوا تھا۔ اتفاق وقت سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ سے مصر پر چڑھ آیا۔ شاور نے اپنے میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے پاس جا کر پناہ لی۔

وزیر شاور کی بحالی اور بدعہدی: الملک العادل نور الدین محمود سلاطین سلجوقیہ کے ممالک اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شاری مع اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیرکوہ کے الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا پس جس وقت شاور نے دربار نور یہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی الملک العادل نور الدین نے ایک فوج بہ افسری امراء ایوبیہ مصر روانہ فرمائی جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیرکوہ تھا چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزارت چھین لیے تھے قتل کر کے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر متمکن کیا لیکن اس بدعہد احسان فراموش نے اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو شام سے بوقت روانگی مصر دربار نوریہ میں کیا تھا۔

شاور کی عیسائیوں سے سازش: یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے سواحل مصر و شام پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے قرب و جوار کے صوبہ جات کو بھی دبا لیا تھا مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دباتے چلے آتے تھے بلبیس اور ایلہ متصل

عقبہ پرانہی کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محاصل اور ٹیکس بھی دولت علویہ سے وصول کر لیتے تھے غرض دولت علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے جھلملا رہا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور ان کے ارادوں کا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ مبادا اسد الدین شیر کوہ جس سے بدعہدی کی ہے عہدۂ وزارت پر مستولی اور متغلب ہو جائے۔

خلیفہ عاضد کا خاتمہ: خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا پتہ چلا گیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ میں امداد طلب کرنے کو شیر کوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کی غرض سے شیرہ کوہ بلا بھیجا۔ چنانچہ شیر کوہ دربار نوریہ سے رخصت ہو کر مصر آیا۔ خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے درو دولت کے کل کاموں کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا۔ اس ردوبدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا۔ شیر کوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی کل بیماریوں کا علاج معقول کر دیا لیکن افسوس ہے کہ شیر کوہ نے اپنی وزارت کے ایک ہی برس بعد وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن بعد یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

صلاح الدین یوسف کا عہدۂ وزارت پر تقرر: بہرکیف شیر کوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا صلاح الدین نے عہدۂ وزارت پر متمکن ہو کر اصلاح حال رعایا اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی اور اس کا چچا اسد الدین شیر کوہ کو اپنے الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتا تھا جس نے اس کو نیز اس کے چچا کو مصر میں بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی پس جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی اور خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے' کل امور کے سیاہ و سفید کا اس کو اختیار کلی حاصل ہو گیا اس کا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محل سرائے خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔

مصر میں عباسی خطبہ کا اجراء: اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولت عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے ڈرتے کی خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جانا تھا کہ دولت علویہ کے آثار نیست و نابود ہو گئے اور خلافت عباسیہ کا پھریرہ کامیابی کی فضا میں اڑنے لگا اسی زمانہ سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنا پڑتی ہے بعد ازاں تاجداران بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافت بغداد میں نامۂ بشارت روانہ کیا خلافت مآب نے شادمانی کی نوبت بجوائی سارے بغداد میں چراغاں کیا گیا نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں۔ عماد الدین صندل خلیفہ مقتفی کا خادم خاص اور خلیفہ مستضی کے مخلصین سے خلافت کا داروغہ تھا۔ دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور الدین نے بھی بہت بڑی مسرت ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں۔ سیاہ پھریرے بھیجے۔ اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ جاتا ہے جو ایک مدت تک قائم رہتا ہے۔

نورالدین محمود کی سفارت: ان واقعات کے بعد نورالدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ شہرزوری کوروانہ کیا (جو ممالک مقبوضہ نوریہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبجات مصر' شام' جزیرہ' موصل نورالدین کے قبضہ اقتدار میں تھے اور دیار بکر' خلاط' بلاد روم قلیج ارسلان جو اس کے مطیع تھے ان کی سند حکومت کی درخواست کی اور درب ہارون بلاد سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اس کے باپ کو ملا ہوا تھا خلافت مآب نے نورالدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی۔ عزت واحترام سے ملا اور بہ تطییب خاطر نورالدین محمود کی کل درخواستیں منظور فرمالیں۔

بنوحزن کی غارت گری: خلیفہ مستضی نے امیر یزدن کو حلہ کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور خفاجہ کو اس کی محافظت وحمایت کا ذمہ دار کیا تھا بنوحزن اور بنوکعب خفاجہ کے دو نامی گروہ حلہ میں رہتے تھے۔ امیر یزدن نے حلہ پر متصرف ہونے کے بعد بنو کعب کو حلہ کی حکومت سپرد کی اس پر بنوحزن بگڑ کھڑے ہوئے اور سواد عراق میں غارت گری شروع کردی امیر یزدن نے اپنی فوج آراستہ کر کے بنوحزن پر چڑھائی کی۔ غضبان سردار بنوکعب مع بنوکعب کے امیر یزدن کے ہم رکاب تھا ایک روز شب کے وقت سفر کر رہے تھے کہ کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے صدمہ سے غضبان مر گیا۔ غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور محافظت سواد بدستور سابق بنی حزن کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد یزدن نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔ واسط اس کی جاگیر میں تھا خلافت مآب نے اس کے بیٹے ابناشش کو مرحمت فرمایا اور ''علاء الدین'' کا لقب عنایت کیا۔

سنکا بن احمد کا قتل: ہم اوپر عہد خلافت مستنجد میں سنکا بن احمد اور اس کے چچا شملہ والی خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر آئے ہیں اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی طرف آیا اور اس کے مقابلہ میں ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب وجوار کے شہروں پر متصرف وقابض ہو جائے اتنے میں خلیفہ مستضی کی خلافت کا دور آ گیا خلافت مآب نے یہ خبر پاکر دارالخلافت بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کو روانہ فرمائی سنکا نے جی توڑ کر مقابلہ کیا' لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر سنکا کو شکست ہوئی اثناء دار وگیر میں سنکا مارا گیا اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

عضدالدین کی معزولی: قطب قایماز کا حال آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستضی کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضی نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنایا تھا اور عضدالدین ابوالفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدۂ وزارت عطا کیا تھا۔ بعد چندے جب قایماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور کل امور کے سیاہ وسفید کا اختیار کلی حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستضی کو عضدالدین ابوالفرج وزیر السلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا۔ خلافت مآب سے کچھ بن نہ پڑا آخر کار ۵۶۷ھ میں وزیر السلطنت کو معزول کر دیا ۵۶۹ھ میں پھر خلافت مآب نے اس کی بحالی کا قصد کیا' قایماز نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کے خلاف کارروائی کرنے کی غرض سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو گیا۔ خلافت مآب نے محلسرائے خلافت کے دروازے پر جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروا لئے اور قایماز کے پاس بہ نرمی وملاطفت کہلا بھیجا'' تم واپس جاؤ فتنہ وفساد سے باز آؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضدالدین کو وزارت نہ دوں گا''۔ قایماز نے جواب دیا ''میں اس وقت تک اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا جب تک عضدالدین کو بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا''۔ خلافت مآب نے بمجبوری عضدالدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم

دیا عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبدالرحیم بن اسماعیل سے امن کی درخواست کی شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کرلیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قطب الدین قایماز کی بغاوت: اس کے بعد قایماز اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر مستولی و متغلب ہو گیا۔ علاء الدین تیامش کی بہن سے عقد کرلیا۔ تیامش اور قایماز نے متفق ہو کر دولت و حکومت کی رہی سہی قوت بھی سلب کرلی۔ تھوڑے دنوں بعد قایماز نے ظہیر الدین بن عطار وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک و سیاہ کردیا (ظہیر الدین خلافت مآب کا خاص آدرہ تھا) قایماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ ظہیر الدین یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ تب قایماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ مستضی سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اس امر کا ان لوگوں سے اقرار لیا کہ محلسرائے خلافت پر حملہ کر کے ظہیر الدین کو نکال لائیں گے خلیفہ مستضی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی محلسرائے خلافت کی چھت پر تشریف فرما ہوا۔ خدام دولت داد یلا د مصیبتا کا شور کر رہے تھے خلافت مآب نے بآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا ''قطب الدین کا مال و اسباب تمہارا اور اس کا خون ہمارا ہے' دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھر بار لوٹ لو' اس کو میرے پاس گرفتار کر لاؤ''۔

قایماز کا خاتمہ: عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑ پڑے قطب الدین پشت مکان سے نکل بھاگا۔ عوام الناس نے اس کا گھر بار اور مال و اسباب لوٹ لیا اس غارت گری عام میں کچھ کشت و خون بھی ہوا قایماز بھاگ کر حلہ پہنچا اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے خلیفہ مستضی نے اس خیال کے ماتحت کہ مبادا قایماز پھر بغداد کا قصد کرے اور اہل بغداد لحاظ و پاس سے اس کا ساتھ دے دیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلہ اس غرض سے روانہ کیا کہ قایماز کو بحکمت عملی حلہ سے موصل روانہ کر دیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عاقلانہ تدبیر سے قایماز موصل چلا گیا۔ اثناء راہ میں اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو پیاس کی بے حد تکلیف اٹھانا پڑی۔ قایماز اور اکثر ہمراہیان قایماز شدت عطش سے مر گئے یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ کا ہے۔

علاء الدین تیامش کا انجام: باقی رہا علاء الدین تیامش۔ وہ مدتوں موصل میں قیام پذیر رہا تا آنکہ خلافت مآب نے اس کو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور وہیں کمال عسرت سے تنگ دستی کی حالت میں مر گیا۔ اسی نے قایماز کو ان حرکات پر آمادہ و برانگیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئے ورنہ قایماز ایسا نہ تھا۔ خلافت مآب نے اپنے محلسرائے خلافت کا داروغہ بختیر مستضوی کو مقرر کیا پھر ۵۷۱ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے ابوالفضل ہبۃ اللہ بن علی بن صاحب کو متعین فرمایا۔

والی خوزستان کی سرکشی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ والی خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر آئے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں مختلف اوقات میں کرتا آیا تھا اس کے بعد شملہ نے ۵۷۰ھ میں فوت ہو گیا بجائے اس کے اس کا بیٹا متمکن ہوا۔ اتنے میں ملک شاہ بن محمود کا بھی انتقال ہو گیا۔ ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا رہا۔ ۵۷۳ھ میں عراق کی جانب آیا۔ بند نجین پر شب خون مارا غارت گری کے

دروازے کھل گئے وزیر عضد الدین ابوالفرج شاہی لشکر لئے کر مقابلہ پر آیا۔ حلہ اور واسط کی فوجیں بھی تاشکین امیر حجاج اور عز علی کے ہمراہ آ پہنچیں۔ اگر چہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمان کا بہت بڑا گروہ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر پا کر انہوں نے اپنا لشکر گاہ چھوڑ دیا لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا۔ ابن ملک شاہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا اپنے ہمراہیوں کو سمجھا بجھا کر پھر اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی انجام کار بغیر آخری فیصلہ کے ابن ملک شاہ اپنے مستقر حکومت کو لوٹ گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس ہوئیں۔

وزیر عضد الدین کا قتل: ہم اس سے پیشتر وزیر السلطنت عضد الدین ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الرؤساء ابوالقاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر آئے ہیں اس کا باپ عبداللہ خلیفہ مقتفی کے مخلسرائے خلافت کا داروغہ تھا جب وہ مر گیا تو اس کے بجائے اس کا بیٹا محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مقتفی نے وفات پائی اور خلیفہ مستنجد مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اس کے عہدے پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی پس جب مستضئی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کے عہدہ عطا کیا اتفاق یہ کہ اس سے اور قایماز سے ان بن ہو گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اسی وجہ سے وہ معزول کیا گیا مگر بعد چندے خلافت مآب نے پھر اس کو عہدۂ وزارت پر بحال فرمایا ۳ ےے۵ھ میں خلافت مآب سے اجازت حاصل کر کے حج کو روانہ ہوا دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں ارباب مناصب بکثرت تھے سرزمین حجاج کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے "فریاد فریاد" چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جونہی وزیر السلطنت نے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی۔ وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ ابن معوذ دربان شور وغل کی آواز سن کر فوراً حالات دریافت کرنے کو پہنچا۔ قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی۔ یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑے دونوں اپنے مکان پر اٹھا لائے گئے اور اسی صدمہ سے مر گئے۔

ظہیر الدین بن عطار کا عہدۂ وزارت پر تقرر: وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر معروف بہ ابن عطار قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پس اس نے اراکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستضئی کی وفات: ماہ ذی قعدہ ۵ ےے۵ھ میں خلیفہ مستضئی بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد نے جب کہ خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے انتقال فرمایا۔

باب : ۳۵

احمد بن مستضی الناصر الدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

محمد بن ناصر ظاہر بامر اللہ ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

ظہیر الدین بن عطار کا انجام: ظہیر الدین بن عطار نے اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کو مسند خلافت پر متمکن کیا اور ''الناصر الدین'' کا لقب دیا جدید خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دس دن بعد ۱۸ ذی قعدہ کو وہ جیل خانے سے نکالا گیا تو وہ مردہ تھا۔ لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کر جیل سے باہر لائے۔ عوام الناس ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور کمال بے توقیری سے دجلہ میں لے جا کر بہا دیا اس کے بعد مجد الدین ابوالفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا۔

بیعت خلافت: خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک محروسہ اسلامیہ میں جدید خلیفہ کی بیعت لینے کو قاصد روانہ کیے گئے چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان والی ہمدان' اصفہان اور رے کے پاس روانہ کیا۔ بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کیا صدر الدین کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آیا۔ صدر الدین نے اس کے ہمراہیوں کو ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اعلانیہ کہہ دیا ''اگر تم خلافت مآب کی بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے''۔ بہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ بمجبوری بیعت کی اور خلافت مآب کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبید اللہ بن یونس کا عروج: ۵۸۳ھ میں خلافت مآب نے استاد دار مجد الدین ابوالفضل بن صاحب کو اس وجہ سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا کہ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اس کی موجودگی میں خلافت مآب کی کچھ نہ چلتی تھی علاوہ بریں اس کی ثروت اور مالداری اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ خلافت مآب کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی وقعت نہ تھی یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کے مصاحبوں سے تھا۔ خلافت مآب نے بعد قتل مجد الدین عبید اللہ بن یونس کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور ''جلال الدین'' کا لقب دیا اس کی کنیت ابوالمظفر تھی اس کا جاہ و جلال اس حد تک بڑھا کہ کل اراکین دولت یہاں تک کہ قاضی القضاۃ بھی اس کی دربارداری کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ہم نے ملوک ارسلان شاہ بن طغرل ربیب ایلدکز کے مستولی

ہونے اور ایانج والیٔ رے کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلدکز کے واقعات کسی قدر تفصیل سے تحریر کئے ہیں بعدازاں ۵۶۴ھ میں ایلدکز والیٔ رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد ایلدکز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں انتقال کر گیا۔ بجائے اس کے اس کا بیٹا محمد بہلوان جانشین ہوا' اس کا بھائی سلطان ارسلان بھی طغرل بدستور اس کی کفالت کرتا رہا۔ ۵۷۳ھ میں جب یہ مر گیا تو بہلوان نے اس کے بجائے اس کے بیٹے طغرل کو جانشین کیا۔ بعدازاں ۵۸۳ھ میں بہلوان نے بھی وفات پائی' ہمدان' رے' اصفہان' آذربائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اسی کی کفالت اور نگرانی میں تھا بہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی کزل ارسلان موسوم بہ عثمان حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادہ حکمرانی وسیاست قدرتی طور سے کم تھا طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آیا۔ امراء وارا کین دولت اور لشکریوں کو ملا کر ایک خاصہ گروہ بنا لیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا۔ اسی بناء پر اس سے اور کزل سے متعدد لڑائیاں ہوئیں انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت یوماً فیوماً بڑھتی گئی۔ کزل نے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی۔ جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ کے خطرات سے خلافت مآب کو ڈرایا تھا اس کے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا حسب مرضی خلافت مآب سے وعدہ کیا تھا۔

معرکۂ ہمدان: طغرل نے بھی یہ خبر پا کر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دارالسلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی۔ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر عہد خلافت مقتفی سے یہ تعلق جاتا رہا تھا دارالسلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلافت مآب نے کزل کے قاصد کی عزت وتوقیر کی' امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کے سفیر کو بلا جواب واپس کر دیا ان قاصدوں کی واپسی کے بعد خلافت مآب نے سلاطین سلجوقیہ کے دارالسلطنت کے انہدام کا حکم صادر فرمایا جس پر نہایت تیزی سے عمل درآمد کیا گیا اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابوالمظفر عبیداللہ بن یونس بسرافسری ایک لشکر عظیم کے کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا مقام ہمدان میں کزل کے اجتماع سے پیشتر طغرل سے مقابلہ ہوا ۱۸ ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبیداللہ سے سخت وخونریز لڑائی ہوئی میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت گرفتار کر لیا گیا۔

طغرل کا قتل: بعدازاں کزل کو طغرل پر فتح نصیب ہوئی کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور استحکام واستقلال کے ساتھ کل صوبجات پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا ممبروں پر خطبہ پڑھوایا۔ دروازہ پر پنج وقتہ نوبت بجوائی۔ تھوڑے دنوں بعد ۵۹۰ھ میں طغرل اپنی خواب گاہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ یہ نہ معلوم ہوا کہ کس نے اس کو قتل کیا۔ اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ ناصر کا تکریت اور عانہ پر قبضہ: ۵۸۵ھ میں امیر عیسیٰ والی تکریت کو اس کے بھائی نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلافت مآب کو اس کی اطلاع ہوئی ایک فوج تکریت پر قبضہ کے لئے روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت مفتوح ہوا امیر عیسیٰ کے بھائی گرفتار کر کے بغداد لائے گئے ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کی خلافت مآب نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔ اس کے بعد ۵۹۱ھ میں دربار خلافت سے ایک

لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ اور جنگ جاری وقائم رہی بالآخر محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصرہ کرنے والوں کے حوالہ کر دیا۔ خلافت مآب نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ کا تاراج ہونا: بصرہ کی زمام حکومت طغرل مملوک خلیفہ ناصر کے قبضۂ اقتدار میں تھی بصرہ اس کی جاگیر میں تھا طغرل کی طرف سے محمد بن اسماعیل نیابۂ حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ بسر گروہی عمیرہ جمع ہو کر غارت گری کے ارادے سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے محمد بن اسماعیل نے ان کی مدافعت کی غرض سے ماہ صفر سنہ مذکور میں خروج کیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں روزن کر دیا اور شہر میں گھس کر غارت گری شروع کر دی محلے کے محلے ویران ہو گئے۔ اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ خفاجہ اور منتفق بہت بڑی جمعیت کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور منتفق سے لڑنے کو نکل کھڑے ہوئے فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی طرفین کی ہزاروں جانوں کا فیصلہ ہو گیا۔ آخر خفاجہ اور منتفق کو شکست ہوئی بنی عامر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مظفر اور منصور بصرے کی جانب لوٹے اس عرصہ میں امیر بصرہ نے اہل سواد کو مجتمع کر لیا تھا مگر عرب کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے عربوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو لوٹ لیا اور کوچ کر آئے۔

موید الدین ابن قصاب کا عہدۂ وزارت پر تقرر: خلیفہ ناصر نے گرفتاری کے بعد ابن یونس، قلمدانِ وزارت موید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی معروف بہ ابن قصاب کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی جس وقت شملہ والیٔ خوزستان نے وفات پائی اور اس کے لڑکوں میں تنازع پیدا ہوئی۔

وزیر موید الدین کا خوزستان پر قبضہ: وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے لشکر کشی کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں آراستہ کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف کوچ کیا اہل خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار وزیر السلطنت نے شہر تستر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا بعد ازاں ان کل قلعجات اور شہروں پر قابض و متصرف ہو گیا اور مملوک بنی شملہ کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے انتظاماً طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر مامور فرمایا۔ وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالہ کر کے سنہ مذکور میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس نے اس واقعہ سے قبل زنجان کے قریب قطلغ بن بہلوان کو شکست دے کر رے پر قبضہ کر لیا تھا۔

وزیر ابن قصاب کا ہمدان پر قبضہ: قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی طرف گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر پا کر وہ رے کی طرف کوچ کر گیا وزیر السلطنت نے بلا مزاحمت و مخاصمت ہمدان پر قبضہ حاصل کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف ہو کر گزرا فتح کرتا گیا تا آنکہ رے کے قریب پہنچا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور دامغان کو خیر باد کہہ کر بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو جرجان میں جا کر دم لیا وزیر السلطنت نے ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رے کی جانب مراجعت کی اور رے میں پہنچ کر

چندے قیام پذیر رہا۔

قطلغ کی سرکشی و شکست: اسی اثناء میں قطلغ کو حکومت و سلطنت کی طمع نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کیا۔ رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ قطلغ نے مجبوری رے سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا شحنۂ آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف سے مامور تھا قطلغ کو آوہ میں داخل نہ ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اس کی خبر کر دی وزیر السلطنت نے قطلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کیا' اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ قطلغ نے شہر کرج کا قصد کیا ہے۔ فوراً کرج پر پہنچ کر قطلغ سے بھڑ گیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد قطلغ کو شکست دے کر ہمدان واپس آیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ: واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تمش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا ان بلاد پر قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ وزیر السلطنت نے انکاری جواب دیا اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کی انہی واقعات کے اثناء میں وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا مگر اس کی رکاب کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گئی اور خوب جی کھول کر لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگی خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

سیف الدین طغرل کا ہمدان پر قبضہ: ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ حاصل کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھہرایا چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس وجہ سے صدر الدین خجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلافت مآب نے ایک لشکر بہ افسری سیف الدین طغرل جاگیردار بلاد لحف اصفہان کی جانب روانہ فرمایا۔ سیف الدین نے اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

کوکجہ کو سند امارت: قبل اس واقعہ کہ کے خراسان کی جانب سے خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد بہلوان کے خادموں نے مجتمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا کوکجہ یہ خبر پا کر کہ اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے مع اپنے لشکر کے اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا قریب اصفہان پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلافت مآب کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے یہ سن کر ٹھہر گیا' دار الخلافت بغداد میں عرض داشت مشعر اطاعت و فرمانبرداری روانہ کی اور یہ درخواست کی کہ رے' ساوہ' قم اور قاشان کی حکومت ابن تا بعدار کو عطا ہو اور اصفہان' ہمدان' زنجان اور قزوین پر خلافت مآب کا قبضہ و دخل رہے۔ خلافت مآب نے یہ درخواست منظور فرمائی جس سے کوکجہ کے قوائے حکمرانی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

امیر ابو الہیجاء والیٔ بیت المقدس کی معزولی: ۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابو الہیجاء سمین کو جو امراء بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا والی تھا' معزول کر دیا ابو الہیجاء ملک شام کو خیر باد کہہ کر دار الخلافت بغداد میں حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی

اور ایک لشکر مرحمت فرما کر ہمدان کی روانگی کا حکم دیا امیر ابوالہیجاء نے ہمدان میں پہنچ کر ازبک بن بہلوان امیر علم اور سطلمش سے ملاقات کی ان لوگوں نے دربارِ خلافت کی مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی لیکن امیر ابوالہیجاء نے امیر علم کے ورغلانے سے ازبک اور ابن سطلمشکو گرفتار کر لیا۔ دربارِ خلافت سے امیر ابوالہیجاء پر ڈانٹ آئی اور ازبک و ابن سطلمش کی رہائی کا حکم صادر ہوا۔ ساتھ ہی رہائی پانے والوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں لیکن اس سے ان لوگوں کے دل نہ بدلے اور انہوں نے امیر ابوالہیجاء کی رفاقت ترک کر دی۔ ابوالہیجاء کو خلافت مآب کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا ہمدان چھوڑ کر اپنے مولد قدیم اربل کا راستہ لیا اور قبل اس کے اربل تک پہنچتا۔ اثناء راہ میں جاں بحق ہو گیا۔

کوکجہ کا خاتمہ: کوکجہ نے دربارِ خلافت سے سندِ حکومت حاصل کرنے بعد بلادِ جبل میں قیامِ اقتدار کی اس کا رفیق ایدغمش امورِ سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں ایدغمش نے اپنے خاص خادموں کی ایک معقول جمعیت تیار کر لی اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا کوکجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اثناء جنگ میں مارا گیا۔ ایدغمش نے اس کے کل مقبوضات بلاد پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

سنجر کا جبال ترکستان پر حملہ: ۶۱۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان نے وفات پائی خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ پر اس کے داماد سنجر کو متعین فرمایا ۶۰۲ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا قصد کیا یہ عظیم الشان پہاڑ فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں یہاں کا والی ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے خلافت مآب کے خادم قشتمر کو پناہ دے دی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد کر دیا تھا۔ قشتمر وزیر السلطنت کی چشم نمائی سے برداشتہ ہو کر جبال ترکستان چلا آیا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشتمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر دربارِ خلافت تک پہنچی۔ خلافت مآب نے سنجر والی خوزستان کو قشتمر پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر آراستہ کر کے جبال ترکستان پر حملہ کیا۔ قشتمر نے یہ خبر پا کر کہلا بھیجا ''علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں'' سنجر نے کچھ توجہ نہ کی قشتمر نے بمجبوری اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ میدان قشتمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کر بھاگا اس سے قشتمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلاء والی فارس اور ایدغمش والی اصفہان، رے وغیرہ سے خط و کتابت کر کے ان کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔ چنانچہ ابن وکلا اور ایدغمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشتمر کے حامی و مددگار بن گئے۔ اس سے قشتمر کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

وزیر نصیر الدین کی معزولی: نصیر الدین ناصر مہدی علوی رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور رکن تھا جس وقت وزیر السلطنت مؤید الدین ابن قصاب نے رے پر قبضہ حاصل کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا خلافت مآب نے براہ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ بعد چندے اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کیا۔ نصیر الدین نے عہدہ وزارت پا کر حکمت عملی کل ارا کین دولت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کے خدام کے ساتھ کج ادائی کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر معروف بہ وجہ السبع امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے کو جا رہا تھا مقام مرخوم میں

پہنچ کر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلا بھیجا" چونکہ وزیر السلطنت بحکمت عملی خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے در پردہ خلافت وحکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اس وجہ سے یہ خادم تعمیل ارشاد سے معذور ہے"۔ اس بناء پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین رہنے کا حکم دیا اور کل مال واسباب وزیر کا اس کے پاس بھیج دیا وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت طلب کی۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی اور یہ تحریر فرمایا" میں تم کو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے تم کو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ تمہارے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے یہ امر وقوع میں آیا تم اپنے جان بچانے کو جہاں چاہو جا کر قیام کرو"۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے خلافت مآب کے سایہ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کیا۔

فخر الدین ابو البدر کی معزولی: وزیر السلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حجاج اور قشتمر وغیرہ واپس آئے فخر الدین ابو البدر محمد بن احمد بن اسمناء واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا لیکن اس کو کسی قسم کا تحکم وغلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی زمانہ میں ابو فراس نصر بن ناصر بن مکی مداینی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی بجائے اس کے ابو الفتوح مبارک بن عضد الدین ابو الفرج بن رئیس الروسا ماہ محرم ۶۰۵ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں اس کی بڑی قدر ومنزلت رہی لیکن آخری سنہ مذکور میں بوجہ نالائقی معزول کیا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فخر الدین ابو البدر نیابت وزارت سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا پھر بجائے اس کے مکین الدین محمد بن بذر القمر کاتب انشاء نائب وزیر مقرر کیا گیا اور موید الدین کا لقب دیا گیا۔

سنجر کی بغاوت: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سنجر خادم ناصر کو تاش تکین امیر الحاج کے بعد خوزستان کی حکومت دی گئی تھی ۶۰۶ھ میں اس کی طرف سے خلافت مآب کو کشیدگی پیدا ہوئی طلبی کا فرمان بھیجا سنجر نے حاضری سے انکار کیا خلافت مآب نے برہم ہو کر ایک لشکر بسر افسری موید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن حجاج شرابی خواص خلیفہ سنجر کی سرکوبی کو روانہ فرمایا جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہنچا سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن دکلاء والی فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور حمایت وامداد پر آمادہ ومستعد ہو گیا۔ اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہنچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا سنجر نے انکاری جواب دیا تب شاہی لشکر بقصد اتابک سعد والی شیراز جان کی طرف بڑھا خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا والی شیراز سنجر کی سپردگی اور واپس کرنے سے انکار کر رہا تھا ماہ شوال سنہ مذکور میں موکب ہمایوں نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتابک سعد نے موید الدین اور عز الدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خط روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی موید الدین اور عز الدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد سنجر کو مع اس کے مال واسباب اور اہل وعیال کے موید الدین اور عز الدین سنجر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے ماہ محرم ۶۰۸ھ میں دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے۔ چند دنوں کے بعد سنجر کو پابہ زنجیر دربار خلافت میں لا کر حاضر کیا۔ خلافت مآب نے اپنے دوسرے خادم یاقوت نامی کو خوزستان پر مامور فرمایا بعد اس کے ماہ صفر سنہ

مذکور میں سنجر کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کیا۔

منکلی اور ایدغمش: امراء بہلوانیہ میں سے ایدغمش کی دست درازی اور بلاد جبل ہمدان' اصفہان اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے ایدغمش کی قوت وحکومت بڑھ گئی آذربائیجان اور ارانیہ کی طرف قدم بڑھایا اس کے امرائی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کو محاصرے میں لے لیا۔ اسی اثناء میں امراء بہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی نامی ۶۰۸ھ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت وسلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے ایدغمش سے لڑ پڑا۔ افواج بہلوانیہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو برائے العین دیکھ کر اطاعت وانقیاد کی گردنیں جھکا دیں جس سے منکلی نے ان کل صوبجات پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا شمس الدین ایدغمش منکلی کا مقابلہ نہ کر سکا دارالخلافت بغداد بھاگ گیا خلیفہ ناصر نے ارکین دولت کو ایدغمش کے استقبال کا حکم دیا یہ دن بڑی چہل پہل کا تھا۔

ایدغمش کا قتل: منکلی کو ایدغمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہوا اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا اس وفد کے پہنچنے سے پیشتر خلیفہ ناصر نے ایدغمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج عنایت کی ایدغمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچا۔ خلافت مآب نے سلیمان کو کسی وجہ سے اس قوم کی سرداری سے معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مامور کیا تھا سلیمان نے منکلی کو ایدغمش کے آنے کی خبر کر دی منکلی نے ایک فوج ایدغمش کی گرفتاری کو متعین کی۔ اس فوج نے ایدغمش کو گرفتار کر کے سر اتار لیا سارا لشکر منتشر ومتفرق ہو گیا۔ خلافت مآب کو اس کی خبر لگی۔ ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان وارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کو لکھا حالانکہ اس سے خلافت مآب کو بے حد ناراضگی تھی جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ (بلاد عجم) کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر فرمایا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو باہم تقسیم کر لینا۔ اس انتظام پر بھی جب ان کو تشفی نہ ہوئی تو موصل' جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر فراہم کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کو روانہ فرمایا اور مظفر الدین کو کبری بن زین الدین کو چک والی صوبہ اربل اور شہر زور کو مع ان کے لشکر کے منکلی کے مقابلہ پر جانے کو لکھ بھیجا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں فراہم ہو جائیں تو اس کی کمان تم اپنے ہاتھ میں لے لینا۔

منکلی کا انجام: پس جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا مدتوں محاصرے کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہوئی میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ گیا دوسرے دن منکلی کو فتح یابی کی طمع پھر دامن گیر ہوئی فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر دھاوا کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چہار طرف سے جنگ چھیڑ دی۔ آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ شاہی لشکر نے اس کے کل شہروں پر قبضہ کر لیا جلال الدین والی قلعات اسماعیلیہ نے حسب قرارداد سابق منکلی کے مقبوضات کو حصہ بخرہ کر لیا جو باقی رہا اس پر ازبک بن بہلوان قابض ومتصرف ہوا'

فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا ساوہ پہنچا شحنہ ساوہ نے گرفتار کر کے سر اتار لیا۔ ازبک نے اس سر کو فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ دارالخلافت بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولی عہد کا انتقال: خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھی خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور لڑکوں سے محبت زیادہ تھی اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولی عہدی سے معزول کر کے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا لیکن بقضائے الٰہی ۲۰ ذیقعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلافت مآب کو اس کی وفات سے اس درجہ صدمہ و رنج ہوا کہ جس کا پایاں نہیں، عام اور خواص سبھی اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے مرحوم نے وقت وفات دو لڑکے یادگار چھوڑے تھے ایک کا لقب موید تھا اور دوسرے کا موفق خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تستر (متعلقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا فرما کر روانہ کیا اور موید الدین نائب وزیر اور عزالدین کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے بعد ازاں موفق مع نائب وزیر اور شر کے ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد واپس آیا اور موید تستر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ: قبل اس کے اغلمش نے بزور تیغ وحکمت عملی بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس کی مدبرانہ چالوں سے اس کے قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینہ پر جم گئے تھے اس کے بعد ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر ڈالا۔ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش جانشین سلاطین سلجوقیہ کو جو صوبہ خراسان وماوراء النہر پر مستولی ہو رہا تھا ان بلاد پر قبضہ ہونے کا شوق پیدا ہوا۔ لشکر آراستہ کر کے اس پر فوج کشی کر دی۔ ادھر اتابک سعد بن دکلا والی فارس کو بھی اغلمش کے قتل ہو جانے پر یہی طمع دامنگیر ہوئی فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا۔ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی مقام رے میں ایک دوسرے سے متصادم ہو گیا ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہوئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا۔ بعدہ ساوہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قزوین، زنجان اور اودسر پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اہل ہمدان نے سر اطاعت جھکا دیا۔

خوارزم شاہی فوج کی پامالی: تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بلا جدال وقتال قابض ومستولی ہو کے قم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ والی آذربائیجان اور ارانیہ نے بغیر کسی تحریک کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا نامہ و پیام کرتا تھا مگر دربار خلافت سے برابر انکاری جواب آ رہا تھا خوارزم شاہ کو طیش آ گیا دارالخلافت پر حملہ کرنے کا قصد کر لیا چنانچہ ایک امیر کو حلوان سند امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد ایک دوسرے امیر کو بھی روانہ کیا جونہی یہ لوگ ہمدان سے چلے اس قدر برف پڑی کہ تقریباً ساری فوج ہلاک ہو گئی جو باقی رہ گئے ان کو بنو برجم (ترکی) اور بنو سنکار (کردوں) نے لوٹ مار کر کے پامال کر دیا۔ معدودے چند جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ ہمدان پر طائسیوں کو مامور کر کے ان کل

شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دی' عماد الملک ساوی کو اس کی دولت وحکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی معروف کا اخراج: بنی معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے ان کا سردار معلی نامی ایک شخص تھا۔ جنگل جھاڑیوں کے قریب غربی فرات میں یہ لوگ رہتے تھے جب ان کا ظلم فساد اور رون وہاڑے لوٹ مار حد سے متجاوز ہوگئی اور قافلہ کے قافلہ تباہ ہونے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے وزیر دربار خلافت میں شکایت کی' دربار خلافت سے شریف سعد والیٔ واسط کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے تکریت' ہیت' حدیثہ' انبار' حلہ' کوفہ' واسط اور بصرہ سے فوجیں فراہم کر کے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو نہایت تیزی سے ہزیمت دے کر پامال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ قید کر لئے گئے اور کچھ دریا میں غرق کر دیئے گئے جو اس عالم گیر پامالی سے بچے وہ جلاوطن کر دیئے گئے اور مقتولوں کے سر ماہ ذیقعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دیئے گئے۔

تاتاریوں کی یلغار: تاتاری' ترکوں میں سے ہیں ۶۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کی جانب سے خروج کیا سرزمین چین میں طمغاج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا جو بلاد ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اُن کے بادشاہ کا نام چنگیز خاں تھا جو ترکوں کے قبیلہ تمرجی سے تھا اس نے بلاد ترکستان اور ماوراء النہر پر فوج کشی کی اور اس کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض ومتصرف ہو گیا بعد ازاں خوارزم شاہ سے جا بھڑا تا آنکہ اس کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدہ ارانیہ کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر کے شروان' لان اور لکز کے شہروں کی جانب رُخ کیا اور مختلف گروہوں پر مستولی ہو کر بلاد قفچاق کو بھی لے لیا۔ انہی تاتاریوں کا ایک گروہ غزنی اور اُن شہروں کی طرف نکل گیا جو ہندوستان' بحستان اور کرمان سے ملحق ومتصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے یا کچھ زائد زمانہ میں تاتاری' دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن بیٹھے' خونریزی' لوٹ اور غارت گری کی کوئی حد نہ تھی وہ ظلم وستم ان کے ہاتھوں سے وقوع میں آئے کہ جن سے عالم کے کان' سلف سے اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے تھے۔

خوارزم شاہ کی وفات: خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۷ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جاں بحق تسلیم ہوا۔ خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی۔ چنگیز خان دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بہزار خرابی ان کے پنجۂ غضب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا رہا بعد ازاں ۶۲۲ھ میں خراسان اور عراق کی جانب معاودت کی آذربائیجان اور ارمینیہ پر قابض ہو گیا تا آنکہ اس کو مظفر نے قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم ان کے واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں میں مکرر بیان کریں گے پس وہ مقام ان واقعات کی تفصیل کا ہوگا۔

خلیفہ ناصر کا کردار: آخر ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں اپنی خلافت کے سینتالیس برس خلیفہ ابوالعباس احمد الناصر الدین اللہ بن خلیفہ مستضی نے وفات پائی موت سے تین برس پہلے نقل وحرکت سے مجبور ہو گیا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ دوسری آنکھ کی

بصارت کمزور ہوگئی تھی۔ کاروبار اور لہو ولعب میں اس کی خاصیتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلفہ تھا۔ متعدد فنون میں اس کی تالیفات ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو قبضہ عراق پر آمادہ کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس سے اور خوارزم شاہ سے اَن بن ہوگئی تھی اور آئے دن منازعات ہورہی تھی۔ خلیفہ ناصر اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا کسی وقت غلہ اگایا کرتا اور کبھی کبوتر بازی میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جیسے بغداد کے غنڈے پہنا کرتے تھے اور اس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اجازت خلیفہ سے حاصل کی جاتی' یہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ سلطنت وحکومت' عالی دماغ' عالی حوصلہ' صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور یہی امر دولت وسلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث ہوتا ہے۔

خلیفہ ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر کے مرنے پر اس کے بیٹے ابونصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور ''الظاہر بامر اللہ'' کا لقب دیا گیا پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا بعد ازاں ولی عہدی سے اس کو معزول کر کے بوجہ میلان طبیعت اس کے چھوٹے بھائی ابوالحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کیا۔ اتفاق یہ کہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابونصر کو پھر اپنا ولی عہد بنایا۔

ظاہر بامر اللہ کی بیعت خلافت: خلیفہ ظاہر نے تکمیل بیعت کے بعد عدل انصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایانِ شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر مسندِ خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی شب عید میں ایک لاکھ دینار علماء کو دیئے۔

اس چہل پہل کے نو مہینہ پندرہ یوم بعد خلیفہ ظاہر ابونصر محمد نے ۱۵/رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی اس کا رویہ نہایت سیدھا سادھا تھا اس کے عدل وانصاف اور اس کی داد و دہش کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کی زبان پر جاری ہیں۔ روایت کی جاتی ہے کہ اس نے قبل وفات بخط خاص ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو ارا کینِ دولت کے روبرو پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کے پڑھنے اور ارا کینِ دولت کو سنانے کی غرض سے ایک جلسہ کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا ''امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اس قدر کہنے پر اکتفا کیا جائے کہ دربارِ خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یہ یا یہ حکم صادر ہوا ہے اور بعد میں اس کا کوئی اثر کہیں محسوس نہ ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل درآمد کرو''۔ قاصد اس قدر کہہ کر خاموش ہوگیا۔ فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ کا فرمان: ''آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر مہمل اور بے کار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو جانچتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص اچھا کارگزار ہے اس پیشتر ویرانی ملک' بربادی رعایا' تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور نیز براہ مکر و فریب جو جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کرتے اور بیخ کنی و ہلاکت رعایا کو حق رسی و دادرسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے ان سب تمہارے افعال ذمیمہ وحرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو مغتنمات سے شمار کر کے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے خلق اللہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو بالفاظ مختلفہ کہا کرتے ہو' حالانکہ تم علم خلافت کے پاسبان اور معتمد علیہ ہو۔ تم

لوگ اپنی خواہشات کی طرف خلافت مآب کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو ملا جلا دیتے ہو اس سے مجبوری تمہاری رائے سے موافقت کی جاتی ہے بظاہر مطیع اور فرمانبردار ہو لیکن حقیقت میں تم حد درجہ کے نافرمان اور متمرد ہو۔ صورتاً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہوئے اور حقیقتاً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمدللہ کہ اب اللہ سبحانہ نے تمہارے خوف کو امن سے محتاجی کو غنا سے باطل کو حق سے تبدیل کر دیا اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عنایت کیا ہے جو تمہارے عذرات کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہو گا اور اپنی حرکات نامعقول سے باز نہ آتا ہو گا۔ امیر المومنین تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ ان کا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم و بے جا کارروائیوں سے احتراز کرتے رہو۔ امیر المومنین کو ظلم و ستم بے حد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے امیر المومنین خائف و ترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب و توفیق دے گا پس اگر تم نے وہ راستہ اختیار کیا جو ملک خدا میں اس کے نائبوں اور امینوں کا ہے تو نور علیٰ نور ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک و تباہ ہو جاؤ گا' والسلام''۔

باب: ۳۶

منصور بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۲۳ھ تا ۶۴۰ھ

عبداللہ بن مستنصر مستعصم باللہ ۶۴۰ھ تا ۶۵۵ھ

خلیفہ ظاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو جعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر اس کے عہدِ خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا خراج کم ہو کر تقریباً معدوم ہو گیا تھا۔ صوبجات کے حصہ بخرے ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا حصہ کثیر موقوف اور تخفیف کر دیا گیا جس سے بے حد تغیرات وقوع میں آئے اسی کے زمانہ میں محمد بن یوسف بن ہود نے اندلس میں آخری زمانہ حکومت موحدین میں دعوت عباسیہ کا اعادہ کیا تھا یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا اسی کے آخری دورِ حکومت میں تاتاریوں نے بلاد روم کو غیاث الدین کیخسرو آخری بادشاہ بنی قلج ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کے بعد بلاد ارمینیہ کے تاخت و تاراج کرنے کو بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امان طلب کی انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اس کو مقرر کیا چنانچہ یہ ان کی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا۔ آئندہ کے ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کیے جائیں گے۔

خلیفہ مستنصر کی وفات: خلیفہ مستنصر دارالخلافت بغداد میں انہی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو گورزانِ صوبجات اور اطراف وجوانب کے والیان ملک کے دست برد اور قبضہ وتصرف سے بچے رہے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے اس نظام میں بھی خلل واقع ہوا تاتاریوں نے کل بلاد اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور گورنران صوبجات اسلامیہ اور اطراف وجوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولت اور حکومتوں کا نام صفحہ ہستی سے محو کر کے دارالخلافت بغداد کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر کا ۶۴۰ھ میں اپنی خلافت کا سولہواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ: اس کا بیٹا عبداللہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوا۔ ''المستعصم باللہ'' کا لقب اختیار کیا فقیہہ اور محدث تھا

موید الدین ابن علقمی رافضی اس کا وزیر تھا اس کی نا قابلیت سے دار الخلافت بغداد میں شیعہ اہل سنت و جماعت حنابلہ اور کل اہل مذہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے اوباشوں جرائم پیشوں اور مفسدہ پردازوں میں آئے دن ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا۔ کوئی فتنہ و فساد مابین ملوک اور ارکین دولت کے ایسے نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں حکومت و سلطنت کا رعب لوگوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل مسدود ہوگئی تھی خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہو رہی تھی افسران فوج کو تخفیف کر دیا گیا تھا۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کا محصول وصول کر لینے کو کہہ دیا۔ غرض امراء لشکر اور نیز خلافت مآب کی بدقت اوقات گزاری ہوتی تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں دار الخلافت بغداد میں آتش فساد مشتعل ہوگئی شیعہ سنی باہم دست و گریبان ہوگئے۔

وزیر ابن علقمی کی غداری: شیعوں کا مسکن غربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممتاز رکن تھا ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و تعدی کی خلیفہ مستعصم نے اپنے بیٹے ابوبکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی کو روانہ کیا اور باعیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دیا اس معاملہ میں خلافت مآب نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا ابن علقمی کو یہ امر ناگوار گزرا۔ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ بحکمت عملی لشکر کے بہت بڑے حصہ کو موقوف کر دیا اور خلافت مآب پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیجی گئی ہیں اور علاوہ ان کے دار الخلافت بغداد میں رہنے سے ادائگی تنخواہ میں بھی دقت ہوتی ہے ۲۵۲ھ میں ہلاکو چنگیزی تاتاری نے عراق پر فوج کشی کی رے اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعات اسماعیلیہ پر دھاوا کیا ۲۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی اثناء راہ میں ابن صلایا والی اربل کا خط ملا جس میں ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا ابن علقمی نے ہلاکو کو دار الخلافت بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی۔

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ: چنانچہ ہلاکو نے بلاد اسماعیلیہ سے مراجعت کر کے بغداد کا قصد کیا امراء تاتار کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ وہ لوگ بھی بطور مقدمۃ الجیش کے بلاد روم کی طرف سے آنے لگے جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا۔ ایبک دوادار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاری لشکر کو شکست ہوئی۔ تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا اس حملہ میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا۔ عساکر اسلامیہ نے بغداد کی جانب معاودت کی مگر ان کے آنے سے پیشتر تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلے کا بند ٹوٹ جانے سے بغداد کے اردگرد پانی پھیل گیا تھا جس سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہ ہو سکا۔ تاتاریوں نے تعاقب کر کے اسلامی فوج کو جی کھول کر پامال کیا۔ دوادار مارا گیا اور امراء جو اس کے ہم رکاب تھے قید کر لئے گئے۔

خلیفہ مستعصم کا خاتمہ: ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا وزیر ابن علقمی شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا اپنی ذات خاص کے لئے امان حاصل کی اور واپس جا کر خلافت مآب سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امان حاصل کر لی ہے آپ ہلاکو خان کے پاس چلئے وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت میں قائم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم میں بادشاہ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم مع فقہاء قضاۃ اور ارکین دولت کے ہلاکو کے پاس گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا

بعد ازاں خلیفہ مستعصم کو بورے میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا اور مستعصم گھسٹا ہوا پامال ہو گیا۔ ابن علقمی نے خلیفہ کی نعش کو پاؤں سے کچلا اور اس زعم سے کہ میں اہل بیت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

بغداد کی تباہی اور قتل عام: اس کے بعد ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا۔ عام خونریزی کا حکم دے دیا ایک مدت تک غارت گری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور لڑکے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے نکلے جن کو تاتاریوں نے بات کی بات میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا کہتے ہیں کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تاتاریوں نے قصور (محلسرائے) خلافت اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اور اس قدر مال و اسباب لوٹ گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔

علمی ذخائر کی بربادی: علمی ذخائر جو شاہی کتب خانے میں تھے دجلہ میں پھینک دیئے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتی اگر چہ اور قوموں کا یہ زعم ہے کہ یہ اس کی بعینہ نظیر ہے جو مسلمانوں نے شروع زمانہ فتوحات میں اہل فارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی محلسراؤں کو آگ لگا دینے کا قصد کیا لیکن اس کے ارکین دولت نے اس سے مخالفت کی۔

ہلاکو کی فتوحات: فتح اور پامالی بغداد کے بعد ہلاکو نے میافارقین کے محاصرے کو فوجیں روانہ کیں جو دو برس کے محاصرے کے بعد بزور مفتوح ہوا۔ اس کے کل حامی و مددگار مار ڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب میں سے ملک ناصر الدین محمد بن شہاب الدین غازی بن الملک العادل ابو بکر بن ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ والی موصل ابن خوفناک غارت گری کو دیکھ کر ڈر گیا۔ نذرانے اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ مہم میافارقین کے سر ہونے پر اربل کی طرف ہلاکو نے لشکر روانہ کیا اہل اربل نے قلعہ بندی کر لی چند محاصرے کر کے تاتاری لشکر بے نیل و مرام واپس آیا۔ اس کے بعد والی اربال بن صلابیہ ہلاکو سے ملنے آیا۔ ہلاکو نے اس کو قتل کر کے جزیرۂ دیار بکر اور دیار ربیعہ پر مستولی اور قابض ہو گیا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور ہلاکو نے موقع پا کر چاروں طرف سے اس پر فوج کشی کر دی جیسا کہ آئندہ تحریر ہو گا۔

ہلاکو کی فتح یابی سے خلافت اسلامیہ کی حکومت جو دارالخلافت بغداد میں بنی عباس کے قبضہ اقتدار میں تھی منقرض اور معدوم ہو گئی پھر اس رسم قدیم کو ملوک ترک نے ان خلفاء کے ذریعے سے جن کو انہوں نے پہلے خلفاء کے عقاب سے منصوب اور متمکن کیا تھا۔ دوسرے مقام پر قائم کیا اور ان کی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طور سے جاری رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کرنے والے ہیں۔

تعجب ہے کہ یعقوب بن اسحاق کندی فیلسوف عرب زمانہ ظہور ملت اسلامیہ عربیہ کے ضمن میں بیان کرتا ہے کہ عرب کی حکومت چھ سو ساٹھ سال میں منقرض و ناپذیر ہوئی حالانکہ دولت بنی عباس جس روز سے کہ سفاح کی خلافت کی بیعت ۱۳۲ھ میں ہوئی تھی زمانہ قتل مستعصم تک جو کہ ۶۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے پانچ سو چوبیس برس قائم رہی اور ان کے سینتیس خلفاء نے بغداد میں خلافت کی۔

وللہ وارث الارض و من علیھا و ھو خیرا الوارثین

شجرہ و اسماء خلفاء عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی

عباس بن عبدالمطلب

علی — عبداللہ

محمد

١ سفاح — ٣ مہدی — ٢ منصور

٥ ہارون الرشید — ٤ ہادی

٦ امین — ٧ مامون — ٨ معتصم

٩ واثق باللہ — ١٠ متوکل علی اللہ — ١١ منتصر باللہ — ١٢ مستعین باللہ

١٤ مہتدی باللہ — ١٣ معتز باللہ — ١٤ طلحہ موفق — ١٥ معتمد علی اللہ

١٦ معتضد باللہ — مکتفی باللہ — ٢٢ مستکفی باللہ

٢١ متقی للہ — ١٨ مقتدر باللہ — ١٩ قاہر باللہ — ٢٠ راضی باللہ

طائع للہ — مطیع للہ — اسحاق — ٢٥ قادر بامر اللہ — ٢٦ قائم بامر اللہ

راشد باللہ — مسترشد باللہ — ٢٩ مستظہر باللہ — ٢٨ مقتدی بامر اللہ — محمد

٣١ مقتفی لامر اللہ — ٣٢ مستنجد باللہ — ٣٣ مستضئ بامر اللہ — ٣٤ ناصر الدین اللہ

٣٧ مستعصم باللہ — ٣٦ مستنصر باللہ — ٣٥ ظاہر باللہ

واضح رہے کہ بلحاظ ترتیب خلافت خلفا کے ناموں پر نمبر لگایا گیا ہے جن ناموں پر نمبر نہیں ہے ان کو خلافت نصیب نہیں ہوئی۔ مترجم

احمد بن ظاہر مستنصر باللہ ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

خلافت عباسیہ مصر: جس وقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم وستم کا شکار ہوگیا اور تاتاریوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرلیا اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہوگئی' شیرازہ خلافت درہم برہم ہوگیا۔ خاندان خلافت کے ارکان محلسرائے خلافت سے نکل کر ادھر اُدھر بھاگ گئے ان میں جو سب سے بڑا تھا اس نے مصر میں جا کر دم لیا وہ کون تھا؟ احمد بن خلیفہ ظاہر' شہید خلیفہ مستعصم کا چچا' مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی' اس وقت مصر کی زمام حکومت الملک الظاہر کے قبضہ اقتدار میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر و قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر پا کر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور رکن احمد نامی حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے۔ جوش وخروش سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ارادت مندانہ ملا۔ تشریف آوری کی خوشی میں شہر کو چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

تخت نشینی: احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ جبل میں دربار عام کیا ارکین دولت وروسا ملک دولت حسب مراتب حاضر ہوئے قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ انہنے ان عربوں کی شہادت سے جو احمد کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا۔ اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کا تکملا کیا گیا پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی۔ بعد ازاں حاضرین دربار یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے کمال خوشی ومسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کا موقع دیا گیا اور ''المستنصر باللہ'' کا مبارک لقب حاصل ہوا۔ ممبروں پر احمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا اور گشتی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے زمام حکومت الملک الظاہر کے ہاتھ میں دی اور اپنی جانب سے ایک توقیع لکھ کر عنایت فرمائی۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا' ارکین دولت' مشیران سلطنت اور روسا ملک دولت حاضر ہوئے الملک الظاہر نے خلافت مآب کی توقیع کو پڑھا لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کیے سلطان الملک الظاہر نے بطیب خاطر اس جدید خلیفہ کے لئے ارباب مناصب اتابک استاددار شرابدار حاجب اور کاتب وغیرہ تعین فرمائے۔ ہر طبقہ کے آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خیمے فروش اور ہر طرح کے اسباب وسامان آرائش فراہم کیے بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ صرف کئے تھے۔

خلیفہ مستنصر باللہ اور تاتاریوں میں جنگ: چند دن بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بہ نفس نفیس اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اسنے میں صالح بن لولو والی موصل پر آ پہنچا۔ اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک

الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس کرا دینے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ جدید خلیفہ مع صالح کے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہوا۔ الملک الظاہر بھی مشایعت کی غرض سے شہر سے باہر آیا اور آخر کار الظاہر بھی ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے اپنے امیروں سے دو امیر بغرض امداد ان کے ساتھ روانہ کئے اور یہ حکم دیا کہ ان کی معیت میں فرات تک جانا تا تاریوں کو اس کی خبر لگ گئی فوجیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے۔ دونوں گروہوں میں ایک مقام پر مڈ بھیڑ ہوئی۔ تا تاریوں نے اپنے پُرزور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو ایسا کمزور کر دیا کہ لڑنے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی سب کے سب میدانِ جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے خلیفہ احمد بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔ تا تاری لشکر اس مہم سے فارغ ہو کر موصل کی جانب بڑھا۔ سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر بزورِ تیغ مفتوح کر لیا اور قتل و غارت گری کرتا ہوا موصل میں گھس پڑا۔ صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

احمد بن ابو علی حسن حاکم بامر اللہ ۶۶۱ھ تا ۷۰۱ھ

خلیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندانِ خلافت کے ایک دوسرے فرد کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی ادا کرنے کا اہل ہو۔ آئندہ روز سے استفسار کر رہا تھا کہ دفعتاً بغداد سے ایک شخص مصر میں وارد ہوا جو اپنے کو نسباً راشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔ صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں نسابہ مصر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ سلیمانیہ ان کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابو بکر کا۔ ابو بکر بیٹا علی کا علی بیٹا احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ انتہیٰ کلام صاحب حماۃ۔

احمد کے آباء میں مابین اس کے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے کوئی اور شخص خلیفہ نہیں ہوا۔ الغرض الملک الظاہر نے ان کے ہاتھ پر خلافتِ اسلامیہ کی بیعت کی اور ''الحاکم بامر اللہ'' کا لقب دیا اس نے اپنی طرف سے امورِ خاصہ اور عامہ کے سفید و سیاہ کا اختیار الملک الظاہر کو عنایت کیا۔ ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا سکہ پر اس کا نام مسکوک کیا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت میں بیرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا۔ بعد اس کے صالح قلاؤن اور اس کے بیٹے اشرف کا دورِ حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال میں بیرس میں ٹھہرا رہا۔ پھر الملک الناصر محمد بن قلاؤن کا دور دورہ ہوا۔ اسی کے حکمرانی کے زمانہ میں خلیفہ حاکم نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

سلیمان بن حاکم مستکفی باللہ ۷۰۱ھ تا ۷۴۰ھ

حاکم کا جانشین اس کا بیٹا ابو الربیع سلیمان ہوا۔ اور ''المستکفی باللہ'' کا لقب اختیار کیا بدستورِ قدیم اس کے نام کا خطبہ ممبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ مسکوک ہوا۔ ۷۰۲ھ میں خلیفہ سلیمان الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبارہ تا تاریوں سے لڑنے کو نکلا۔ ۷۳۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے سوءظنی پیدا ہوئی گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا ایک برس تک کسی سے

ملنے جلنے نہ دیا بعدہ مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دی۔ بعد چندے پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو ۳۸ کے ھ میں قوص کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو برس بعد ۴۰ کے ھ میں قبل وفات الملک الناصر مستکفی مر گیا۔

ابراہیم بن واثق باللہ ۴۰ کے ھ تا ۴۱ کے ھ

مستکفی نے خلافت سے پہلے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا پس وفات کے بعد مستکفی احمد کی خلافت کی بیعت کی لی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد ''الحاکم بامر اللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولی عہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا۔ معزول کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور ''الواثق باللہ'' کا لقب دیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ ثانی ۴۱ کے ھ تا ۵۳ کے ھ

اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہو گیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غلط تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کیا اور احمد کی خلافت کی بیعت کی اور ''الحاکم بامر اللہ'' کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۴۱ کے ھ کا ہے ۵۳ کے ھ میں اس نے بھی وفات پائی۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۵۳ کے ھ تا ۶۳ کے ھ

تب اس کا بھائی ابوبکر خلیفہ بنایا گیا اور ''المعتضد باللہ'' کے لقب سے ملقب کیا گیا دس برس خلافت کر کے ۶۳ کے ھ میں رحلت پائی اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر سرفراز کیا گیا اور ''المتوکل علی اللہ'' کا لقب دیا گیا ۸ کے ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے کو روانہ ہوا ترکوں نے بدعہدی کی۔ بدامنی اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ بمجبوری سلطان اشرف مصر واپس آیا۔ امراء ترک نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور نیز خلافت کے بیعت کرنے کو طلب کیا۔ خلیفہ متوکل نے انکاری جواب دیا اس بناء پر ایک نامی ایک شخص نے جو امراء ترک سے تھا اور ان دنوں قاہرہ میں حکومت و سلطنت پر مستولی ہو رہا تھا ۹۹ کے ھ میں اس رنجش کے تحت جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کے برادر عم زاد زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر متمکن کیا۔ تا آنکہ قرط ترکمانی کا واقعہ پیش آیا۔ قرطہ ترکمانی مصری لشکر کا ایک سردار تھا مفسدین کی سازش سے قرطہ ۸۵ کے ھ میں الملک الظاہر ابوسعید برقوق کے مقابلہ پر آ گیا۔ غمازوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ قرطہ نے خلیفہ متوکل کی سازش سے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے غیر مطمئن ہو کر غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

محمد بن ابراہیم واثق باللہ ۷۸۵ھ تا ۷۸۸ھ و زکریا بن ابراہیم ۷۸۸ھ تا ۷۹۱ھ

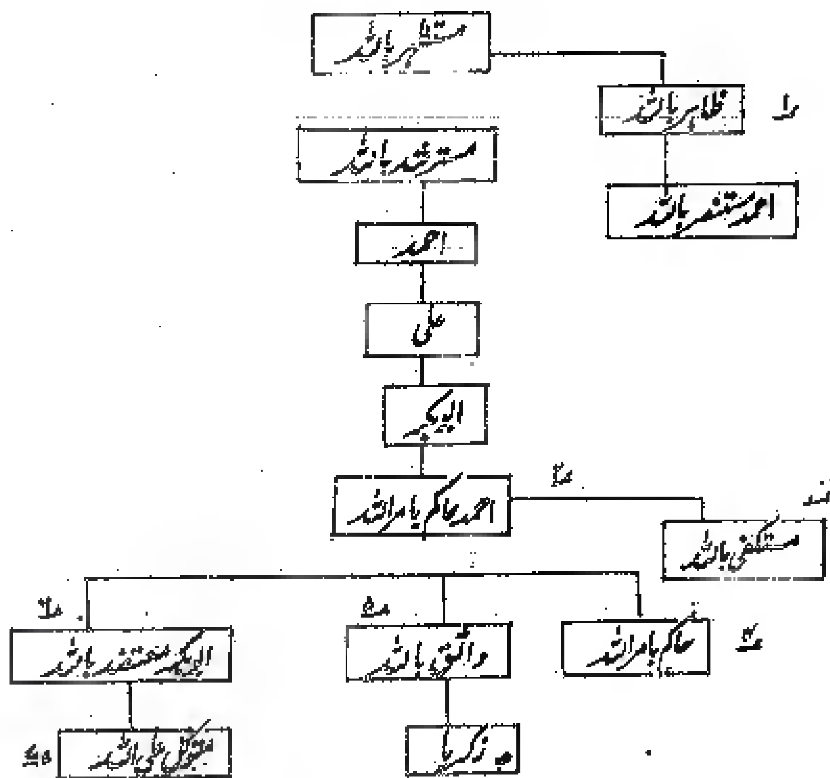
بجائے اس کے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر مامور کیا ''الواثق باللہ'' کا لقب دیا تقریباً تین برس زندہ رہ کر ۷۸۸ھ میں واثق نے وفات پائی۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو مسندِ خلافت پر متمکن کیا جس کو ایک ترکی نے مسندِ خلافت پر بٹھایا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن معتضد متوکل علی اللہ ۷۹۱ھ تا ۸۰۸ھ

اس کے بعد ۷۹۱ھ میں بلبغا ناصری والیٔ حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے سلسلے میں بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کا ہم کامل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کے قائم کرنے والے تھے۔ بے شک اس مقام پر فقط انہی حالات کے لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے اور ان اخبار کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے نظر انداز کر دیا ہے۔

منصب خلافت: یہ خلفاء منصب خلافت پر رسم خلافت کے پورا کرنے' فرائض مذہبی کی بہ طریق شریعت ادائی وارکان خاندان وغیرہ کو خطابات دینے کے لئے ہوتے تھے اور بوجہ کمال ایمان اور فرطِ محبت' بالغرض ایفاء شروط و امامت یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ملوک ہند کیا جس قدر بلادِ مختلفہ میں اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہی خلفاء سے اور نیز ان سے جو پیشتر گزر چکے تھے خطابات اور سندات حکومت حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات' ملوک بنی قلاون وغیرہ کے ذریعہ و توسط سے جو مصر میں تھے پیشوا ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلافت مآب کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے تھے خلعت سند حکومت اور خطابات وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ ان لوگوں کی جو منصب خلافت کے قائم رکھنے والے تھے امداد و تائید کیا کرتے بمن اللہ و فضلہ

شجرۂ انساب خلفاء عباسیہ جنہوں نے خلافت بغداد کے بعد مصر میں خلافت کی



۱؎ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی کی خلافت کی مصر میں بیعت کی گئی۔

۲؎ اس کو ایبک نے منصب خلافت پر منصوب کیا تھا جو چند روز بعد معزول کیا گیا اس وجہ سے اس پر نمبر نہیں لگایا گیا۔